





۷۸۶
۱۱۰-۹۲
یا صاحب الزماں ادرکنی

لبیک یا حسینؑ

خصوصی تعاون: نذر عباس
رضوان رضوی

اسلامی کُتب (اردو) DVD

ڈیجیٹل اسلامی لائبریری۔

www.ziaraat.com

SABEEL-E-SAKINA
Unit#8,
Latifabad Hyderabad
Sindh, Pakistan.
www.sabeelesakina.co.cc
sabeelesakina@gmail.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم



سبیلِ سکینہؑ

یونٹ نمبر ۸ لطیف آباد حیدر آباد۔(پاکستان)

محترم جناب______________________________

السلام علیکم

کتاب کوئی بھی ہو ہر آدمی کی دسترس میں نہیں ہوتی۔ یا تو اس کی قیمت اتنی ہوتی ہے کہ اس مہنگائی کے دور میں عام آدمی اس بات کا متحمل نہیں ہوسکتا کہ وہ ان کتابوں کو خرید کر اپنے گھروں میں رکھے تاکہ ان کے بچوں کی صحیح تربیت ہو سکے۔ اوران کی معلومات میں اضافہ ہو سکے۔ اگر عام طالبعلم کتابیں پڑھ کر ڈاکٹر یا انجینیر بن سکتا ہے تو وہ اپنی ہی زبان میں دینی کتابیں پڑھے تو اسے کیوں کر سمجھ نہیں آسکتیں اور وہ ان کتابوں کو پڑھ کر دینِ حق کو سمجھ سکتا ہے چاہے وہ کسی بھی فرقے سے تعلق رکھتا ہو۔ اور پھر علم حاصل کرنا تو ہر مسلمان پر فرض ہے۔ اسی حدیث رسولؐ کی روشنی میں ہم کو یہ موقع ملا کہ ہم دینِ حق کی بہتر خدمت کر سکیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہم تقریباً ۵۰۰ کتب پر مشتمل ایک اسلامی ڈیجیٹل لائبریری پیش کر رہے ہیں۔ ان DVD's پر لکھ دیا گیا ہے کہ

NOT FOR COMMERCIAL USE

ہم علماء دین واہلِ نظر سے گزارش کرتے ہیں کہ وہ تمام مومنوں و مومنات کو دورِ حاضر کے جدید تکنیکی تقاضوں کی ضرورت سے ہم آہنگی کی طرف توجہ دلائیں۔ سبیلِ سکینہؑ اُن تمام حضرات کی شکر گزار ہے جنھوں نے ہماری کاوش میں بھرپور ساتھ دیا خصوصاً ziaraat.com جس کے ذریعے سے مزید اسلامی ویب سائٹس نے اس ڈیجیٹل لائبریری کو اپنی ویب سائٹس پر جگہ دی یعنی ہم سب کی یہی کوشش ہے کہ علم حاصل کرنے کیلئے ہر اس ضروری قدم کی طرف بڑھیں جس سے محمد وآلِ محمدؐ کی خوشنودی حاصل ہو۔ ہم دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ محمد وآلِ محمدؐ کے فضل سے ہمارے علم میں اضافہ کرے اور ہمیں شیطان کے شر سے محفوظ رکھے اور نیک اعمال کی توفیق عطا فرمائے۔ تاکہ ہم علم کے ہتھیار سے شیطانی تباہ کاری و موجودہ دہشتگردی کا مقابلہ کر سکیں۔

ہم ایک بار پھر اسلامی معاشرے کے علمی شخصیات سے گزارش کرتے ہیں کہ قولِ رسول کے مطابق
تمام مسلمانوں کو علم حاصل کرنے کی شدید ضرورت پر توجہ دلائیں۔

نوٹ۔(اسلامی ڈیجیٹل لائبریری www.ziaraat.com پر online دستیاب ہے۔)

(دعا گو ۔سید نذر عباس و ممبران سبیل سکینہؑ ۔ ۱۵ شعبان ۱۴۲۹ھ)

email: sabeelesakina@gmail.com

وَذَكِّرْهُمْ بِاَيّٰمِ اللّٰهِ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ

تاریخ ابن کثیر

شہرۂ آفاق عربی کتاب

البدایۃ والنہایۃ

کا اردو ترجمہ

جلد نمبر ۱۴

یہ جلد ۶۹۸ھ سے ۷۶۷ھ تک کے واقعات پر مشتمل ہے۔ اس دور میں مسلمانوں کی عظیم سلطنتوں کو زوال آ چکا تھا۔ دین کی ترویج کے لیے علامہ ابن تیمیہ کی کاوشیں اس کے علاوہ جلیل القدر علماء، خطباء اور قضاۃ کا تذکرہ ہے۔ اسکندریہ پر فرنگیوں کے قابض ہونے کے واقعات بھی اس جلد میں شامل ہیں۔

تصنیف ❁ علامہ حافظ ابوالفدا عماد الدین ابن کثیر (۷۰۱ھ۔۷۷۴ھ)

ترجمہ ❁ مولانا اختر فتح پوری

نفیس اکیڈمی
اردو بازار، کراچی

البدایة والنہایة

نام کتاب	....	تاریخ ابن کثیر
مصنف	....	علامہ حافظ ابوالفدا عماد الدین ابن کثیر
ترجمہ	....	مولانا اختر فتح پوری
ناشر	....	نفیس اکیڈمی۔ کراچی
طبع اوّل	....	جنوری ۱۹۸۹ء
ایڈیشن	....	آفسٹ
ضخامت	....	۳۵۲
ٹیلیفون	....	۰۲۱۔۷۷۲۲۰۸۰

تعارف جلد چہاردہم

گرامی قدر قارئین اس وقت البدایہ والنہایہ کی چودھویں جلد جو اس معرکۃ الآرا کتاب کی آخری جلد ہے ہمارے پیش نظر ہے جو ۶۹۸ھ سے لے کر ۷۶۷ھ تک کے واقعات پر مشتمل ہے' اس دور میں مسلمانوں کی عظیم سلطنتوں کو زوال آ چکا تھا' خلفاء کا نام صرف برائے وزن بہت ہی تھا' باہمی سر پھٹول جاری تھی' بدعات کا دور دورہ تھا' مساجد کے ائمہ اور خطباء کے تقرریہ پر جھگڑے ہوتے تھے اور حصول امارت کے لیے رسہ کشی ہوتی تھی اور اختلافی مسائل پر ایک دوسرے کو نیچا دکھانے کے لیے کئی قسم کے ہتھکنڈے اختیار کیے جاتے تھے۔

اس گئے گذرے دور میں شمع اسلام کو روشن کرنے کے لیے علامہ ابن تیمیہؒ نے سیف وسنان کے ساتھ ساتھ قلم وقرطاس کو بھی استعمال کیا اور سربراہانِ حکومت کو مشورے دیئے اور مسائل میں ان کی راہنمائی کی اور کئی دفعہ درزنداں کو دستک دی' اگرچہ اس دور میں بیشمار مدارس دینی تعلیم کے لیے موجود تھے' لیکن ان سے خاطر خواہ فائدہ نہ اٹھایا جارہا تھا اور لوگ دین کے مغز سے بے نیاز ہو کر صرف قشر پر ہی اکتفا کیے ہوئے تھے' اور خطیب کی آواز کے سریلے پن پر ہی نظر کیے ہوئے تھے اور خطیبوں کا حال بھی جگر مراد آبادی کے اس شعر کا مصداق تھا۔

واعظ کا ہر اک ارشاد بجا' تقریر بہت دلچسپ مگر
آنکھوں میں سرورِ عشق نہیں' چہرے پہ یقین کا نور نہیں

اس میں کچھ شک نہیں کہ اس دور میں بھی علماء اور صلحاء اور اخیار وابرار موجود تھے مگر وہ زاویہ نشین ہو چکے تھے اور انفرادی طور پر شمع اسلام کو روشن کیے ہوئے تھے' جیسے علامہ ابن تیمیہ' علامہ ابن قیم علامہ حافظ ابو الحجاج المزی' ابن کثیر کے والد مرحوم اور اس تاریخ کے مؤلف حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔ وغیرہم

علاوہ ازیں اس جلد میں جلیل القدر علماء' خطبا اور قضاۃ کے مختصر حالات بھی ہیں اور بعض ایسے نادر اور عجیب واقعات بھی ہیں جو صدیوں بعد وقوع پذیر ہوتے ہیں بلکہ بعض کا وقوع تو شاذ ہی ہوتا ہے نیز اس میں دمشق کے باب جیرون کی تاریخ اور اس کی تباہی اور باب کیسان کے دوسو سال بعد کھلنے کے حالات اور اسکندریہ پر فرنگیوں کے قابض ہونے کے واقعات بھی بیان کیے گئے ہیں' ہم نے مختصراً تعارف میں جو کچھ لکھا ہے اس کی تفصیل آپ کتاب کے مختلف مقامات پر پائیں گے۔

آخر میں اس بات کا ذکر نہ کرنا ناشکر گزاری ہوگی کہ یہ عظیم اور معرکۃ الآرا کتاب جو سات صدیوں سے الماریوں میں بند

پڑی تھی اور جس سے عربی دان اصحاب کے سوا کوئی شخص مستفید نہ ہو سکتا تھا

جناب چوہدری طارق اقبال صاحب گاہندری مالک نفیس اکیڈمی نے اپنی جہد مسلسل اور لاکھوں روپیہ کے صرفہ سے اسے اردو زبان میں منتقل کروا کر شائع کر دیا ہے ہمارے خیال میں اگر ایسا جرأت مندانہ کسی علمی ملک میں ہوتا تو حکومت اس کی حوصلہ افزائی میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرتی ایسے جرأت مند لوگ جو اپنا تن من دھن علم کی خدمت میں صرف کر دیں' کم ہی منظر عام پر آتے ہیں۔

جناب چوہدری طارق اقبال صاحب نے جو کام کیا ہے وہ انہیں ہمیشہ اس دنیا اور اخروی دنیا میں سر بلند رکھے گا' اور یہ کتاب ایک ایسی یادگار ہے جو ہمیشہ انہیں زندہ رکھے گی' اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ انہیں ہمت و استقامت عطا فرمائے اور اپنے مرحوم والد کا صحیح جانشین بنائے اور انہیں مسلمانوں کی مزید علمی خدمت کرنے کی توفیق ارزاں فرمائے۔ آمین

اختر فتح پوری
۲۳/۲/۸۸



فہرست البدایہ والنہایہ جلد نمبر ۱۴

☆☆☆☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم

۶۹۸ھ

اس سال کا آغاز ہوا تو الحاکم العباسی' خلیفہ' اور سلطانِ بلاد' منصور لاجین' اور مصر میں اس کا نائب اس کا غلام سیف الدین منکوتمر' اور شافعیہ کا قاضی' شیخ تقی الدین بن دقیق العید' اور حنفی قاضی حسام الدین رازی اور مالکی اور حنبلی قاضی وہی تھے جن کا ذکر پہلے ہو چکا ہے اور شام کا نائب' سیف الدین قبجق منصوری اور شام کے قضاۃ وہی تھے جو اس سے پہلے سال تھے اور وزیر' تقی الدین توبہ اور خطیب بدرالدین بن جماعۃ تھا۔

محرم کے دوران میں فوج کا ایک دستہ ایک بیماری کے سبب جو بعض لوگوں کو لاحق ہوئی بلاد سیس سے واپس آ گیا اور انہیں سلطان کی طرف سے سخت ملامت اور شدید وعید کا خط آیا اور یہ کہ تمام فوج نائب السلطنت قبجق کے ساتھ وہاں چلی جائے اور اس نے عذر وغیرہ کی وجہ سے پیچھے رہنے والوں کے لیے پھانسی کے پھندے نصب کر دیئے اور نائب السلطنت امیر سیف الدین قبجق افواج کے ساتھ نکلا اور اہل شہر دستور کے مطابق مانگنے کا موقع پا کر نکلے اور نائب السلطنت بڑی شان وشوکت کے ساتھ نکلا اور عوام نے اس کے لیے دعائیں کیں اور وہ اس سے محبت کرتے تھے اور فوج مسلسل بلاد سیس کا قصد کیے چلتی رہی اور جب وہ حمص پہنچے تو امیر سیف الدین قبجق اور امراء کی جماعت کو اطلاع ملی کہ ان کے بارے میں منکوتمر نے جو شکایت کی ہے اس کی وجہ سے سلطان کا دل کینے سے پر ہو گیا ہے اور انہیں یہ بھی معلوم ہو گیا کہ سلطان اس کی محبت کی وجہ سے اس کی مخالفت نہیں کرے گا' پس ان میں سے ایک جماعت نے بلاد تاتار میں داخل ہونے اور اپنے آپ کو بچانے کے لیے اتفاق کر لیا' پس وہ اپنے اطاعت کنندوں کے ساتھ حمص سے روانہ ہوئے اور وہ قبجق' بزلی' بکتمر' السلحد ار اور ایلی تھے اور وہ مسلسل چلتے رہے اور فوج کا بہت سا حصہ دمشق واپس آ گیا اور امور میں گڑ بڑ ہو گئی اور عوام نے قبجق کے حسن سیرت کی وجہ سے اس پر غم کیا اور یہ اس سال کے ربیع الآخر کا واقعہ ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

منصور الاجین کے قتل اور محمد بن قلادون کی طرف حکومت کی واپسی کا بیان:

جب ۱۹؍ربیع الآخر کو ہفتہ کا دن آیا تو ایلچیوں کی ایک جماعت نے آ کر سلطان ملک منصور الاجین اور اس کے نائب سیف الدین منکوتمر کے قتل کی خبر دی اور یہ واقعہ ۱۱؍ربیع الآخر جمعہ کی شب کو امیر سیف الدین کرجی اشرفی اور اس کے ساتھ اتفاق کرنے والے امراء کے ہاتھوں ہوا اور قاضی حسام الدین حنفی کی موجودگی میں ہوا اور وہ اس کی خدمت میں بیٹھا تھا اور دونوں باتیں کر رہے تھے اور اس سے قبل دونوں شطرنج کھیل رہے تھے' اور ان دونوں کو معلوم بھی نہ ہوا اور وہ ان کے پاس آ گئے اور جمعہ کی شب کو انہوں نے اعلانیہ جلد بازی کے ساتھ سلطان کی طرف سبقت کی اور اسے قتل کر دیا اور اس کے نائب کو جمعہ کی صبح کو باندھ کر قتل کیا گیا۔ اور اسے کوڑی پر پھینک دیا گیا اور امراء نے اپنے استاد کے بیٹے ملک ناصر محمد بن قلادون کو دوبارہ لانے پر اتفاق کر لیا اور انہوں نے

الکرک میں اس کے پیچھے آدمی بھیجا اور قاہرہ میں اس کا اعلان کیا اور اس کی آمد سے قبل منابر پر اس کا خطبہ دیا اور نائب شام قبجق کے پاس خطوط آئے اور انہوں نے دیکھا کہ وہ لاجین کی مصیبت کے خوف سے بھاگ گیا ہے پس ایلچی اس کے پاس گئے اور وہ اسے اس وقت ملے جب وہ راس العین کے پاس جو ماردین کے مضافات میں ہے معلوں سے جا ملا اور وقت جاتا رہا۔ ولاقوۃ الا باللہ

اور جس شخص نے ان کے پیچھے اپنے ارادے کو تیزی سے چلایا اور انہیں واپس لانے کے لیے ان کے پیچھے گیا وہ امیر سیف الدین بلابان تھا' اور شہر کی ذمہ داریوں کو قلعہ کے نائب علم الدین ارجواش اور امیر سیف الدین جاعان نے سنبھالا اور جن لوگوں کو اس حکومت میں اختصاص حاصل تھا ان کی نگرانی کی اور ان میں شہر کا محتسب جمال الدین یوسف رومی بھی تھا اور شفا خانے کا ناظر بھی تھا پھر کچھ مدت کے بعد اسے رہا کر دیا گیا۔ اور دوبارہ اپنے کاموں پر لگا دیا گیا اور اسی طرح سیف الدین جاعان اور حسام الدین لاجین والی البر کی بھی نگرانی کی گئی اور دونوں کو قلعہ میں داخل کر دیا گیا۔ اور مصر میں امیر سیف الدین طغجی کو قتل کر دیا گیا اور اس نے چار روز ناصر کی نیابت کی تھی اور کرجی نے لاجین کے قتل کی ذمہ داری لی تھی' پس وہ دونوں قتل ہو گئے اور انہیں کوڑی پر پھینک دیا گیا اور عوام الناس وغیرہ طغجی کی صورت کو دیکھنے لگے اور وہ خوبصورت تھا اور وقار' مال اور حکومت کے بعد قبروں نے انہیں وہاں چھپا لیا' پس سلطان لاجین کو دفن کر دیا گیا اور اس کے پاؤں کے پاس اس کے نائب منکوتمر کو دفن کیا گیا اور باقی لوگوں کو وہاں اپنی اپنی خواب گاہوں میں دفن کر دیا گیا۔

اور ۴؍ رجمادی الاولیٰ کو ہفتہ کے روز' ملک ناصر کے مصر میں داخل ہونے کی خوشخبری آئی اور وہ جمعہ کا دن تھا اور خوشی کے شادیانے بجائے گئے اور قضاۃ اور اکابرین حکومت قلعہ میں آئے اور علم الدین ارجواش کی موجودگی میں اس کی بیعت ہوئی اور اکابر علماء' قضاۃ اور امراء کی موجودگی میں دمشق وغیرہ میں منابر پر اس کا خطبہ دیا گیا اور اطلاع آئی کہ وہ خلیفہ کا خلعت زیب تن کر کے اور سوار ہو کر قاہرہ کے درمیان سے گزرا ہے۔ اور فوج اس کے ساتھ ساتھ پیدل چل رہی تھی' پس اسی طرح خوشی کے شادیانے بجے' اور اس کے احکام آئے جنہیں منبر پر سنایا گیا اور ان میں رعایا سے نرمی کرنے اور ان سے حسن سلوک کرنے کا حکم تھا۔ سو انہوں نے اس کے لیے دعا کی اور امیر جمال الدین آقوش الافرم دمشق کا نائب بن کر آیا اور ۲۲؍ رجمادی الاولیٰ کو بدھ کے روز عصر سے قبل اس میں داخل ہوا' اور حسبِ دستور دار السعادت میں اترا اور لوگ اس کی آمد سے خوش ہو گئے اور اس کے لیے شمعیں روشن کیں اور اسی طرح جب وہ جمعہ کے روز حجرہ میں نماز جمعہ پڑھنے آیا تو انہوں نے اس کے لیے شمعیں روشن کیں اور کچھ دنوں کے بعد اس نے جاعان اور لاجین والی البر کو رہا کر دیا اور وہ دونوں اپنی اپنی پوزیشن پر واپس آ گئے اور امیر حسام الدین' مصری افواج کا جرنیل اور سیف الدین سلار مصر کا نائب برقرار رہا اور اعسر کو رمضان میں قید خانے سے نکالا گیا اور اس نے مصر کی وزارت سے سنبھالی اور قراسنقر منصوری کو بھی قید خانے سے نکالا گیا اور اسے الصبیبۃ کی نیابت دی گئی۔ اور جب حماۃ کا حکمران ملک مظفر فوت ہو گیا تو قراسنقر اس کی طرف چلا گیا۔

اور لاجین کی حکومت کے آخر میں قبجق کے شہر سے نکل جانے کے بعد شیخ تقی الدین ابن تیمیہ پر آزمائش آئی' فقہاء کی ایک جماعت نے آپ کی نگرانی کی اور آپ کو قاضی جلال الدین حنفی کی مجلس میں لے جانا چاہا مگر وہ حاضر نہ ہوئے تو شہر میں اس عقیدے

کے متعلق منادی کی گئی جس کے متعلق اہل حماۃ نے آپ سے پوچھا تھا اور اس کا نام عقیدہ حمویہ تھا' پس امیر سیف الدین جاغان نے آپ کا بدلہ لیا اور ان لوگوں کی تلاش میں جو آپ کے پاس کھڑے ہوئے تھے' آدمی بھیجے تو ان میں سے بہت سے آدمی روپوش ہو گئے اور جن لوگوں نے اس عقیدے کا اعلان کیا تھا ان میں سے ایک جماعت کو اس نے مارا اور باقی ماندہ لوگوں نے سکوت اختیار کر لیا پس جب جمعہ کا دن آیا تو شیخ تقی الدین نے حسب دستور جامع میں وقت مقرر کیا اور قول الٰہی وانک لعلی خلق عظیم کی تفسیر کی' پھر ہفتے کے دن قاضی امام الدین سے ملاقات کی اور فضلاء کی ایک جماعت بھی آپ کے پاس اکٹھی ہوئی اور انہوں نے حمویہ کے بارے میں بحث کی اور اس کے کئی مقامات پر آپ سے مناقشہ کیا اور اس نے بہت سی گفتگو کے بعد ان مقامات کے متعلق انہیں ایسا جواب دیا جس نے انہیں خاموش کرا دیا' پھر شیخ تقی الدین چلے گئے اور ان کے امور درست ہو گئے اور احوال سکون پذیر ہو گئے اور قاضی امام الدین کا اعتقاد و مقصد اچھا تھا۔

اور اس سال علم الدین سنجر الرویدار نے اس برآمدے کو جو باب الفرج کے اندر ہے وقف کر کے مدرسہ دارالحدیث بنا دیا اور اس کی شیخیت شیخ علاء الدین بن العطار کے سپرد کی اور قضاۃ و اعیان اس کے پاس حاضر ہوئے اور اس نے ان کی ضیافت کی اور قراسنقر کو رہا کر دیا اور ۱۱ رشوال ہفتے کے روز عثمان کا وہ مزار فتح ہوا جسے ناصر الدین بن عبدالسلام ناظر الجامع نے از سر نو تعمیر کیا تھا اور اس کے شمال میں اس نے خدام کے لیے مزید ایک حجرہ بھی تعمیر کیا اور اس کے لیے ایک تنخواہ دار امام مقرر کیا اور اس نے اس کے ذریعے علی بن حسین زین العابدین کے مزار کی مشابہت کی اور ذوالحجہ کے پہلے عشرے میں حسام الدین رازی دوبارہ شام کے قاضی بن گئے اور انہیں مصر کی قضاۃ سے معزول کر دیا گیا اور ان کے بیٹے کو شام کی قضاۃ سے معزول کر دیا گیا اور اس سال ذوالقعدہ میں تاتاریوں کے متعلق بہت افواہیں اڑیں کہ وہ بلاد شام کا قصد کیے ہوئے ہیں۔ و باللہ المستعان

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

شیخ نظام الدین:

احمد بن الشیخ جمال الدین محمود بن احمد بن عبدالسلام الحصری الحنفی مدرس النوریہ نے ۸ رمحرم کو وفات پائی اور ۹ رمحرم کو جمعہ کے روز مقابر الصوفیہ میں دفن ہوئے آپ ایک فاضل شخص تھے' ایک وقت میں آپ نے فیصلے میں نیابت کی اور اپنے باپ کے بعد النوریہ میں پڑھایا۔ پھر آپ کے بعد شیخ شمس الدین بن الصدر سلیمان بن النقیب نے پڑھایا۔

شیخ مفسر جمال الدین عبداللہ:

بن محمد بن سلیمان بن حسن بن الحسینی البلخی' ثم المقدسی الحنفی آپ ۱۵ رشعبان ۶۲۱ھ کو قدس میں پیدا ہوئے اور قاہرہ میں اشتغال کیا اور ایک مدت تک جامع الازہر میں ٹھہرے رہے اور وہاں کے بعض مدارس میں پڑھایا۔ پھر قدس منتقل ہو گئے اور اسے وطن بنا لیا' یہاں تک کہ محرم میں وفات پائی' آپ تفسیر میں فاضل شیخ تھے اور اس بارے میں آپ کی ایک بھرپور تصنیف ہے جس میں آپ نے تفسیر کی پچاس تصانیف کو جمع کیا ہے اور لوگ قدس شریف میں آپ کی زیارت کو جاتے تھے اور آپ سے برکت حاصل کرتے تھے۔

شیخ ابو یعقوب المغربی مقیم قدس:

لوگ آپ سے ملاقات کرتے تھے اور آپ مسجد اقصیٰ میں گوشہ نشین تھے اور شیخ تقی الدین بن تیمیہ آپ کے بارے میں فرمایا کرتے تھے کہ آپ ابن عربی اور ابن سبعین کے طریق پر ہیں' آپ نے اس سال کے محرم میں وفات پائی ہے۔

التقی توبۃ الوزیر:

تقی الدین توبۃ بن علی بن مہاجر بن شجاع بن توبۃ الربعی التکریتی' آپ ۶۲۰ھ کو عرفہ کے روز' عرفہ میں پیدا ہوئے اور خدام کے ساتھ منتقل ہوتے رہے یہاں تک کہ کئی بار دمشق کے وزیر بنے' آپ نے ۲؍جمادی الآخرۃ کو جمعرات کی رات کو وفات پائی اور صبح کو جامع اور سوق الخیل میں آپ کا جنازہ پڑھا گیا اور دارالحدیث اشرفیہ کے بالمقابل آپ کو دامن کوہ میں آپ کی قبر میں دفن کیا گیا اور آپ کے جنازے میں قضاۃ واعیان حاضر ہوئے اور آپ کے بعد کچہری کی نگہداشت کو فخر الدین بن الشیر جی نے سنبھالا اور امین الدین بن ہلال نے خزانے کی نگہداشت سنبھالی۔

امیر کبیر شمس الدین بیسری:

آپ ان اکابر امراء میں سے تھے جو قلادون کے زمانے سے بادشاہوں کی خدمت میں متقدم چلے آئے تھے اور اب تک وہ سلسلہ چلتا چلا آتا ہے آپ نے قلعہ مصر کے قید خانے میں وفات پائی اور جامع اموی میں آپ کی تعزیت ہوئی اور نائب سلطنت افرم اور قضاۃ واعیان اس میں حاضر ہوئے۔

سلطان ملک مظفر:

تقی الدین محمود بن ناصر الدین محمد بن تقی الدین عمر بن شاہنشاہ بن ایوب' حکمرانِ حماۃ' اور بڑے بڑوں سے اس کے بادشاہوں کا بیٹا' آپ نے ۲۱؍ذوالقعدہ کو جمعرات کے روز وفات پائی اور جمعہ کی شب کو دفن ہوئے۔

الملک الاوحد:

نجم الدین یوسف بن الملک داؤد بن المعظم ناظر القدس' آپ نے ۴؍ذوالقعدہ منگل کی شب کو قدس میں وفات پائی اور اپنی خانقاہ میں باب حطہ کے پاس ستر سال کی عمر میں دفن ہوئے اور آپ کے جنازہ میں بہت سے لوگ شامل ہوئے اور آپ کمزوروں کے ساتھ حسن سلوک کرنے اور دین وفضیلت کے لحاظ سے بہترین شہزادوں میں سے تھے۔

قاضی شہاب الدین یوسف:

ابن الصالح محبّ الدین بن النحاس' آپ حنفیہ کے ایک سرکردہ شخص اور الزنجانیہ اور الظاہریہ کے مدرس تھے' آپ نے المزہ میں بستانہ مقام پر ۱۳؍ذوالحجہ کو وفات پائی اور آپ کے بعد قاضی جلال الدین بن حسام الدین نے الزنجانیہ میں پڑھایا۔

الصاحب نصر الدین ابو الغنائم:

سالم بن محمد سالم بن ہبۃ اللہ بن محفوظ بن صصری التغلبی آپ کا حال آپ کے بھائی قاضی نجم الدین سے بہت اچھا تھا۔ آپ نے سماعِ حدیث کیا اور کروایا اور آپ صدر معظم تھے' آپ نے کچہری اور خزانے کی نگہداشت سنبھالی پھر آپ نے مناصب کو ترک کر

کے مکہ کی ہمسائیگی اختیار کر لی پھر دمشق آئے اور وہاں ایک سال سے بھی کم عرصہ اقامت اختیار کی اور فوت ہو گئے آپ نے ۲۸ رذوالحجہ کو جمعہ کے روز وفات پائی۔ اور جمعہ کے بعد جامع میں آپ کا جنازہ پڑھا گیا اور قاسیون کے دامن میں ان کے قبرستان میں آپ کو دفن کیا گیا اور الصاحبیہ میں آپ کی تعزیت ہوئی۔

یاقوت بن عبداللہ:

ابوالدر مستعصمی الکاتب' آپ کا لقب جمال الدین ہے اور اصلاً آپ رومی ہیں آپ ایک فاضل اور مشہور خوشنویس تھے' آپ نے خوبصورت مہریں لکھیں اور بغداد میں لوگوں نے آپ سے لکھنا سیکھا اور وہیں آپ نے اس سال وفات پائی اور آپ کے اشعار شاندار ہیں اور ان میں سے کچھ اشعار البرزالی نے اپنی تاریخ میں آپ سے بیان کیے ہیں۔

اے میرے سمع وبصر' جب بھی سورج طلوع ہوتا ہے وہ تیرے چہرے کی طرف میرے شوق کو تازہ کر دیتا ہے اور میں رات کو جب اس کی تاریکیوں میں تیرا ذکر خیر ہوتا ہے' ایک بے انس گروہ میں بے خواب رہتا ہوں اور ہر وہ دن جس میں میں تجھے نہ دیکھوں وہ گزر جاتا ہے اور میں اپنی عمر کے ماضی کو شمار کرنے والا نہیں ہوں' جب تو میرے دل میں گھومتا ہے تو میری رات' دن ہوتا ہے' اس لیے کہ تیرا ذکر قلب ونگاہ کا نور ہے۔

۶۹۹ھ

اس سال میں قازان کا معرکہ ہوا اور یہ واقعہ یوں ہے کہ اس سال کا آغاز ہوا تو خلیفہ اور سلطان دونوں وہی تھے جن کا ذکر اس سے پہلے سال میں ہو چکا ہے اور مصر کا نائب سلار' اور شام کا نائب آقوش الافرم تھا اور بقیہ حکام بھی وہی تھے جن کا ذکر اس سے پہلے سال میں ہو چکا ہے' اور متواتر اطلاعات آنے لگیں کہ تاتاری بلاد شام کا قصد کیے ہوئے ہیں اور لوگوں کو اس سے بڑا خوف ہوا اور لوگ بلادِ حلب وحماۃ سے بھاگ گئے اور حماۃ سے دمشق تک گھوڑے کا کرایہ تقریباً دوسو درہم تک پہنچ گیا اور جب ۸ ربیع الاوّل کو جمعہ کا دن آیا تو سلطان شدید بارش اور بہت سے کیچڑ میں دمشق آیا اس کے باوجود لوگ اس کے استقبال کو نکلے اور اس نے تقریباً دو ماہ تک غزہ مین قیام کیا اور یہ قیام اس نے اس وقت کیا جب اسے تاتاریوں کے شام آنے کی اطلاع ملی' پس اس نے اس کے لیے تیاری کی اور آکر دمشق میں داخل ہو گیا اور طارمہ میں اترا اور شہر کو اس کے لیے آراستہ کیا گیا اور اس کے لیے بہت دعائیں ہوئیں اور وہ بڑا مشکل اور سخت وقت تھا اور اپنے شہروں سے دور ہونے والوں اور بھاگنے والوں سے شہر بھر گیا اور حکومت کا وزیر اعسر بیٹھا اور اس نے عمال سے مطالبہ کیا اور انہوں نے یتیموں اور قیدیوں کے اموال فوج کی تقویت کے لیے قرض لیے اور سلطان ۱۷ ربیع الاوّل کو اتوار کے دن فوج کے ساتھ روانہ ہوا اور فوج میں سے کوئی شخص پیچھے نہ رہا اور ان کے ساتھ بہت سے رضا کار بھی نکلے اور لوگ جامع میں نمازوں میں دعائیں اور عاجزی کرنے لگے اور انہوں نے تضرع کی اور مدد مانگی اور دعاؤں کے ذریعے اللہ کے حضور عجز وانکسار کیا۔

معرکہ قازان:

جب سلطان وادیٔ سلمیہ کے پاس وادی الجز ندار میں پہنچا تو اس نے وہاں بدھ کے روز ۲۷ ربیع الاوّل کو تاتاریوں سے مڈبھیڑ کی انہوں نے ان کے ساتھ مڈبھیڑ کی اور انہوں نے مسلمانوں کو شکست دی اور سلطان بھاگتے ہوئے

پشت پھیر گئے انا للہ وانا الیہ راجعون

اور امراء وغیرہ کی ایک جماعت اور بہت سے عوام قتل ہو گئے اور حنفیہ کا قاضی القضاۃ بھی میدانِ کارزار میں کام آیا اور انہوں نے استقلال دکھایا اور بڑی شجاعت کا مظاہرہ کیا' لیکن اللہ تعالیٰ کا حکم فیصلہ شدہ ہوتا ہے' پس مسلمان بھاگ گئے اور کوئی کسی کی طرف توجہ نہ دیتا تھا پھر اس کے بعد انجام متقین کے لیے تھا' ہاں فوجیں اپنی ایڑیوں کے بل دیار مصر کو واپس آ گئیں اور ان میں سے بہت سے لوگ دمشق کے پاس سے گزرے اور اہل دمشق کو اپنے جان و مال اور اہل کے بارے میں بہت خوف تھا پھر انہوں نے عاجزی اختیار کی اور قضا وقدر کے مطیع ہو گئے اور جب فیصلہ نازل ہو جائے تو احتیاط کچھ فائدہ نہیں دیتی' اور سلطان فوج کے ایک دستے کے ساتھ بعلبک اور البقاع کی جانب پلٹ آیا' اور دمشق کے دروازے بند تھے اور قلعہ محفوظ تھا اور گرانی بہت تھی اور حال تنگ تھا' اور کشائش الٰہی قریب تھی اور اعیانِ شہر وغیرہم کی ایک جماعت مصر کی طرف بھاگ گئی' جیسے قاضی امام الدین الشافعی' مالکیہ کا قاضی الزواوی' تاج الدین شیرازی' علم الدین الصوابی والی البر' جمال الدین بن النحاس والی مدینہ اور محتسب اور دیگر تجار اور عوام اور شہر محافظ کے بغیر باقی رہ گیا اور ان میں نائب قلعہ کے سوا کوئی حاکم نہ تھا۔

اور ۲ ربیع الاول اتوار کی شب کو قیدیوں نے باب الصغیر کے قید خانے کو توڑ دیا اور غصے سے اس سے باہر نکل گئے اور شہر میں پھیل گئے اور وہ تقریباً دو سو آدمی تھے۔ پس وہ جو کچھ لوٹ سکتے تھے انہوں نے لوٹ لیا اور باب الجابیہ کے پاس آ کر باب البرانی کے قفل توڑ دیئے اور اس سے شہر کے خشک علاقے کی طرف نکل گئے اور جہاں چاہا بکھر گئے اور کوئی شخص انہیں واپس لانے کی سکت نہیں رکھتا تھا اور حرافشہ نے شہر کے باہر فساد برپا کیا اور باغات کے دروازے توڑ دیئے' اور دروازوں اور کھڑکیوں سے بہت سی چیزیں اکھیڑ لیں اور انہیں ارزاں ترقیمت پر فروخت کر دیا' ادھر یہ حال تھا اور ادھر سلطان تاتار نے معرکہ کے بعد دمشق کا قصد کیا ہوا تھا' پس اعیانِ شہر اور شیخ تقی الدین بن تیمیہ مزار علی پر جمع ہوئے اور وہ اس کے استقبال کے لیے قازان کی طرف روانہ ہوئے اور اہل دمشق کے لیے اس سے امان طلب کرنے کے لیے اتفاق کر لیا پس وہ ۳ ربیع الآخر کو سوموار کے روز روانہ ہوئے اور النبک کے پاس اس سے ملاقات کی اور شیخ تقی الدین نے اس سے سخت گفتگو کی جس میں بڑی مصلحت تھی جس کا فائدہ مسلمانوں کو پہنچا واللہ الحمد۔

اور اس شب مسلمان قازان کی جہت سے داخل ہوئے اور البدرانیہ میں اترے اور باب توما کے سوا' شہر کے دروازے بند کر دیئے گئے اور جمعہ کے روز' خطیب نے جامع میں خطبہ دیا اور اپنے خطبہ میں سلطان کا ذکر نہ کیا۔ اور نماز کے بعد امیر اسماعیل آیا اور اس کے ساتھ ایلچیوں کی ایک جماعت بھی تھی اور وہ الطرن کے پاس الظاہر کے باغ میں اترے اور امان کا شاہی حکم آیا اور اسے شہر میں گھمایا گیا اور مہینے کی آٹھویں تاریخ کو ہفتہ کے روز اُسے خطابت کے حجرے میں سنایا گیا اور کچھ سونا چاندی بھی نچھاور کیا گیا۔ اور اعلانِ امان کے دوسرے روز حکومت کی جانب سے لوگوں کے پاس جو گھوڑے' ہتھیار اور پوشیدہ اموال تھے ان کا مطالبہ کیا گیا اور اس وقت ان چیزوں کو واپس لینے والی کونسل مدرسہ قیمریہ میں بیٹھی' اور مہینے کی دس تاریخ کو ہفتے کے روز سیف الدین قبجق المنصوری آیا اور میدان میں اترا اور تاتاری فوج بھی قریب آ گئی اور شہر کے باہر بہت فساد ہو گیا اور ایک جماعت قتل ہو گئی اور شہر میں نرخ بہت گراں ہو گئے اور قبجق نے نائب قلعہ کو پیغام بھیجا کہ وہ اسے تاتاریوں کے سپرد کر دے اور ارجواش نے اس بات سے شدید انکار کیا

اور قبجق نے اس کے لیے اعیان شہر کو جمع کیا اور انہوں نے بھی اس سے گفتگو کی مگر اس نے ان کو اس بات کا جواب نہ دیا اور اس نے اسے ان کے سپرد کرنے کا پختہ ارادہ کر لیا اور وہاں شہر پر تنگی ہوئی تھی۔ اور شیخ تقی الدین بن تیمیہ نے نائب قلعہ کی طرف پیغام بھیجا کہ وہ اسے کہے کہ اگر اس میں ایک پتھر بھی باقی رہ گیا تب بھی ہو سکے تو اسے ان کے سپرد نہ کرنا' اور اس میں اہل شام کے لیے بڑی مصلحت تھی' بلاشبہ اللہ نے ان کے لیے اس قلعہ کی حفاظت کی اور یہ وہ پہاڑ ہے جسے اللہ نے اہل شام کے لیے محفوظ مقام بنا دیا جو ہمیشہ ایمان وسنت کا گھر رہا حتیٰ کہ وہاں حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کا نزول ہوگا اور جس روز قبجق دمشق آیا' سلطان اور اس کا نائب سلار مصر آئے جیسا کہ اس کے متعلق قلعہ کی طرف خط آیا اور وہاں خوشی کے شادیانے بجے اور لوگوں کا دل کچھ مضبوط ہو گیا لیکن حقیقت حال اس قول کے مصداق تھی۔

''شعار تک پہنچنے کا راستہ کیسا ہوگا حالانکہ اس کے درے پہاڑوں کی چوٹیاں ہیں اور ان کے درے موتیں ہیں' پاؤں برہنہ ہیں اور میرے پاس سواری بھی کوئی نہیں اور ہتھیلی خالی ہے اور راستہ خوفناک ہے''۔

اور ۱۴/ربیع الآخر کو جمعہ کے روز' دمشق کے منبر پر' حجرہ میں مغلوں کی موجودگی میں قازان کا خطبہ دیا گیا اور نماز کے بعد منبر پر اس کے لیے دعائیں کی گئیں اور اس پر قبجق کے نائب شام ہونے کا شاہی فرمان سنایا گیا اور اعیان نے اس کے پاس جا کر اسے اس کی مبارک باد دی' اور اس نے اظہار تعظیم کیا اور وہ تاتاریوں کے ساتھ بڑی پریشانی میں تھا اور شیخ المشائخ محمود بن علی شیبانی العادلیہ کے بڑے مدرسہ میں اُترے۔ اور ۱۵/ربیع الآخر کو ہفتہ کے روز تاتاریوں اور حکمرانِ سیس نے الصالحیہ' مسجد الاسدیہ' مسجد خاتون اور دارالحدیث اشرفیہ کو لوٹنا شروع کر دیا اور العقیبیہ میں جامع التوبہ جل گئی اور یہ کارروائی الکرج اور الارمن کے ان نصاریٰ کی طرف سے ہوئی جو تاتاریوں کے ساتھ تھے' اللہ ان کا بھلا نہ کرے' اور انہوں نے اس کے بہت سے باشندوں کو قیدی بنا لیا' اور اکثر لوگ خانقاہِ حنابلہ کی طرف آ گئے اور تاتاریوں نے اسے چاروں طرف سے گھیر لیا اور شیخ الشیوخ مذکور نے اسے ان سے بچایا اور اس نے الساکن میں اپنا ایک نوع کا مال دیا پھر انہوں نے اس پر حملہ کر دیا اور مشائخ کے بہت سے لڑکوں اور لڑکیوں کو قیدی بنا لیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

اور جب ۲/جمادی الاولیٰ کو دیر الحنابلہ پر مصیبت پڑی تو انہوں نے بہت سے مردوں کو قتل کر دیا اور بہت سی عورتوں کو قیدی بنا لیا اور قاضی القضاۃ تقی الدین کو بہت اذیت پہنچی' بیان کیا جاتا ہے کہ انہوں نے الصالحیہ کے تقریباً چار سو باشندوں کو قتل کر دیا اور تقریباً چار ہزار کو قیدی بنایا' اور خانقاہِ ناصری' الضیائیہ اور ابن البزوری کی لائبریری سے بہت سی کتب کو لوٹ لیا گیا۔ اور وہ فروخت ہوتی تھیں حالانکہ ان پر الوقفیہ لکھا ہوا تھا اور انہوں نے المزۃ میں بھی الصالحیہ جیسی کارروائی کی' اور اسی طرح داریا اور دوسرے مدارس میں کیا اور لوگوں نے داریا کی جامع میں ان سے پناہ لی تو انہوں نے اسے بزورِ قوت کھول لیا اور ان میں سے بہت سے لوگوں کو قتل کر دیا اور ان کی عورتوں اور لڑکوں کو قیدی بنا لیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اور شیخ ابن تیمیہ اپنے اصحاب کی ایک جماعت کے ساتھ ۲۰/ربیع الآخر کو جمعرات کے روز' شاہِ تاتار کے پاس گئے اور دو دن بعد واپس آ گئے اور اس سے آپ کی ملاقات نہ ہو سکی' اسے آپ سے وزیر سعد الدین اور رشید مشیر الدولۃ المسلمانی ابن یہودی نے

روکے رکھا اور دونوں اس کے ساتھ کام پورا کرنے کے لیے چمٹے رہے، دراں دونوں نے اُسے بتایا کہ تاتاریوں میں سے بہت سوں کو ابھی تک کچھ حاصل نہیں ہوا اور انہیں کسی چیز کا ملنا ضروری ہے اور شہر میں مشہور ہو گیا کہ تاتاری شہر میں داخل ہونا چاہتے ہیں، جس سے لوگ گھبرا گئے اور بہت خوفزدہ ہو گئے اور انہوں نے وہاں سے نکل جانا اور جدھر منہ آیا اُدھر بھاگ جانا چاہا، اور اس وقت بھاگنا کہاں تھا اور وہ بھاگنے کا وقت ہی نہ تھا، اور شہر سے دس ہزار سے زیادہ گھوڑے پکڑ لیے گئے۔ پھر شہر پر بہت سے اموال واجب ٹھہرائے گئے جو بازار والوں پر تقسیم تھے، ہر بازار کے مطابق مال واجب کیا گیا۔ فلاقوۃ الا باللہ، اور تاتاری جامع میں مجانیق کے کام میں مشغول ہو گئے، تاکہ وہ ان کے ذریعے جامع کے صحن سے قلعہ پر سنگباری کریں اور اس کے دروازے بند کر دیئے گئے اور تاتاری اس کے اجتماعات کی جگہوں پر مجانیق کی لکڑیوں کی حفاظت کرنے لگے اور اس کے اردگرد کے بازاروں کو لوٹنے لگے اور ارجوان نے قلعہ کے اردگرد کی عمارات کو جلا دیا جیسے دارالحدیث اشرفیہ وغیرہ کو عادلیہ کبیرہ کی حد تک جلا دیا اور اس نے دارالسعادت کو بھی جلا دیا۔ تاکہ وہ قلعہ کے محاصرہ سے اس کی چوٹیوں پر متمکن نہ ہو سکیں اور لوگ اپنے گھروں میں بیٹھ رہے تاکہ خندق کے پر کرنے میں ان سے بیگار نہ لی جائے اور راستوں میں کم ہی آدمی نظر آتے تھے اور جامع میں تھوڑے سے آدمی نماز پڑھتے تھے اور جمعہ کے روز ایک صف بھی مکمل نہ ہوتی تھی اور اس کے بعد کی صف انتہائی کوشش کے بعد مکمل ہوتی تھی اور جو شخص کسی ضرورت کے باعث اپنے گھر سے نکلتا تو وہ ان کے لباس میں باہر نکلتا پھر جلد واپس آجاتا اور وہ خیال کرتا کہ وہ اپنے اہل کے پاس واپس نہیں آئے گا اور اہل شہر کو اللہ تعالیٰ نے ان کے کرتوتوں کے باعث بھوک اور خوف کا مزا چکھایا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

اہل شہر کے اکابر کے متعلق رات دن، مطالبات، احکام اور سزائیں کام کر رہی تھیں حتیٰ کہ ان سے بہت سے اموال واوقاف جیسے جامع وغیرہ لے لیے گئے، پھر جامع کی حفاظت کرنے اور اس کے اوقاف کو بڑھانے اور جو کچھ اسلحہ خانوں سے لیا گیا تھا اسے خرچ کرنے اور حجاز کی طرف جانے کا شاہی فرمان آیا اور ۱۹ جمادی الاولیٰ کو جمعہ کی نماز کے بعد جامع میں یہ حکم سنایا گیا اور اس روز سلطان قازان ساٹھ ہزار جانبازوں کے ساتھ بلاد عراق کی طرف گیا اور اس نے اپنے نائبین کو شام میں چھوڑا اور خریف کے موسم میں ہمارا ارادہ اس کی طرف واپس ہونے اور دیار مصر کی طرف جانے اور انہیں فتح کرنے کا تھا اور قلعہ نے انہیں اپنے ایک پتھر تک پہنچنے سے بھی عاجز کر دیا تھا، اور سیف الدین قبجق، قازان کے نائب قطلوشاہ کو الوداع کرنے کے لیے نکلا اور اس کے پیچھے پیچھے چلا اور ان کے کوچ کی خوشی میں قلعہ میں خوشی کے شادیانے بجے، اور قلعہ فتح نہ ہوا اور ارجواش نے قبجق کے خروج کے دوسرے دن قلعہ کی فوج کو جامع کی طرف بھیجا، اور انہوں نے وہاں جو مجانیق کی لکڑیاں نصب کی ہوئی تھیں انہیں توڑ دیا اور جلدی سے قلعہ کی طرف صحیح سالم واپس آ گئے اور اپنے ساتھ زبردستی ان لوگوں کو بھی لے آئے جو تاتاریوں کی پناہ لیتے تھے، ان میں شریف قمی بھی شامل تھا، جس کا نام شمس الدین محمد ابن محمد بن احمد بن ابی القاسم المرتضیٰ العلوی تھا اور قبجق کی جانب سے دمشق کی طرف ایلچی آئے اور انہوں نے وہاں اعلان کیا کہ اپنے دلوں کو خوش کرو اور اپنی دوکانوں کو کھولو اور کل سلطان شام سیف الدین قبجق کے استقبال کے لیے تیار ہو جاؤ، پس لوگ اپنی اپنی جگہوں کی طرف گئے اور انہوں نے قریب ہو کر وہاں کے فساد و ہلاکت کو دیکھا اور بہت کچھ مزا چکھنے کے بعد شہر کے رؤساء احکام سے الگ ہو گئے۔

شیخ علم الدین البرزالی نے بیان کیا ہے کہ شیخ وجیہ الدین بن المنجا نے مجھے بتایا کہ احکام اور رشوت سے کم ہو جانے اور جو کچھ دیگر امراء اور وزراء نے دراہم کے لیے ان کے سوا دہ قازان کے خزانہ کی طرف تین کروڑ چھ لاکھ درہم اکٹھا کرنے کیا اور شیخ المشائخ نے ان سے چھ لاکھ درہم حاصل کیے اور اسمٰعیل بن النصیر طوسی نے ایک لاکھ اور الصفی السخاوی نے ۸۰ ہزار درہم حاصل کیے اور سیف الدین قبجق ۲۵ / جمادی الاولیٰ کو جمعرات کے روز ظہر کے بعد دمشق واپس آ گیا اور اس کے ساتھ الالکی اور ایک جماعت بھی تھی اور اس کے آگے سونتی ہوئی تلواریں تھیں اور اس کے سر پر پگڑی تھی' پس وہ محل میں اترا اور شہر میں اعلان کیا گیا کہ تمہارا نائب قبجق آ گیا ہے' پس تم اپنی دوکانیں کھولو اور اپنے ذریعہ معاش کو کام میں لاؤ۔ اور کوئی شخص اس وقت اپنے آپ کو دھوکہ نہ دے کہ بھاؤ بہت گراں ہیں اور چیزوں کی کمی ہے' اور ایک بورے کی قیمت چار سو درہم اور ایک رطل گوشت تقریباً دس درہم اور روٹی کا ہر رطل اڑھائی درہم اور آٹے کا عشر تقریباً چالیس درہم اور ایک اوقیہ پنیر ایک درہم اور ہر پانچ انڈے ایک درہم تک پہنچ گئے پھر مہینے کے آخر میں ان کی یہ حالت جاتی رہی اور جب مہینے کا آخر آیا تو قبجق نے شہر میں اعلان کیا کہ لوگ اپنی بستیوں کی طرف چلے جائیں اور اس نے ایک جماعت کو امیر مقرر کیا اور بہت سی فوج اس سے آملی' اور اس کے دروازے پر بہت سی افواہیں اڑیں اور اس کی شان بڑھ گئی اور ۱۴ / جمادی الآخرۃ کو جمعہ کے روز قلعہ پر اور قبجق کے دروازے پر خوشی کے شادیانے بجے' اور قبجق شہر میں دستوں کے ساتھ سوار ہوا اور شاویشیہ اس کے آگے آگے تھے اور اس نے تقریباً ایک ہزار سواروں کو خربۃ اللصوص (چوروں کا ویرانہ) کی طرف بھیجا' اور وہ ریاستوں میں شاہانہ چال چلا اور اُمراء بنائے اور پورے ہونے والے بلند احکام دیئے اور وہ شاعر کے اس قول کا مصداق ہو گیا۔

اے آباد جگہ کی چنڈول' تیرے لیے فضا خالی ہو گئی' پس تو انڈے دے اور آواز نکال اور جسے چاہے ٹھونگا مار پھر وہ شراب فروخت کرنے کی جگہوں اور شراب کی دوکانوں میں زنا کے مقامات وغیرہ کا کفیل بن گیا اور باب توما کے باہر ابن جرادہ کے گھر کو اسی طرح شراب فروشی کی جگہ بنا دیا گیا اور ہر روز اُسے اس سے ایک ہزار درہم حاصل ہونے لگا' اور اسی نے اسے تباہ و برباد کیا اور اس کے آثار کو مٹایا اور اس نے مدارس کے اوقاف وغیرہ سے بہت سے اموال لیے اور بولائی' اغوار کی جہت سے واپس آیا اور اس نے زمین میں فساد برپا کر دیا اور شہروں کو لوٹا اور برباد کیا اور اس کے ساتھ تاریوں کا ایک بہت بڑا گروہ تھا اور انہوں نے بہت سی بستیوں کو تباہ کر دیا اور ان کے باشندوں کو قتل کر دیا اور ان کے بہت سے بچوں کو قیدی بنا لیا اور اس نے بولائی کے لیے دمشق سے دوسرا ٹیکس جمع کیا اور قلعہ سے ایک گروہ نے نکل کر تاتاریوں کے ایک گروہ کو قتل کیا اور انہیں لوٹ لیا اور اس دوران میں مسلمانوں کی ایک جماعت بھی قتل ہو گئی اور انہوں نے ان لوگوں کی جماعت کو بھی پکڑ لیا جو تاتاریوں کی پناہ لیتے تھے اور قبجق نے خطیب شہر اور اعیان کی ایک جماعت کو حکم دیا کہ وہ قلعہ میں داخل ہو کر اس کے نائب سے مصالحت کے بارے میں گفتگو کریں' پس انہوں نے ۱۲ / جمادی الآخرۃ کو سوموار کے روز اس کے پاس جا کر اس سے خوب گفتگو کی مگر اس نے اس کا جواب نہ دیا اور اس نے اس بارے میں خوب اچھی طرح گفتگو کی اللہ اس کے چہرے کو روشن کرے۔

اور ۸ / رجب کو قبجق نے قضاۃ داعیان کو طلب کیا اور اس نے انہیں حکومت محمودیہ'' ....'' یعنی قازان'' ....'' کی خیر خواہی کرنے کا حلف دیا اور انہوں نے اسے حلف دیا اور اس دن شیخ تقی الدین بن تیمیہ بولائی کے خیمہ گاہ کی طرف گئے اور آپ نے

اس سے ان مسلمان قیدیوں کے بارے میں ملاقات کی جو اس کے پاس موجود تھے پس آپ نے ان میں سے بہت سے قیدیوں کو ان کے ہاتھوں سے چھڑایا اور تین دن اس کے پاس قیام کیا پھر واپس آ گئے پھر اعیان دمشق کی ایک جماعت اس کے پاس گئی پھر وہ اس کے ہاں سے واپس آ گئے اور مشرقی دروازے کے پاس انہیں [illegible] کر دیا گیا اور اس نے ان کے کپڑے اور عمامے لے لیے اور وہ نہایت بری حالت میں واپس آ گئے۔ پھر اس نے ان کی تلاش میں فوج بھیجی اور ان کی اکثریت روپوش ہو گئی اور وہ اس سے غائب ہو گئے اور ۳؍رجب کو نائب قلعہ کی جانب سے نماز کے بعد جامع میں اعلان کیا گیا کہ مصری افواج شام کی طرف آ رہی ہیں' اور ہفتے کے دن کی شام کو بولائی اور اس کے تاتاری اصحاب کوچ کر گئے اور دمشق سے تیزی سے چلے گئے اور اللہ تعالیٰ نے ان سے راحت دی' اور جو لوگ دمر کی گھاٹی پر تھے وہ روانہ ہو گئے اور انہوں نے ان کے نواح میں فساد برپا کر دیا' اور ابھی مہینے کی ساتویں تاریخ نہ آئی تھی کہ شہر کی جوانب میں ان میں سے ایک شخص تھا اور اللہ تعالیٰ نے عباد و بلاد سے ان کے شر کو دور کر دیا اور قبجق نے لوگوں میں اعلان کیا کہ راستے پرامن ہیں اور شام میں ایک تاتاری بھی باقی نہیں رہا اور قبجق نے ۱۰؍رجب کا جمعہ' حجرے میں پڑھا اور اس کے ساتھ ایک جماعت تھی جن پر جنگ کا سامان یعنی تلواریں' کمانیں اور ترکش جمع تھے جن میں تیر تھے' اور شہر پرامن ہو گئے اور لوگ کشائش کے لیے حسب دستور غیض الغرجل میں چلے گئے۔

اور تاتاریوں کی ایک پارٹی نے ان سے خرابی کر دی اور جب انہوں نے انہیں دیکھا تو وہ جلدی سے بھاگتے ہوئے واپس آ گئے اور بعض لوگوں نے بعض کو لوٹ لیا اور ان میں سے بعض نے اپنے آپ کو دریا میں پھینک دیا اور یہ ایک گزرنے والی پارٹی تھی جنہیں قرار نہ تھا اور قبجق شہر میں بے قرار ہو گیا پھر وہ شہر کے رؤساء اور اعیان کی ایک جماعت کے ساتھ جن میں عزالدین ابن القلانسی بھی شامل تھا اس سے باہر نکلا تا کہ وہ مصری فوج کے ساتھ مڈبھیڑ کریں اور یہ بات یوں ہوئی کہ مصری فوج ۹؍رجب کو شام کی طرف گئی اور ایلچی اس کی خبر لائے اور شہر میں کوئی شخص باقی نہ رہا اور ارجواش نے شہر میں اعلان کر دیا کہ فصیلوں کی حفاظت کرو اور جو ہتھیار تمہارے پاس ہیں انہیں باہر نکالو اور فصیلوں اور دروازوں کو نہ چھوڑو اور ہر شخص فصیل پر رات بسر کرے' اور جس شخص نے اپنے گھر میں رات گزاری اسے پھانسی دے دی جائے گی' پس شہروں کی حفاظت کے لیے لوگ فصیلوں پر جمع ہو گئے اور شیخ تقی الدین بن تیمیہ ہر شب کو دیواروں پر گھومتے تھے اور لوگوں کو صبر اور قتال کی ترغیب دیتے تھے اور انہیں جہاد اور رباط (پڑاؤ کرنے) کی آیات سناتے تھے۔

اور ۱۷؍رجب کو جمعہ کے روز دمشق میں دوبارہ حاکم مصر کا خطبہ دیا گیا جس سے لوگ خوش ہو گئے اور دمشق اور شام کے دیگر شہروں میں پورے ایک سو دن قازان کا خطبہ دیا جاتا رہا اور مذکورہ جمعہ کے دن کی صبح کو شیخ تقی الدین بن تیمیہ رحمۃ اللہ تعالیٰ اور آپ کے اصحاب نے شراب فروشوں کی دوکانوں کا چکر لگایا اور شراب کے برتنوں کو توڑ دیا اور شراب کو گرا دیا اور دوکانداروں کی ایک جماعت کو جنہوں نے ان فواحش کے لیے یہ دوکانیں بنائی ہوئی تھیں' ملامت کی جس سے لوگ خوش ہو گئے' اور ۱۸؍رجب کو ہفتہ کے روز اعلان کیا گیا کہ مصری افواج کی آمد کے لیے شہر کو آراستہ کیا جائے اور ۱۹؍رجب کو اتوار کے روز' باب النصر کے ساتھ باب الفرج کو بھی کھولا گیا جس سے لوگ خوش ہو گئے اور انہیں کشائش حاصل ہو گئی کیونکہ وہ صرف باب النصر سے ہی داخل ہو سکتے تھے اور

۱۰ رشعبان کو ہفتہ کے روز' شامی فوج' نائب دمشق جمال الدین آقوش الافرم کے ساتھ آئی۔ اور دوسرے روز بقیہ افواج داخل ہوئیں اوران میں دو امیر شمس الدین قراسنقر المنصوری اور سیف الدین قبلق تھے ... دمشق میں تھے ... نائب العرائش کو ... اور اس مہینے میں قاضی جلال الدین قزوینی نے اپنے بھائی قاضی القضاۃ امام الدین کے عوض جومصر میں فوت ہوگئے تھے' پڑھایا اور سوموار' منگل اور بدھ کے روز نائب مصر سیف الدین سلار کی صحبت میں فوجوں کا داخلہ مکمل ہوگیا اور ملک عادل کتبغا بھی اس کی خدمت میں تھا اور سیف الدین الطراقی بڑی خوبصورتی میں تھا اور وہ چراگاہ میں اترے اور سلطان آمد کے ارادے سے باہر نکلا اور الصالحیہ تک پہنچ گیا پھر مصر واپس آ گیا۔

اور ۱۵ رشعبان کو جمعرات کے روز' امام الدین کے بعد قاضی بدرالدین بن جماعۃ کو خطابت کے ساتھ دوبارہ دمشق کا قاضی القضاۃ بنا دیا گیا اور آج اس کے ساتھ امین الدین عجمی نے انسپکشن کا خلعت پہنا اور سترھویں روز تاج الدین شیرازی نے فخرالدین بن الشیرجی کے عوض کونسلوں کے نگران کا خلعت پہنا اور وزیر شمس الدین سنقر الاعسر کے دروازے میں اقبجا نے کچہریوں کے منتظم کا لباس پہنا اور امیر عزالدین ایبک الدویدار النجیبی نے امرائے طبل خانہ کے مقرر کرنے کے بعد البرکی ولایت سنبھالی اور شیخ کمال الدین زملکانی نے ۲۱ رشعبان کو اتوار کے روز' جلال الدین قزوینی کی بجائے ام الصالح میں درس دیا اور آج کے دن شمس الدین بن الصفی الحریری نے حسام الدین رومی کی بجائے حنفیہ کی قضاۃ سنبھالی' حسام الدین ۲ ررمضان المبارک کو معرکہ میں کام آئے تھے اور ۳ ررمضان المبارک کو قلعہ سے پردے اٹھادیئے گئے اور رمضان کے آغاز میں امیر سیف الدین سلار میدان اخضر میں دارالعدل میں بیٹھا اور ہفتہ کے روز قضاۃ اور امراء اس کے پاس تھے اور دوسرے ہفتہ کو اس نے عزالدین القلانسی کو قیمتی خلعت دیا اور اس کے بیٹے عمادالدین کو خزانہ میں گواہ بنایا۔ اور آج کے دن' سلار' افواج کے ساتھ مصر کی طرف لوٹا اور شامی افواج اپنے اپنے شہروں اور جگہوں کی طرف واپس آ گئیں اور ۱۰ ررمضان کو سوموار کے روز علی بن الصفی بن ابی القاسم البصراوی الحنفی نے مدینہ مقدمیہ میں درس دیا۔

اور اس سال کے شوال میں ایک جماعت معلوم ہوئی جو تاتاریوں کی پناہ لیتی تھی اور مسلمانوں کو اذیت دیتی تھی اور اس نے ان میں سے ایک جماعت کو پھانسی دی اور دوسروں کی آنکھوں میں گرم سلائی پھیری گئی اور بعض کو سرمہ لگایا گیا اور زبانیں قطع کی گئیں اور بہت سے امور کا سلسلہ شروع ہوگیا اور ۱۵ رشوال کو قاضی القضاۃ جمال الدین الزرعی نائب عدالت نے جمال الدین بن الباجریقی کی بجائے الدولعیہ میں درس دیا اور ۲۰ رشوال کو جمعہ کے روز نائب سلطنت جمال الدین آقوش الافرم دمشق کی فوج کے ساتھ سوار ہوکر جبال الجرد اور کسروان کی طرف گیا اور شیخ تقی الدین بن تیمیہ باہر نکلے اور ان کے ساتھ بہت سے رضا کار اور حورانہ بھی اس طرف کے باشندوں سے ان کے فساد نیت وعقائد اور ان کے کفر وضلال کے باعث جنگ کرنے کے لیے ساتھ تھے اور جب تاتاریوں نے انہیں شکست دی تو انہوں نے جو کچھ افواج سے سلوک کیا تھا اور جب وہ ان کے علاقے سے گزرے تو بھاگ گئے اور انہوں نے ان پر حملہ کر دیا اور انہیں لوٹ لیا اور ان کے ہتھیار اور گھوڑے لے لیے اور ان میں سے بہت سے لوگوں کو قتل کر دیا اور جب وہ ان کے علاقے میں پہنچے تو ان کے رؤساء شیخ تقی الدین بن تیمیہ کے پاس آئے تو آپ نے ان سے توبہ کا مطالبہ کیا اور ان

میں سے بہت سے لوگوں کے لیے صحیح بات کو واضح کیا جس سے بہت سی بھلائی حاصل ہوئی اوران مفسرین پر بڑی فتح ہوئی اور جو کچھ انہوں نے فوج نے اموال سے لیا تھا اس کی واپسی کی پابندی کی اوران پر بہت سے اموال واجب کیے جو وہ بیت المال کی طرف اٹھا لائے تھے اوران کی اراضی اور جائیدادیں' جاگیروں میں دے دی گئیں اور ۳۰۰ اس سے پہلے فوج کی اطاعت میں داخل نہ تھے اور نہ ہی احکام ملت کی پابندی کرتے تھے اور نہ دین حق کو اختیار کرتے تھے اور نہ اس چیز کو حرام قرار دیتے تھے جسے اللہ اوراس کے رسول نے حرام قرار دیا تھا اور ۱۳ رذوالقعدہ کو اتوار کے روز نائب السلطنت واپس آیا اور لوگوں نے دن کے وسط میں بعلبک کے راستے میں شمعون کے ساتھ اس کا استقبال کیا اور ۱۶ رذوالقعدہ کو بدھ کے روز شہر میں اعلان کیا گیا کہ لوگ ہتھیاروں کو دکانوں پر لٹکا دیں اور لوگ تیراندازی سیکھیں' پس شہر میں بہت سی جگہوں پر نشانہ گاہیں بنائی گئیں اور ہتھیار بازاروں میں لٹکا دیئے گئے اور قاضی القضاۃ نے مدارس میں نشانہ گاہیں بنانے کا حکم دیا نیز یہ کہ فقہاء تیراندازی سیکھیں اور اگر دشمن آئے تو اس سے جنگ کرنے کے لیے تیاری کریں۔

اور ۲۱ رذوالقعدہ کو نائب السلطنت نے اہل بازار کو اپنے سامنے پیش ہونے کو کہا' اوراس نے ہر بازار کا ایک لیڈر مقرر کیا اور اس کے اردگرد اس کے اہل بازار تھے اور ۲۴ رذوالقعدہ کو جمعرات کے روز اشراف اپنے نقیب' نظام الملک الحسینی کے ساتھ تیاری اور بڑی خوبصورتی کے ساتھ پیش کیے گئے اور وہ جشن کا دن تھا اوراس سال ایک یہ واقعہ بھی ہوا' کہ زکریا کی قبر کے سر پر ایک نیا تنخواہ دار امام مقرر کیا گیا اور وہ فقیہ شرف الدین ابوبکر الحموی تھا اور یوم عاشورہ کو قاضی امام الدین الشافعی اور حسام الدین حنفی اور ایک جماعت اس کے پاس حاضر ہوئی اوراس کی مدت چند ماہ تک ہی دراز رہی پھر الحموی اپنے شہر کو واپس آ گیا' اوراب تک یہ کام بیکار پڑا ہے۔ وللہ الحمد

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

قاضی حسام الدین ابوالفضائل:

الحسن بن القاضی تاج الدین ابی المفاخر احمد بن الحسن انوشروان الرازی الحنفی آپ نے بیس سال تک ملطیہ کی قضا سنبھالی پھر دمشق آئے اور مدت تک اس کے والی رہے پھر مصر منتقل ہو گئے اور مدت تک اس کے والی رہے اور آپ کا بیٹا جلال الدین شام میں تھا' پھر آپ شام چلے گئے اور وہاں دوبارہ فیصلے کرنے لگے' پھر جب وادیٔ سلمیہ کے پاس وادی الخزندار میں فوج قازان سے جنگ کرنے گئی تو آپ ان کے ساتھ گئے اور صف سے کھو گئے' آپ کا حال معلوم نہیں ہو سکا اور آپ کی عمر ستر سال کے قریب تھی اور آپ یگانہ فاضل اور رئیس تھے' آپ کی نظم اچھی ہے اور آپ کی پیدائش بلا د روم میں باقیس مقام پر محرم ۶۳۱ھ میں ہوئی اوراس سال کی ۲۴ ربیع الاوّل کو بدھ کے روز آپ مارے گئے اوراس روز متعدد مشاہیر امراء قتل ہوئے پھر آپ کے بعد شمس الدین الحریری نے قضا سنبھالی۔

قاضی امام عالی:

امام الدین ابوالمعالی عمر بن القاضی سعد الدین ابی القاسم عبدالرحمٰن بن الشیخ امام الدین ابی حفص عمر بن احمد بن محمد القزوینی

الشافعی آپ اور آپ کا بھائی جلال الدین دمشق آئے اور مدارس میں مقرر کیے گئے' پھر امام الدین نے دمشق کی قضاء القضاۃ' بدر الدین بن جماعۃ سے چھین لی جیسا کہ قبل ازیں ۶۹۶ھ میں بیان ہو چکا ہے اور آپ کے بھائی نے آپ کی نیابت کی اور آپ خوش اخلاق اور بہت احسان کرنے والے اور ایذاء نہ دینے والے رئیس تھے اور جب تاتاریوں کی آمد قریب آئی تو آپ مصر کی طرف سفر کر گئے اور جب آپ وہاں پہنچے تو آپ نے وہاں صرف ایک ہفتہ قیام کیا اور فوت ہو گئے اور ۴۶ سال کی عمر میں قبہ الشافعی کے قریب دفن ہوئے اور خطابت وغیرہ کے ساتھ ساتھ یہ منصب بھی بدر الدین بن جماعۃ کی مل گیا اور آپ کے بعد آپ کے بھائی نے امینیہ میں پڑھایا۔

المسند المعمر الرحلۃ:

شرف الدین احمد بن ہبۃ اللہ بن الحسن بن ہبۃ اللہ بن عبداللہ بن الحسن بن عساکر الدمشقی' آپ ۶۱۴ھ میں پیدا ہوئے اور حدیث کا سماع کیا اور روایت کی' اور ۱۵/ جمادی الاولیٰ کو ۸۵ سال کی عمر میں وفات پا گئے۔

خطیب موفق الدین:

ابوالمعالی محمد بن محمد بن الفضل النہروانی القضاعی الحموی' خطیب حماۃ' پھر آپ نے الفاروثی کی بجائے دمشق میں خطبہ دیا اور الغزالیہ میں پڑھایا' پھر ابن جماعۃ کے ذریعے معزول ہو گئے اور اپنے شہر کو واپس آ گئے' پھر قازان کے سال دمشق آئے اور وہیں وفات پائی۔

صدر شمس الدین:

محمد بن سلیمان بن حمایل بن علی المقدسی المعروف بابن غانم آپ سرکردہ لوگوں میں سے تھے اور بڑی مروت والے تھے' آپ نے العصرونیہ میں پڑھایا آپ ۸۰ سال سے زیادہ عمر پا کر فوت ہوئے اور آپ قابل تعریف کاتبوں میں سے تھے' اور آپ صدر علاء الدین بن غانم کے والد تھے۔

شیخ جمال الدین ابومحمد:

عبدالرحیم بن عمر بن عثمان الباجریقی الشافعی' آپ نے ایک مدت تک موصل میں اشتغال کرتے اور فتوے دیتے ہوئے قیام کیا' پھر قازان کے سال دمشق آئے اور وہیں وفات پائی اور آپ نے اسی طرح مدت تک وہاں قیام کیا' اور القلیجیہ اور الدولعیہ میں پڑھایا اور خطابت میں نیابت کی اور شمس الایکی کی نیابت میں الغزالیہ میں پڑھایا اور آپ کم گو اور لوگوں سے الگ تھلگ رہتے تھے اور آپ اس شمس محمد کے والد تھے جو زندقت الخلال کی طرف منسوب ہے اور اس کے اتباع بھی ہیں اور وہ بھی اس کی طرف وہی بات منسوب کرتے ہیں جو اس کی طرف منسوب کی جاتی ہے اور اسی کی پابندی کرتے ہیں جس کی وہ پابندی کرتا تھا۔ اور جمال الدین مذکور نے جامع الاصول میں ابن اثیر کی تصانیف کے بعض اصحاب سے یہ بات بیان کی ہے اور آپ کی نظم ونثر اچھی تھی۔ واللہ سبحانہٗ اعلم



۷۰۰ھ

اس سال کا آغاز ہوا تو خلیفہ سلطان شہروں کے نائبین اور حکام وہی تھے جن کا ذکر اس سے پہلے سال میں ہوا ہے۔ ہاں شافعی اور حنفی وہ نہ تھے اور جب ۳ رمحرم ہوئی تو دمشق میں لوگوں کی تمام املاک و اوقاف سے چار ماہ کی اجرت حاصل کرنے کے لیے ٹیکس لینے والا بیٹھا تو شہر سے اکثر لوگ بھاگ گئے اور بڑی گڑبڑ ہوگئی اور لوگوں کو یہ بات بہت گراں گزری۔

اور صفر کے آغاز میں اطلاعات آئیں کہ تاتاری بلاد شام کا قصد کیے ہوئے ہیں۔ اور یہ کہ وہ مصر میں داخل ہونے کا عزم کیے ہوئے ہیں' پس لوگ اس بات سے گھبرا گئے اور ان کی کمزوری میں اضافہ ہو گیا اور ان کے ہوش وحواس جاتے رہے اور لوگ مصر' الکرک' الشوبک اور مضبوط قلعوں کی طرف بھاگنے لگے اور گدھی' مصر تک پانچ سو درہم میں پہنچی اور اونٹ ایک ہزار اور گدھا پانچ سو درہم میں فروخت ہوا اور ساز وسامان' کپڑے اور غلے ارزاں ترقیمتوں پر فروخت ہوئے اور شیخ تقی الدین ابن تیمیہ ۲ رصفر کو جامع میں اپنی نشست گاہ پر بیٹھے اور لوگوں کو جنگ کی ترغیب دی اور اس بارے میں ان کے سامنے آیات واحادیث بیان کیں اور فرار کرنے میں جلد بازی کرنے سے روکا اور مسلمانوں اور ان کے اموال وبلاد کے دفاع میں مال خرچ کرنے کی رغبت دلائی اور جب راہ اللہ میں بھاگنے پر خرچ کیا جائے تو وہ بہتر ہوتا ہے اور آپ نے اس دفعہ تاتاریوں کے ساتھ جہاد کو واجب قرار دیا اور اس بارے میں آپ نے پے در پے نشستیں کیں' اور شہروں میں اعلان کر دیا گیا کہ کوئی شخص سرکاری پروانے اور ورق کے بغیر سفر نہ کرے۔ پس لوگوں نے چلنے سے توقف کیا اور ان کا دل پرسکون ہو گیا اور لوگوں نے قاہرہ سے فوجوں کے ساتھ سلطان کے نکلنے کی بات بیان کی اور اس کے خروج سے خوشی کے شادیانے بجے اور دمشق کے شریف گھرانوں جیسے ابن صصری کے گھرانے اور ابن فضل اللہ اور ابن منجا اور ابن سوید اور ابن زملکانی اور ابن جماعۃ کے گھرانوں نے بھی خروج کیا تھا۔

اور یکم ربیع الآخر کو تاتاریوں کے بارے میں زبردست افواہ اڑی اور اطلاع آئی کہ وہ البیرہ پہنچ چکے ہیں اور شہر میں اعلان کر دیا گیا کہ عوام فوج کے ساتھ نکلیں اور اس بارے میں المرج سے نائب کا حکم آیا' پس مہینے کے دوران میں انہیں پیش ہونے کو کہا گیا اور عوام میں سے تقریباً پانچ ہزار آدمی اپنی طاقت کے مطابق تیاری اور اسلحہ کے ساتھ پیش ہوئے اور خطیب ابن جماعۃ نے تمام نمازوں میں عاجزی وزاری کی اور ائمہ مساجد نے اس کا اتباع کیا اور جھوٹی افواہیں اڑانے والوں نے مشہور کر دیا کہ تاتاری حلب پہنچ گئے ہیں اور حلب کا نائب الٹے پاؤں حماۃ چلا گیا ہے' اور لوگوں کے دلوں کو خوش کرنے اور معاش کی طرف ان کی توجہ کرنے کے لیے شہر میں اعلان کر دیا گیا کہ سلطان اور افواج پہنچنے والی ہیں اور اس نے ٹیکس کے رجسٹروں کو باطل کر دیا اور انہیں کھڑا کر دیا گیا لیکن وہ حکم سے زیادہ ٹیکس دے چکے تھے اور ان لوگوں پر ٹیکس باقی رہ گیا جو روپوش ہو گئے تھے پس جو باقی رہ گیا تھا وہ اس نے معاف کر دیا اور جو دیا جا چکا تھا اسے واپس نہ کیا بلاشبہ ان کاموں کا انجام برا اور نقصان دہ ہوا اور ایسے کام کرنے والے کامیاب نہیں ہوتے پھر اطلاعات آئیں کہ سلطان مصر وہاں سے شام جانے کے ارادے سے نکلنے کے بعد پھر مصر واپس آ گیا ہے' پس خوف بڑھ گیا اور حالات سنگین ہو گئے اور بارشیں بہت زیادہ ہوئیں اور راستوں میں کیچڑ ہو گیا' اور سیلاب آ گئے' جو آدمی کو زمین پر چلنے میں رکاوٹ بن گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

اور بہت سے لوگ ملک اور بوجھل ہو کر اپنے اہل اور اموال کو اٹھائے ہوئے نکلے اور شہروں کی طرف بہت تیز کوشش کرتے ہوئے پہنچتے اور وہ سخت کیچڑ میں اپنے چھوٹے بچوں کو مشقت کے ساتھ چوپایوں اور گردنوں پر لادنے لگے' چوپائے چارے کی کمی اور بارشوں کی کثرت' پھسلن' سخت سردی' بھوک اور اشیاء کی کمی کے باعث کمزور ہو گئے۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ

جمادی الاولیٰ کا آغاز ہوا تو لوگ سخت خوف کی حالت میں تھے اور سلطان پیچھے تھا اور دشمن قریب تھا اور شیخ تقی الدین ابن تیمیہ اس ماہ کے شروع میں ہفتہ کے روز المرج میں نائب شام کے پاس گئے اور ان کے دلوں کو مضبوط کیا اور خوش کیا اور ان سے دشمنوں پر فتح پانے کا وعدہ کیا' اور اس قول الٰہی کو پڑھا: وَمَنْ عَاقَبَ بِمِثْلِ مَاعُوقِبَ بِهٖ ثُمَّ بُغِيَ عَلَيْهِ لَيَنْصُرَنَّهُ اللّٰهُ اِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ. اور آپ نے اتوار کی شب فوج کے پاس بسر کی' پھر دمشق واپس آ گئے۔ اور نائب اور امراء نے آپ سے استدعا کی کہ آپ ڈاک کے گھوڑوں پر سوار ہو کر مصر جائیں اور سلطان کو آنے پر آمادہ کریں' پس آپ سلطان کے پیچھے روانہ ہو گئے اور سلطان ساحل تک پہنچ چکا تھا اور آپ اس سے اس وقت ملے جب وہ قاہرہ میں داخل ہو گیا اور وقت جاتا رہا لیکن آپ نے انہیں ترغیب دی کہ اگر شامیوں کی فوج کی ضرورت ہو تو وہ افواج کو شام کی طرف بھیجیں اور آپ نے باتوں باتوں میں ان سے فرمایا اگر تم نے شام اور اس کی حفاظت سے اعراض کیا تو ہم اس کا سلطان مقرر کریں گے جو اس کی حفاظت کرے گا' اور امن کے زمانے میں اس سے غلہ لے گا اور آپ مسلسل ان کے ساتھ رہے حتیٰ کہ افواج شام کو روانہ ہو گئیں' پھر آپ نے انہیں فرمایا اگر یہ مقدر ہو کہ تم شام کے حکام اور ملوک نہیں اور اس کے باشندے تم سے مدد مانگیں تو تم پر مدد کرنا واجب ہے اور یہ کیسے ہو سکتا ہے حالانکہ تم اس کے حکام اور سلاطین ہو اور وہ تمہاری رعایا ہیں اور تم ان کے بارے میں مسئول ہو' اور آپ نے ان کے دل کو مضبوط کیا' اور اس دفعہ انہیں فتح کی ضمانت دی پس وہ شام کی طرف روانہ ہو گئے اور جب پے در پے فوجیں شام پہنچیں تو لوگ اپنی جانوں اور اپنے اہل و اموال کے بارے میں مایوس ہو جانے کے بعد بہت خوش ہوئے' پھر تاتاریوں کے پہنچنے کے بارے میں زبردست افواہیں اُڑیں اور سلطان کا مصر کی طرف واپس جانا متحقق ہو گیا اور شہر کے متولی ابن النحاس نے لوگوں میں اعلان کیا کہ جو شخص سفر کی سکت رکھتا ہے وہ دمشق میں نہ بیٹھے' پس عورتوں اور بچوں نے چیخ و پکار کی اور لوگوں کی بڑی ذلت اور رسوائی ہوئی اور انہیں سخت دھچکا لگا اور بازار بند ہو گئے اور انہیں یقین ہو گیا کہ اللہ کے سوا ان کا کوئی مددگار نہیں اور یہ کہ شام کے نائب کو پہلے سال سلطان کے ساتھ مل کر جو قوت حاصل تھی وہ بھی تاتاری فوج کے ساتھ جنگ کرنے کی طاقت نہیں پا سکا' پس اب وہ اس کی قوت کیسے پا سکتا ہے' جب کہ اس نے بھاگنے کا ارادہ کیا ہوا ہے؟ اور وہ کہتے تھے دمشق کے جو باشندے باقی رہ گئے ہیں وہ دشمن کا کھاجا ہیں۔ اور بہت سے لوگ اپنے چھوٹے بڑے اہالی کے ساتھ صحراؤں اور جنگلوں میں چلے گئے' اور لوگوں میں اعلان کیا گیا کہ جس کا ارادہ جہاد کرنے کا ہو وہ فوج کے ساتھ مل جائے اور تاتاریوں کی آمد قریب آ گئی ہے اور دمشق میں اس کے تھوڑے سے اکابر باقی رہ گئے ہیں اور ابن جماعۃ' الحریری' ابن صصری اور ابن منجا سفر کر گئے اور ان کے گھرانے مصر کی طرف ان سے سبقت کر گئے اور اطلاعات آئیں کہ تاتاری سرقین پہنچ گئے ہیں اور شیخ زین الدین الفارقی' شیخ ابراہیم الرقی' ابن قوام' شرف الدین بن تیمیہ اور ابن خبارۃ' نائب السلطنت الافرم کے پاس گئے اور دشمن سے ملاقات کرنے پر اس کے دل کو مضبوط کیا اور انہوں نے امیر العرب مہنا سے بھی ملاقات کی اور اسے دشمن سے جنگ کرنے پر آمادہ کیا تو اس

نے سمع و اطاعت سے انہیں جواب دیا اور اس بات پر اتفاق کیا اور [illegible] پختہ ہو گئے اور سلطان کے [illegible] ہو کر [illegible] دمشق سے المرج کی جانب روانہ ہوئے اور وہ صرقدی کے ساتھ جنگ کے لیے تیار ہوئے۔

اور شیخ تقی الدین بن تیمیہ ۲۷؍ جمادی الاولیٰ کو ڈاک کے گھوڑوں پر دیارِ مصر سے واپس آئے اور آپ نے قلعہ مصر میں آٹھ روز قیام کر کے انہیں جہاد کرنے اور دشمن کے مقابلہ پر جانے کی ترغیب دی اور آپ نے سلطان‘ وزیر اور اعیانِ حکومت سے ملاقات کی اور انہوں نے دشمن کے مقابلہ میں جانے کے بارے میں آپ کی بات مان لی‘ اور دمشق میں نرخ بہت گراں ہو گئے حتیٰ کہ خاروفان پانچ سو درہم میں فروخت ہوا اور حالات سنگین ہو گئے‘ پھر اطلاعات آئیں کہ شاہ تاتار اپنی فوج کی کمی اور اس کی قلت تعداد کے باعث واپسی پر فرات میں گھس گیا ہے جس سے دل خوش ہو گئے اور لوگ پرسکون ہو گئے اور وہ خوشی خوشی مطمئن ہو کر اپنے اپنے گھروں کو واپس آ گئے اور جب یہ اطلاعات آئیں کہ جمادی الآخرۃ میں تاتاری شام نہیں پہنچے تو لوگوں کے بہترین آدمی ان کے پاس واپس آ گئے اور نائب سلطنت بھی دمشق واپس آ گیا‘ حالانکہ وہ مسلسل چار ماہ سے المرج میں خیمہ زن تھا اور المرج سب سے بڑا پڑاؤ ہے اور لوگ اپنے وطنوں کو واپس آ گئے۔ اور شیخ زین الدین الفارقی نے الناصریہ میں درس دیا کیونکہ اس کا مدرس کمال الدین بن الشریشی الکرک بھاگ جانے کی وجہ سے غائب تھا پھر وہ رمضان میں اس کی طرف واپس آیا‘ اور مہینے کے آخر میں جمال الدین الزرعی کی غیوبت کی وجہ سے‘ ابن الزکی نے الدولعیہ میں درس دیا اور سوموار کے روز ذمیوں کو ذمۃ کی شروط سنائی گئیں اور انہیں ان کا پابند کیا گیا اور انہیں جہات سے معزول کرنے پر اتفاق ہو گیا اور انہوں نے ذلت اختیار کر لی اور ملک میں اس کا اعلان کر دیا گیا‘ اور نصاریٰ کو نیلی پگڑیوں اور یہود کو زرد پگڑیوں اور سامریوں کو سرخ پگڑیوں کا پابند کیا گیا‘ جس سے بہت بھلائی حاصل ہوئی اور وہ مسلمانوں سے متمیز ہو گئے اور ۱۰؍ رمضان کو ارجواش اور امیر سیف الدین اقبجا کے نیابت قلعہ میں شریک ہونے کا حکم آیا نیز یہ کہ دونوں میں ہر ایک ایک دن سوار ہو گا اور دوسرا ایک دن قلعہ میں رہے گا۔ مگر ارجواش نے اس سے انکار کر دیا۔

اور شوال میں شیخ شہاب الدین بن المجد نے علاء الدین قونوی کی بجائے اقبالیہ میں درس دیا کیونکہ اسے قاہرہ میں اقامت کا حکم تھا اور ۱۳؍ ذوالقعدہ کو جمعہ کے روز شمس الدین بن الحریری کو قاضی جلال الدین بن حسام الدین کے ذریعے اس کے اپنے اور اس کے باپ کے دستور کے مطابق حنفیہ کی قضاء سے معزول کر دیا گیا اور یہ کارروائی وزیر و شمس الدین سنقر الاعسر اور نائب سلطان الافرم کے اتفاق سے ہوئی۔

اور اس سال تاتاریوں کے ایلچی دمشق پہنچے اور انہیں قلعہ میں اتارا گیا‘ پھر وہ مصر چلے گئے۔



اس سال میں وفات پانے والے اعیان

شیخ حسن کردی:

آپ الشاغور میں اپنے باغ میں مقیم تھے اور اس کے غلے سے کھاتے تھے اور جو آپ کے پاس آتا تھا اسے کھلاتے تھے اور آپ کی زیارت کی جاتی تھی اور جب آپ کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ نے غسل کیا اور اپنے بالوں کو پکڑا اور قبلہ رو ہو کر چند رکعات پڑھیں' پھر ۱۴ر جمادی الاولیٰ کو سوموار کے روز وفات پا گئے آپ کی عمر سو سال سے زیادہ تھی۔

صفی الدین جوہرا التغلیسی آختہ:

محدث' آپ نے سماع حدیث اور تحصیل اجزاء کا اہتمام کیا' آپ خوش اخلاق' صالح' نرم طبیعت حامی اور پاکباز آدمی تھے اور آپ جن اجزاء کے مالک تھے آپ نے انہیں محدثین کے لیے وقف کر دیا۔

امیر عزالدین:

محمد بن ابی الہیجاء بن محمد الہید بانی الاربلی' دمشق کے متولی' تاریخ وشعر کے بارے میں آپ کو بہت فضیلت حاصل ہے اور بسا اوقات آپ نے اس بارے میں کچھ باتوں کو جمع بھی کیا ہے۔ اور آپ درب سعود میں رہتے تھے جو آپ کی وجہ سے مشہور ہے اور اسے درب ابن ابی الہیجاء کہا جاتا ہے اور یہ پہلی منزل ہے جہاں ہم ۷۰۶ھ میں دمشق آنے پر اُترے تھے' اللہ تعالیٰ میرا انجام اچھا کرے' ابن ابی الہیجاء نے مصر کے راستے میں ۸۰ سال کی عمر میں وفات پائی' آپ قابل تعریف سیرت اور خوش گفتار آدمی تھے۔

امیر جمال الدین آقوش الشریفی:

بلاد قبلیہ کے والی الولاۃ' آپ نے شوال میں وفات پائی اور آپ کو بہت ہیبت وسطوت اور حرمت حاصل تھی۔

۷۰۱ھ

اس سال کا آغاز ہوا تو وہی حکام تھے جن کا ذکر اس سے پہلے سال میں ہو چکا ہے' امیر سیف الدین سلار شام میں تھا اور افرم نائب دمشق تھا اور اس کے شروع میں امیر قطلبک کو ساحلی بلاد کی نیابت سے معزول کر دیا گیا اور امیر سیف الدین استدمر نے ان کی نیابت سنبھالی اور شمس الدین الاعسر کو مصر کی نیابت سے معزول کر دیا گیا اور سیف الدین اقبجا المنصوری نے غزہ کی نیابت سنبھالی اور اس کی بجائے قلعہ میں امیر سیف الدین بہادر السیجری کو مقرر کیا گیا' جو الرحبہ کا رہنے والا تھا اور صفر میں شاہِ تاتار کے ایلچی مصر سے دمشق واپس آ گئے اور نائب السلطنت فوج اور عوام نے ان کا استقبال کیا' اور ۱۵ر صفر کو شیخ صدر الدین البصراوی الحنفی نے شیخ ولی الدین سمرقندی کی بجائے النوریہ کی تدریس کا کام سنبھالا اور آپ چھ دن اس کے متصرف رہے اور وہاں آپ نے بنی الصدر سلیمان کے بعد چار سبق پڑھائے' پھر آپ فوت ہو گئے اور آپ کبار صالحین میں سے تھے۔

آپ ہر روز سو رکعت نماز پڑھتے تھے اور ۱۹ر ربیع الاوّل کو بدھ کے روز قاضی القضاۃ اور خطیب الخطباء بدر الدین بن جماعۃ

خانقاہ شمساطیہ میں شیخ الشیوخ بن کر بیٹھے اور کئی صوفی نے آپ سے اس کا التماس کیا تھا اور انہیں آپ سے رغبت تھی اور یہ شیخ یوسف بن حمویہ الحموی کی وفات کے بعد ہوا اور صوفیا آپ سے خوش ہو گئے اور آپ کے ارد گرد بیٹھ گئے اور آپ سے پہلے یہ مناصب کسی اور کے لیے اکٹھے نہیں ہوئے اور نہ ہی آپ کے بعد ہمارے اس زمانے تک ہمیں اطلاع ملی ہے کہ وہ کسی کے لیے اکٹھے ہوئے ہیں یعنی قضاء خطابت اور شیخ الشیوخ اور ۲۲؍ ربیع الاول کو سوموار کے روز الفتح احمد بن الثقفی کو دیار مصر میں قتل کر دیا گیا اس کے بارے میں یہ فیصلہ قاضی زین الدین بن مخلوف المالکی نے کیا تھا کیونکہ اس کے نزدیک اس کا تنقیص شریعت کرنا اور آیات محکمات کے ساتھ استہزا کرنا اور متشابہات کا ایک دوسرے کے ساتھ معارضہ کرنا' ثابت ہو چکا تھا اور اس کے بارے میں بیان کیا جاتا ہے کہ وہ محرمات میں سے لواط اور شراب وغیرہ کو حلال قرار دیتا تھا کیونکہ اس میں فاسق ترک اور دیگر جہلاء اکٹھے ہو جاتے تھے اور بظاہر اسے فضیلت' اشتغال اور ہیئت جمیلہ حاصل تھی اور اس کا لباس اور کپڑے اچھے ہوتے تھے اور جب اسے دارالحدیث کاملیہ کی کھڑکی کے پاس قصرین کے درمیان کھڑا کیا گیا تو اس نے قاضی تقی الدین بن دقیق العید سے مدد مانگی اور پوچھا آپ میرے متعلق کیا جانتے ہیں؟ اس نے کہا میں تیری فضیلت کو جانتا ہوں لیکن تیرا فیصلہ قاضی زین الدین کے پاس ہے' پس قاضی نے والی کو حکم دیا کہ وہ اسے قتل کر دے تو اس نے اسے قتل کر دیا اور اس کے سر کو شہر میں پھرایا گیا اور اعلان کیا گیا کہ یہ اللہ اور اس کے رسولؐ کے بارے میں طعن کرنے والے کی جزا ہے۔

البرزالی نے اپنی تاریخ میں بیان کیا ہے کہ ماہ ربیع الاول کے وسط میں بلادِ حماۃ کے قاضی کی طرف سے خط آیا جس میں اس نے بتایا کہ ان ایام میں بارین میں جو حماۃ کی عملداری میں ہے مختلف حیوانات کی صورتوں میں بڑے بڑے اولے پڑے ہیں۔ یعنی درندوں' سانپوں' بچھوؤں' پرندوں' بکریوں' عورتوں اور مردوں کی صورت میں اور ان کی کمروں میں تنگ تھے اور یہ بات اس جانب کے قاضی کی دستاویز میں بھی ثابت ہوئی پھر اس کا ثبوت قاضی حماۃ کے پاس لایا گیا اور ۱۰؍ ربیع الآخر کو منگل کے روز الظاہریہ کے دربان شیخ علی الحویرائی کو ان کے دروازے پر اس وجہ سے پھانسی دی گئی کہ اس نے شیخ زین الدین سمرقندی کے قتل کا اعتراف کیا تھا' اور ۱۵؍ ربیع الآخر کو قاضی بدرالدین بن جماعۃ' کمال الدین ابن الشریشی کی بجائے ناصریہ جوانیہ میں تدریس کے لیے حاضر ہوا' اور یہ اس وجہ سے ہوا کہ ایک دستاویز نے ثابت کیا کہ یہ تدریس دمشق کے قاضی شافعیہ کے لیے ہے پس اس نے اسے ابن الشریشی کے ہاتھ سے چھین لیا اور ۲۳؍ جمادی الاولیٰ کو منگل کے روز صدر علاؤ الدین بن شرف الدین بن القلانسی دو سال چند دنوں کی قید کے بعد اپنے تاتاری اہل کے پاس آئے اور آپ کو ایک مدت تک محبوس رکھا گیا' پھر اللہ تعالیٰ نے آپ پر مہربانی فرمائی اور آپ نے خاکساری کی۔ حتیٰ کہ آپ نے ان سے نجات پائی اور اپنے اہل کے پاس واپس آ گئے اور وہ آپ سے خوش ہو گئے۔

اور ۶؍ جمادی الآخرۃ کو قاہرہ سے ایلچی نے آ کر امیر المؤمنین خلیفہ الحاکم بامر اللہ العباسی کی وفات کی خبر دی اور یہ کہ اس کے بعد اس کے بیٹے ابوالربیع سلیمان نے خلافت سنبھال لی ہے' اور المستکفی باللہ کا لقب اختیار کیا ہے اور یہ کہ اس کے جنازے میں تمام لوگ پیادہ حاضر ہوئے ہیں اور اسے الست نفیسہ کے قریب دفن کیا گیا ہے اور اس نے چالیس سال خلافت کی ہے اور ایلچی کے ساتھ حکم بھی آیا کہ شمس الدین الحریری الحنفی قاضی ہوگا اور کچہریوں کا نگران شرف الدین بن مزہر ہوگا اور نائب السلطنت کی اجازت

سے خالی تو نہ چھوڑا قاضی جلال الدین بن حسام الدین کے قبضہ میں رہا اور ۹ر جمادی الآخرۃ کو جمعہ کے روز خلیفہ المستکفی باللہ کا خطبہ دیا
گیا اور جامع دمشق میں اس کے باپ کے لیے رحم کی دعا کی گئی اور الناصریہ دوبارہ ابن الشریشی کو دے دیا گیا اور ابن جماعۃ کو اس
سے معزول کر دیا گیا اور ۱۴ر جمادی الآخرۃ کو اس نے وہاں درس دیا اور شوال میں شام میں بڑی بڑی آندھی آئی جو کھیتیوں اور پھلوں کو کھا
گئی اور درختوں کو چٹ کر گئی حتیٰ کہ وہ ٹنڈوں کی مانند ہو گئے اور اس کی مثل کبھی نہیں دیکھی گئی اور اس ماہ خیابر و یہود کے لیے ایک مجلس
منعقد ہوئی اور ان کو پابند کیا گیا کہ وہ اپنے امثال یہود کی طرف جزیہ ادا کریں اور انہوں نے ایک خط پیش کیا جس کے متعلق ان کا
خیال تھا کہ یہ رسول اللہ ﷺ کا خط ہے۔ جس میں آپ نے ان سے جزیہ ساقط کر دیا ہے اور جب فقہا کو اس کا علم ہوا تو انہیں معلوم
ہو گیا کہ یہ ایک من گھڑت جھوٹا خط ہے کیونکہ اس میں رکیک الفاظ، بے کار تواریخ اور فحش اعرابی اغلاط تھیں، اور شیخ الاسلام ابن
تیمیہ نے ان سے اپنے حق پر ہونے کا جھگڑا کیا اور ان کے سامنے ان کی غلطی اور جھوٹ کو واضح کیا اور یہ کہ یہ ایک من گھڑت اور
جھوٹا خط ہے تو وہ ادائے جزیہ کی طرف مائل ہو گئے اور اس بات سے خوف زدہ ہو گئے کہ ان سے ماضی کے معاملات واپس لے
لیے جائیں گے۔

میں کہتا ہوں کہ میں بھی اس خط سے آگاہ ہوا ہوں اور میں نے اس میں خیبر کے سال حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی شہادت
دیکھی ہے حالانکہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ اس سے تقریباً دو سال قبل فوت ہو چکے تھے اور اور اس میں ہے کہ علیؓ بن ابی طالب نے لکھا اور یہ
غلطی ہے جو امیر المؤمنین حضرت علیؓ سے سرزد نہیں ہو سکتی اس لیے کہ علم نحو ابوالاسود الدؤلی کے طریق سے آپ کی طرف منسوب کیا گیا
ہے اور میں نے اس بارے میں ایک الگ کتاب جمع کی ہے اور جو کچھ قاضی ماوردی کے زمانے میں ماجرا ہوا تھا میں نے اس میں
اس کا ذکر کیا ہے اور اس زمانے میں ہمارے اصحاب کی بھی اس بارے میں ایک کتاب ہے اور اس نے الحاوی میں اس کا ذکر کیا
ہے اور الشامل کے مؤلف نے بھی اپنی کتاب میں اور کئی دوسرے لوگوں نے بھی اس کا ذکر کیا ہے۔ اور اس کی غلطی کو واضح کیا ہے۔
وللہ الحمد والمنۃ

اور اس ماہ حاسدین کی ایک جماعت نے شیخ تقی الدین بن تیمیہ پر حملہ کر دیا اور آپ سے شکایت کی کہ آپ حدود کو قائم
کرتے ہیں اور تعزیر لگاتے ہیں اور بچوں کے سر منڈا دیتے ہیں اور آپ نے بھی شکایت کنندوں سے گفتگو کی اور ان کی غلطی کو واضح کیا
پھر حالات پرسکون ہو گئے، اور ذوالقعدہ میں بلاد سیس کے بعض مقامات کے بزور قوت فتح ہونے پر کئی روز تک قلعہ دمشق میں خوشی کے
شادیانے بجے، پس مسلمانوں نے انہیں فتح کر لیا۔ وللہ الحمد

اور اس ماہ میں عزالدین بن میسر، ابن مزہر کی بجائے کچہریوں کا نگران بن کر آیا اور ۴ر ذوالحجہ کو منگل کے روز عبدالسید بن
المہذب جو یہود کا قاضی تھا دارالعدل میں حاضر ہوا اور اس کے بیٹے بھی اسکے ساتھ تھے پس وہ سب مسلمان ہو گئے اور نائب
السلطنت نے ان کا اکرام کیا۔ اور حکم دیا کہ وہ خلعت پہن کر سوار ہو اور اس کے پیچھے اس کے گھر تک ڈھول تاشے بجتے جائیں اور
اس نے اس شب بڑا ختم کیا جس میں قضاۃ اور علماء شامل ہوئے اور اس کے ہاتھ پر یہود کی ایک بڑی جماعت نے اسلام قبول کیا اور
وہ سب کے سب عید کے روز مسلمانوں کے ساتھ تکبیر کہتے ہوئے نکلے، اور لوگوں نے ان کی بڑی عزت کی، اور ۱۷ر ذوالحجہ کو شاہ تاتار

کے ایلچی آئے اور قلعہ میں [illegible] وہ تین دن کے بعد قلعہ کی طرف [illegible] گئے اور ان کی [illegible] مانگی [illegible] چند دن بعد [illegible] مر گیا اور اس
کی موت کے دو دن بعد بادشاہ سے فوج آئی اور اس نے اس کی ایک طرف کو فتح کر لیا تھا پس نائب سلطنت اور فوج ان کے استقبال کو گئی اور لوگ بھی حسب عادت خوشی کے لیے نکلے اور وہ ان کی آمد اور ان کی فتح سے خوش ہوئے۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

امیر المؤمنین خلیفہ الحاکم بامر اللہ:

ابوالعباس احمد بن المسترشد باللہ ہاشمی' بغدادی' مصری ۶۶۱ھ کے شروع میں حکومت ظاہریہ میں اس کی بیعت خلافت ہوئی اور اس نے پورے چالیس سال خلافت کی اور ۱۸ر جمادی الاولیٰ شب جمعہ کو وفات پا گیا اور سوق الخیل میں نماز عصر کے وقت اس کا جنازہ پڑھا گیا اور اس کے جنازہ میں تمام اعیان حکومت پیدل حاضر ہوئے اور اس نے اپنے بیٹے ابوالربیع سلیمان کے بارے میں خلیفہ بننے کی وصیت کی تھی۔

المستکفی باللہ کی خلافت امیر المؤمنین ابن الحاکم بامر اللہ العباسی:

جب اس نے اسے وصیت کی تو اس نے اس کا حکمنامہ بھی لکھا اور اسے اس سال سلطان اور حکومت کی موجودگی میں ۲۰ر ذوالحجہ کو اتوار کے روز پڑھا گیا اور بلاد مصر و شام میں منابر پر اس کا خطبہ دیا گیا اور تمام بلاد اسلامیہ کی طرف ایلچی یہ خبر لے گئے۔

امیر عزالدین:

ایبک بن عبداللہ النجیبی الدویدار والی دمشق' آپ وہاں کے طبلخانہ کے ایک امیر تھے اور قابل تعریف سیرت کے حامل تھے' آپ کی مدت طویل نہیں ہوئی آپ قاسیون میں دفن ہوئے اور ۱۶ر ربیع الاول کو منگل کے روز آپ نے وفات پائی۔

شیخ شرف الدین ابوالحسن:

علی بن شیخ امام عالم علامہ حافظ فقیہ تقی الدین ابو عبداللہ محمد بن شیخ ابوالحسن احمد بن عبداللہ بن عیسیٰ بن احمد بن محمد الیونینی البعلبکی آپ اپنے بھائی شیخ قطب الدین بن الشیخ الفقیہ سے بڑے تھے' شرف الدین ۶۲۱ھ میں پیدا ہوئے اور آپ کے باپ نے آپ کو بہت سماع کروایا اور آپ نے اشتغال کیا اور فقہ سیکھی اور آپ عابد' عامل اور بہت خشوع کرنے والے تھے۔ لائبریری میں آپ کے پاس ایک شخص آیا اور آپ کے سر پر سوٹی مارنے لگا پھر اس نے آپ کو چھری سے مارا اور آپ کئی روز بیمار رہے اور ۱۱ر رمضان کو جمعرات کے روز بعلبک میں فوت ہو گئے اور باب بطحاء میں دفن ہوئے اور لوگ آپ کے علم و عمل اور حفظ حدیث اور لوگوں سے محبت اور تواضع اور حسن نیت اور مروت کی وجہ سے متاسف ہوئے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اپنی رحمت میں چھپا لے۔

صدر ضیاء الدین:

احمد بن الحسین بن شیخ السلامیہ' قاضی قطب الدین موسیٰ کے والد' جس نے بعد میں مصر و شام میں فوج کی نگرانی کا کام سنبھالا' آپ نے ۲۰ر ذوالقعدہ کو منگل کے روز وفات پائی اور قاسیون میں دفن ہوئے اور الرواحیہ میں آپ کی تعزیت ہوئی۔

امیر کبیر مرابط مجاہد:

علم الدین ارجواش بن عبداللہ منصوری شام میں قلعہ کا نائب آپ ہیبت' ہمت' ذہانت اور نیک ارادے والے تھے اللہ تعالیٰ نے آپ کے ہاتھوں مسلمانوں کی پناہ گاہ کی حفاظت اس وقت مقدر کی جب قازان کے ایام میں تاتاریوں نے شام پر قبضہ کر لیا تھا پس وہ قلعہ کو سر نہ کر سکے اور اللہ تعالیٰ نے اس شخص کے ہاتھوں اسے ان سے بچایا اور اس نے اس بات کا التزام کیا کہ جب تک وہاں کوئی شخص ہے وہ قلعہ کو ان کے سپرد نہیں کرے گا اور باقی شامی قلعوں نے بھی اس کی اقتداء کی اور ۲۱ر ذوالحجہ کو ہفتہ کی رات کو اس کی وفات قلعہ میں ہوئی اور ہفتے کے دن چاشت کے وقت آپ کو وہاں سے نکال کر آپ کا جنازہ پڑھا گیا اور نائب السلطنت اور اس سے کم درجہ کے لوگ آپ کے جنازے میں شامل ہوئے' پھر آپ کو دامن قاسیون میں لے جا کر اس کے قبرستان میں دفن کر دیا گیا۔

الابرقوہی المسند المعمر المصری:

الشیخ الجلیل المسند الرحلۃ بقیۃ السلف شہاب الدین ابوالمعالی احمد بن اسحاق بن محمد ابن المؤید بن علی بن اسماعیل بن ابی طالب' الابرقوہی الہمدانی ثم المصری' آپ بلاد شیراز میں ابرقوہ میں رجب یا شعبان ۶۱۵ھ میں پیدا ہوئے اور آپ نے بہت سے مشائخ کے ذریعے سماع کیا اور آپ کے لیے شیخات نکلیں اور آپ بہت اچھے' لطیف اور قوی شیخ تھے' آپ نے حاجیوں کے خروج کے چار دن بعد مکہ میں وفات پائی۔

صاحبِ مکہ:

الشریف ابونمی محمد بن الامیر ابی سعد حسن بن علی بن قتادۃ الحسنی' آپ چالیس سال سے مکہ کے حاکم تھے اور حلیم' باوقار' صاحب الرائے' سیاستدان عقلمند اور صاحبِ مروت اور اس میں آپ کا کاتب اسماعیل بن عمر بن کثیر قرشی' شافعی' مصری پیدا ہوا' عفا اللہ عنہ واللہ سبحانہ اعلم

۷۰۲ھ

اس سال کا آغاز ہوا تو وہی حکام تھے جن کا ذکر اس سے پہلے سال میں آ چکا ہے' اور ۲ر صفر کو بدھ کے روز' انطرسوس کے قریب جزیرہ ارواد فتح ہوا اور اہل سواحل کے لیے یہ سب سے زیادہ نقصان دہ جگہ تھی' پس سمندر سے وہاں پر دیار مصر سے کشتیاں آئیں اور طرابلس کی افواج ان کے پیچھے آئیں اور اللہ کے فضل سے وہ نصف النہار کو فتح ہو گیا اور انہوں نے اس کے اہل میں سے قریباً دو ہزار کو قتل کر دیا اور قریباً پانچ سو کو قیدی بنا لیا اور اس کا فتح کرنا' مکمل سواحل کا فتح کرنا تھا اور اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو اس کے باشندوں کے شر سے راحت دی۔ اور ۱۷ر ماہ صفر کو جمعرات کے روز ایلچی نے دمشق پہنچ کر قاضی القضاۃ ابن دقیق العید کی وفات کی خبر دی اور اس کے پاس قاضی القضاۃ ابن جماعۃ کی جانب سلطان کا خط بھی تھا' جس میں اس کی تعظیم اور احترام واکرام کا ذکر تھا جو اسے اپنے قرب کی دعوت دے رہا تھا تاکہ وہ حسبِ عادت مصر میں قضاء کا کام سنبھال لے پس وہ اس کے لیے تیار ہو گیا' اور جب وہ باہر نکلا تو اس کے ساتھ نائب السلطنت الافرم اور ارباب حل وعقد اور سرکردہ لوگ اسے الوداع کرنے کو نکلے اور عنقریب الوفیات میں ابن دقیق العید کے حالات بیان ہوں گے' اور جب ابن جماعۃ' مصر پہنچا تو سلطان نے اس کا بہت اکرام کیا اور اسے ادنیٰ خلعت

[illegible] ربیع الاول کے آخر میں تاتاریوں سے اپنی بلاد مصر کا قصد کیے ہوئے پہنچے اور شرف الدین فزاری نے ۸ ربیع الآخر کو جمعرات کے روز شرف الدین تاج کی بجائے دارالحدیث الظاہریہ کی شیخت سنبھالی اور اس کا نام ابوحفص عمر بن محمد بن عمر بن حسن بن خواجہ امام الفارسی تھا' آپ نے وہاں ستر سال کی عمر میں وفات پائی۔ اور آپ میں نیکی بھلائی اور اخلاق حسنہ پائے جاتے تھے۔

اور شیخ شرف الدین مذکور نے مفید درس دیا اور اس کے پاس اعیان کی ایک جماعت حاضر ہوئی اور ۱۱ر جمادی الاولیٰ کو جمعہ کے روز اس نے ابن جماعۃ کی بجائے قاضی القضاۃ نجم الدین بن صصری کو شام کی قضاء کا خلعت دیا اور الفارقی کو خطابت کا خلعت دیا اور امیر رکن الدین بیبرس العلائی کو کچہریوں کے منتظم کا خلعت دیا اور لوگوں نے ان کو مبارکباد دی اور نائب السلطنت اور اعیان خطبہ سننے کے لیے حجرے میں حاضر ہوئے اور نماز کے بعد ابن صصری کا حکم نامہ پڑھا گیا' پھر وہ کمالی کھڑکی میں بیٹھا اور اس کا حکمنامہ دوسری بار پڑھا گیا اور جمادی الاولیٰ میں نائب السلطنت کے ہاتھ ایک جھوٹا خط لگا جس میں یہ ذکر تھا کہ شیخ تقی الدین بن تیمیہ اور قاضی شمس الدین بن الحریری اور امراء کی ایک جماعت اور باب السلطنت کے خواص' تاتاریوں کی خیرخواہی کرتے ہیں اور ان سے خط وکتابت کرتے ہیں اور قبجق کو شام کا حکمران بنانا چاہتے ہیں' نیز یہ کہ شیخ کمال الدین بن زملکانی ان کو امیر جمال الدین الافرم کے حالات بتاتا ہے اور یہی حال کمال الدین بن العطار کا تھا اور جب نائب سلطنت کو اس کا پتہ چلا تو اسے معلوم ہو گیا کہ یہ جعلی خط ہے' پس اس نے اس کے لکھنے والے کے متعلق تفتیش کی' کیا دیکھتا ہے کہ وہ ایک فقیر ہے جو اس کے گھر کے پڑوس میں رہتا تھا' جو محراب صحابہؓ کے پڑوس میں تھا اور اسے الیعفوری کہا جاتا تھا اور ایک اور شخص اس کے ساتھ تھا' جسے احمد الغناری کہا جاتا تھا' اور وہ دونوں شرارت اور فضول باتوں میں مشہور تھے اور اس نے ان دونوں کے پاس اس خط کا مسودہ بھی دیکھا' پس نائب السلطنت کو یقین ہو گیا اور اس نے ان دونوں پر سخت تعزیر لگائی' پھر اس کے بعد ان دونوں کے بارے میں ثالثی کی گئی اور اس کاتب کا ہاتھ قطع کیا گیا جس نے ان دونوں کے لیے خط لکھا تھا' اور وہ تاج مناد یلی تھا اور جمادی الاولیٰ کے آخر میں امیر سیف الدین بلبان الجوکندار المنصوری ارجواش کی بجائے قلعہ کی نیابت کی طرف منتقل ہو گیا۔

عجائبات سمندر کا ایک عجوبہ:

شیخ علم الدین البرزالی نے اپنی تاریخ میں بیان کیا ہے کہ میں نے قاہرہ سے آنے والی ایک کتاب میں پڑھا ہے کہ جب ۴ر جمادی الآخرۃ کو جمعرات کا دن آیا تو دریائے نیل سے ایک عجیب الخلقت جانور ارض المنوفیہ کی طرف بلادمنیہ مسعود اصطباری اور الراہب کے درمیان نمودار ہوا اور اس کی علامات یہ تھیں:

اس کا رنگ بھینس کے رنگ کی طرح تھا اور بال نہیں تھے اور اس کے کان' اونٹ کے کانوں کی طرح تھے اور اس کی آنکھیں اور فرج' ناقہ کی طرح تھیں اور اس کی فرج کو دم ڈھانپے ہوئے تھی' جس کی لمبائی' مچھلی کی دم کی طرح ڈیڑھ بالشت تھی اور اس کی گردن اژدھا کی مانند تھی' جس میں توڑی بھری گئی ہو اور اس کا منہ اور ہونٹ چھلنی کی طرح تھے اور اس کی چار کچلیاں تھیں' دو اوپر اور دو نیچے' اور ان میں سے ہر ایک کی لمبائی بالشت سے کم اور چوڑائی دو انگلیاں تھیں اور اس کے منہ میں ۴۸ داڑھیں تھیں اور دانت

شطرنج کے پیادے کی طرح تھے اور اس کے دونوں ہاتھوں کی لمبائی اندر کی طرف سے زمین تک اڑھائی بالشت تھی اور اس کے گھٹنے سے اس کے مرتب کا حصہ اژدہا کے پیٹ کی طرح تھا زرد [illegible] یا اور اس کے منہ والی [illegible] کی طرح تھی اور چار ناخن اونٹ کے ناخنوں کی طرح تھے اور اس کی پشت کی چوڑائی کی مقدار ڈھائی ہاتھ اور [illegible] اس کی [illegible] پر [illegible] تھی اور اس کے پیٹ میں تین اوجھ تھے اور اس کا گوشت سرخ اور پہلو مچھلی کی طرح تھے اور اس کا مزا اونٹ کے گوشت کی طرح تھا اور اس کی موٹائی چار انگشت تھی' جس میں تلوار اثر نہیں کرتی تھی اور اس کی جلد ایک گھنٹے میں' بوجھ کے باعث' کیے بعد دیگرے پانچ اونٹوں پر لادی گئی اور انہوں اسے قلعہ میں سلطان کے سامنے پیش کیا اور اسے توڑی سے بھر دیا اور اسے اس کے سامنے کھڑا کر دیا۔ واللہ اعلم

اور ماہِ رجب میں پختہ اطلاعات سے پتہ چلا کر تاتاری بلاد شام کا عزم کیے ہوئے ہیں پس لوگ اس بات سے پریشان ہو گئے اور ان کا خوف بہت بڑھ گیا اور خطیب نے نمازوں میں عاجزی کی اور بخاری کو پڑھا گیا اور لوگوں نے دیار مصر' الکرک اور مضبوط قلعوں کی طرف بھاگنا شروع کیا' اور مصری افواج کی آمد ان کی علیحدگی کی وجہ سے متاخر ہو گئی' جس سے خوف بڑھ گیا' اور ماہِ رجب میں امین الدین سلیمان کی بجائے' نجم الدین بن ابی الطیب نے خزانہ کی نگہداشت سنبھالی' اور ۳ر شعبان کو ابن جماعۃ کے بعد قاضی ناصر الدین عبدالسلام نے شیوخ کی مشیخت کو سنبھالا' اور جمال الدین الزرعی اس تاریخ تک کام کرتا رہا اور ۱۰ر شعبان کو ہفتہ کے روز' قلعہ میں امراء کے دروازوں پر' سلطان کے افواج کے ساتھ مصر سے مخذول تاتاریوں کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے نکلنے پر خوشی کے شادیانے بجائے گئے اور بعینہٖ آج کے دن عرض کا معرکہ ہوا اور یہ یوں ہوا کہ امرائے اسلام کی ایک جماعت نے مڈبھیڑ کی جس میں استدمر' بہادر اخی' کجکن اور غرلو العادی شامل تھے اور ان میں سے ہر ایک پندرہ سو سواروں میں سے دین کی تلواروں میں سے ایک تلوار تھا اور تاتاری سات ہزار تھے۔ پس انہوں نے باہم قتال کیا اور مسلمانوں نے بڑا استقلال دکھایا اور اللہ تعالیٰ نے انہیں فتح دی اور تاتاریوں کو بے یار و مددگار چھوڑ دیا' سو انہوں نے ان میں سے بہت سوں کو قتل کر دیا اور دوسروں کو قیدی بنا لیا اور اس موقع پر پشت پھیرنے والے بھاگ گئے اور مسلمانوں نے ان سے غنائم حاصل کیں اور صحیح سالم واپس آ گئے' اور ان میں سے تھوڑے سے لوگوں کے سوا' جنہیں اللہ نے شہادت سے سرفراز فرمایا اور کوئی شخص نہیں مرا' اور اس کی پرچی پڑی۔ پھر ۱۵ر شعبان کو جمعرات کے روز قیدی آئے اور وہ نصاریٰ کا یوم خمیس تھا۔

معرکہ شقحب کا آغاز:

۱۸ر تاریخ کو مصری فوج کا ایک بڑا دستہ آیا جس میں امیر رکن الدین بیبرس الجاشنکیر' امیر حسام الدین لاجین المعروف بالاستاد المنصوری اور امیر سیف الدین کرای المنصوری شامل تھے' پھر ان کے بعد ایک اور دستہ آیا جس میں بدرالدین امیر سلاح اور ایبک الخزندار شامل تھے' پس دل مضبوط ہو گئے اور بہت سے لوگ مطمئن ہو گئے۔ لیکن لوگ بلاد حلب' حماۃ' حمص اور ان کے نواح سے بہت ڈر میں تھے اور حلبی اور حموی فوج حمص کی طرف الٹے پاؤں پلٹ گئی' پھر انہیں خوف ہوا کہ تاتاری اور ان پر اچانک نہ آ پڑیں' پس وہ آ ئے' اور ۵ر شعبان کو اتوار کے روز المرج میں اترے اور تاتاری' حمص اور بعلبک پہنچ گئے اور انہوں نے ان علاقوں میں فساد برپا کر دیا اور لوگ بہت گھبرا گئے اور سخت خوفزدہ ہو گئے اور بقیہ فوج کے ساتھ سلطان کے متاخر ہو جانے سے شہر میں فتنہ وفساد

پیدا ہو گیا اور لوگ کہنے لگے کہ ان مصریوں کے ساتھ شامی فوج کو تاتاریوں کے ساتھ ان کی کثرت کی وجہ سے جنگ کرنے کی طاقت نہ ہوگی ان کی تبدیلی یہی ہے کہ وہ ان سے مرحلہ مرحلہ پیچھے رہیں اور لوگوں نے افواہوں کے متعلق باتیں کیں اور امراء مذکورہ اتوار کے روز میدان میں اکٹھے ہوئے اور انہوں نے دشمن سے جنگ کرنے کا پیمان کیا اور انہوں نے اپنے آپ کو وصیت دیا اور شہروں میں اعلان کر دیا گیا کہ ان میں سے کوئی شخص کوچ نہ کرے پس لوگ پرسکون ہو گئے اور قضاۃ جامع میں بیٹھے اور فقہاء کی ایک جماعت اور عوام نے جنگ کی قسم کھائی اور شیخ تقی الدین ابن تیمیہ اس فوج کی طرف بھاگ گئے جو حماۃ سے پہنچ رہی تھی اور آپ نے القطیہ میں ان سے ملاقات کی اور جس بات پر امراء اور لوگوں نے یعنی دشمن سے جنگ کرنے کی قسم کھائی تھی' اس کے متعلق انہیں بتایا اور انہوں نے اسے قبول کیا اور ان کے ساتھ حلف اٹھایا اور شیخ تقی الدین ابن تیمیہ امراء اور لوگوں کو قسم دیتے تھے کہ تم اس دفعہ کامیاب ہو گے اور امراء آپ سے کہتے کہ آپ ان شاء اللہ کہیں اور وہ تحقیقاً ان شاء اللہ کہتے نہ کہ تعلیقاً' اور وہ اس کی تفسیر کتاب اللہ میں سے اس قول الٰہی سے کرتے۔ ومن بغی علیه لینصرنه الله.

اور لوگوں نے ان تاتاریوں سے قتال کے بارے میں گفتگو کی ہے کہ وہ کس قبیل سے تھا' بلاشبہ وہ اظہار اسلام کرتے تھے اور امام کے باغی نہیں تھے اور وہ کسی وقت بھی اس کی اطاعت میں نہ تھے پھر وہ اس کے مخالف ہو گئے' شیخ تقی الدین نے کہا یہ لوگ ان خوارج کی جنس سے ہیں جنہوں نے حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ کے خلاف بغاوت کی تھی اور ان کا خیال تھا کہ وہ ان دونوں سے بڑھ کر امارت کے حق دار ہیں اور ان لوگوں کا خیال ہے کہ وہ مسلمانوں سے بڑھ کر اقامت حق کے حق دار ہیں اور مسلمان جن معاصی اور ظلم میں ملوث تھے وہ انہیں اس پر ملامت کرتے حالانکہ وہ اس سے بھی کئی گنا بڑے معاصی میں ملوث تھے' پس علماء اور لوگ اس بات کو سمجھ گئے اور آپ لوگوں سے فرمایا کرتے تھے' جب تم مجھے اس جانب دیکھو اور میرے سر پر قرآن ہو تو تم مجھے قتل کر دینا۔ پس لوگ تاتاریوں کے ساتھ جنگ کرنے کے بارے میں جرأت مند ہو گئے اور ان کے دل اور ارادے مضبوط ہو گئے۔ وللہ الحمد

اور جب شعبان کی ۲۴ رتاریخ آئی تو شامی افواج باہر نکل کر الکسوۃ کی جانب الجسورہ پر خیمہ زن ہو گئیں اور ان کے ساتھ قضاۃ بھی تھے پس لوگ ان کے بارے میں دو فریق بن گئے۔ ایک فریق کہتا کہ وہ صرف اس لیے چلے ہیں تاکہ جنگ کے لیے کوئی جگہ منتخب کر لیں۔ بلاشبہ المرج میں بہت پانی ہے اور وہ ان کے ساتھ جنگ کی استطاعت نہیں رکھیں گے اور ایک فریق نے کہا کہ وہ اس جہت کو اس لیے چلے ہیں تاکہ بھاگ جائیں اور سلطان سے جا ملیں اور جب جمعرات کی شب آئی تو وہ الکسوۃ کی جانب چل پڑے اور ان کے بھاگنے کے بارے میں لوگوں کے ظنون قوی ہو گئے اور تاتاری فارۃ تک پہنچ گئے اور بعض کا قول ہے کہ وہ القطعیہ تک پہنچ گئے تھے' پس لوگ اس سے بہت گھبرائے اور بستیوں اور شہروں کے اردگرد کوئی شخص نہ رہا اور قلعہ اور شہر بھر گئے۔ اور منازل اور راستوں میں اژدھام ہو گیا اور لوگ مضطرب ہو گئے اور شیخ تقی الدین بن تیمیہ مذکورہ ماہ کی جمعرات کی صبح کو باب النصر سے بڑی مشقت کے ساتھ باہر نکلے اور ایک جماعت نے آپ کی مصاحبت کی کہ آپ خود اور آپ کے ساتھی جنگ میں شامل ہوں اور انہوں نے خیال کیا کہ آپ بھاگنے کے لیے نکلے ہیں' پس بعض لوگوں نے آپ کو ملامت کی اور وہ کہنے لگے آپ نے ہمیں بھاگنے سے روکا تھا اور اب آپ خود شہر سے بھاگ رہے ہیں؟ مگر آپ نے انہیں جواب نہ دیا' اور شہر حاکم کے بغیر باقی رہ گیا اور چور اُچکے اس میں اور

لوگوں کے باغات میں گھس گئے' اور وہ جس چیز پر قابو پاتے اسے برباد کر دیتے اور لوٹ لیتے' اور زرد آلو کو اس کے وقت سے پہلے اور لوبیے اور گندم اور دیگر سبزیوں کو کاٹ دیتے اور وہ لوگوں کے درمیان اور فوج کی اطلاع کے درمیان حائل ہو گئے اور الکسوۃ تک راستے بند ہو گئے' اور شہر پر مکمل طور پر دہشت چھا گئی اور لوگوں کے لیے اذان گاہوں پر چڑھ کر دائیں بائیں اور الکسوۃ کی طرف دیکھنے کے سوا کوئی شغل نہ رہا۔ کبھی وہ کہتے ہم نے غبار دیکھا ہے اور وہ ڈر جاتے کہ وہ غبار تاتاریوں کا ہو گا اور وہ اپنی کثرت اور اچھی تعداد اور تیاری کے باوجود فوج سے تعجب کرتے' وہ کہاں چلے گئے؟ اور انہیں معلوم نہ تھا کہ اللہ نے ان سے کیا کیا ہے۔ پس امیدیں منقطع ہو گئیں اور لوگوں نے مسلسل دعائیں کیں اور نمازوں میں اور ہر حال میں عاجزی کرنے لگے۔ اور یہ ۲۹ رشعبان جمعرات کے روز کا واقعہ ہے اور لوگ ایسے خوف و رعب میں تھے جو بیان نہیں کیا جا سکتا' لیکن کشائش بھی اس کے نزدیک ہی تھی' لیکن ان کی اکثریت کامیاب نہ ہوگی' جیسا کہ ابو رزین کی حدیث میں بیان ہوا ہے کہ تیرے رب نے اپنے بندوں کی ناامیدی اور اس کے غیر کے قرب پر تعجب کیا۔ وہ سخت مایوسی میں تمہاری طرف دیکھتا ہے۔ اور وہ ہنسنے لگتا ہے اور وہ جانتا ہے کہ تمہاری کشائش قریب ہے۔

اور جب اس دن کا آخری وقت آیا تو دمشق کا ایک امیر فخر الدین ایاس المرقبی پہنچ گیا اور اس نے لوگوں کو خیریت کی بشارت دی کہ سلطان اس وقت پہنچ گیا تھا جب مصری اور شامی افواج اکٹھی ہو گئی تھیں اور اس نے مجھے بھیجا ہے کہ میں معلوم کروں کہ کیا شہر میں کوئی تاتاری آیا ہے' پس اس نے معاملے کو اس کی مرضی کے مطابق پایا اور ان میں سے کوئی شخص بھی شہر میں نہ آیا تھا اس لیے کہ تاتاری دمشق سے مصری افواج کی جانب چڑھائی کر گئے تھے اور انہوں نے شہر میں کوئی اشتغال نہ کیا اور انہوں نے کہا اگر ہم غالب آ گئے تو شہر ہمارے لیے ہوگا اور اگر ہم مغلوب ہو گئے تو ہمیں اس کی ضرورت ہی نہیں ہوگی اور لوگوں کے دلوں کو خوش کرنے کے لیے شہر میں اعلان کیا گیا کہ سلطان پہنچ گیا ہے' پس لوگ مطمئن ہو گئے اور ان کے دل پرسکون ہو گئے اور جمعہ کی شام کو قاضی تقی الدین حنبلی نے مہینے کو ثابت کیا' بلاشبہ آسمان ابر آلود تھا' پس قندیلیں لٹکائی گئیں اور تراویح پڑھی گئیں اور لوگ رمضان شریف اور اس کی برکت سے خوش ہو گئے اور جمعہ کی صبح کو لوگ سخت غم میں پڑ گئے کیونکہ ان کو لوگوں کا حال معلوم نہ تھا' اسی اثناء میں امیر سیف الدین غرلو العادی آیا اور اس نے نائب قلعہ سے ملاقات کی پھر جلدی سے فوج کے پاس واپس چلا گیا اور کسی کو معلوم نہیں کہ اس نے اسے کیا بتایا اور لوگ افواہوں اور باتوں میں لگ گئے۔

معرکہ شقحب کے حالات:

ہفتے کے دن کی صبح کو لوگ خوف اور تنگی کی حالت میں تھے' سو انہوں نے اذان گاہ سے فوج اور دشمن کی جانب سے سیاہی اور غبار کو دیکھا اور انہیں ظن غالب ہو گیا کہ معرکہ آج ہی ہوگا' پس انہوں نے مساجد اور شہر میں اللہ کے حضور عاجزی سے دعائیں کیں اور عورتیں اور بچے چھتوں پر چڑھ گئے اور انہوں نے اپنے سر ننگے کر دیئے اور شہر نے سخت شور مچایا اور اس وقت شدید بارش ہوئی' پھر لوگ پرسکون ہو گئے اور جب ظہر کے بعد کا وقت ہوا تو جامع میں ایک چٹ پڑھی گئی' جس میں لکھا تھا کہ ہفتے کے دن کے دوسرے پہر میں شامی اور مصری افواج مرج الصفر میں سلطان کے ساتھ اکٹھی ہو گئی ہیں اور اس میں لوگوں سے دعا کرنے کی استدعا کی گئی۔ اور قلعہ کی حفاظت کرنے اور فصیلوں پر بچاؤ کرنے کا حکم دیا گیا پس لوگوں نے اذان گاہوں اور شہر میں دعائیں کیں اور دن گزر گیا اور یہ

بڑا پریشان کن دن تھا اور اتوار کی صبح کو لوگ تاتاریوں کی شکست کی باتیں کرنے لگے اور لوگ الکسوۃ کی جانب چلے گئے اور واپس آئے تو ان کے ساتھ کچھ لوٹ مار بھی تھی اور تاتاریوں کے سر بھی تھے اور تاتاریوں کی شکست آہستہ آہستہ بڑھنے اور مضبوط ہونے لگی حتیٰ کہ مکمل طور پر واضح ہو گئی لیکن چونکہ لوگ بہت خائف تھے اور تاتاری کثرت سے تھے اس لیے وہ تصدیق نہیں کرتے تھے اور جب ظہر کے بعد کا وقت ہوا تو متولی قلعہ کے نام سلطان کا خط پڑھا گیا جس میں بتایا گیا کہ ہفتے کے دن ظہر کے وقت شقحب اور الکسوۃ میں فوج اکٹھی ہوگئی ہے پھر عصر کے بعد سلطان کے نائب جمال الدین الافرم کی جانب سے نائب قلعہ کے نام چٹ آئی جس کا مضمون یہ تھا کہ ہفتے کے دن کی عصر سے لے کر اتوار کی دوپہر تک معرکہ آرائی ہوئی اور تلوار رات دن تاتاریوں کی گردنوں میں مصروف عمل رہی اور یہ کہ وہ بھاگ گئے ہیں اور انہوں نے پہاڑوں اور ٹیلوں کی پناہ لے لی ہے اور ان میں سے تھوڑے سے آدمی ہی بچے ہیں، پس شام کو لوگوں کے دل پرسکون ہو گئے اور انہوں نے اس فتح عظیم پر ایک دوسرے کو خوشخبری دی اور مذکورہ دن کے آغاز میں قلعہ پر خوشی کے شادیانے بجے اور ظہر کے بعد قلعہ سے بھگوڑوں کے نکالنے کا اعلان کیا گیا کیونکہ سلطان وہاں فروکش ہو رہا تھا اور وہ نکلنے میں مصروف ہو گئے۔

اور مہینے کی چار تاریخ کو سوموار کے روز لوگ الکسوۃ سے دمشق کی طرف واپس آئے اور انہوں نے لوگوں کو فتح کی بشارت دی اور اسی ماہ میں شیخ تقی الدین ابن تیمیہ شہر میں داخل ہوئے اور آپ کے ساتھ آپ کے مجاہد ساتھی بھی تھے، پس لوگ آپ سے خوش ہو گئے اور انہوں نے آپ کے لیے دعائیں کیں اور اللہ تعالیٰ نے آپ کے ہاتھ پر جو بھلائی میسر فرمائی اس کی انہوں نے آپ کو مبارک باد دی اور یہ واقعہ یوں ہے کہ شامی فوج نے آپ کو اس بات کی طرف توجہ دلائی کہ آپ سلطان کے پاس جا کر اسے دمشق آنے پر آمادہ کریں، پس آپ اس کے پاس گئے اور اسے دمشق آنے پر آمادہ کیا حالانکہ وہ اس سے قبل مصر لوٹ جانے والا تھا پس آپ اور وہ اکٹھے آئے اور سلطان نے آپ سے استدعا کی کہ آپ میدان کارزار میں اس کے ساتھ کھڑے ہوں اور شیخ نے اسے کہا سنت یہ ہے کہ آدمی اپنی قوم کے جھنڈے تلے کھڑا ہو اور ہم شامی فوج سے تعلق رکھتے ہیں ہم انہی کے ساتھ کھڑے ہوں گے اور آپ نے سلطان کو جنگ پر آمادہ کیا اور اسے فتح کی بشارت دی اور آپ خدائے واحد کی قسم کھا کر کہنے لگے کہ اس دفعہ تمہیں ان پر فتح ہوگی اور امراء آپ سے کہنے لگے کہ آپ ان شاء اللہ بھی کہیں تو وہ تحقیقاً ان شاء اللہ کہنے لگے نہ کہ تعلیقاً، اور آپ نے جنگ کے دوران لوگوں کو روزہ افطار کرنے کا فتویٰ دیا۔ اور خود آپ نے بھی افطار کیا اور آپ سپاہیوں اور امراء کے پاس چکر لگاتے اور جو چیز آپ کے ہاتھ میں ہوتی اسے کھاتے تاکہ انہیں بتائیں کہ ان کا افطار اس وجہ سے ہے کہ ان کا جنگ کے لیے قوت حاصل کرنا افضل ہے۔ پس لوگ بھی کھانے لگتے اور آپ شامیوں کے بارے میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول سے تفسیر کرتے کہ بلاشبہ تم کل دشمن سے ملاقات کرنے والے ہو اور افطاری تمہارے لیے زیادہ باعثِ قوت ہوگی اور فتح مکہ کے سال آپ نے انہیں افطاری کی قسم دی جیسا کہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی حدیث میں بیان ہوا ہے اور خلیفہ ابوالربیع سلیمان، سلطان کی صحبت میں تھا اور جب افواج نے صف بندی کی اور گھمسان کا رن پڑا تو سلطان نے بڑی ثابت قدمی دکھائی اور اس کے حکم سے اس کے گھوڑے کو پابجولاں کر دیا گیا تاکہ وہ بھاگ نہ سکے اور اس نے اس میدان میں اللہ سے عہد کیا اور بڑی بڑی مصیبتیں آئیں اور اس روز سادات امراء کی ایک

جماعت قتل ہوگئی جس میں امیر حسام الدین لاجین الرومی استاد دار السلطان اور اس کے ساتھ آٹھ آگے بڑھنے والے امراء اور صلاح الدین بن ملک سعید کامل بن سعید بن صالح اسماعیل اور بہت سے کبار امراء شامل تھے پھر اس روز عصر کے قریب مسلمانوں پر مدد نازل ہوئی اور مسلمانوں نے ان پر غلبہ پا لیا۔ وللہ الحمد والمنۃ

اور جب رات آئی تو تاتاریوں نے ٹیلوں اور پہاڑوں میں گھس کر پناہ لی اور مسلمانوں نے ان کا گھیراؤ کر لیا اور وہ بھاگنے سے ان کی حفاظت کرتے رہے اور فجر کے وقت تک وہ ایک ہی کمان سے تیر پھینکتے رہے اور انہوں نے ان میں سے اتنے لوگوں کو قتل کر دیا جن کی تعداد اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا اور وہ انہیں رسیوں میں جکڑ کر لانے لگے اور انہیں قتل کرنے لگے پھر ان میں سے ایک شکست خوردہ جماعت پھنس گئی اور ان میں سے تھوڑے سے لوگوں نے نجات پائی' پھر وہ پے در پے وادیوں اور ہلاکتوں میں گرنے لگے پھر ان میں سے ایک جماعت تاریکی کی وجہ سے فرات میں ڈوب گئی اور اس طرح اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے اس عظیم اور شدید غم کو دُور کیا۔ وللہ الحمد والمنۃ

اور ۵ رمضان کو منگل کے روز سلطان دمشق آیا اور خلیفہ اس کے آگے آگے تھا اور شہر کو آراستہ کیا گیا اور ہر مسلمان' یہودی اور عیسائی خوش ہو گیا اور سلطان قصر ابلق اور میدان میں اترا پھر جمعرات کے روز قلعہ کی طرف منتقل ہو گیا اور وہیں جمعہ پڑھایا اور شہروں کے نائبین کو خلعت دیئے اور انہیں اپنے شہروں کی طرف واپس جانے کا حکم دیا اور دل مطمئن ہو گئے اور مایوسی جاتی رہی اور لوگوں کے دل خوش ہو گئے اور سلطان نے ابن النحاس کو مدینہ کی ولایت سے معزول کر دیا اور اس کی جگہ امیر علاؤ الدین ایدغدی کو امیر علم مقرر کیا اور اس نے صارم الدین ابراہیم والی الخاص کو البر کی ولایت سے معزول کر دیا اور اس کی جگہ امیر علاؤ الدین ایدغدی کو امیر علم مقرر کیا اور اس نے صارم الدین ابراہیم والی الخاص کو البر کی ولایت سے معزول کر دیا اور اس کی جگہ امیر حسام الدین لاجین الصغیر کو مقرر کیا پھر سلطان' رمضان کے روزے رکھنے اور دمشق میں عید کرنے کے بعد ۳ رشوال کو منگل کے روز دیار مصر کو واپس آ گیا۔

اور الصوفیہ نے دمشق کے نائب الافرم سے استدعا کی کہ وہ ان کی مشیخۃ الشیوخ پر شیخ صفی الدین ہندی کو مقرر کر دے اور اس نے اسے اجازت دی کہ وہ ناصر الدین عبدالسلام کی بجائے ۶ رشوال کو جمعہ کے روز اسے سنبھال لے اور سلطان ۲۳ رشوال کو منگل کے روز قاہرہ میں داخل ہوا اور وہ خوشی کا دن تھا اور قاہرہ کو آراستہ کیا گیا۔

اور اس سال جمعرات کے روز ۲۳ رذوالحجہ کی صبح کو عظیم زلزلہ آیا اور اس کے عوام دیار مصر میں تھے۔ جس کے باعث سمندر متلاطم ہو گئے اور کشتیاں ٹوٹ گئیں اور گھر منہدم ہو گئے اور بہت سے لوگ مر گئے جن کی تعداد کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا اور دیواریں پھٹ گئیں اور ان زمانوں میں اس کی مانند زلزلہ نہیں دیکھا گیا اور اس زلزلہ کا کچھ حصہ شام میں بھی آیا' لیکن یہ دیگر بلاد سے بہت ہلکا تھا۔

اور ذوالحجہ میں شیخ ابوالولید بن الحاج الاشبیلی نے شیخ شمس الدین محمد الصنہاجی کی وفات کے بعد جامع دمشق میں مالکیہ کے محراب کی امامت سنبھال لی۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

ابن دقیق العید:

شیخ امام عالم علامہ حافظ قاضی القضاۃ تقی الدین ابن دقیق العید القشیری المصری' آپ ۲۵ رشعبان ۶۲۵ھ کو ہفتہ کے روز ساحل مدینہ میں ارضِ حجاز کے ینبع مقام پر پیدا ہوئے اور کثیر سماع کیا اور طلب حدیث میں سفر کیا اور مہارت حاصل کی اور اس کے بارے میں اسناداً متناً متعدد دیکتا اور مفید تصانیف کیں' اور ان کے زمانے میں علم کی ریاست آپ پر منتہی ہوئی اور آپ اپنے ہمسروں سے فوقیت لے گئے اور طلبہ نے آپ کی طرف سفر کیا اور بہت سی جگہوں میں پڑھایا۔

پھر آپ نے ۶۹۵ھ میں دیار مصر کی قضاۃ اور دار الحدیث کاملیہ کی مشیخت سنبھالی اور شیخ تقی الدین بن تیمیہ نے آپ سے ملاقات کی اور تقی الدین بن دقیق العید نے جب آپ کے علوم کو دیکھا تو آپ سے کہا: میرا خیال ہے کہ آپ کی مانند پیدا ہونے والا کوئی نہیں رہا۔ اور آپ کم گو' بہت فائدہ بخش اور دین اور پاکیزگی کے بارے میں کثیر العلوم تھے اور آپ کے اشعار شاندار ہیں آپ نے ۱۱ رصفر کو جمعہ کے روز وفات پائی اور جمعہ کے روز سوق الخیل میں آپ کا جنازہ پڑھا گیا اور آپ کے جنازے میں نائب السلطنت اور امراء حاضر ہوئے اور قرافہ صغریٰ میں دفن ہوئے۔

شیخ برہان الدین اسکندری:

ابراہیم بن فلاح بن محمد بن حاتم' آپ نے سماع حدیث کیا اور آپ دیندار اور فاضل آدمی تھے' آپ کی پیدائش ۶۳۶ھ میں ہوئی اور وفات ۲۴ رشوال بروز منگل ۶۵ سال کی عمر میں ہوئی۔

صدر جمال الدین بن العطار:

اور کچھ ماہ بعد سوا میں صدر جمال الدین بن العطار کی وفات ہوئی آپ چالیس سال سے کاغذات کے کاتب تھے۔

ابو العباس احمد بن ابی الفتح' محمود بن ابی الوحش اسد بن سلامۃ بن فتیان الشیبانی' آپ بہترین اور متقی لوگوں میں سے تھے اور آپ ان کے قبرستان میں غار کے نیچے قاسیون کے دامن میں دفن ہوئے اور لوگوں نے آپ کے حسن سلوک کی وجہ سے آپ پر افسوس کیا۔

ملک عادل زین الدین کتبغا:

آپ نے حماۃ میں جس کے آپ صرخد کے بعد نائب تھے جمعہ کے روز عید الاضحیٰ کے دن وفات پائی اور آپ کو قاسیون کے دامن میں خانقاہ ناصری کے مغرب میں' آپ کی قبر میں اٹھا کر لے جایا گیا' جسے العادلیہ کہا جاتا ہے اور وہ بڑی خوبصورت کھڑکیوں' دروازوں اور مناروں والی قبر ہے اور اس کے اوقاف بھی ہیں جن سے قرأت' اذان اور امامت وغیرہ کے کام چلتے ہیں اور آپ کبار منصوری امراء میں تھے اور آپ نے اشرف خلیل بن منصور کے بعد بلاد پر قبضہ کر لیا پھر لاجین سے حکومت چھین لی۔ اور قلعہ دمشق میں بیٹھ گئے پھر صرخد منتقل ہو گئے اور وہیں رہے حتیٰ کہ لاجین قتل ہو گیا اور ملک ناصر بن قلاوون نے حکومت لے لی اور اس نے آپ کو

حماۃ کا نائب مقرر کیا یہاں تک کہ آپ کی وفات ہوگئی' جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے اور آپ بہترین بادشاہوں میں سے تھے اور ان سے بڑھ کر عدل کرنے والے اور حسن سلوک کرنے والے تھے اور بہترین امراء اور نائبین میں سے تھے۔ رحمہ اللہ

۷۰۳ھ

اس سال کا آغاز ہوا تو وہی حکام تھے جن کا ذکر اس سے پہلے سال میں ہو چکا ہے اور صفر میں شیخ کمال الدین بن الشریشی نے جامع اموی کی نظارت سنبھالی اور اسے خلعت دیا گیا اور اس نے اسے قابل تعریف صورت میں سنبھالا اور اس نے لوگوں کے درمیان برابری کی اور اس سال کے رجب میں اپنے آپ کو معزول کر دیا اور ماہ صفر میں شیخ شمس الدین الذہبی نے کفر بطنا کی خطابت سنبھالی اور وہاں قیام کیا اور جب اس سال شیخ زین الدین الفارقی نے وفات پائی' تو آپ بلقاء کے نواح میں نائب السلطنت تھے اور بعض امور کے متعلق معلومات حاصل کر رہے تھے اور جب آپ آئے تو لوگوں نے آپ سے الفارقی کے کاموں کے بارے میں گفتگو کی تو آپ نے شرف الدین فزاری کو خطابت پر اور شیخ کمال الدین بن الشریشی کو شامیہ برانیہ اور دارالحدیث پر مقرر کیا اور یہ کام شیخ تقی الدین ابن تیمیہ کے مشورہ سے ہوا اور اس نے شیخ کمال الدین بن زملکانی کے لیے اس سے ناصریہ کو لے لیا اور اس سے مہروں کی کتابت کروائی اور شیخ شرف الدین نے امامت و خطابت سنبھالی اور لوگ اس کے حسن قرأت اور خوش آوازی اور عمدہ سیرت کی وجہ سے خوش ہو گئے اور جب ۲۲ ربیع الاوّل کو سوموار کے دن کی صبح ہوئی تو مصر سے شیخ بدرالدین بن الوکیل کے ساتھ ایلچی پہنچا اور اس سے قبل آپ کے پاس سلطان کا حکمنامہ پہنچ چکا تھا کہ آپ کے پاس تدریس کا جو کام ہے اس کے ساتھ آپ الفارقی کے تمام کام بھی سنبھال لیں' پس آپ نے محل میں نائب السلطنت سے ملاقات کی اور اس کے ہاں سے جامع کی طرف چلے گئے اور آپ کے لیے دارالخطابت کا دروازہ کھولا گیا اور آپ اس میں اترے اور لوگ آپ کے پاس مبارک باد دینے آئے اور قراء اور مؤذنین بھی آپ کے پاس آئے اور آپ نے لوگوں کو عصر کی نماز پڑھائی اور دو دن امامت سنبھالی اور لوگ آپ کی نماز اور خطابت سے متاثر ہوئے اور انہوں نے آپ کے بارے میں نائب السلطنت کے پاس شکایت کی سو اس نے آپ کو خطابت سے روک دیا اور تدریس اور دارالحدیث پر قائم رکھا اور شیخ شرف الدین فزاری کے پاس خطابت کا سلطانی حکم آیا اور آپ نے ۱۷ جمادی الاولیٰ کو جمعہ کے روز خطبہ دیا۔ اور اسے چادر کا خلعت دیا اور لوگ اس سے خوش ہو گئے اور شیخ کمال الدین بن زملکانی نے ابن الوکیل کے ہاتھ سے شامیہ برانیہ کی تدریس لے لی اور آپ نے جمادی الاولیٰ کے آغاز میں اسے سنبھال لیا اور دارالحدیث' ابن الوکیل کے ہاتھ میں اس کے پہلے دونوں مدرسوں کے ساتھ قائم رہا اور میرا خیال ہے کہ وہ العذراویہ اور الشامیۃ الجوانیہ تھے۔

اور ۱۲ جمادی الاولیٰ کو ایلچی پہنچا کہ سنجری کو دوبارہ قلعہ کی نیابت دے دی جائے اور اس نے عزالدین الحموی کی بجائے امیر سیف الدین الجوکندرانی کو حمص کی نیابت دے دی' آپ نے وفات پائی اور ۱۲ رمضان کو ہفتے کے روز تین ہزار سوار مصر آئے اور دو ہزار سوار دمشق سے ان کے ساتھ شامل کر دیئے گئے اور وہ روانہ ہو گئے اور انہوں نے اپنے ساتھ نائب حمص الجوکندرانی کو بھی لے لیا اور حماۃ پہنچ گئے اور اس کے نائب امیر سیف الدین قبجق نے ان کی مصاحبت کی اور نائب طرابلس استدمران کے پاس آیا اور نائب حلب قراسنقر بھی ان کے ساتھ مل گیا اور وہ سب اس سے الگ ہو گئے اور دو گروپ بن گئے ایک گروپ قبجق کے ساتھ ملطیہ

اور قلعہ روم کی طرف چلا گیا اور دوسرا گروپ قراسنقر کے ساتھ تھا حتیٰ کہ وہ الدربندات میں داخل ہو گئے اور انہوں نے حمدون کے بیٹے کا محاصرہ کر لیا اور طویل محاصرہ کے بعد اسے ۲۳ ذوالقعدہ کو زبردستی حاصل کر لیا اور اس وجہ سے دمشق میں خوشی کے شادیانے بجے اور یہ کمسیس کے ہاتھ پر طے پایا کہ مسلمانوں کے لیے دریائے جیحون سے حلب تک کا علاقہ ہو گا اور ماوراء النہر کے علاقے ان کے نواح تک ان کے ہوں گے اور یہ کہ وہ دو سال کا پھل جلد دیں اور اس بات پر صلح طے ہوئی اور یہ بہت سے ارمنی امراء اور رؤساء کے قتل کے بعد ہوا اور فوجیں مظفر و منصور ہو کر دمشق واپس آ گئیں پھر مصری افواج اپنے سالار امیر سلار کے ساتھ مصر چلی گئیں۔

اور اس سال کے آخر میں قازان کی وفات ہو گئی وراس کے بھائی خربندا کو والی مقرر کیا گیا۔ اور وہ شاہ تا تار قازان تھا اور اس کا نام محمود بن اُرغون بن اُبغا تھا اور یہ وفات ۱۴/۱۱/ یا ۱۳/ شوال کو ہمدان کے قریب ہوئی اور اسے تبریز میں اس کی قبر کی طرف ایک جگہ منتقل کیا گیا جس کا نام شام ہے اور یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ وہ زہر خورانی سے فوت ہوا' اور اس کے بعد اس کے بھائی خربندا محمد بن ارغون نے حکومت سنبھالی اور انہوں نے اسے غیاث الدین کا لقب دیا اور عراق و خراسان اور ان علاقوں کے منابر پر اس کا خطبہ دیا گیا۔

اور اس سال نائب مصر امیر سیف الدین سلار نے حج کیا اور اس کے ساتھ چالیس امیر اور تمام امراء کے لڑکے تھے اور ان کے ساتھ وزیر مصر امیر عزالدین بغدادی نے بھی حج کیا اور ناصر الدین محمد الشیخی نے برکت کے لیے اس کا مکان سنبھال لیا اور سلار بڑی شان و شوکت کے ساتھ نکلا اور مصری قافلے کا امیر الحاج ابان الحسامی تھا اور شیخ صفی الدین نے مشیخۃ الشیوخ کو ترک کر دیا اور قاضی عبدالکریم بن قاضی القضاۃ محی الدین ابن الزکی نے اسے سنبھالا اور ۱۱/ ذوالقعدہ کو جمعہ کے روز خانقاہ میں حاضر ہوا' اور ابن صصری اور عزالدین القلانسی اور الصاحب ابن میسر اور محتسب اور جماعت بھی اس کے پاس حاضر ہوئی۔

اور ذوالقعدہ میں تا تاریوں کا ایک بڑا سالار پہنچا جوان سے بلادِ اسلام کی طرف بھاگ آیا اور وہ امیر بدرالدین جنکی بن البابا تھا اور اس کے ساتھ قریباً دس آدمی تھے اور وہ جامع میں جمعہ میں شامل ہوئے اور مصر کی طرف گئے' پس اس کا اکرام کیا گیا اور اسے ایک ہزار آدمیوں کی امارت دی گئی اور اس کا مقام بلاد آمد میں تھا اور وہ سلطان کی خیر خواہی کرتا تھا اور اس سے خط و کتابت کرتا تھا اور اسے تا تاریوں کی کمزوریوں سے آگاہ کرتا تھا اس لیے ناصری حکومت میں اس کی شان بڑھ گئی۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

اس میں شاہِ تا تار قازان نے وفات پائی۔

شیخ ابو اسحاق:

ابو اسحاق ابراہیم بن احمد بن محمد بن معالی بن محمد بن عبدالکریم الرقی الحنبلی' آپ اصلاً بلادِ شرق کے تھے اور آپ کی پیدائش ۶۴۷ھ میں رقہ میں ہوئی اور علم حاصل کیا اور حدیث کا کچھ سماع کیا اور دمشق آئے' اور مشرقی منارہ کے نیچے اپنے اہل کے ساتھ جامع میں طہارت کی جانب ٹھہرے اور آپ عوام و خواص کے ہاں معظم تھے' فصیح العبارۃ' کثیر العبادۃ تنگ گزران' اچھے ہم نشین' خوش گفتار'

شرح القامات کے اقراء میں امام تھے، قوی التوجہ تفسیر، حدیث، فقہ اور اصلین کے عارف تھے، آپ کی تصانیف اور خطبات اور اچھے اشعار بھی ہیں، آپ نے ۱۵ محرم کو جمعہ کی شب کو اپنے گھر میں وفات پائی اور جمعہ کے بعد آپ کا جنازہ پڑھا گیا اور شیخ ابوعمر کے قبرستان میں دامن کوہ میں آپ کو منتقل کیا گیا اور آپ کا جنازہ بھرپور تھا۔ رحمہ اللہ واکرم مثواہ۔ اور اس ماہ میں امیر زین الدین قرا یا استاد دار الافرم نے وفات پائی اور آپ دریا کے پاس میدان حصا میں اپنی قبر میں دفن ہوئے۔

شیخ شمس الدین محمد بن ابراہیم بن عبدالسلام:

آپ ابن النجلی کے نام سے مشہور ہیں اور آپ بہترین لوگوں میں سے تھے اور جن دنوں عکا فرنگیوں کے قبضہ میں تھا آپ مسلمان قیدیوں کو چھڑانے کے لیے عکا آیا کرتے تھے، اللہ آپ کو جزائے خیر دے اور آگ سے بچائے اور اپنی رحمت سے آپ کو جنت میں داخل کرے۔

خطیب ضیاء الدین:

ابومحمد عبدالرحمٰن بن الخطیب جمال الدین ابی الفرج عبدالوہاب بن علی بن احمد بن عقیل السلمی، آپ اور آپ کا باپ تقریباً ساٹھ سال بعلبک کے خطیب رہے، آپ ۶۱۴ھ میں پیدا ہوئے اور کثیر سماع کیا اور قزدینی سے الگ ہو گئے اور آپ ایک اچھے قاری اور بڑے عادل آدمیوں میں سے تھے، آپ نے ۳ صفر کو سوموار کی رات کو وفات پائی اور باب مسطحاء میں دفن ہوئے۔

شیخ زین الدین الفارقی:

عبداللہ بن مروان بن عبداللہ بن فہر[1] بن الحسن، ابومحمد الفارقی شیخ الشافعیہ، آپ ۶۳۳ھ میں پیدا ہوئے اور حدیث کا بہت سماع کیا اور علم حاصل کیا اور کئی مدارس میں پڑھایا اور طویل مدت تک فتویٰ دیا اور آپ صاحب ہمت، ذہین اور خودرائے تھے اور آپ اوقاف کو اچھی طرح سنبھالتے تھے اور آپ ہی نے قازان کے ہاتھوں دارالحدیث کی ویرانی کے بعد اسے آباد کیا اور آپ نے النواوی کے بعد اپنی وفات تک ۲۷ سال اُسے سنبھالے رکھا اور اس کے ساتھ آپ نے الشامیہ البرانیہ اور جامع کی خطابت کو بھی نو ماہ تک سنبھالا آپ نے اپنی وفات سے قبل اس کی خطابت سنبھالی اور دارالخطابت کی طرف منتقل ہو گئے اور عصر کے بعد جمعہ کے روز وہاں وفات پائی اور ہفتے کی چاشت کو آپ کا جنازہ پڑھا گیا اور باب الخطابت کے پاس ابن صصری نے اور سوق الخیل میں قاضی حنفیہ شمس الدین بن الحریری نے اور جامع الصالحیہ میں قاضی حنابلہ تقی الدین سلیمان نے آپ کا جنازہ پڑھایا اور آپ اپنے اہل کے قبرستان میں شیخ ابوعمر کی قبر کے شمال میں دفن ہوئے اور آپ کے بعد شرف الدین فزاری نے خطابت اور دارالحدیث کی مشیخت ابن الوکیل نے سنبھالی اور الشامیہ البرانیہ کو ابن الزملکانی نے سنبھالا اور یہ بات پہلے بیان ہو چکی ہے۔

امیر کبیر عزالدین ایبک حموی:

آپ مدت تک دمشق کے نائب رہے پھر اسے چھوڑ کر صرخد آ گئے پھر اپنی وفات سے ایک ماہ قبل حمص کی نیابت کی طرف

---

[1] الشذرات میں فیروز ہے اور اس نے بیان کیا ہے کہ یہ الدرر الکافنہ کے نزدیک ہے۔

منتقل [illegible] آپ کی قبر میں منتقل کیا گیا اور مسجد العقیب کا تمام [illegible] کیا جاتا ہے آپ ہی کی طرف منسوب کیا جاتا ہے آپ نے اسے اپنی نیابت کے زمانے میں آباد کیا تھا۔

وزیر فتح الدین:

ابو محمد عبداللہ بن محمد بن احمد بن خالد بن محمد بن نصر بن صقر القرشی المخزومی ابن القیسرانی آپ جلیل القدر شیخ ادیب اچھے شاعر اور ریاست و وزارت کے گھرانے سے تعلق رکھتے تھے آپ نے مدت تک دمشق کی وزارت سنبھالے رکھی پھر آپ نے مدت تک شاہی فرمان کا نگران بن کر مصر میں قیام کیا اور آپ کو علوم حدیث اور اس کے سماع کا بڑا اہتمام تھا اور آپ نے ان صحابہؓ کے اسماء کے بارے میں ایک تصنیف بھی کی ہے' جن کے نام صحیحین میں بیان ہوئے ہیں اور آپ نے ان کی کچھ احادیث بھی دو بڑی جلدوں میں بیان کی ہیں جو دمشق کے مدرسہ ناصریہ میں وقف ہیں' آپ کی گفتگو شاندار شریفانہ الفاظ و معانی میں ہوتی تھی اور حافظ دمیاتی نے آپ سے بیان کیا ہے اور وہ آپ کے شیوخ میں سے وفات پانے والے آخری آدمی ہیں آپ نے ۲۱ ربیع الآخر کو جمعہ کے روز قاہرہ میں وفات پائی اور اصلاً وہ تیاریۃ الشام کے ہیں اور آپ کا دادا موفق الدین ابوالبقاء خالد' نورالدین شہید کا وزیر تھا اور پختہ کار کاتبوں میں سے تھا اور اس کی کتابت نہایت شاندار تھی اس نے ۵۸۸ھ میں صلاح الدین کے زمانے میں وفات پائی اور اس کا باپ محمد بن نصر بن صقر' عکہ میں اس کے تاتاریوں کے قبضے میں آنے سے پہلے ۴۷۸ھ میں پیدا ہوا اور جب وہ چارسوستر کے بعد قبضہ میں آ گیا تو ان کے اہل حلب منتقل ہو گئے اور وہ وہیں رہے آپ زبردست شاعر تھے اور آپ کا دیوان بھی مشہور ہے اور آپ کو نجوم اور علم ہیئت وغیرہ میں بڑی دسترس حاصل تھی۔

اس تاریخ کے مؤلف ابن کثیر کے والد کے حالات:

اور اس سال والد خطیب شہاب الدین ابوحفص عمر بن کثیر بن ضوء بن کثیر بن ضوء بن ورع القرشی نے جو بنی حصلۃ سے تھے' وفات پائی اور وہ شرف کی طرف منسوب تھے' اور ان کے ہاتھوں میں نسب تھا' ان کے بعض کے متعلق ہمارے شیخ المزی نے اطلاع پائی تو آپ کو اس نے حیرت میں ڈال دیا اور آپ اس سے خوش ہوئے' پس وہ اس وجہ سے میرے نسب میں القرشی لکھنے لگے' آپ الشرکوین بستی سے تعلق رکھتے تھے جو بصریٰ کے مغرب میں تھی آپ اس کے اور اذرعات کے درمیان وہاں پر ۶۴۰ھ کی حدود میں پیدا ہوئے اور آپ نے بصریٰ میں اپنے ماموؤں بنی عقبہ کے ہاں اشتغال علم کیا اور آپ نے حضرت امام ابوحنیفہ کے مذہب کے بارے میں البدایۃ کو پڑھا اور جمل الزجاجی کو حفظ کیا اور نحو' عربی اور لغت میں مشغول ہو گئے اور آپ نے عربوں کے اشعار کو حفظ کیا حتیٰ کہ آپ مدح اور مراثی کے بارے میں شاندار اشعار کہتے تھے اور کچھ ہجو بھی کرتے تھے اور آپ بصرہ کے مدارس میں شہر کے شمال میں منزلِ ناقہ میں ٹھہرے جہاں آپ کی زیارت کی جاتی تھی اور وہ لوگوں کے ہاں اونٹوں کے بیٹھنے کی مشہور جگہ ہے اور اللہ ہی اس کی صحت کے بارے میں بہتر جانتا ہے۔ پھر آپ بصریٰ کے مشرق میں بستی کی خطابت کی طرف منتقل ہو گئے اور شافعیؒ مذہب اختیار کر لیا اور آپ نے النواوی اور شیخ تقی الدین الفزاری سے علم حاصل کیا' اور ہمارے شیخ علامہ ابن زملکانی نے ہمیں بتایا ہے کہ وہ آپ کا

احترام کرتے تھے اور آپ نے وہاں تقریباً بارہ سال قیام کیا پھر آپ مجیدل القریۃ کی خطابت کی طرف منتقل ہو گئے، جس سے آپ کی والدہ تعلق رکھتی تھی اور آپ نے وہاں طویل مدت تک بھلائی، کفایت اور کثیر تلاوت کے ساتھ قیام کیا، آپ بہت اچھا خطاب کرتے تھے اور لوگوں کے نزدیک خوش بیان تھے اور آپ کی دین داری، فصاحت اور حلاوت کی وجہ سے آپ کی گفتگو اثر ہوتا تھا اور آپ شہروں میں قیام کرنے کو ترجیح دیتے تھے کیونکہ آپ ان میں آسانی اور اپنے اور اپنے عیال کے لیے حلال رزق پاتے تھے اور آپ کے ہاں والدہ سے متعدد لڑکے ہوئے اور دوسری سے اس سے قبل ہوئے، ان میں سب سے بڑا اسماعیل پھر یونس اور ادریس تھا، پھر والدہ سے عبدالوہاب عبدالعزیز، محمد اور متعدد بہنیں تھیں، پھر میں ان سب سے چھوٹا تھا اور میرا نام بھائی اسماعیل کے نام پر رکھا گیا، اس لیے کہ وہ دمشق آیا تھا اور وہ اپنے والد سے قرآن حفظ کرنے کے بعد وہاں علم حاصل کرنے میں مصروف ہو گیا اور اس نے نحو کے بارے میں مقدمہ میں پڑھا اور التنبیہ اور اس کی شرح کو حفظ کیا جو تاج الدین الفزاری نے کی ہے اور آپ نے اصول فقہ میں المنتخب کو حاصل کیا، یہ بات ہمارے شیخ ابن زملکانی نے مجھ سے بیان کی ہے۔

پھر آپ الشامیۃ البرانیہ کی چھت سے گر پڑے اور کئی روز تک ٹھہرے رہے اور فوت ہو گئے اور آپ کے والد نے آپ پر بہت غم کیا اور بہت سے اشعار میں آپ کا مرثیہ کہا اور جب میں اس کے بعد پیدا ہوا تو آپ نے اس کے نام پر میرا نام رکھا پس آپ کا سب سے بڑا بیٹا اسماعیل تھا اور سب سے چھوٹا اور آخری بیٹا بھی اسماعیل ہی تھا، پس جو گزر چکا ہے اللہ اس پر رحم کرے۔ اور جو باقی رہ گیا ہے اس کا خاتمہ بالخیر کرے، میرے والد نے جمادی الاولیٰ ۷۰۳ھ میں مجیدل القریۃ میں وفات پائی، اور اس کے شمالی قبرستان میں زیتون کے پاس دفن ہوئے اور میں اس وقت تقریباً تین سال کا تھا مجھے خواب کی طرح یہ بات معلوم ہے، پھر اس کے بعد ہم کمال الدین عبدالوہاب کے ساتھ ۷۰۷ھ میں دمشق کی طرف منتقل ہو گئے اور یہ ہمارے سگے بھائی تھے اور ہم پر بڑے مہربان تھے اور آپ کی وفات ۷۵۰ھ تک متاخر ہو گئی اور میں نے آپ کے ہاتھوں علم سیکھا۔ پس اللہ تعالیٰ نے جو میسر تھا اُسے آسان کر دیا۔ اور جو مشکل تھا اُسے سہل کر دیا۔ واللہ اعلم

اور ہمارے شیخ حافظ علم الدین البرزالی نے اپنے منجم میں وہ بات بیان کی ہے جو مجھے آپ سے شمس الدین محمد بن سعد المقدسی نے بتائی ہے اور میں نے اسے شمس الدین بن سعد محدث کے خط سے نقل کیا ہے اور اسی طرح میں حافظ البرزالی کے خط سے مطلع ہوا ہوں، بڑی کشتیوں میں اس کی مثال دوسری کشتی کی ہے۔ عمر بن کثیر القرشی خطیب بستی نے بیان کیا اور یہ بستی بصریٰ کے مضافات میں ہے کہ آپ ایک فاضل شخص تھے آپ کی نظم اچھی ہے اور آپ کو بہت سی پہیلیاں حفظ تھیں اور آپ ہمت وقوت والے تھے، میں نے اپنے شیخ تاج الدین الفزاری کی موجودگی میں آپ کے اشعار لکھے ہیں، آپ نے جمادی الاولیٰ ۷۰۳ھ میں مجیدل القریۃ میں جو بصریٰ کے مضافات میں ہے، وفات پائی ہے۔

خطیب شہاب الدین ابوحفص عمر بن کثیر القرشی نے جو وہاں بستی کے خطیب ہیں، خود ہمیں نصف شعبان ۷۸۷ھ کو یہ اشعار سنائے ؎

نیند میری آنکھوں سے دور ہو گئی ہے اور میں نے بے خواب، محبّ، سوزش عشق والا اور غمگین بن کر رات بسر کی ہے، اور میں غم

عشق کی مئی سے جدا ہو کر ستاروں اور ثریا سے باتیں کرنے والا ہوا ہے اور میں حیرت سے ستاروں کو بے حرکت خیال کرتا ہوا ہوں میں سوزش عشق اور غم کے فرش پر گرا ہوا ہوں اگر تم میرے عیادت کرنے والے ہوتے تو تمہیں یہ بات نقصان نہ دیتی' عشق کے ہاتھ سوزش سے مجھے الٹ پلٹ کرتے ہیں اور میں اس کے سامنے آگ ڈھونڈتا ہوں اور حاجز ہے پڑوسیوں کے بعد میرے صبر کو عشق کی سوزش نے پارہ پارہ کر دیا ہے جس نے دل میں جلتے ہوئے رات گزاری ہے اور میں نے اپنے آنسوؤں کی بارش برسائی۔ شاید اس کی آہیں کم ہو جائیں مگر آنسوؤں نے ان کو مزید بھڑکا دیا اور میرے نابغہ نے رات گزاری اور میں دوستوں کے بعد' دوری میں کوئی مشقت نہیں دیکھتا۔ اے وہ رات جس کی فجر مجھ سے دُور ہے یہاں تک کہ میں نے خیال کیا ہے کہ وہ ہمیشہ رہے گی' باریک کمر' شیریں دہن' اور نازک اندام کے کم از کم سوز عشق اور غم کو بیان نہیں کیا جا سکتا' وہ ماہ جبین ہے اس کے جمال نے سیاہ بالوں کو زینت دی ہے وہ عمدہ قد سے مضبوط نیزے کو حرکت دیتا ہے اور اپنی پلکوں سے ہندی تلوار کو سونتتا ہے اور اس کے رخساروں کی سرخی اور سفیدی اور اس کے دانتوں کی چمک میں' میں نے اپنا صبر کھو دیا ہے' ہر حسن اس سے کوتاہ ہے' اور اس کا رب جمالِ یکتا ہو گیا ہے' جب اس نے دیکھا تو اس کی ملاقات کے وقت جھوما تو اس نے مجھے قیدی بنا لیا پس تو ہاتھ اور زبان پر قابو نہیں رکھ سکا۔ اور تو عظمت وعزت کی وجہ سے اسے سجدے کرتا ہے اور تو قسم کھاتا ہے کہ تو حسن میں یکتا ہو گیا ہے اور بہت سے کافروں نے اس کے حسن کو دیکھا اور اس کی عظمت کی وجہ سے مسلمان ہو گئے اور کلمۂ شہادت پڑھ لیا اور اس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام' صلیب اور حضرت مریم کا انکار کر دیا۔ اور بغض کے بعد محمد ﷺ سے محبت کرنے لگا' اے کعبہ حسن' جس کے ارد گرد میرا دل طواف کرتا ہے' کیا رو کنے کے لیے تیرے پاس فدیہ نہیں؟ میں نے تیرے رات کے آنے والے خیال پر قناعت کی حالانکہ میں تیرے سرمدی وصل پر بھی راضی نہ ہوتا تھا اور مجھے حد سے متجاوز شوق نے کمزور کر دیا ہے اور مجھے وہی شوق کافی ہے جو تجاوز کر گیا ہے اور حد سے بڑھ گیا ہے اور جب بھی تو ہمارے قبیلے سے گزرا ہے' اے خوبصورتی اور سخاوت کے مالک میں نے تجھ سے سوال کیا ہے شاید میری آنکھوں کے آنسو خشک ہو جائیں اور شاید جب سے تو جدا ہوا ہے میرا دل پرسکون ہو جائے مگر وہ پرسکون نہیں ہوا' تو نے میری جدائی کو غلط سمجھا ہے اور اگر تو صحیح بھی سمجھتا تو چغلی کرنے والے اور دشمن تجھے مجھ سے نہ روک سکتے۔

ان کی تعداد ۲۳ اشعار ہے۔ اس نے جو اشعار بنائے ہیں اللہ تعالیٰ اسے بخشے۔

۷۰۴ھ

اس سال کا آغاز ہوا' تو خلیفہ' سلطان' حکام اور کام کے منتظم وہی تھے جن کا ذکر اس سے پہلے سال میں ہو چکا ہے اور ۳ / ربیع الاوّل کو اتوار کے روز میں ان دروس و وظائف میں شامل ہوا جنہیں امیر بیبرس الجاشنکیر المنصوری نے الجامع الحاکم میں اس کے زلزلہ سے برباد ہو جانے کے بعد از سر نو تعمیر کرنے پر شروع کیے تھے وہ زلزلہ دیار مصر میں ۷۰۲ھ کے آخر میں آیا تھا اور اس نے چاروں قضاۃ کو مذاہب کا مدرس بنا دیا' یعنی شیخ الحدیث سعد الدین الحارثی شیخ النحو اثیر الدین ابوحیان شیخ القرأت السبع شیخ نور الدین الشطنوفی اور شیخ افادۃ العلوم شیخ علاؤ الدین قونوی کو' اور جمادی الآخرۃ میں امیر رکن الدین بیبرس نے امیر سیف الدین بلکتمر کے ساتھ دربانی کو سنبھال لیا اور دونوں دمشق میں بڑے دربان بن گئے' اور رجب میں شیخ تقی الدین بن تیمیہ کے پاس ایک شیخ کو لایا گیا جو بہت بڑی

گدڑی پہنتا تھا اور اس کا نام مجاہد ابراہیم القطان تھا، شیخ نے اس گدڑی کے ٹکڑے ٹکڑے کرنے کا حکم دے دیا، پس لوگوں نے اسے ہر جانب سے نوچ لیا اور اسے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا حتی کہ انہوں نے اس کا کچھ باقی نہ رہنے دیا اور آپ نے اس کے سر کے مونڈنے کا حکم دیا اور وہ بڑے بالوں والا تھا اور آپ نے اس کے ناخن کاٹ دیئے اور وہ بہت طویل تھے اور آپ نے اس کی مونچھیں، جو سنت کے مخالف اس کے منہ پر لٹکی ہوئی تھیں اور آپ نے اس سے فحش کلام کرنے اور عقل کو بگاڑ دینے والی حشیش کے پینے اور ناجائز محرمات وغیرہ سے توبہ کرنے کا مطالبہ کیا اور اس کے بعد آپ نے شیخ محمد الخباز البلاسی کو بلایا اور اس نے بھی اسی طرح اس سے محرمات کے کھانے اور اہل ذمہ کے ساتھ مخالطت رکھنے سے توبہ کرنے کا مطالبہ کیا اور آپ نے اس پر ایک خط لکھا کہ وہ خوابوں کی تعبیر اور اس کے علاوہ اسے جن باتوں کا علم نہیں ہے ان کے متعلق گفتگو نہ کرے اور بعینہٖ اس ماہ شیخ تقی الدین بن تیمیہ، مسجد التاریخ کی طرف گئے اور آپ نے اپنے اصحاب کو حکم دیا اور ان کے ساتھ چٹان کو جو وہاں نہر قلوط پر تھی اور جس کی زیارت کی جاتی تھی۔ اور جس کے لیے نذر مانی جاتی تھی، کاٹنے کے لیے پتھر کا کام کرنے والے بھی تھے پس آپ نے اسے کاٹ دیا، اور مسلمانوں کو اس سے اور جو وہاں شرک ہوتا تھا اس سے راحت دی اور آپ نے مسلمانوں سے شبہ دور کر دیا کہ اس کا شر بہت بڑا ہے، اور اس جیسے کاموں کی وجہ سے لوگوں نے آپ سے حسد کیا اور آپ سے کھلم کھلا عداوت کی، نیز ابن عربی اور ان کے اتباع کے بارے میں آپ کے گفتگو کرنے سے آپ سے حسد وعداوت کی گئی اس کے باوجود آپ پر اللہ کے بارے میں کسی ملامت گر کی ملامت نے اثر نہیں کیا اور نہ آپ نے پرواہ کی ہے اور نہ وہ آپ کو کوئی گزند پہنچا سکے ہیں، اور زیادہ سے زیادہ انہوں نے آپ کو قید کی تکلیف دی اس کے باوجود آپ نے مصر وشام میں بحث نہیں چھوڑی اور نہ وہ آپ پر کوئی عیب لگا سکے ہیں، انہوں نے صرف آپ کو پکڑا اور جاہ وعظمت کے ساتھ آپ کو قید کر دیا جیسا کہ ابھی بیان ہوگا، اور اللہ ہی کی طرف مخلوق کا لوٹنا ہے اور اسی کے ذمہ ان کا حساب ہے۔

اور رجب میں قاضی القضاۃ نجم الدین بن صصری مدرسہ عادلیہ کبیرہ میں بیٹھا اور مدرسہ کی تعمیر نو کے بعد تخت بنائے گئے اور کوئی شخص معرکہ قازان کے بعد اس کے برباد ہو جانے کے باعث وہاں فیصلہ کرنے والا نہ تھا اور وکالت بیت المال کے واسطے، شیخ برہان الدین الفزاری کے لیے شاہی حکم آیا مگر اس نے قبول نہ کیا اور شیخ کمال الدین بن زملکانی کے لیے خزانے کی نگہداشت کا حکم آیا۔ تو اس نے اسے قبول کر لیا اور اس نے اسے چادر خلعت دی اور وہ اس کے ساتھ جمعہ میں حاضر ہوا اور یہ دونوں کام نجم الدین بن ابی الطیب کے پاس تھے جو وفات پا کر اللہ کی رحمت کی طرف چلے گئے تھے، اور ۱۵/شعبان کی رات کو ایک جماعت نے ایندھن کے بیکار کرنے کے بارے میں اہتمام کیا اور انہوں نے نائب السلطنت کے ساتھ گفتگو کی مگر اس نے اس سے اتفاق نہ کیا، بلکہ انہوں نے آگ جلائی اور اسی طرح ۱۵/شعبان کی نماز پڑھی گئی، اور ۵/رمضان کو شیخ کمال الدین بن الشیر یشی مصر سے وکالت بیت المال کے لیے پہنچا اور ۷/رمضان کو خلعت پہنا اور ابن صصری کے پاس کمالی کھڑکی میں حاضر ہوا اور ۷/شوال کو وزیر مصر ناصر الدین بن الشیخی کو معزول کیا گیا اور اس کی جاگیر ختم کر دی اور اس کا حکم لکھا اور اسے سزا دی گئی۔ حتیٰ کہ وہ ذوالقعدہ کو مر گیا۔ اور سعد الدین محمد بن محمد بن عطاء نے وزارت سنبھالی اور اسے خلعت دیا گیا اور ۲۲/ذوالقعدہ کو جمعرات کے روز قاضی القضاۃ جمال الدین الزرادی نے شمس محمد بن جمال الدین بن عبدالرحمٰن الباجریقی کے قتل کا فیصلہ دیا، اور الباجریقی مذکورہ کے کفر کے دستاویزی ثبوت کے بعد اس نے کہا

خواہ وہ توبہ کرے اور خواہ مسلمان ہو جائے اس کا خون بہا دیا جائے۔ اور جن لوگوں نے اس کے خلاف گواہی دی ان میں شیخ محمد الدین تونسی نحوی شافعی بھی شامل تھے' پس الباجریقی' بلادِ شرق کی طرف بھاگ گیا اور کئی سال وہیں رہا۔ پھر الحاکم مذکور کی وفات کے بعد آیا جیسا کہ ابھی بیان ہوگا۔

اور ذوالقعدہ میں نائب السلطنت شکار میں مصروف تھا کہ اعراب کی ایک پارٹی نے رات کو ان کا قصد کیا' پس امراء نے ان سے جنگ کی اور انہوں نے نصف کے قریب عربوں کو قتل کر دیا اور امیر سیف الدین بہادر تمر عربوں کو حقیر جانتے ہوئے عربوں میں گھس گیا تو ان میں سے ایک نے اسے نیزہ مار کر قتل کر دیا' پس امراء نے ان پر حملہ کر کے ان میں سے بہت سے لوگوں کو قتل کر دیا اور انہوں نے ان میں سے ایک کو پکڑ لیا' ان کا خیال تھا کہ اسی نے اسے قتل کیا ہے' سو اسے قلعہ کے نیچے صلیب دیا گیا اور امیر مذکور کو الست کی قبر میں دفن کیا گیا اور ذوالقعدہ میں شمس الدین بن النقیب اور علماء کی ایک جماعت نے ان فتاویٰ کے بارے میں اعتراض کیا۔ جو شیخ علاؤ الدین بن العطار' شیخ دارالحدیث النوریہ اور القوصیہ سے صادر ہوئے تھے' اور وہ شافعی مذہب کے خلاف تھے اور ان میں بڑی گڑبڑ ہے۔

پس اسے اس سے وہم ہو گیا اور وہ حنفی کے پاس گیا اور اس نے اس کے خون کو گرنے سے بچا لیا اور اسے اس کے کاموں پر قائم رکھا' پھر نائب السلطنت کو یہ اطلاع ملی تو اس نے اس پر عیب لگانے والوں پر عیب لگایا اور ان کے خلاف لکھا تو انہوں نے باہم صلح کر لی اور نائب السلطنت نے حکم دیا کہ فقہاء کے درمیان فتنہ کو ہوا نہ دی جائے اور ذوالحجہ کے آغاز میں شیخ تقی الدین بن تیمیہ اپنے اصحاب کی ایک جماعت کے ساتھ سوار ہو کر' جبل الجرد اور الکسروانیین کی طرف گئے اور آپ کے ساتھ نقیب الاشراف زین الدین بن عدنان بھی تھا۔ سو انہوں نے ان میں سے بہت سے لوگوں سے توبہ کا مطالبہ کیا اور انہیں قوانین اسلام کا پابند کیا۔ اور آپ موید و منصور ہو کر واپس آ گئے۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

شیخ تاج الدین بن شمس الدین بن الرفاعی:

آپ مدت مدید سے ام عبیدہ میں شیخ الاحمدیہ تھے اور آپ کی طرف سے فقراء کی اجازات لکھی جاتی تھیں اور آپ کو بطائح میں آپ کے اسلاف کے پاس دفن کیا گیا۔

صدر نجم الدین بن عمر:

ابن ابی القاسم بن عبدالمنعم بن محمد بن الحسن بن ابی الکتائب بن محمد بن ابی الطیب' وکیل بیت المال اور ناظر خزانہ' اور ایک وقت میں آپ نے شفا خانہ نوری کی نگہداشت سنبھالی' آپ قابل تعریف سیرت کے حامل اور اچھے شخص تھے اور آپ نے حدیث کا سماع کیا اور اسے روایت بھی کیا' آپ نے ۱۵ رجمادی الآخرۃ منگل کی رات کو وفات پائی اور باب الصغیر میں ان کے قبرستان میں دفن ہوئے۔

۷۰۵ھ

اس سال کا آغاز ہوا تو مستکفی' خلیفہ اور ملک ناصر سلطان تھا اور دیگر منتظمین وہی تھے جن کا پہلے ذکر ہو چکا ہے' اور اطلاع آئی کہ تاتاریوں کی ایک جماعت نے حلب نون کے لیے گھات لگائی ہے اور انہوں نے ان کے بہت سے سرکردہ لوگوں کو قتل کر دیا ہے۔ جس کی وجہ سے بلادِ حلب میں جمع ہو کر رونے والی عورتیں بہت ہو گئیں اور محرم کے آغاز میں قاضی القضاۃ امام الدین کے بھائی جلال الدین قزوینی نے ابن صصری کی نیابت میں فیصلہ دیا۔ اور ۲ر محرم کو نائب السلطنت بقیہ شامی افواج کے ساتھ نکلا اور ۲ر محرم کو ابن تیمیہ کے ساتھ فوج کا ایک دستہ اس کے آگے گیا' پس وہ بلاد الجرد' الرفض اور لتیامنہ کی طرف گئے اور شیخ کے جانے کے خود نائب السلطنت الافرم ان کے ساتھ جنگ کرنے کو نکلا' سو اللہ نے انہیں ان پر فتح دی اور انہوں نے بہت سے لوگوں اور ان کے گمراہ فرقوں کو تباہ کر دیا' اور ان کے ملک کی بہت سی ساختہ اراضی کو پامال کیا' اور نائب السلطنت' دمشق کی طرف واپس آ گیا اور شیخ ابن تیمیہ اور فوج بھی اس کے ساتھ تھی' اور اس جنگ میں شیخ کے حاضر ہونے سے بہت سی بھلائی حاصل ہوئی اور شیخ نے اس جنگ میں علم و شجاعت کا اظہار کیا۔ اور آپ کے دشمنوں کے دل آپ کے حسد اور غم سے بھر گئے اور جمادی الاولیٰ کے آغاز میں قاضی امین الدین ابوبکر ابن قاضی وجیہ الدین عبدالعظیم بن الرفاقی المصری' عزالدین بن مبشر کی بجائے' قاہرہ سے دمشق کی کچہریوں کی نگرانی کے لیے آیا۔

شیخ تقی الدین بن تیمیہ کے ساتھ احمد یہ کا ماجرا اور آپ کے لیے تین مجالس کا انعقاد کیسے ہوا؟:

۹ر جمادی الاولیٰ کو ہفتہ کے روز' احمد یہ فقراء کی ایک بڑی جماعت قصر ابلق میں نائب السلطنت کے پاس آئی شیخ تقی الدین بن تیمیہ بھی حاضر ہوئے اور انہوں نے امراء کی موجودگی میں نائب السلطنت سے مطالبہ کیا کہ شیخ تقی الدین اپنی امارت کو ان سے روکے اور انہیں ان کے حال پر چھوڑ دے۔ شیخ نے انہیں کہا یہ ممکن نہیں بلکہ ہر ایک کے لئے قولاً اور فعلاً کتاب وسنت کے ماتحت ہونا ضروری ہے اور جو کتاب وسنت کو چھوڑ دے اُسے ملامت کرنا واجب ہے' انہوں نے چاہا کہ وہ اپنے ان شیطانی احوال کو بروئے کار لائیں جو وہ اپنے سماع میں کیا کرتے تھے۔ شیخ نے کہا' یہ باطل شیطانی احوال ہیں اور ان کے اکثر احوال' حیلے اور بہتان کے باب سے ہیں' اور ان میں سے جو شخص آگ میں داخل ہونا چاہتا ہے' وہ پہلے حمام میں جائے اور اپنے جسم کو اچھی طرح دھوئے اور اسے سرکے اور اشنان[1] سے رگڑے اور اس کے بعد اگر وہ سچا ہے تو آگ میں داخل ہو جائے اور اگر بالفرض اہل بدعت میں سے کوئی شخص غسل کرنے کے بعد آگ میں داخل ہو جائے تو یہ بات اس کی نیکی اور کرامت پر دلالت نہیں کرے گی' بلکہ اس کا حال ان دجاجلہ کے احوال جیسا ہوگا جو شریعت کے مخالف ہیں' جب کہ صاحب شریعت سنت کے مطابق چلتا ہے' پس اس کے خلاف خیال بھی نہیں کیا جا سکتا۔ سو شیخ المنبع شیخ صالح آگے بڑھا اور اس نے کہا ہمارے احوال تاتاریوں کے ہاں چلتے ہیں' شرع کے ہاں نہیں چلتے۔ پس حاضرین نے اس کی بات کو پکڑ لیا اور ہر ایک کی طرف سے ان پر بکثرت ملامت ہوئی' پھر یہ حال ہوا کہ وہ آہنی طوق اپنی گردنوں سے

---

[1] اشنان ایک قسم کی بوٹی ہے جس سے ہاتھ دھوئے جاتے ہیں۔ (مترجم)

اتارنے لگے اور جس نے کتاب وسنت کو چھوڑا اسے قتل کر دیا گیا۔ اور شیخ نے طریقۃ الاحمدیہ کے بارے میں ایک کتاب تصنیف کی اور اس میں ان کے احوال ومسالک اور تخیلات کو بیان کیا اور جو کچھ ان کے طریقہ میں کتاب کے لحاظ سے مقبول ومردود ہے اُسے بھی بیان کیا اور اللہ نے آپ کے ہاتھوں سنت کو غالب کیا اور ان کی بدعت کا خاتمہ کیا۔ وللہ الحمد والمنۃ۔

اور اس مہینے کے درمیانی عشرے میں اس نے جلال الدین بن معبد اور عزالدین خطاب کو خلعت دیئے اور سیف الدین بلتمر کو جو بکتاش الحسامی کا غلام تھا' امارت دی اور اس نے تشاریف پہنا اور وہ وہاں سوار ہو کر گئے اور جبل الجرد الکسروان اور بقاع کو ان کے لئے مخصوص کر دیا گیا اور ۳ر رجب جمعرات کے روز لوگ استسقاء کے لئے المزہ کے میدان کی طرف گئے' اور وہاں انہوں نے منبر نصب کیا اور نائب السلطنت اور سب لوگ یعنی قضاۃ' علماء اور فقراء باہر نکلے اور وہ ایک بڑا اجتماع تھا اور عظیم بلیغ خطبہ تھا' سو انہوں نے بارش کی دعاء مانگی' اور اس روز انہیں سیراب نہ کیا گیا۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ کی مجالس ثلاثہ کی پہلی مجلس:

۸ر رجب بروز سوموار قضاۃ اور علماء حاضر ہوئے اور ان میں شیخ تقی الدین ابن تیمیہ بھی محل میں نائب السلطنت کے پاس موجود تھے اور شیخ تقی الدین کا عقیدہ واسطیہ پڑھا گیا اور اس کے کئی مقامات پر بحث ہوئی اور کئی مقامات کو دوسری مجلس تک مؤخر کر دیا گیا' سو وہ ماہ مذکور کی ۱۲ تاریخ کو جمعہ کے روز نماز کے بعد اکٹھے ہوئے اور شیخ صفی الدین ہندی بھی حاضر ہوئے۔ اور انہوں نے شیخ تقی الدین کے ساتھ بہت گفتگو کی' لیکن اس کی چھوٹی نہر نے سمندر کو تھپیڑا مارا' پھر انہوں نے اس بات پر مصالحت کر لی کہ شیخ کمال الدین بن زملکانی ہی مصالحت کے بغیر آپ سے جھگڑا کریں' پس اس بارے میں دونوں نے مناظرہ کیا اور لوگوں نے شیخ کمال الدین بن زملکانی کے فضائل' جودت ذہین اور حسن بحث کی تعریف کی کہ اس نے بحث میں ابن تیمیہ کا مقابلہ کیا ہے اور اس سے گفتگو کی ہے' پھر قبول عقیدہ کا حال منفصل ہو گیا اور شیخ عزت واحترام کے ساتھ اپنے گھر واپس آ گئے اور مجھے اطلاع ملی ہے کہ عوام نے باب النصر سے القصاعین آپ کے لیے شمع اٹھائی جیسا کہ اس قسم کی باتوں میں ان کی عادت ہے اور ان اجتماعات پر آمادہ کرنے والا ایک خط ہے جو سلطان کی طرف سے اس بارے میں آیا ہے اور اسے بھیجنے پر آمادہ کرنے والے شیخ نصر المنبجی شیخ الجاشنکیر وغیرہما آپ کے دشمن ہیں۔

اور یہ بات یوں ہے کہ شیخ تقی الدین بن تیمیہ' المنبجی کے بارے میں اعتراضات کرتے تھے اور اُسے ابن عربی کے اعتقاد کی طرف منسوب کرتے تھے' اور فقہا کی ایک جماعت' حکومت کے ہاں شیخ تقی الدین کے متقدم ہونے اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں منفرد ہونے اور لوگوں کے آپ کے مطیع ہونے اور آپ سے ان کے محبت کرنے اور آپ کے اتباع کے بکثرت ہونے اور حق کے بارے میں آپ کے قیام کرنے اور آپ کے علم وعمل کی وجہ سے آپ سے حسد کرتی تھی' پھر نائب السلطنت کے غائب ہونے کے باعث دمشق میں بڑا فساد اور تشویش پیدا ہوئی اور قاضی نے شیخ کے اصحاب کی ایک جماعت کو طلب کیا اور بعض کو ملامت کی' پھر اتفاق سے شیخ جمال الدین المزی نے بخاری کی کتاب افعال العباد سے قبۃ النسر کے نیچے استسقاء کے باعث بخاری کی مقررہ قراءت کے بعد جہمیہ کے رد میں ایک فصل پڑھی' جس سے ایک فقیہ جو وہاں حاضر تھا غضب ناک ہو گیا' اور اس نے قاضی شافعی ابن صصری کے

پاس آپ کی شکایت کی اور وہ شیخ کا دشمن تھا' پس اس نے المزی کو قید کر دیا' شیخ تقی الدین کو اطلاع ملی تو آپ کو اس سے تکلیف ہوئی' اور آپ نے قید خانے کی طرف جا کر خود اسے وہاں سے نکالا اور محل کی طرف گئے اور وہاں آپ نے قاضی کو موجود پایا اور دونوں نے شیخ جمال الدین المزی کے بارے میں گفتگو کی اور ابن عدی نے قسم اٹھائی کہ وہ اسے ضرور دوبارہ قید خانے میں بھجوائے گا ورنہ وہ خود معزول ہو جائے گا' پس نائب نے قاضی کے دل کو خوش کرنے کے لئے اسے واپس بھیجنے کا حکم دیا اور اس نے شیخ کو اپنے پاس القوصیہ کچھ دن قید رکھا' پھر اسے چھوڑ دیا اور جب نائب السلطنت آیا تو شیخ تقی الدین نے اس کی غیر حاضری میں جو کچھ آپ کے ساتھ ماجرا ہوا تھا اُسے بتایا' جس سے نائب کو تکلیف ہوئی اور اس نے شہر میں اعلان کر دیا کہ کوئی شخص عقائد کے بارے میں گفتگو نہ کرے۔ اور جس نے دوبارہ ایسا کیا اس کا خون اور مال حلال ہوگا' اور اس کا گھر اور دوکان قائم رہے گی' پس حالات پر سکون ہو گئے اور ان تینوں مجالس میں جو مناظرات ہوئے ان کی کیفیت کے بارے میں' میں نے شیخ تقی الدین کی فصل کو دیکھا ہے۔

پھر ۷ رشعبان کو محل میں تیسری مجلس منعقد ہوئی اور جماعت نے مذکورہ عقیدہ پر رضا مندی سے اتفاق کیا اور اس روز ابن صصری نے مجلس مذکور میں ایک موجود شخص کی گفتگو کے باعث جو شیخ کمال الدین بن زملکانی تھے' اپنے آپ کو فیصلے سے الگ کر لیا' پھر ۲۶ رشعبان کو سلطان کا خط آیا جس میں ابن صصری کو دوبارہ قاضی بنانے کا حکم تھا اور یہ المنجی کے مشورہ سے تھا اور خط میں تھا کہ ہم نے شیخ تقی الدین بن تیمیہ کی مجلس کے انعقاد کے متعلق سنا ہے اور جو مجالس آپ کے لئے منعقد کی گئی ہیں ان کی بھی ہمیں اطلاع مل چکی ہے اور یہ کہ وہ سلف کے مذہب پر ہیں' اور ہم نے اس کے ذریعے آپ کی ان باتوں سے براءت کی ہے' جو آپ کی طرف منسوب کی گئی ہیں' پھر ۵ ررمضان کو ہفتے کے روز دوسرا خط آیا جس میں ان باتوں سے پردہ اٹھایا گیا تھا جو شیخ تقی الدین بن تیمیہ اور قاضی امام الدین قزدینی کے ساتھ جاغان کے دور میں ہوئی تھیں' نیز یہ کہ آپ اور قاضی ابن صصری کو مصر لایا جائے' پس یہ دونوں ڈاک کے گھوڑوں پر مصر گئے اور شیخ کے ساتھ آپ کے بہت سے اصحاب بھی باہر نکلے اور روئے اور وہ آپ کے دشمنوں کے بارے میں آپ کے متعلق خوفزدہ ہوئے' اور نائب السلطنت ابن الافرم نے آپ کو مشورہ دیا کہ آپ مصر جانے کا ارادہ چھوڑ دیں' اور اس نے آپ سے کہا میں اس بارے میں سلطان سے مراسلت کرتا ہوں اور میں قضایا کو درست کر دوں گا' مگر شیخ نے اس بات سے انکار کر دیا اور اُسے بتایا کہ آپ کے مصر جانے میں بڑی مصلحت اور بہت سی مصلحتیں ہیں' اور جب آپ مصر کو روانہ ہوئے تو لوگوں نے آپ کے الوداع و دیدار کے لئے اژدھام کیا' حتیٰ کہ وہ آپ کے گھر کے دروازے سے' الجسورہ کے قریب تک جو دمشق اور الکسوۃ کے درمیان ہے' پھیل گئے اور ان میں سے کچھ گریہ کناں اور حزین تھے اور کچھ خوش و خرم اور آپ کے بارے میں بڑی تنگی کرنے والے تھے' اور جب ہفتے کا دن آیا تو شیخ تقی الدین غزہ میں داخل ہوئے' اور اس کی جامع میں ایک عظیم مجلس منعقد کی' پھر آپ دونوں اکٹھے ہی قاہرہ میں داخل ہو گئے اور دل آپ کے ساتھ تھے' اور آپ دونوں ۲۲ ررمضان کو سوموار کے روز مصر میں داخل ہوئے اور بعض کا قول ہے کہ وہ جمعرات کے دن مصر میں داخل ہوئے تھے اور جب جمعہ کا دن آیا' تو نماز کے بعد شیخ کے لئے قلعہ میں مجلس منعقد کی گئی' جس میں قضاۃ اور حکومت کے اکابر اکٹھے ہوئے اور آپ نے حسب عادت گفتگو کرنی چاہی' مگر آپ بحث و کلام پر قدرت نہ پا سکے۔ اور شمس بن عدنان کو آپ کی تردید کرنے کے لئے احتسابی مدمقابل مقرر کیا گیا اور اس نے ابن مخلوف مالکی کے پاس آپ پر دعویٰ کیا کہ آپ

کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ حقیقتاً عرش کے اوپر ہے' نیز یہ کہ اللہ حرف وصوت کے ساتھ کلام کرتا ہے' قاضی نے آپ سے اس کا جواب مانگا تو شیخ اللہ کی حمد وثنا کرنے لگے آپ سے کہا گیا جو کچھ ہم نے تمہارے سامنے پیش کیا ہے اس کا جواب دیجئے' چاہیے کہ آپ خطاب کریں آپ نے فرمایا میرے متعلق فیصلہ کرنے والا کون ہوگا؟ آپ سے کہا گیا' قاضی مالکی۔ شیخ نے اسے کہا' آپ میرے بارے میں کیسے فیصلہ کر سکتے ہیں' جبکہ آپ میرے مدمقابل ہیں' تو وہ بہت ناراض ہوا اور گھبرا گیا اور آپ کے خلاف حکم قائم کیا گیا اور قلعے میں کئی روز آپ کو قید کر دیا گیا۔ پھر عید کی شب کو آپ کو اور آپ کے بھائی شرف الدین عبداللہ اور زین الدین عبدالرحمٰن کو اس قید خانے میں منتقل کر دیا گیا جو اَلْجُبّ کے نام سے مشہور ہے۔

اور ابن صصری کو المنبجی شیخ الجاشنکیر حاکم مصر کے مشورے سے ازسرنو قاضی بننے کا حکم دیا گیا اور وہ ۶؍ ذوالقعدہ کو جمعہ کے روز دمشق واپس آ گئے اور دل آپ سے نفور تھے' اور آپ کا حکمنامہ جامع میں پڑھا گیا اور اس کے بعد ایک خط پڑھا گیا جس میں شیخ تقی الدین کی ذلت اور عقیدہ میں آپ کی مخالفت کی گئی تھی' اور یہ کہ بلاد شام میں اس کا اعلان کیا جائے اور اس نے اپنے اہل مذہب کو آپ کی مخالفت کا پابند کیا' اور اسی طرح مصر میں ہوا اور جاشنکیر اور اس کا شیخ نصر المنبجی آپ کا نگران بن گیا اور فقہا اور فقراء کی ایک بڑی جماعت نے ان کی مدد کی اور بہت سے فتنوں کا سلسلہ شروع ہو گیا' ہم فتنوں سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں اور دیارِ مصر میں حنابلہ کی بہت اہانت ہوئی' اس لیے کہ ان کا قاضی کم علم اور کم پونجی والا تھا' اور وہ شرف الدین الحرانی تھا' اسی وجہ سے ان کے اصحاب کو وہ تکلیف پہنچی جو پہنچی' اور ان کا جو حال ہوا وہ ہوا' اور ماہِ رمضان میں حرم نبوی کے خدام کے لیڈر کا خط آیا کہ وہ حرم نبوی کی کچھ قندیلوں کو فروخت کرنے کی اجازت چاہتا ہے' تاکہ وہ اسے باب السلام کے نزدیک المطہرہ کے پاس اذان گاہ کی تعمیر میں خرچ کر دے' تو اس نے اُسے اس کا حکم دے دیا اور ان قندیلوں میں سونے کی دو قندیلیں بھی تھیں' جن کا وزن ایک ہزار دینار تھا' اس نے انہیں فروخت کر دیا اور اور اس کی تعمیر شروع کر دی اور سراج الدین عمر نے خطابت کے ساتھ اس کی قضا بھی سنبھال لی اور روافض کو یہ بات گراں گزری۔

اور ۱۲؍ ذوالقعدہ جمعرات کے روز مصر سے ایلچی آیا کہ شمس الدین ابن الحسینی کو معزول کر کے حنفیہ کی قضاء شمس الدین محمد بن ابراہیم بن داؤد الاذرعی الحنفی کے سپرد کر دی جائے' اور شیخ برہان الدین ابن الشیخ تاج الفزاری کو اس کے چچا شیخ شرف الدین کی بجائے دمشق کی خطابت دے دی جائے' شیخ شرف الدین فوت ہو چکے تھے' اور اس نے ان دونوں کو خلعت دیئے اور دونوں نے اس ماہ کی ۱۳؍ تاریخ کو اپنے اپنے کام سنبھال لیے اور شیخ برہان الدین نے بڑا اچھا خطبہ دیا جس میں عوام واعیان شامل ہوئے' پھر پانچ دن بعد آپ نے اپنے آپ کو خطابت سے الگ کر لیا اور البادرائیہ کی تدریس پر قائم رہنے کو ترجیح دی' یہ اس وقت کی بات ہے جب آپ کو اطلاع ملی کہ اُسے آپ سے لیا جا رہا ہے' پس خطابت کا منصب خالی رہ گیا' اور نائب خطیب لوگوں کو نماز پڑھاتا اور خطبہ دیتا' اور عید الاضحیٰ آ گئی اور لوگوں کا کوئی خطیب نہ تھا' اور نائب السلطنت نے اس بارے میں خط وکتابت کی اور حکم آیا کہ آپ ہی کے ذمے یہ کام لگا دیا جائے اور اس میں لکھا تھا کہ ہم آپ کی اہلیت' کفایت اور آپ کے ہاتھ میں البادرائیہ کی تدریس کے مسلسل رہنے کو جانتے ہیں' پس القیسی جمال الدین ابن الرجی نے اُسے سنبھال لیا' آپ نے البادرائیہ کا بندوبست کیا اور حکم سلطانی کے مطابق

اسے آئندہ صفر میں سنبھال لیا' اور الفزاری نے اپنے آپ کو خطابت سے الگ کر لیا اور اپنے گھر میں بیٹھ رہے' اور نائب السلطنت نے آپ سے مراسلت کی اور آپ نے علیحدگی کے متعلق پختہ ارادہ کر لیا۔ اور یہ کہ آپ کبھی خطابت کی طرف واپس نہیں آئیں گے اور آپ نے بیان کیا کہ آپ خطابت کرنے سے عاجز ہیں اور جب نائب السلطنت کو اس کا یقین ہو گیا تو اس نے آپ کا مدرسہ بادرائیہ آپ کو دے دیا اور اس نے متعلق ذوالحجہ کے پہلے عشرے میں آپ کو حکم لکھا اور ابن زملکانی کی بجائے شمس الدین بن الخطیری کو خزانہ کی نگہداشت کا خلعت دیا' اور امیر شرف الدین حسن بن حیدر نے لوگوں کو حج کروایا۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

شیخ عیسیٰ بن شیخ سیف الدین الرجبی:

ابن سابق بن شیخ یونس القیسی' آپ کو ان کے اس زاویہ میں دفن کیا گیا جو دمشق کے شمال مشرق میں الوراقہ کے مغرب میں ہے اور ۷ محرم منگل کے روز تعزیت ہوئی۔

الملک الاوحد:

ابن الملک تقی الدین شادی بن الملک الزاہر مجیر الدین دارد بن الملک المجاہد اسد الدین بن شیرکوہ بن ناصر الدین محمد بن اسد الدین شیرکوہ بن شادی' آپ نے ۲ صفر کو بدھ کے دن کے آخری حصے میں جبل الجرد میں وفات پائی' آپ کی عمر ۵۷ سال تھی' آپ کو ان کے قبرستان میں جو دامن کوہ میں ہے لے جایا گیا۔ اور آپ بہترین بادشاہوں میں سے تھے' اور ملوک وامراء کے ہاں معظم تھے' اور آپ قرآن حفظ کرتے تھے اور آپ کو علوم میں معرفت حاصل تھی' اور آپ کو فضائل بھی حاصل تھے۔

صدر علاء الدین:

علی بن معالی الانصاری الحرانی الحاسب' جو ابن الزبیر کے نام سے مشہور تھے اور فن حساب میں ماہر فاضل تھے' آپ سے ایک جماعت نے فائدہ اٹھایا' آپ نے اس سال اچانک وفات پائی اور قاسیون میں دفن ہوئے اور میں نے الحاضری سے بحوالہ علاء الدین طیوری حساب سیکھا۔

خطیب شرف الدین ابوالعباس:

احمد بن ابراہیم بن سباع بن ضیاع الفزاری' شیخ امام علامہ' شیخ الشافعیہ علامہ تاج الدین عبدالرحمٰن کے بھائی' آپ ۶۳۰ھ میں پیدا ہوئے' اور حدیث کا بہت سماع کیا اور اس دور کے مشائخ' جیسے ابن الصلاح اور ابن السخاوی وغیرہ سے فائدہ اٹھایا اور فقہ سیکھی اور فتوے دیئے' اور مناظرے کئے' اور مہارت حاصل کی اور اپنے ہمسروں کی سیادت کی اور آپ عربی' لغت' قراءت اور احادیث نبویہ بیان کرنے میں استاد تھے' اور آپ مشائخ کو سنانے کے لئے ان کے پاس جاتے تھے اور آپ فصیح العبارت اور شیریں گفتار تھے' آپ کی ہمنشینی اکتاہٹ پیدا نہیں کرتی تھی' اور آپ نے رباط ناصری میں مدت تک الطبیہ میں پڑھایا' پھر وہاں سے جامع جراح کی خطابت کی طرف آ گئے' پھر الفارقی کے بعد ۷۰۳ھ میں جامع دمشق کی خطابت کی طرف منتقل ہو گئے اور وہیں رہے۔ حتیٰ

کہ ۹ شوال کو بدھ کے روز ۵۷ سال کی عمر میں وفات پا گئے اور جمعرات کی صبح کو باب الخطابت میں آپ کا جنازہ پڑھا گیا اور باب الصغیر میں اپنے باپ اور بھائی کے پاس دفن ہوئے اور آپ کے بھتیجے نے خطابت سنبھال لی۔

شیخ علامہ برہان الدین حافظ کبیر دمیاطی:

شیخ امام عالم حافظ شیخ المحدثین شرف الدین ابومحمد عبدالمومن بن خلف بن ابی الحسن بن شرف بن الخضر بن موسیٰ دمیاطی آپ اپنے زمانے میں کبرسنی اور علوقدر' علوا سناد اور کثرت روایت اور جودت درایت اور حسن تالیف اور انتشار تسانیف کے باوجود فن حدیث اور علم لغت کے علمبردار تھے اور دیگر اطراف سے طلبہ آپ کے پاس آتے تھے۔ آپ کی پیدائش ۶۱۶ھ کے آخر میں ہوئی اور آپ نے سب سے پہلا سماع ۶۳۲ھ میں اسکندریہ میں کیا' آپ نے کثیر سے بحوالہ مشائخ سماع کیا اور سفر کیا اور چکر لگایا اور حاصل کیا اور جمع کیا اور یاد کیا' لیکن رکاوٹ اور بخل نہیں کیا بلکہ خرچ کیا اور تصنیف کیا' اور علم پھیلایا' اور دیارِ مصر میں مناصب سنبھالے اور لوگوں نے آپ سے بہت فائدہ اٹھایا اور آپ نے اپنے ان مشائخ کا معجم جمع کیا جن سے آپ شام' حجاز' جزیرہ' عراق اور دیارِ مصر میں ملے۔ اور وہ ۱۳۰۰ مشائخ سے زیادہ ہیں' اور وہ دو جلدوں میں ہے اور اس کے چالیس متباین اسناد وغیرہ ہیں' اور نماز وسطیٰ کے بارے میں آپ کی ایک مفید کتاب بھی ہے' اور شوال کے چھ روزوں کے بارے میں بھی ایک تصنیف ہے' جس میں آپ نے خوب افادہ کیا ہے اور ایسی باتوں کو جمع کیا ہے' جنہیں آپ سے پہلے کسی نے جمع نہیں کیا اور نمازوں کے بعد ذکر و تسبیح کے بارے میں بھی آپ کی ایک کتاب ہے اور فرط پیش کرنے والے کے ثواب کے رشک کے بارے میں آپ کی ایک کتاب' کتاب التسلی بھی ہے اور اس کے علاوہ بھی اچھے فوائد ہیں اور آپ ہمیشہ حدیث کا سماع کراتے رہے' حتیٰ کہ آپ کو موت نے آلیا' اور آپ مجلس املاء میں روزے دار تھے' آپ بے ہوش ہو گئے تو آپ کو اٹھا کر آپ کے گھر لایا گیا' اور آپ اسی وقت ۱۰ ر ذوالقعدہ کو اتوار کے روز' قاہرہ میں وفات پا گئے اور دوسرے دن باب النصر کے قبرستان میں دفن ہوئے' آپ کا جنازہ بہت بھرپور تھا۔

۷۰۶ھ

اس سال کا آغاز ہوا تو حکام وہی تھے جن کا ذکر اس سے پہلے سال میں ہو چکا ہے اور شیخ تقی الدین بن تیمیہ' قلعہ جبل میں اَلْجُبّ میں قید تھے۔ اور بدھ کے روز ایلچی آیا کہ شمس الدین امام الکلاسہ کو خطابت دے دی جائے' یہ ربیع الاوّل کا واقعہ ہے۔ انہیں اس بات کی مبارکباد دی گئی تو انہوں نے اظہار کراہت وضعف کیا اور نائب السلطنت کے شکار کے باعث غائب رہنے کی وجہ سے آپ نے اسے نہ سنبھالا اور جب وہ آیا تو اس نے آپ کو اجازت دی تو آپ نے مہینے کی ۲۰ رتاریخ کو جمعہ کے روز اسے سنبھالا اور جمعہ کے روز آپ نے صبح کی پہلی نماز پڑھائی' پھر اس نے آپ کو خلعت دیا اور اس روز وہاں آپ نے خطبہ دیا اور ۱۸ ر ربیع الاوّل کو بدھ کے روز آپ نے تاج الدین بن صالح بن تامر بن خان الجعبری کی بجائے قاضی نجم الدین احمد بن عبدالمحسن بن حسن المعروف بالدمشقی سے نیابت حکم سنبھالی۔

تاج الدین' معمر' قدیم الہجرۃ' کثیر الفضائل' دین دار' متقی اور اچھی طرح کام سنبھالنے والے تھے' آپ نے ۶۵۷ھ میں فیصلے کا کام سنبھالا اور جب ابن صصری نے حکم سنبھالا تو آپ نے اس کی نیابت کو ناپسند کیا اور ۲۰ ر ربیع الآخر کو اتوار کے روز' قاہرہ

سے ایلچی آیا اور اس کے پاس قاضی شمس الدین الازرعی الحنفی کے لئے تجدیدی حکم تھا' لوگوں نے خیال کیا کہ وہ ابن الحریری کی قضاء کا حکم ہے' پس وہ الظاہریہ کی طرف گئے کہ اسے ایلچی کے ساتھ مبارکباد دیں اور لوگ حسب عادت پڑھنے کے لئے اکٹھے ہو گئے اور شیخ علم الدین البرزالی نے اُسے پڑھنا شروع کیا۔ اور جب وہ نام تک پہنچا تو معلوم ہو گیا کہ وہ حکم ابن الحریری کے لیے نہیں بلکہ ازرعی کے لئے ہے۔ پس پڑھنے والا ٹھہر گیا اور لوگ ایلچی کے ساتھ ازرعی کے پاس چلے گئے' اور حریری اور حاضرین کو شکست اور ذلت حاصل ہوئی' اور ایلچی کے ساتھ ایک اور خط بھی آیا جس میں شیخ کمال الدین بن زملکانی کو قاہرہ طلب کیا گیا' پس اس سے آپ کو وہم ہو گیا اور شیخ تقی الدین بن تیمیہ کی طرف منسوب ہونے کی وجہ سے آپ کے اصحاب کو آپ کے بارے میں خوف پیدا ہوا' پس نائب السلطنت نے آپ سے تلطف کیا اور آپ کو مصر حاضر ہونے سے بری کر دیا۔

اور ۹ رجمادی الاولیٰ کو جمعرات کے روز' شیخ ابن براق دمشق آیا اور اس کے ساتھ ایک سو فقیر تھے' جو سب کے سب سنت کے خلاف داڑھی منڈے اور بڑی بڑی مونچھیں رکھے ہوئے تھے' اور ان کے سروں پر بالوں کی مینڈھیاں تھیں' اور ان کے پاس گھنٹیاں' نرد کے مہرے اور چوبی جوا کین تھے۔ وہ المنیبع میں اترے اور حنابلہ کے برآمدے میں جمعہ میں شامل ہوئے' پھر انہوں نے قدس جا کر اس کی زیارت کی' پھر انہوں نے دیارِ مصر میں داخل ہونے کی اجازت طلب کی تو انہیں اجازت نہ دی گئی اور وہ دمشق واپس آ گئے اور وہاں رمضان کے روزے رکھے' پھر جب انہوں نے دمشق میں قبولیت نہ دیکھی تو بلادِ شرق کی طرف جانے کے لیے تیار ہو گئے' اور ان کا شیخ' براق رومی تھا' جو دوقات کی کسی بستی سے تعلق رکھتا تھا اور چالیس سال کا تھا' اور قازان کے ہاں اُسے مرتبہ حاصل تھا' اس لیے کہ اس نے اس پر چیتا مسلط کیا تو اس نے اسے ڈانٹا تو وہ اُسے چھوڑ کر بھاگ گیا تو اس نے اس کے ہاں مرتبہ حاصل کر لیا' اور اس نے اُسے ایک دن میں تیس ہزار درہم دیئے تو اس نے ان سب کو تقسیم کر دیا تو اس نے اس سے محبت کی' اور اس کے اصحاب کا طریق یہ ہے کہ وہ نماز نہیں چھوڑتے اور جو نماز چھوڑے اُسے وہ چالیس کوڑے مارتے ہیں' اور اس کا خیال ہے کہ اس نے جس طریق کو اختیار کیا ہے اس نے اُسے اپنے نفس کو شکستہ کرنے کے لئے اختیار کیا ہے اور وہ اس کا لباس ہے جس سے ٹھٹھا کیا جائے اور یہی دنیا کے مناسب حال ہے اور مقصود صرف باطن' دل اور اس کی آبادی ہے اور ہم صرف ظاہر پر حکم لگاتے ہیں اور خفیہ معاملات کو اللہ بہتر جانتا ہے۔

اور ۶ رجمادی الآخرۃ کو بدھ کے روز النجیبۃ کا مدرس بہاؤ الدین یوسف بن کمال الدین احمد بن عبدالعزیز عجمی حلبی' شیخ ضیاء الدین طوسی کی بجائے حاضر ہوا اور وہ وفات پا چکے تھے۔ اور ابن صصری اور فضلاء کی ایک جماعت اس کے پاس حاضر ہوئی۔

اور اس سال جامع دمشق کے نصف میں صلاۃ الرغائب پڑھی گئی۔ حالانکہ اسے چار سال قبل ابن تیمیہ نے باطل قرار دیا ہوا تھا' اور جب نصف رات ہوئی تو حاجب رکن الدین بیبرس العلائی بھی آ گیا' اور اس شب لوگوں کو جامع میں پہنچنے سے روکا گیا اور اس کے دروازے بند کر دیئے گئے اور بہت سے لوگوں نے راستوں میں رات بسر کی اور لوگوں نے بہت تکلیف اٹھائی اور اس کا مقصد صرف یہ تھا کہ جامع کو لغو' فحش اور خرابی سے بچایا جائے اور ۱۷ ررمضان کو قاضی تقی الدین حنبلی نے محمد الباجریقی کے خون کو بچانے کا حکم دے دیا' اور اس نے دستاویزی ثبوت سے ثابت کر دیا کہ جن چھ گواہوں نے مالکی کے پاس اس کے خلاف گواہی دی ہے ان کے

درمیان اور اس کے درمیان عداوت پائی جاتی ہے' اس لیے اس نے اس کے خون گرانے کا حکم دیا تھا۔ اور جن لوگوں نے اس عداوت میں واتی دی ان میں ناصر الدین بن عبدالسلام زین الدین بن الشریف عدنان اور قطب الدین بن شیخ السلامیہ وغیرہ شامل تھے۔

اور اس سال شہاب الدین حنفی کی بجائے کمال الدین بن زملکانی نے امراء کی ملکیت کے جبڑ کی نگرانی کا کام سنبھالا اور یہ کام رمضان میں ہوا اور اس نے اسے سبز چادر اور خلعت دیا اور اس کے ساتھ دارالعدل میں حاضر ہوا اور عیدالفطر کی رات کو نائب مصر' امیر سیف الدین سلار نے تینوں قضاۃ اور فقہاء کی ایک جماعت کو حاضر کیا۔ پس قضاۃ' شافعی' مالکی اور حنفی تھے' اور فقہاء' الباجی' الجزری اور النمزادی تھے' اور انہوں نے شیخ تقی الدین بن تیمیہ کی قید سے اخراج کے بارے میں گفتگو کی اور حاضرین میں سے ایک نے اس کے متعلق اس پر بعض شروط عائد کیں جن میں سے ایک شرط یہ تھی کہ آپ ایک عقیدہ سے رجوع کی پابندی کریں گے۔ اور انہوں نے آپ کو حاضر ہونے کے لیے پیغام بھیجا تاکہ وہ اس بارے میں آپ کے ساتھ گفتگو کریں' مگر آپ نے حاضر ہونے سے انکار کر دیا اور اس کا پختہ ارادہ کر لیا' اور چھ دفعہ بار بار ایلچی آپ کے پاس آئے مگر آپ نے حاضر نہ ہونے کا پختہ ارادہ کر لیا' اور نہ ان کی طرف توجہ کی اور نہ ان سے کچھ وعدہ کیا' اور ان کی مجلس دراز ہو گئی تو وہ متفرق ہو گئے اور وہ کسی بدلے کے بغیر واپس چلے گئے۔

اور ۲ر شوال بدھ کے روز' نائب السلطنت الافرم نے جامع دمشق میں شیخ شمس الدین امام الکلاستہ کی بجائے جو فوت ہو چکے ہیں' قاضی جلال الدین قزوینی لوگوں کو نماز پڑھائے اور جامع دمشق میں خطبہ دینے کا حکم دیا' پس آپ نے اس روز ظہر کی نماز پڑھائی اور جمعہ کا خطبہ دیا۔ اور آپ امامت وخطابت پر مسلسل قائم رہے حتیٰ کہ قاہرہ سے اس کا حکم اس بارے میں پہنچ گیا اور ذوالقعدہ کے آغاز میں نائب السلطنت' قضاۃ' امراء اور اعیان حاضر ہوئے اور آپ کا خطبہ قابل تعریف تھا اور ذوالقعدہ کے آغاز میں اس جامع کی تعمیر مکمل ہو گئی' جسے آپ نے بنایا تھا' اور امیر جمال الدین نائب السلطنت الافرم نے الصالحیہ میں رباط ناصری کے پاس اسے آباد کیا۔ اور اس میں ایک خطیب مقرر کیا۔ جو جمعہ کے روز خطبہ دیتا تھا اور وہ قاضی شمس الدین محمد بن العزہ الحنفی تھا اور نائب السلطنت اور قضاۃ حاضر ہوئے اور خطیب کا خطبہ قابل تعریف تھا' اور جامع مذکور میں نماز کے بعد الصاحب شہاب الدین حنفی نے دستر خوان بچھایا' اور وہی اس کی آبادی میں کوشاں اور اس پر آمادہ کرنے والے تھے' اور وہ نہایت خوبصورت اور پختہ بنی' اللہ ان سے قبول فرمائے۔

اور ۳ر ذوالقعدہ کو ابن صصری نے جلال الدین قزوینی کی بجائے ان کے فیصلے کو چھوڑ کر خطابت میں مشغول ہونے کے باعث قاضی صدرالدین سلیمان بن ہلال بن شبل الجعبری خطیب داریا کو فیصلے میں نائب مقرر کیا' اور ۲۹ر ذوالقعدہ کو جمعہ کے روز قاضی القضاۃ صدرالدین ابوالحسن علی بن شیخ صفی الدین حنفی بصراوی ازرعی کی بجائے' حنفیہ کی قضا سنبھالنے کے لیے قاہرہ سے دمشق آئے' حالانکہ ان کے پاس النوریہ اور المقدمیہ کی تدریس کا کام بھی تھا اور لوگ آپ کے استقبال کو نکلے اور انہوں نے آپ کو مبارکباد دی' اور آپ نے النوریہ میں فیصلہ دیا اور آپ کا حکمنامہ جامع بنی امیہ کے زاویہ شرقیہ میں حجرہ کندیہ میں پڑھا گیا اور ذوالحجہ میں دمشق کی کچہریوں کے سررشتہ دار کے حکم سے امیر جمال الدین آقوش الرستمی کی بجائے امیر عزالدین بن صبرۃ کو بلاد قبلیہ پر والی

الولاۃ مقرر کیا گیا اور سلطان کا خط آیا کہ رئیس عزالدین بن حمزہ القلانسی کو اس کے عم زاد شرف الدین کی بجائے وکیل مقرر کیا گیا اور اس نے اس بات کو ناپسند کیا۔

اور ۲۸ ذوالحجہ کے دن نائب السلطنت نے بتایا کہ الجب کے قید خانے سے شیخ تقی الدین کا خط وصول ہوگیا ہے' پس اس نے اس کی تلاش میں آدمی بھیجا اور اسے لاکر لوگوں کو سنایا گیا' اور وہ شیخ کی اور آپ کے علم و دیانت اور شجاعت وزہد کی تعریف کرنے لگا اور کہنے لگا میں نے آپ کی مانند کوئی شخص نہیں دیکھا' کیا دیکھتا ہے کہ وہ خط ہے کہ وہ قید خانے میں توجہ الی اللہ پر مشتمل ہے' نیز یہ کہ آپ نے کسی سے کوئی چیز قبول نہیں کی' نہ سلطانی اخراجات کو' اور نہ ہی الکسوۃ اور نہ ہی ادرارات وغیرہ سے' اور نہ ہی آپ ان میں سے کسی چیز میں ملوث ہوئے ہیں۔

اور اس ماہ کی ۲۷ تاریخ کو جمعرات کے روز شیخ تقی الدین کے دونوں بھائیوں شرف الدین اور زین الدین کو قید خانے سے نائب السلطان سلار کی مجلس میں طلب کیا گیا اور ابن مخلوف مالکی حاضر ہوا' اور ان کے درمیان طویل گفتگو ہوئی' اور شرف الدین نقل' دلیل اور معرفت سے قاضی مالکی پر غالب آ گیا اور کئی مقامات پر اسے خطا کار قرار دیا جن میں اس نے باطل دعاوی کیے تھے' اور گفتگو مسئلہ عرش' مسئلہ کلام اور مسئلہ نزول کے بارے میں تھی۔

اور ۲۲ ذوالحجہ جمعہ کے روز نصرالدین محمد بن شیخ فخرالدین بن اخی قاضی القضاۃ البصرادی مصر سے ڈاک کے گھوڑوں پر پہنچا' اور جمال الدین یوسف عجمی کے عوض' دمشق میں ثواب پر اپنی بیٹی کا نکاح کر دیا' اور اُسے سبز چادر کا خلعت دیا اور وہ خلعت پہن کر ۷۰۷ھ کے آغاز میں شہر میں گھوما اور اس سال حرم مکہ میں تقریباً ایک لاکھ آدمیوں نے عمرہ کیا اور شام کے لوگوں کو امیر رکن الدین بیبرس مجنون نے حج کرایا۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

قاضی تاج الدین:

صالح بن احمد بن حامد بن علی الجعدی الشافعی دمشق کے نائب' عدالت اور ناصریہ کو افادہ کرنے والے' آپ ثقہ' دین دار' عادل' پسندیدہ' اور زاہد شخص تھے' آپ نے ۶۵۷ھ سے فیصلہ کیا۔ آپ کو فضائل اور علوم حاصل تھے' اور آپ خوب صورت شکل والے تھے' آپ نے ربیع الاول میں ۷۶ سال کی عمر میں وفات پائی' اور دامن کوہ میں دفن ہوئے' اور آپ کے بعد فیصلوں میں نجم الدین دمشقی نے آپ کی نیابت کی۔

شیخ ضیاء الدین طوسی:

ابو محمد عبدالعزیز بن محمد بن علی الشافعی' النجیبیۃ کے مدرس اور الحادی اور مختصر ابن حاجب کے شارح' آپ یگانہ فاضل شخص تھے' اور اسی طرح آپ کو الناصریہ میں لوٹایا گیا' آپ نے ۱۹ جمادی الاولیٰ کو حمام سے واپس آنے کے بعد بدھ کے روز وفات پائی اور جمعرات کے روز باب النصر کے باہر آپ کا جنازہ پڑھا گیا اور نائب السلطنت اور امراء و اعیان کی ایک جماعت حاضر ہوئی اور آپ

کو الصوفیہ میں دفن کیا گیا اور آپ کے مدرسہ میں بہاؤ الدین بن العجمی نے پڑھایا۔

شیخ جمال الدین ابراہیم بن محمد بن سعد التیمی:

آپ ابن الدوالیبی کے نام سے مشہور ہیں اور دوالیب پینے کے برتنوں کو کہتے ہیں آپ بادشرق میں بہت معظم تھے اور بڑے تاجر تھے آپ نے مذکورہ ماہ میں وفات پائی۔

الشیخ الجلیل سیف الدین الرجیعی:

ابن سابق بن ہلال بن یونس' الیونسیہ کے مقام کے شیخ' ۲۰ رجب کو جامع میں آپ کا جنازہ پڑھا گیا' پھر آپ کو آپ کے اس گھر میں لوٹا کر لایا گیا' جس میں آپ باپ تو ما کے اندر ٹھہرے تھے اور وہ امین الدولہ کے گھر کے نام سے مشہور تھا' اور وہیں آپ کو دفن کیا گیا۔ اور آپ کے جنازے میں اعیان' قضاۃ اور امراء میں سے بہت سے لوگ شامل ہوئے' اور آپ کو حکومت کے ہاں اور اپنی جماعت کے ہاں بڑی عزت حاصل تھی' اور آپ کا سر بہت موٹا اور بال منڈے ہوئے تھے' اور آپ نے اموال و اولاد کو پیچھے چھوڑا۔

امیر فارس الدین الرداوی:

آپ نے رمضان کے آخری عشرہ میں وفات پائی اور آپ نے اپنی وفات سے چند روز قبل حضرت نبی کریم ﷺ کو دیکھا' آپ ان سے کہہ رہے تھے تو مغفور ہے یا اس قسم کی کوئی بات کہی اور آپ حسام الدین لاجین کے امراء میں سے تھے۔

شیخ شمس الدین خطیب دمشق:

شمس الدین محمد بن الشیخ احمد بن عثمان الخلاطی امام الکلاسۃ آپ خوش منظر' کثیر العبادۃ شیخ تھے' اور آپ پرسکون اور باوقار تھے' آپ نے چالیس سال الکلاسۃ کی امامت سنبھالی' پھر آپ کو کسی مطالبہ کے بغیر جامع دمشق کا خطیب بنانے کے لئے طلب کیا گیا' آپ نے ساڑھے چھ ماہ تک اُسے خوب سنبھالا اور آپ خوش آواز' اچھے سریلے اور دینداری و عبادت کے ساتھ فن موسیقی کے بھی ماہر تھے' اور آپ نے حدیث کا سماع کیا' اور ۸ شوال کو بدھ کے روز ۶۲ سال کی عمر میں اچانک دار الخطابت میں وفات پا گئے' اور جامع میں آپ کا جنازہ پڑھا گیا اور جامع لوگوں سے بھر گئی' پھر سوق الخیل میں آپ کا جنازہ پڑھا گیا' اور نائب السلطنت امراء اور عوام حاضر ہوئے' اور بازار بند کر دیئے گئے' پھر آپ کو قاسیون کے دامن میں لے جایا گیا۔ رحمہ اللہ۔

٧٠٧ھ

اس سال کا آغاز ہوا اور حکام وہی تھے جن کا ذکر اس سے پہلے سال میں ہو چکا ہے' اور شیخ ابن تیمیہ مصر کے قلعہ جبل میں قید تھے اور محرم کے آغاز میں سلطان ملک ناصر نے امیر ابن سلار اور ابن شنکیر پر اظہار غضب کیا اور وہ علامت سے رُک گیا اور قلعہ کو بند کر کے اس میں قلعہ بند ہو گیا اور دونوں امیر اپنے اپنے گھروں کے ہو رہے' اور امراء کی ایک جماعت نے ان دونوں پر اتفاق کیا اور قلعہ کا محاصرہ کر لیا گیا' اور بڑا فساد شروع ہو گیا' اور بازار بند ہو گئے۔ پھر انہوں نے سلطان سے مراسلت کی اور حالات ٹھیک ہو گئے' اور شرور' خرابی اور تنافر قلوب پر ٹھہر گئے اور دونوں امیر پہلے سے بھی بڑھ کر طاقتور ہو گئے اور سلطان سوار ہوا اور فساد پر صلح ہو گئی اور محرم

میں تاتاریوں اور اہل کیلان کے درمیان جنگ ہوئی' اور اس کی وجہ یہ ہوئی کہ شاہ تاتار نے ان سے مطالبہ کیا کہ وہ اپنے ملک میں اس کی فوج کے لئے راستہ بنائیں' انہوں نے اس بات سے انکار کیا تو شاہ تاتار خربندا نے ایک بہت بڑی فوج جو ساٹھ ہزار جانبازوں پر مشتمل تھی روانہ کی جن میں چالیس ہزار قطلو شاہ کے ساتھ تھے اور بیس ہزار بوبان کے ساتھ تھے۔ پس اہل کیلان نے ان کو مہلت دی حتی کہ وہ ان کے ملک کے وسط میں آ گئے پھر انہوں نے سمندر کی خلیج کو ان پر چھوڑ دیا اور ان پر چرول چھینکا اور ان میں سے بہت سے لوگ غرق ہو گئے' اور دوسرے جل گئے اور قتل ہونے والوں میں تاتاریوں کا امیر کبیر قطلو شاہ بھی شامل تھا' سو اہل کیلان پر خربندا کا غضب بڑھ گیا' لیکن وہ قطلو شاہ کے قتل سے خوش ہوا' بلاشبہ وہ خربندا کے قتل کا خواہاں تھا' پس اس کے معاملے نے اُسے ان سے بے نیاز کر دیا' پھر اس کے بعد بولای قتل ہو گیا' پھر شاہ تاتار نے شیخ براق کو جو شام آیا تھا اور قبل ازیں اہل کیلان کی طرف آیا تھا' بھیجا کہ وہ انہیں اس کی طرف سے پیغام پہنچا دے' تو انہوں نے اُسے قتل کر دیا' اور لوگوں کو اس سے راحت دی' اور ان کا ملک مضبوط ترین اور بہترین ممالک میں سے تھا' جس کی طاقت نہیں رکھی جا سکتی' اور وہ اہل سنت تھے اور ان کی اکثریت حنابلہ تھی' کوئی بدعتی ان کے درمیان رہنے کی طاقت نہیں رکھتا تھا۔

اور ۱۴ر صفر کے روز قاضی القضاۃ بدرالدین بن جماعۃ نے شیخ تقی الدین ابن تیمیہ سے قلعہ جبل کے دارالاوحدی میں ملاقات کی اور دونوں کے درمیان طویل گفتگو ہوئی' پھر نماز سے پہلے دونوں علیحدہ ہو گئے اور شیخ تقی الدین قید خانے سے عدم خروج کا پختہ ارادہ کیے ہوئے تھا' اور جب ۲۳ر ربیع الاوّل کا جمعہ آیا تو امیر حسام الدین مہنا بن عیسیٰ شاہِ عرب خود قید خانے کی طرف آیا اور اس نے شیخ تقی الدین کو قسم دی کہ وہ ضرور باہر نکل کر اس کے پاس آئیں اور جب وہ باہر نکلے تو اس نے آپ کو قسم دی کہ آپ اس کے ساتھ سلار کے گھر آئیں۔ پس سلار کے گھر میں بعض فقہاء نے آپ سے ملاقات کی۔ اور ان کے درمیان بہت سی بحثیں ہوئیں' پھر نماز کے لئے الگ ہو گئے' پھر انہوں نے مغرب تک ملاقات کی اور شیخ تقی الدین نے سلار کے ہاں رات بسر کی' پھر وہ اتوار کے روز سلطان کے حکم سے سارا دن اکٹھے رہے اور قضاۃ میں سے کوئی شخص حاضر نہ ہوا' بلکہ فقہاء میں سے بھی لوگ اکٹھے ہو گئے جو پورے دن سے زیادہ تھے۔ جن میں فقیہ نجم الدین بن رفع' علاؤ الدین التاجی' فخر الدین بن بنت ابی سعد' عز الدین النمراوی' شمس الدین بن عدنان اور فقہاء کی ایک جماعت شامل تھی' اور انہوں نے قضاۃ کو طلب کیا تو انہوں نے عذرات پیش کیے' پھر بعض نے بیماری کا عذر کیا اور بعض نے کوئی اور عذر کیا' اس لیے کہ انہیں علم تھا کہ ابن تیمیہ علوم وادلہ پر حاوی تھے اور حاضرین میں سے کوئی شخص اس کی طاقت نہ رکھتا تھا' پس نائب السلطنت نے ان کے عذر کو قبول کر لیا' اور انہیں حاضر ہونے کا مکلّف نہ کیا۔ حالانکہ اس سے قبل سلطان نے ان کے حاضر ہونے یا مجلس کی خیریت کے ساتھ الگ ہونے کا حکم دیا تھا اور شیخ نے نائب السلطنت کے پاس رات گزاری' اور امیر حسام الدین مہنا آیا اور وہ چاہتا تھا کہ شیخ تقی الدین اس کے ساتھ دمشق جائیں اور سلار نے مشورہ دیا کہ شیخ مصر میں اس کے پاس قیام کریں تاکہ لوگ آپ کے علم وفضل کو دیکھیں اور آپ سے فائدہ حاصل کریں اور آپ سے اشتغال کریں اور شیخ نے شام کی طرف ایک خط لکھا جو ان امور پر مشتمل تھا جو آپ کے ساتھ واقع ہوئے تھے۔

البرزالی نے بیان کیا ہے کہ اس سال کے شوال میں قاہرہ میں صوفیہ میں شیخ تقی الدین کے خلاف شکایت کی اور آپ سے

ابن عربی وغیرہ کے بارے میں حکومت کے پاس گفتگو کی' پس انہوں نے یہ معاملہ قاضی شافعی کی طرف لوٹا دیا تو اس نے آپ کے لیے مجلس منعقد کی اور ابن عطاء نے کچھ باتوں کا آپ پر دعویٰ کیا مگر ان میں سے کوئی بات آپ پر ثابت نہ ہوئی' لیکن آپ نے کہا کہ استغاثہ صرف اللہ سے کیا جا سکتا ہے اور حضرت نبی کریم ﷺ سے استغاثہ کسی مفہوم میں نہیں کیا جا سکتا' لیکن آپ کے ذریعے اللہ کے حضور توسل اور سفارش کی جا سکتی ہے۔ ❶

حاضرین میں سے ایک شخص نے کہا اس بارے میں آپ پر کوئی چیز واجب نہیں ہوئی' اور قاضی بدرالدین بن جماعۃ کی رائے تھی کہ اس میں ادب کی کمی پائی جاتی ہے' پس قاضی کو ایک خط پیش کیا گیا کہ وہ شریعت کے مطابق آپ سے سلوک کرے' قاضی نے کہا اس جیسے شخص کو جو کچھ کہا جا سکتا ہے وہ میں نے کہہ دیا ہے' پھر حکومت نے آپ کو کچھ باتوں کے درمیان اختیار دیا کہ آپ کچھ شروط کے ساتھ دمشق یا اسکندریہ چلے جائیں یا قید میں رہیں' تو آپ نے قید کو اختیار کیا اور ایک جماعت سفر دمشق میں آپ کے پاس ان شروط کی پابندی کرتے ہوئے آئی جو آپ پر عائد کی گئی تھیں' اور آپ کے اصحاب نے جواب دیا کہ انہوں نے اپنے دلوں پر جبر کر کے اس بات کو اختیار کیا ہے۔ پس ۱۸ ر شوال کو آپ ڈاک کے گھوڑے پر سوار ہوئے' پھر انہوں نے دوسرے دن آپ کے پیچھے ایک اور ایلچی بھیجا' اور وہ آپ کو واپس لائے' اور آپ قاضی القضاۃ ابن جماعۃ کے پاس حاضر ہوئے اور ان کے پاس فقہاء کی ایک جماعت بھی تھی' اور ایک نے آپ سے کہا کہ حکومت صرف قید سے راضی ہوتی ہے۔ قاضی نے کہا اس میں آپ کا مفاد ہے' اور اس نے شمس الدین تونسی مالکی کو نائب مقرر کیا اور اُسے حکم دیا کہ وہ آپ کے متعلق قید کا فیصلہ کرے۔ تو اس نے انکار کیا اور کہا آپ پر کوئی چیز ثابت نہیں ہوئی اور اس نے نورالدین الزواوی مالکی کو حکم دیا تو وہ حیران رہ گیا اور جب شیخ نے آپ کے قید کرنے کے بارے میں ان کا توقف دیکھا تو آپ نے فرمایا میں قید خانے کی طرف جاؤں گا اور مصلحت کے تقاضے کی اتباع کروں گا' نورالدین الزواوی نے کہا' آپ ایسی جگہ ہوں جو آپ جیسے شخص کے مناسب ہو تو اُسے بتایا گیا کہ حکومت صرف اس چیز سے راضی ہوگی' جس کا نام قید خانہ ہوگا' پس آپ کو قضاۃ کے قید خانے کی طرف بھیج دیا گیا' جو اس جگہ تھا جس میں تقی الدین ابن بنت الاعزاس وقت سے رہ رہے تھے جب انہیں قید کیا گیا تھا' اور اس نے آپ کو اجازت دی کہ آپ کے پاس آپ کا خدمتگار بھی رہ سکتا ہے' اور یہ سب کچھ نصر المنبجی کی وجہ سے تھا' کیونکہ اسے حکومت میں وجاہت حاصل تھی' بلاشبہ وہ الجاشنکیر کی عقل پر حاوی ہو چکا تھا' جو بعد میں بادشاہ بنا اور دیگر حکومت کے آدمیوں پر بھی حاوی ہو چکا تھا' اور اس کی موجودگی میں مقہور تھا اور شیخ مسلسل قید خانے میں رہے اور آپ سے استفتاء کیا جاتا اور لوگ آپ کے پاس جاتے اور آپ کی زیارت کرتے اور آپ کے پاس مشکل فتاویٰ آتے' جن کے جواب کی امراء اعیان فقہاء سکت نہ رکھتے' اور آپ کتاب وسنت سے ان کا ایسا جواب لکھتے جو عقلوں کو دنگ کر دیتا' پھر اس کے بعد الصالحیہ میں شیخ کے لیے مجلس منعقد کی گئی' اور شیخ قاہرہ میں ابن شقیر کے گھر اترے اور لوگ دن رات آپ کے پاس اجتماع کیے رہے۔

اور ۶ ر رجب کو شیخ کمال الدین بن زملکانی نے' متوفی یوسف عجمی کے عوض شفا خانے کے رجسٹر کی نگہداشت کا کام سنبھالا اور

---

❶ ابن تیمیہ کی کتب اور آپ کی سوانح میں جو ابن ہادی نے لکھے ہیں یہ بات مشہور ہے کہ آپ اسے جائز قرار نہیں دیتے۔

وہ مدت سے دمشق میں محتسب تھا' اور اس سے چھ ماہ قبل نجم الدین بن البصراوی نے اُسے اس سے لے لیا' اور عجمی امانت سے موصوف تھا' اور ۱۵؍ شعبان کی رات کی نماز کو اس کے بدعت ہونے کی وجہ سے چھوڑ دیا گیا۔ اور جامع کو رذیل اور کمینے لوگوں سے محفوظ کر دیا گیا اور اس سے بہت بھلائی حاصل ہوئی۔

اور رمضان میں صدر نجم الدین البصراوی آیا اور شمس الدین الخطیری کی بجائے' اس کے پاس خزانہ کی نگہداشت کا حکم تھا' علاوہ ازیں اس کے پاس جانچ پڑتال کا کام بھی تھا اور رمضان کے آخر میں شدید بارش ہوئی' اور لوگوں پر مدت سے بارش نہیں ہوئی تھی' پس وہ اس سے خوش ہو گئے اور نرخ سستے ہو گئے اور بارش کی کثرت کے باعث لوگ عیدگاہ تک نہ جا سکے اور انہوں نے جامع میں نماز پڑھی۔ اور نائب السلطنت نے آ کر حجرے میں نماز پڑھی اور محمل نکلا اور اس سال امیر حج سیف الدین بلبان البدری التتری تھا اور اس سال قاضی شرف الدین البارزی نے حماۃ سے حج کیا اور ذوالحجہ میں الظاہریہ کے نزدیک بڑی آگ لگی جس کا آغاز اس چولہے سے ہوا جو اس کے سامنے تھا جسے فرن العویۃ کہا جاتا تھا' پھر اللہ تعالیٰ نے مہربانی فرمائی اور اس کے شر اور شرر سے بچا لیا۔

میں کہتا ہوں' اس سال ہم والد کی وفات کے بعد بصریٰ سے دمشق آئے اور سب سے پہلے ہم نے درب مسعود میں رہائش اختیار کی جسے درب ابن ابی الہیجا کہا جاتا ہے اور وہ صاغہ عتیقہ میں طورین کے پاس ہے اور ہم اللہ تعالیٰ سے حسن خاتمہ کی دعا کرتے ہیں۔ آمین۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

امیر رکن الدین بیبرس:

العجمی الصالحی' جو الجالق کے نام سے مشہور ہیں اور آپ ملک صالح نجم الدین ایوب کے زمانے میں الجمداریہ کے سردار تھے' اور ملک الظاہر نے آپ کو امیر بنایا اور آپ اکابرین حکومت میں سے بہت مالدار تھے' آپ نے رملہ میں وفات پائی' کیونکہ وہ نصف جمادی الاولیٰ میں آپ کی جاگیر کا حصہ تھا اور آپ کو قدس منتقل کر کے وہاں دفن کیا گیا۔

شیخ صالح احمدی رفاعی:

شیخ المنیع' جب تاتاری دمشق آئے تو وہ آپ کی عزت کرتے تھے' اور جب تاتاریوں کا نائب قطلو شاہ آیا تو وہ آپ کے ہاں اترا' اور آپ ہی نے محل میں شیخ تقی الدین بن تیمیہ سے کہا کہ تاتاریوں کے ہاں ہماری حالت محتاج کی ہے اور شرع کے ہاں ایسی نہیں۔

۸۰۷ھ

اس سال کا آغاز ہوا تو حکام وہی تھے جن کا ذکر اس سے پہلے سال میں ہو چکا ہے' اور شیخ تقی الدین کو قید خانے سے نکال دیا گیا' اور لوگ' ملاقات' تعلیم اور استفتاء وغیرہ کے لیے ہمیشہ آپ کے ساتھ رہتے تھے' اور ربیع الاوّل کے آغاز میں امیر نجم الدین خضر بن ملک الظاہر کو چھوڑ دیا گیا اور قلعے سے نکال دیا گیا اور اس نے قاہرہ میں افرم کے گھر میں سکونت اختیار کر لی' پھر اس سال کی ۵؍

رجب واس کی وفات ہوگئی اور جمادی الاولیٰ کے آخر میں کچہری کی نگہداشت کا کام ابن زملکانی کی بجائے' ملک الامراء زین الدین الشریف ابن عدنان نے سنبھال لیا' پھر ابن الخطیری کی بجائے اسے جامع کی نگہداشت کا کام بھی دے دیا گیا' اور نجم الدین بن الدمشقی نے نجم الدین بن ہلال کی بجائے تیموں کی نگرانی کا کام سنبھال لیا اور رمضان میں الصاحب امین الدین الرفاقی کو دمشق کی کچہریوں کی نگہداشت سے معزول کر دیا گیا اور وہ مصر کی طرف سفر کر گیا۔

اور اس سال کمال الدین ابن الشریشی نے اپنے آپ کو وکالت بیت المال سے معزول کر دیا اور معزول رہنے کا پختہ ارادہ کر لیا اور آپ کی واپسی کی پیشکش کی گئی مگر آپ نے اسے قبول نہ کیا اور جب منتظمین کو خلعت دیئے گئے تو آپ کے پاس خلعت لایا گیا مگر آپ نے اسے نہ پہنا اور آپ آئندہ سال کے عاشوراء تک مسلسل معزول رہے' پس آپ کو نیا حکم دیا گیا اور نئی حکومت میں آپ کو خلعت دیا گیا۔

اور اس سال ملک الناصر محمد بن قلادون دیارِ مصر سے حج کے ارادے سے گیا' یہ ۲۶ رمضان کا واقعہ ہے اور امراء کی ایک جماعت اس کے الوداع کے لیے اس کے ساتھ نکلی تو اس نے انہیں واپس کر دیا اور جب وہ الکرک سے گزرا تو وہ اس کی طرف واپس ہوگیا' اور اس کے لیے پل بنایا گیا اور جب وہ اس کے وسط میں گیا تو اُسے توڑ دیا گیا' اور جو لوگ اس کے آگے تھے وہ بچ گئے اور گھوڑے نے اس کے ساتھ چھلانگ لگائی اور وہ بچ گیا۔ اور جو لوگ اس کے پیچھے تھے وہ گر پڑے اور وہ پچاس آدمی تھے' اور ان میں سے چار آدمی مر گئے اور ان کی اکثریت اس وادی میں کمزور ہوگئی جو پل کے نیچے تھی اور الکرک کا نائب امیر جمال الدین آقوش شرمندہ ہوکر رہ گیا کہ سلطان اس بات کے متعلق خیال کرے گا کہ اسے قصداً کیا گیا ہے اور اس نے سلطان کی ایک ضیافت کی جس پر اس نے چودہ ہزار قرض لیا اور جو کچھ اس کے اور اس کے اصحاب کے ساتھ ماجرا ہوا' سلطان کے ان کے ساتھ اشتغال کی وجہ سے اُسے کوئی موقع نہیں ملا' پھر اس نے نائب کو خلعت دیا اور اُسے مصر کی طرف واپس جانے کا حکم دیا تو وہ سفر کر گیا اور سلطان صرف الکرک میں مملکت کی تدبیر کرنے لگا اور اس نے دارالعدل میں حاضر ہوکر خود امور کو نپٹایا' اور مصر سے اس کی بیوی اس کے پاس آئی اور اس نے اس سے بیان کیا کہ وہ کسی تنگ حالی اور اخراجات کی قلت میں مبتلا ہیں۔

ملک مظفر رکن الدین بیبرس الجاشنکیر کی سلطنت کا ذکر ابن تیمیہ کے دشمن شیخ المنبجی سے:

جب ملک ناصر الکرک میں ٹک گیا اور اس نے وہاں اقامت اختیار کرنے کا عزم کیا تو اس نے دیارِ مصر کی طرف خط لکھا۔ جس کا مضمون یہ تھا کہ وہ مملکت سے اپنے آپ کو معزول کرنا چاہتا ہے اور اس نے قضاۃ مصر کو موکد طور پر یہ بات کہی' پھر وہ قضاۃ شام کے پاس گیا اور ۲۳ شوال کو ہفتے کے روز عصر کے بعد امیر رکن الدین بیبرس الجاشنکیر کی' امیر سیف الدین سلار کے گھر بیعت سلطنت ہوئی۔ جہاں پر حکومت کے بڑے بڑے امراء اور دوسرے لوگ جمع ہوئے تھے اور انہوں نے اس کی بیعت کی اور اُسے ملک مظفر کا خطاب دیا اور وہ قلعہ کی طرف گیا اور وہ اس کے آگے آگے چلے اور وہ قلعہ میں تخت حکومت پر بیٹھا اور خوشی کے شادیانے بجے' اور ایلچی اس خبر کو دوسرے شہروں میں لے کر روانہ ہوگئے' اور ذوالقعدہ کے آغاز میں امیر عزالدین بغدادی دمشق آیا' اور اس نے قصر ابلق میں نائب السلطنت' قضاۃ' امراء اور اعیان سے ملاقات کی اور اس نے انہیں اہل مصر کے نام ناصر کا خط سنایا کہ وہ حکومت سے

دستکش ہو گیا اور اس سے منہ موڑ لیا ہے اور قضاۃ نے اس کا اثبات کیا اور حنبلی نے اس کے اثبات سے انکار کیا اور کہا' کوئی شخص مرضی سے حکومت نہیں چھوڑتا اور اگر وہ مجبور نہ ہوتا تو وہ اسے نہ چھوڑتا' پس وہ معزول ہو گیا اور کسی دوسرے کو بادشاہ بنایا گیا' اور اس نے انہیں ملک مظفر کے لیے قسم دی' اور قلعہ پر علامت لکھی گئی اور اس کے القاب مملکت کے محلات پر لکھے گئے اور خوشی کے شادیانے بجے اور شہر کو آراستہ کیا گیا اور جب محل میں امراء کو ملک ناصر کا خط سنایا گیا تو اس میں لکھا تھا میں دس سال لوگوں کے ساتھ رہا ہوں' پھر میں نے الکرک میں قیام کو پسند کیا ہے اور امراء کی جماعت بتکلف گریہ کناں ہوئی اور انہوں نے مجبوروں کی طرح بیعت کی اور امیر رکن الدین بیبرس الجاشنکیر کی جگہ امیر سیف الدین بن علی نے اور ترغلی کی جگہ سیف الدین بخاص اور بخاص کی جگہ امیر جمال الدین آقوش نے سنبھالی جو الکرک کا نائب تھا' اور دمشق وغیرہ میں جمعہ کے روز منابر پر مظفر کا خطبہ دیا گیا۔ اور نائب السلطنت افرم اور قضاۃ بھی حاضر ہوئے' اور ۱۹/ ذوالقعدہ کو نائب السلطنت کا حکم اور خلعت آئے' اور نائب کے حکم کو سیکرٹری قاضی محی الدین بن فضل اللہ نے امراء کی موجودگی میں محل میں پڑھا اور وہ سب خلعت پہنے ہوئے تھے' اور مظفر سیاہ خلیفیہ خلعت اور گول عمامہ پہن کر سوار ہوا' اور حکومت کے کارندے ۷/ ذوالقعدہ کو اس کے آگے آگے خلعت پہنے ہوئے تھے' اور الصاحب ضیاء الدین النسائی' خلیفہ کی جانب سلطان کا حکم نامہ ایک سیاہ اطلس کی تھیلی میں اٹھائے ہوئے تھا' اور اس کے شروع میں لکھا تھا: انہ من سلیمان و انہ بسم اللہ الرحمن الرحیم. بیان کیا جاتا ہے کہ اس نے قاہرہ میں تقریباً ۱۲۰۰ خلعت دیئے اور وہ جمعہ کا دن تھا' اور وہ خود تھوڑے دن ہی خوش رہا اور یہی حال اس کے شیخ المنبجی کا تھا' پھر اللہ تعالیٰ نے جلد ہی ان کی آسودگی کا خاتمہ کر دیا۔

اور اس سال ابن جماعۃ نے قلعہ میں خطبہ دیا اور شیخ علاء الدین قونوی نے الشریفیہ کی تدریس کا کام سنبھال لیا۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

الشیخ الصالح عثمان الحلبونی:

آپ اصلاً صعید مصر کے ہیں اور مدت تک آپ نے حلبون اور اس کے نواح کی دیگر بستیوں میں قیام کیا اور مدت تک بغیر کھائے ٹھہرے رہے اور مریدوں کی ایک جماعت نے آپ پر اتفاق کیا اور آخر محرم میں آپ نے برارہ بستی میں وفات پائی اور وہیں دفن ہوئے' اور آپ کے جنازہ میں نائب شام' قضاۃ اور اعیان کی ایک جماعت شامل ہوئی۔

شیخ صالح:

ابوالحسن علی بن محمد بن کثیر الحرانی الحنبلی امام مسجد عطیہ' جو ابن المقری کے نام سے مشہور ہے' آپ نے حدیث کی روایت کی اور آپ حنابلہ کے مدارس میں فقیہ تھے۔ اور ۶۳۴ھ میں حران میں پیدا ہوئے اور رمضان کے آخری عشرہ میں دمشق میں فوت ہوئے' اور قاسیون کے دامن میں دفن ہوئے اور آپ سے قبل شیخ زین الدین حرانی نے غزہ میں وفات پائی اور دمشق میں آپ کی تعزیت ہوئی۔

سید شریف زین الدین:

ابوعلی الحسن بن محمد بن عدنان الحسینی‘ نقیب الاشراف‘ آپ یگانہ فاضل اور شیخ متکلم تھے اور اعتزال کے طریق کو جانتے تھے اور امامیہ سے مباحثات کرتے تھے اور اس پر قضاۃ وغیرہ کی موجودگی میں مناظرات کرتے تھے۔ اور آپ نے اپنی وفات سے تھوڑا عرصہ قبل جامع اور دیوان افرم کی نگہداشت کا کام سنبھالا اور ۵/ ذوالقعدہ کو ۵۵ سال کی عمر میں وفات پا گئے اور باب الصغیر میں ان کے قبرستان میں دفن ہوئے۔

الشیخ الجلیل ظہیر الدین:

ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ بن ابی الفضل بن منعۃ البغدادی‘ عفیف الدین منصور بن منعۃ کے بعد مکہ کے حرم شریف کے شیخ‘ آپ نے حدیث کا سماع کیا اور طویل مدت بغداد میں قیام کیا‘ پھر اپنے چچا کی وفات کے بعد مکہ چلے گئے اور وفات تک حرم کی مشیخت سنبھالے رکھی۔

۷۰۹ھ

اس سال کا آغاز ہوا تو خلیفہ وقت المستکفی امیر المؤمنین ابن الحاکم بامر اللہ العباسی‘ اور سلطان البلاد ملک مظفر رکن الدین بیبرس الجاشنکیر تھا اور مصر میں اس کا نائب سیف الدین سلار اور شام میں آقوش الافرم تھا‘ اور مصر وشام کے قضاۃ وہی تھے‘ جن کا ذکر اس سے پہلے سال میں ہو چکا ہے اور صفر کی آخری رات‘ شیخ تقی الدین ابن تیمیہ‘ امیر مقدم کے ساتھ قاہرہ سے اسکندریہ آئے‘ پس اس نے آپ کو سلطان کے گھر داخل کیا اور اس نے آپ کو اس کے ایک گنبد میں اتارا جو وسیع کونوں والا تھا‘ اور لوگ آپ کے پاس آتے تھے اور بقیہ علوم میں اشتغال کرتے تھے‘ پھر اس کے بعد آپ جمعہ میں حاضر ہوتے تھے اور حسب عادت جامع میں مقررہ جگہوں پر مجالس منعقد کرتے تھے‘ اور آپ اتوار کے روز اسکندریہ آئے اور دس دن کے بعد آپ کی اطلاع دمشق آئی جس سے آپ کو تکلیف ہوئی اور وہ آپ کے متعلق الجاشنکیر اور اس کے شیخ المنبجی کی مصیبت سے ڈر گئے‘ پس آپ کے لئے دعا زیادہ ہونے لگی‘ اس لیے کہ آپ کے اصحاب میں سے کسی کے لئے انہوں نے ممکن نہ رہنے دیا کہ وہ آپ کے ساتھ اسکندریہ جائے‘ سو آپ کے لئے دل تنگ ہو گئے اور یہ اس وجہ سے تھا کہ آپ کا دشمن نصر المنبجی آپ پر قابو پالے گا‘ اور آپ کے ساتھ اس کی عداوت کا سبب یہ تھا کہ شیخ تقی الدین‘ الجاشنکیر اور اس کے شیخ نصر المنبجی کے لئے لیتے تھے اور کہتے تھے اس کا زمانہ ختم ہو چکا ہے اور اس کی ریاست ختم ہوگئی ہے اور اس کی مدت کا خاتمہ قریب آ گیا ہے اور ان دونوں اور ابن عربی اور ان کے اتباع کے بارے میں اعتراضات کرتے تھے‘ اور انہوں نے چاہا کہ وہ آپ کو جلاوطن کی طرح اسکندریہ لے جائیں‘ شائد اسکندریہ کا کوئی شخص جراءت کر کے اسے دھوکے سے قتل کر دے‘ مگر اس بات نے لوگوں کو آپ کی محبت‘ قرب‘ انتفاع اور مہربانی اور آپ کی عزت میں زیادہ کر دیا اور آپ کے بھائی کا خط آیا جس میں اس نے بیان کیا کہ شریف بھائی محفوظ سرحد میں پڑاؤ کے ارادے سے اترا ہے‘ اور اللہ کے دشمن اس وجہ سے کئی سازشیں کر رہے ہیں‘ اور وہ اسلام اور اہل اسلام سے بھی سازش کر رہے ہیں اور یہ بات ہمارے لیے عزت کا باعث ہوگی اور انہوں نے خیال کیا کہ یہ بات شیخ کی ہلاکت تک پہنچا دے گی‘ پس ان کے پوشیدہ مقاصد ان پر الٹ پڑے‘ اور وہ من کل الوجوہ الٹ ہو گئے اور وہ صبح وشام اور

ہمیشہ اللہ تعالیٰ اور عارف بندوں کے نزدیک سیاہ رُو' حسرتوں کے مارے ہوئے اور اپنے کیے پر نادم رہے اور تمام اہل سرحد بھائی کی طرف پلٹ آئے اور آپ کی عزت کرنے لگے۔ اور وہ ہر وقت کتاب اللہ اور سنت رسولؐ کو پھیلانے لگے۔ جس سے مومنین کی آنکھیں ٹھنڈی ہو گئیں اور یہ دشمنوں کے گلے کی ہڈی ہے۔

اتفاق سے آپ نے اسکندریہ ایک ابلیس دیکھا' جس نے وہاں انڈے بچے دیئے اور السبعینیۃ اور العربیہ فرقوں کو گمراہ کیا پس آپ کی آمد سے اللہ تعالیٰ نے ان کی جمعیت کو پریشان کر دیا اور ان کی جمعیت مختلف سمتوں میں پراگندہ ہو گئی۔ اور اس نے ان کی پردہ دری کی اور ان کو رسوا کیا اور ان میں سے بہت سے لوگوں نے توبہ کی اور ان کے ایک رئیس نے توبہ کی اور عام مومنین اور ان کے خواص کے پاس ایک امیر' قاضی' فقیہ' مفتی' شیخ اور مجتہدین کی ایک جماعت شیخ کی محبت وتعظیم اور آپ کے کلام کو قبول کرنے اور آپ کے امر و نہی کرنے کی وجہ سے ٹھہر گئی' پس خدا کا بول' اللہ اور اس کے رسول کے دشمنوں پر بالا ہو گیا۔ اور انہوں نے لوگوں کے مجمعوں میں ان کے خاص نام لے کر ان پر اعلانیہ اور پوشیدہ اور ظاہری اور باطنی طور پر لعنت کی اور اس بات نے نصر المنبجی کو پریشان کر دیا اور اس پر ایسی ذلت اور خوف نازل ہوا جسے بیان نہیں کیا جا سکتا اور اس نے بہت سی باتیں بیان کیں۔

حاصل کلام یہ کہ شیخ تقی الدین اسکندریہ کی سرحد پر آٹھ ماہ ایک شاندار' خوب صورت اور وسیع گنبد میں رہے۔ جس کی دو کھڑکیاں تھیں' ایک سمندر کی طرف تھی اور دوسری شہر کی طرف تھی اور جو جاہتا تھا آپ کے پاس آتا تھا اور اکابر' اعیان اور فقہاء آپ کے پاس آتے تھے' اور آپ کو سناتے تھے اور آپ سے استفادہ کرتے تھے' اور آپ بہت خوش عیش اور خوش دل تھے۔

اور ربیع الاول کے آخر میں کمال الدین بن زملکانی کو ابن تیمیہ کی طرف منسوب ہونے کی وجہ سے المنبجی کے مشورہ سے شفا خانے کی نگہداشت سے معزول کر دیا گیا اور شمس الدین عبدالقدیر بن الخطیر ی نے اُسے سنبھال لیا اور ۳ ربیع الآخر کو منگل کے روز مصر کے حنابلہ کی قضاء شیخ امام حافظ سعد الدین ابو محمود مسعود بن احمد بن مسعود بن زین الدین الحارثی مصر کے شیخ الحدیث نے قاضی شرف الدین ابی محمد عبدالغنی بن یحییٰ بن محمد بن عبداللہ بن نصر بن ابی بکر حرانی کی وفات کے بعد سنبھال لی' اور جمادی الاولیٰ میں سلطان مظفر کے شاہی احکام ساحلی علاقوں کی طرف گئے جن میں شراب کے ابطال اور شراب فروشوں کی دکانوں کو برباد کرنے اور ان کے مالکوں کو جلا وطن کرنے کا حکم تھا' پس اس نے ایسے ہی کیا جس سے لوگوں کو بہت خوشی ہوئی اور جمادی الآخرۃ کے آغاز میں ایلچی' دمشق کے حنابلہ کی قضا کو تقی سلیمان بن حمزہ کی بجائے' شیخ شہاب الدین احمد بن شریف الدین حسن بن الحافظ جمال الدین ابی موسیٰ عبداللہ بن الحافظ عبدالغنی المقدسی کے سپرد کرنے کا حکم لے کر پہنچا' کیونکہ تقی سلیمان نے ملک ناصر کے حکومت سے دستکش ہونے پر اعتراض کیا تھا اور یہ کہ وہ اس سے مجبوراً دستکش ہوا ہے اور وہ مختار نہیں ہے اور اس نے جو بات کہی ہے درست کہی ہے اور ۲۰ رجمادی الآخرۃ کو ایلچی' الرستمی کی بجائے امیر سیف الدین بکتمر الحاجب کے کچہری کے منتظم ہونے کا حکم لے کر آیا مگر وہ نہ مانا' اور خزانہ کی نگہداشت کا حکم امیر عزالدین احمد بن زین الدین محمد بن احمد بن محمود جو ابن القلانسی کے نام سے مشہور ہے کے لیے لے کر آیا' پس وہ دونوں سے ملا اور اس نے شہر کے محتسب البصر اوی کو اس سے معزول کر دیا۔

اور اس مہینے میں قاضی القضاۃ ابن جماعۃ نے قاہرہ میں سعید السعداء کی مشیخت سنبھالی' کیونکہ صوفیہ نے اُسے طلب کیا تھا' اور

وہ آپ سے جمعہ میں ایک باران کے پاس حاضر ہونے سے راضی ہو گئے' اور شیخ کریم الدین الا یکی کو اس سے معزول کر دیا' اس لیے کہ اس نے اس سے گواہوں کو الگ کر دیا تھا' اور انہوں نے اس پر حملہ کر دیا اور انہوں نے اس کے بارے میں ایسی باتیں لکھیں جو دین میں قدح کرنے والی تھیں' پس اس نے اُسے اس سے ہٹ جانے کا حکم دیا اور اس سے وہ سلوک کیا جو وہ لوگوں سے کرتا تھا اور ان میں سے ایک بات یہ بھی تھی کہ وہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ کے خلاف کھڑا ہوتا تھا اور اپنی جہالت اور کمیٔ تقویٰ کے باوجود ان پر افتراء کرتا تھا' پس اللہ نے آپ کے اصحاب اور دوستوں کے ہاتھوں اُسے رسوائی کی پوری جزاء دی۔

اور ماہِ رجب میں دمشق میں بہت خوف پیدا ہوا اور لوگ بیرون شہر سے اندرون شہر منتقل ہو گئے اور اس کا سبب یہ ہوا کہ سلطان ملک ناصر محمد بن قلادون الکرک سے اس ارادے سے دمشق آیا کہ وہ دوبارہ حکومت کو حاصل کرے اور امراء کی ایک جماعت نے اس کی مدد کی اور خفیہ طور پر اس سے خط و کتابت کی اور اُسے نصیحت کی اور مصری امراء کی ایک جماعت جلدی اس کے پاس آئی اور لوگوں نے نائب دمشق افرم کے قاہرہ کی طرف سفر کرنے کی بات کی اور یہ کہ وہ جم غفیر کے ساتھ سفر کرے گا' پس لوگ مضطرب ہو گئے اور دن کے بلند ہو جانے تک شہر کے دروازے نہ کھولے گئے اور حالات خراب ہو گئے۔ پس قضاۃ اور بہت سے امراء محل میں اکٹھے ہوئے اور انہوں نے ازسرنو ملک مظفر کی بیعت کی اور ہفتے کے دن کے آخری حصے میں عصر کے بعد شہر کے دروازے بند کر دیئے گئے اور لوگوں نے باب النصر پر اژدھام کیا اور انہیں بڑی کوفت ہوئی اور شہر بستیوں کے باشندوں سے تنگ ہو گیا اور شہروں میں بہت سے لوگ ہو گئے اور ایلچی ملک ناصر کے الخمان پہنچ جانے کی خبر لے کر آیا جس سے نائب شام پریشان ہو گیا' اور اس نے ظاہر کیا کہ وہ اس سے جنگ کرنا چاہتا ہے اور اس نے اُسے شہر میں داخل ہونے سے روک دیا اور دو امیر رکن الدین بیبرس مجنون اور بیبرس العلمی جلدی سے اس کے پاس گئے اور امیر سیف الدین بکتمر حاجب الحجاب نے جا کر اُسے واپسی کا مشورہ دیا اور اُسے بتایا کہ وہ مصریوں سے جنگ کی طاقت نہیں رکھتا اور امیر سیف الدین بہادر نے بھی اُسے مل کر اسی قسم کا مشورہ دیا' پھر وہ ۵/ رجب کو منگل کے روز دمشق واپس آ گیا اور اس نے اطلاع دی کہ سلطان ملک ناصر الکرک کی طرف واپس آ گیا ہے' پس لوگ پرسکون ہو گئے۔ اور نائب السلطنت محل کی طرف واپس آ گیا اور کچھ لوگ اپنے مساکن کی طرف واپس آ کر وہاں ٹک گئے۔

ملک ناصر محمد بن ملک منصور قلادون کے حکومت کی طرف واپس آنے اور مظفر جاشنکیر بیبرس کی حکومت کے زوال پذیر ہونے اور اس کے اور اس کے شیخ المنبجی اتحادی حلولی کے بے یار و مددگار رہونے کا بیان:

جب ۱۳/ شعبان کی تاریخ آئی تو ملک ناصر کے دمشق آنے کی اطلاع آئی' پس دو امیر سیف الدین قطلوبک اور الحاج بہادر الکرک کی طرف اس کے پاس گئے اور اُسے دمشق آنے کی ترغیب دی اور نائب دمشق گھبرا گیا اور وہ اپنے اتباع کی ایک جماعت کے ساتھ ۱۶/ شعبان کو اونٹوں پر سوار ہوا' اور ابن صبح صاحب شقیف اربون بھی اس کے ساتھ تھا اور دمشق میں سلطنت کی شان و شوکت اور اس کے مناسب حال ڈیوٹیاں اور دستے اور ڈھول مہیا کیے گئے اور وہ الکرک سے بڑی شان کے ساتھ سوار ہوا اور افرم کی طرف امان کا پروانہ بھیجا اور مؤذنین نے ۱۷/ شعبان کی رات کو مینار پر اس کے لیے دعائیں کیں اور صبح بھی اس کے لیے دعاء ہوئی اور اس کے ذکر سے خوشی حاصل کی گئی اور لوگوں میں امان کا اعلان کر دیا گیا' نیز یہ کہ وہ اپنی دوکانوں کو کھولیں اور اپنے اوطان میں امن سے

رہیں اور لوگ آراستگی میں لگ گئے اور خوشی کے شادیانے بجے' اور منگل کی رات کو لوگ چھتوں پر سوئے تاکہ جب سلطان شہر میں داخل ہو تو وہ خوش ہوں اور قضاۃ' امراء اور اعیان اس کے استقبال کو باہر نکلے۔

اس کے کاتب ابن کثیر کا بیان ہے کہ میں بھی ان لوگوں میں شامل تھا جنہوں نے دن کے وسط میں منگل کے روز بڑی شان کے ساتھ اس کی آمد کو دیکھا اور عید گاہ کے پاس اس کے لیے فرش بچھائے گئے اور اس پر شاہانہ شوکت تھی اور اس کے گھوڑے کے پاؤں کے نیچے ریشمی کپڑے بچھائے گئے' اور جب وہ ایک ٹکڑے سے گزر جاتا تو اُسے پیچھے سے لپیٹ لیا جاتا اور خوش بختی اس کے سر پر تھی اور امرائے سلحداریہ اس کے دائیں بائیں اور آگے تھا' اور لوگ اس کے لیے دعائیں کر رہے تھے۔ اور بہت شور کر رہے تھے اور وہ جشن کا دن تھا۔ شیخ علم الدین البرزالی نے بیان کیا ہے کہ اس روز سلطان سفید عمامہ اور سرخ جوتا پہنے ہوئے تھا اور سلطان کے سر پر الحاج بہادر پردہ اٹھائے ہوئے تھا' اور وہ فراور فاخم کا سنہری خلعت پہنے ہوئے تھے' اور جب وہ قلعہ کے پاس پہنچا تو اس کے لیے پل بنایا گیا اور اس کا نائب امیر سیف الدین سنجری اس کی طرف گیا اور اس نے اس کے سامنے زمین کو چوما اور اس نے اُسے اشارہ کیا کہ میں اب یہاں نہیں اتروں گا اور وہ اپنے گھوڑے کو قصر ابلق کی طرف لے گیا اور امراء اس کے آگے آگے تھے۔ جمعہ کے روز اس کا خطبہ دیا گیا۔

اور اس ماہ کی ۲۲ر تاریخ کو ہفتے کے دن امیر جمال الدین آقوش الافرم نائب دمشق سلطان کا مطیع ہو کر پہنچا اور اس نے اس کے سامنے زمین کو بوسہ دیا اور سلطان اس کے لیے پیادہ ہو گیا اور اس کی عزت کی اور اُسے حسب دستور نیابت سنبھالنے کا حکم دیا اور افرم کے اس کی اطاعت کرنے کی وجہ سے لوگ خوش ہو گئے اور اسی طرح نائب حماۃ امیر سیف الدین قبجق اور امیر سیف الدین استدمر نائب طرابلس ۲۴ر شعبان کو سوموار کے روز پہنچے اور لوگ ان کے استقبال کو باہر نکلے اور سلطان نے ان دونوں کا استقبال افرم کی طرح کیا اور اس روز سلطان نے حنابلہ کی قضاء کے تقی الدین سلیمان کے پاس واپس جانے کا حکم دیا اور لوگوں نے اُسے مبارکباد دی اور وہ سلطان کے پاس محل میں آیا اور اُسے سلام کیا اور الجوزیہ کی طرف چلا گیا اور وہاں تین ماہ فیصلے کیے اور دوسرا جمعہ میدان میں پڑھا گیا اور سلطان اور قضاۃ اور امراء اور حکومت کے بڑے آدمی اور بہت سے عوام اس کے پہلو میں حاضر ہوئے اور اس روز امیر قراسنقر المنصوری نائب حلب' سلطان کے پاس پہنچا اور ۴ر رمضان کو جمعرات کے روز سلطان کا دربان عصر کے وقت نکلا اور اس کے ساتھ قضاۃ اور قراء بھی تھے اور ۵ر رمضان کو جمعہ میدان میں پڑھا گیا' پھر سلطان ۹ر رمضان کو منگل کے روز دمشق سے نکلا اور اس کے ساتھ ابن صصری' صدر الدین حنفی قاضیٔ فوج' خطیب جلال الدین شیخ کمال الدین بن زملکانی' مہریں لگانے والے فوج کا رجسٹر اور ساری شامی فوج بھی تھی' جو بقیہ شہروں اور صوبوں سے اس کے نائبین اور امراء کے ساتھ اس کے پاس اکٹھے ہوئے تھے' اور جب سلطان غزہ پہنچا تو بڑی شان وشوکت کے ساتھ اس میں داخل ہوا اور امیر سیف الدین بہادر' اور مصری امراء کی ایک جماعت نے اس کا استقبال کیا اور انہوں نے اُسے بتایا کہ ملک مظفر نے خود کو حکومت سے علیحدہ کر لیا ہے پھر متواتر امراء مصر سے سلطان کے پاس آئے اور اُسے اس کی اطلاع دی' پس شامیوں کے دل اس سے خوش ہو گئے اور خوشی کے شادیانے بجے اور ناصری کی صورت میں ایلچی کی آمد متاخر ہو گئی۔

اور اتفاق سے اس عید کے روز نائب خطیب تقی الدین الجزری جو المقصاتی کے نام سے مشہور ہے۔ حسب عادت جھنڈوں کے ساتھ عیدگاہ کی طرف گیا اور اس نے شہر میں شیخ مجد الدین تونسی کو نائب مقرر کیا' پس جب وہ عیدگاہ پہنچے تو انہوں نے عیدگاہ کے خطیب کو دیکھا کہ اس نے نماز شروع کر دی ہے' سو عیدگاہ کے صحن میں جھنڈوں کو نصب کر دیا گیا اور ان کے درمیان تقی الدین المقصاتی نے نماز پڑھائی' پھر خطبہ دیا اور اسی طرح ابن حسان نے عیدگاہ کے اندر کیا اور اس روز اس میں دو نمازیں اور دو خطبے ہوئے اور ہمارے علم کے مطابق ایسا کبھی نہیں ہوا۔

اور سلطان ملک ناصر اس سال عید الفطر کے دن کے آخر میں قلعہ جبل کی طرف آیا اور سلار کو حکم دیا کہ وہ الشوبک کی طرف سفر کر جائے۔ اور اس نے امیر سیف الدین بکتمر الجوکندار کو مصر میں نائب مقرر کیا جو صفد کا نائب تھا' اور شام میں امیر قراسنقر کو نائب مقرر کیا' یہ ۲۰ رشوال کا واقعہ ہے' اور اس کے دو دن بعد اس نے الصاحب فخر الدین خلیلی کو وزیر مقرر کیا اور قاضی فخر الدین کاتب الممالک نے بہاؤ الدین عبد اللہ بن احمد بن علی بن المظفر الحلی کے بعد جو ۱۰ رشوال کی شب جمعہ کو فوت ہو گئے تھے' مصر میں فوجوں کی نگہداشت کا کام سنبھالا۔ اور آپ مصر کے رؤساء اور اعیان کبار میں سے تھے اور آپ نے کچھ احادیث بھی روایت کی ہیں اور اس نے امیر جمال الدین آقوش الافرم کو صرخد کی نیابت کی طرف پھیر دیا اور امیر زین الدین کتبغا جو الجمداریہ منتظم گروہ کے ہیڈ اور سیف الدین اقجبا کی بجائے استادداری الاستاداریہ تھے' دمشق آئے اور حکومت بدل گئی اور اس نے عظیم کروٹ لی۔

شیخ علم الدین البرزالی نے بیان کیا ہے کہ جب سلطان عید الفطر کے روز مصر آیا اس کا صرف یہی کام تھا کہ وہ شیخ تقی الدین بن تیمیہ کو اسکندریہ سے اعزاز واکرام اور تعظیم کے ساتھ طلب کرے' پس وہ اپنے پہنچنے کے ایک یا دو دن بعد شوال کے دوسرے دن آپ کے پاس گیا اور شیخ تقی الدین اس مہینے کے آٹھویں دن سلطان کے پاس آئے اور شیخ کے ساتھ اسکندریہ سے بہت سے لوگ آپ کو الوداع کرنے کو نکلے' اور آپ نے جمعہ کے روز سلطان سے ملاقات کی اور اس نے آپ کی عزت کی اور آپ کا استقبال کیا اور وہ ایک بھری مجلس میں آپ کی طرف چل کر گیا۔ جس میں مصریوں اور شامیوں کے قضاۃ تھے اور اس نے آپ کے اور ان کے درمیان صلح کرا دی اور شیخ قاہرہ چلے آئے اور مزار حسینؓ کے قریب ٹھہرے اور لوگ' امراء' سپاہی اور بہت سے فقہاء اور قضاۃ آپ کے پاس آتے تھے۔ جن میں سے کچھ آپ سے معذرت کرتے اور جو کچھ آپ سے ہوا اُسے پسند کرتے اور آپ نے فرمایا جن لوگوں نے مجھے اذیت دی ہے ان سب کو میں جائز قرار دیتا ہوں۔

میں کہتا ہوں' قاضی جمال الدین بن القلانسی نے مجھے اس منزل کی تفاصیل بتائی ہیں۔ اور جو کچھ اس میں آپ کی تعظیم و اکرام ہوا اور جو کچھ سلطان اور موجود امراء نے آپ کی تعریف وستائش کی اس کے متعلق بھی مجھے بتایا اور اسی طرح قاضی القضاۃ منصور الدین حنفی نے بھی مجھے اس کے متعلق بتایا لیکن ابن القلانسی کے واقعات زیادہ مفصل ہیں اور یہ اس وجہ سے ہیں کہ وہ اس وقت افواج کے قاضی تھے اور وہ دونوں اس مجلس میں موجود تھے' آپ نے مجھ سے بیان کیا کہ جب سلطان کے پاس شیخ تقی الدین بن تیمیہ آئے تو وہ سب سے پہلے آپ کو دیکھتے ہی اُٹھ کھڑا ہوا' اور آپ کے لیے محل کی طرف پیدل چلا اور وہاں دونوں نے تھوڑی دیر معانقہ کیا' پھر وہ ایک ساعت آپ کو ساتھ لے کر طبقہ کی طرف گیا جس میں ایک کھڑکی باغ کی طرف تھی اور دونوں کچھ دیر بیٹھ کر

باتیں کرتے رہے پھر وہ آئے اور شیخ کا ہاتھ سلطان کے ہاتھ میں تھا اور اس کے دائیں جانب قاضی مصر ابن جماعۃ اور بائیں جانب ابن الخلیلی وزیر اور اس کے نیچے ابن صصری پھر صدر الدین علی حنفی تھے اور شیخ تقی الدین سلطان کے آگے اس کی چادر کے کنارے پر بیٹھ گئے اور وزیر نے اہل ذمہ کے دوبارہ علائم کے ساتھ سفید عمامے پہننے کے بارے میں اعتراضات کیے کہ انہوں نے ہر سال دفتر کو موجودہ حال سے سات لاکھ درہم زیادہ واجب کر دیئے ہیں' پس لوگ خاموش ہو گئے اور ان میں مصریوں اور شامیوں کے قضاۃ اور بڑے بڑے علماء شامل تھے جن میں ابن زملکانی بھی تھے' ابن القلانسی نے بیان کیا ہے کہ میں سلطان کی مجلس میں ابن زملکانی کے پہلو میں تھا اور علماء اور قضاۃ میں سے کسی نے بات نہ کی اور سلطان نے انہیں کہا تم کیا کہتے ہو؟ اس نے اس بارے میں ان سے استفسار کیا مگر کسی نے بات نہ کی اور شیخ تقی الدین اپنے گھٹنوں کے بل بیٹھ گئے اور اس بارے میں سلطان کے ساتھ سخت گفتگو کی اور وزیر نے جو کچھ کہا تھا اس کا اُسے سخت جواب دیا' اور آپ اپنی آواز بلند کرنے لگے اور سلطان اس کی تلافی کرنے لگا اور آپ کو نرمی' آہستگی اور توقیر کے ساتھ خاموش کرانے لگا' اور شیخ نے گفتگو میں کوئی کمی نہ چھوڑی اور ایسی باتیں کیں کہ کوئی شخص اس قسم کی ذمہ دارانہ باتیں نہیں کر سکتا' اور نہ اس کے قریب قریب کر سکتا ہے۔ اور آپ نے اس بارے میں موافقت کرنے والے کو بھی برا بھلا کہنے میں کوتاہی نہ چھوڑی اور سلطان سے کہا آپ کو اس بات سے بچنا چاہئے کہ آپ کی پہلی مجلس جس میں آپ شاہانہ شوکت کے ساتھ بیٹھیں' ایسی ہو کہ اس میں اہل ذمہ فانی دنیا کے سامان کی خاطر نصرانی ہو جائیں' آپ اللہ کے احسان کو یاد کریں کہ اس نے آپ کی حکومت آپ کو واپس کی ہے اور آپ کے دشمن کو ذلیل کیا ہے اور آپ کو اپنے دشمنوں پر فتح دی ہے۔

اور اس نے بیان کیا کہ الجاشنکیر نے از سرنو ان پر اسے واجب کیا ہے' آپ نے کہا جو کام الجاشنکیر نے کیا ہے وہ آپ کے حکم سے ہوا ہے' کیونکہ وہ آپ کا نائب ہے' پس اس بات نے سلطان کو حیران کر دیا اور آپ مسلسل ان کے ساتھ اسی حالت میں رہے اور ایسے فیصلے ہوئے جن کا بیان طویل ہے' اور سلطان تمام حاضرین سے زیادہ شیخ اور اس کے دین اور اس کی زینت اور اس کے قیام بالحق اور اس کی شجاعت کو جانتا تھا اور میں نے شیخ تقی الدین کو وہ باتیں بیان کرتے سنا ہے جو آپ کے اور سلطان کے درمیان ہوئی تھیں کیونکہ وہ دونوں اس کھڑکی میں اکیلے تھے جس میں وہ بیٹھے تھے اور سلطان نے شیخ سے ان قضاۃ کے قتل کے بارے میں استفسار کیا جنہوں نے آپ کے متعلق اعتراضات کیے تھے اور اس نے آپ کو بعض کے فتاویٰ نکال کر دکھائے جن میں آپ کو حکومت سے الگ کر دینے اور الجاشنکیر کی بیعت کرنے کا ذکر تھا اور یہ کہ انہوں نے آپ کی نگرانی کی ہے اور اسی طرح آپ کی اذیت دی ہے اور وہ آپ کو اس بات پر آمادہ کرنے لگا کہ آپ اسے بعض کے قتل کے بارے میں فتویٰ دیں اور اُسے ان پر اس وجہ سے غصہ تھا کہ انہوں نے آپ کے معزول کرنے اور الجاشنکیر کی بیعت کرنے کے بارے میں شکایت کی تھی۔

شیخ نے سلطان کا مقصد سمجھ لیا اور آپ قضاۃ اور علماء کی تعظیم کرنے لگے اور اس بات سے انکار کرنے لگے کہ آپ ان میں سے کسی پر عیب لگائیں اور آپ نے اُسے کہا' جب تو ان لوگوں کو قتل کرے گا تو تو ان کے بعد ان کی مانند نہیں پائے گا' اس نے آپ سے کہا انہوں نے آپ کو ایذاء دی ہے اور کئی بار آپ کو قتل کرنے کا ارادہ کیا ہے' شیخ نے کہا جس نے مجھے اذیت دی ہے' اس نے جائز کیا ہے اور جس نے اللہ اور اس کے رسول کو اذیت دی ہے۔ اللہ اس سے انتقام لے گا' میں اپنے نفس کے لیے انتقام نہیں لوں گا اور

آپ مسلسل ایسا ہی کہتے رہے حتیٰ کہ سلطان نے ان سے درگزر کیا

راوی کا بیان ہے کہ مالکیہ کا قاضی ابن مخلوف بیان کیا کرتا تھا کہ ہم نے ابن تیمیہ کی مانند کسی کو نہیں دیکھا' ہم نے آپ کے خلاف اُکسایا مگر ہم آپ پر قابو نہ پا سکے اور آپ نے ہم پر قابو پالیا اور ہم سے درگزر کیا اور ہمارے بارے میں جھگڑا کیا' پھر سلطان سے ملاقات کرنے کے بعد شیخ قاہرہ آ گئے اور دوبارہ علم کی نشر واشاعت کرنے لگے اور لوگ آپ کے پاس آئے اور انہوں نے آپ کی طرف سفر کیا اور وہ آپ سے علم حاصل کرنے لگے اور فتوے پوچھنے لگے اور آپ انہیں لکھ کر اور زبانی جواب دینے لگے اور فقہاء نے آپ کے حق میں جو برا بھلا کہا تھا وہ اس پر معذرت کرنے لگے تو آپ نے فرمایا میں نے سب کو جواز میں رکھ دیا ہے' اور شیخ نے اپنے اہل کی طرف خط بھیجا اور اس میں اللہ کی جن نعمتوں اور خیر کثیر سے آپ شاد کام تھے' اس کا ذکر کیا اور ان سے اپنی جملہ علمی کتب طلب کیں اور یہ کہ وہ اس بارے میں جمال الدین المزی سے مدد لیں' بلاشبہ اُسے علم تھا کہ آپ جو کچھ ان کتابوں سے جن کی طرف آپ نے اشارہ کیا ہے' چاہتے ہیں اُسے آپ کے لئے کیسے نکالا جاتا ہے اور آپ نے اس خط میں بیان کیا ہے کہ حق کا سب کچھ بلندی' زیادتی اور غلبے میں رہتا ہے اور باطل' پستی' گراوٹ اور اضمحلال میں رہتا ہے' اور اللہ تعالیٰ نے جھگڑا کرنے والوں کی گردنوں کو جھکا دیا ہے اور ان کے اکابر نے صلح کا مطالبہ کیا ہے جس کا بیان طویل ہے اور ہم نے ان پر شروط عائد کی ہیں' جن میں اسلام اور سنت کی عزت ہے اور باطل اور بدعت کی ذلت ہے اور وہ سب اس کے تحت داخل ہو چکے ہیں اور ہم نے ان سے اس بات کو قبول کرنے سے انکار کیا ہے۔ حتیٰ کہ وہ فعل کی طرف ظاہر ہوا اور ہم نے ان کے کسی قول اور عہد پر اعتماد نہیں کیا اور ہم نے ان کے مطلوب کا جواب نہیں دیا حتیٰ کہ مشروط' معمول اور مذکور' مفعول ہو جائے اور عوام وخواص کے لیے اسلام اور سنت کی عزت ظاہر ہو جو ایسی نیکی بن جائے جو ان کی برائیوں کو مٹا دے اور آپ نے طویل باتیں بیان کی ہیں' جو اس بات کو متضمن ہیں' جو آپ نے یہود ونصاریٰ کے قلع قمع کرنے اور ان کی ذلت کے بارے میں سلطان سے کیں' نیز یہ کہ وہ جس ذلت اور حقارت میں ہیں' انہیں اسی حالت پر چھوڑ دیا جائے۔ واللہ سبحانہ واعلم۔

اور شوال میں سلطان نے تقریباً بیس امراء کی ایک جماعت کو پکڑا اور ۱۶ ر شوال کو اہل حوران کے درمیان جو قیس اور یمن سے تھے جنگ ہوئی' اور ان میں سے بہت سے آدمی بیچ کھیت رہے' فریقین میں سے السوداء کے قریب تقریباً ایک ہزار آدمی قتل ہوئے' وہ اس جگہ کا نام السویداء اور معرکہ السویداء رکھتے ہیں اور یمن کو شکست ہوئی اور وہ قیس سے ڈر کر بھاگ گئے۔ حتیٰ کہ ان سے بہت سے آدمی نہایت کمزور اور بری حالت میں دمشق آئے اور قیس قبیلہ حکومت کے خوف سے بھاگ گیا اور بستیاں خالی اور کھیتیاں چرنے کے لیے باقی رہ گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اور ۶ ر ذوالقعدہ کو بدھ کے روز امیر سیف الدین قبجق المنصوری' حلب کا نائب بن کر آیا اور محل میں اترا' اور اس کے ساتھ مصری امراء کی ایک جماعت بھی تھی' پھر وہ اپنے ساتھی امراء اور سپاہیوں کے ساتھ حلب کی طرف سفر کر گیا اور امیر سیف الدین بہادر طرابلس جاتے ہوئے نائب بن کر دمشق سے گزرا اور اس نے امیر سیف الدین استدمر کی بجائے ساحلی فتوحات کیں' اور جن لوگوں نے سلطان کے ساتھ سفر کیا تھا ان میں سے ایک جماعت ذوالقعدہ میں مصر پہنچی' اس میں قاضی القضاۃ حنفیہ صدر الدین اور

محی الدین بن فضل اللہ وغیرہ شامل تھے ایک روز میں اٹھا اور قاضی صدر الدین حنفی کے مصر سے آنے کے بعد اس کے پاس بیٹھا تو اس نے مجھے پوچھا کیا تو ابن تیمیہ سے محبت کرتا ہے؟ میں نے کہا ہاں! تو اس نے مجھے ہنستے ہوئے کہا' خدا کی قسم تو نے ایک خوبصورت چیز سے محبت کی ہے اور آپ نے تقریباً مجھ سے وہی بات بیان کی جو ابن القلانسی نے بیان کی تھی لیکن ابن القلانسی کا بیان زیادہ مکمل ہے۔

الجاشنکیری کا قتل:

یہ خبیث اپنے اصحاب کی ایک جماعت کے ساتھ بھاگ گیا تھا اور جب امیر سیف الدین قراسنقر المنصوری مصر سے افرم کی بجائے شام کی نیابت کے لیے گیا اور جب وہ ۷/ذوالقعدہ کو غزہ میں تھا تو اس نے شکار کے لیے ایک حلقہ بنایا اور الجاشنکیر اپنے تین سو اصحاب کے ساتھ اس کے وسط میں جا پڑا اور ان کا گھیراؤ ہو گیا اور اس کے اصحاب اس سے الگ ہو گئے اور انہوں نے اُسے پکڑ لیا اور قراسنقر اور سیف الدین بہادر اس کے ساتھ اونٹوں پر واپس آ گئے اور جب وہ الخطارہ میں پہنچا تو استدمر نے ان کا استقبال کیا تو اس نے ان سے اُسے لے لیا اور وہ دونوں اپنی فوج کی طرف واپس آ گئے اور استدمر اُسے سلطان کے پاس لے گیا تو اس نے اسے ملامت کی اور یہ اس کی آخری ملاقات تھی اسے قتل کر کے القرافہ میں دفن کر دیا گیا اور اُسے اس کے شیخ المنبجی نے کوئی فائدہ نہ دیا اور نہ اُسے کے اموال نے اُسے کوئی فائدہ دیا' بلکہ اُسے بری طرح قتل کیا گیا اور قراسنقر ۲۵/ذوالقعدہ کو سوموار کے روز دمشق میں داخل ہوا' اور ابن صصری' ابن زملکانی' ابن القلانسی' علاؤ الدین بن غانم اور بہت سے مصری اور شامی امراء اس کے ساتھ تھے اور خطیب جلال الدین قزوینی ان سے قبل ۲۲/ذوالقعدہ کو جمعرات کے روز پہنچ گیا تھا اور اس نے جمعہ کے روز حسب عادت خطبہ دیا۔ اور ۲۹/ذوالقعدہ کو دوسرا جمعہ آیا تو قاضی بدر الدین محمد بن عثمان یوسف بن حداد حنبلی نے نائب السلطنت کی اجازت سے جامع دمشق میں خطبہ دیا اور اس کا حکم نماز کے بعد قضاۃ اکابر اور اعیان کی موجودگی میں منبر پر پڑھا گیا اور اس کے بعد اس نے اُسے قیمتی خلعت دیا۔ اور وہ بیالیس روز مسلسل امامت و خطابت کرتا رہا پھر سلطانی حکم کے مطابق خطیب جلال الدین کو دوبارہ لایا گیا اور اس نے آئندہ سال ۱۲/محرم کو جمعرات کے روز اس کام کو سنبھال لیا۔

اور کمال الدین بن الشیرازی نے ذوالحجہ میں مدرسہ شامیہ برانیہ میں پڑھایا' اس نے اسے شیخ کمال الدین بن زملکانی سے چھین لیا اور استدمر نے اس بارے میں اس کی مدد کی اور اس سال شاہِ تاتار خربندا نے اپنے ملک میں رفض کا اظہار کیا اور اس نے سب سے پہلے خطباء کو حکم دیا کہ وہ اپنے خطبوں میں صرف حضرت علی رضی اللہ عنہ اور آپ کے اہل بیت کا ذکر کریں اور جب بلاد الازج کا خطیب اپنے خطبے میں اس مقام پر پہنچا تو وہ سخت رویا اور اس کے ساتھ لوگ بھی رو پڑے اور وہ منبر سے اتر آیا اور اپنے خطبہ کو مکمل نہ کر سکا' اور اس آدمی کو کھڑا کیا گیا جس نے اس کی طرف سے اُسے مکمل کیا اور لوگوں کو نماز پڑھائی اور اس علاقے میں اہل بدعت اہل سنت پر غالب آ گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اور اس سال حکومت کی خرابی اور کثرت اختلاف کے باعث اہل شام سے کسی نے حج نہ کیا۔



اس سال میں وفات پانے والے اعیان

خطیب ناصر الدین ابوالہدیٰ

احمد بن الخطیب بدرالدین یحییٰ بن الشیخ عزالدین بن عبدالسلام خطیب العقیبہ' آپ نے جامع اموی وغیرہ کی نگہداشت سنبھالی' آپ نے ۱۵ر محرم کو بدھ کے روز وفات پائی اور جامع العقیبۃ میں آپ کا جنازہ پڑھا گیا اور باب الصغیر میں اپنے والد کے پاس آپ کو دفن کیا گیا اور آپ نے حدیث کو روایت کیا اور اپنے والد بدرالدین کے بعد خطابت سنبھالی اور نائب السلطنت' قضاۃ اور اعیان آپ کے پاس حاضر ہوئے۔

مصر کا قاضی حنابلہ:

شرف الدین ابومحمد عبدالغنی بن یحییٰ بن محمد بن عبداللہ بن نصر بن ابی بکر حرانی' آپ ۶۴۵ھ میں حران میں پیدا ہوئے اور حدیث کا سماع کیا اور مصر آ کر خزانے کی نگہداشت اور الصالحیہ کی تدریس سنبھالی' پھر آپ کو قضاء بھی دے دی گئی اور آپ قابل تعریف سیرت اور بہت خوبیوں والے تھے' آپ نے ۱۴ر ربیع الاوّل شب جمعہ کو وفات پائی اور القرافہ میں دفن ہوئے' اور آپ کے بعد سعدالدین الحارثی نے کام سنبھالا۔ جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔

شیخ نجم الدین:

ایوب بن سلیمان بن مظفر المصری جو مؤذن النجیبی کے نام سے مشہور تھے' آپ جامع دمشق کے رئیس المؤذنین اور نقیب الخطباء تھے' آپ خوش شکل اور بلند آواز تھے اور آپ پچاس سال تک مسلسل اس کام کو کرتے رہے' یہاں تک کہ جمادی الاولیٰ کے آغاز میں وفات پا گئے۔

امیر شمس الدین سنقر الاعسر المنصوری:

آپ نے مصر میں کچہریوں کے انتظام کے ساتھ وزارت بھی سنبھالی اور شام میں کئی بار منتظم بنے' اور دمشق میں آپ کا گھر اور باغ بھی تھا جو آپ کے نام سے مشہور تھا' اور آپ میں قابلیت پائی جاتی تھی' اور آپ عالی ہمت اور بہت اموال والے تھے' آپ نے اس ماہ مصر میں وفات پائی۔

امیر جمال الدین آقوش بن عبداللہ الرسیمی:

دمشق کی کچہریوں کے منتظم اور اس سے قبل آپ الشریفی کے بعد جہت قبلیہ کے والی الولاۃ تھے' اور آپ کو سطوت حاصل تھی' آپ نے ۱۹ر جمادی الاولیٰ کو اتوار کے روز وفات پائی اور چاشت کے وقت اس گنبد میں دفن ہوئے جسے آپ نے شیخ ارسلان کے گنبد کے سامنے بنایا تھا' اور آپ کو کفایت اور واقفیت حاصل تھی' آپ کے بعد اقبجا نے کچہریوں کا انتظام سنبھالا' آپ نے شعبان یا رجب میں وفات پائی۔

التاج ابن سعید الدولۃ:

آپ مسلمانی حکومت کے سفیر تھے اور الجاشنکیر کے شیخ نصر المنبجی کی صحبت کی وجہ سے آپ کو الجاشنکیر کے ہاں مرتبہ حاصل تھا' آپ کو وزارت کی پیشکش کی گئی مگر آپ نے قبول نہ کی' اور جب آپ فوت ہو گئے تو آپ کا کام آپ کے بھانجے کریم الدین اکبیر نے سنبھال لیا۔

شیخ شہاب الدین:

احمد بن محمد بن ابی المکدم بن نصر اصبہانی' جامع اموی کے رئیس المؤذنین' آپ ۶۰۲ھ میں پیدا ہوئے' آپ نے حدیث کا سماع کیا۔ اور ۶۴۵ھ سے لے کر وفات تک جو ۵/ذوالقعدہ کو منگل کی رات تک اذان کی ڈیوٹی سنبھالے رکھی اور آپ اچھے آدمی تھے۔ واللہ سبحانہ واعلم۔

۷۱۰ھ

اس سال کا آغاز ہوا تو خلیفہ وقت المستکفی باللہ ابوالربیع سلیمان العباسی اور سلطان البلاد ملک ناصر محمد بن منصور قلادون تھا۔ اور شیخ تقی الدین بن تیمیہ' مصر میں عزت واحترام کے ساتھ مقیم تھے اور امیر سیف الدین بکتمر امیر خزندار نائب مصر تھا۔ اور سعدالدین الحارثی الحنبلی کے سوا اس کے قضاۃ وہی تھے جن کا ذکر اس سے پہلے سال میں ہو چکا ہے اور مصر کا وزیر فخر الدین خلیلی اور فوجوں کا ناظر فخر الدین کاتب المما لک اور نائب شام قراسنقر المنصوری تھا' اور دمشق کے قضاۃ وہی تھے اور حلب کا نائب قبجق اور طرابلس کا نائب الحاج بہادر اور صرخد کا نائب افرم تھا۔

اور اس سال کے محرم میں شیخ امین الدین سالم بن ابی الدرین وکیل بیت المال امام مسجد ہشام نے الشامیہ الجوانیہ کی تدریس سنبھالی اور شیخ صدرالدین سلیمان بن موسیٰ کردی نے الندراویہ کی تدریس سنبھالی' اور دونوں نے اسے ابن الوکیل سے اس کے مصر میں اقامت کرنے کے باعث چھین لیا۔ اور وہ المظفر کے پاس آیا اور اس نے اُسے منبجی کی طرف منسوب ہونے کی وجہ سے وظائف دیئے' پھر وہ سلطانی حکم سے اپنے دونوں مدرسوں کی طرف لوٹ آیا اور ان دونوں میں ایک ماہ یا ستائیس دن اقامت کی' پھر اس نے ان دونوں کو اس سے واپس طلب کیا اور وہ دونوں پہلے مدرسین امین سالم اور صدر کردی کے پاس واپس آ گئے اور خطیب جلال الدین ۱۷محرم کو خطابت کی طرف واپس آ گیا' اور بدر بن حداد کو اس سے معزول کر دیا گیا اور الصاحب شمس الدین نے سوموار کے روز' جامع اور اسریٰ اور سب اوقاف کی نگہداشت سنبھالی' پھر اس نے اُسے خلعت دیا اور شرف الدین بن صصری کو بھی جامع کی نگہداشت میں اس کے ساتھ شامل کر دیا گیا اور وہ دونوں سے قبل اس کا مستقل ناظر تھا اور عاشوراء کے روز' استدمر حماۃ کی نیابت کا متولی بن کر دمشق آیا اور سات روز بعد اس کی طرف سفر کر گیا۔

اور محرم میں بدرالدین بن الحداد نے شمس الدین بن الخطیری کی بجائے شفا خانے کی نگہداشت سنبھالی اور الندرادیہ کے باعث صدرالدین بن مرحل اور صدر سلیمان کردی کے درمیان جھگڑا ہو گیا۔ اور انہوں نے وکیل کی طرف ایک دستاویز لکھی' جو ابن الوکیل کی قبائح' فضائح اور کفریات پر مشتمل تھی' پس ابن الوکیل جلدی سے قاضی تقی الدین سلیمان حنبلی کی طرف گیا تو اس نے اس کے

اسلام کا فیصلہ دے دیا اور اس کے خون کو گرنے سے بچالیا اور اس سے تعزیر کو ساقط کرنے کا حکم دیا اور اس کی عدالت اور اس کے مناصب کے استحقاق کا فیصلہ دیا اور یہ حنبلی کی ایک لغزش تھی' تین دو مدرسے الندرادیہ' سلیمان کردی کے لیے اور الشامیۃ الجوانیہ' امین عالم کے لیے اس کے ہاتھ سے نکل گئے اور اس کے پاس صرف دارالحدیث اشرفیہ رہ گیا' اور ۲ صفر سوموار کی شب کو نجم محمد بن عثمان البصراوی مصر سے وزارت سنبھالنے' شام پہنچا اور اس کے پاس اپنے بھائی فخر الدین سلیمان کے لیے احتساب کا حکمنامہ بھی تھا اور دونوں نے جامع کے دونوں منصب سنبھال لیے اور دونوں درب سفون میں اترے جسے درب ابن ابی الہیجاء بھی کہا جاتا ہے' پھر وزیر باب البرید کے پاس دارالاعسر کی طرف منتقل ہو گیا اور شیخ جلال الدین کے بھائی عزالدین احمد بن القلانسی نے مسلسل خزانے کی نگہداشت سنبھالے رکھی۔

اور ربیع الاوّل کے آغاز میں قاضی جمال الدین الزرعی نے ابن جماعۃ کی بجائے مصر میں قضاء القضاۃ سنبھالی اور اس سے قبل ذوالحجہ میں اس سے مشیخۃ الشیوخ حاصل کر کے اُسے دوبارہ الکریم الا یکی کو دیا گیا اور اسی طرح اس سے خطابت بھی لے لی گئی اور ایلچی قاضی شمس الدین بن الحریری کو دیارِ مصر کی قضاء کے لیے طلب کرتا ہوا شام آیا اور ۲۰ ربیع الاوّل کو روانہ ہوئے اور آپ کے ساتھ ایک جماعت آپ کو الوداع کرنے نکلی اور جب آپ سلطان کے پاس آئے تو اس نے آپ کی تعظیم و اکرام کیا اور آپ کو حنفیہ کی قضاء اور الناصریہ اور الصالحیہ اور جامع الحاکم کی تدریس سپرد کی اور اس سے قاضی شمس الدین السروجی کو معزول کر دیا اور وہ کچھ دن ٹھہر کر مر گیا۔

اور اس ماہ کے نصف میں دمشق سے سات اور قاہرہ سے چودہ امراء کو پکڑا گیا اور ربیع الآخر میں سلطان نے امیر سیف الدین سلار کی تلاش کا اہتمام کیا اور وہ خود ہی اس کے پاس آ گیا اور اس نے اُسے ملامت کی' پھر ایک ماہ کی مدت میں اس سے اس کے اموال و ذخائر واپس لے لیے' پھر اس کے بعد اُسے قتل کر دیا اور اس نے اس کے پاس اموال' حیوان' املاک' اسلحہ' غلام' خچر' گدھے اور گھر اور بہت سی اشیاء پائیں اور سونے چاندی کو اس کی کثرت کے باعث نہ شمار کیا جا سکتا ہے نہ بیان کیا جا سکتا ہے' حاصل کلام یہ کہ اس نے بیت المال کا بہت سا حصہ اپنے لیے مخصوص کر لیا تھا اور مسلمانوں کے اموال اس کے پاس آتے تھے' کہتے ہیں کہ اس کے باوجود وہ کثیر العطاء سخی اور حکومت اور رعیت کا محبوب تھا۔ واللہ اعلم۔

اور اس نے ۶۹۸ھ سے مصر میں اپنے قتل تک جو اس ماہ کی ۲۴ تاریخ کو ہوا نیابت سلطنت سنبھالے رکھی اور اُسے اس کی قبر میں جمعرات کے روز القرافہ میں دفن کیا گیا' اللہ اُسے معاف کرے' اور ربیع الآخر میں قاضی شمس الدین بن المعز حنفی نے شمس الدین الحریری کی بجائے الظاہریہ میں پڑھایا اور اس کے پاس اس کا ماموں صدر علی قاضی القضاۃ حنفیہ اور بقیہ قضاۃ اور اعیان حاضر ہوئے' اور اس ماہ امیر سیف الدین استدمر اپنے کسی کام کے لیے دمشق آیا' اور وہ شیخ صدرالدین بن الوکیل کی طرف مائل تھا اور اس نے دارالحدیث کی نگرانی اور الندرادیہ کی تدریس کے لیے حکمنامہ حاصل کرنا چاہا' لیکن وہ اسے حاصل نہ کر سکا' حتیٰ کہ استدمر سفر کر گیا' اتفاق سے دو دن بعد اسے الصالحیہ میں ابن درباس کے گھر میں ایک واقعہ پیش آیا اور اس نے بیان کیا کہ اس نے اس کے ہاں کچھ بری چیزیں پائی ہیں اور اہل الصالحیہ کی ایک جماعت نے حنابلہ وغیرہ کے ساتھ اس پر اتفاق کیا اور نائب السلطنت کو اس کی اطلاع ملی

تو اس نے اس کے متعلق خط و کتابت کی تو جواب آیا کہ اُسے دینی مناصب سے معزول کر دیا جائے' پس دار الحدیث اشرفیہ اس سے چھوٹ گیا اور وہ دمشق میں اس حالت میں باقی رہا کہ اس کے ہاتھ میں اس کا کوئی کام نہ رہا اور رمضان کے آخر میں وہ حلب کی طرف سفر کر گیا اور اس کے نائب استدمر نے الجامع میں کوئی کام اس کے سپرد کر دیا پھر اُسے وہاں تدریس بھی سپرد کر دی اور اس سے حسن سلوک کیا' اور امیر استدمر' جمادی الآخرہ میں سیف الدین قبجق کی بجائے جو فوت ہو چکا تھا' حلب کی نیابت کی طرف منتقل ہوا اور اس کے بعد حماۃ کی مملکت امیر عماد الدین اسماعیل بن افضل علی بن محمود بن تقی الدین عمر بن شاہنشاہ بن ایوب نے سنبھالی' اور جمال الدین آقوش الافرم' الحاج بہادر کی بجائے صرخد سے طرابلس کی نیابت کی طرف منتقل ہوا۔ اور ۱۶؍ شعبان کو جمعرات کے روز شیخ کمال الدین ابن زملکانی نے ابن الوکیل کی بجائے دار الحدیث اشرفیہ کی نیابت سنبھالی اور تفسیر' حدیث اور فقہ سکھنی شروع کر دی' اور اس سے اچھے سبق بیان کیے' پھر وہ یہ کام صرف پندرہ دن ہی کر سکا' حتیٰ کہ کمال الدین ابن الشریشی نے اسے اس سے چھین لیا اور ۳؍ رمضان کو اتوار کے روز اسے سنبھال لیا اور شعبان میں نائب شام قراسنقر نے حجرے کے وسیع کرنے کا حکم دیا اور مؤذنین کا چبوترہ پچھلے دو رکنوں تک قبۃ النسر کے نیچے مؤخر کر دیا گیا اور کئی روز تک جنازوں کو جامع میں داخل ہونے سے روک دیا گیا' پھر ان کو داخل ہونے کی اجازت دے دی گئی۔

اور ۵؍ رمضان کو قلعہ روم کا نائب فخر الدین ایاس دمشق آیا اور زین الدین کتبغا المنصوری کی بجائے کچہریوں کا منتظم بن گیا اور شوال میں شیخ علاؤ الدین علی بن اسماعیل قونوی نے شیخ کریم الدین عبد الکریم بن الحسین الایکی جو وفات پا گئے تھے کی بجائے دیار مصر کے مشیخۃ الشیوخ کو سنبھالا اور قونوی کو قیمتی خلعت دیا گیا اور سعید السعداء بھی وہاں حاضر ہوا' اور ۳؍ ذوالقعدہ کو جمعرات کے روز نجم البصر ادنی کی بجائے اس کے دس کی امارت سے خاموشی اختیار کرنے اور وزارت سے اس کے اعراض کرنے کے فیصلے سے الصاحب عز الدین القلانسی کو شام میں وزراء کا خلعت دیا گیا اور ۱۶؍ ذوالقعدہ کو بدھ کے روز کمال الدین زملکانی الشامیۃ البرانیۃ کی تدریس پر واپس آ گیا اور اس روز تقی الدین ابن الصاحب شمس الدین السلعوس نے جامع اموی کی نگہداشت کا خلعت پہنا اور امیر سیف الدین استدمر نائب حلب کو ۲؍ ذوالحجہ کو پکڑا گیا اور اسی طرح البیرہ کے نائب سیف الدین ضرغام کو اس کے چند راتوں بعد پکڑا گیا۔

اس سال وفات پانے والے اعیان

قاضی القضاۃ شمس الدین ابو العباس:

احمد بن ابراہیم بن عبد الغنی السروجی الحنفی' شارح ہدایہ' آپ مختلف علوم میں ماہر تھے' آپ ایک مدت تک مصر میں فیصلے کرتے رہے' اور اپنی موت سے چند یوم قبل معزول ہو گئے' آپ نے ۱۲؍ ربیع الآخر کو جمعرات کے روز وفات پائی اور حضرت امام شافعیؒ کے قریب دفن ہوئے' اور آپ نے علم کلام کے بارے میں شیخ تقی الدین بن تیمیہ پر اعتراضات کیے ہیں' جن میں اپنے آپ پر ہنسی کروائی ہے اور شیخ تقی الدین نے کئی جلدوں میں اس کا جواب دیا ہے اور اس کی دلیل کو باطل قرار دیا ہے۔ اور اس سال سلار نے

مقتول ہو کر وفات پائی ۔جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔

الصاحب امین الدولہ:

ابوبکر بن الوجیہ عبدالعظیم بن یوسف جو ابن الرقاقی کے نام سے مشہور ہیں اور الحاج بہادر نائب طرابلس نے بھی وہیں وفات پائی' اور امیر سیف الدین قبجق نائب حلب بھی وہیں فوت ہوا اور حماۃ میں اپنی قبر میں ۲ر جمادی الآخرۃ کو دفن ہوا اور وہ ذہین اور شجاع آدمی تھا اور لاجین کے دور میں اس نے دمشق کی نیابت سنبھالی' پھر لاجین کے خوف سے تاتاریوں کے پاس چلا گیا' پھر تاتاریوں کے ساتھ آیا اور اس کے ہاتھوں مسلمانوں کو کشائش حاصل ہوئی جیسا کہ ہم نے قازان کے سال بیان کیا ہے۔ پھر حالات اسے لیے پھرے یہاں تک کہ وہ حلب میں مرگیا' پھر اس کے بعد استدمر اس کا والی ہوا اور وہ بھی اسی طرح سال کے آخر میں مرگیا۔

شیخ کریم الدین بن الحسن الایکی:

مصر کے شیخ الشیوخ' آپ کا امراء سے تعلق تھا' ایک دفعہ آپ کو ابن جماعۃ کے ذریعے مشیخت سے معزول کر دیا گیا' آپ نے ۷ر شوال ہفتے کی رات کو سعید السعداء کی خانقاہ میں وفات پائی' اور آپ کے بعد شیخ علاؤ الدین قونوی نے اُسے سنبھالا' جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔

فقیہ عز الدین عبدالجلیل:

النمراوی الشافعی' آپ یگانہ فاضل تھے اور سلار نے نائب مصر کی صحبت اختیار کی اور اس کے باعث دنیا میں رفعت حاصل کی۔

ابن الرفعۃ:

امام علامہ نجم الدین احمد بن محمد شارح التنبیہ' آپ کی اور کتابیں بھی ہیں' آپ فاضل فقیہ اور بہت سے علوم میں امام تھے۔ رحمہم اللہ۔

۷۱۱ھ

اس سال کا آغاز ہوا تو وزیر مصر کے سوا باقی حکام وہی تھے جن کا ذکر اس سے پہلے سال میں ہو چکا ہے' وزیر مصر معزول ہوا اور سیف الدین بکتمر وزیر بن گیا' اسی طرح نجم البصراوی کو عز الدین القلانسی کے ذریعے معزول کر دیا گیا اور افرم طرابلس کی نیابت کی طرف منتقل ہو گیا' اس کا مشورہ ابن تیمیہ نے سلطان کو دیا تھا اور نائب حماۃ ملک مؤید عماد الدین اپنے اسلاف کے ضابطے پر قائم تھا' اور نائب حلب استدمر فوت ہو گیا اور وہ بھی نائب سے خالی تھا۔ اور ارغون الدوادار الناصری دمشق پہنچا کہ قراسنقر کو اس سے حلب کی طرف سفیر بنا دے' اور سیف الدین کرای کو دمشق کی نیابت کی طرف لائے' اور حلب میں اس نے افواج سے مقابلہ کیا اور اعراب' ملک کی اطراف کو گھیرے ہوئے تھے' سو قراسنقر المنصوری ۳ر محرم کو اپنے تمام ذخائر' اہل وعیال اور اتباع کے ساتھ دمشق سے نکلا اور فوج اس کو الوداع کرنے نکلی اور ارغون اُسے حلب میں قائم کرنے کے لیے اس کے ساتھ روانہ ہوا' اور نائب قلعہ امیر سیف الدین بہادر سنجری کے پاس حکم آیا کہ وہ امور دمشق کے بارے میں گفتگو کرے' حتیٰ کہ اس کا نائب آ جائے اور وزیر اور مہریں لگانے والے اس کے پاس حاضر ہوئے اور اس نے نیابت سنبھال لی' اور اس کی اور اس کے وزیر کی شوکت بڑھ گئی' یہاں تک کہ اس نے کئی امارتیں

سنبھال لیں' ان میں سے اس کے بھتیجے عماد الدین کے لیے اسرار کی نگہداشت تھی اور وہ اس کے ہاتھ میں قائم رہی اور نائب السلطنت سیف الدین کرای المنصوری دمشق کا نائب بن کر دمشق آیا' اور ۲۱ رمحرم کو جمعرات کے روز لوگ اس کے استقبال کو نکلے اور انہوں نے شمعیں جلائیں اور ۲۴ رمحرم کو جمعہ کو خطابت کو اس کی جگہ واپس کیا گیا اور لوگ خوش ہو گئے اور نجم الدین البصراوی نے ۱۳ رصفر کو جمعرات کے روز وزراء کے ضابطہ کے مطابق چادر کے ساتھ امارت کا خلعت پہنا اور بڑے پیشرووں کے ساتھ سوار ہوا' اور وہ دس کا امیر تھا' اور اس کی جاگیر بڑے طبلخانات کی جاگیر کے مشابہ تھی۔

اور ۱۷ ربیع الاوّل کو بدھ کے روز' چاروں قضاۃ' گواہوں کے معاملہ کے نفاذ کے لیے جامع میں بیٹھے کیونکہ ان میں سے ایک نے گواہی کو باطل قرار دیا تھا' نائب السلطنت کو اس کی اطلاع ملی تو وہ ناراض ہوا اور اس کے متعلق حکم دیا' مگر اس سے کسی بری بات کا صدور نہ ہوا تھا' اور نہ صورت حال بدلی تھی' اور اس روز الشریف نقیب الاشراف امین الدین جعفر بن محمد بن محی الدین عدنان نے' شہاب الدین واسطی کی بجائے کچہریوں کی نگہداشت سنبھالی' اور تقی الدین بن الزکی کو دوبارہ مشیخۃ الشیوخ دے دی گئی اور اس روز ابن جماعۃ نے قاہرہ میں الناصریہ کی تدریس اور ضیاء الدین النسائی نے الشافعی کی تدریس اور جامع طولون کی معیاد عام اور اوقاف کی نگہداشت سنبھالی اور امین الملک ابوسعید نے' سیف الدین بکتمر حاجب کی بجائے ربیع الآخر میں مصر کی وزارت سنبھالی اور اس ماہ میں دمشق میں وزیر عزالدین ابن القلانسی کی محافظت کی گئی اور اس کے متعلق دو ماہ کا حکم دیا گیا اور نائب السلطنت اس پر بہت غصے تھا' پھر اُسے چھوڑ دیا گیا اور ۱۱ ربیع الآخر کو بدر الدین بن جماعۃ کو دیارِ مصر میں دارالحدیث کاملیہ' جامع طولون' الصالحیۃ اور الناصریہ کی تدریس کے ساتھ دوبارہ فیصلے کرنے کا اختیار بھی دے دیا گیا اور سلطان کی طرف سے آپ بہت مقرب ہو گئے اور جمال الدین الزرعی فوج کی قضاء اور جامع الحاکم کی تدریس پر قائم رہے اور انہیں حکم دیا گیا کہ سلطان کے پاس دارالعدل میں قضاۃ کے ساتھ حنفی اور حنبلی کے درمیان بیٹھا کریں۔

اور جمادی الاولیٰ کے آغاز میں قاضی نجم الدین دمشقی نے نائب ابن صصری کو اپنے متعلق گواہ بنایا تاکہ اس ملکیت کی بیع کو باطل کیا جائے' جسے ابن القلانسی نے منصوری کے ترکہ سے الرمثاء الثوجۃ اور الفصالیۃ میں خریدا ہے اس لیے کہ وہ مثل قیمت کے بغیر ہے اور بقیہ حکام نے اسے نافذ کر دیا اور اس نے ابن القلانسی کو دارالسعادۃ میں بلایا اور اس پر اس کی پیداوار کا دعویٰ کر دیا' اور وہاں اس کے متعلق حکم لکھا' پھر قاضی القضاۃ تقی الدین حنبلی نے اس بیع کے درست ہونے اور دمشقی کے فیصلے کے توڑنے کا حکم دیا اور حنبلی نے جو فیصلہ دیا بقیہ حکام نے اُسے نافذ کر دیا اور اس ماہ اہل دمشق پر پندرہ سو سوار مقرر کئے گئے اور ہر سوار کے لئے پانچ سو درہم تھے اور املاک واوقاف پر ٹیکس لگائے جس سے لوگ بہت متالم ہوئے' اور خطیب جلال الدین کا قصد کیا اور اس نے قضاۃ کا قصد کیا۔

اور لوگ اس مہینے کی ۱۳ رتاریخ کو سوموار کی صبح کو اکٹھے ہوئے اور انہوں نے اپنے ساتھ مصحف عثمانی' اثر نبوی' خلیفیہ جھنڈے نکالے اور جماعت میں کھڑے ہو گئے' اور جب کرای نے ان کو دیکھا تو ان پر غصے ہوا' اور قاضی اور خطیب کو گالیاں دیں' اور مجد الدین تونسی کو مارا اور ان کے خلاف حکم لکھا' پھر انہیں ضمانت وکفایت پر چھوڑ دیا' جس سے لوگوں کو بہت تکلیف ہوئی اور اللہ نے اُسے صرف دس دن کی مہلت دی اور اچانک اس کے پاس حکم آ گیا اور وہ معزول ہو کر محبوس ہوا' جس سے لوگوں کو بہت خوشی ہوئی'

بیان کیا جاتا ہے کہ شیخ تقی الدین نے اسے یہ خبر اہل شام کی طرف سے پہنچائی تھی اور اس نے سلطان کو اس سے آگاہ کیا تو اس نے فوراً فوج بھیجی اور اس نے اسے بری طرح گرفتار کر لیا۔ اور اس کی گرفتاری کی صورت یہ تھی کہ امیر سیف الدین ارغون الدوادار آگے بڑھ کر محل میں اترا اور جب ۲۳؍ جمادی الاولیٰ کو جمعرات کا دن آیا تو اس نے امیر سیف الدین کرای کو قیمتی خلعت دیا اور اس نے اُسے پہنا اور دہلیز کو بوسہ دیا اور جماعت میں حاضر ہوا اور دستر خوان کو بچھایا۔ پس امراء کی موجودگی میں اُسے بیڑیاں ڈال دی گئیں اور اُسے ڈاک کے گھوڑے پر غرلو العادلی اور بیبرس مجنون کی صحبت میں الکرک لایا گیا اور عز الدین القلانسی نشان لگا کر دار السعادة سے نکلا۔ اور اس نے جامع میں ظہر کی نماز پڑھی' پھر اپنے گھر واپس آ گیا اور اس کے لیے شمعیں جلائی گئیں اور لوگوں نے اس کے لیے دعائیں کیں' پھر وہ دار الحدیث اشرفیہ کی طرف واپس آ گیا اور اس میں تقریباً بیس دن بیٹھا حتیٰ کہ امیر جمال الدین نائب الکرک آ گیا۔

اور اس ماہ میں نائب صفت سیف الدین بکتمر امیر خزندار کو گرفتار کیا گیا اور اس کے عوض الکرک میں بیبرس الدوادار المنصوری کو مقرر کیا گیا اور نائب غزہ کو گرفتار کیا گیا اور اس کے عوض الجادلی کو مقرر کیا گیا اور الکرک کے قید خانے میں حلب کا نائب استدمر' اور مصر کا نائب بکتمر دمشق کا نائب کرای' صفت کا نائب قطلو بک اور غزہ کا نائب قلطتمز اور بنحاص اکٹھے ہو گئے اور جمال الدین آقوش المنصوری جو الکرک کا نائب تھا دمشق کی نیابت پر ۱۴؍ ربیع الآخر کو بدھ کے روز دمشق آیا۔ اور لوگوں نے اس کا استقبال کیا اور اس کے لیے شمعیں جلائیں اور اس کے ساتھ الخطیری بھی تھا۔ تاکہ اُسے نیابت پر قائم کرے' اور اس نے ۶۹۰ھ سے ۷۰۹ھ تک الکرک کی نیابت کو سنبھالا اور وہاں اس نے اچھے کام کیے اور عز الدین بن القلانسی نائب کے استقبال کو نکلا اور جمعہ کے دن سلطان کا خط نائب' قضاۃ اور اعیان کی موجودگی میں منبر پر پڑھا گیا' جس میں رعیت کے ساتھ حسن سلوک کرنے اور ان بقیہ لوگوں کو چھوڑنے کا بیان تھا' جن پر کرای کے ایام میں ٹیکس عائد کیے گئے تھے' سو سلطان کے لیے بہت دعائیں ہوئیں اور لوگ خوش ہو گئے اور ۱۹؍ تاریخ کو سوموار کے روز اس نے امیر سیف الدین بہادر اص کو صفت کی نیابت کا خلعت دیا اور اس نے دہلیز کو بوسہ دیا اور منگل کے روز اس کی طرف روانہ ہو گیا اور اس دن صدر بدر الدین بن ابی الفوارس نے دمشق کی کچہریوں کی نگہداشت کا خلعت شریف بن عدنان کا حصہ دار بن کر پہنا اور اس کے دو دن بعد' عز الدین بن القلانسی کا حکم آیا کہ وہ سلان کی وکالت پر قائم رہے اور اس نے وزارت سے اس کے ناپسند کرنے کی وجہ سے بری کر دیا۔

اور رجب میں ابن سلعوس نے شمس الدین بن عدنان کی بجائے اوقاف کی نگرانی کا کام سنبھالا اور شعبان میں نائب السلطنت خود قید خانوں کے دروازوں کی طرف گیا اور اس نے خود قیدیوں کو آزاد کر دیا۔ سو بازاروں وغیرہ میں اس کے لیے بہت دعائیں ہوئیں اور اس روز الصاحب عز الدین بن القلانسی مصر سے آیا اور نائب سے ملاقات کی اور اُسے خلعت دیا اور اس کے پاس ایک خط بھی تھا جو اس کے احترام و اکرام اور اس کی وکالت سلطان پر قائم رہنے اور خواص پر نگرانی رکھنے اور دمشق میں اس پر جو کچھ ثابت ہو چکا تھا اس پر ملامت کرنے کو متضمن تھا' نیز یہ کہ سلطان کو اس کا علم نہیں اور نہ اس نے اس بارے میں کسی کو وکیل مقرر کیا ہے اور اس معاملے میں سلطان کا ناظر خاص کریم الدین اور امیر سیف الدین ارون الدوادار اس کے مددگار تھے اور شعبان میں ابن

صصری نے اپنی طرف سے گواہوں اور فروخت کنندہ کو روک دیا اور اسی طرح دوسرے لوگ بھی رک گئے اور مالکی نے انہیں واپس کر دیا اور رمضان میں زین الدین مغلطائی المنصوری ونوبیہ الحاجب اور امیر بدرالدین منتوبات الترمانی وتوغان کی بجائے پہریوں کا منتظم بنانے کے لیے ایلچی آیا اور اس نے دونوں کو اکٹھے خلعت دیا اور اسی سال نائب قلعہ دمشق بہادر سنجری ڈاک کے گھوڑوں پر مصر آیا اور سیف الدین بلبان البدری نے اسے سنبھال لیا، چھ دن کے آخر میں سنجری البیرۃ کی نیابت پر واپس آ گیا اور اس کی طرف روانہ ہو گیا اور اطلاع آئی کہ بغداد میں مسلمان مسافروں کا گھیراؤ کر لیا گیا ہے اور ان میں سے ابن العقاب اور ابن البدر قتل ہو گئے ہیں اور عبیدہ بچ کر صحیح سالم آ گیا ہے اور شوال میں محمل اور امیر الحاج امیر علاء الدین طیبغا جو بہادر اص کا بھائی ہے روانہ ہوئے۔

اور ذوالقعدہ کے آخر میں خبر آئی کہ امیر قراسنقر زبیرا کے تالاب تک پہنچنے کے بعد حجاز کے راستے سے واپس آ گیا ہے اور وہ مہنا بن عیسیٰ سے ملا ہے اور اپنی جان کے خوف سے اس سے پناہ مانگی ہے اور اس کے ساتھ اس کے خواص کی ایک جماعت بھی ہے، پھر ان سب باتوں کے بعد وہ وہاں سے تاتاریوں کے پاس چلا گیا ہے اور افرم اور زردکش نے اس کی مصاحبت کی ہے اور ۲۰/ ذوالقعدہ کو امیر سیف الدین ارغون پانچ ہزار فوج کے ساتھ دمشق پہنچا اور وہ حمص اور ان اطراف کی جانب چلے گئے اور ۷/ ذوالحجہ کو شیخ کمال الدین بن الشریشی مصر سے اپنی وکالت پر قائم رہتے ہوئے پہنچا اور اس کے پاس شامی فوج کی قضاء کا حکمنامہ بھی تھا اور عرفہ کے روز اُسے خلعت دیا گیا اور اس روز تین ہزار جوان سیف الدین ملی کی سرکردگی میں دیارِ مصر سے پہنچے اور اپنے اصحاب کے پیچھے شمالی علاقوں کو چلے گئے اور مہینے کے آخر میں شہاب الدین کاشغری قاہرہ سے پہنچا اور اس کے پاس مشیخۃ الشیوخ کا حکمنامہ تھا، اور وہ خانقاہ میں اترا اور قضاۃ اور اعیان کی موجودگی میں اُسے سنبھال لیا اور ابن الزکی اس سے علیحدہ ہو گیا اور اسی مہینے میں صدر علاؤ الدین بن تاج الدین بن الاثیر مصر کا سیکرٹری بنا اور شرف الدین بن فضل اللہ کو اس سے معزول کر کے بھائی محی الدین کی بجائے دمشق کا سیکرٹری مقرر کیا گیا اور محی الدین صدر مقام کی کتابت پر مسلسل برقرار رہا۔ واللہ اعلم۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

الشیخ الرئیس بدرالدین:

محمد بن رئیس الاطباء ابی اسحاق ابراہیم بن محمد بن طرخان الغاری جو سعد ابن معاذ السویدی کی اولاد میں سے ہیں، جو حوران کے السویداء سے تعلق رکھتے ہیں، آپ نے حدیث کا سماع کیا اور طب میں مہارت حاصل کی، آپ نے الشبلیہ کے نزدیک بستانہ میں وفات پائی اور اپنی قبر میں جو ایک گنبد میں ہے ساٹھ سال کی عمر میں دفن ہوئے۔

شیخ شعبان بن ابی بکر بن عمر الاربلی:

جامع بنی امیہ میں شیخ الحلبیہ، آپ صالح اور مبارک آدمی تھے اور آپ میں بہت بھلائی تھی، آپ بہت عبادت گزار اور فقراء کے لیے راحت پیدا کرنے والے تھے، آپ کا جنازہ بہت بھرپور تھا۔

۲۹/ رجب، بروز ہفتہ ظہر کے بعد جامع میں آپ کا جنازہ پڑھا گیا اور الصوفیہ میں دفن ہوئے، آپ کی عمر ۸۷ سال تھی، آپ

نے بھی احادیث بھی روایت کی ہیں اور مشائخ آپ کے لیے نکلے اور اکابر وہاں حاضر ہوئے۔ رحمہ اللہ۔

شیخ ناصر الدین یحییٰ بن ابراہیم

ابن محمد بن عبدالعزیز العثمانی' آپ تقریباً تیس سال سے مصحف عثمانی کے ناظم تھے اور رمضان کو جمعہ کے بعد آپ کا جنازہ پڑھا گیا اور الصوفیہ میں دفن ہوئے اور نائب السلطنت افرم کو آپ پر اعتقاد تھا' آپ نے ۶۵ سال عمر پائی۔

الشیخ الصالح الجلیل القدوۃ:

ابوعبداللہ محمد بن الشیخ القدوۃ ابراہیم بن الشیخ عبداللہ اموی آپ نے ۲۰/ رمضان کو قاسیون کے دامن میں وفات پائی' اور امراء' قضاۃ اور صدور آپ کے جنازہ میں شامل ہوئے اور جامع مظفری میں آپ کا جنازہ پڑھا گیا' پھر آپ کو آپ کے والد کے پاس دفن کیا گیا اور اس روز آپ کے لیے الصالحیہ کے بازار کو بند کیا گیا اور آپ کو لوگوں کے ہاں وجاہت اور مقبول سفارش حاصل تھی' اور آپ کو فضیلت حاصل تھی' اور آپ محبت کرنے والے تھے اور آپ نے اچھے واقعات کے بارے میں کئی جز جمع کیے۔ اور حدیث کا سماع کیا اور ستر سال کے قریب عمر پائی۔ رحمہ اللہ۔

ابن الوحید کاتب:

الصدر شرف الدین ابوعبداللہ محمد بن شریف بن یوسف الزرعی جو ابن الوحید کے نام سے مشہور تھے اور قاہرہ میں مہر لگانے والے تھے اور آپ کو انشاء میں معرفت حاصل تھی اور اپنے زمانہ میں کتابت میں انتہا کو پہنچے ہوئے تھے اور لوگوں نے آپ سے فائدہ حاصل کیا اور آپ فاضل' دلیر اور شجاع تھے' آپ نے مصر کے منصوری ہسپتال میں ۱۶/ شوال کو وفات پائی۔

امیر ناصر الدین:

محمد بن عماد الدین حسن بن النسائی' آپ طبلخانات کے ایک امیر تھے اور البندق کے حاکم تھے' اور سیف الدین کے بعد بلبان کے والی ہوئے اور رمضان کے آخری عشرہ میں وفات پائی۔

التمیمی الداری:

آپ نے عید الفطر کے روز وفات پائی اور القرافۃ الصغریٰ میں دفن ہوئے اور آپ نے مصر میں وزارت سنبھالی اور آپ بڑے دانا تھے اور معزول ہو کر وفات پائی' آپ نے حدیث کا سماع کیا اور بعض طلبہ نے آپ کو سماع کرایا اور ذوالقعدہ میں امیر کبیر استدمر اور بنخاص کی قلعہ الکرک کے قید خانے میں مر جانے کی خبر دمشق آئی۔

قاضی امام علامہ حافظ سعد الدین:

مسعود الحارثی الحنبلی حاکم مصر' آپ نے حدیث کا سماع کیا اور اکٹھا کیا اور فوقیت حاصل کی اور تصنیف کی اور آپ کو اس فن اور اسانید وفنون میں کمال حاصل تھا اور آپ نے سنن ابوداؤد کے کچھ حصے کی شرح کی اور خوب افادہ کیا اور اچھا اسناد کیا۔ رحمہ اللہ تعالیٰ' واللہ اعلم۔



۷۱۲ھ

اس سال کا آغاز ہوا اور بدھ کا دن تھا اور ان کا ذکر اس سے پہلے سال ہو چکا ہے اور افرم کو امیر فخر الدین اور امیر ارد وکاش اور کے ساتھ دو امیر افرم کے پاس گئے اور وہ سارے چل کر قراسنقر سے جا ملے جو مہنا کے پاس تھا اور انہوں نے سلطان کے پاس خط وکتابت کی اور ان کی حالت وہی تھی جو گزری ہے بیچ کر آگ کی پناہ لینے والوں کی ہوتی ہے اور آخر میں ایلچی آیا کہ افرم' قراسنقر الزردکاش اور ان سے تعلق رکھنے والے سب لوگوں کے ذخائر کی نگرانی کی جائے اور اس نے مہنا کی روٹی بند کر دی اور اس کی جگہ اس کے بھائی محمد کو امیر بنایا اور افواج' ارغون کے ساتھ شمالی علاقوں سے واپس آ گئیں' اور لوگوں کو قراسنقر اور اس کے اصحاب سے ہم وغم پہنچا اور مصر سے سوری حلب کی نیابت پر آیا اور دمشق کے گزرا اور لوگ اور فوج اس کے استقبال کو باہر نکلے اور دسترخوان آیا' اور جمال الدین نائب دمشق کو مصر طلب کرنے کا شاہی فرمان پڑھا گیا۔

پس وہ اسی وقت ڈاک کے گھوڑے پر مصر کی طرف روانہ ہو گیا اور اس نے اپنی نیابت میں لاجین کے غائب ہونے کے متعلق اعتراض کیا اور اس روز اس نے قطب الدین موسیٰ شیخ السلامیہ ناظر الجیش کو مصر طلب کیا اور وہ دن کے آخر میں اس کی طرف روانہ ہو گیا۔ اور اس نے وہاں فخر الدین کاتب کی بجائے' اس کے عزل اور اس کے مطالبے اور اس سے اس کے بہت سے اموال لینے کے حکم کے باعث ۱۰؍ربیع الاول کو فوج کی نگرانی سنبھال لی اور ۱۱؍ربیع الاول کو مصر میں حنابلہ کا فیصلہ قاضی تقی الدین احمد المغر عمر بن عبداللہ بن عمر بن عوض المقدس نے سنبھالا اور وہ شیخ شمس الدین بن العماد کے جو حنابلہ کے پہلے قاضی تھے' بھانجے تھے اور امیر سیف الدین تمر' افرم کی بجائے جو تاتاریوں کی طرف بھاگ گیا تھا طرابلس کی نیابت پر آیا اور ربیع الآخر میں بیبرس العلائی نائب حمص اور بیبرس مجنون اور طوغان اور دیگر چھ امراء کی ایک جماعت ایک دن گرفتار کیے گئے اور انہیں قید کر کے الکرک لایا گیا اور اسی ماہ میں نائب مصر امیر رکن بیبرس الدوادار المنصوری کو گرفتار کیا گیا اور اس کے بعد ارغون الدوادار حاکم بنا اور نائب شام جمال الدین نے الکرک کے نائب اور شمس الدین سنقر الکمالی حاجب الحجاب مصر اور پانچ دیگر امراء کو گرفتار کر لیا اور سب کو قلعہ الکرک کے ایک برج میں قید کر دیا گیا اور اسی مہینے باب السلامیہ کے اندر آگ لگی جس سے بہت سے گھر جل گئے جن میں ابن ابی الغوارس اور الشریف القبانی کا گھر بھی تھا۔

شام پر تنکز کی نیابت:

۲۰؍ربیع الآخر کو جمعرات کے روز' امیر سیف الدین تنکز بن عبداللہ المالکی الناصری' الکرک کے نائب کی گرفتاری کے بعد' نائب بن کر دمشق آیا اور اس کے ساتھ سلطان کے غلاموں کی ایک جماعت بھی تھی' جن میں الحاج ارقطای علی حیز بیبرس العلائی بھی شامل تھا اور لوگ اس کے استقبال کو نکلے اور اس سے بہت خوش ہوئے اور دار السعادۃ میں اترا اور اس کی آمد پر مصر بہت خوشی منائی گئی اور یہ ۲۴؍اگست کا دن تھا اور وہ جمعہ کے روز' حجرہ میں خطبہ میں حاضر ہوا اور اس کے راستے میں اس کے لیے شمعیں جلائی گئیں اور ابن صصری کے لیے شاہی حکم آیا کہ فوج کی قضاء دوبارہ اس کے سپرد کی جائے نیز وہ اوقاف کی نگرانی کرے اور اس کے پیش رو قضاۃ شافعیہ کے دستور کے مطابق کوئی شخص بلاد شام میں نیابت میں اس کا حصہ دار نہ ہو' اور شمس الدین الوطالب بن حمید کے

لیے حکم آیا کہ وہ ابن شیخ السلامیہ کی بجائے جسے مصر میں اقامت اختیار کرنے کا حکم ہوا ہے فوج کی نگہداشت سنبھالے پھر چند دنوں کے بعد صدر الدین ہبۃ اللہ بن شمس الدین ناظر الخزائن پہنچا اور اس نے ابن حمید وابن الامجد رے کام پر مقرر کیا اور ابن الامجد ناظر الجیش کی فوج کی نگرانی کے لیے سفر کر گیا اور اس نے مصر کی نیابت سنبھال لی اور فخر الدین کاتب الممالیک اپنے کام پر واپس آ گیا حالانکہ قطب الدین بن شیخ السلامیہ مجلس اس کے ساتھ تھا۔

اور اس ماہ میں شیخ محمد بن قوام اور اس کے ساتھ صالحین کی ایک جماعت' ابن زہرۃ المغربی جو الکلاسہ کے ساتھ گفتگو کرتا تھا' کی نگرانی کرنے لگے اور انہوں نے اس کے خلاف ایک محضر لکھا جو اس بات کو متضمن تھا کہ وہ قرآن کے ساتھ تمسخر کرتا ہے اور اہل علم کے بارے میں اعتراضات کرتا ہے' اُسے دارالعدل میں بلایا گیا تو اس نے تابعداری اختیار کر لی اور اس کا خون گرنے سے بچ گیا اور اس پر سخت تعزیر لگائی گئی اور اُسے ملک کے اندر اور باہر پھرایا گیا اور اس کا سر ننگا اور چہرہ الٹا اور پشت مضروب تھی اور اس کے متعلق اعلان ہو رہا تھا کہ یہ اس شخص کی جزا ہے جو معرفت کے بغیر علم کے بارے میں گفتگو کرتا ہے' پھر اُسے قید کر دیا گیا پھر چھوڑ دیا گیا اور وہ قاہرہ کی طرف بھاگ گیا پھر ڈاک کے گھوڑے پر شعبان میں واپس آیا اور اسی حالت کی طرف واپس آ گیا جس پر پہلے قائم تھا۔

اور اس سال بہادر اص صغد کی نیابت سے دمشق کی طرف آیا اور لوگوں نے اُسے مبارکباد دی' اور اس سال سلطان کا ایک خط دمشق آیا کہ کسی کو مال اور رشوت سے متصرف نہ بنایا جائے بلاشبہ یہ بات غیر مستحق اور نااہل کی ولدیت تک پہنچا دیتی ہے' ابن زملکانی نے اسے منبر پر پڑھا اور اس کی طرف سے ابن حبیب مؤذن نے پہنچایا اور اس کا سبب شیخ تقی الدین ابن تیمیہ تھے رحمہ اللہ۔

اور رجب اور شعبان میں دمشق میں اس وجہ سے لوگوں کو خوف لاحق ہوا کہ تاتاری' شام آنے کے لیے مارچ کر چکے ہیں' پس لوگ اس بات سے گھبرا گئے اور ان میں سے بہت سے لوگ شہر کی طرف آ گئے اور دروازوں میں اژدھام کرنے لگے اور یہ رمضان کا واقعہ ہے اور افواہیں بہت زیادہ ہو گئیں کہ وہ الرحبہ تک پہنچ چکے ہیں اور اسی طرح یہ بات بھی مشہور ہو گئی کہ یہ قراسنقر اور اس کے رشتہ داروں کی وجہ سے ہوا۔ واللہ اعلم۔

اور رمضان میں سلطان کا خط آیا کہ جو شخص قتل کرے اس پر کوئی زیادتی نہ کرے بلکہ قاتل کا پیچھا کرے' حتیٰ کہ شرع شریف کے مطابق اس سے قصاص لے لے' پس ابن زملکانی نے نائب السلطنت ابن تنکز کی موجودگی میں اسے منبر پر پڑھا اور اس کا باعث ابن تیمیہ تھے۔ آپ ہی نے اس کا اور اس سے پہلے خط کا حکم دیا تھا اور یکم رمضان کو تاتاریوں نے الرحبہ پہنچ کر بیس روز تک اُس کا محاصرہ کیے رکھا اور اس کے نائب امیر بدرالدین موسیٰ الازدکشی نے ان سے پانچ دن تک بڑی جنگ کی اور انہیں اس سے روک دیا اور رشید الدولہ نے مشورہ دیا کہ وہ سلطان خربندا کی خدمت میں جائیں اور اُسے ہدیہ دیں اور اس کے عفو طلب کریں۔

پس قاضی نجم الدین اسحاق آیا اور انہوں نے اسے پانچ گھوڑے اور دس بورے شکر دی اور اس نے اسے قبول کر لیا اور اپنے ملک کو واپس آ گیا اور حمص' حماۃ اور حلب کے شہر ان سے خالی ہو چکے تھے اور ان کی اکثریت ویران ہو چکی تھی پھر جب انہیں یقین ہو گیا کہ تاتاری الرحبہ سے واپس جا چکے ہیں تو وہ ان کی طرف پلٹ آئے اور حالات ٹھیک ہو گئے اور دل مطمئن ہو گئے اور خوشی کے

شادیانے بج گئے اور ائمہ نے قنوت چھوڑ دی اور خطیب نے عید کے روز خطبہ دیا اور لوگوں سے بہت سے اس نعمت کا ذکر کیا اور تاتاریوں کی واپسی کا سبب چارے کی کمی نرخوں کی گرانی اوران میں سے لوگوں کی موت تھی اوران کے سلطان کو واپسی کا مشورہ رشیداور جوبان نے دیا۔

اور ۸ رشوال کو تاتاریوں سے ملاقات کے لیے سلطان کے مصر سے روانہ ہونے کے باعث دمشق میں خوشی کے شادیانے بجے اور ۱۵ رشوال کو قافلہ نکلا اوران کا امیر حسام الدین لاجین والی البر تھا اور مصری افواج' دستوں کی صورت میں آئیں اور دمشق میں سلطان کی آمد دخول ۲۳ رشوال کو ہوا اور لوگ اس کے دخول کے لیے جمع ہوئے اور قلعہ میں اترا اور شہر کو آراستہ کیا گیا' اور خوشی کے شادیانے بجائے گئے' پھر وہ اسی شب کو محل کی طرف منتقل ہو گیا اور جامع کے حجرہ میں جمعہ کی نماز پڑھی اور خطیب کو خلعت دیا' اور وہ سوموار کے روز دارالعدل میں بیٹھا اور اس کا وزیر' امین الملک منگل کے روز اس ماہ کی ۲۰ رتاریخ کو آیا اور شیخ علامہ تقی الدین ابوالعباس احمد بن تیمیہ' سلطان کے ساتھ بدھ کے روز ذوالعقدہ کے آغاز میں دمشق آئے اور آپ سات سال سے دمشق سے غائب تھے اور آپ کے ساتھ آپ کے دونوں بھائی اور آپ کے اصحاب کی ایک جماعت بھی تھی اور بہت سے لوگ آپ کا استقبال کو نکلے اور آپ کی آمد' عافیت اور دید سے خوش ہوئے۔ حتیٰ کہ بہت سی عورتیں بھی آپ کو دیکھنے کے لیے باہر نکلیں اور سلطان نے مصر سے آپ کو اپنے ساتھ رکھا اور آپ اس کے ساتھ جنگ کی نیت سے نکلے اور جب آپ کو یقین ہو گیا کہ جنگ نہیں ہوگی اور یہ کہ تاتاری اپنے ملک کو واپس چلے گئے ہیں تو آپ نے غزہ سے فوج سے علیحدگی اختیار کر لی۔ اور قدس کی زیارت کی اور وہاں کئی روز قیام کیا پھر عجلون' بلادالسواء اور زرع کی طرف روانہ ہو گئے۔ اور یکم ذوالقعدہ کو دمشق پہنچے اور اس میں داخل ہوئے اور آپ کو معلوم ہوا کہ سلطان اپنے خواص چالیس امراء کے ساتھ ۲ رذوالقعدہ کو جمعرات کے روز حجاز شریف چلا گیا ہے پھر شیخ دمشق پہنچے اور وہاں ٹھہرنے کے بعد مسلسل بقیہ علوم میں لوگوں سے اشتغال کرنے' علم پھیلانے' کتابیں تصنیف کرنے اور لوگوں کو گفتگو اور طویل تحریرات کے ذریعے فتوے دینے اور شرعی احکام میں اجتہاد کرنے میں مصروف رہے' اور بعض احکام میں آپ نے اپنے اجتہاد سے مذاہب اربعہ کے ائمہ کے مطابق فتوے دیئے اور بعض میں ان کے خلاف فتوے دیئے اور جو کچھ ان کے مذہب کے بارے میں مشہور ہے اس کے خلاف فتوے دیئے اور آپ کے اجتہاد فتاویٰ کی کئی مجلدات ہیں اور آپ کتاب وسنت اور اقوال اصحاب وسلف سے اس پر دلیل لائے ہیں۔

اور جب سلطان حج کو روانہ ہوا تو اس نے عساکر وافواج کو شام میں منتشر کر دیا' اور ارغون کو دمشق میں چھوڑا' اور جمعہ کے روز شیخ کمال الدین زملکانی نے ابن الشریشی کی بجائے وکالت بیت المال کا خلعت پہنا اور وہاں کھڑکی میں حاضر ہوا اور سلطان کے وزیر نے شہر کے بارے میں گفتگو کی اور بہت سے اموال طلب کئے اور کوڑوں سے مارا' اور رؤساء کی ایک جماعت کی اہانت کی' جن میں ابن فضل اللہ محی الدین بھی شامل تھا اور اس روز شہاب الدین بن جہبل کو نجم الدین داؤد الکردی متوفی کی بجائے بیت المقدس میں الصلاحیہ کی تدریس کے لیے متعین کیا گیا اور آپ نے وہاں تقریباً تیس سال مدرس رہے۔ ابن جہبل عیدالاضحیٰ کے بعد قدس کی طرف روانہ ہو گیا۔

اور اس سال شاہ قبچاق طغطائی خان نے وفات پائی اور اس نے ۲۳ سال حکومت کی اور اس کی عمر ۳۸ سال تھی اور وہ ذہین

[illegible] کی پرستش کرتا تھا [illegible] کی تعظیم کرتا تھا اور تمام لوگوں سے بڑھ کر مسلمانوں کی عزت کرتا تھا اور اس کی فوج بہت بڑی تھی اور اس فوج کی کثرت' قوت' تعداد اور تیاری کی وجہ سے کوئی شخص اس سے جنگ کرنے کی جسارت نہیں کرتا تھا' بیان کیا جاتا ہے کہ اس نے ایک دفعہ اپنی فوج کے ہر دس میں ایک کا دستہ بنایا تو وہ دستہ دولاکھ پچاس ہزار تک پہنچ گیا' اس نے اس سال کے رمضان میں وفات پائی اور اس کے بعد اس کا بھتیجا ازبک خاں بادشاہ بنا اور وہ مسلمان تھا اور اس نے اپنے ملک میں دین اسلام کو غالب کیا اور بہت سے امرائے کفار کو قتل کر دیا اور وہاں دیگر قوانین پر محمدی قوانین غالب آ گئے وللہ الحمد والمنۃ علی الاسلام والسنۃ۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

حاکم ماردین ملک منصور:

نجم الدین ابوالفتح غازی بن ملک مظفر قرارسلان بن ملک سعید نجم الدین غازی بن ملک منصور ناصر الدین ارتق بن المنی بن تمرتاش بن غازی بن ارتق الارتقی' کئی سالوں سے اصحاب ماردین تھے آپ خوبصورت' بارعب' فربہ اندام اور بڑے بدن والے شیخ تھے اور جب سوار ہوتے تو آپ کے پیچھے اس خوف سے ایک پالکی ہوتی کہ آپ تھک جائیں تو اس میں سوار ہو جائیں' آپ نے ۹ ربیع الآخر کو وفات پائی' اور قلعہ کے نیچے اپنے مدرسہ میں دفن ہوئے آپ کی عمر ستر سال سے زیادہ تھی اور آپ نے تقریباً بیس سال حکومت کی اور آپ کے بعد آپ کا بیٹا عادل بادشاہ بنا' اور وہ سترہ دن بادشاہ رہا پھر اس کا بھائی منصور بادشاہ بن گیا۔

امیر سیف الدین قطلوبک الشحی:

آپ دمشق کے کبار امراء میں سے تھے آپ نے اس سال میں وفات پائی۔

الشیخ الصالح نور الدین:

ابوالحسن علی بن محمد بن ہارون بن محمد بن ہارون بن علی بن حمید الثعلبی الدمشقی' قاہرہ میں حدیث کے قاری اور اس کے مسند' آپ نے ابن الزبیدی' ابن اللیثی' جعفر الہمدانی' ابن الشیرازی اور بہت سے لوگوں سے روایت کی ہے اور امام علامہ تقی الدین سبکی نے آپ کے لیے مشیخت تیار کی اور آپ صالح شخص تھے اور آپ نے ۱۹ ربیع الآخر کو منگل کی صبح کو وفات پائی آپ کا جنازہ بہت بھرپور تھا۔

امیر کبیر ملک مظفر:

شہاب الدین غازی بن ملک ناصر داود بن المعظم' آپ نے حدیث کا سماع کیا اور آپ متواضع شخص تھے' آپ نے ۱۲ رجب کو مصر میں وفات پائی اور قاہرہ میں دفن ہوئے۔

قاضی القضاۃ شمس الدین:

ابوعبداللہ محمد بن ابراہیم بن داود بن خازم الازرعی الحنفی' آپ فاضل آدمی تھے' آپ نے پڑھایا اور فتویٰ دیا اور دمشق میں

ایک سال دمشق کی قضا سنبھالی پھر معزول ہو گئے اور مدت تک [illegible] رہے پھر قاہرہ [illegible] مصر کی طرف [illegible] اور [illegible]
سعید السعداء میں قیام کیا اور ۲۲ رجب کو بدھ کے روز وفات پا گئے واللہ اعلم۔

۷۱۳ھ

اس سال کا آغاز ہوا تو حکام وہی تھے جو تھے اور سلطان حجاز میں ابھی نہیں آیا تھا اور امیر سیف الدین ہفتے کے روز یکم محرم کو حجاز سے تجلیس آیا اور اس نے سلطان کی سلامتی کی خبر دی اور یہ کہ وہ اس سے مدینہ نبویہ سے جدا ہوا تھا اور یہ کہ وہ ملک کے نزدیک آ گیا ہے سو اس کی سلامتی کی خوشی میں خوشی کے شادیانے بجائے گئے پھر ایلچی نے ۲ محرم اتوار کے روز اس کے الکرک میں داخل ہونے کے متعلق بتایا اور جب ۱۱ محرم کو منگل کا دن آیا تو وہ دمشق میں داخل ہوا اور لوگ حسب دستور اس کے استقبال کو نکلے اور میں نے اس سال اس کی واپسی کو دیکھا ہے۔ اس کے ہونٹ پر ایک کاغذ تھا۔ جس نے اُسے اس پر چپکایا ہوا تھا' وہ محل میں اترا' اور اس نے ۱۴ محرم کو خطابت کے حجرہ میں جمعہ پڑھا اور اس سے اگلا جمعہ بھی وہیں پڑھا اور ۱۵ محرم کو ہفتہ کے روز میدان میں پولو کھیلا' اور اس نے ۱۱ محرم اتوار کے روز کچہریوں کی نگہداشت الصاحب شمس الدین غبریال کے سپرد کی' اور کچہریوں کا انتظام القرمانی کے بجائے فخر الدین الاعسری کے سپرد کیا' اور القرمانی' الرحبہ کی نیابت کے لیے روانہ ہو گیا اور اس نے ان دونوں کو اور ابن صصری اور فخر کاتب الممالیک کو خلعت دیئے اور وہ حج میں سلطان کے ساتھ تھا اور اس سے شرف الدین بن صصری کو محل کا حاجب مقرر کیا اور فخر الدین ابن شیخ السلامیہ نے جامع کی نگہداشت سنبھالی اور بہاء الدین نے اوقات کی نگہداشت اور المنکورسی نے اوقاف کا انتظام سنبھالا اور سلطان دیار مصر کی طرف ۲۷ محرم کو جمعرات کی صبح کو واپس گیا اور افواج اس کے آگے اور اس کے ساتھ آ گے چلیں اور صفر کے آخر ڈاک کے گھوڑوں پر ایلچیوں میں شیخ صدر الدین الوکیل اور موسیٰ بن مہنا اور امیر علاء الدین الطنبغا گزرے اور تدمر میں اس سے ملاقات کی' پھر الطنبغا اور ابن الوکیل قاہرہ واپس آ گئے۔

اور جمادی الآخرۃ میں امین الملک اور بڑے لوگوں کی ایک جماعت کو گرفتار کیا گیا اور ان سے بہت سے اموال کا مطالبہ کیا گیا اور اس کے عوض والی خزانہ بدر الدین ترکمانی کو مقرر کیا گیا اور رجب میں چار مجانیق مکمل ہو گئیں اور ایک قلعہ دمشق کے لیے اور تین کو اٹھا کر الکرک کی طرف لے جایا گیا اور دو کو میدان کے دروازے پر پھینک دیا گیا اور نائب السلطنت تنکز اور عوام حاضر ہوئے اور شعبان میں نہر کی کھدائی مکمل ہو گئی جسے حلب کے نائب سودی نے وہاں بنایا تھا اور نہر الساجور سے نہر قویق تک اس کی لمبائی چالیس ہزار ہاتھ تھی اور چوڑائی اور گہرائی دو دو ہاتھ تھی اور اس پر تین لاکھ درہم خرچ آئے اور اس نے عدل کیا اور اس نے اس میں کسی پر ظلم نہیں کیا اور ۸ شوال کو ہفتے کے روز دمشق سے قافلہ نکلا اور اس کا امیر سیف الدین بلبای التتری تھا' اور اس سال حاکم حماۃ اور بہت سے رومیوں اور مسافروں نے حج کیا' اور ۲۶ ذوالحجہ کو ہفتے کے روز' قاضی قطب الدین موسیٰ ابن شیخ السلامیہ مصر سے شامی افواج کی نگہداشت کو پہنچا جیسا کہ وہ اس سے پہلے تھا' اور معین الدین بن الخشیش رمضان میں الصاحب شمس الدین بن غبریال کے ساتھ اور ناظر الجیوش کے پہنچنے کے دو دن بعد مصر گیا اور جاگیروں کے ازالہ کے مقتضی کے مطابق خوشخبریاں آئیں کیونکہ سلطان نے چار ماہ سوچ و بچار کرنے کے بعد یہ رائے قائم کی تھی۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

شیخ امام محدث فخر الدین:

ابو عمرو عثمان بن محمد بن عثمان بن ابی بکر بن محمد بن داؤد التوزی نے مکہ میں اتوار کے روز ۱۱/ربیع الآخرہ کو وفات پائی اور آپ نے کثیرت سماع کیا اور آپ نے ایک ہزار سے زائد شیوخ نے اجازت دی اور نے بڑی بڑی کتابیں وغیرہ پڑھیں تیس بار سے زائد دفعہ بخاری کو پڑھا۔

غرالدین محمد بن العدل:

شہاب الدین احمد بن عمر بن الیاس الرہاوی' آپ پورے اوقاف وغیرہ کا انتظام کرتے تھے اور آپ امین الملک کے خاص آدمیوں میں سے تھے اور جب آپ کو مصر میں گرفتار کرلیا گیا تو آپ نے اُسے الغد راد یۃ میں قید ہوتے ہوئے ڈاک کے گھوڑوں پر حاضر ہونے کا پیغام بھیجا۔

اور آپ نے ۱۹/جمادی الاخرۃ جمعرات کی رات کو الدرستہ الغد راد یۃ میں وفات پائی۔ اور آپ کی عمر ۳۵ سال تھی اور آپ نے ابن طبرزد الکندی سے سماع کیا تھا اور دوسرے دن باب الصغیر میں دفن ہوئے اور آپ نے اپنے دو بچے جمال الدین محمد اور غرالدین چھوڑے۔

الشیخ الکبیر المقری:

شمس الدین القصاری' ابوبکر بن عمر بن السبع الجزری جو المقصاری کے نام سے مشہور اور نائب خطیب تھے' آپ لوگوں کو سبع قراءت اور دیگر شواز پڑھاتے تھے اور آپ کو نحو سے بھی لگاؤ تھا اور متقی اور مجتہد بھی تھے آپ نے ۲۱/جمادی الآخرۃ ہفتے کی رات کو وفات پائی اور دوسرے دن قاسیون کے دامن میں رباط ناصری کے سامنے دفن ہوئے اور آپ کی عمر ۸۰ سال سے متجاوز تھی۔

۷۱۴ھ

اس سال کا آغاز ہوا تو وزیر امین الملک کے سوا حکام وہی تھے' جو اس سے پہلے سال تھے اور امین الملک کی جگہ بدرالدین ترکمانی وزیر تھا اور ۴/محرم کو الصاحب شمس الدین غبریال مصر سے کچہریوں کی نگہداشت کے لیے واپس آ گیا اور آپ کے اصحاب نے آپ کا استقبال کیا اور ۱۰/محرم کو جمعہ کے دن نائب السلطنت' قضاۃ اور امراء کی موجودگی میں منبر پر سلطان کا خط پڑھا گیا جو ۶۹۸ھ سے لے کر ۷۱۳ھ تک باقی ماندہ لوگوں کی آزادی کو متضمن تھا' پس سلطان کے لیے بہت دعائیں ہوئیں اور جمال الدین بن القلانسی پڑھنے والا اور مؤذن صدرالدین بن صبح اس کا پہنچانے والا تھا' پھر دوسرے جمعہ میں ایک دوسرا حکم پڑھا گیا جس میں قیدیوں کے چھوڑنے کا حکم تھا نیز یہ کہ ہر ایک سے نصف درہم لیا جائے اور حکم میں غصب وغیرہ میں کسانوں کو بیگار سے چھڑانا تھا اس خط کو ابن زملکانی نے پڑھا اور امین الدین محمد بن مؤذن النجیبی نے اُسے اس کی طرف سے پہنچایا اور محرم میں سلطان نے نورالدین علی البکری فقیہ کو اپنے سامنے حاضر کیا اور اس کے قتل کرنے کا ارادہ کیا اور امراء نے اس کے متعلق سفارش کی تو اس نے اُسے جلا وطن کر دیا

اور اسے فتویٰ اور علم کے بارے میں گفتگو کرنے سے منع کر دیا اور جب اسے شیخ تقی الدین بن تیمیہ کی طرف سے طلب کیا گیا تو وہ بھاگ گیا اور روپوش ہو گیا اور اس کے بارے میں بھی اسی طرح سفارش کی گئی۔ پھر جب سلطان کو اس پر کامیابی حاصل ہوئی اور اس نے اس کے قتل کا ارادہ کیا تو امراء نے اس کے بارے میں سفارش کی اور اس نے اسے جلا وطن کر دیا اور اسے گفتگو اور فتویٰ سے روک دیا اور یہ اس وجہ سے ہوا کہ وہ تکفیر اور قتل کے بارے میں جرأت اور جلد بازی سے کام لیتا تھا اور جہالت اسے اس بات پر آمادہ کرتی تھی اور صفر کے آغاز میں جمعہ کے روز ابن زملکانی نے نائب سلطان قاضی کی موجودگی میں منبر پر سلطانی خط پڑھا اور اس میں قواسیر اور نبیذ کی ضمانت کے ابطال کا بیان تھا سو لوگوں نے سلطان کے لیے دعائیں کیں اور ربیع الاول کے آخر میں قضاۃ گواہوں کے بارے میں غور کرنے کے لیے جامع میں اکٹھے ہوئے اور انہوں نے ان کے مساجد میں بیٹھنے سے منع کر دیا یہ کہ ان میں سے کوئی شخص دو مرکزوں میں نہ رہے' اور یہ کہ وہ کتابوں کے ثبوت کی ذمہ داری نہ لیں اور نہ ادائے شہادت پر اجر لیں اور نہ کسی کی غیبت کریں اور معیشت میں ایک دوسرے سے انصاف کریں پھر وہ دوبارہ اس کام کے لیے بیٹھے اور تیسری بار وعدہ کیا لیکن ان کا اجتماع نہ ہو سکا۔ اور نہ کوئی اپنے مرکز سے الگ ہوا۔

اور اس ماہ کی ۲۵ رتاریخ کو بدھ کے روز بدرالدین بن بفیان کے لیے ابن صصری کے گھر میں مجلس منعقد ہوئی اور اس پر قراءت کے بارے میں کچھ اعتراضات کیئے اور اس نے کلیۃً پڑھانا چھوڑ دیا پھر کچھ دنوں بعد اس نے پڑھانے کے بارے اجازت طلب کی' اور اس نے اُسے اجازت دی اور وہ ظہر وعصر کے درمیان جامع میں بیٹھا اور حسب دستور اس کا حلقہ بن گیا اور ۱۵ ررجب کو نائب حلب امیر سیف الدین سودی فوت ہو گیا اور اپنی قبر میں دفن ہوا اور علاؤالدین الطنبغا الصالحی الحاجب نے اس نیابت سے قبل مصر میں اس کی جگہ سنبھالی اور ۹ رشعبان کو اس نے شرف الدین عدنان کو اس کے والد امین الدین بن جعفر کے بعد اشراف کی نقابت کا خلعت دیا۔ اس نے گزشتہ ماہ وفات پائی تھی۔

اور ۵ رشوال کو ملک شمس الدین درباج بن ملک شاہ بن رستم حاکم کیلان' قاسیون کے دامن میں اپنی مشہور قبر میں دفن ہوا اور اس نے اس سال حج کیا اور جب وہ غباغب مقام پر پہنچا تو ۲۶ ررمضان کو ہفتے کے روز اس کی موت نے اُسے آلیا اور اُسے اٹھا کر دمشق لایا گیا۔ اور اس کا جنازہ پڑھا گیا اور اس قبر میں دفن ہوا جو اس کے لیے خریدی گئی اور مکمل ہوئی اور وہ بہت اچھی بنی اور وہ جامع مظفری کے مشرق میں کرایہ پر گدھے دینے والوں کے ہاں مشہور ہے۔ اور وہ ۲۵ سال کیلان کی مملکت کا بادشاہ رہا اور اس کی عمر ۵۴ سال تھی اور اس نے وصیت کی کہ اس کی طرف سے ایک جماعت حج کرے تو ایسا ہی کیا گیا۔

اور ۳ رشوال کو قافلہ روانہ ہوا' اور اس کا امیر سیف الدین سنقر الابراہیمی اس کا قاضی محی الدین قاضی الزبدانی تھا اور ۷ رذوالقعدہ کو جمعرات کے روز قاضی بدرالدین بن الحداد قاہرہ سے دمشق کی جانچ پڑتال کا کام سنبھالنے آیا اور اس نے فخر الدین سلیمان البصراوی کے عوض اُسے خلعت دیا' وہ معزول ہو کر جلدی سے جنگل کی طرف روانہ ہو گیا تا کہ سلطان کے لیے گھوڑے خریدے اور مذکورہ منصب کے لیے انہیں بطور رشوت پیش کرے اور اتفاق سے ماہ مذکور کی سترہ تاریخ کو جنگل میں اس کی موت ہو گئی اور اُسے بصریٰ لا کر ۸ رذوالقعدہ کو اس کے اجداد کے پاس وہاں دفن کر دیا گیا اور وہ خوبصورت اور خوش اخلاق نوجوان تھا اور اس ماہ

[illegible] قید کر دیا گیا اور اس کی جگہ سیف الدین بلبان المحدی نے سنبھال لی اور ۲۰ ذوالحجہ کو امیر علاء الدین علی بن محمود بن معبد بعلبکی نے شرف الدین عیسیٰ بن ابرکاش کی بجائے البر کی ولایت سنبھال لی اور عید الاضحیٰ کے روز امیر علاؤ الدین بن تتح مصر سے آیا اور اسے رہا کر دیا گیا اور امراء نے اسے سلام کیا اور اس ماہ امین الملک کو مصر میں دوبارہ ناظروں کا ناظر بنا دیا گیا اور اس نے سعد الدین حسن بن الاقفہسی کی بجائے الصاحب بہاءالدین النابلسی کو خزانہ کے ناظر کا خلعت دیا اور اس میں شامی افواج کے لیے سلطان کا حکم ایلچی لے کر آئے کہ وہ حلب کی طرف روانہ ہو جائیں اور سب فوجوں کا سالار نائب شام تنکز ہوگا اور مصر سے چھ ہزار جانباز امیر سیف الدین بکتمر الابوبکری کی سرکردگی میں آئے اور ان میں تجلیس بدرالدین الوزیری، لتتشلی، ابن طیبرس شاطی اور ابن وغیرہ بھی شامل تھے اور وہ نائب شام تنکز کے آگے بلاد حلب کی طرف بڑھے۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

سودی نائب حلب:

آپ نے رجب میں وفات پائی اور اپنی قبر میں دفن ہوئے اور آپ ہی حلب کی طرف نہر جاری کرنے کا سبب تھے۔ جس پر تین لاکھ درہم لاگت آئی آپ کی سیرت اور طریق قابل ستائش تھا۔

الصاحب شرف الدین:

یعقوب بن مرہز آپ نے شعبان میں وفات پائی اور آپ اپنے اہل اور قرابت داروں کے ساتھ نیک سلوک کرنے والے تھے۔

شیخ رشید ابوالفداء اسماعیل:

ابو محمد قرشی حنفی جو ابن المعلم کے نام سے مشہور ہیں آپ بڑے فقہاء اور مفتیوں میں سے تھے اور آپ مختلف علوم اور فوائد وفرائد کے حامل تھے اور لوگوں سے الگ تھلگ اور بے رغبت تھے آپ نے مدت تک البلخیہ میں پڑھایا پھر آپ نے اُسے اپنے بیٹے کے لیے چھوڑ دیا اور مصر کی طرف روانہ ہو گئے اور وہاں قیام پذیر ہو گئے اور آپ کو دمشق کی قضاء کی پیشکش کی گئی مگر آپ نے قبول نہ کی' آپ کی عمر ۷۰ سال سے زیادہ تھی اور ۱۵ رجب بدھ کی سحر کو آپ نے وفات پائی اور القرافہ دفن ہوئے۔

شیخ سلیمان ترکمانی:

وہ بدحواس جو علبیین میں اپنی محبت کی جگہ پر بیٹھا کرتا تھا اور اس سے پہلے باب البرید کے طہارت خانے میں مقیم تھا اور وہ نجاستوں سے پرہیز نہیں کرتا تھا اور نہ نمازیں پڑھتا تھا اور بعض رذیل لوگ اس کے متعلق ان رذیلوں کے قاعدے کے مطابق عقیدہ رکھتے تھے' جو ہر کائیں کائیں کرنے والے بدحواس اور پاگل کے پیروکار ہوتے ہیں اور وہ خیال کرتے ہیں کہ اُسے مکاشفہ ہوتا ہے اور وہ صالح آدمی ہے' اسے بہت برفباری کے دن باب الصغیر میں دفن کیا گیا۔

شیخہ صالحہ عابدہ زاہدہ ام زینب:

فاطمہ بنت عباس بن ابی الفتح بن محمد البغدادیہ نے عرفہ کے روز بیرون قاہرہ وفات پائی اور بہت مخلوق نے اسے دیکھا آپ عالمہ فاضلہ عورتوں میں سے تھیں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتی تھیں اور احمدیہ کے عورتوں اور مردوں کے مواخات کرنے کے بارے میں نگرانی کرتی تھیں اور ان کے احوال اور اہل بدعت وغیرہ کے اصول کا انکار کرتی تھیں اور ایسے کام کرتی تھیں جو مرد بھی نہیں کر سکتے اور آپ شیخ تقی الدین ابن تیمیہ کی مجلس میں حاضر ہو کر آپ سے استفادہ کیا کرتی تھیں اور میں نے شیخ تقی الدین کو آپ کی تعریف کرتے اور آپ کے فضل وعلم کی صفت بیان کرتے سُنا ہے اور آپ کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ آپ کو بہت سے یا اکثر مغنی یاد تھے۔ اور شیخ آپ کے کثرت سوال، حسن سوال اور آپ کے سرعت فہم کی وجہ سے آپ کے لیے تیاری کرتے تھے، آپ نے بہت سی عورتوں کو قرآن ختم کرایا ہے جن میں میری بیوی کی ماں عائشہ بنت صدیق اور شیخ جمال الدین المزی کی بیوی بھی شامل ہیں۔ اور آپ ہی نے اپنی بیٹی میری بیوی امتہ الرحیم زینب کو پڑھایا ہے۔ رحمہن اللہ واکرمہن برحمتہ وجنتہ آمین۔

۷۱۵ھ

اس سال کا آغاز ہوا تو شہروں کے حکام وہی تھے جو اس سے پہلے سال میں بیان ہو چکے ہیں۔

فتح ملطیہ:

محرم کے آغاز میں سوموار کے روز سیف الدین تنکز فوجوں کے ساتھ ملطیہ کو روانہ ہوا اور طلب کیے ہوئے لوگ بھی اپنے اپنے جھنڈوں کے نیچے نکلے اور ان کے پاس جو تعداد اور جنگی ہتھیار تھے وہ بھی انہوں نے نکالے اور وہ ایک جشن کا دن تھا اور فوج کے ساتھ ابن صصری بھی نکلا کیونکہ وہ افواج کا قاضی اور شامیوں کا قاضی القضاۃ تھا اور اس ماہ کی گیارہ تاریخ کو چل کر حلب میں داخل ہوئے اور وہ ۱۶ تاریخ کو بلاد روم سے ملطیہ پہنچے اور انہوں نے ۲۱ محرم کو اس کا محاصرہ شروع کر دیا، اور وہ محفوظ اور مضبوط ہو گیا اور اس کے دروازے بند کر دیئے گئے اور جب انہوں نے فوج کی کثرت کو دیکھا تو اس کا متولی اور قاضی اترے اور انہوں نے امان طلب کی اور انہوں نے مسلمانوں کو امان دی اور اس میں داخل ہو گئے اور انہوں نے ارمن کے بہت سے لوگوں اور انصاری کو قتل کر دیا اور بہت سے بچوں کو قتل کر دیا اور یہ بات بعض مسلمانوں تک تجاوز کر گئی اور انہوں نے بہت سی چیزیں غنیمت میں حاصل کیں اور مسلمانوں کے بہت سے اموال لے لیے گئے اور وہ تین دن بعد بدھ کے روز ۲۴ محرم کو عین تاب کی جانب مرج دابق کی طرف پلٹ آئے اور دمشق کو آراستہ کیا گیا اور خوشی کے شادیانے بج گئے اور بکلمیش صفر کو نائب ملطیہ سلطان کی طرف کوچ کر گیا اور اس ماہ کے نصف میں اس کا قاضی الشریف شمس الدین پہنچا اور اس کے ساتھ اس کے بہت سے مسلمان باشندے بھی تھے، اور ۱۶ ربیع الاول جمعہ کے دن کی صبح کو تنکز دمشق میں داخل ہوا، اور اس کی خدمت میں شامی اور مصری فوجیں آئیں اور لوگ حسب عادت کشائش کے لیے نکلے، اور مصریوں نے تھوڑی دیر قیام کیا اور پھر وہ قاہرہ کی طرف کوچ کر گئے اور ملطیہ جوبان کی جاگیر تھا جو شاہ تاتار نے اُسے دی تھی۔ اور اس نے وہاں ایک کردی شخص کو نائب مقرر کیا، اور اس نے زیادتی، ظلم اور برائی کی اور اس کے باشندوں نے سلطان ناصر سے خط وکتابت کی اور انہوں نے اس کی رعیت ہونا پسند کیا، اور جب وہ اس کی طرف روانہ ہوئے اور اس پر قبضہ کر لیا اور جو اس

میں کرتا تھا [illegible] تو اس کے بعد [illegible] آیا اور [illegible] سے آیا گیا اور دمشق وغیرہ والوں کو اس کی طرف واپس کیا۔

اور اس ماہ کی ۱۹ر تاریخ کو ہمارے پاس بلتمر حاجب اور ایدغدی شقیر وغیرہ کی گرفتاری کی خبر پہنچی اور جمعرات کے روز اس ماہ کے آغاز میں ہوا اور یہ گرفتاری اس لیے ہوئی کہ انہوں نے سلطان کے متعلق اتفاق کیا اور اسے اس کی اطلاع مل گئی تو اس نے انہیں گرفتار کر لیا اور ان کے اموال وذخائر کی نگرانی کی گئی اور بلتمر کے بہت سے اموال' سامان لکڑیاں اور بہت سے ذخائر ظاہر ہوئے اور مجلسیں قاہرہ سے آیا اور طرابلس کی طرف جاتے ہوئے دمشق سے گزرا' پھر وہ سرعت سے آیا اور اس کے ساتھ امیر سیف الدین تمیر نائب طرابلس بھی زیر نگرانی تھا اور امیر سیف الدین بہادر آص المنصوری دمشق میں گرفتار کیا گیا اور پہلے کو قاہرہ لایا اور اس کی جگہ طرابلس کی نیابت پر کسنائی کو مقرر کیا اور دوسرے کو سوار کرایا گیا اور لوگوں نے اس پر غم کیا اور اس کے لیے دعا کی' اور ۲۱ر ربیع الآخر کو جمعرات کے روز عزالدین بن مبشر' محتسب اور ناظر اوقاف بن کر دمشق آیا ابن الحداد احتساب سے اور ابہاء الدین اوقاف کی نگرانی سے واپس چلے گئے اور ۱۳ر جمادی الاولیٰ سوموار کی شب کو باب الصغیر کے اندر مسجد الشنباشی کے آگے آگ لگ گئی جس میں گھر' اموال اور سامان اور دو کانیں جل گئیں اور ۱۶ر جمادی الآخرۃ کو بدھ کے روز' قاضی ملطیہ الشریف شمس الدین نے قاضی القضاۃ حنفی بصروی کی بجائے مدرسہ خاتونیہ برانیہ میں درس دیا اور اس کے پاس اعیان حاضر ہوئے اور وہ صاحب فضیلت اور خوش اخلاق آدمی تھے اور ملطیہ کے قاضی تھے اور تقریباً بیس سال سے وہاں خطیب تھے۔

اور ۴ر جمادی الاخرۃ کو جمعرات کے روز ابن الحداد کو دوبارہ محتسب مقرر کر دیا گیا اور ابن مبشر ناظر اوقاف قائم رہا۔ اور ۹ر جمادی الآخرۃ کو بدھ کے روز ابن صصری نے شیخ صفی الدین ہندی کی بجائے اتابکیہ میں درس دیا اور دوسرے بدھ کو ابن زملکانی آیا اور اس نے ہندی کی بجائے جس کی وفات کا فیصلہ ہو چکا تھا' الظاہریہ الجوانیہ میں درس دیا۔

ہندی کے حالات ابھی بیان ہوں گے اور رجب کے آخر میں' امیر آقوش نائب الکرک کو قاہرہ کے قید خانے سے نکال دیا گیا اور اُسے دوبارہ امیر بنا دیا گیا اور شعبان میں پانچ ہزار جوان بلاد حلب سے گئے اور انہوں نے بلاد آمد پر غارت گری کی اور بہت سے شہروں کو فتح کر لیا اور قتل کیا اور قیدی بنائے اور صحیح وسالم واپس آ گئے اور انہوں نے جو قیدی بنائے ان کا خمس لگایا۔ اور پانچواں حصہ چار ہزار راس اور کسور تک پہنچا' اور رمضان کے آخر میں قراسنقر المنصوری بغداد پہنچا اور اس کے ساتھ اس کی بیوی خاتون بنت ایفاشاہ تاتار بھی تھی اور خربندا بھی اس کی خدمت میں آیا اور اس نے اس سے مسلمانوں کے شہروں کے اطراف پر غارت گری کی اجازت طلب کی اور اس نے اُسے اجازت نہ دی' اور اس پر ایک فدائی شخص نے حملہ کر دیا مگر وہ اس پر قابو نہ پاسکا اور فدائی کو قتل کر دیا گیا اور ۱۶ر رمضان کو بدھ کے روز عادلیہ صغیرہ میں امام فخر الدین فقیہ محمد بن علی المصری جو ابن کاتب قطلوبک کے نام سے مشہور ہے' نے اس کے مدرس کمال الدین بن زملکانی کے وہاں سے دستکش ہونے کے باعث درس دیا اور اس کے پاس قضاۃ' اعیان' خطیب اور ابن زملکانی بھی حاضر ہوئے اس سال القیساریہ کی تعمیر مکمل ہوگئی جو کاغذ فروشوں اور زرگروں کے نزدیک الدہشتہ کے نام سے مشہور ہے اور وہاں تاجروں نے رہائش اختیار کر لی ہے اس سے جامع کے اوقات ممتاز ہو گئے ہیں اور یہ الصاحب شمس الدین سنبھالنے کے باعث ہوا ہے اور ۸ر شوال کو احمد الروسی کو قتل کر دیا گیا' اس کے خلاف بڑے بڑے امور یعنی ترک واجبات اور محرمات

کے استحلال اور کتاب وسنت کی استہانت وتنقیص کی گواہی دی گئی۔ سو مالکی نے اس کے خون بہانے کا فیصلہ دیا' خواہ وہ مسلمان ہو جائے' پس اسے قید کر دیا گیا' پھر قتل کر دیا گیا' اور اس سے روز قتال کی فتح کا ذکر ہوا اور اس کا امیر سیف الدین طغر تمر اور اس کا قاضی ملطیہ کا قاضی تھا اور اس میں حماۃ حلب اور ماردین کے قاضی اور ملک الامراء تنکز کے کاتب اور اس کے داماد فخر الدین المصری نے حج کیا۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

شرف الدین ابوعبداللہ:

محمد بن العدل عماد الدین محمد ابی الفضل محمد بن ابی الفتح نصر اللہ بن المظفر بن اسعد ابن حمزہ بن اسد بن علی بن محمد التمیمی الدمشقی' القلانسی' آپ ۶۴۶ھ میں پیدا ہوئے اور خواص کی نگہداشت سنبھالی اور اس سے قبل آپ القیمت میں حاضر ہوئے پھر اُسے چھوڑ دیا اور آپ نے اولاد اور بہت سے اموال چھوڑے اور ۱۲ رصفر ہفتے کی رات کو وفات پا گئے اور قاسیون میں دفن ہوئے۔

شیخ صفی الدین ہندی:

ابوعبداللہ محمد بن عبدالرحیم بن محمد الارموی الشافعی المتکلم' آپ ۶۴۴ھ میں ہند میں پیدا ہوئے اور اپنی ماں کے نانا سے علم حاصل کیا اور رجب ۶۶۷ھ میں دہلی سے روانہ ہوئے اور حج کیا اور کئی ماہ مکہ کی ہمسائیگی کی پھر یمن آ گئے اور اس کے بادشاہ ملک مظفر نے آپ کو چار سو دینار دیئے پھر آپ مصر آئے اور وہاں چار سال قیام پذیر رہے' پھر انطاکیہ کے راستے روم روانہ ہو گئے اور گیارہ سال قونیہ میں اور پانچ سال سیواس میں اور ایک سال قیساریہ میں رہے اور قاضی سراج الدین ملاقات کی اور اس نے آپ کا اکرام کیا پھر آپ ۶۸۵ھ میں دمشق آ گئے اور وہاں اقامت اختیار کر لی اور اُسے وطن بنایا اور الرواحیہ' اور الدولعیہ' الظاہریہ اور اتابکیہ میں پڑھایا اور اصول اور کلام کے بارے میں تصانیف کیں' اور شتغال وافتاء کے درپے ہو گئے اور آپ نے اپنی کتب کو دارالحدیث اشرفیہ کے لیے وقف کر دیا' اور آپ نیک اور صلہ رحمی کرنے والے تھے' آپ نے ۲۹ رصفر منگل کی رات کو وفات پائی اور الصوفیہ کے قبرستان میں دفن ہوئے اور موت کے وقت آپ کے ساتھ سوائے الظاہریہ کے اور کوئی نہ تھا اور وہیں آپ نے وفات پائی اور آپ کے بعد اس میں ابن زملکانی نے پڑھایا اور ابن صصری نے اتابکیہ کو لے لیا۔

القاضی المسند المعمر الرحلۃ:

تقی الدین سلیمان بن حمزہ بن عمر بن شیخ عمر المقدسی الحنبلی' جو دمشق کے حاکم تھے۔ آپ ۱۵ ررجب ۶۲۸ھ کو پیدا ہوئے اور حدیث کا بہت سماع کیا اور خود پڑھا اور فقہ سیکھی اور مہارت حاصل کی اور فیصلوں کے متصرف ہوئے اور حدیث بیان کی اور آپ بہترین' بہت خوش اخلاق اور بہت بامروت شخص تھے' شہر سے واپس کے بعد اچانک فوت ہو گئے اور الجوزیہ میں آپ فیصلے کرتے تھے اور آپ الدیر میں اپنے گھر گئے تو آپ کی حالت بدل گئی اور آپ ۲۱ رذوالقعدہ سوموار کی شب کو نماز مغرب کے بعد فوت ہو گئے' اور دوسرے دن اپنے دادا کی قبر میں دفن ہوئے اور آپ کے جنازہ میں بہت لوگ شامل ہوئے رحمہ اللہ۔

شیخ علی بن شیخ علی الحریری:

آپ اپنے طائفہ کے سردار تھے آپ کی عمر دو سال کی تھی کہ آپ کا باپ فوت ہو گیا اور آپ نے جمادی الاولیٰ میں اسی سن میں وفات پائی۔

ماہر فاضل حکیم بہاء الدین:

عبدالسید بن المہذب اسحاق بن یحییٰ طبیب کمال اسلام سے متشرف' پھر آپ نے سارا قرآن پڑھا کیونکہ آپ نے بصیرت کے ساتھ اسلام قبول کیا تھا اور آپ کے ہاتھوں پر آپ کی قوم کے بہت سے لوگ مسلمان ہوئے اور آپ اپنے لیے اور ان کے لیے بابرکت تھے اور اس سے قبل آپ یہود کے قاضی تھے' سو اللہ نے آپ کو ہدایت دی اور ۶ رجمادی الآخرۃ کو اتوار کے روز آپ نے وفات پائی اور اسی روز قاسیون کے دامن میں دفن ہوئے' آپ نے شیخ الاسلام ابن تیمیہ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا' کیونکہ آپ نے ان کے دین کا بطلان اور جو کچھ انہوں نے اپنی کتاب میں الفاظ کو اپنی جگہوں سے محرف و مبدل کیا تھا' اُسے آپ کے سامنے واضح کیا' رحمہ اللہ۔

۷۱۶ھ

اس سال کا آغاز ہوا تو دمشق میں حنبلی کے سوا' حکام وہی تھے جن کا ذکر اس سے پہلے سال ہو چکا ہے' حنبلی گزشتہ سال فوت ہو گئے تھے اور محرم میں سپاہیوں کے ازالہ کے تقاضے کے مطابق سلطانی سزاؤں کا تفرقہ مکمل ہو گیا اور فوج کو سلطان کے سامنے پیش کیا گیا اور سلطان بقیہ قبلی اور شامی بلاد میں ٹیکس ساقط کر دیا اور اس ماہ حنابلہ اور شافعیہ کے درمیان عقائد کے باعث فتنہ پیدا ہوا' اور وہ دمشق گئے اور نائب السلطنت تنکز کے پاس دارالسعادۃ میں حاضر ہوئے اور اس نے ان کے درمیان صلح کروادی' اور فریقین میں سے کسی فریق کو پریشان کئے اور اس سے جھگڑا کیے بغیر' خیریت کے ساتھ معاملہ طے پا گیا اور یہ ۱۶ رمحرم اور منگل کا دن تھا اور ۱۶ رصفر کو اتوار کے روز تقی الدین سلیمان کی بجائے جو فوت ہو چکے تھے' قاضی القضاۃ شمس الدین ابوعبداللہ محمد بن مسلم بن مالک بن مزروع حنبلی کا حکم پڑھا گیا جو حنابلہ کے فیصلے اور ان کے اوقات کی نگہداشت کے بارے میں تھا اور حکم کی تاریخ ۶ رذوالحجہ تھی اُسے جامع اموی میں قضاۃ الصاحب اور اعیان کی موجودگی میں پڑھا گیا' پھر وہ اس کے ساتھ دارالسعادۃ کی طرف پیدل چلے' اور وہ خلعت پہنے ہوئے تھا اس نے نائب کو سلام کیا اور الصالحیہ کی طرف چلا گیا پھر وہ دوسرے دن وہ الجوزیہ کی طرف گیا اور اپنے سے پہلوں کے دستور کے مطابق وہاں فیصلے کیے اور آپ نے چند یوم کے بعد شیخ شرف الدین بن الحافظ کو نائب مقرر کیا اور ۷ رصفر کو سوموار کے روز شیخ کمال الدین بن الشریشی ڈاک کے گھوڑوں پر مصر پہنچا اور اس کے پاس اپنی طرف وکالت کی واپسی کا حکم بھی تھا' پس اُسے خلعت دیا گیا اور اس نے خلعت پہنتے ہوئے نائب کو سلام کہا' اور وہ اس ماہ میں وزیر عزالدین بن القلانسی کو گرفتار کیا گیا اور اُسے العذراویہ میں قید کیا گیا اور اس سے پچاس ہزار کا مطالبہ کیا گیا پھر جو کچھ اس نے اس سے لیا تھا اُسے دے دیا اور خاص نگرانی کی کونسل سے فیصلہ ہو گیا اور ربیع الآخر فضل بن عیسیٰ مصر پہنچا اور اُسے اور اس کے بھتیجے موسیٰ بن مہنا کو صیدا میں جاگیریں دی گئیں۔ اس لیے مہنا تاتاری علاقے میں داخل ہو گیا اور انہوں نے ان کے بادشاہ خربندا سے ملاقات کی۔

اور ۱۶ر جمادی الاولیٰ سوموار کے روز ابن صصری نے الصوفیہ کے مطالبہ پر ان کے نائب السلطنت سے اس کا مطالبہ کرنے پر سمیساطیہ میں شیوخ کی مشیخت سنبھالی اور وہ وہاں حاضر ہوا اور الشریف شہاب الدین ابی القاسم محمد بن عبدالرحمن بن عبداللہ بن عبدالرحیم بن عبداللہ بن محمد بن علی بن الحسن بن الحسین بن یحییٰ بن موسیٰ بن جعفر صادق کی بجائے اعیان اس روز اس کے پاس حاضر ہوئے اور وہ کاشغر تھا اس نے ۶۳ سال کی عمر میں وفات پائی اور الصوفیہ میں دفن ہوا۔

اور جمادی الآخرۃ میں بہاؤالدین ابراہیم بن جمال الدین یحییٰ جو ابن علیہ کے نام سے مشہور تھا۔ اور شام کے دیوان النائب کا ناظر تھا' نے' شمس الدین محمد ابن القادر الخطیری الحاسب الکاسب متوفی کی بجائے شام کی کچہریوں کی نگہداشت سنبھالی' اور وہ کئی بڑی جہات کا منتظم تھا جیسے خزانہ جامع اور شفاخانے کے نگرانی وغیرہ' اور شفاخانے کی نگرانی کا کام مسلسل دیوان نائب السلطنت کے ہاتھوں میں رہا خواہ وہ کوئی بھی ہو' اور یہ ایک دائمی دستور بن گیا اور رجب میں حاکم حمص نے امیر سیف الدین ترکستانی متوفی کی بجائے امیر شہاب الدین قرطائی کو طرابلس کی نیابت کی طرف منتقل کر دیا' اور امیر سیف الدین ارقطائی نے حمص کی نیابت سنبھالی اور الکرک کی نیابت سیف الدین تیبغا کی بجائے سیف الدین طقطائی الناصری نے سنبھال لی۔

اور ۱۰ر رجب کو بدھ کے روز قاضی شمس الدین دمشقی نے' بہاؤالدین یوسف بن جمال الدین احمد بن الظاہری العجمی الحلبی جو الصاحب کمال الدین بن العدیم کے پوتے تھے کی بجائے النجیبیہ میں درس دیا وہ فوت ہو کر اپنے ماموں اور والد کے پاس العدیم کے قبرستان میں دفن ہوئے' اور شعبان کے آخر میں قاضی شمس الدین ابن غرالدین یحییٰ حرانی جو مصر کے حنابلہ کے قاضی القضاۃ شرف الدین عبدالغنی کے بھائی تھے' الصاحب غرالدین احمد بن محمد بن احمد بن مبشر کی بجائے جو آغاز رجب میں دمشق میں وفات پا گئے تھے' اوقاف کی نگرانی کے لیے' دمشق پہنچے۔ اور آپ نے وہاں اور مصر میں کچہریوں کی نگرانی اور سکندریہ وغیرہ میں احتساب کا کام سنبھالا اور آخری وقت میں صرف ان کے پاس دمشق کے اوقاف کی نگرانی باقی رہ گئی تھی اور آپ کی عمر ۸۰ سال کے قریب تھی اور آپ قاسیون میں دفن ہوئے۔

اور شوال کے آخر میں شامی قافلہ نکلا اور ان کا امیر سیف الدین ارغون اسلحدار الناصری تھا۔ جو دمشق میں دارالطراز کے پاس رہائش پذیر تھا اور مصر سے سیف الدین الدوادار اور قاضی القضاۃ ابن جماعۃ نے حج کیا اور اس نے اس سال اپنے بیٹے جمال الدین عبداللہ کی وفات کے بعد قدس شریف کی زیارت کی اور وہ ایک سردار تھا اور اس کی شان بڑھ گئی اور ذوالقعدہ میں امیر سیف الدین تنکز قدس کی زیارت کو گیا اور بیس روز غائب رہا اور اسی ماہ امیر سیف الدین بکتمر حاجب مصر سے دمشق پہنچا۔ اور وہ قید خانے میں قید تھا اور اُسے رہا کر دیا گیا اور اس کی عزت کی گئی اور اُسے صغد کی نیابت سپرد کی گئی اور وہ دمشق میں اپنے کام پورے کرنے کے بعد اس کی طرف روانہ ہو گیا اور قاضی حسام الدین قزوینی کو صغد کی قضا سے طرابلس کی قضا کی طرف منتقل کر دیا گیا اور صغد کی قضا دوبارہ قاضی دمشق کو دے دی گئی اور ابن صصری شرف الدین الہاوندی اس میں متصرف ہو گیا اور اس سے قبل وہ طرابلس کا متولی تھا اور بکتمر حاجب کے ساتھ ظہیر الدین مختار آختہ جو الزرعی کے نام سے مشہور ہے وہ بھی ظہیر الدین مختار البلتین متولی کی بجائے قلعہ کے خزانے کا متولی بن کر پہنچا۔

اور اسی ماہ یعنی ذوالقعدہ میں شاہ تاتار خربندا محمد ارغون بن ابغا ابن ہلاکو خاں جو عراق وخراسان اور عراق العجم' روم' آذربائیجان بلاد آرمینیا ودیار بکر کا بادشاہ تھا' کی موت کی اطلاعات پہنچیں وہ ۲۷ رمضان کو فوت ہوا اور اپنے تعمیر کردہ شہر جسے السلطانیہ کہا جاتا تھا' میں اپنی قبر میں دفن ہوا اور اس کی عمر تیس سال سے متجاوز تھی اور وہ سخاوت سے موصوف تھا اور لہو ولعب اور عمارتوں کا دلدادہ تھا اور اس نے رفض کا اظہار کیا اور سنت کے مطابق سنت قائم کی پھر رفض کی طرف چلا گیا اور اپنے ملک میں اس کے شعائر کو قائم کیا اور نصیر الدین طوسی کے شاگرد شیخ جمال الدین بن مطہر الحلی نے اس کے ہاں مرتبہ حاصل کیا اور اس نے کئی شہر اسے جاگیر میں دیئے اور وہ اسی خراب مذہب پر قائم رہا۔ حتیٰ کہ اس سال میں فوت ہوگیا اور اس کے زمانے میں بڑے بڑے فتنے اور مصائب پیدا ہوئے' سو اللہ نے عباد بلاد کو اس سے نجات دی اور اس کے بعد اس کا گیارہ سالہ بیٹا ابو اسعید بادشاہ بنا اور اس کی افواج اور ملک کا منتظم امیر جوبان تھا اور وہ علی شاہ تبریزی کی وزارت پر قائم رہا اور اس نے اصرار کے ساتھ اپنے ارباب حکومت کو پکڑا اور ان اعیان کو قتل کر دیا جن پر اس کے باپ کو زہر دے کر مارنے کا اتہام تھا اور اس کی حکومت کے آغاز میں بہت سے لوگوں نے اسے کھلونا بنا لیا پھر وہ عدل اور اقامت سنت کی طرف لوٹ آیا' اور اس نے ایسا خطبہ پڑھنے کا حکم دیا جس میں سب سے پہلے شیخین پھر حضرت عثمانؓ اور پھر حضرت علیؓ کو ثواب سے نوازنے کی دعا کی جائے جس سے لوگ خوش ہوگئے اور اس سے وہ فتنے' شر ور اور قتال بند ہوگیا جو ان علاقوں کے باشندوں اور ہرات' اصبہان' بغداد اربل اور سادہ میں پایا جاتا تھا اور حاکم مکہ امیر خمیصہ ابی نمی الحسنی' شاہ تاتار خربندا کو اہل مکہ کے خلاف مدد دینے گیا اور وہاں کے روافض نے اس کی مدد کی اور انہوں نے خراسان کے اس کے ساتھ فوج تیار کی اور جب خربندا مر گیا تو یہ سب کچھ بیکار گیا اور خمیصہ ناکام اور ذلیل ہو کر واپس آ گیا اور اس کے ساتھ تاتاری روافض کا ایک بڑا امیر تھا جسے الدلقندی کہا جاتا تھا۔ اور اس نے خمیصہ کے لیے بہت سے اموال جمع کیے تاکہ وہ ان کے ذریعے بلاد حجاز میں رفض کو قائم کرے' اور مہنا کے بھائی امیر محمد بن عیسےٰ نے ان دونوں پر حملہ کر دیا اور وہ بھی تاتاری علاقے میں تھا اور اس کے ساتھ عربوں کی ایک جماعت بھی تھی' پس اس نے ان دونوں کو اور ان کے ساتھ جو لوگ تھے انہیں مغلوب کر لیا اور ان کے پاس جو اموال تھے انہیں لوٹ لیا اور اس کی اطلاعات اسلامی حکومت کو پہنچیں تو ملک ناصر اور اس کے ارباب حکومت اس سے راضی ہوئے اور اس کے ہاں جو اس کا گناہ تھا اس نے اُسے دھو دیا اور سلطان نے اُسے اپنے حضور بلایا تو یہ سمع واطاعت کرتا ہوا حاضر ہوا۔ اور نائب شام نے اس کی عزت کی اور جب یہ سلطان کے پاس پہنچا تو اس نے بھی اس کی عزت کی پھر اس نے شیخ تقی الدین ابن تیمیہ سے فتویٰ پوچھا اور اسی طرح سلطان نے آپ کی طرف آدمی بھیجا کہ وہ آپ سے ان اموال کے بارے میں دیافت کرے جو الدلقندی سے حاصل کیئے گئے ہیں تو آپ نے انہیں فتویٰ دیا کہ وہ ان کاموں میں خرچ کیے جائیں جن کا فائدہ مسلمانوں کو ہو۔ اس لیے وہ حق کے خاتمے اور اہل بدعت کو اہل سنت پر غالب کرنے کے لیے تیار کیے گئے تھے۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

عز الدین مبشر شیخ الشیوخ شہاب کاشغری' النجیبیۃ کا درس بہا عجمی' اور اس سال میں المزہ کے خطیب کو قتل کر دیا گیا اُسے ایک

جبلی شخص نے قتل کیا اس نے بازار میں اس کے سر پر گوشت فروخت کرنے والے کا کلہاڑا مارا اور وہ کچھ دن زندہ رہ کر مر گیا اور قاتل کو پکڑ لیا گیا اور اسے اسی بازار میں پھانسی دی گئی جس میں اس نے قتل کیا تھا اور یہ ۱۳/ ربیع الآخر اتوار کے دن کا واقعہ ہے اور وہیں اسے دفن کیا گیا اس کی عمر ساٹھ سال سے زیادہ تھی۔

اشرف صالح بن محمد بن عرب شاہ:

ابن ابی بکر الہمدانی' آپ نے جمادی الآخرۃ میں وفات پائی اور النیرب کے قبرستان میں دفن ہوئے اور آپ حسن قرات اور حسن سیرت میں مشہور تھے آپ نے حدیث کا سماع کیا اور اس کا کچھ حصہ روایت بھی کیا ہے۔

ابن عرفہ مؤلف التذکرہ الکندیۃ:

شیخ امام مہمان نواز' محدث' نحوی ادیب علاء الدین علی بن مظفر بن ابراہیم بن عمر ابن زید بن ہبۃ اللہ الکندی الاسکندرانی' ثم الدمشقی' آپ نے دوسو سے زائد شیوخ سے حدیث کا سماع کیا اور سبع قراءت کو پڑھا اور اس نے اچھے علوم حاصل کیئے اور شاندار اشعار نظم کیے اور تقریباً پچاس جلدوں میں ایک کتاب تالیف کی جس میں بہت علوم تھے اور اکثر علوم ادبیات کے بارے میں تھے اور اس نے اس کا نام التذکرۃ الکندیہ رکھا اور اُسے سمیساطیہ کے لیے وقف کر دیا اور اس نے خوب لکھا اور خیال کیا اور کئی جماعتوں کی خدمت کی اور دس سال تک دارالحدیث نفیسیہ کی مشیخت سنبھالی اور متعدد بار صحیح بخاری کو پڑھا اور حدیث کا سماع کرایا اور آپ شیخ الاسلام ابن تیمیہ کی پناہ لیتے تھے اور آپ نے مسجد کے گنبد کے پاس بستان میں ۷/ رجب کو بدھ کے روز وفات پائی اور ۷۶ سال کی عمر میں المزہ میں دفن ہوئے۔

ظہیر الدین مختار آختہ:

البلبنسی' قلعہ کا خزنداراور دمشق کے طبلخانات کے امراء میں سے ایک امیر' آپ پاک باز' دانا اور فاضل آدمی تھے اور قرآن کو حفظ کرتے تھے اور اُسے خوش آوازی سے ادا کرتے تھے اور آپ نے قلعہ دمشق کے دروازے پر یتیموں کے لیے ایک مکتب وقف کیا اوران کے لیے لباس اور تنخواہ مقرر کی اور آپ ان کا خود امتحان لیتے تھے اور ان سے خوش ہوتے تھے اور باب الجابیہ کے باہر قبرستان بنایا اور اس پر دو بستیاں وقیف کیں اور اس کے نزدیک ایک خوبصورت مسجد بنائی اور اُسے ایک امام کو وقف کر دیا اور یہ اس علاقے میں بننے والا پہلا قبرستان ہے اور ۱۰/ شعبان کو وہاں دفن ہوئے' آپ خوبصورت اور خوش اخلاق آدمی تھے اور پرسکون' باوقار اور بارعب تھے اور حکومت میں آپ کو وجاہت حاصل تھی اللہ آپ کو معاف کرے اور آپ کے بعد آپ کا ہم نام ظہیر الدین مختار الزرعی خزانے کا منتظم بنا۔

امیر بدر الدین:

محمد بن الوزیری' آپ سرکردہ امراء میں سے تھے اور آپ کو فضیلت و معرفت اور تجربہ حاصل تھا اور ایک دفعہ آپ نے مصر میں دارالعدل میں سلطان کی نیابت کی اور آپ المیسرہ کے حاجب تھے اور آپ نے اوقاف اور قضاۃ اور مدرسین کے بارے میں گفتگو کی پھر آپ دمشق آ گئے اور وہیں ۱۶/ شعبان کو فوت ہو گئے اور النجیبی کی سرائے کے اُوپر میدان الحصی میں دفن ہوئے اور آپ نے پیچھے بہت ترکہ چھوڑا۔

شیخہ صالحہ

ست الوزراء بنت عمر بن اسعد بن المنجی۔ صحیح بخاری وغیرہ کی راویہ آپ کی عمر ۹۰ سال سے متجاوز تھی اور آپ صالحہ عورتوں میں سے تھیں آپ نے ۱۸ر شعبان جمعرات کی شب کو وفات پائی اور جامع مظفری کے اوپر ان کے قبرستان میں قاسیون میں دفن ہوئیں۔

قاضی محب الدین:

ابوالحسن ابن قاضی القضاۃ تقی الدین بن دقیق العید' آپ کو آپ کے باپ نے اپنے زمانے میں نائب مقرر کیا اور الحاکم بامر اللہ کی بیٹی سے آپ کا نکاح کرادیا اور اللہاریہ میں پڑھایا اور اپنے باپ کے بعد سردار بن گئے اور ۱۹ر رمضان کو سوموار کے روز فوت ہوئے اور آپ کی عمر ساٹھ سال کے قریب تھی اور اپنے باپ کے پاس القرافہ میں دفن ہوئے۔

شیخہ صالحہ:

ست المنعم بنت عبدالرحمن بن علی بن عبدوس الحرانیہ' شیخ تقی الدین بن تیمیہ کی والدہ آپ نے ستر سال سے زیادہ عمر پائی اور آپ کے ہاں کوئی بیٹی نہیں ہوئی' آپ نے ۲۰ر شوال کو بدھ کے روز وفات پائی۔ اور الصوفیہ میں دفن ہوئیں اور آپ کے جنازے میں بہت سے لوگ شامل ہوئے۔

شیخ نجم الدین موسیٰ بن علی بن محمد:

الجیلی ثم الدمشقی' کاتب' فاضل جو ابن البصیص کے نام سے مشہور تھے اور اپنے زمانے میں فن کتابت کے شیخ تھے' خصوصاً المزوج اور المثلث میں' اور آپ پچاس سال لوگوں کو کتابت سکھاتے رہے اور میں بھی ان لوگوں میں شامل ہوں' جن کو آپ نے کتابت سکھائی ہے اور خوش منظر شیخ تھے اور آپ نے ۱۰ر ذوالقعدہ کو منگل کے روز وفات پائی اور باب الصغیر کے قبرستان میں دفن ہوئے اور آپ کی عمر ۶۵ سال تھی۔

شیخ تقی الدین موصلی:

ابوبکر بن ابی الکرم جو محراب الصحابہ کے پاس شیخ القراۃ تھے اور طویل مدت تک میعاد ابن عامر کے شیخ رہے اور لوگوں نے تقریباً آپ سے پچاس سال تک تلقین اور قراءت میں فائدہ اٹھایا اور آپ نے بہت سے لوگوں کو قرآن ختم کرایا۔ اور اس کے لیے آپ کا قصد کیا جاتا تھا اور آپ تصدیقات جمع کرتے تھے جنہیں بچے اپنے ختم کی راتیں کہتے تھے اور آپ نے حدیث کا سماع کیا اور آپ اچھے اور دین دار شخص تھے اور آپ نے ۱۷ر ذوالقعدہ کو منگل کے روز وفات پائی اور باب الصغیر میں دفن ہوئے۔ رحمہ اللہ۔

الشیخ الصالح الزاہد المقری:

ابوعبداللہ محمد بن الخطیب سلامۃ بن سالم بن الحسن بن نبیوب المالینی' آپ جامع دمشق کے مشہور صلحاء میں سے ایک تھے آپ نے حدیث کا سماع کیا اور پچاس سال تک لوگوں کو پڑھایا اور آپ بچوں کو مشکل حروف کی ادائیگی کرنا سکھاتے تھے اور آپ نے منہ میں تکلیف تھی اور آپ اپنے منہ کے نیچے ایک برتن اٹھائے رکھتے تھے کیونکہ آپ کے منہ سے بکثرت رال ٹپکتی تھی' آپ کے عمر ۸۴ سال سے متجاوز تھی آپ نے ۱۲ر ذوالقعدہ کو اتوار کے روز مدرسہ صارمیہ میں وفات پائی۔ اور القندلاوی کے قریب باب الصغیر

میں دفن ہوئے اور آپ کے جنازے میں تقریباً دس ہزار آدمی شامل ہوئے۔

شیخ صدر بن وکیل

علامہ ابوعبداللہ محمد بن شیخ' امام مفتی المسلمین زین الدین عمر بن مکی بن عبدالصمد جو ابن المرحل کے نام سے مشہور تھے اور ابن الوکیل اپنے زمانے میں شیخ الشافعیہ تھے اور اپنے وقت میں فضیلت' کثرت اشغال' مطالعہ' تحصیل علم اور متعدد علوم کے جامع ہونے کے لحاظ سے ان سب سے مشہور تھے اور آپ نے مذہب اور اصلیین کی خوب معرفت حاصل کی۔ اور نحو میں آپ کو یہ قوت حاصل نہ تھی اور آپ سے بہت غلطیاں ہوتی تھیں اور آپ نے اس سے زمخشری کی المفصل کو پڑھا اور آپ کو بہت علوم یاد تھے' آپ ۶۶۵ھ میں پیدا ہوئے۔ اور مشائخ سے حدیث کا سماع کیا جس میں مسند احمد علی بن علان اور کتب ستہ شامل تھیں اور دارالحدیث میں امیر الاربلی والعامری والمزی کی طرف سے آپ کو صحیح مسلم کا بہت سا حصہ سنایا گیا۔ اور آپ بہت سے علوم یعنی طب' فلسفہ اور علم کلام کے مجموعہ سے حدیث پر گفتگو کرتے تھے اور یہ کوئی علم نہیں ہے اور علوم اوائل سے بھی گفتگو کرتے تھے اور آپ بکثرت اس علم کو استعمال کرتے تھے' اور اچھے اشعار بھی کہتے تھے اور آپ کا دیوان لطیف باتوں پر مشتمل ہے اور آپ کے اصحاب آپ سے حسد کرتے تھے اور بغض رکھتے تھے اور وہ آپ کے بارے میں کئی باتوں کا اعتراض کرتے تھے' اور آپ پر بڑے بڑے گناہوں کی تہمت لگاتے تھے اور آپ اپنے نفس پر زیادتی کرنے والے تھے اور آپ جو فواحش کا ارتکاب کرتے تھے ان پر حیاء کی چادر ڈالی ہوئی تھی اور آپ شیخ ابن تیمیہ سے عداوت رکھتے تھے۔ اور بہت سی مجالس اور محافل میں آپ سے مناظرات کرتے تھے اور شیخ تقی الدین کے علوم باہرہ کے معترف تھے اور آپ کی تعریف کرتے تھے' لیکن آپ کے مذہب' پہلو اور خواہش کی مدافعت کرتے تھے اور آپ کے گروہ کی مدافعت کرتے تھے اور شیخ الاسلام ابن تیمیہ بھی آپ کی اور آپ کے علوم وفضائل تعریف کرتے تھے اور جب آپ سے اس کے افعال اور قبیح اعمال کے متعلق دریافت کیا جاتا تو آپ اس کے اسلام کی شہادت دیتے اور آپ فرمایا کرتے تھے کہ وہ اپنے نفس سے خرابی کرنے والا اور شیطان کے مقصد کے اتباع کرنے والا ہے' خواہش اور گفتگو کی طرف مائل رہتا ہے اور وہ ایسے نہیں تھے جیسے ان کے بعض حاسد اصحاب ان کے بارے میں اعتراضات وغیرہ کرتے تھے یا اس مفہوم کی باتیں کرتے تھے' آپ نے مصر وشام کے کئی مدارس میں پڑھایا اور دمشق میں الشامیتین' الندراویہ اور دارالحدیث اشرفیہ میں پڑھایا اور آپ خطابت کے دوران چند روز اس کے متولی بنے' جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے اور اُسے آپ نے کے ہاتھ سے نکال دیا اور آپ اس کے منبر پر نہیں چڑھے پھر آپ نے نائب السلطنت افرم سے ملاپ کیا اور ایسے امور وقوع پذیر ہوئے جن کا بیان کرنا ممکن نہیں اور انہیں قبائح میں شمار نہ کیا جائے' پھر آپ کا یہ حال ہو گیا کہ آپ نے دمشق سے حلب منتقل ہونے کا عزم کر لیا کیونکہ آپ کے نائب کے دل پر قابو پا چکے تھے اور وہاں آپ نے اقامت اختیار کی اور درس دیا' پھر ایلچیوں کے ساتھ سلطان اور مہنا کے درمیان ارغون اور الطنبغا کی صحبت میں آ گئے پھر مصر میں ٹھہر گئے اور وہاں مزار حسین پر درس دیا یہاں تک کہ ۲۴ ذوالقعدہ کو بدھ کے دن صبح کو جامع حاکم کے قریب اپنے گھر میں وفات پا گئے اور اس روز شیخ محمد بن ابی حمزہ کے قریب القرافہ میں قاضی ناظر الجیش کے قبرستان میں دفن ہوئے اور جب آپ کی وفات کی خبر دمشق پہنچی' تو اس کی جامع میں جمعہ کے بعد آئندہ سال کی ۳ محرم کو آپ کا غائبانہ نماز جنازہ پڑھایا گیا اور ایک جماعت نے آپ کا

[illegible] جس میں ابن خزیمہ [illegible] القفیلۃ [illegible] شامل تھے کیونکہ وہ آپ کے دوست تھے۔

شیخ عمادالدین اسماعیل الفوعی

[illegible] تجلیس اور آپ ہی نے لیے باب الصغیر پر الحرابیہ الغربیہ میں مدرسہ بنایا گیا اور اس میں قابلیت اور لیاقت پائی جاتی تھی اور وہ رافضی گھرانے سے تھا اتفاق سے نائب السلطنت نے اسے بلایا اور اس کے سامنے اُسے مارا گیا اور خود نائب اس کے پاس جا کر اس کے منہ پر چابک مارنے لگا۔ اور اُسے اس کے سامنے سے اٹھایا گیا اور وہ عرفہ کے روز مر گیا اور اسی روز قاسیون کے دامن میں دفن ہوا اور اس کا گھر باب الفرادیس کے باہر تھا۔

۷۱۷ھ

اس سال کا آغاز ہوا تو حکام وہی تھے جن کا ذکر اس سے پہلے سال میں ہو چکا ہے اور صفر میں جامع کی تعمیر شروع ہوئی جسے ملک الامراء تنکز نائب شام نے باب النصر کے باہر مکر السماق کے سامنے دمشق میں نہر باناس پر تعمیر کیا تھا اور قضاۃ اور علماء اس کے قبلے کی آزادی کے لیے آئے اور اس کی حالت وہی رہی جو شیخ ابن تیمیہ نے ۲۵ رصفر کو اتوار کے روز بیان کی تھی، انہوں نے سلطان کے حکم سے اس کی تعمیر شروع کر دی اور اس کے نائب نے اس کے بارے میں اس کی مدد کی اور اس ماہ صفر میں بعلبک میں عظیم سیلاب آیا، جس نے بہت سے لوگوں کو ہلاک کر دیا اور بہت سے گھروں اور عمارتوں کو برباد کر دیا اور یہ ۲۷ رصفر منگل کے روز کا واقعہ ہے۔

اور اس کا ملخص یہ ہے کہ اس سے پہلے ان کے پاس رعد و برق آئی اور ان کے ساتھ اولے اور بارش بھی تھی، پس وادیاں رواں ہو گئیں، اس کے بعد ان کے پاس بڑا سیلاب آیا اور شمال مشرق کی جانب سے شہر کی فصیل چالیس ہاتھ کے قریب دھنس گئی، حالانکہ دیوار کی بلندی پانچ ہاتھ تھی اور اس نے صحیح برج کو اٹھا لیا اور اس کے ساتھ اس کی دونوں جانب سے دو شہر بھی اٹھا لیے اور اس نے اُسے اسی طرح اٹھا لیا حتیٰ کہ وہ گزر گیا اور اس نے زمین میں پانچ سو ہاتھ گڑھا کھود دیا، جس کی چوڑائی تیس ہاتھ تھی اور سیلاب اسے شہر کے مغرب میں اٹھا کر لے گیا اور وہ جس چیز کے پاس سے گزرتا اُسے فنا کر دیتا اور وہ اہل شہر کی غفلت کے وقت شہر میں داخل ہوا اور اس نے اس کے تہائی حصے سے زائد کو برباد کر دیا اور جامع میں داخل ہو گیا اور ڈیڑھ آدمی کے قد کے برابر اس میں بلند ہو گیا پھر وہ اس کی غربی دیوار پر چڑھ گیا اور اُسے برباد کر دیا اور اس میں جو ذخائر، کتب اور مصاحف تھے ان سب کو برباد کر دیا اور جامع کی بہت سی شاندار چیزوں کو بھی تلف کر دیا اور بہت سے مرد، عورتیں اور بچے دیوار کے نیچے آ کر مر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اور جامع میں شیخ علی بن محمد بن شیخ علی الحریری اور آپ کے ساتھ فقراء کی ایک جماعت غرق ہو گئی، بیان کیا جاتا ہے کہ اس حادثہ میں جو اہل بعلبک ہلاک ہوئے وہ مسافروں کے علاوہ ۱۴۴ نفس اور سیلاب نے جو گھر اور دوکانیں برباد کیں وہ چھ سو کے قریب تھیں اور جن باغات کے درخت تباہ ہو گئے وہ بیس باغات تھے اور جامع اور امینیہ کے سوا آٹھ چکیاں میں تباہ گئیں اور جن میں وہ داخل ہوا اور جو کچھ ان میں تھا اُسے تلف کر دیا اور جن کو اس نے برباد نہیں کیا وہ بہت سی ہیں۔

اور اس سال نیل میں بہت اضافہ ہو گیا اور اس قسم کے اضافے کے متعلق کبھی سنا نہیں گیا اور اس نے بہت شہروں کو غرق کر دیا اور اس میں بہت سے لوگ بھی ہلاک ہو گئے اور منیۃ السیرج بھی غرق ہو گیا اور لوگوں کی بہت سی چیزیں بھی تباہ ہو گئیں۔

اور اس سال کے ربیع الآخر کے آغاز میں حلبی فوج نے آرمینیہ پر غارت گری کی اور لوٹا اور قیدی بنائے اور صحیح سالم واپس آ گئے اور ۲۹ ربیع الاول ہفتہ کے روز مصر سے مالکیہ کا قاضی امام علامہ فخر الدین ابوالعباس احمد بن سلامۃ بن احمد بن سلامۃ اسکندری مالکی قاضی القضاۃ جمال الدین الزواری کی بجائے دمشق کی قضاۃ پر آیا کیونکہ قاضی جمال الدین کمزور ہو چکے تھے اور ان کے مرض میں شدت ہو گئی تھی پس قضاۃ اور اعیان نے اس سے ملاقات کی اور اس کے پہنچنے کے دوسرے دن اس کا حکمنامہ جامع میں پڑھایا گیا اور اعیان اس کے پاس حاضر ہوئے اور اس کے فضائل علوم پاکیزگی رائے کی پختگی اور دینداری کا بدلہ دیا گیا اور اس کے نو دن بعد معزول الزواری فوت ہو گیا' اور اس نے دمشق میں تیس سال قضاء کو سنبھالے رکھا اور اس سال امیر سیف الدین بہادر آص کو الکرک کے قید خانے سے رہا کیا گیا اور قاہرہ لایا گیا اور سلطان نے اس کی عزت کی اور اس کی قید نائب شام کے مشورے سے تھی کیونکہ ان دونوں کے درمیان ملطیہ میں جھگڑا ہوا تھا اور ۹ رشوال کو جمعرات کے روز محمل نکلا اور سیف الدین کجکنی المنصوری امیر حج کرنے والوں میں قاضی القضاۃ نجم الدین ابن صصری اور اس کا بھتیجا شرف الدین' کمال الدین بن الشیر ازی' قاضی جلال الدین حنفی' شیخ شرف الدین ابن تیمیہ اور بہت سے لوگ شامل تھے اور اس ماہ کی چھ تاریخ کو شیخ شرف الدین بن ابی سلام کی وفات کے بعد شیخ کمال الدین الشریشی نے الجاروضیہ میں درس دیا اور اعیان اس کے پاس حاضر ہوئے اور اس ماہ کی ۱۹ رتاریخ کو ابن سلام کی بجائے ابن زملکانی نے الندرادیہ میں درس دیا' نیز اس میں شیخ شرف الدین بن تیمیہ نے اپنے بھائی کی اجازت سے اپنے ماں جائے بھائی بدرالدین قاسم بن محمد بن محمد ابن خالد کے بعد الحنبلیہ میں درس دیا اور شیخ تقی الدین خود درس میں شامل ہوئے اور بہت سے اعیان اور دیگر لوگ آپ کے پاس حاضر ہوئے' حتیٰ کہ آپ کا بھائی واپس آ گیا اور اس کی واپسی کے بعد اسی طرح آپ حاضر ہوتے رہے اطلاعات آئیں کہ بلاد سواحل وطرابلس میں تمام شرابوں اور فواحش کا خاتمہ کر دیا گیا ہے اور وہاں سے لوگوں سے بہت سے ٹیکس ساقط کر دیے گئے اور نصیریہ تمام بستیوں میں مسجدیں بنائی گئی ہیں۔

اور ۲۸ رشوال منگل کی صبح کو شیخ امام علامہ شیخ الکتاب شہاب الدین محمود بن سلیمان الحلبی ڈاک کے گھوڑے پر شرف الدین عبدالوہاب بن فضل اللہ متوفی کی بجائے مصر سے دمشق پہنچے اور ذوالقعدہ میں اتوار کے روز الصمصامیہ میں جسے مالکیہ کے لیے ازسرنو تعمیر کیا گیا تھا' درس دیا اور الصاحب شمس الدین غبریال نے اس کے لیے درس وقف کیا اور وہاں فقہا نے درس دیا اور نائب عدالت فقیہ نورالدین علی بن عبدالبصیر مالکی کو اس کی تدریس کے لیے مقرر کیا گیا اور قضاۃ واعیان اس کے پاس حاضر ہوئے اور اس کے پاس حاضر ہونے والوں میں شیخ تقی الدین ابن تیمیہ بھی شامل تھے اور آپ اسے اسکندریہ سے جانتے تھے اور اس میں شیخ جمال الدین محمد بن شیخ شہاب الدین احمد الکحال نے الدفواریہ میں درس دیا اور نائب السلطنت تنکز کے حکم سے امین الدین سلیمان طبیب کی بجائے آپ کو طب کا لیڈر مقرر کیا گیا اور اس نے اُسے اس کے لیے منتخب کر لیا اور اتفاق سے تاجروں کی ایک جماعت اس ماہ ماردین میں اکٹھی ہوئی اور گرانی سے بھگوڑوں کی ایک جماعت بھی بلاد شام کو جاتے ہوئے ان کے ساتھ شامل ہو گئی اور جب وہ رأس العین سے دو دن کی مسافت پر تھے تو ساٹھ تاتاری سوار انہیں آ ملے اور انہوں نے تیروں سے ان پر حملہ کر کے سب کو قتل کر دیا اور ان میں سے کوئی ایک شخص بھی نہ بچا' صرف ان کے ستر کے قریب بچے بچ گئے اور وہ کہنے لگے ان کو کون قتل کرے گا؟ تو ان میں سے ایک نے

کہا اگر تم مجھے غنیمت سے مال دو تو میں اس شرط پر انہیں قتل کر دیتا ہوں تو اس نے ان سب کو قتل کر دیا اور جملہ قتل ہونے والے تاجر چھ سو تھے اور بھاگنے والے تین سو مسلمان تھے انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اور انہوں نے ان سے پانچ گھوڑے چھین لئے حتیٰ کہ وہ پیدل ہو گئے اللہ ان پر رحم فرمائے اور ان میں سے صرف ایک ترکمانی شخص بچ گیا جو بھاگ کر راس العین آیا اور اس نے جو دردناک اور خوفناک منظر دیکھا تھا اس کی لوگوں کو اطلاع دی تو دیار بکر کے حکمران سویای نے ان تاتاریوں کی تلاش میں مشقت اٹھائی اور ان سب کو قتل کر دیا اور ان میں سے صرف دو شخص باقی بچے اللہ انہیں کسی جمعیت میں اکٹھا نہ کرے اور نہ ان کا بھلا ہو آمین یارب العالمین۔

ارض جبلہ میں گمراہ مہدی کے خروج کا بیان:

اس سال نصیریہ اطاعت سے دستکش ہو گئے اور ان کے درمیان ایک شخص تھا جس کا نام انہوں نے محمد بن الحسن المہدی القائم بامر اللہ رکھا تھا اور کبھی اُسے علی بن ابی طالب زمین وآسمان کا پیدا کرنے والا پکارا جاتا تھا' جو وہ کہتے اللہ کی شان اس سے بہت بلند ہے' اور کبھی وہ دعویٰ کرتا کہ وہ محمد بن عبداللہ صاحب البلاد ہے اور وہ مسلمانوں کی تکفیر کرنے لگا اور یہ کہ نصیریہ حق پر ہیں اور یہ شخص بہت سے بڑے بڑے گمراہ نصیریہ کی عقلوں پر چھا گیا اور اس نے ان میں سے ہر ایک کے لیے ایک ہزار کی لیڈر شپ اور بہت سے شہر اور نیابات مقرر کیں اور انہوں نے جبلہ شہر پر حملہ کر دیا اور اس میں داخل ہو کر اس کے بہت سے باشندوں کو قتل کر دیا اور وہ اس سے لا الہ لاعلی والاحجاب الا محمد ولاباب الاسلمان کہتے ہوئے نکلے اور انہوں نے شیخین کو گالیاں دیں اور اہل شہر نے واسلاماہ' واسلطاناہ' واامیراہ پکارا' اور ان دنوں ان کا کوئی ناصر اور مددگار نہ تھا اور وہ رونے لگے اور اللہ کے حضور تضرع کرنے لگے' سو اس گمراہ نے ان اموال کو اکٹھا کیا اور اس نے انہیں اپنے اصحاب اور اتباع میں تقسیم کر دیا اللہ ان سب کا بُرا کرے' اور اس نے انہیں کہا کہ مسلمانوں کا کوئی ذکر اور حکومت باقی نہیں رہی اور اگر میرے ساتھ صرف دس آدمی رہ گئے تب بھی ہم تمام ممالک پر قبضہ کر لیں گے اور اس نے ان شہروں میں اعلان کر دیا کہ عشر کی مقاسمت کسی غیر کے لیے نہیں تا کہ اس میں رغبت دلائے' اور اس نے اپنے اصحاب کو مساجد کے ویران کرنے اور انہیں شراب خانے بنا دینے کا حکم دیا اور وہ مسلمانوں میں سے جسے قید کرتے اُسے کہتے لاالہ الاعلی اور اپنے اس معبود مہوی کو سجدہ کر جو زندہ کرتا اور مارتا ہے وہ تیرے خون کو گرنے سے بچائے اور تیرے لیے فرمان لکھے اور انہوں نے تیاری کی اور بہت برا کام کیا پس فوجیں ان کی طرف گئیں اور انہوں نے انہیں شکست دی اور انہوں نے ان میں سے بہت سے لوگوں کو قتل کر دیا اور ان کا گمراہ کُن مہدی قتل ہو گیا اور وہ بروز قیامت دوزخ کے عذاب کی طرف ان کا پیشرو ہو گا' جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے (اور بعض لوگ ایسے ہیں جو علم کے بغیر اللہ کے بارے میں جھگڑتے ہیں اور ہر سرکش شیطان کی اتباع کرتے ہیں اور اس نے اس پر فرض کیا ہے کہ جو اس سے دوستی کرے گا وہ اُسے عذاب سعیر کی طرف لے جائے گا یہ تیرے ہاتھوں کا پیش کیا ہوا ہے)۔

اور اس سال امیر حسام مہنا اور اس کے بیٹے سلیمان نے چھ ہزار آدمیوں کے ساتھ اور اس کے بھائی محمد بن عیسیٰ نے چار ہزار آدمیوں کے ساتھ حج کیا اور مہنا نے کسی مصری اور شامی سے ملاقات نہیں کی حالانکہ مصریوں میں تجلیس وغیرہ بھی تھے۔ واللہ اعلم۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

شیخ صالح ابوالحسن:

علی بن محمد عبداللہ المنتزہ آپ فاضل آدمی تھے آپ نے اچھا لکھا اور التنبیہ اور العمدۃ وغیرہ وحرف بحرف نقل کیا اور لوگ آپ سے فائدہ اٹھاتے تھے اور اسے آپ کے سامنے پیش کرتے تھے اور آپ سے تصحیح کراتے تھے۔ اور جامع میں آپ کا ایک صندوق تھا جس کے نزدیک وہ آپ کے پاس بیٹھتے تھے' آپ نے ۶ رمحرم سوموار کی شب کو وفات پائی۔ اور الصوفیہ میں دفن ہوئے' اور العمدۃ وغیرہ میں آپ خوش خط تھے۔

شیخ شہاب الدین رومی:

احمد بن محمد ابراہیم بن المراغی' آپ نے العینیہ میں پڑھایا اور محراب حنفیہ میں ان کے غربی حجرہ میں ان کی امامت کی جب کہ ان کا محراب وہاں تھا اور الخاتونیہ کی مشیخت سنبھالی اور آپ نائب سلطان کی امامت کرتے تھے' اور خوبصورت آواز میں پڑھتے تھے اور آپ کو اس کے ہاں مرتبہ حاصل تھا اور بسا اوقات آپ کے پاس پیدل چل کر جاتا' حتیٰ کہ آپ کے اس زاویہ میں داخل ہو جاتا' جسے آپ نے شمال مشرق میں بڑے میدان میں تعمیر کیا تھا اور جب آپ نے محرم میں وفات پائی اور الصوفیہ میں دفن ہوئے' تو آپ کے دونوں بیٹے عماد الدین اور شرف الدین آپ کے کام پر کھڑے ہو گئے۔

الشیخ الصالح العدل قمر الدین عثمان:

بن ابی الوفاء بن نعمۃ اللہ الاعزازی' آپ بہت مالدار' بڑے صاحب مروت اور بہت تلاوت کرنے والے تھے' آپ نے ساٹھ ہزار دینار اور جواہر کی امانت ادا کی' جسے اللہ کے سوا' کوئی نہ جانتا تھا' حالانکہ اس کا مالک اکیلا جنگ میں فوت ہو گیا تھا اور وہ عزالدین الجراحی نائب غزہ تھا اس نے یہ امانت آپ کو دی تو آپ نے اسے اس کے اہل کو دے دیا اللہ آپ کو اس کا بدلہ دے اسی لیے جب آپ ۲۳ ربیع الآخر کو منگل کے روز فوت ہوئے تو آپ کے جنازے میں بہت لوگ شامل ہوئے جنہیں اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا' حتیٰ کہ یہاں تک بیان کیا گیا ہے کہ وہ اس سے قبل اس قسم کے جنازے میں جمع نہیں ہوئے اور آپ کو باب الصغیر میں دفن کیا گیا۔

قاضی القضاۃ جمال الدین:

ابوعبداللہ محمد بن سلیمان بن یوسف الزواری جو ۶۸۷ھ سے دمشق میں مالکیہ کے قاضی تھے' آپ مغرب سے دمشق آئے اور وہاں اشتغال کیا اور اس کے مشائخ سے علم حاصل کیا جن میں شیخ عزالدین بن عبدالسلام بھی تھے پھر آپ ۶۸۷ھ میں قاضی بن کر دمشق آئے اور آپ کی پیدائش تقریباً ۶۲۹ھ میں ہوئی اور آپ نے امام مالک کے مذہب کے شعار کو قائم کیا اور آپ کے زمانے میں الصمصامیہ آباد ہو گیا اور آپ نے النوریہ کی عمارت کو از سر نو تعمیر کیا اور صحیح مسلم اور موطا امام مالک کو یحییٰ بن یحییٰ سے بحوالہ امام مالک روایت کیا' اور قاضی عیاض کی کتاب الشفاء کو بھی روایت کیا۔ آپ کو اپنی وفات سے بیس روز قبل قضاء سے معزول کر دیا گیا اور

یہ بھی آپ کا بھلا ہوا کہ آپ قاضی ہونے کی حالت میں فوت نہیں ہوئے' آپ نے ۹ رجمادی الآخرۃ بروز جمعرات مدرسہ صمصامیہ میں وفات پائی اور جمعہ کے بعد آپ کا جنازہ پڑھا گیا اور باب الصغیر کے قبرستان میں مسجد التاریخ کے بالمقابل آپ دفن ہوئے اور لوگ آپ کے جنازے میں شامل ہوئے اور آپ کی خوب تعریف کی اور آپ نے امام مالک رحمۃ اللہ کی طرح ۸۰ سال سے زائد عمر پائی' اور اپنے مذہب کے مقتضی کے مطابق آپ ۷۱ سال کی عمر کو نہیں پہنچے۔

قاضی صدر رئیس:

کاتبوں کے سرخیل شرف الدین ابومحمد عبدالوہاب بن جمال الدین فضل اللہ بن الحلی القرشی العدوی المعمری' آپ ۶۲۹ھ میں پیدا ہوئے اور حدیث کا سماع کیا اور خدمت کی اور آپ کا مقام بلند ہو گیا' حتیٰ کہ آپ نے مصر میں انشاء پردازی کی۔ پھر آپ دمشق میں خفیہ کتابت کی طرف منتقل ہو گئے یہاں تک کہ ۸ ر رمضان کو وفات پا گئے۔ اور قاسیون میں دفن ہوئے' آپ کی عمر ۹۰ سال کے قریب تھی اور آپ کے حواس اور قویٰ ٹھیک ٹھاک تھے اور علماء کے بارے میں آپ کا عقیدہ اچھا تھا' خصوصاً ابن تیمیہ اور صلحاء کے بارے میں' اور آپ کے بعد دمشق کے سیکرٹری شہاب محمود علاء الدین بن غانم اور جمال الدین بن نباتہ نے آپ کا مرثیہ کہا۔

فقیہ امام عالم مناظر شرف الدین:

ابوعبداللہ الحسین بن الامام کمال الدین علی بن اسحاق بن سلام الدمشقی الشافعی' آپ ۶۷۳ھ کو پیدا ہوئے اور اشتغال کیا' مہارت حاصل کی' علم حاصل کیا اور الجاروضیہ اور اندراویہ میں پڑھایا اور الظاہریہ میں دوبارہ لائے گئے اور دارالعدل میں فتوے دیئے اور آپ وسیع دل بڑے باہمت اور شریف النفس اور قابل تعریف فہم' خط' حفظ' فصاحت اور مناظرہ کے حامل تھے' آپ نے ۲۴ ر رمضان کو وفات پائی اور اولاد اور بہت قرض چھوڑا جسے آپ کی بیوی بنت زویزان نے آپ کی طرف سے ادا کیا' اللہ تعالیٰ اسے قبول فرمائے اور اس سے اچھا سلوک کرے۔

الصاحب انیس الملوک:

بدرالدین عبدالرحمٰن بن ابراہیم الاربلی' آپ ۶۳۸ھ کو پیدا ہوئے اور ادب سے اشتغال کیا اور اس میں کمال حاصل کیا اور ملوک کے ہاں سے اس سے رزق کمایا' اور آپ کے لطیف اشعار میں یہ اشعار بھی ہیں جنہیں شیخ علم الدین نے آپ کے حالات میں بیان کیا ہے ؎

''اور شراب میرے محبوب کے رخسار سے مشابہت رکھتی ہے اور میرے آنسوؤں سے چاند کو پلاتے ہیں اور وہ مجھے میرے سمع و بصر سے بھی زیادہ پیارا ہے''۔

اور آپ نے ایک گلوکارہ کے بارے میں کہا ہے ؎

''وہ نادر الوجود' باریک کمر' اچھے عشق والی' خوشی سے بغلگیر ہونے والی اور بیمار آنکھ والی ہے اس نے گیت گایا اور اس کا جسم ناز سے چلا گویا وہ کبوتری ہے جو بید مجنوں کی شاخ پر گا رہی ہے''۔

صدر رئیس شرف الدین محمد بن جمال الدین ابراہیم:

ابن شرف الدین عبدالرحمٰن بن امین الدین سالم بن حافظ بہاء الدین الحسن بن ہبۃ اللہ بن محفوظ بن صصری' آپ حجاز تشریف لے گئے اور جب آپ بدر مقام پر تھے تو آپ بیمار ہو گئے اور وہیں فوت ہو گئے آپ نے مکہ میں احرام باندھتے اور تلبیہ کہتے ہوئے وفات پائی' اور لوگ آپ کے جنازے میں شامل ہوئے اور انہوں نے آپ کی اس موت پر رشک کیا اور آپ کی وفات ۷ ذوالحجہ کو جمعہ کے روز دن کے آخری حصے میں ہوئی اور ہفتے کے دن کی چاشت کو باب الجون کے قبرستان میں دفن ہوئے۔

۷۱۸ھ

خلیفہ اور سلطان دونوں وہی تھے اور دمشق میں مالکی کے سوا' نواب اور قضاۃ وہی تھے' قاضی جمال الدین الزواری کے بعد علامہ فخر الدین ابن سلامہ قاضی تھے اور محرم میں بلاد جزیرہ' مشرق منجار' موصل' ماردین اور ان کے نواح سے عظیم گرانی' شدید تباہی' بارشوں کی کمی' تاتاریوں کے خوف' عدم خوراک' نرخوں کی زیادتی' اخراجات کی قلت' آسودگی کے زوال اور عذاب کے حلول کی اطلاعات پہنچیں' حتیٰ کہ وہ جمادات' حیوانات اور مردار سے جو کچھ بھی ملا اُسے کھا گئے اور انہوں نے اپنے بیوی بچوں تک کو فروخت کر دیا' اور لڑکا پچاس یا اس سے کم دراہم میں فروخت ہوا حتیٰ کہ بہت سے لوگ مسلمانوں کے بچوں کو نہیں خریدتے تھے اور عورت اپنے نصرانی ہونے کی صراحت کرتی' تاکہ اس سے اس کے بچے کو نہیں خرید لیا جائے تاکہ وہ اس کی قیمت سے فائدہ اٹھائے اور اُسے وہ شخص حاصل کرے جو اُسے کھانا کھلائے اور زندہ رہے اور وہ اس کی ہلاکت سے مامون ہو جائے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اور بڑے مشکل حالات ہو گئے۔ جن کا بیان طویل ہے اور کان ان کے بیان کو پسند نہیں کرتے اور ان میں سے تقریباً چار آدمیوں کا ایک گروہ مراغہ کی جانب کوچ کر گیا اور ان پر برف گری' جس نے سب کو تباہ کر دیا اور ان میں سے ایک جماعت نے تاتاریوں کی ایک جماعت کی صحبت اختیار کی اور جب وہ گھاٹی تک پہنچے تو تاتاری اس کے اُوپر چڑھ گئے پھر انہوں نے ان کو اس کے اوپر چڑھنے سے روک دیا' تاکہ وہ ان کے ذریعے تکلیف نہ اٹھائیں' اور وہ سب کے سب مر گئے۔ لاحول ولاقوۃ الا باللہ العزیز الحکیم۔

اور ۷ر صفر سوموار کی صبح کو سلطان کا خاص وکیل قاضی کریم الدین عبدالکریم بن العلم ہبۃ اللہ تمام شہروں میں آیا اور دمشق آ کر دارالسعادۃ میں اترا' اور چار روز اس نے وہاں قیام کیا اور جامع القبیبات کی تعمیر کا حکم دیا' جسے جامع کریم الدین کہا جاتا ہے اور وہ بیت المقدس کی زیارت کے لیے گیا' اور بہت سے صدقات دیئے اور اپنے سفر کے بعد جامع کی تعمیر شروع کر دی اور ۲ر صفر کو' ترکمان کے ذوق کے مطابق بلد طرابلس میں سخت ہوا آئی جس نے ان کے بہت سے سامان کو تباہ کر دیا اور ان کے ایک امیر جسے طرالی کہا جاتا تھا' اُسے اس کی بیوی اور اس کی دو بیٹیوں اور اس کے پوتوں اور اس کی لونڈی اور گیارہ نفوس کو مار دیا' اور اس نے بہت سے اونٹوں وغیرہ کو بھی مار دیا اور اثاث ومتاع کو توڑ دیا اور وہ اونٹ کو دس نیزوں کے برابر فضا میں اٹھا لیتی تھی' پھر اُسے ٹکڑے ٹکڑے کر کے پھینک دیتی تھی' پھر اس کے بعد شدید بارش اور بڑے اولے پڑے جنہوں نے تقریباً ۲۴ بستیوں کے بہت سے کھیتوں کو تباہ کر دیا' اور صفر میں امیر سیف الدین طغای الحاصلی کو صفت کی نیابت کی طرف بھیجا گیا' اور وہاں اُسے دو ماہ قیام کرایا گیا اور الصاحب امین الدین کو طرابلس کے اوقاف کی نگرانی کے لیے بھیجا گیا' شیخ علم الدین نے بیان کیا ہے کہ ۱۵ر ربیع الاول کو جمعرات کے روز

قاضی شمس الدین بن مسلم نے شیخ تقی الدین ابن تیمیہ سے ملاقات کی اور اس نے آپ کو مشورہ دیا کہ آپ حلف بالطلاق کے مسئلہ میں فتویٰ دینا چھوڑ دیں تو شیخ نے آپ کے مشورہ کو قبول کرلیا اور جوبات اس نے آپ کو بتائی آپ نے اسے اس کی دلداری اور مفتیوں کی جماعت کی دلداری کے لیے مان لیا۔

پھر جمادی الاولیٰ کے آغاز میں سلطان کی طرف سے ایک خط آیا جس میں شیخ تقی الدین کو حلف بالطلاق کے مسئلہ میں فتویٰ دینے سے روکا گیا' اور اس کے لیے مجلس منعقد ہوئی' اور سلطان نے جو حکم دیا تھا اس کے مطابق معاملہ منفصل گیا اور شہر میں اعلان کردیا گیا' اور حکمنامہ آنے سے قبل قاضی ابن مسلم حنبلی نے بڑے بڑے مفتیوں کی ایک جماعت سے ملاقات کی' اور انہوں نے اُسے کہا کہ وہ شیخ کو مسئلہ طلاق کے بارے میں فتویٰ ترک کرنے کا مشورہ دے۔ سو شیخ نے اس کے مشورہ کو سمجھ لیا۔ اور اس سے اس کا مقصد فتنہ وشر کے جوش کو ختم کرنا تھا اور ۱۰/الاولیٰ کو صفت کی طرف سیف الدین طغای کی گرفتاری اور بدرالدین القرمانی کے حمص کی نیابت سنبھالنے کا ایلچی آیا۔

اور اس ماہ میں رشید الدولہ فضل اللہ ابی الخیر بن عالی ہمدانی قتل ہوا' اصل میں وہ یہودی عطار تھا اور اس نے طب میں سبقت کی اور سعادت نے اُسے لپیٹ میں لے لیا حتیٰ کہ وہ خربندا کے ہاں جزء لاتیجزی ہوگیا اور اس کا رتبہ اور بول بالا ہوگیا اور اس نے وزراء کے مناصب سنبھالے اور اُسے اس قدر اموال واملاک اور سعادت حاصل ہوئی جو حدوشمار سے باہر ہے اور اس نے اظہار اسلام کیا اور اُسے بہت فضائل حاصل تھے۔

اور اس نے قرآن کی تفسیر کی اور بہت سی کتب تصنیف کیں اور وہ بہت اولاد اور مال والا تھا اور ۸۰ سال کی عمر پہنچ چکا تھا' اور یوم الرحبہ کو اُسے کمال حاصل تھا اور اس نے مسلمانوں کی طرف سے دھوکہ دے کر ۷۱۲ھ میں بلاد شام سے شاہ تا تار کی واپسی کے قضیہ کو مضبوط کردیا جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے اور وہ اسلام کا خیرخواہ تھا' لیکن بہت سے لوگوں نے اس سے تکلیف اٹھائی اور دین کے بارے میں اس پر تہمت لگائی اور اس کی اس تفسیر کے بارے میں اعتراضات کیئے ہیں' بلاشبہ وہ خبطی اور بدحواس تھا اور اس کے پاس نہ علم نافع تھا نہ عمل صالح تھا' اور جب ابوسعید نے حکومت سنبھالی تو اس نے اُسے معزول کردیا اور وہ مدت تک گمنام رہا' پھر جوبان نے اُسے بلایا اور اُسے کہا تو نے سلطان خربندا کو زہر پلایا ہے؟ اس نے اسے کہا میں تو بہت حقیر اور ذلیل حالت میں تھا اور میں اس کے اور اس کے باپ کے دور میں بڑی عزت وعظمت والا ہوگیا' سو میں اُسے کیسے زہر پلاسکتا تھا' جب کہ یہ حال ہو؟ پس اطباء کو بلایا گیا اور انہوں نے خربندا کے مرض کی صورت اور حالت بیان کی اور رشید نے اس کے اسہال کی بات بتائی کیونکہ اس کے نزدیک اس کے اندر پوے تھے اور اس کا اندر تقریباً ستر نشستیں رواں ہوا' اور وہ اس وجہ سے مرگیا کہ اس نے علاج میں غلطی کی تھی۔ اس نے کہا تب تو تو نے اُسے قتل کیا ہے۔

سو اس نے اُسے اور اس کے بیٹے ابراہیم کو قتل کردیا اور اس کے اموال وذخائر کو محفوظ کرلیا اور اس کے اعضاء کاٹ دیا گیا اور ان کے ہر جز کو شہر لے جایا گیا اور تبریز میں اس کے سر پر اعلان کیا گیا کہ یہ اس یہودی کا سر ہے جس نے اللہ تعالیٰ کے کلام کو بدلا ہے' اللہ اس پر لعنت کرے پھر اس کے جسم کو جلایا گیا اور اس کا نگران علی شاہ تھا۔

اور اس ماہ (یعنی جمادی الاولیٰ) میں تقی الدین الاخنائی نے زین الدین بن مخلوف کی بجائے مصر میں مالکیہ کی قضا سنبھالی‘ وہ ۸۴ سال کی عمر میں وفات پا گئے تھے۔ اور وہ ۳۳ سال فیصلے کرتے رہے اور ۱۰ رجب جمعرات کے روز صلاح الدین یوسف بن ملک اوحد نے سلطان کے حکم سے امارت کا خلعت پہنا اور آخر رجب میں حمص کے باہر بڑا سیلاب آیا جس نے بہت سی چیزوں کو برباد کر دیا اور وہ شہر میں بھی داخل ہونے لگا مگر خندق رکاوٹ بن گئی اور شعبان میں اس جامع کی تعمیر مکمل ہوئی جسے تنکز نے باب النصر کے باہر آباد کیا تھا اور ۱۰ رشعبان کو اس میں جمعہ قائم کیا گیا اور شیخ نجم الدین علی بن داؤد بن یحییٰ حنفی جو القفجازی کے نام سے مشہور ہیں‘ نے اس میں جمعہ پڑھایا جو متعدد فنون کے مشاہیر فضلاء میں سے ہیں اور نائب السلطنت‘ قضاۃ‘ اعیان‘ قراء اور پڑھنے والے حاضر ہوئے اور وہ جشن کا دن تھا اور اس کے ساتھ والے جمعہ میں اس نے جامع القبیبات میں خطبہ دیا‘ جسے کریم الدین وکیل السلطان نے تعمیر کیا تھا اور اس میں قضاۃ و اعیان حاضر ہوئے اور اس میں شیخ شمس الدین محمد بن عبدالواحد بن یوسف بن الرزین الحرانی الاسدی الحنبلی نے خطبہ دیا جو کبار صالحین میں سے تھے اور زاہد و عابد درویش‘ صاحب توجہ‘ خوش آواز اور اچھے ارادے والے تھے‘ اور ۱۱ رمضان کو شیخ شمس الدین ابن النقیب حمص کا مطلوب و مرغوب حاکم بن کر گیا اور لوگ اُسے الوداع کرنے کو نکلے۔

اور اس ماہ میں سلمیہ میں بڑا سیلاب آیا اور اس کی مانند الشوبک میں سیلاب آیا‘ اور شوال میں محمل نکلا اور قافلے کا امیر علاء الدین معبد والی البرتھا‘ اور اس کا قاضی زین الدین ابن قاضی خلیل حاکم حلب تھا اور اس سال حج کرنے والے اعیان میں شیخ برہان الدین الفزاری‘ کمال الدین ابن الشریشی اور اس کا بیٹا اور بدر الدین ابن العطار شامل تھے اور ۲۱ ذوالحجہ کو امیر فخر الدین ایاس الاعسری جو دمشق کی کچہریوں کا منتظم تھا‘ امیر بن کر طرابلس کی طرف منتقل ہوا‘ اور ۱۷ ذوالحجہ کو جمعہ کے روز اس جامع میں جمعہ میں پڑھا گیا جسے الصاحب شمس الدین غبریال ناظر کچہری دمشق نے شرقی دروازے کے باہر ضرار بن الازور کی جانب محلہ قعاطلہ کے قریب تعمیر کیا تھا اور شیخ شمس الدین محمد بن التدمری نے جو النیربانی کے نام سے مشہور ہے اس میں خطبہ دیا اور وہ کبار عابد و زاہد‘ صالحین میں سے ہے‘ اور شیخ الاسلام ابن تیمیہ کے اصحاب میں سے ہے اور الصاحب مذکور اور قضاۃ و اعیان کی جماعت اس کے پاس حاضر ہوئی۔

اور ۲۲ ذوالحجہ بروز سوموار شیخ شمس الدین بن عثمان الذہبی المحدث الحافظ نے کمال الدین بن الشریشی کی بجائے جو شوال میں حجاز کے راستے میں فوت ہو گئے تھے‘ قبرستان ام الصالح کا انتظام سنبھالا اور آپ ۳۳ سال اس کے مشائخ میں رہے اور قضاۃ کی ایک جماعت الذہبی کے پاس حاضر ہوئی اور منگل کے روز اس درس کی صبح کو فقیہ زین الدین بن عبیدان الحنبلی کو بعلبک سے حاضر کیا گیا اور اس خواب کے بارے میں اس سے جھگڑا کیا گیا جو اس نے دیکھا تھا اس کا خیال ہے کہ اس نے اُسے نیند اور بیداری کے درمیان دیکھا ہے اور اس میں آمیزش اور دیوانگی اور بہت سی ایسی باتیں پائی جاتی ہیں‘ جو کسی مستقیم مزاج آدمی سے صادر نہیں ہو سکتیں‘ اس نے اُسے اپنے خط سے لکھا تھا اور اس کے ایک دوست نے اُسے میرے لیے بھیجا اور قاضی شافعی نے اُسے لے لیا اور اس کے خون کو گرنے سے بچا لیا اور اس پر تعزیر لگا دی اور شہر میں اس کے متعلق اعلان کیا گیا اور اسے فتویٰ دینے‘ نکاح پڑھنے سے روک دیا گیا پھر اُسے رہا کر دیا گیا اور بدھ کی صبح کو بدر الدین محمد بن بصحان نے‘ شیخ مجد الدین کی بجائے‘ قبرستان ام الصالح کی مشیخۃ الاقراء کو

[illegible] کے پاس حاضر ہوا اور اس کے قبل اسی طرح اشرفیہ کی مشیخۃ الاقراء اس کی بجائے محمد بن خروف موصلی نے سنبھالی اور ۱۳ ذوالحجہ جمعرات کے روز ہمارے شیخ علامہ حافظ حجت ابوالحجاج یوسف بن الزکی عبدالرحمن بن یوسف المزی نے کمال الشریشی کی جائے دارالحدیث اشرفیہ کی مشیخت سنبھالی اور اس کے پاس کوئی بڑا آدمی حاضر نہ ہوا کیونکہ بعض لوگوں کے دلوں میں اس کی اس امارت سے کچھ ناراضگی پائی جاتی تھی حالانکہ اس سے قبل اس سے زیادہ حق دار اور اس سے زیادہ حفاظت کرنے والے نے اُسے نہ سنبھالا تھا اور انہیں اس پر کیا اعتراض تھا؟ جب کہ وہ اس کے پاس حاضر نہ ہوئے اور اُسے ان کا اس کے پاس حاضر ہونا خوف پیدا کرتا تھا اور اس سے ان کا دور ہونا انس پیدا کرتا تھا واللہ اعلم۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

شیخ صالح عابد درویش:

متقی' زاہد' پیشوا بقیۃ السلف قدوۃ الخلف ابوعبداللہ محمد بن شیخ صالح عمر بن السید القدوۃ' عظیم درویش عارف ابی بکر بن قوام بن علی بن قوام البالسی' آپ ۶۵۰ھ میں بالس میں پیدا ہوئے اور ابن طبرزد کے اصحاب سے سماع کیا' آپ جلیل القدر شیخ بشاش چہرہ اور نیک نیت تھے اور ہر ایک کا مقصد تھے آپ باوقار تھے اور عبادت و بھلائی کی علامت آپ میں پائی جاتی تھی' جب شیخ تقی الدین ابن تیمیہ نے قازان کے ساتھ گفتگو کی تو آپ بھی یوم قازان کو شیخ کے ساتھیوں میں شامل تھے اور آپ نے شیخ الاسلام تقی الدین کی گفتگو اور آپ شجاعت و جرأت کو قازان سے بیان کیا اور آپ نے اپنے ترجمان سے کہا قازان سے کہو تو خیال کرتا ہے کہ تو مسلمان ہے اور تیرے ساتھ مؤذن قاضی امام اور شیخ بھی ہیں جیسا کہ ہمیں اطلاع ملی ہے اور تو نے ہم سے جنگ کی ہے تو ہمارے ملک میں کیسے آیا ہے؟ اور تیرے باپ اور دادا دونوں کافر تھے اور نہوں نے بلاد اسلام سے جنگ نہیں کی بلکہ انہوں نے ہماری قوم سے معاہدہ کیا اور تو نے معاہدہ کر کے خیانت کی ہے اور بات کر کے اُسے پورا نہیں کیا۔

راوی کیا بیان ہے کہ قازان' قطلو شاہ اور بولای کے ساتھ آپ کے کئی امور اور واقعات ہوئے۔ جن سب میں ابن تیمیہ اللہ کھڑے رہے اور حق بات کہی اور اللہ کے سوا کسی سے نہ ڈرے' راوی کا بیان ہے کہ ایک جماعت کے قریب کھانا کیا گیا تو ابن تیمیہ کے سوا انہوں نے اُسے کھالیا تو آپ سے دریافت کیا گیا' کیا آپ کھانا نہیں کھائیں گے؟ آپ نے فرمایا میں تمہارا کھانا کیسے کھا سکتا ہوں؟ یہ سارا کھانا ان بکریوں کا ہے جو تم نے لوٹی ہیں اور لوگوں کے درختوں کو کاٹ کر تم نے اسے پکایا ہے' راوی کا بیان ہے کہ پھر قازان نے آپ سے دعا کی درخواست کی تو آپ نے اپنی دعا میں کہا ''اے اللہ اگر تیرا یہ بندہ قابل تعریف ہے اور یہ تیرے کلمے کی سربلندی کے لیے جنگ کرتا ہے' نیز اس لیے کہ سب اطاعت تیرے لیے ہو' تو اس کی مدد کر' اور اسے قوت دے اور اسے عباد و بلاد کا مالک بنا دے اور اگر یہ ریاکاری' شہرت اور طلب دنیا کے لیے کھڑا ہوا ہے تاکہ اس کا بول بالا ہو' اور اسلام اور اہل اسلام ذلیل ہوں تو اُسے پکڑ لے اور اسے ڈرا دے اور اسے تباہ کر دے' اور اس کی جڑ کاٹ دے''۔ راوی کا بیان ہے کہ قازان آپ کی دعا پر آمین کہتا تھا اور اپنے ہاتھوں کو اٹھاتا تھا' راوی کا بیان ہے کہ ہم اپنے کپڑوں کو اس خوف سے سمیٹنے لگے کہ جب وہ آپ کے قتل کا حکم دے تو وہ خون

سے موت نہ ہوں راوی کا بیان ہے کہ جب ہم اس کے ہاں سے باہر نکلے تو قاضی القضاۃ نجم الدین ابن صصری وغیرہ نے آپ سے کہا تو نے ہمیں اور اپنے آپ کو ہلاک کرنے کی تدبیر کی ہے خدا کی قسم ہم یہاں آپ کی مصاحبت نہیں کریں گے آپ نے فرمایا خدا کی قسم میں تمہاری مصاحبت نہیں کروں گا۔

راوی کا بیان ہے کہ ہم ایک جماعت کی صورت میں روانہ ہوئے اور آپ اپنے خواص میں پیچھے رہ گئے اور آپ کے ساتھ اپنے اصحاب کی ایک جماعت بھی تھی' سو قازان کے اصحاب میں سے خواتین اور امراء نے آپ کے متعلق سنا تو وہ آپ کی دعا سے برکت حاصل کرنے کے لیے آپ کے پاس آئے اور آپ دمشق کی طرف جا رہے تھے اور وہ آپ کی طرف دیکھ رہے تھے' راوی کا بیان ہے کہ قسم بخدا آپ دمشق پہنچے تو تقریباً تین سو گھڑ سوار آپ کی رکاب میں تھے اور میں بھی ان لوگوں میں شامل تھا' جو آپ کے ساتھ تھے اور جن لوگوں نے آپ کی مصاحبت سے انکار کیا' ان کے خلاف تاتاریوں ایک جماعت نے خروج کیا اور ان سب کو تہ تیغ کر دیا' اور میں نے یہ حکایت ایک جماعت سے بھی سنی ہے اور وہ پہلے بیان ہو چکی ہے اور شیخ محمد بن قوام نے ۲۲ رصفر سوموار کی رات کو ان کے مشہور زاویہ میں وفات پائی۔ جو الصالحیہ' الناصریہ اور العادلیہ کے مغرب میں ہے۔ اور وہیں آپ کا جنازہ پڑھا گیا وہیں آپ دفن ہوئے اور آپ کے جنازے اور دفن میں بہت سے لوگ شامل ہوئے اور اس اکٹھ میں شیخ تقی الدین بن تیمیہ بھی شامل تھے' کیونکہ آپ ان سے بہت محبت کرتے تھے اور شیخ محمد کے لیے نہ حکومت اور نہ کسی دوسرے شخص کا کوئی وظیفہ تھا اور نہ ہی آپ کے زاویہ کے لیے کوئی وظیفہ اور وقف تھا' اور آپ کو کئی دفعہ اس کی پیشکش کی گئی' مگر آپ نے قبول نہ کی آپ کی زیارت کی جاتی تھی اور آپ کو علم اور بہت فضائل حاصل تھے اور آپ کا فہم صحیح تھا اور آپ کو معرفت تامہ حاصل تھی اور آپ عقیدہ اچھا اور نیت صحیح تھی اور آپ حدیث اور آثار سلف کے محب' کثیر التلاوت اور اللہ تعالیٰ پر اعتماد کرنے والے تھے اور آپ نے اچھے واقعات کے بارے میں ایک کتاب تصنیف کی ہے' اللہ آپ پر رحم فرمادے اور آپ کی قبر کو باران رحمت سے سیراب کرے۔ آمین۔

شیخ صالح ماہر ادیب اور خوش گو شاعر تقی الدین:

ابو محمد اللہ بن شیخ احمد بن تمام بن حسان التلی ثم الصالحی الحنبلی' شیخ محمد بن تمام کے بھائی آپ ۶۳۵ھ میں پیدا ہوئے اور حدیث کا سماع کیا اور فضلاء کی صحبت اختیار کی آپ خوش شکل خوش اخلاق' پاک دل' اچھے ہمسائے اچھے ہمنشین' بہت ہنس مکھ تھے آپ نے مدت تک حجام میں قیام کیا اور ابن سبعین' التقی اور لحورانی سے ملاقات کی اور ابن مالک اور ان کے بیٹے بدرالدین سے نحو سیکھی اور مدت تک ان کے ساتھ رہے اور شہاب محمود نے پچاس سال آپ کی مصاحبت کی اور آپ کی درویشی اور دنیا سے فراغت کی تعریف کرتا تھا' آپ نے ۳ ربیع الآخر ہفتے کی شب کو وفات پائی اور السفح میں دفن ہوئے اور شیخ علم الدین البرزالی نے آپ کے حالات میں آپ کے کچھ اشعار بھی بیان کیے ہیں جن میں اشعار بھی ہیں

میرے دل کی دیکھی بھالی جگہوں میں رہنے والو' تم اس کے سکون اور اضطراب میں ہو اور میں تم میں اپنی باتیں دہراتا رہتا ہوں اور وہ شیریں ہوتی ہیں اور باتوں کے غم بھی ہوتے ہیں اور میں اُسے اپنے آنسوؤں کے عقیق پروکر دیتا ہوں اور ڈھیلے اور پلکیں انہیں بکھیر دیتی ہیں' اور میں تمہاری محبت میں اچھوتے معانی پیدا کرتا ہوں اور تمہارے بارے میں ہر قافیہ ہیچ ہے' اور میں پوشیدہ طور

پر تمہاری بارے میں رونے سے دریافت کرتا ہوں اور تمہاری محبت کا راز ایک محفوظ راز ہے اور میں نسیم پر رشک کرتا ہوں کیونکہ اس میں تمہاری مہربانیوں کے شمائل واضح ہوتے ہیں' مجھے تمہاری محبت میں کتنی دلداری ہے اور تمہیں میری دلداری کے لیئے کتنی مشقت کرنی پڑتی ہے۔

قاضی القضاۃ زین الدین:

علی بن مخلوف بن ناہض بن مسلم بن منعم بن خلف النویری المالکی' جو ۶۳۴ھ میں دیا مصر میں حاکم تھے آپ نے حدیث کا سماع کیا اور اشتغال کیا اور علم حاصل کیا' اور ۶۸۵ھ میں ابن شاش کے بعد فیصلوں کا کام سنبھالا اور آپ بہت صاحب مروت' چشم پوش اور فقہا اور گواہوں اور آنے والوں کے ساتھ نیک سلوک کرنے والے تھے' آپ نے ۱۱ر جمادی الآخرۃ کو بدھ کی رات کو وفات پائی اور مصر میں مقطم کے دامن میں دفن ہوئے اور آپ کے بعد مصر میں فیصلوں کا کام تقی الدین الاخنائی نے سنبھالا۔

الشیخ ابراہیم بن ابی العلاء:

شہرت یافتہ پڑھانے والا جو ابن شعلان کے نام سے مشہور ہے اور آپ المسمار یہ گواہوں میں بہت اچھے آدمی تھے اور آپ کی آواز کی شہرت کی وجہ سے ختمات کے لیے آپ کا قصد کیا جاتا تھا' آپ جمعہ کے روز ادھیڑ عمر میں ۱۳ر جمادی الآخرۃ کو وفات پائی۔ اور قاسیون کے دامن میں دفن ہوئے۔

شیخ امام عالم زاہد ابوالولید:

محمد بن ابی القاسم احمد بن محمد بن عبداللہ بن ابی جعفر احمد بن خلف بن ابراہیم ابن ابی عیسٰی بن الحاج التجیبی القرطبی ثم الاشبیلی آپ ۶۳۸ھ میں اشبیلیہ میں پیدا ہوئے اور آپ کے اہل' شہر قرطبہ میں علم وخطابت اور قضاء کے گھرانے والے تھے اور جب فرنگیوں نے اس پر قبضہ کرلیا تو وہ اشبیلیہ منتقل ہوگئے۔ اور ان کے اموال اور کتب تباہ ہوگئیں اور ابن الاحمر نے اس کے دادا قاضی سے بیس ہزار دینار کا مطالبہ کیا اور آپ کا باپ اور دادا ۶۴۱ھ میں فوت ہوئے اور آپ نے یتیم ہونے کی حالت میں پرورش پائی پھر حج کیا اور شام آئے اور ۶۸۴ھ میں دمشق میں اعتدال پر آگئے اور آپ نے ابن البخاری وغیرہ سے سماع کیا' اور آپ نے اپنے ہاتھ سے تقریباً ایک سو کتابیں اپنے دونوں بیٹوں ابوعمر اور ابوعبداللہ کے لیے اشتغال کے لیئے لکھیں پھر آپ ۱۸ر رجب کو جمعہ کے روز اذان کے وقت مدرسہ صلاحیہ میں وفات پا گئے اور عصر کے بعد آپ کا جنازہ پڑھا گیا اور دمشق میں باب الصغیر میں القندلاوی کے پاس دفن ہوئے اور آپ کے جنازہ میں بہت لوگ شامل ہوئے۔

شیخ کمال الدین ابن الشریشی:

احمد بن امام علامہ جمال الدین ابی بکر بن محمد بن احمد بن سحمان البکری الوائلی الشریشی آپ کا باپ مالکی تھا' جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے اور آپ نے شافعی مذہب میں اشتغال کیا۔ اور مہارت حاصل کی اور بہت سے علوم حاصل کیئے اور اس کے ساتھ آپ کتابت کے تجربہ کار تھے اور حدیث کا سماع کیا اور خود مشابہ لکھا اور فتویٰ دیا اور پڑھایا اور مناظرے کیئے اور متعدد مدارس اور بڑے بڑے مناصب کو سنبھالا سب سے پہلے آپ نے اپنے والد کے بعد ۶۸۵ھ سے قبرستان ام الصالح کے دارالحدیث کی مشیخت اپنی

وفات تک سنبھالی' اور ابن جماعۃ کے فیصلے میں نیابت کی' پھر اسے چھوڑ دیا' اور بیت المال کی وکالت' فوج کی قضاء' اور جامع کی نگرانی کئی بار سنبھالی اور الشامیہ البرانیہ میں پڑھایا اور الناصریہ میں بیس سال پڑھایا پھر ابن جماعۃ اور زین الدین الفارقی نے اسے اس کے ہاتھ سے چھین لیا اور آپ نے ان دونوں سے اسے واپس لے لیا۔ اور تقریباً دس مدت تک رباط ناصری کی مشیخت سنبھالی اور آٹھ سال دارالحدیث اشرفیہ کی مشیخت سنبھالی اور آپ تمام جہات کی ولایت میں قابل تعریف سیرت کے حامل رہے۔ اور اس سال آپ نے حج کا ارادہ کیا اور اپنے اہل کے ساتھ روانہ ہوئے اور اس سال کے شوال کے آخر میں الحسا مقام پر موت نے آپ کو آلیا۔ اور وہیں دفن ہوئے اور آپ کے بعد جمال الدین بن القلانسی نے وکالت سنبھالی اور الناصریہ میں کمال الدین بن الشیرازی اور دارالحدیث اشرفیہ میں حافظ جمال الدین المزی اور ام الصالح میں شیخ شمس الدین الذہبی اور رباط ناصری میں آپ کے بیٹے جمال الدین نے پڑھایا۔

الشہاب المقری:

احمد بن ابی بکر بن احمد البغدادی' عمامہ باندھنے والے اشراف کے نقیب جنگوں کے مناسب حال اور تہنیت وتعزیت میں نظم ونثر میں آپ کو بہت فضائل حاصل تھے اور آپ موسیقی اور شعبدہ اور رمل کے بھی واقف تھے اور لہو ولعب اور تفریح اور نشہ آور مجالس میں حاضر ہوتے تھے' پھر کبرسنی کی وجہ سے آپ ان سب باتوں سے دستکش ہو گئے اور آپ اور آپ کے امثال اس قول کے مصداق ہیں ؎

میں اس کی توبہ کے بارے میں دریافت کرتا ہوا گیا اور میں نے اُسے افلاس کی توبہ پایا۔ آپ ۶۳۳ھ کو دمشق میں پیدا ہوئے اور ۵رذوالقعدہ ہفتے کی شب کو فوت ہوئے اور باب الصغیر کے قبرستان کی ایک قبر میں جسے آپ نے اپنے لیے تیار کیا ہوا تھا ۸۵ سال کی عمر میں دفن ہوئے' اللہ آپ سے درگزر فرمائے۔

قاضی القضاۃ فخر الدین:

ابوالعباس احمد ابن تاج الدین ابی الخیر سلامۃ زین الدین ابی العباس احمد بن سلام اسکندری مالکی' آپ ۶۵۱ھ میں پیدا ہوئے اور بہت سے علوم میں مہارت حاصل کی اور اسکندریہ میں فیصلوں کی نیابت سنبھالی اور آپ کی سیرت' دریافت اور پختگی رائے قابل تعریف رہی' پھر گزشتہ سال آپ مالکیہ کی قضاء کے لیے شام آئے اور اُسے ڈیڑھ سال تک نہایت خوش اسلوبی سے سنبھالا یہاں تک کہ یکم ذوالحجہ بدھ کی صبح کو الصمصامیہ میں وفات پا گئے اور باب الصغیر میں القلندلاوی کے پہلو میں دفن ہوئے اور آپ کے جنازہ میں بہت لوگ شامل ہوئے اور لوگوں نے آپ کی تعریف کی۔

۷۱۹ھ

اس سال کا آغاز ہوا اور حکام وہی تھے جن کا ذکر اس سے پہلے سال میں ہو چکا ہے اور یکم محرم کی رات کو دمشق میں شدید ہوا چلی' جس کی وجہ سے کچھ دیواریں گر گئیں اور بہت سے درخت اکھڑ گئے اور ۲۶ محرم کو منگل کے روز' ابن الشریشی کی بجائے جمال الدین بن القلانسی کو بیت المال کی وکالت کا خلعت دیا گیا اور ۵ صفر بدھ کے روز' ابن الشریشی کی بجائے الناصریہ الجوانیہ میں ابن

صصری نے پڑھایا اور لوگ حسب دستور اس کے پاس حاضر ہوئے اور ۱۰ رصفر کو فخر الدین ایاس کی بجائے' جمال الدین آقوش الرجبی نے کچہریوں کی سررشتہ داری سنبھالی اور آقوش ۷۰۷ھ سے دمشق کا متولی تھا اور امیر علم الدین طرقشی ساکن العقبیہ نے اس کی جگہ سنبھالی اور اس روز شہر میں اعلان کیا گیا کہ استسقاء کے لیے جانے کی وجہ سے لوگ روزہ رکھیں اور اس نے بخاری کو پڑھنا شروع کیا اور لوگ تیار ہو گئے اور انہوں نے نمازوں کے بعد اور خطبات کے بعد دعائیں کیں' اور استسقاء کے لیے اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزی کی' اور جب ۱۵ رصفر کو ہفتے کا دن آیا اور وہ ۷ رایریل تھی اور سب اہل شہر مسجد القدم کے پاس گئے اور نائب السلطنت اور امراء پیادہ پا روتے اور عاجزی کرتے ہوئے نکلے' اور لوگ وہاں اکٹھے ہو گئے اور وہ بڑے اجتماع کی جگہ تھی اور قاضی صدرالدین سلیمان جعفری نے لوگوں سے خطاب کیا اور لوگوں نے اس کی دعا پر آمین کہی اور جب لوگوں نے دوسرے دن کی صبح کی تو اللہ تعالیٰ کے حکم اور رحمت اور مہربانی سے نہ کہ ان کی قوت وطاقت سے ان کے پاس بارش آ گئی اور لوگوں کو بہت خوشی ہوئی' اور بارش سب شہروں پر چھا گئی الحمد والمنۃ' وحدہٗ لاشریک لہٗ۔

اور مہینے کے آخر میں وہ جامع کے سنگ مرمر کی اصلاح ومرمت اور اس کے دروازوں کی آراستگی اور اس کی خوبصورتی میں لگ گئے اور ۱۴ ربیع الآخر کو سلطان کے حکم سے ابن الشیرازی نے الناصریہ الجوانیہ میں پڑھایا اور اس نے اُسے ابن صصری سے لے لیا اور موت تک اُسے سنبھالے رکھا' اور ۱۶ رجمادی الاولیٰ کو جمعرات کے روز ابن الشیخ السلامیہ فخر الدین نے جو ناظر الجیش کے بھائی تھے ابن الحداد کی بجائے دمشق کی انسپکشن کا کام سنبھالا اور ابن الحداد ابن الشیخ الاسلامیہ کی بجائے جامع کی نگرانی سنبھال لی اور دونوں خلعت دیئے گئے۔

اور ۵ رجمادی الآخرۃ منگل کی صبح کو قاضی القضاۃ شرف الدین ابوعبداللہ محمد ابن قاضی القضاۃ معین الدین ابی بکر بن شیخ زکی الدین ظافر الہمدانی المالکی' ابن سلامۃ متوفی کی بجائے' شام میں مالکیہ کی قضا پر آئے' اور ان دونوں کے درمیان چھ ماہ فرق تھا لیکن اس کے حکم پر آخر ربیع الاول کی تاریخ ہے' آپ نے خلعت پہنا اور جامع میں آپ کا حکم نامہ پڑھا گیا اور اس مہینے میں قاضی شمس الدین محمد قاضی ملطیہ متوفی کی بجائے' قاضی بدرالدین بن نویرہ حنفی نے الخاتونیہ البرانیہ میں پڑھایا' اور اس کی عمر ۲۵ رسال تھی' اور ۵ ررمضان ہفتے کے دن' دمشق میں عظیم سیلاب آیا جس نے بہت سی چیزوں کو تباہ کر دیا اور بلند ہو کر باب الفرج کے اندر داخل ہو گیا اور العقبیہ تک پہنچ گیا اور لوگ اس سے گھبرا گئے اور اپنی جگہوں سے منتقل ہو گئے اور اس کی مدت دراز نہ ہوئی' کیونکہ اس کی اصل وہ بارش تھی جو ارض واہل السوق اور الحسینیۃ میں ہوئی تھی اور آج کے دن طرقشی نے جمال الدین الرجبی کی موت کے بعد کچہریوں کا انتظام سنبھال لیا اور صارم الدین الجوکندار نے مدینہ کی امارت سنبھالی اور اس نے دونوں کو خلعت دیئے۔

جب ۲۹ ررمضان کو منگل کا دن آیا تو قضاۃ اور اعیان فقہاء دارالسعادۃ میں نائب السلطنت کے پاس جمع ہوئے اور انہیں سلطان کا خط سنایا گیا' جو اس بات کو متضمن تھا کہ شیخ تقی الدین بن تیمیہ کو مسئلہ طلاق میں فتویٰ دینے سے روکا جائے اور منع کی تاکید پر مجلس ختم ہو گئی اور ۹ رشوال کو جمعہ کے روز' جامع جراح میں قاضی صدرالدین الدارانی نے بدرالدین ابن ناصرالدین بن عبدالسلام کی بجائے خطبہ دیا' اور آپ اس سے قبل اس میں خطیب تھے' پس اسے بدرالدین حسن العقربانی نے سنبھال لیا اور اس کا بیٹا دار یا کی

خطابت پر قائم رہا جو اس کے بعد آپ کے باپ کے ہاتھ میں تھی اور ہفتے کے دن اس ماہ کی دس تاریخ کو قافلہ نکلا اور اس کا امیر عزالدین ایبک منصوری امیر علم تھا اور اس سال صدر الدین قاضی القضاۃ الحنفی برہان الدین بن عبدالحق شرف الدین بن تیمیہ قافلے کے قاضی نجم الدین دمشقی رضی الدین المنطقی شمس الدین بن الازرعی خطیب جامع القبیبات اور عبداللہ بن شقیق المالکی وغیرہم نے حج کیا اور اس سال سلطان الاسلام ملک ناصر محمد بن قلاوون اور اس کے ساتھ بہت سے امراء نے حج کیا اور اس کے وکیل کریم الدین اور فخر الدین کاتب الممالیک اور سیکرٹری ابن الاثیر اور قاضی القضاۃ ابن جماعۃ اور حاکم حماۃ عماد الدین اور الصاحب شمس الدین غبریال سلطان کی خدمت میں تھے نیز بہت سے اعیان بھی اس کی خدمت میں تھے۔

اور اس سال تاتاریوں کے درمیان اس وجہ سے بہت بڑا معرکہ ہوا کہ ان کے بادشاہ ابوسعید کا دل جوبان سے تنگ ہوگیا تھا اور وہ اس کی گرفتاری سے عاجز آ چکا تھا' سو اس کے حکم سے ایک جماعت سے اس نے پکار کا جواب دیا جس میں اس کے باپ کا ماموں ابویحییٰ' دقماق اور قرمشی وغیرہم اکابر حکومت شامل تھے اور اس نے جوبان پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا اور وہ بھاگ کر سلطان کے پاس آ گیا اور اس نے جو کچھ انہوں نے کیا تھا اس کی اسے اطلاع دے دی اور وزیر علی شاہ بھی اس کے ساتھ تھا اور وہ ہمیشہ سلطان کے پاس رہا حتیٰ کہ وہ جوبان سے راضی ہوگیا اور اُسے بڑی فوج سے مدد دی اور اسی طرح سلطان بھی اس کے ساتھ سوار ہوا اور انہوں ان سے جنگ کی اور انہیں شکست دی اور انہیں قیدی بنایا اور جوبان نے ان کے بارے میں اپنی مرضی سے فیصلے کیے اور اس سال کے آخر تک ان میں سے تقریباً چالیس امراء کو قتل کر دیا۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

الشیخ المقری شہاب الدین:

ابوعبداللہ الحسن بن سلیمان بن خزارۃ بدر الکفری الحنفی' آپ کی پیدائش تقریباً ۶۳۷ھ ہوئی اور حدیث کا سماع کیا اور خود ترمذی کو پڑھا' اور قراءت کو پڑھا اور مدت تک ان میں یکتا رہے اور لوگ آپ سے اشتغال کرتے رہے اور بیس سے زیادہ طالب علموں نے آپ سے سبع قراءت کو پڑھا' اور آپ نحو' ادب اور بہت سے فنون کو جانتے تھے اور آپ کی ہمنشینی اچھی تھی اور آپ کے بہت سے نفیس جوہر بھی ہیں اور آپ نے چالیس سال سے زائد عرصہ تک الطرخانیہ میں پڑھایا' اور اذرعی کی حکومت کے زمانے میں اس کے نائب عدالت رہے اور آپ بھلے بزرگ آدمی تھے اور آخری عمر میں نابینا ہو گئے تھے اور گھر میں گوشہ نشین ہو کر مواظبت سے تلاوت ذکر کرنے اور قرآن پڑھانے میں مصروف ہو گئے یہاں تک کہ ۱۳ر جمادی الاولیٰ کو فوت ہو گئے اور اسی روز ظہر کے بعد جامع دمشق میں آپ کا جنازہ پڑھا گیا اور قاسیون میں دفن ہوئے۔

شیخ امام تاج الدین:

عبدالرحمٰن بن محمد بن ابی حامد تبریزی شافعی جو افضلی کے نام سے مشہور ہیں آپ کی موت آپ کے حج سے بغداد واپسی کے بعد صفر کے پہلے عشرہ میں ہوئی اور اس کی اطلاع جمادی الاولیٰ میں آئی' آپ صالح فقیہ اور مبارک شخص تھے اور رشید الدولہ پر عیب

اُگاتے تھے اور اس کی نشان گراتے تھے اور جب وہ قتل ہوا تو آپ نے فرمایا اس کا قتل ہونا ایک لاکھ نصرانی کے قتل ہونے سے زیادہ فائدہ بخش ہے اور شید الدولہ آپ کی خوشنودی چاہتا تھا مگر آپ نہ مانے' اور آپ کسی سے کوئی چیز قبول نہ کرتے تھے اور جب آپ نے وفات پائی تو آپ کو اشتوینری کے قبرستان میں دفن کیا گیا اور آپ کی عمر ساٹھ سال قریب تھی۔

محی الدین محمد بن مفضل بن فضل اللہ المصری:

کاتب ملک الامراء اور اوقات کے لینے والے' آپ کی سیرت قابل تعریف تھی اور آپ علماء اور صلحاء سے محبت کرنے والے تھے' آپ میں سخاوت اور لوگوں کی خدمت کا بہت جذبہ پایا جاتا تھا' آپ نے ۲۴ / جمادی الاولیٰ کو وفات پائی اور قاسیون کے دامن ابن ہلال کے قبرستان میں دفن ہوئے' آپ کی عمر چالیس سال تھی اور آپ کے بعد آپ کا کام امین الدین بن النحاس نے سنبھالا۔

امیر کبیر غرلو بن عبداللہ العادلی:

آپ حکومت کے اکابرین اور ہزاری سرکردہ امراء میں سے تھے اور آپ نے دمشق میں اپنے استاد ملک العادل کتبغا کی ۶۷۵ھ میں تقریباً تین ماہ نیابت کی اور ۶۹۶ھ کے آغاز میں بھی نیابت کی اور مسلسل امیر کبیر رہے۔ حتیٰ کہ ۷ / جمادی الاولیٰ کو جمعرات کے روز وفات پا گئے' اور قاسیون میں جامع مظفری کے شمال میں اپنی قبر میں دفن ہوئے اور آپ تیز فہم' شجاع' اسلام اور اہل اسلام کے خیر خواہ تھے' آپ نے ساٹھ کے دہے میں وفات پائی۔

امیر جمال الدین آقوش:

الرحبی المنصوری' آپ طویل مدت تک دمشق کے والی رہے اور اصلاً آپ اربل بستی کے تھے اور عیسائی تھے' پھر آپ قیدی بنے' اور نائب الرحبہ کی طرف سے فروخت ہوئے پھر ملک منصور کے پاس منتقل ہو گئے تو اس نے آپ کو آزاد کر کے امیر بنا دیا' اور آپ تقریباً گیارہ سال دمشق کے والی رہے پھر آپ چار ماہ کچہریوں کے منتظم رہے اور اپنی امارت کے دوران عوام کے محبوب رہے۔

خطیب صلاح الدین:

یوسف بن محمد بن عبداللطیف بن المعتزل الحموی' آپ کی تصانیف اور فوائد بھی ہیں اور آپ حماۃ میں بازار زریین کی جامع کے خطیب تھے اور آپ نے ابن طبرزد سے سماع کیا اور جمادی الآخرۃ میں وفات پائی۔

علامہ فخر الدین ابو عمرو:

عثمان بن علی بن یحییٰ بن ہبۃ اللہ بن ابراہیم بن المسلم بن علی الانصاری الشافعی جو ابن بنت ابی سعد المصری کے نام سے مشہور ہیں آپ نے حدیث کا سماع کیا اور آپ علماء کی اولاد میں سے تھے اور قاہرہ میں نائب عدالت رہے اور شیخ الشیوخ علاء الدین قونوی نے جامع طولون میں آپ کی مقررہ جگہ سنبھالی اور جامع ازہر کی مقررہ جگہ پر شمس الدین بن علان مقرر تھے اور آپ کی وفات ۲۴ / جمادی الآخرۃ کو اتوار کی شب کو ہوئی اور مصر میں دفن ہوئے اور آپ کی عمر ستر سال تھی۔

الشیخ الصالح العابد:

ابوالفتح نصر بن سلیمان بن عمر المنبجی الحسینیہ میں آپ کا زاویہ تھا جس میں آپ کی زیارت کی جاتی تھی اور آپ اس سے صرف جمعہ کے لیے باہر نکلتے تھے آپ نے حدیث کا سماع کیا اور ۲۶؍جمادی الآخرۃ کو منگل کے روز عصر کے بعد وفات پائی اور دوسرے دن اپنے مذکورہ زاویہ میں دفن ہوئے رحمہ اللہ۔

الشیخ الصالح المعمر الرحلتہ:

عیسیٰ بن عبدالرحمٰن بن معالی بن اسماعیل بن عطاف بن مبارک بن علی بن ابی الجیش المقدسی الصالح المطعم، صحیح بخاری وغیرہ کے راوی' آپ نے متعدد مشائخ سے سماع کیا اور شیخ علم الدین البرزالی نے اپنی تاریخ میں آپ کے حالات بیان کیے ہیں آپ نے ۱۴؍ذوالحجہ کو ہفتے کی رات کو وفات پائی اور اسی روز جامع مظفری میں ظہر کے بعد آپ کا جنازہ پڑھا گیا اور بدحوسوں کے قبرستان کے نزدیک میدان میں دفن ہوئے' آپ کی عمر ۹۴ سال تھی رحمہ اللہ۔

۷۲۰ھ

اس سال کا آغاز ہوا اور شہروں کے حکام وہی تھے جن کا ذکر اس سے پہلے سال میں ہو چکا ہے اور اس سال سلطان حج میں تھا' اور ۱۲؍محرم کو ہفتے کے روز قاہرہ واپس آ گئے اور خوشی کے شادیانے بجے اور الصاحب شمس الدین شام کے راستے واپس آ گیا اور امیر ناصر الدین الخازندار آپ کے ساتھ تھا' اور حاکم حماۃ' سلطان کے ساتھ قاہرہ واپس آ گیا اور سلطان نے اس پر انعام کیا اور ملک مؤید کا خطاب دیا اور حکم دیا کہ اس کے منابر و مضافات میں اس کا خطبہ دیا جائے' اور مقام عالی پر مولوی سلطانی ملکی مؤیدی خطبہ دے جیسا کہ وہاں اس کا چچا منصوری خطبہ دیتا تھا۔

اور اس سال ابن المرجانی شہاب الدین نے مسجد الخیف کو آباد کیا اور اس پر تقریباً بیس ہزار درہم خرچ کیے اور محرم میں امین الدین نے طرابلس کی نگرانی سے استعفیٰ دے دیا اور قدس میں قیام پذیر ہو گیا اور صفر کے آخر میں مالکی فیصلوں کی نیابت قاضی شمس الدین محمد بن احمد القفصی نے کی اور آپ قاضی القضاۃ شرف الدین کے ساتھ مصر سے آئے تھے' اور ۲۵؍ربیع الاول کو اتوار کے دن عبداللہ رومی کو قتل کر دیا گیا جو ایک تاجر کا غلام تھا اور جامع میں گوشہ نشین تھا پھر اس نے نبوت کا دعویٰ کر دیا اور اس توبہ کا مطالبہ کیا گیا تو اس نے رجوع نہ کیا سو اُسے قتل کر دیا گیا' اور وہ سرخ رنگ نیلی آنکھوں والا جاہل شخص تھا اور شیطان نے اس سے میل ملاپ کیا اور یہ بات اُسے خوبصورت کر دکھائی اور حقیقت میں اس کی عقل خراب ہو گئی اور وہ خود ایک انسانی شیطان تھا' اور ۲؍ربیع الآخر کو اتوار کے روز' سلطان کا عقد ایک ایسی عورت سے ہوا جو بلاد قبجاق سے آئی تھی اور وہ شہزادیوں میں سے تھی اور اس نے قاضی بدرالدین ابن جماعۃ اور سیکرٹری اور کریم الدین اور امراء کی ایک جماعت کو خلعت دیئے۔

اور اس ماہ میں فوجیں' بلاد سیس تک پہنچ گئیں اور طرابلسی افواج میں تقریباً ایک ہزار سوار بحر جاہان میں غرق ہو گئے اور اس دن آل مہنا کے حالات کی نگرانی کرنے اور انہیں بلاد اسلام سے نکال باہر کرنے کے بارے میں سلطان کا حکم شام کی طرف آیا اور یہ

حکم سلطان نے ان پر اپنی ناراضگی کی وجہ سے دیا کیونکہ ان کا والد مہنا سلطان کے پاس نہیں آیا تھا' اور ۲۴ رجمادی الاولیٰ کو بدھ کے روز شیخ محی الدین الاسمر الحنفی نے الرکنیہ میں پڑھایا اور اس سے الجوہریہ کو شمس الدین البرقی الاعرج کے لیے اور جامع القلعہ کی تدریس کو عماد الدین بن محی الدین الطرسوسی کے لیے لیا جس نے اس کے بعد حنفیہ کی قضا سنبھالی تھی اور البرقی سے مسجد نور الدین کی امامت اس کے لیے اور عماد الدین الکلیانی کے لیے لے لی جو یہودی کے محلہ میں تھی' اور ربوہ کی امامت شیخ محمد الصبیبی کے لیے لی' اور جمادی الآخرۃ میں تقریباً بیس ہزار اسلامی افواج ارض حلب میں جمع ہوئیں' اور ان سب کا سالار نائب حلب الطنبغا تھا اور ان میں نائب طرابلس شہاب الدین قرطبہ بھی تھا اور وہ اسکندرونہ سے بلاد ارض میں داخل ہو گئے اور انہوں نے سرحد اور پھر تل حمدان کو فتح کیا۔

پھر وہ جاہان میں گھس گئے اور ان میں سے ایک جماعت غرق ہو گئی پھر اللہ نے انہیں بچالیا' جو سیس تک پہنچ گئے اور انہوں نے اس نے اس کا محاصرہ کرلیا اور اس کے باشندوں کو تنگ کیا اور شہر میں بادشاہ کے گھر کو نذر آتش کر دیا اور باغات کے کاٹ دیئے' اور گایوں' بھینسوں' اور بکریوں کو ہانک کر لے گئے' اور اسی طرح انہوں نے طرسوس میں کیا اور جاگیروں اور جگہوں کو ویران کر دیا اور کھیتیوں کو جلا دیا پھر واپس آ گئے اور مذکورہ دریا میں گھس گئے اور ان میں سے ایک شخص بھی غرق نہ ہوا' اور واپسی کے بعد انہوں نے مہنا اور اس کی اولاد کو اپنے ملک سے نکال دیا اور غانۃ اور حدیثۃ تک اس کے پیچھے گئے پھر فوجوں کو حاکم سیس کی وفات اور اس کے بعد اس کے بیٹے کے حاکم بن جانے کی اطلاع ملی اور انہوں نے اس کے شہروں پر غارت گری کی' اور مسلسل ان پر غارت گری کی اور غنیمت حاصل کی اور چوتھی دفعہ کے سوا' قیدی بنائے' اس نے ان میں سے ایک جماعت کو قتل کر دیا۔

اور اس سال بلاد مغرب میں مسلمانوں اور فرنگیوں کے درمیان عظیم معرکہ ہوا اور اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو ان کے دشمنوں پر فتح دی اور اور انہوں نے ان میں سے پچاس ہزار آدمیوں کو قتل کیا اور پانچ ہزار کو قیدی بنایا اور جملہ مقتولین میں ملوک فرنگ میں سے پچیس ملوک بھی شامل تھے اور انہوں نے بہت سے اموال غنیمت میں حاصل کئے' بیان کیا جاتا ہے کہ انہوں نے جو غنیمت حاصل کی اس میں ستر قنطار سونا اور چاندی بھی تھا۔

اور اس روز تیر اندازوں کے سوا' اسلامی فوج اڑھائی ہزار سواروں پر مشتمل تھی اور ان میں سے صرف گیارہ آدمی قتل ہوئے اور یہ ایک عجیب وغریب واقعہ ہے جو سنا گیا ہے اور ۲۲ ررجب بروز جمعرات نائب السلطنت کی موجودگی میں شیخ تقی الدین ابن تیمیہ کے لیے دارالسعادۃ میں ایک مجلس منعقد ہوئی جس میں مذاہب کے مفتی اور قاضی حاضر ہوئے اور شیخ بھی حاضر ہوئے۔ اور انہوں نے مسئلہ طلاق کے بارے میں فتویٰ دینے کی طرف عود کرنے پر ملامت کی پھر آپ کو قلعے میں قید کر دیا گیا' جس میں آپ پانچ ماہ اٹھارہ دن رہے پھر سلطان کا حکم آیا کہ ۷۲۱ھ کے سوموار کو عاشورہ کے روز آپ کو قید خانے سے نکال دیا جائے' جیسا کہ ابھی بیان ہوگا اس کے چار دن بعد امیر علاء الدین بن سعید کو البرکی امارت کے ساتھ اوقاف کی مضبوطی کا کام بھی دیدیا گیا اور بدر الدین المنکورسی کو شام سے معزول کر دیا گیا۔

اور آخر شعبان میں نائب غزہ امیر علاء الدین الجادلی کو گرفتار کرلیا گیا اور اسکندریہ لے جایا گیا کیونکہ اس پر اتہام تھا کہ وہ

دارالتمیمہ میں داخل ہونا یاتقات اور اس کے زنا کرواموال کی محافظت کی اور اس کے عطیات احسانات اور اوقاف بھی تھے اور اس نے غزہ میں ایک خوبصورت مسجد تعمیر کی تھی اور اس ماہ میں شاہ تا تار ابوسعید نے شراب کو بہا دیا اور شراب کی دوکانوں کا خاتمہ کر دیا اور رعایا سے عدل و احسان کیا اور یہ اس لیے کہ ان پر بہت اولے پڑے اور ان کے پاس بڑا سیلاب آیا اور انہوں نے اللہ کی پناہ لی اور اللہ کے حضور عاجزی کی اور توبہ کی اور انابت اختیار کی اور اس کے بعد نیک کام کئے اور شوال کے پہلے عشرے میں نہر کریمی میں پانی رواں ہو گیا جسے کریم الدین نے ۴۵ ہزار دراہم میں خریدا تھا اور اُسے ایک چھوٹی نہر میں چلا کر اپنی البیات کی جامع مسجد میں لے آیا اور لوگ اس سے زندہ ہو گئے اور اس طرف کے باشندوں کو اس سے اُنس ہو گیا اور اس پر درخت اور باغات لگائے گئے اور جامع کے سامنے مغرب کی جانب ایک بڑا حوض بنایا گیا جس سے لوگ اور چوپائے پانی پیتے تھے اور وہ ایک بڑا حوض اور مطہر عمل تھا۔ اور اس سے بہت فائدہ اور مزید آسائش حاصل ہوئی اللہ اُسے اس کا بدلہ دے اور ۱۱ رشوال کو قافلہ نکلا اور اس کا امیر ملک صلاح الدین بن الاوحد تھا اور اس میں زین الدین کتبغا حاجب کمال الدین زملکانی' قاضی شمس الدین بن المعز' قاضی حماۃ شرف الدین البازری' قطب الدین ابن شیخ السلامیہ' بدرالدین بن العطار' علاء الدین بن غانم' نورالدین سخاوی شامل تھے' اور نورالدین ہی قافلے کا قاضی تھا' اور مصریوں میں سے قاضی الحنفیہ ابن الحریری' قاضی حنابلہ' مجدالدین حرمی' الشرف عیسیٰ مالکی اور یہی قافلے کا قاضی تھا' شامل تھے اور اسی میں اس حمام کی تعمیر مکمل ہوئی جسے الجیبغا نے دارالطعم کے غربی جانب آباد کیا تھا اور لوگ اس میں داخل ہو گئے۔

اور ذوالحجہ کے آخر میں شاہ تا تار کی طرف سے خواجہ مجدالدین اسماعیل بن محمد ابن یاقوت السلامی دمشق پہنچا' اور شاہ تا تار کی طرف سے اس کے پاس حاکم مصر کے لیے تحائف اور ہدایا بھی تھے۔ اور اس نے مشہور کیا کہ وہ مسلمانوں اور تا تاریوں کے درمیان صلح کروانے کے لیے آیا ہے' سو فوج اور حکومت نے اس کا استقبال کیا اور وہ ایک روز دارالسعادۃ میں فروکش ہوا' پھر مصر کی طرف روانہ ہو گیا' اور اس سال عرفات میں لوگوں نے بڑا موقف کیا' جس کی مثل نہیں دیکھی گئی وہ اس میں زمین کی تمام اطراف سے آئے اور عراقیوں ساتھ بہت سے محمل تھے اور ان میں لوگوں کا ایک محمل تھا' جس پر ایک کروڑ مصری دینار کے موتی اور سونا تھا۔ اور یہ ایک عجیب بات ہے۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

شیخ ابراہیم الدہستانی:

آپ عمر رسیدہ ہو چکے تھے' بیان کیا جاتا ہے کہ جب تا تاریوں نے بغداد پر قبضہ کیا' اس وقت آپ کی عمر چالیس سال تھی' آپ اور آپ کے اصحاب جمعہ میں قبۃ النسر کے نیچے حاضر ہوتے تھے' حتیٰ کہ آپ ۶۷ ربیع الآخرۃ کو جمعہ کی شب کو دمشق میں سوق الخیل کے پاس اپنے زاویہ میں وفات پا گئے' اور وہیں دفن ہوئے اور آپ کی عمر ایک سو چار سال تھی' جیسا کہ اس نے بیان کیا ہے۔ واللہ اعلم۔

شیخ محمد بن محمود بن علی:

چربی فروش مہمان نواز ابن عامر کی مقررہ جگہ کے شیخ' آپ خوبصورت شیخ اور مواظبت سے تلاوت قرآن کرنے والے تھے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ مذکور کی وفات کی شب کو فوت ہو گئے یا اس سے ایک شب قبل فوت ہوئے رحمہا اللہ۔

شیخ شمس الدین ابن الصائغ اللغوی:

ابوعبداللہ محمد بن حسین بن سباع بن ابی بکر الجذامی المصری الاصل' پھر آپ دمشق منتقل ہو گئے' آپ کی پیدائش مصر میں تقریباً ۶۴۵ھ میں ہوئی اور حدیث کا سماع کیا اور آپ ادیب فاضل اور نظم ونثر' علم عروض' بدیع نحو اور لغت میں ماہر تھے اور آپ نے صحاح الجوہری کا اختصار کیا ہے اور مقصورۃ ابن ورید کی شرح کی ہے اور آپ کا قصیدہ تائیہ بھی ہے جو دو ہزار سے زائد اشعار پر مشتمل ہے' جس میں آپ نے علوم اور صنائع کا ذکر کیا ہے آپ خوش اخلاق اور خوش گفتار تھے اور درب الحبالین اور الفراش کے درمیان بستان القط کے پاس رہائش پذیر تھے آپ نے ۳ رشعبان بروز سوموار اپنے گھر میں باب الصغیر میں وفات پائی۔

۷۲۱ھ

اس سال کا آغاز ہوا تو شہروں کے حکام وہی تھے جن کا ذکر اس سے پہلے سال میں ہو چکا ہے' اور اس سال کے پہلے دن میں وہ حمال الزیت کھولا گیا جو درب الحجر کے سرے پر واقع ہے اور یہ الخوارزمیہ کے زمانے سے تقریباً ۸۰ سال سے مٹ چکا تھا' اس کے بعد اسے ایک ساوی شخص نے از سر نو تعمیر کیا اور یہ ایک شاندار وسیع حمام ہے' اور ۶ رمحرم کو شاہ تاتار ابوسعید کی طرف سے سلطان کی طرف ہدیہ پہنچا جو صندوقوں' تحائف اور آٹے پر مشتمل تھا اور یوم عاشورہ کو شیخ تقی الدین بن تیمیہ سلطان کے حکم سے قلعہ سے باہر نکلے اور اپنے گھر کی طرف چلے گئے اور آپ کی مدت اقامت پانچ ماہ اٹھارہ دن تھی رحمہ اللہ۔

اور ۴ رربیع الآخر کو وکیل السلطان قاضی کریم الدین دمشق پہنچا اور دارالسعادت میں فروکش ہوا' اور قاضی القضاۃ تقی الدین' مصر کے حنبلی حاکم کے عوض آیا اور وہ خزانہ کا ناظر بھی تھا' اور شافعیہ کے العادلیۃ الکبیرہ میں اترا' اور وہاں کچھ دن مقیم رہا پھر مصر چلا گیا' اور وہ سلطان کے ایک کام آیا اور اس نے قدس کی زیارت کی۔

اور اس ماہ میں سلطان نے میدان کے نزدیک ایک تالاب کھودا' جس کے پڑوس میں ایک گرجا تھا' اور والی نے اس کے گرانے کا حکم دے دیا اور جب اُسے گرا دیا گیا تو حرافیش وغیرہم مصر کے گرجوں پر قابض ہو گئے اور جس گرجے پر قبضہ کرتے اُسے گرا دیتے' جس سے سلطان گھبرا گیا اور اس نے قضاۃ سے دریافت کیا کہ جو اس فعل کا ارتکاب کرے اس پر کیا واجب ہے؟ انہوں کہا اس پر تعزیر لگائی جائے تو اس نے قید خانوں سے ایسے لوگوں کی ایک جماعت نکالی جن پر قتل واجب تھا۔

سو اس نے اس وہم ڈالتے ہوئے قطع کیا' صلیب دیا' محروم کیا' باندھا اور سزا دی کہ اس نے صرف تخریب کاری کی سزا دی ہے' پس لوگ پرسکون ہو گئے اور نصاریٰ بھی امن میں آ گئے اور کئی روز روپوش رہنے کے بعد ظاہر ہو گئے' اور اس ماہ میں بغداد میں الحرامیہ نے حملہ کر دیا اور ظہر کے وقت انہوں نے سوق الثلاثہ کو لوٹ لیا اور لوگوں نے ان کے پیچھے سے حملہ کر دیا اور ان میں سے قریباً ایک سو آدمیوں کو قتل کر دیا دوسروں کو قیدی بنا لیا۔

شیخ علم الدین البرزالی نے بیان کیا ہے اور میں نے آپ کی تحریر سے نقل کیا ہے کہ ۶ ر جمادی الاولیٰ کو بدھ کے روز قضاۃ اعیان اور مفتیان القابون کی جانب گئے اور اس جامع کے قبلہ پر کھڑے ہوگئے' جس کی تعمیر کا حکم مذکورہ جگہ پر قاضی کریم الدین وکیل السلطان نے دیا تھا اور انہوں نے اس کے قبلہ کو وقف کر دیا اور اس پر اتفاق کیا کہ وہ جامع دمشق کے قبلہ کی مانند ہو۔ اور اس ماہ میں دمشق کے بڑے لیڈروں میں سے ایک بڑے لیڈر امیر جوبان کے درمیان اور نائب السلطنت تنکز کے درمیان گفتگو ہوئی' پس جوبان کو گرفتار کر کے دو راتیں قلعہ کی طرف لے جایا گیا پھر اُسے قاہرہ منتقل کر دیا گیا اور اس بارے میں اس پر عتاب کیا گیا پھر اس کے مناسب حال اُسے روٹی دی گئی اور علم الدین نے بیان کیا ہے کہ آج کے دن قاہرہ میں خوبصورت مکانات اور خوبصورت آرام دہ جگہوں اور بعض مساجد میں آگ لگ گئی اور لوگوں کو اس سے بہت تکلیف برداشت کرنی پڑی اور انہوں نے نمازوں میں عاجزی کی پھر معاملے کی تحقیق کی تو پتہ چلا کہ یہ کارروائی نصاریٰ کی طرف سے ہے اس لئے کہ ان کے گرجے گرائے اور جلائے گئے تھے' پس سلطان نے ان میں بعض لوگوں کو قتل کر دیا اور نصاریٰ پر لازم قرار دیا کہ وہ سروں پر نیلے رنگ کا کپڑا پہنیں اور اپنے سب کپڑے بھی نیلے پہنیں اور حماموں میں گھنٹیاں اٹھائیں اور جہات میں کوئی کام نہ کریں' پس حالات ٹھیک ہوگئے اور آگ ختم ہوگئی۔

اور جمادی الاخرۃ میں شاہ میں تاتار ابوسعید نے بازار کو ویران کر دیا اور گنہگار عورتوں کے نکاح کرائے' اور شرابیں گرادیں اور اس بارے میں سخت سزائیں دیں اور مسلمان اس سے خوش ہوگئے اور انہوں نے اس کے لیے دعائیں کیں' اللہ اس پر رحم فرمائے اور اُسے معاف کرے۔ اور ۱۳ ر جمادی الآخرۃ کو جامع القصب میں جمعہ کی نماز ادا کی گئی اور شیخ علی المناخلی نے اس میں خطبہ دیا اور ۱۹ ر جمادی الآخرۃ کو جمعرات کے روز اس حمام کو کھولا گیا جسے تنکز نے اپنی جامع مسجد کے سامنے تعمیر کیا تھا اور ہر روز اُسے اس کی خوبصورتی' بکثرت روشنی اور اس کے سنگ مرمر کی وجہ سے چالیس درہم کرایہ پر دیا جاتا اور ۱۹ ر رجب کو ہفتہ کے روز القرائیین کے گرجا کو جو یہود کے محلّہ کے سامنے تھا اس کے نیا ثابت ہو جانے کے بعد گرا دیا گیا' اور اس کے متعلق سلطان کے احکام آئے اور آخر رجب میں سلطان کی طرف سے خواجہ مجد الدین السلامی کے ذریعے شاہ تاتار ابوسعید کو تحائف بھیجے گئے جن میں پچاس اونٹ' گھوڑے اور عتابی گدھا بھی تھا اور ۱۵ ر رمضان کو القابون کی جامع کریمی میں جمعہ کی نماز پڑھی گئی اور اس روز اس میں قضاۃ' الصاحب اور اعیان کی ایک جماعت شامل ہوئی' شیخ علم الدین نے بیان کیا ہے کہ شیخ قوام الدین امیر کاتب ابن الامیر العمید عمر الاکفانی القازانی' جو بغداد میں امام ابوحنیفہ کے مزار کے مدرس تھے' یکم رمضان کو دمشق آئے اور انہوں نے اس سال حج کیا اور مصر گئے اور وہاں ایک ماہ قیام کیا پھر بغداد جاتے ہوئے دمشق سے گزرے اور الخاتونیۃ حنفیہ میں اترے اور آپ صاحب فن' محقق' ادیب اور فقیہ تھے' اور شامی قافلہ ۱۰ ر شوال کو ہفتہ کے روز نکلا اور اس کا امیر شمس الدین حمزہ ترکمانی اور قاضی نجم الدین دمشقی تھا اور اس سال نائب شام تنکز نے حج کیا اور اس کے ساتھ اس کے اہل کی ایک جماعت بھی تھی اور امیر رکن الدین بیبرس حاجب مصر سے اس کی واپسی تک اس کی نیابت کرنے آیا اور نجیبیہ برانیہ میں اترا۔

اور اس سال جن لوگوں نے حج کیا ان میں خطیب جلال الدین قزوینی' عزالدین حمزۃ القلانسی ابن العز شمس الدین حنفی' جلال الدین بن حسام الدین حنفی' بہاء الدین بن علیۃ اور علم الدین البرزالی شامل ہیں اور ابن جماعۃ نے' شہاب الدین بن محمد انصاری کی

بجائے اس کے بڑے تصرف کی وجہ سے ۱۸ رشوال کو بدھ کے روز زاویہ الشافعی میں پڑھایا اور ابن جماعۃ کو خلعت دیا' اور اس کے پاس اعیان اور عوام حاضر ہوئے جس سے جمیعۃ الجمعہ بنی اور اس کے لیے بہت سی شمعیں جلائی گئیں اور لوگ معزول کے زوال سے خوش ہوئے۔

البرزالی کا بیان ہے اور میں نے ان کی تحریر سے نقل کیا ہے اور ۱۶ رشوال اتوار کے روز امام علامہ تقی الدین سبکی جو مدرسہ ہکاریہ میں محدث تھے' نے ابن انصاری کی بجائے سبق پڑھایا اور ان کے پاس ایک جماعت حاضر ہوئی جس میں قونوی بھی شامل تھے اور آپ نے سبق میں حدیث المتبایعین بالخیار' قاضی القضاۃ ابن جماعۃ سے روایت کی اور شوال میں علاء الدین بن معبد کو البر کی امارت اور اوقاف کے مضبوط کرنے سے معزول کر دیا اور آپ نے بلاد قبلیہ میں بلکتمر کی بجائے اس کے حجاز کی طرف سفر کر جانے کے باعث حوران مقام کی ولایۃ الولاۃ کو سنبھالا' اور اس کے بھائی بدرالدین نے اوقاف کی مضبوطی کا کام سنبھال لیا اور امیر علم الدین طرقشی نے کچہریوں کی مضبوطی کے ساتھ البرکی ولایت بھی سنبھالی' اور ناصر الدین برادر شرف الدین یعقوب ناظر حلب کی بجائے ابن الانصاری بیت المال کی وکالت کا متولی بن کر حلب گیا اور تاج مذکور کی امارت کے حکم سے الکرک کی نگرانی سنبھالی۔

اور عید الفطر کے روز امیر تمرتاش بن جوبان' جو بلاد روم پر قیساریہ میں تاتاریوں' ترکمانوں القرمان کی فوج میں ابوسعید کا نائب تھا' سوار ہوا' اور بلاد سیس میں داخل ہو گیا اور اس نے قتل کیا اور قیدی بنایا اور جلایا اور ویران کیا' اور اس نے نائب حلب الطنبغا کو پیغام بھیجا۔ کہ وہ اس کے لیے افواج تیار کرے' تا کہ وہ اس معاملے میں اس کی مددگار رہوں' مگر سلطان کے حکم کے بغیر اس کے لیے یہ ممکن نہ ہوا۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

الشیخ الصالح المقری:

بقیۃ السلف عفیف الدین ابو محمد عبداللہ عبدالحق بن عبداللہ بن عبدالواحد بن علی القرشی المخزومی الدلاصی جو مکہ میں شیخ الحرم تھے' آپ نے اس میں ساٹھ سال سے زیادہ قیام کیا' آپ لوگوں کو ثواب کے لیے قرآن پڑھاتے تھے' اور آپ ۱۴ رمحرم جمعہ کی شب کو مکہ میں فوت ہوئے' اور آپ کی عمر نوے سال سے زیادہ تھی۔

شیخ فاضل شمس الدین ابوعبداللہ:

محمد بن ابی بکر بن ابی القاسم الہمدانی' آپ کا باپ الصالحی' الکاکینی کے نام سے مشہور ہے آپ ۶۳۵ھ میں الصالحیہ میں پیدا ہوئے اور روایات کے ساتھ پڑھا اور نحو کے مقدمہ میں مصروف ہوئے اور زبردست نظم لکھی اور حدیث کا سماع کیا' اور فخر ابن البعلبکی نے آپ کے لئے اپنے شیوخ سے ایک جزء روایت کیا ہے پھر آپ تشیع میں داخل ہو گئے۔ اور شیخ الشیعہ ابوصالح الحلی کو سنایا اور عدنان کے ساتھ رہے اور آپ کے بچوں نے آپ کو سنایا اور مدینہ نبویہ کے امیر' امیر المنصوری بن حماد نے آپ کو طلب کیا اور آپ نے اس کے پاس تقریباً سات سال قیام کیا' پھر دمشق واپس آ گئے اور آپ کمزور اور گراں گوش ہو چکے تھے اور آپ نے خبر کے

بارے میں ایک سوال کیا جس کا جواب آپ کو شیخ تقی الدین بن تیمیہ نے دیا اس نے اسے کسی اور کے سپرد کیا تھا اور اس کی موت کے بعد آپ کو پتہ چلا جس میں یہود اور ان ادیان فاسدہ کا اتقام تھا اور جب تقی الدین سبکی دمشق قاضی بن کر آئے تو آپ نے اسے غسل دیا اور جب آپ فوت ہوئے تو قاضی شمس الدین ابن مسلم آپ کے جنازے میں شامل نہ ہوا آپ نے ۱۶ رصفر کو جمعہ کے روز وفات پائی اور قاسیون کے دامن میں دفن ہوئے اور آپ کے بیٹے تیماز کو ام المومنین حضرت عائشہؓ اور دیگر امہات المومنین رضی اللہ عنہن پر تہمت لگانے کی وجہ سے قتل کر دیا گیا اور ان پر تہمت لگانے والوں کو برا کہا گیا۔

اور رمضان کے آغاز میں جمعہ کے روز دمشق میں غائبین کی نماز جنازہ پڑھی گئی' اور وہ شیخ نجم الدین عبداللہ بن محمد اصبہانی تھے' جنہوں نے مکہ میں وفات پائی اور مدینہ نبویہ میں وفات پانے والی ایک جماعت تھی' جن میں عبداللہ ابی القاسم بن فرحون جو وہاں مالکیہ کے مدرس تھے اور شیخ یحییٰ کردی اور شیخ حسن المغربی القاء شامل تھے۔

شیخ امام عالم علاء الدین:

علی بن سعید بن سالم انصاری' جو جامع دمشق میں مزار علی کے امام تھے آپ بشاش چہرہ' متواضع' خوش آواز سے تلاوت کرنے والے اور جامع میں کتاب عزیر پڑھانے والے تھے اور نائب السلطنت کی امامت آپ کا بیٹا علامہ بہاء الدین محمد بن علی مدرس امینیہ اور محتسب دمشق کرتا تھا۔ آپ نے ۴ ر رمضان سوموار کی رات کو وفات پائی اور قاسیون کے دامن میں دفن ہوئے۔

امیر حاجب الحجاب:

زین الدین کتبغا المنصوری' حاجب دمشق' آپ بہترین امراء میں سے تھے اور ان سے بڑھ کر فقراء سے حسن سلوک کرنے والے تھے۔ اور ختم' مواعید' موالید اور سماع حدیث کو پسند کرتے تھے اور اہل حدیث کے ساتھ رہتے تھے اور اس سے حسن سلوک کرتے تھے اور آپ ہمارے شیخ ابوالعباس ابن تیمیہ کے ساتھ بہت رہتے تھے اور حج کرتے اور صدقہ دیتے تھے' آپ نے ۱۸ ر شوال کو دن کے آخری حصے میں وفات پائی' اور دوسرے دن اپنی قبر میں القبیبات کے سامنے دفن ہوئے اور بہت سے لوگوں نے آپ کو دیکھا اور آپ کی تعریف کی رحمہ اللہ۔

اور شیخ بہاء الدین المقدسی شیخ سعد الدین ابی زکریا یحییٰ مقدسی اور شیخ شمس الدین محمد بن سعد مشہور محدث کے والد اور سیف الدین کتابوں کے کاتب اور اعلان کرنے والے' اور شیخ احمد الحرام جنازوں پر پڑھائی کرانے والے تھے' آپ التنبیہ کی تکرار کرتے تھے اور کچھ باتوں کے متعلق دریافت کرتے تھے' جن میں سے کچھ اچھی تھیں اور کچھ اچھی نہیں تھیں۔

۷۲۲ھ

اس سال کا آغاز ہوا تو دمشق میں والی البر کے سوا' وہی امراء تھے جن کا ذکر اس سے پہلے سال میں ہو چکا ہے' البر کا والی علم الدین طرقشی تھا اور ابن سعید کو اس کی ذہانت' رائے کی پختگی' بہادری' دینداری اور امانتداری کی وجہ سے حوران کی امارت کی طرف واپس کیا گیا اور محرم میں دمشق میں زبردست زلزلہ آیا' اللہ اس کے شر سے محفوظ رکھے اور تنکز ۱۱ر محرم منگل کی شب کو آیا' اور اس کی غیر

حاضری کی مدت تین ماہ تھی اور وہ رات کو آیا تا کہ کسی کو اس کی آمد کی تکلیف نہ ہو اور غیر حاضری میں اس کی نیابت کرنے والا اس سے دو دن قبل روانہ ہو گیا کہ وہ اسے ہدیہ وغیرہ کا مکلف نہ کرے اور مغلطائی عبدالواحد جمدار جو مصر کا ایک امیر تھا سلطان کے ہاں سے تنکز کے لیے ایک قیمتی خلعت لایا اور اس نے اسے نیابت تفویض کی اور حسب دستور چوکھٹ کو بوسہ دیا اور ۲ صفر بدھ کے روز شیخ نجم الدین قفجازی نے حنفیہ کے الظاہریہ میں درس دیا اور وہ جامع تنکز کا خطیب تھا اور قضاۃ و اعیان اس کے پاس حاضر ہوئے اور اس نے قول الٰہی ﴿اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُکُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمَانَاتِ اِلٰی اَھْلِھَا﴾ کے بارے میں درس دیا' اور یہ واقعہ قاضی شمس الدین بن العز الحنفی کی وفات کے بعد کا ہے آپ نے حجاز سے واپسی پر وفات پائی' اور آپ کے بعد عماد الدین طرطوسی نے قضاۃ کی نیابت سنبھالی اور وہ آپ کی بیٹی کا خاوند تھا اور آپ کی غیر حاضری میں آپ کی نیابت کیا کرتا تھا' اور آپ کے بعد بھی وہ اسی طریق پر قائم رہا' پھر اس کے بعد اس میں اس کے نائب مقرر کرنے والے نے حکومت سنبھال لی' اور اس ماہ میں کتبغا کی بجائے خوارزمی حاجب بن کر آیا اور ربیع الاول میں شیخ قوام الدین مسعود بن شیخ برہان الدین محمد بن شیخ شرف الدین محمد کرمانی حنفی دمشق آیا اور القصاعین میں فروکش ہوا اور طلبہ اس کے پاس آئے اور وہ نائب السلطنت کے پاس آیا اور اس سے ملاقات کی۔ اور وہ نوجوان تھا۔ اس کی پیدائش ۷۱ ۶ ھ میں ہوئی اور میں نے بھی اس سے ملاقات کی ہے اور اُسے اصول و فروع میں مشارکت حاصل تھی اور اس کا دعویٰ اس کے حاصل سے وسیع اور اس کے باپ اور دادے کی تصانیف بھی تھیں' پھر وہ مدت بعد مصر چلا گیا اور وہیں وفات پائی' جیسا کہ ابھی بیان ہوگا۔

اور ربیع الاول میں ایاس کی فتح اور اس کا معاملہ اور اُسے ارمن کے ہاتھوں سے چھین لینے کا کام مکمل ہو گیا اور بُرج اطلس بھی لے لیا گیا' اس کے درمیان سمندر میں ڈیڑھ تیر کا فرق تھا' پس حکم الٰہی سے مسلمانوں نے اُسے لے لیا اور اُسے تباہ و برباد کر دیا اور اس کے دروازے لوہے اور سکّے سے لیپ کیے ہوئے تھے اور اس کی فصیل کا عرض بڑھئی کے تیرہ ہاتھ تھا اور مسلمانوں نے بہت غنائم حاصل کیں اور انہوں نے اس کی بڑی بڑی جماعتوں کا محاصرہ کر لیا اور گرمی اور مکھیاں ان پر غالب آ گئیں تو سلطان نے ان کی واپسی کا حکم دے دیا اور جو مجانیق ان کے پاس تھیں انہوں نے انہیں جلا دیا اور ان کے لوہے کو لے لیا اور سالم و غانم آ گئے اور ان کے ساتھ بہت سے رضا کار بھی تھے اور ۲۳ر جمادی الاولیٰ جمعرات کے روز جامع کے اندر کی چوڑائی مکمل ہو گئی اور لوگوں کے لیے وسیع ہو گئی' لیکن خلاف عادت سامان اٹھانے سے تنگی ہو گئی' بلاشبہ لوگ برآمدے کے درمیان سے گزرتے تھے اور باب البرادۃ سے باہر نکل جاتے تھے اور جو چاہتا وہ اپنے جوتوں سمیت دوسرے دروازے تک مسلسل پیدل چلتا جاتا اور حجرہ کے سوا کوئی جگہ ممنوع نہ تھی اور باقی برآمدوں کے برخلاف کوئی شخص اس میں جوتوں سمیت نہ جا سکتا تھا سو نائب السلطنت نے اس کے ناظر ابن مراحل کے مشورے سے اس کی چوڑائی کو مکمل کرنے کا حکم دیا اور جمادی الآخرۃ میں بلاد سیس سے افواج واپس آ گئیں اور ان کے نائب سالار نائب الکرک آقوش تھا اور رجب کے آخر میں قاضی محی الدین بن اسماعیل بن جہبل نے الدارانی الجعفری کی بجائے ابن صصری کی نیابت فیصلہ کو سنبھالا اور الدارانی' جامع العقیبیہ کے خطبہ سے مستعفی ہو گیا اور ۳ر رجب کو نائب السلطنت' سلطان کی خدمت میں گیا اور اس نے اس کی عزت کی اور اُسے خلعت دیا اور یکم شعبان کو واپس آ گیا اور لوگ اس سے خوش ہوئے اور رجب میں اس حمام کی تعمیر مکمل

ہوگئی جسے امیر علاء الدین بن صبیح نے اپنے گھر کے پڑوس میں الشامیہ البرانیہ کے شمال میں تعمیر کیا تھا اور ۹ رشعبان سوموار کے روز امیر سیف الدین ابوبکر بن ارغون نائب السلطنت نے اپنا عقد ناصری بیٹی سے کیا اور اس کے سامنے امراء کے لڑکوں کی ایک جماعت کا ختنہ ہوا اور ایک بڑا دستر خوان بچھایا گیا اور مطہرین کے سروں پر چاندی نچھاور کی گئی اور وہ جشن کا دن تھا اور اس روز سلطان نے مکہ کے ماکولات سے ٹیکس ساقط کر دیا اور اس کے حاکم اس کے عوض الصعید کے شہر میں جاگیریں دیں۔

اور رمضان کے آخر میں اس حمام کی تعمیر مکمل ہوگئی جسے بہاء الدین بن علیم نے قاسیون کے کوچہ الماجیہ میں اپنے قریب بنایا تھا اور اس نواح کے لوگوں اور ان کے پڑوسیوں نے اس سے فائدہ اٹھایا اور شامی قافلہ ۸ رشوال کو جمعرات کے روز روانہ ہوا اور اس کا امیر نائب الرحبہ سیف الدین بلبطی تھا اور اس کا باب الجابیہ کے اندر ابن صبرہ کی گلی میں تھا اور اس کا قاضی شمس الدین بن النقیب قاضی حمص تھا۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

قاضی شمس الدین بن العز الحنفی:

ابوعبداللہ محمد بن شیخ شرف الدین ابی البرکات محمد بن شیخ عزالدین ابی العز صالح بن ابی العز بن وہیب بن عطاء بن جبیر بن کابن وہیب الاذرعی الحنفی' آپ مشائخ حنفیہ میں سے ایک تھے' اور علوم کے متعدد فنون میں ان کے ائمہ اور فضلاء میں سے تھے آپ نے تقریباً بیس سال نیابت میں فیصلے کیے اور آپ سدید الاحکام محمود السیرۃ' جید الطریقۃ' کریم الاخلاق اور اپنے اصحاب وغیرہ کے ساتھ بہت نیکی اور احسان کرنے والے تھے' آپ نے مدت تک جامع افرم میں خطبہ دیا اور آپ اس کے پہلے خطیب ہیں اور آپ نے المعظمیۃ' الیغموریۃ' القلیجیہ اور الظاہریہ میں پڑھایا اور آپ اس کے اوقاف کے ناظر تھے اور آپ نے لوگوں کو فتویٰ کی اجازت دی۔ اور آپ بڑے معظم اور بارعب آدمی تھے اور اپنے حج سے واپس آنے کے تھوڑے دنوں بعد' آخر محرم کو جمعرات کے روز وفات پاگئے اور جامع افرم میں اسی روز ظہر کے بعد آپ کا جنازہ پڑھا گیا۔ اور المعظمیہ کے نزدیک اپنے اقارب کے پاس دفن ہوئے اور آپ کا جنازہ بڑا بھرپور تھا اور لوگوں نے آپ کی بھلائی کی گواہی دی اور آپ کی اس موت پر رشک کیا رحمہ اللہ' اور آپ کے بعد الظاہریہ میں نجم الدین فتجازی نے پڑھایا اور المعظمیہ' القلیجیہ اور افرم کی خطابت آپ کے بیٹے علاء الدین نے سنبھالی اور آپ کے بعد فیصلوں کی نیابت قاضی عماد الدین طرسوسی' مدرس القلعہ نے سنبھالی۔

شیخ امام عالم ابواسحاق:

بقیۃ السلف رضی الدین ابواسحاق ابراہیم بن محمد بن ابراہیم بن ابی بکر بن محمد بن ابراہیم طبری' مکی' شافعی' آپ پچاس سال سے زیادہ عرصہ' مقام کے امام رہے' اور اپنے شہر کے شیوخ اور اس کی طرف آنے والوں سے حدیث کا سماع کیا اور آپ نے کوئی سفر نہیں کیا اور آپ طویل مدت سے لوگوں کو فتوے دے رہے تھے' بیان کیا جاتا ہے کہ آپ نے بغوی کی شرح السنۃ کا اختصار کیا ہے' آپ نے ۸ ربیع الاول کو مکہ میں ہفتے کے دن ظہر کے بعد وفات پائی۔ اور دوسرے دن دفن ہوئے اور آپ مشائخ کے ائمہ میں

سے تھے۔

علامہ شیخ رکن الدین:

بقیۃ السلف رکن الدین ابویحییٰ زکریا بن یوسف بن سلیمان بن حماد البجلی الشافعی نائب خطیب اور الصبیبہ اور الاسدیہ کے مدرس اور جامع میں آپ کا حلقہ اشتغال بھی تھا' جہاں پر طلبا آپ کے پاس حاضر ہوتے تھے اور فرائض وغیرہ میں مواظبت کے ساتھ اشتغال کرتے تھے' آپ نے ۲۳ر جمادی الاولیٰ کو جمعرات کے روز ۷۰ سال کی عمر میں وفات پائی۔ اور اپنے شیخ تاج الدین الفزاری کے قریب دفن ہوئے رحمہما اللہ۔

نصیرالدین:

ابومحمد عبداللہ بن وجیہ الدین ابی عبداللہ علی بن محمد بن علی بن ابی طالب بن سوید بن معالی ابن محمد بن ابی بکر الربعی التغلبی التکریتی' آپ دمشق کے ایک رئیس تھے' آپ کا باپ آپ سے پہلے دمشق آیا اور الظاہر کے زمانے میں اور اس سے پہلے بڑا ہو گیا' اور آپ کی پیدائش ۶۵۰ھ کی حدود میں ہوئی' اور ان کے پاس بڑے اموال تھے اور انہیں بڑی آسودگی حاصل تھی آپ نے ۲۰ر رجب کو جمعرات کے روز وفات پائی اور قاسیون کے دامن میں ان کے قبرستان میں دفن ہوئے رحمہ اللہ۔

شمس الدین محمد بن المغربی:

تاجر' بہت سفر کرنے والے' جو مسافروں کے لیے راستے پر الصنمین کی سرائے کے بنانے والے ہیں' اللہ آپ رحم کرے اور آپ سے قبول فرمائے اور وہ سرائے بہترین اور بہت فائدہ بخش جگہوں میں سے ہے' آپ نے ۱۱ر شوال کو اتوار کے روز وفات پائی۔

الشیخ الجلیل نجم الدین:

نجم الدین ابوعبداللہ الحسین بن محمد بن اسماعیل القرشی' جو ابن عنقود المصری کے نام سے مشہور ہیں' آپ کو حکومت میں وجاہت اور تقدم حاصل تھا۔ آپ ۲۳ر شوال کو جمعہ کی صبح کو وفات پائی اور اپنے زاویہ میں دفن ہوئے اور آپ کے بعد اس میں آپ کے بھتیجے نے کام شروع کیا۔

شمس الدین محمد بن الحسن:

ابن الشیخ الفقیہ مجدالدین ابوالہدیٰ اور احمد بن الشیخ شہاب الدین ابوشامہ' آپ ۶۵۳ھ میں پیدا ہوئے اور آپ کے باپ نے مشائخ سے آپ کو سماع کرایا اور آپ نے قرآن پڑھا اور فقہ سے اشتغال کیا اور آپ لکھتے اور بہت تلاوت کرتے تھے اور مدارس اور سبع کبیر میں حاضر ہوتے تھے' آپ نے ۲۷ر شوال کو وفات پائی اور باب الفرادیس کے قبرستان میں اپنے باپ کے پاس دفن ہوئے۔

شیخ جلال الدین:

جلال الدین ابوسحاق ابراہیم بن زین الدین محمد بن احمد بن محمود بن محمد العقیلی' جو ابن القلانسی کے نام سے مشہور

ہیں' آپ ۶۵۹ھ میں پیدا ہوئے اور ابن عبدالدائم سے ابن عرفہ کے ایک جزء کا سماع کیا اور اسے کئی بار روایت کیا اور اسی طرح دوسروں سے بھی سماع کیا اور فن کتابت وانشاء میں اشتغال کیا پھر گوشہ نشین ہو گئے اور ان سب باتوں کو ترک کر دیا اور عبادت ودرویشی کی طرف متوجہ ہو گئے اور مصر میں امراء نے آپ کے لیے زاویہ تعمیر کیا اور بار بار آپ کے پاس آئے اور آپ منس مکھ اور فصیح شخص تھے اور گراں گوش تھے پھر قدس کی طرف منتقل ہو گئے اور ایک دفعہ دمشق آئے اور لوگوں نے آپ سے ملاقات کی اور آپ کی عزت کی اور وہاں آپ نے حدیث بیان کی پھر قدس کی طرف واپس آ گئے اور وہیں ۳ رذوالقعدہ کو اتوار کے روز وفات پا گئے اور ماملی کے قبرستان میں دفن ہوئے' اور آپ محتسب عزالدین بن القلانسی کے ماموں تھے' اور یہ الصاحب تقی الدین بن مراحل کا ماموں تھا۔

شیخ امام قطب الدین:

محمد بن عبدالصمد بن عبدالقادر السنباطی المصری' آپ نے الروضۃ کا اختصار کیا اور کتاب التعجیز کو تصنیف کیا' اور الفاضلیہ میں پڑھایا اور مصر میں فیصلوں کے نائب رہے اور آپ اعیان فقہاء میں سے تھے۔ آپ نے ۱۴ رذوالحجہ بروز جمعہ ۷۰ سال کی عمر میں وفات پائی اور آپ کے بعد قاہرہ کے نائب الحکم ضیاء الدین المناوی الفاضلیہ کی تدریس کے لیے حاضر ہوئے اور آپ کے پاس ابن جماعۃ اور اعیان حاضر ہوئے۔ واللہ اعلم۔

۷۲۳ھ

اس سال کا آغاز اتوار کے روز دسمبر میں ہوا اور حکام وہی تھے جو اس سے پہلے سال تھے' ہاں دمشق میں البرکا والی امیر علاء الدین علی بن الحسن المروانی تھا اس نے گزشتہ سال ماہ صفر میں امارت سنبھالی تھی اور اس سال کے صفر میں صارم الدین الجوکنداری کی بجائے' امیر شہاب الدین بن بریق نے مدینے کی امارت سنبھالی' اور صفر ہی میں قاضی کریم الدین وکیل السلطان نے اس مرض سے جو اُسے لاحق ہوا تھا' صحت پائی' پس قاہرہ کو آراستہ کیا گیا اور شمعیں روشن کی گئیں اور منصوری شفاخانے میں فقراء کو جمع کیا گیا تاکہ وہ اس کے صدقہ کو حاصل کریں' اور ربیع الاول کے آخر میں بھیڑ کے باعث کچھ فقراء مر گئے اور قاضی جمال الدین الزرعی کے دمشق منتقل ہو جانے کے باعث' ان کی بجائے' امام علامہ محدث تقی الدین السبکی الشافعی نے قاہرہ کے المنصوریہ میں پڑھایا اور ۴ رجمادی الاولیٰ کو جمعہ کے روز نجم ابن صصری کی بجائے علاء الدین شیخ الشیوخ القونوی الشافعی اس کے پاس حاضر ہوئے اور العادلیہ میں اترے نیز وہ قضاۃ مشیخۃ الشیوخ' افواج کی قضا اور العادلیہ' الغزالیہ اور الاتابکیہ کی تدریس کے لیے بھی آئے۔

اور اتوار کے روز' قاضی کریم الدین عبدالکریم بن ہبۃ اللہ بن الشد ید وکیل السلطان کو گرفتار کر لیا گیا اور وہ سلطان کے ہاں اس مقام ومرتبہ تک پہنچ چکا تھا کہ وزرائے کبار میں سے کوئی دوسرا اس تک نہ پہنچ سکا تھا اور اس کے اموال وذخائر کی محافظت کی گئی اور نائب السلطنت کے پاس اس نے لکھا' پھر اس نے اُسے حکم دیا کہ وہ اپنی القرافہ کی قبر میں رہے پھر اُسے الشوبک کی طرف جلا وطن کر دیا اور اُسے کچھ مال سے نوازا' پھر اُسے قدس شریف میں اپنی خانقاہ میں اقامت کرنے کا حکم دیا اور اس کے بھتیجے کریم الدین الصغیر ناظر کچہری کو گرفتار کر لیا اور اس کے اموال چھین لئے اور اُس قلعہ میں قید کر دیا اور اعوام اس سے خوش ہو گئے اور ان

دونوں کے گرفتار کرنے کی وجہ سے انہوں نے سلطان کے لئے دعا کی پھر اُسے صفت کی طرف نکال دیا گیا اور اس نے قدس سے امین الملک عبداللہ کو طلب کر کے اُسے مصر کی وزارت دے دی اور اُسے واپس آنے پر خلعت دیا اور عوام اس سے خوش ہو گئے اور انہوں نے اس کے لیے شمعیں جلائیں اور اس نے الصاحب بدرالدین غبریال کو دمشق سے طلب کیا پس وہ سوار ہو کر آیا اور اس کے پاس بہت سے اموال بھی تھے پھر اس نے کریم الدین الکبیر کے اموال کو عطا کیا اور عزت کے ساتھ دمشق واپس آ گیا اور شامی افواج کی نگرانی کے لیے قطب بن شیخ السلامیہ کی بجائے قاضی معین الدین الحشیشی آئے قطب کو نگرانی سے معزول کر دیا گیا اور اس نے الندراویہ میں تقریباً بیس روز لکھا پھر اس نے اُسے اپنے گھر واپس جانے کی اجازت دے دی۔

اور جمادی الاولیٰ میں طرقشی کو کچہریوں کے انتظام سے معزول کر دیا گیا اور امیر بکتمر نے اُسے سنبھال لیا اور ۲؍ جمادی الآخرۃ کو ابن جہبل الزرعی کا نائب الحکم بنا اور اس سے قبل اس نے ابن ہلال کی بجائے یتامیٰ کی نگرانی بھی سنبھالی تھی اور شعبان میں الطرقشی کو دوبارہ منتظم بنا دیا گیا اور بکتمر اسکندریہ کی نیابت کی طرف روانہ ہو گیا اور وفات تک وہیں رہا اور رمضان میں حجاج الشرق کی ایک جماعت آئی اور ان میں ملک البغا بن ہلاکو کی بیٹی اور ارغون کی بہن اور قازان اور خربندا کی پھوپھی بھی شامل تھی پس اس کی عزت کی گئی اور اُسے قصر ابلق میں اتارا گیا اور حج کے رقت تک اس کے اخراجات اور نفقات مقرر کر دیئے گئے اور ۸؍ شوال کو سوموار کے روز قافلہ روانہ ہوا۔ اور اس کا امیر قطلیجا الابوبکری تھا جو القصاعین میں رہتا تھا اور قافلے کا قاضی شمس الدین قاضی القضاۃ ابن مسلم الحنبلی تھا اور ان کے ساتھ جمال الدین المزی عماد الدین ابن الشیر جی امین الدین الوانی فخر الدین بعلبکی اور ایک جماعت نے حج کیا اور اس بارے میں گفتگو کرنے کا اختیار شرف الدین بن سعد الدین بن نجیح کے سپرد کیا گیا شہاب الدین الظاہری نے مجھے ایسے ہی بتایا ہے اور مصریوں میں سے قاضی القضاۃ بدرالدین بن جماعۃ اور اس کے بیٹوں عزالدین فخرالدین کاتب الممالیک شمس الدین الحارثی شہاب الدین الاذعی اور علاء الدین الفارسی نے بھی ایسے ہی بتایا ہے۔

اور شوال میں زکی الدین المنادی کے بعد تقی الدین السبکی نے قاہرہ میں دارالحدیث الظاہریہ کی مشیخت سنبھالی اور اُسے عبدالعظیم بن حافظ شرف الدین دمیاطی بھی کہا جاتا ہے پھر اُسے السبکی سے فتح الدین بن سید الناس الیعمری کے لیے چھین لیا گیا اس نے اسے ذوالقعدہ میں سنبھالا اور جمعرات کے روز یکم ذوالحجہ کو قطب الدین بن شیخ السلامیہ کو خلعت دیا گیا اور فوج کی نگرانی معین الدین بن الحشیشی کے مصاحب کو دوبارہ دے دی گئی پھر مدت مدید کے بعد قطب الدین الیکد ہی بااختیار نگران بن گیا اور ابن حشیش کو معزول کر دیا گیا۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

امام مؤرخ کمال الدین الفوطی:

ابوالفضل عبدالرزاق احمد بن محمد بن احمد بن الفوطی عمر بن ابی المعالی الشیبانی البغدادی جو ابن الفوطی کے نام سے مشہور ہیں اور وہ اس ماں کی طرف سے اس کا نانا ہے آپ ۶۴۲ھ میں بغداد میں پیدا ہوئے اور جنگ تاتار میں قید ہوئے پھر قید سے رہا ہوئے

اور آپ المستنصریہ میں کتب کے نگران تھے' آپ نے ۵۵ جلدوں میں تاریخ تصنیف کی ہے اور دوسری تقریباً بیس جلدوں میں ہے اور آپ کی تصانیف بہت ہیں اور اشعار خوبصورت ہیں اور حسن نے محی الدین بن الجوزی سے سماع کیا ہے آپ نے ۳ محرم کو وفات پائی اور الشونیزیہ میں دفن ہوئے۔

قاضی القضاۃ نجم الدین بن صصری:

ابوالعباس احمد بن العدل عماد الدین بن محمد بن العدل امین الدین سالم بن الحافظ المحدث بہاء الدین ابی المواہب بن ہبۃ اللہ بن محفوظ بن الحسن بن الحسن بن احمد بن محمد بن صصری التغلبی' الربعی' الشافعی قاضی القضاۃ شام' آپ ذوالقعدہ ۶۵۵ھ میں پیدا ہوئے اور حدیث کا سماع کیا' اور اشتغال کیا اور علم حاصل کیا اور قاضی شمس الدین بن خلکان کی جانب سے وفیات الاعیان کو لکھا اور انہیں آپ کو سنایا اور تاج الدین الفزاری سے فقہ سیکھی اور ان کے بھائی شرف الدین سے نحو سیکھی اور آپ کو انشا پردازی اور حسن بیان میں کمال حاصل تھا اور آپ نے العادلیۃ الصغیرۃ میں ۶۸۲ھ میں اور امینیہ میں ۶۹۰ھ میں اور الغزالیہ میں ۶۹۴ھ میں پڑھایا اور العادل کتبغا کی حکومت میں افواج کے قاضی بنے' پھر جب ابن دقیق العید کے بعد ابن جماعۃ کو مصر کی قضاء کے لیے طلب کیا گیا تو ان کے بعد آپ ۷۰۲ھ میں شام کے قاضی بنے پھر العادلیہ' اور الاتابکیہ کی تدریس کے ساتھ مشیخۃ الشیوخ کو بھی سپرد کر دیا گیا اور یہ سب دنیوی مناصب تھے آپ ان سے الگ ہو گئے اور وہ آپ سے الگ ہو گئے اور انہیں دوسروں کے لیے چھوڑ دیا' اور اس کی وفات کے بعد آپ کی سب سے بڑی خواہش تھی کہ وہ انہیں نہ سنبھالتے' اور وہ جدا ہونے والے حبیب کی جانب سے متاع قلیل تھا اور آپ ایک باعزت باوقار' شریف' خوش اخلاق' اور سلطان اور حکومت کے ہاں ایک معظم رئیس تھے' آپ نے ۱۶ ربیع الاول جمعرات کی رات کو بستانہ میں تیر لگ جانے سے اچانک وفات پائی اور جامع مظفری میں آپ کا جنازہ پڑھا گیا اور نائب السلطنت' قضاۃ امراء اور اعیان آپ کے جنازے میں شامل ہوئے اور آپ کا جنازہ بھرپور تھا اور آپ کو الرکنیہ کے پاس ان کے قبرستان میں دفن کیا گیا۔

علاء الدین علی بن محمد:

ابن عثمان بن احمد بن ابی المنی بن محمد بن نحلۃ الدمشقی الشافعی' آپ ۶۵۸ھ میں پیدا ہوئے اور المحرر کو پڑھا اور شیخ زین الدین الفارقی کے ساتھ رہے اور الدولعیہ اور الرکنیہ میں پڑھایا اور بیت المال کی نگرانی کی اور الرکنیہ کے پہلو میں ایک شاندار گھر تعمیر کیا اور وفات پا گئے اور اُسے ربیع الاول میں چھوڑ گئے اور آپ کے بعد الدولعیہ میں قاضی جمال الدین ابن جملہ اور الرکنیہ میں قاضی رکن الدین خراسانی نے پڑھایا۔

شیخ ضیاء الدین:

اور ربیع الاول میں شیخ ضیاء الدین عبداللہ الزربندی النحوی قتل ہو گئے' آپ کی عقل میں خلل آ گیا تھا اور آپ دمشق سے قاہرہ روانہ ہو گئے اور شیخ الشیوخ القونوی کے حکم سے آپ کو شفا خانے میں رکھا گیا مگر آپ نے موافقت نہ کی' پھر آپ قلعہ میں آئے اور

آپ کے ہاتھ میں سنتی ہوئی تلوار تھی سو آپ نے ایک نصرانی کو قتل کر دیا اور آپ کو سلطان کے پاس لایا گیا تو انہوں نے آپ کو جاسوس خیال کیا اور اس نے آپ کو پھانسی دینے کا حکم دے دیا تو آپ کو پھانسی دے دی گئی اور میں بھی آپ سے سیکھنے والوں میں شامل تھا۔

الشیخ الصالح المقری الفاضل:

شہاب الدین احمد بن الطبیب ابن حبید اللہ الحلی العزیزی الفوارسی جو ابن الحلبیہ کے نام سے مشہور ہیں' آپ نے خطیب مرداد ابن عبدالدائم سے سماع کیا اور اشتغال کیا' اور علم حاصل کیا اور لوگوں کو پڑھایا اور آپ کی وفات ربیع الاول میں ۷۸ سال کی عمر میں ہوئی اور دامن کوہ میں دفن ہوئے۔

شہاب الدین احمد بن محمد:

ابن قطنیہ الزرعی' جو اموال اور سامان تجارت کی کثرت کے لحاظ سے مشہور تاجر ہیں' کہتے ہیں کہ قازان کے سال آپ کے مال کی زکوۃ ۲۵ ہزار دینار تک پہنچ گئی تھی آپ نے اس سال کے ربیع الآخر میں وفات پائی اور اپنی باب بستانہ کی قبر میں دفن ہوئے جس کا نام المرفع ہے اور وہ القابون کے راستے میں ثوراء کے پاس ہے اور وہ بڑی قبر ہے اور آپ کی املاک بھی تھیں۔

قاضی امام جمال الدین:

ابوبکر بن عباس بن عبداللہ الخابوری' قاضی بعلبک' اور شیخ تاج الدین الفزاری کا سب سے بڑا ساتھی' آپ بعلبک سے قاضی الزرعی سے ملاقات کرنے آئے اور مدرسہ بادرانیہ میں ۷؍ جمادی الاولیٰ کو ہفتے کی رات کو وفات پا گئے اور قاسیون میں دفن ہوئے اور آپ کی عمر ستر سال پراگندہ خواب تھے۔

سالخورد شیخ جمال الدین:

عمر بن الیاس بن الرشید بعلبکی تاجر' آپ ۶۰۲ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۲؍ جمادی الاولیٰ کو ۱۲۰ سال کی عمر میں وفات پا گئے اور مطحا میں دفن ہوئے۔

شیخ امام محدث صفی الدین:

صفی الدین ابوالثناء محمود بن ابی بکر بن محمد الحسنی بن یحییٰ بن الحسین الاموی' الصوفی' آپ ۶۴۶ھ میں پیدا ہوئے اور کثیر سے سماع کیا اور سفر کیا اور طلب کیا اور بہت کچھ لکھا اور النہایہ ابن الاثیر کا ضمیمہ لکھا اور آپ نے التنبیہ کو پڑھا اور لغت میں اشتغال کیا اور اس سے اچھا حصہ حاصل کیا پھر ۷۱۶ھ میں آپ کی عقل میں خلل آ گیا اور اس پر سوداء کا غلبہ ہو گیا اور بعض اوقات آپ اس سے ہوش میں آ جاتے اور صحیح گفتگو کرتے پھر مذکور مرض آپ کو لاحق ہو جاتا اور آپ ہمیشہ اسی حالت میں رہے حتیٰ کہ اس سال کے جمادی الآخرۃ میں نوری شفاخانہ میں وفات پا گئے۔ اور باب الصغیر میں دفن ہوئے۔

پاک دامن خاتون:

خاتون بنت ملک صالح اسماعیل بن العادل بن ابی بکر بن ایوب بن شادی آپ اپنے گھر میں [illegible] پاک دامنی [illegible] سے مشہور تھی اور وہ قابل احترام رئیسہ تھی۔ اس نے قطعاً نکاح نہیں کیا اور اس وقت بنی ایوب میں سے اس کے سوا اس کے طبقہ میں کوئی نہیں تھا اس نے ۲۱ر شعبان کو جمعرات کے روز وفات پائی اور ام الصالح کے قبرستان میں دفن ہوئے [illegible]۔

الشیخ الجلیل المعمر الرحلہ بہاء الدین:

بہاء الدین ابوالقاسم ابن شیخ بدرالدین ابی غالب المظفر بن نجم الدین بن ابی الثنا محمود ابن الامام تاج الاحناء ابی الفضل احمد بن محمد بن الحسن بن ہبۃ اللہ بن عبداللہ بن الحسین بن عساکر الدمشقی الطبیب المعمر' آپ ۶۲۹ھ کو پیدا ہوئے اور حضوراً اور سماعاً بہت سے مشائخ سے سماع کیا' اور حافظ علی الدین البرزالی نے آپ کی مشیخت کو بیان کیا ہے' جس کے متعلق ہم نے آپ کی وفات کے سال سنا ہے اور اسی طرح حافظ صلاح الدین العلائی نے آپ کی احادیث میں سے عوالی کو بیان کیا ہے اور محدث مفید ناصرالدین بن طغربک نے آپ کی مشیخت کو سات جلدوں میں بیان کیا ہے' جو ۵۷۰ مشائخ پر سماعاً اور اجازۃً مشتمل ہے اور اسے آپ کو سنایا گیا اور اُسے حفاظ وغیرہ نے سنا' البرزالی نے بیان کیا ہے کہ میں نے مکررات کے حذف کے ساتھ آپ کو ۲۳ جلدیں سنائیں اور مکررات کے ساتھ ۱۵۵۵ اجزاء سنائے' البرزالی کا بیان ہے کہ آپ نے طب سے اشتغال کیا اور آپ بلا اُجرت لوگوں کا علاج کرتے تھے اور آپ کو بہت سی احادیث' حکایات اور اشعار یاد تھے اور آپ کی نظمیں بھی ہیں اور آپ نے متعدد جہات سے کتابت کی خدمت کی' پھر اُسے چھوڑ دیا' اور اپنے گھر کے ہی ہو رہے اور آخری عمر میں بہت سی باتوں میں منفرد ہو گئے۔ اور آپ سنانے میں نرم طبیعت تھے اور آپ نے آخری عمر میں اپنے گھر کو وقف کر کے دارالحدیث بنا دیا اور البرزالی اور المزی کو اپنے عطیے سے خاص کیا اور آپ کی وفات ۲۵ر شعبان کو سوموار کے روز ظہر کے وقت ہوئی اور آپ قاسیون میں دفن ہوئے۔

وزیر' امیر نجم الدین:

محمد بن شیخ فخرالدین عثمان بن ابی القاسم البصراوی الحنفی' آپ نے اپنے چچا قاضی صدرالدین حنفی کے بعد بصریٰ میں پڑھایا' پھر دمشق کے محتسب اور خزانہ کے ناظر بنے' پھر وزارت سنبھالی' پھر آپ سے اُسے چھوڑنے کا مطالبہ کیا گیا اور اس کے عوض آپ کو بڑی جاگیروں کے ساتھ دس کی امارت دی گئی اور اس بارے میں اس کی حرمت اور لباس میں وزراء کا سا معاملہ کیا گیا' حتیٰ کہ ۲۸ر شعبان کو جمعرات کے روز بصریٰ میں آپ کی وفات ہوگئی اور وہیں دفن ہوئے' آپ شریف' قابل تعریف' دیالو' بہت لوٹنے والے' بہت صدقہ دینے والے اور لوگوں سے حسن سلوک کرنے والے تھے' آپ نے اموال و اولاد کو چھوڑا' پھر اس کے بعد وہ سب فنا ہو گئے اور آپ کے اموال تقسیم ہو گئے اور آپ کی بیویوں نے نکاح کر لیے اور آپ کے گھر پر سکون ہو گئے۔

امیر صارم الدین بن قراسنقر الجوکندار:

خواص کو مضبوط کرنے والے' پھر آپ نے دمشق کی امارت سنبھالی' پھر اپنی موت سے چھ ماہ قبل اس سے معزول ہو گئے اور ۹ر رمضان کو وفات پا گئے اور اپنی شاندار سفید قبر میں مسجد التاریخ کے مشرقی جانب دفن ہوئے جسے آپ نے اپنے لیے تیار کیا تھا۔

شیخ احمد الاعقف الحریری.

شہاب الدین احمد بن حامد بن سعید التنوخی الحریری آپ [illegible]ھ میں پیدا ہوئے اور آپ نے بچپن میں شیخ تاج الدین الفزاری سے التنبیہ کے متعلق اشتغال کیا' پھر الحریریہ کے ساتھ رہے اور ان کی خدمت کی اور شیخ نجم الدین بن اسرائیل کی مصاحبت اختیار کر لی اور حدیث کا سماع کیا اور کئی بار حج کیا' آپ خوش شکل اور لوگوں سے بہت محبت کرنے والے اور خوش اخلاق تھے' آپ نے ۲۳ رمضان کو اتوار کے روز المزہ میں اپنے زاویہ میں وفات پائی اور المزہ کے قبرستان میں دفن ہوئے' اور آپ کا جنازہ بہت بھرپور تھا۔

اور ۲۸ رمضان کو جمعہ کے روز دمشق میں شیخ ہارون المقدسی کا جنازہ غائب پڑھا گیا' آپ نے رمضان کے آخری عشرہ میں بعلبک میں وفات پائی اور آپ فقراء کے نزدیک مشہور صالح شخص تھے۔

الشیخ المقری ابوعبداللہ:

اور ۳ ذوالقعدہ جمعرات کے روز' الشیخ المقری ابوعبداللہ محمد بن ابراہیم بن یوسف بن عصر الانصاری القصری ثم السبتی نے قدس میں وفات پائی اور ماملی میں دفن ہوئے اور آپ کا جنازہ بہت بھرپور تھا' جس میں کریم الدین اور لوگ پیادہ پا شامل ہوئے' آپ نے ۶۵۳ھ میں وفات پائی' اور آپ بارعب شیخ اور حنا سے داڑھی کو سرخ رنگ دیئے ہوئے تھے۔ میں نے آپ سے ملاقات کی اور جب میں نے اس سال قدس کی زیارت کی تو آپ کے ساتھ گفتگو کی اور یہ میری آپ کی پہلی ملاقات تھی' اور آپ مالکی المذہب تھے' آپ نے آٹھ ماہ میں مؤطا کو پڑھا اور شریح کو طریق سے الزجاجی کی الجمل کے شارح ابوالربیع سے نحو سیکھی۔

الشیخ الاصیل شمس الدین:

شمس الدین ابونصر بن محمد بن عماد الدین ابی الفضل محمد بن شمس الدین ابی نصر محمد بن ہبۃ اللہ بن محمد بن یحییٰ بن بندار بن ممیل الشیرازی' آپ ۶۲۹ھ کے شوال میں پیدا ہوئے' اور بہت سماع کیا اور سماع کرایا اور ہمارے شیخ المزی تغمدہ اللہ برحمتہ نے اشراف قوم میں افادہ کرایا' آپ نے خود کئی اجزاء کو سنایا' اللہ تعالیٰ آپ کو بدلہ دے' آپ خوبصورت' مبارک' نیک اور متواضع شیخ تھے' اور عطر کے ڈبے اور مصاحف لے جاتے تھے' اور اس میں آپ کو کمال حاصل تھا' اور آپ امارت سے ملوث نہیں ہوئے اور نہ ہی مدارس کے وظائف اور نہ ہی شہادات سے آلودہ ہوئے' یہاں تک کہ یوم عرفہ کو المزہ کے بستانہ میں وفات پا گئے۔ اور اس کی جامع مسجد میں آپ کا جنازہ پڑھا گیا اور اس کے قبرستان میں دفن ہوئے۔ رحمہ اللہ۔

الشیخ العابد ابوبکر:

ابوبکر بن ایوب بن سعد الزرعی الحنبلی' الجوزیہ کے متولی' آپ نیک' عبادت گزار' اور قلیل التکلف شخص تھے' نیز آپ ایک فاضل آدمی تھے' اور آپ نے الرشیدی العامری سے کچھ دلائل النبوۃ سنے۔ اور ۱۹ ذوالحجہ کو اتوار کے روز مدرسہ جوزیہ میں اچانک وفات پا گئے اور ظہر کے بعد جامع میں آپ کا جنازہ پڑھا گیا اور باب الصغیر میں دفن ہوئے' اور آپ کا جنازہ بہت بھرپور تھا' اور لوگوں نے آپ کی اچھی تعریف کی اور آپ علامہ شمس الدین محمد بن قیم الجوزیہ کے والد تھے' جو بہت سی فائدہ بخش کتابوں کے مؤلف ہیں۔

امیر علاء الدین بن شرف الدین:

محمد بن اسماعیل بن محمد البعلبکی جو طبلخانات کے ایک امیر تھے' آپ کے والد دمشق میں ایک تاجر تھے' آپ کے اس بیٹے نے نشوونما پائی اور حکومت سے رابطہ کیا اور اس کا مقام بلند ہو گیا' حتیٰ کہ اُسے طبلخانہ دیا گیا اور اس نے اوقاف کے انتظام کے ساتھ دمشق میں والی کی امارت بھی سنبھالی' پھر آپ حوران میں والیوں کی امارت کی طرف پھر گئے اور آپ کو ایک مرض لاحق ہو گیا' آپ موزوں بدن فربہ اندام تھے' آپ نے مطالبہ کیا کہ آپ سے پوچھا جائے اور آپ جواب دیں' پس آپ نے المزۃ میں بستانہ میں اقامت اختیار کی یہاں تک کہ ۲۵ رذوالحجہ کو وفات پا گئے' اور وہیں آپ کا جنازہ پڑھا گیا اور المزہ کے قبرستان میں دفن ہوئے اور آپ بھلائی اور دین داری کے ساتھ بہترین اور اچھے امراء میں سے تھے' اللہ تعالیٰ آپ سے درگزر فرمائے۔

فقیہ' زاہد شرف الدین حرانی:

شرف الدین ابوعبداللہ محمد بن محمد بن سعد اللہ بن عبدالاحد بن سعد اللہ بن عبدالقاہر ابن عبدالواحد بن عمر حرانی' جو ابن النجیح کے نام سے مشہور ہیں' آپ نے وادی بنی سالم میں وفات پائی اور آپ کو مدینہ لایا گیا' اور غسل دے کر باغ میں آپ کا جنازہ پڑھا گیا اور آپ بقیع میں حضرت عقیل کی قبر کی مشرقی جانب دفن ہوئے اور لوگوں نے آپ کی اس موت پر اور اس قبر پر رشک کیا۔ رحمہ اللہ۔ اور رشک کرنے والوں میں' شیخ شمس الدین بن مسلم قاضی حنابلہ بھی شامل تھے' جو آپ کے بعد فوت ہوئے اور آپ کے پاس دفن ہوئے' اور یہ آپ کے تین سال بعد کا واقعہ ہے۔ رحمہما اللہ۔ اور شرف الدین بن ابی العز الحنفی اس سے ایک جمعہ قبل مکہ سے دو دن کی مسافت پر حج سے واپسی پر' شیخ شرف الدین محمد مذکور کے جنازے میں شامل ہوئے اور میت مذکور کی اس موت پر رشک کیا تو آپ کو مدینہ میں اس کی مانند موت آئی اور اس شرف الدین بن نجیح نے ہمارے شیخ علامہ تقی الدین بن تیمیہ کی مصاحبت اختیار کی تھی اور بڑے مشکل میدان ہائے کارزار میں آپ کے ساتھ رہے تھے' جن کی طرف مخلص خواص بہادر ہی جرأت کر سکتے ہیں اور آپکو ان کے ساتھ قید کر دیا گیا۔ اور آپ ان کے سب سے بڑے خدام اور خاص اصحاب میں سے تھے اور آپ کی وجہ سے تکلیف اٹھاتے تھے اور کئی دفعہ آپ کو ان کی وجہ سے ایذاء دی گئی اور ہر بار آپ کی محبت میں اضافہ ہوا' اور آپ نے ان کے دشمنوں کی اذیت پر صبر کیا اور یہ شخص فی نفسہ اور لوگوں کے ہاں بھی بہت اچھا' قابل تعریف سیرت' اچھے عقل وفہم والا اور بڑا دیندار اور درویش آدمی تھا' اس لیے حج کے بعد اس موت پر آپ کا انجام ہوا' اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد کے باغ میں آپ کا جنازہ پڑھا گیا اور بقیع میں دفن ہوئے' یعنی مدینہ نبویہ کے بقیع الفرقد میں' پس عمل صالح پر آپ کا خاتمہ ہوا' اور سلف میں سے بہت سے لوگوں نے یہ تمنا کی ہے کہ ان کی موت عمل صالح کے بعد ہو اور آپ کا جنازہ بہت بھرپور تھا۔ رحمہ اللہ' واللہ سبحانہ اعلم۔



۷۲۴ھ

اس سال کا آغاز ہوا تو حکام وہی تھے جن کا ذکر اس سے پہلے سال میں ہو چکا ہے المستکفی باللہ ابوالربیع سلیمان بن الحاکم بامر اللہ العباسی خلیفہ تھا اور سلطان البلاد ملک ناصر تھا اور مصر میں اس کا نائب سیف الدین ارغون اور اس کا وزیر امین الملک تھا اور مصر میں اس کے قضاۃ وہی تھے جن کا ذکر اس سے پہلے سال میں ہو چکا ہے اور شام میں اس کا نائب تنکز تھا اور شام کے قضاۃ میں شافعی قاضی جمال الدین الذرعی' حنفی قاضی' الصدر علی البصر اوی' مالکی قاضی' شرف الدین الہمدانی اور حنبلی قاضی شمس الدین بن مسلم اور جامع اموی کا خطیب جلال الدین قزوینی اور بیت المال کا وکیل جمال الدین ابن القلانسی اور شہر کا محتسب فخر الدین بن شیخ السلامیہ اور کچہریوں کا ناظر شمس الدین غبریال اور کچہریوں کا منتظم علم الدین طرقشی اور فوج کے ناظر قطب الدین بن شیخ السلامیہ اور معین الدین ابن الخشیش تھے اور سیکرٹری شہاب الدین محمود' اور نقیب الاشراف' شرف الدین بن عدنان اور ناظر الجامع' بدر الدین بن الحداد اور ناظر خزانہ عز الدین بن القلانسی اور والی البر' علاء الدین ابن المروانی اور والی دمشق شہاب الدین برق تھے۔

اور ۱۵ر ربیع الاوّل کو عز الدین بن القلانسی نے ابن شیخ السلامیہ کی بجائے خزانہ کی نگرانی کے ساتھ جانچ پڑتال کا کام بھی سنبھالا اور اس ماہ میں وکیل السلطان کریم الدین کو قدس سے دیارِ مصر لایا گیا اور قید کر دیا گیا' پھر اس سے اموال اور بہت سے ذخائر لے لئے گئے' پھر اُسے الصعید کی طرف جلاوطن کر دیا گیا اور اس کے لیے اور اس کے ساتھ اپنے جو عیال تھے ان کے لیے نفقات مقرر کر دیئے گئے اور کریم الدین صغیر کو طلب کیا گیا اور اس سے سب اموال کا مطالبہ کیا گیا اور ۱۱ر ربیع الآخر کو جمعہ کے روز جامع اموی کے حجرہ میں نائب السلطنت اور قضاۃ کی موجودگی میں سلطان کا خط پڑھا گیا جو اس بات کو متضمن تھا کہ تمام محروسہ شام سے غلہ کا ٹیکس چھوڑ دیا جائے' پس سلطان کے لیے بہت دعائیں ہوئیں' اور ۲۵ر ربیع الآخر کو جمعہ کے روز شافعیہ کے قاضی الزرعی کی معزولی کا حکم لے کر ایلچی نائب شام کے پاس آیا' اُسے اس کی اطلاع ملی تو وہ خود ہی فیصلے سے رُک گیا اور معزولی کے بعد اس نے العادلیہ میں پندرہ روز قیام کیا' پھر وہ وہاں سے اتابکیہ کی طرف منتقل ہو گیا اور مشیخۃ الشیوخ اور تدریس الاتابکیہ ہمیشہ اس کے پاس رہی اور نائب السلطان نے ہمارے شیخ امام زاہد برہان الدین الفزاری کو بلایا اور اُسے قضاء کی پیشکش کی تو اس نے انکار کر دیا' سو اس نے ہر ممکن اس سے اصرار کیا' مگر اس نے انکار کر دیا اور اس کے پاس سے باہر چلا گیا اور اس نے اعیان کو اس کے پیچھے اس کے مدرسہ کی طرف بھیجا' اور وہ ہر حیلے کے ساتھ اس کے پاس آئے مگر اس نے امارت کے قبول کرنے سے انکار کر دیا' اور بالکل اس کی طرف کان نہ دھرا' اللہ تعالیٰ اُسے اس کی مروت کی بہتر جزاء دے' پس جب جمعہ کا دن آیا تو ایلچی نے آ کر خبر دی کہ اُسے شام کی قضاء سپرد کی گئی ہے اور اس روز بدر الدین ابن الحداد متوفی کی بجائے تقی الدین سلیمان بن مراجل کو جامع کی نگرانی کا خلعت دیا گیا اور اس نے ابن مراجل سے بدر الدین بن العطار کے لیے چھوٹے شفاخانے کی نگرانی لے لی اور ۱۵ر جمادی الآخرۃ کی جمعرات کی رات کو عشاء کے بعد چاند کو گرہن لگا اور خطیب نے نماز کسوف چار سورتوں ق، اقتربت' الواقعہ اور القیامۃ کے ساتھ پڑھائی' پھر اس نے عشاء پڑھائی' پھر اس کے بعد خطبہ دیا۔ پھر صبح ہوئی تو اس نے لوگوں کو نماز پڑھائی' پھر وہ ڈاک کے گھوڑے پر سوار ہو کر مصر آیا اور سلطان کی

طرف سے اسے رخصت دی گئی اور اس نے [illegible] تو شام کی طرف واپس لوٹ آیا اور ۵؍رجب کو قضاء خطابت اور العادلیہ اور الغزالیہ کی تدریس کے ساتھ دمشق آیا اور اس نے ان سب کاموں کو سنبھالا اور اس سے زینیہ کو لے لیا گیا اور اس میں جمال الدین بن القلانسی نے وکالت بیت المال کے ساتھ پڑھایا اور مزید اسے افواج کی قضاء بھی دے دی گئی اور اسے قاضی القضاۃ جلال الدین قزدینی سے خطاب کیا گیا۔

اور اس سال ۲۵؍رجب کو ملک التکرور کا بادشاہ حج کے باعث قاہرہ آیا اور القرافہ میں اترا اور اس کے پاس تقریباً بیس ہزار مغاربہ اور خادم تھے' اور ان کے پاس بہت سا سونا تھا' یہاں تک کہ سونے کا بھاؤ ہر مثقال پر دو درہم گر گیا اور اسے ملک اشرف بن موسیٰ بن ابی بکر کہا جاتا تھا اور وہ خوبصورت جوان تھا اور اس کی مملکت تین سال کے سفر تک وسیع تھی' بیان کیا جاتا ہے کہ اس کے ماتحت چوبیس بادشاہ تھے اور ہر بادشاہ کے ماتحت بہت سے لوگ اور عسا کر تھے۔ اور جب وہ قلعۃ الجبل میں سلطان کو سلام کرنے آیا تو اُسے زمین کو بوسہ دینے کا حکم دیا گیا۔ تو اس نے اس بات سے انکار کیا تو سلطان نے اس کا اکرام کیا اور ابھی وہ بیٹھا بھی نہ تھا کہ سلطان کے سامنے سے باہر چلا گیا اور اس کے لیے سرخ گھوڑا' زرد اطلس کے زنار کے ساتھ حاضر کیا گیا اور اس کے لیے گھوڑے اور بہت سے آلات جو اس قسم کے شخص کے مناسب حال ہوتے ہیں' مہیا کیے گئے اور اس نے سلطان کی طرف بہت سے ہدایا بھیجے جن میں چالیس ہزار دینار بھی تھے اور نائب کی طرف تقریباً دس ہزار دینار اور بہت سے تحائف بھیجے۔

اور شعبان اور رمضان میں نیل مصر کے پانی میں بہت اضافہ ہو گیا جس کی مثل تقریباً ایک سو سال یا اس سے زیادہ عرصہ سے نہیں دیکھی گئی اور وہ تقریباً ساڑھے تین ماہ تک اراضی میں ٹھہرا رہا اور بہت سے گاؤں غرق ہو گئے' لیکن اس کا فائدہ اس کے نقصان سے زیادہ تھا' اور ۱۸؍رمضان کو جمعرات کے روز قاضی جلال الدین قزدینی نے فیصلوں کے لیے دو نائب مقرر کیے اور وہ یوسف بن ابراہیم بن جملۃ المحجی الصالحی جس نے آپ کے بعد قضاء سنبھالی جیسا کہ ابھی بیان ہوگا' اور محمد بن علی بن ابراہیم المصری تھے اور دونوں نے اس روز فیصلے کیے اور دوسرے دن ایلچی آیا اور اس کے پاس شیخ کمال الدین بن زملکانی کے لیے حلب کی قضاء کا حکمنامہ تھا' سو نائب السلطنت نے اُسے بلایا اور اس سے اس بارے میں گفتگو کی تو اس نے انکار کر دیا' اور نائب نے اس سے گفتگو کی' پھر سلطان نے اس سے گفتگو کی' اور ۱۲؍رمضان کو ایلچی' ولایت کے نفاذ کا حکم لایا اور اس نے بلاد حلب کی تیاری شروع کر دی اور اس بارے میں دیر کر دی' حتیٰ کہ ۱۴؍شوال جمعرات کی صبح کو اس کی حلب کی طرف روانگی ہوئی اور ۲۶؍شوال کو منگل کے روز حلب میں داخل ہوا اور اس کی بہت عزت کی گئی اور اس نے وہاں پڑھایا اور ان شہروں کو بھی بڑے علوم دیئے اور انہیں آپ کے فنون و فوائد سے شرف حاصل ہوا اور اہل شام کو اس کے شاندار اسباق پر افسوس حاصل ہوا' اور شاعر شمس الدین محمد الخناط نے اپنے طویل قصیدہ میں جس کا پہلا شعر یہ ہے کیا خوب کہا ہے ؎

''تیرے کھونے پر دمشق کے آس پاس کے وسیع سبزہ زار نے افسوس کیا ہے' اور تیری آمد پر حلب[1] خوش ہوا ہے''۔

اور ۱۲؍رمضان کو امین الملک کو وزارتِ مصر سے معزول کر دیا گیا اور امیر علاء الدین مغلطائی الجمالی استاذ دار السلطان کو وزارت

[1] الشہباء کے لغوی معنی تو اور ہیں لیکن یہ حلب شہر کا لقب بھی ہے اس لیے ہم نے اس کا ترجمہ حلب کیا ہے۔ (مترجم)

دے دی گئی اور رمضان کے آخر میں الصاحب شمس الدین غبریال کو قاہرہ طلب کیا گیا اور کریم الدین صغیر کی جائے اسے کچہریوں کا انتظام سپرد کر دیا گیا اور کریم الدین مذکور شوال میں دمشق آیا اور القصاعین کے دار العدل میں اترا اور سیف الدین قدیدار نے مصر کی امارت سنبھالی اور وہ تیز فہم اور بہت خونریز شخص تھا اس نے شرابوں کو گرا دیا اور بھنگ کو جلا دیا اور شریروں کو پکڑ لیا اور قاہرہ اور مصر کے حالات روبراہ ہو گئے اور یہ شخص جب تک امام ابن تیمیہ مصر میں مقیم رہے ان کے ساتھ رہا۔

اور رمضان میں شیخ نجم الدین عبدالرحیم بن الشحام الموصلی' سلطان ازبک کے علاقے سے مصر آیا' اور اس کے پاس علم طب وغیرہ کے فنون تھے' اور اس کے پاس وصیت کا خط بھی تھا' پس اُسے الظاہریہ البرانیہ کی تدریس دے دی گئی' جس کے لیے جمال الدین بن القلانسی اس کے لیے دستبردار ہوئے۔ اور یکم ذوالحجہ کو اس نے اُسے سنبھالا' پھر الجاروضیہ میں پڑھایا' پھر ۹ رشوال کو قافلہ روانہ ہوا' اور اس کا امیر کنجیار المحمدی اور اس کا قاضی شہاب الدین الظاہری تھا اور حج کے لیے روانہ ہونے والوں میں برہان الدین الفزاری' شہاب الدین قرطای الناصری نائب طرابلس صاروجا اور شہری وغیرہم شامل تھے' اور ۱۵ رشوال کو سلطان نے اپنے مدرسہ ناصریہ میں فقہاء کی تعداد میں اضافہ کر دیا اور اس میں ہر مذہب کے تیس تیس آدمی تھے' اور اس نے ہر مذہب کے آدمیوں میں ۵۴ تک اضافہ کر دیا اور اسی طرح اس نے ان کی تنخواہوں میں بھی اضافہ کر دیا' اور اس ماہ کی ۲۳ رتاریخ کو وکیل السلطان کریم الدین نے خزانہ کے اندر خودکشی کر لی جسے اس نے اندر سے بند کر لیا تھا' اس نے اپنے حلق میں رسی باندھ لی اور وہ اس کے پاؤں کے نیچے ایک پنجرہ تھا' سو اس نے پنجرے کو اپنے پاؤں کے نیچے پھینک دیا اور وہ انسوان شہر میں فوت ہو گیا اور ابھی اس کے حالات بیان ہوں گے۔

اور ۱۷ رذوالقعدہ کو سلطان کے مرض سے صحت یاب ہونے کے باعث دمشق کو آراستہ کیا گیا' وہ اس مرض سے قریب المرگ ہو گیا تھا اور ذوالقعدہ میں ابن زملکانی کی بجائے' جمال الدین بن القلانسی نے الظاہریۃ الجوانیہ میں درس دیا اور حلب کی قضا کے لیے روانہ ہو گیا' اور قاضی قزدیثی اس کے پاس حاضر ہوا' اور بغداد سے صادق کا خط مولیٰ شمس بن حسان کے پاس آیا' جس میں وہ بیان کرتا ہے کہ امیر جوبان نے امیر محمد حسیناہ کو پینے کے لیے شراب کا ایک پیالہ دیا تو اس نے اس سے سخت انکار کیا اور اس نے اس سے اصرار کیا اور قسم کھائی تو اس نے شدید انکار کیا اور اس نے اُسے کہا اگر تو نے اسے نہ پیا تو میں تجھے تیس تومان اٹھانے کا مکلّف کروں گا' اس نے کہا بہت اچھا میں اٹھاؤں گا اور اسے نہیں پیوں گا اور اس نے اس طرح اس پر حجت واجب کر دی اور وہ اس کے ہاں سے ایک دوسرے امیر کے پاس گیا جسے بکتی کہا جاتا تھا' پس اس نے اس سے تیس تومان مال قرض مانگا اور اس نے دس تومان نفع کے سوا' اُسے قرض دینے سے انکار کر دیا' پس دونوں نے اس پر اتفاق کر لیا' اور بکتی نے جوبان کی طرف آدمی بھیجا کہ اُسے کہے کہ تو نے حسیناہ سے جو مال طلب کیا ہے وہ میرے پاس ہے اور اگر تو حکم دے تو میں اسے خزانہ کی طرف لے جاؤں اور اگر تو حکم دے تو اُسے فوج میں تقسیم کر دوں' سو جوبان نے محمد حسیناہ کی طرف آدمی بھیجا اور اس نے اُسے اس کے پاس حاضر کر دیا' تو اس نے اُسے کہا تو چالیس تومان کا وزن کرتا ہے' اور شراب کا پیالہ نہیں پیتا؟ اس نے کہا' ہاں! پس وہ اس کی بات سے حیران رہ گیا اور اس پر جو حجت واجب کی گئی تھی اُسے پھاڑ دیا اور اس نے اس کے ہاں مرتبہ حاصل کیا اور اُسے اپنے تمام امور میں پنچ بنا دیا اور اُسے اپنی خط وکتابت کا امیر بنا دیا اور جوبان جو بہت سے افعال کا ارتکاب کرتا تھا ان سے باز آ گیا۔ اللہ حسیناہ پر رحم فرمائے۔

اور اس سال اصبہان میں فتنہ پیدا ہوا جس کے باعث اصبہان کے ہزاروں باشندے قتل ہو گئے اور کئی ماہ تک مسلسل ان میں باہم جنگ ہوتی رہی اور اس میں دمشق میں حد سے زیادہ مہنگائی ہو گئی ایک تھیلے کی قیمت دو سو بیس درہم تک پہنچ گئی اور خوراک کم ہو گئی اور اگر اللہ تعالیٰ ان کے لیے مصر سے غلہ لانے والا کھڑا نہ کرتا تو مہنگائی بڑھ جاتی اور اس سے کئی گنا زیادہ ہو جاتی اور اکثر لوگ مر گئے اور اس سال کئی ماہ تک یہ مہنگائی رہی اور ۷۲۵ھ کے دوران تک چلی گئی' حتیٰ کہ غلہ جات آ گئے اور بھاؤ سستے ہو گئے۔ وللہ الحمد و المنۃ۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

بدرالدین بن ممدوح بن احمد الحنفی:

اس سال کے یکم محرم حجاز شریف کے قاضی قلعہ روم بدرالدین بن ممدوح بن احمد الحنفی وفات پا گئے' آپ ایک صالح شخص تھے' آپ نے متعدد بار حج کیا اور بسا اوقات آپ نے قلعہ روم سے یا حرم بیت المقدس سے احرام باندھا اور دمشق میں آپ کا اور شرف الدین بن العز' اور شرف الدین بن نجیح کا جنازہ غائب پڑھا گیا' ان سب نے حج سے فراغت کے بعد راہ حجاز میں نصف ماہ سے بھی کم عرصہ میں وفات پائی اور پہلے بیان ہو چکا ہے کہ انہوں نے شیخ تقی الدین ابن تیمیہ کے ساتھی ابن نجیح کی موت پر رشک کیا تھا' پس انہیں بھی موت آئی اور یہ بھی حج کے بعد اپنے عمل صالح کے بعد فوت ہو گئے۔

الحجۃ الکبیرۃ خوندا بنت مکیہ:

ملک ناصر کی بیوی' اور یہ اس کے بھائی ملک اشرف کی بیوی تھی' پھر ناصر نے اسے چھوڑ دیا' اور اسے قلعہ سے نکال دیا' اور اس کا جنازہ بڑا بھرپور تھا' اور اس قبر میں دفن ہوئی' جس نے اُسے بنایا تھا۔

شیخ محمد بن جعفر بن فرعوش:

اور اسے اللبا د کہا جاتا تھا اور بدحواس کے نام سے مشہور تھا۔ آپ تقریباً چالیس سال تک جامع میں لوگوں کو پڑھاتے رہے اور میں نے بھی کچھ قراءت آپ کو سنائی ہیں' اور آپ چھوٹے بچوں کو الراء اور حروف متقنہ جیسے الراء وغیرہ سکھاتے تھے اور آپ دنیا کو ہیچ سمجھتے تھے اور کوئی چیز جمع نہ کرتے تھے اور نہ ہی آپ کا کوئی گھر اور خزانہ تھا' آپ صرف بازار سے کھانا کھاتے تھے اور جامع میں سوتے تھے' آپ نے آغاز محرم میں وفات پائی۔ آپ کی عمر ستر سال سے متجاوز تھی اور باب الفرادیس میں دفن ہوئے۔

شیخ ایوب السعودی:

اور آج کے دن مصر میں شیخ ایوب السعودی نے وفات پائی' آپ کی عمر سو سال کے قریب تھی' آپ نے شیخ ابوسعود کو پایا' آپ کا جنازہ بھرپور تھا اور اپنے شیخ کے قبرستان میں القرافہ میں دفن ہوئے اور آپ کی زندگی میں قاضی القضاۃ تقی الدین السبکی نے آپ کی طرف سے لکھا اور شیخ ابوبکر الرجبی نے بیان کیا ہے کہ جب سے وہ قاہرہ میں رہائش پذیر ہوا ہے آپ کے جنازے کی مانند اس نے جنازہ نہیں دیکھا۔ رحمہ اللہ۔

شیخ امام زاہد نورالدین:

ابوالحسن علی بن یعقوب بن جبریل البکری المصری الشافعی آپ کی تصانیف بھی ہیں اور مسند الشافعی پڑھی اور منت المنجا کو سنایا پھر آپ نے مصر میں اقامت اختیار کی آپ بھی شیخ الاسلام ابن تیمیہ پر عیب لگانے والوں میں شامل تھے۔ حکومت نے بعض آدمیوں نے آپ کو قتل کرنا چاہا تو آپ بھاگ گئے اور آپ کے پاس چھپ گئے جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے' کیونکہ ابن تیمیہ مصر میں مقیم تھے اور آپ کی مثال اس گدلی نہر کی سی تھی جو عظیم اور صاف سمندر کو تھپیڑے مارتی ہے یا اس کی مثال ریت کی سی ہے جو پہاڑ کو ہٹانا چاہتی ہے اور اس نے عقلمندوں کو اپنے پر ہنسایا اور سلطان نے آپ کے قتل کا ارادہ کیا تو بعض امراء نے آپ کے بارے میں سفارش کی' پھر آپ نے حکومت کی عیب چینی کی تو آپ کو قاہرہ سے دیروط شہر کی طرف جلا وطن کر دیا گیا اور آپ وہیں تھے کہ ۷ ربیع الآخر کو سوموار کے روز فوت ہو گئے اور القرافہ میں دفن ہوئے اور آپ کا جنازہ مشہور تھا' مشہود نہ تھا' اور آپ کا شیخ' آپ پر ابن تیمیہ پر عیب لگانے کی وجہ سے عیب لگاتا تھا' اور اُسے کہا تھا کہ تو اچھی طرح بات نہیں کرتا۔

شیخ محمد الباجریقی:

جس کی طرف گمراہ باجریقی فرقہ منسوب ہوتا ہے اور ان کے بارے میں مشہور بات یہ ہے کہ وہ صانع جل جلالہٗ کا انکار کرتے ہیں اور اس کے نام پہلے بیان ہو چکے ہیں اور آپ کا والد جمال الدین بن عبدالرحیم بن عمر الموصلی علمائے شافعیہ میں سے صالح شخص تھا' اور اس نے دمشق کے کئی مقامات پر پڑھایا اور اس کے اس بیٹے نے فقہاء کے درمیان پرورش پائی اور کچھ اشتغال کیا' پھر سلوک کی طرف متوجہ ہو گیا اور ایسی جماعت کے ساتھ لازم رہا جو اس پر اعتقاد رکھتی تھی' اور اس کی ملاقات کرتی تھی' اور اس کے طریق پر اُسے رزق پہنچاتی تھی' اور دوسرے لوگ اُسے نہیں سمجھتے تھے' پھر مالکی قاضی نے اس کی خونریزی کرنے کا فیصلہ کر دیا' تو وہ مشرق کی طرف بھاگ گیا' پھر اس نے اپنے اور گواہوں کے درمیان عداوت ثابت کر دی تو حنبلی نے اس کے خون کو گرنے سے بچانے کا فیصلہ دیا سو اس نے سالوں کی مدت تک القابون میں قیام کیا' حتیٰ کہ ۱۶ ربیع الآخر بدھ کی رات کو اس کی وفات ہو گئی اور قاسیون کے دامن میں مغارۃ الدم کے قریب ایک گنبد میں جو غار کے نیچے پہاڑ کے اوپر کے دامن میں واقع ہے دفن ہوئے اور آپ کی عمر ۶۰ سال تھی۔

شیخ قاضی ابوزکریا:

محی الدین ابوزکریا یحییٰ بن الفاضل جمال الدین اسحاق بن خلیل بن فارس الشیبانی الشافعی' آپ نے نوادی سے اشتغال کیا اور ابن المقدسی کے ساتھ رہے' اور زرع وغیرہ میں فیصلوں کے حاکم مقرر ہوئے' پھر دمشق میں جامع میں اشتغال کرنے لگے۔ اور الصارمیہ میں پڑھایا' اور متعدد مدارس میں دہرائی کرائی' یہاں تک کہ ربیع الآخر کے آخر میں وفات پا گئے اور قاسیون میں دفن ہوئے اور آپ کی عمر ۸۰ سال کے قریب تھی' رحمہ اللہ۔ آپ نے بہت سماع کیا اور الذہبی نے آپ کے لیے کچھ بیان کیا اور ہم نے دارقطنی وغیرہ سے اس کا سماع کیا ہے۔

فقیہ کبیر صدر امام عالم خطیبِ جامع:

بدرالدین ابوعبداللہ محمد بن عثمان بن یوسف بن محمد بن الحداد الآمدی الحنبلی' آپ نے حدیث کا سماع کیا اور اشتغال کیا اور

امام کے مذہب کے بارے میں اکثر روحفظ کیا اور ابن حمدان سے دور رہتے تھے اور تین سالوں کی مدت میں ان کی تخریج کی اور ابن حمدان آپ کی بہت تعریف کرتے تھے اور آپ کے ذہن اور تیز فہمی کی بھی تعریف کرتے تھے پھر آپ نے کتابت میں اشتغال کیا اور حلب میں امیر قرا سنقر کی خدمت میں لازم رہے اور اس نے آپ کو اوقاف کا ناظر اور حلب کی جامع اعظم کا خطیب مقرر کر دیا پھر جب وہ دمشق گیا تو اس نے آپ کو جامع اموی کا خطیب مقرر کر دیا اور آپ اس میں بیالیس روز خطیب رہے پھر دوبارہ جلال الدین قزوینی اس کے خطیب بن گئے پھر آپ شفا خانے احتساب اور جامع اموی کے ناظر بن گئے اور ایک وقت آپ حنابلہ کے قاضی مقرر ہوئے پھر ۷؍جمادی الآخرۃ بدھ کی رات کو وفات پا گئے اور باب الصغیر میں دفن ہوئے۔ رحمہ اللہ۔

کاتب مفید قطب الدین:

احمد بن مفضل بن فضل اللہ المصری تنکز کے کاتب محی الدین کے بھائی اور الصاحب علم الدین کے والد آپ کتابت کے تجربہ کار تھے آپ نے اپنے بھائی کے بعد پورے اوقاف کو سنبھالا اور آپ اپنے بھائی سے عمر رسیدہ تھے اور اسی نے آپ کو فن کتابت وغیرہ سکھایا آپ نے ۲۰؍رجب سوموار کی رات کو وفات پائی اور آپ کی تعزیت شمساطیہ میں ہوئی اور آپ اس کے اوقاف کے بھی منتظم تھے۔

امیر کبیر ملک العرب:

مہنا کا بھائی محمد بن عیسیٰ بن مہنا آپ نے ۷؍رجب بروز ہفتہ سلمیہ میں وفات پائی اور آپ کی عمر ساٹھ سال سے متجاوز تھی آپ خوبصورت خوب سیرت عاقل اور عارف تھے۔ رحمہ اللہ۔

وزیر کبیر علی شاہ بن ابی بکر تبریزی:

اس ماہ دمشق میں وزیر کبیر علی شاہ بن ابی بکر تبریزی کی موت کی خبر پہنچی جو سعد الدین السلوی کے قتل کے بعد ابوسعید کے وزیر تھے اور آپ ایک جلیل القدر شیخ تھے اور آپ میں دین اور بھلائی پائی جاتی تھی آپ کو تبریز لا کر وہاں پر گزشتہ ماہ دفن کیا گیا۔ رحمہ اللہ۔

امیر سیف الدین بکتمر:

مختلف شہروں میں صاحب الاوقاف والی الولاۃ ان میں سے الصلب میں ایک مدرسہ بھی ہے اور مدرسہ ابی عمر وغیرہ میں آپ کا ایک درس تھا آپ نے اسکندریہ میں ۵؍رمضان کو اس کا نائب ہونے کی حالت میں وفات پائی۔

شرف الدین ابوعبداللہ:

محمد ابن الشیخ امام علامہ زین الدین بن المنجا بن عثمان بن اسعد بن المنجا التنوخی الحنبلی قاضی القضاۃ علاء الدین کے بھائی آپ نے حدیث کا سماع کیا اور پڑھایا اور فتویٰ دیا اور شیخ تقی الدین ابن تیمیہ کی صحبت اختیار کی اور آپ میں دین مودت سخاوت اور حقوق کثیرہ کی ادائیگی پائی جاتی تھی آپ نے ۴؍شوال سوموار کی رات کو وفات پائی اور آپ کی پیدائش ۶۷۵ھ میں ہوئی اور الصالحیہ میں ان کے قبرستان میں دفن ہوئے۔

شیخ حسن کردی حواس باختہ:

یہ شخص نجاست اور گندگی کے ساتھ رہتا تھا اور برہنہ پا چلتا تھا اور بسا اوقات ایسی بکواس کرتا تھا' جو علم مغیبات کے مشابہ ہوتے تھے اور لوگ اس کے معتقد تھے جیسے کہ احمقوں اور گمراہوں کے متعلق یہ بات مشہور ومعروف ہے' آپ نے شوال میں وفات پائی۔

وکیل السلطان کریم الدین:

عبدالکریم بن العلم ہبۃ اللہ المسلمانی' آپ کو اموال حاصل ہوئے نیز آپ کو سلطان کے ہاں بڑا مرتبہ اور تقدم حاصل تھا جو ترکوں کی حکومت میں کسی دوسرے کو حاصل نہ تھا اور آپ نے دمشق میں دو جامع کو وقف کیا' ان میں ایک جامع القبیبات اور بڑا حوض تھا جو جامع کے دروازے کے سامنے تھا اور آپ نے اس کے لیے دریا کا پانی پچاس ہزار درہم میں خریدا' اور لوگوں نے اس سے بہت فائدہ اٹھایا اور آسائش پائی اور دوسری جامع القابون ہے اور آپ کے بہت سے صدقات بھی ہیں' اللہ آپ سے قبول فرمائے اور آپ سے درگزر فرمائے اور آخری عمر میں آپ کو گرفتار کیا گیا' پھر آپ سے مطالبہ کیا گیا اور الشوبک کی طرف جلاوطن کیا گیا' پھر قدس کی طرف جلاوطن کیا گیا' پھر الصعید کی طرف جلاوطن کیا گیا' پھر آپ نے اپنے عمامہ کے ساتھ آسوان شہر میں خودکشی کر لی اور یہ ۲۳ر شوال کا واقعہ ہے' اور آپ خوش شکل اور پوری قامت کے تھے۔ اور آپ کی موت کے بعد آپ کے بہت سے ذخائر ملے' اللہ آپ سے درگزر فرمائے۔

شیخ امام عالم علاء الدین:

علی بن ابراہیم بن داؤد بن سلیمان بن العطار' شیخ دارالحدیث النوریہ اور جامع میں الفوصیہ کے مدرس' آپ ۶۵۴ھ کو عیدالفطر کے روز پیدا ہوئے اور حدیث کا سماع کیا اور شیخ محی الدین النواری سے اشتغال کیا اور ان کے ساتھ رہے' حتیٰ کہ آپ کو مختصر النوادی کہا جانے لگا' اور آپ کی تصانیف' فوائد' مجامیع اور تخاریج بھی ہیں' اور آپ نے ۶۹۴ھ سے اس سال تک النوریہ کی مشیخت سنبھالی یعنی تیس سال کی مدت تک' آپ نے اس سال کے ذوالحجہ کے آغاز میں سوموار کے روز وفات پائی اور آپ کے بعد علم الدین البرزالی النوریہ کے منتظم بنے اور شہاب الدین بن حرز اللہ الغوصیہ کے منتظم مقرر ہوئے اور جامع میں آپ کا جنازہ پڑھا گیا اور قاسیون میں دفن ہوئے۔ رحمہ اللہ' واللہ سبحانہ اعلم۔

۷۲۵ھ

اس سال کا آغاز ہوا اور شہروں کے حکام وہی تھے جن کا ذکر اس سے پہلے سال میں ہو چکا ہے' اور اس کا پہلا دن' بدھ تھا اور اس کی ۵ر صفر کو شیخ شمس الدین محمود اصبہانی اپنی حج سے واپسی اور قدس شریف کی زیارت کے بعد' دمشق آیا اور وہ ایک فاضل شخص تھا' جس کی تصانیف بھی ہیں' جن میں شرح مختصر ابن حاجب اور شرح الجوید وغیرہ بھی ہیں' پھر آپ نے اسی طرح الحاجبیہ کی شرح کی' اور آپ کے مصر جانے کے بعد آپ کی تفسیر بھی جمع کی گئی اور جب آپ دمشق آئے تو آپ کی عزت کی گئی اور طلبہ نے آپ سے اشتغال

گیا اور قاضی جلال الدین قزوینی کے ہاں آپ کو مرتبہ حاصل تھا' پھر آپ نے سب باتوں کو ترک کر دیا اور شیخ تقی الدین بن تیمیہ کے پاس آنے جانے لگے اور آپ کی تصانیف اور اہل کلام کو آپ نے جو جوابات دیئے ان کا سماع کیا اور ایک مدت تک آپ ان کے ساتھ رہے اور جب شیخ تقی الدین وفات پا گئے تو آپ مصر چلے آئے اور تفسیر کو جمع کیا۔

اور ربیع الاول میں سلطان نے تقریباً پانچ ہزار کا ایک دستہ یمن کی طرف روانہ کیا' کیونکہ اس کے چچا نے اس کے خلاف بغاوت کر دی تھی اور بہت سے حجاج نے بھی ان کا ساتھ دیا جن میں فخر الدین النویری بھی شامل تھے اور اس سال شہاب الدین بن مری بعلبکی کو مصر میں لوگوں سے شیخ تقی الدین بن تیمیہ کے طریقہ پر گفتگو کرنے سے روک دیا گیا' اور قاضی مالک نے استغاثہ کے باعث آپ پر تعزیر لگائی اور شخص مذکور سلطان کے سامنے حاضر ہوا اور امراء کی ایک جماعت نے آپ کی تعریف کی' پھر آپ اپنے اہل کے ساتھ شام کی طرف روانہ ہو گئے اور بلادِ خلیل میں اترے' پھر بلادِ شرق کی طرف چلے گئے اور سنجار' ماردین اور ان دونوں کے صوبوں میں گفتگو کرتے اور لوگوں کو وعظ کرتے ہوئے اقامت اختیار کر لی۔ یہاں تک کہ آپ کی وفات ہو گئی' رحمہ اللہ جیسا کہ ہم ابھی آپ کا ذکر کریں گے۔

اور ربیع الآخر میں نائب شام مصر سے واپس آ گیا اور سلطان اور امراء نے اس کی عزت کی۔ اور جمادی الاولیٰ میں مصر میں بارش پڑی کہ اس کی مثل کبھی سنی نہیں گئی' یہاں تک کہ نیل میں اس کے باعث چار انگشت اضافہ ہو گیا اور کئی روز تک متغیر رہا اور اس ماہ میں بغداد میں دجلہ میں پانی بڑھ گیا' حتیٰ کہ بغداد کے ارد گرد کا علاقہ غرق ہو گیا اور لوگ وہاں چھ دن گھرے رہے اور اس کے دروازوں کو نہیں کھولا گیا اور وہ سمندر کے درمیان کشتی کی طرح باقی رہ گیا اور بہت سے کسان وغیرہ غرق ہو گئے اور لوگوں کا اس قدر مال تلف ہوا کہ جسے اللہ کے سوا' کوئی نہیں جانتا اور اہل شہر نے ایک دوسرے کو الوداع کہا اور انہوں نے اللہ کی پناہ لی اور انہوں نے اپنے دلی شوق کی شدت سے مصاحف کو اپنے سروں پر اٹھایا' حتیٰ کہ قضاۃ اور اعیان نے بھی ایسے ہی کیا اور وہ ایک عجیب وقت تھا' پھر اللہ نے ان پر مہربانی کی اور پانی اتر گیا اور کم ہو گیا اور لوگ پہلے کی طرح اپنے ظالمانہ اور ناجائز کاموں کی طرف لوٹ آئے اور بعض نے بیان کیا ہے کہ غربی جانب تقریباً چھ ہزار چھ سو گھر غرق ہو گئے اور جو کچھ غرق ہوا وہ دس سالوں تک واپس نہیں آئے گا۔

اور جمادی الآخرۃ کے اوائل میں سلطان نے سریاقوس کی خانقاہ کو فتح کیا جسے اس نے تعمیر کیا تھا اور اس کی طرف خلیج کو لایا تھا اور اس کے پاس محلّہ بنایا تھا اور سلطان وہاں حاضر ہوا' اور اس کے ساتھ قضاۃ' اعیان اور امراء وغیرہ بھی تھے' اور مجد الدین الاقصرائی اس کا منتظم بنا' اور سلطان نے وہاں پر ایک بڑی دعوت کی' اور قاضی القضاۃ ابن جماعۃ سے بیس احادیث اس کے بیٹے عز الدین کی قرأت میں حکومت کی موجودگی میں سنیں جن میں ارغون نائب اور شیخ الشیوخ قونوی وغیرہ شامل تھے اور قاری عز الدین کو خلعت دیا گیا اور انہوں نے اس کی بہت تعریف کی' اور اُسے عزت کے ساتھ بٹھایا اور اسی طرح اس کے والد ابن جماعۃ اور مالکی اور شیخ الشیوخ اور مذکورہ خانقاہ کے شیخ مجد الدین اقصرائی وغیرہ کو خلعت دیئے گئے اور ۱۴؍ رجب کو بدھ کے روز' شیخ زین الدین بن الکتانی نے قبہ منصوریہ میں نائب الکرک اور ارغون کے مشورہ سے حدیث کے متعلق درس دیا۔ اور لوگ اس کے پاس حاضر ہوئے اور وہ ایک جید فقیہ تھے اور حدیث نہ ان کے فن میں شامل تھی اور نہ ان کے شغل میں شامل تھی۔

اور آخر رجب میں شیخ زین الدین بن عبداللہ بن المرحل مصر سے الشامیہ البرانیہ کی تدریس کے لئے آئے جو ابن الوکیل کے ہاتھ میں تھا اور وہ حلب کی قضاء کی طرف منتقل ہوئے اور ۵ رشعبان کو وہاں درس دیا اور قاضی شافعی اور ایک جماعت حاضر ہوئی اور رجب کے آخر میں قاضی عزالدین بن بدرالدین بن جماعۃ مصر آئے اور ان کے ساتھ ان کا بیٹا بھی تھا اور حدیث کے سماع کے لیے شیخ جمال الدین دمیاطی اور طلبہ کی ایک جماعت بھی ان کے ساتھ تھی‘ پس آپ نے خود بھی پڑھا‘ اور لوگوں نے بھی آپ کے لیے پڑھا اور انہوں نے آپ کا اہتمام کیا‘ اور ہم نے ان کے ساتھ سماع کیا اور آپ کی بہت سی قراءت کو بھی سنا‘ جو کچھ انہوں نے پڑھا اور جو کچھ سنا اللہ انہیں اس کا فائدہ دے۔

اور ۱۲ رشوال کو بدھ کے روز شیخ شمس الدین بن الاصبہانی نے ابن زملکانی کے حلب چلا جانے کے بعد الرواحیہ میں درس دیا‘ اور قضاۃ اور اعیان اس کے پاس حاضر ہوئے اور ان میں شیخ الاسلام ابن تیمیہ بھی شامل تھے‘ اور ان دنوں عام کو خاص کر دینے کے متعلق اور نفی کے بعد استثناء کے بارے میں بحث چلی اور انتشار واقع ہوگیا اور اس مجلس میں گفتگو طویل ہوگئی اور شیخ تقی الدین نے ایسی گفتگو کی جس نے حاضرین کو دنگ کر دیا اور عید کے روز عید الفطر کا ثبوت ظہر کے قریب تک مؤخر ہوگیا‘ اور جب ثبوت ہو گیا تو خوشی کے شادیانے بجے‘ اور دوسرے دن خطیب نے جامع میں عید پڑھائی اور لوگ عید گاہ کی طرف نہ گئے اور لوگ مؤذنین پر ناراض ہوئے اور بعض کو قید کر دیا گیا‘ اور اس کی دس تاریخ کو قافلہ روانہ ہوا‘ اور اس کا امیر صلاح الدین ابن ایبک الطّویل تھا‘ اور قافلے میں صلاح الدین بن اُوحد المنکورسی شامل تھے۔ اور اس کا قاضی شہاب الدین الظاہر تھا‘ اور اس کی سترہ تاریخ کو حسام الدین قزدینی نے جو طرابلس میں قاضی تھا‘ قاسیون کی خانقاہِ ناصری میں درس دیا‘ وہاں سے جمال الدین بن الشریشی کو المسروریہ کی تدریس کی طرف تبدیل کر دیا گیا اور اس کا حکم الندراویہ اور الظاہریہ کے لیے آیا تھا‘ پس قاضی القضاۃ جمال الدین اور اس کے دونوں نائب ابن جملہ اور فخر المصری اس کے راستہ میں کھڑے ہوگئے اور اس نے اس کے لیے اور کمال الدین ابن الشیرازی کے لیے مجلس منعقد کی‘ اور اس کے پاس الشامیۃ البرانیہ کا حکم بھی تھا‘ پس حکم کو ان دونوں پر معطل کر دیا گیا‘ کیونکہ اس مجلس میں ان دونوں کا استحقاق نمایاں نہیں ہوا‘ اور دونوں مدرسے الندراویہ اور الشامیہ ابن المرحل کے لئے ہوگئے۔ جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں۔ اور قزدینی المسروریہ میں بڑا ہوگیا اور وہاں سے ابن الشریشی کو خانقاہِ ناصری کی طرف تبدیل کر دیا گیا‘ اور اس نے اس روز وہاں درس دیا اور قاضی جلال الدین اس کے پاس حاضر ہوئے‘ اور اس کے بعد ابن الشریشی نے المسروریہ میں درس دیا‘ اور اسی طرح لوگ اس کے پاس حاضر ہوئے اور اس ماہ میں یمنی دستہ واپس آ گیا‘ اور اس میں سے بہت سے نوجوان وغیرہ مارے گئے اور ان کے بڑے امیر رکن الدین بیبرس کو ان میں بد سیرتی اختیار کرنے کی وجہ سے قید کر دیا گیا۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

شیخ ابراہیم الصباح:

ابراہیم بن منیر بعلبکی‘ آپ نیکی میں مشہور تھے اور مشرقی اذان گاہ میں مقیم تھے‘ آپ نے محرم کے آغاز میں بدھ کی رات کو

وفات پائی اور باب الصغیر میں دفن ہوئے' اور آپ کا جنازہ بہت بھرپور تھا' لوگوں نے آپ کو انگلیوں کے سروں پر اٹھایا' آپ ہمیشہ شیخ تقی الدین ابن تیمیہ کی مجلس میں حاضر رہتے تھے۔

ابراہیم بدحواس:

جسے قمیص میں مشرقی دروازے کے باہر اقامت اختیار کرنے کی وجہ سے آتمنی کہا جاتا ہے بسا اوقات بعض لوگوں کو اس نے خبردار کیا' حالانکہ وہ نمازی نہ تھا اور شیخ تقی الدین ابن تیمیہ نے اس سے توبہ کا مطالبہ کیا اور اسے نماز کے ترک کرنے اور گندگیوں کے میل ملاپ کرنے اور نجس جگہوں پر اپنے اردگرد عورتوں اور بچوں کے جمع کرنے کی وجہ سے مارا' اس نے اس ادھیڑ عمر میں وفات پائی۔

شیخ عفیف الدین:

محمد بن عمر بن عثمان بن عمر الصقلی ثم الدمشقی' امام مسجد الرأس' آپ سنن بیہقی کے بعض حصے کو ابن الصلاح سے روایت کرنے والے آخری شخص ہیں' ہم نے آپ سے اس کا کچھ سماع کیا ہے' آپ نے صفر میں وفات پائی ہے۔

شیخ صالح عابد زاہد ناسک:

عبداللہ بن موسیٰ بن احمد الجزری' جو جامع دمشق کی محراب ابی بکر میں مقیم تھے اور صالحین کبار میں سے مبارک اور بہترین شخص تھے' اور آپ پر سکینت اور وقار تھا اور آپ کا بہت مطالعہ تھا اور عقل وفہم اچھا تھا' اور آپ ہمیشہ شیخ تقی الدین ابن تیمیہ کی مجالس میں حاضر رہتے تھے۔ اور آپ کی گفتگو سے بہت سی باتیں نقل کرتے تھے اور انہیں سمجھتے تھے' جن کے سمجھنے سے کبار فقہاء عاجز ہوتے تھے' آپ نے ۲۶ رصفر کو سوموار کے روز وفات پائی اور جامع میں آپ کا جنازہ پڑھا گیا' اور باب الصغیر میں دفن ہوئے اور آپ کا جنازہ بھرپور اور قابل تعریف تھا۔

شیخ صالح کبیر معمر تقی الدین:

ابن الصائغ المقری المصری الشافعی' آپ مشائخ قراء میں سے باقی رہنے والوں میں سے آخری شیخ تھے اور آپ ابوعبداللہ محمد بن احمد بن عبدالخالق بن علی بن سالم بن مکی تھے' آپ نے صفر میں وفات پائی اور القرافہ میں دفن ہوئے' اور آپ کا جنازہ بہت بھرپور تھا اور نوے کے قریب عمر تھی اور آپ کے لیے ان میں سے ایک سال ہی باقی رہ گیا تھا اور کئی لوگوں نے آپ کو سنایا اور آپ ان لوگوں میں سے تھے جن کی عمر لمبی ہوتی اور اعمال اچھے ہوتے ہیں۔

شیخ امام صدر الدین:

ابوزکریا یحییٰ بن علی بن تمام بن موسیٰ الانصاری السبکی الشافعی' آپ نے حدیث کا سماع کیا اور اصول اور فقہ میں مہارت حاصل کی اور السیفیہ میں درس دیا اور آپ کے بعد آپ کے بھتیجے تقی الدین سبکی نے اُسے سنبھالا' جس نے بعد از اں شام کی قضا سنبھالی تھی۔

الشہاب محمود:

صدر کبیر شیخ امام علامہ' فن انشاء کا شیخ' قاضی فاضل کے بعد فن انشاء میں اس کی مثل نہیں ہوا' اور آپ کو کثرتِ نظم اور طویل

بلیغ قصائد کہنے کے خصائص حاصل تھے جو فاضل کو حاصل نہ تھے اور آپ شہاب الدین ابوالثنا محمود بن سلمان بن فہد الحلبی ثم الدمشقی تھے آپ ٦٤٤ھ میں حلب میں پیدا ہوئے اور حدیث کا سماع کیا اور لغت و ادب اور شعر میں مشغول رہے اور آپ کثیر الفضائل اور علم انشاء نظم و نثر میں ماہر تھے اور اس بارے میں آپ کی بہت اچھی کتب اور تصانیف ہیں اور آپ تقریباً پچاس سال دیوانِ انشاء میں رہے پھر آپ دمشق میں تقریباً آٹھ سال سیکرٹری رہے یہاں تک کہ ۲۲ رشعبان ہفتے کی رات کو اپنے گھر میں باب الفطافین کے نزدیک جو قاضی فاضل کا گھر ہے وفات پا گئے اور جامع میں آپ کا جنازہ پڑھا گیا اور اپنی قبر میں دفن ہوئے جسے آپ نے الیغموریہ کے قریب تعمیر کیا تھا اور آپ کی عمر ۸۰ سال سے متجاوز تھی۔ رحمہ اللہ۔

شیخ عفیف الدین آمدی:

عفیف الدین اسحاق بن یحییٰ بن اسحاق بن ابراہیم بن اسماعیل آمدی ثم الدمشقی الحنفی شیخ دارالحدیث الظاہریہ آپ ٦٤٠ھ کی حدود میں پیدا ہوئے اور بہت سے لوگوں سے حدیث کا سماع کیا' جن میں یوسف بن خلیل اور مجدالدین بن تیمیہ بھی شامل تھے' آپ خوش منظر' سہل الاسماع اور روایت کو پسند کرنے والے شیخ تھے' اور آپ کو فضیلت حاصل تھی' آپ نے ۲۲ ررمضان سوموار کی رات کو وفات پائی اور قاسیون میں دفن ہوئے اور آپ افواج اور جامع کے ناظر فخر الدین کے والد تھے اور آپ سے ایک روز قبل صدر معین الدین یوسف بن زغیب الرحبی نے وفات پائی۔ جو ایک کبیر اور امین تاجر تھے۔

البدر العوام:

اور رمضان میں البدر العوام نے وفات پائی اور وہ محمد بن علی البابا الحلبی تھے۔ اور تیراکی میں فرد تھے اور خوش اخلاق تھے۔ بحر یمن میں تاجروں کی ایک جماعت نے آپ سے فائدہ اٹھایا' آپ ان کے ساتھ تھے' کشتی ان سمیت ڈوب گئی اور انہوں نے سمندر میں ایک چٹان کی پناہ لی' اور وہ تیرہ آدمی تھے' پھر آپ نے غوطہ لگایا اور سمندر کی تہہ سے ان کے مفلس ہو جانے کے بعد ان کے لیے اموال نکالے' قریب تھا کہ وہ ہلاک ہو جائیں اور آپ میں دیانت وصیانت پائی جاتی تھی اور آپ نے قرآن پڑھا اور دس مرتبہ حج کیا اور ۸۸ سال عمر پائی اور آپ شیخ تقی الدین ابن تیمیہ سے بہت سماع کرتے تھے۔

الشہاب احمد بن عثمان الامشاطی:

اور اس ماہ میں الشہاب احمد بن عثمان الامشاطی نے وفات پائی' جواز جال[1]' موشحات' موالیا' دوبیت اور بلالین میں ادیب تھے اور اس فن کے ماہرین کے استاد تھے' آپ نے ساٹھ کے دہے میں وفات پائی۔

قاضی امام عالم زاہد:

صدر الدین سلیمان بن ہلال بن شبل بن فلاح بن خصیب الجعفری الشافعی جو خطیب داریا کے نام سے مشہور ہیں' آپ ٦٤٢ھ میں السواء کے مضافات میں بسرا البستی میں پیدا ہوئے اور اپنے والد کے ساتھ آئے اور الصالحیہ میں شیخ نصر بن عبید کو قرآن سنایا اور حدیث کا سماع کیا' اور محی الدین نووی اور شیخ تاج الدین الفزاری سے فقہ سیکھی اور داریا کی خطابت سنبھالی اور الناصریہ میں

[1] زجال' موشحات' موالیا' دوبیت اور بلالیق' اشعار کی اقسام ہیں۔ (مترجم)

دہرائی کروائی اور مدت تک قضاء میں ابن صصری کے نائب رہے اور آپ تارک الدنیا تھے' اور حمام اور کتان وغیرہ سے آسودگی حاصل کرتے تھے اور جس سلطنت کے عادی ہو چکے تھے اسے تبدیل نہیں کیا اور آپ متواضع تھے اور آپ ہی نے ۷۱۹ھ میں لوگوں کے لیے بارش کی دعا کی تو وہ سیراب ہو گئے جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں اور آپ کے نسب کو حضرت جعفر طیار تک بیان کیا جاتا ہے' آپ کے اور ان کے درمیان دس آباء ہیں۔ پھر آپ نے العقیبہ کی خطابت سنبھالی اور فیصلوں کی نیابت کو ترک کر دیا اور فرمایا یہی کافی ہے' یہاں تک کہ ۸ر ذوالقعدہ کو جمعرات کے روز وفات پا گئے اور باب الصغیر میں دفن ہوئے اور آپ کا جنازہ مشہور ہے۔ رحمہ اللہ۔ اور آپ کے بعد آپ کے بیٹے شہاب الدین نے خطابت سنبھال لی۔

احمد بن صبیح مؤذن:

البرہان بدرالدین ابوعبداللہ محمد بن صبیح بن عبداللہ التغلیسی کے ساتھ جامع دمشق میں طعام ولیمہ کا رئیس ان کا آقا پڑھانے والا' مؤذن تھا' اور اپنے زمانے میں خوش آواز اور اچھے سریلے لوگوں میں سے تھا۔ آپ تقریباً ۶۵۲ھ میں پیدا ہوئے اور ۶۵۷ھ میں حدیث کا سماع کیا اور جن لوگوں سے آپ نے سماع کیا ان میں ابن عبدالدائم وغیرہ مشائخ شامل ہیں اور آپ نے حدیث بیان کی اور آپ خوبصورت شخص تھے' آپ کا باپ ایک عورت کا غلام تھا' جس کا نام شامۃ بنت کامل الدین التغلیسی تھا' جو فخر الدین کرخی کی بیوی تھی' آپ نے جامع کی نگہداشت اور مصحف کی قراءت کا کام سنبھالا اور مدت تک نائب السلطنت کے پاس اذان دی اور ذوالحجہ میں الطّوادیس میں وفات پائی اور جامع العقیبہ میں آپ کا جنازہ پڑھا گیا اور باب الفرادیس کے قبرستان میں دفن ہوئے۔

خطاب بانی خان خطاب:

جو الکسوۃ اور غباغب کے درمیان تھا' امیر کبیر عزالدین خطاب بن محمود بن رتقش العراقی' آپ بڑے مالدار املاک واموال والے شیخ تھے' اور حکر السحاق میں آپ کا ایک حمام بھی تھا' اور آپ نے ایک سرائے آباد کی جو الکتف المصری کی جانب آپ کی موت کے بعد آپ کے نام سے مشہور ہے اور غباغب کے نزدیک ہے' اور وہ برج الصفر ہے اور بہت سے مسافروں کو اس کے ذریعے آسائش حاصل ہوئی ہے۔ آپ نے ۱۷ر ربیع الآخر کی رات کو وفات پائی اور قاسیون کے دامن میں اپنی قبر میں دفن ہوئے۔ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

رکن الدین خطاب بن الحصاب کمال الدین:

اور اس سال کے ذوالقعدہ میں رکن الدین خطاب بن الصاحب کمال الدین نے وفات پائی' ابن خطاب رومی سیواسی کا بھانجا احمد' آپ کی اپنے شہر سیواس میں ایک خانقاہ بھی ہے' جس کے بہت سے اوقاف عطیات اور صدقات بھی ہیں' آپ نے حجاز جاتے ہوئے الکرک میں وفات پائی اور مؤتہ میں حضرت جعفر اور آپ کے اصحاب کے نزدیک دفن ہوئے۔

بدرالدین ابوعبداللہ:

محمد بن کمال الدین احمد بن ابی الفتح بن ابی الوحش اسد بن سلامۃ بن سلیمان بن فتیان الشیبانی جو ابن العطار کے نام سے مشہور ہیں۔ آپ ۶۷۰ھ میں پیدا ہوئے اور کثیر سے حدیث کا سماع کیا اور خط منسوب لکھا اور التنبیہ سے اشتغال کیا اور اشعار نظم کیے اور کاغذ کی کتابت سنبھالی' پھر فوج اور اشراف کی نگرانی کی اور افرم کے زمانے میں آپ کو مرتبہ حاصل تھا' پھر آپ کچھ گمنام ہو گئے

اور آپ آسودہ حال سرمایہ دار اور دولت وثروت والے سردار متواضع اور اچھی سیرت والے تھے اور قاسیون کے دامن میں ان کے قبرستان میں دفن ہوئے۔

قاضی محی الدین

ابو محمد الحسن بن محمد بن عمار بن فتوح الحارثی' آپ طویل مدت تک الزبدانی کے قاضی رہے۔ پھر آپ نے الکرک کی قضاء سنبھالی اور وہیں ۲۰ ذوالحجہ کو وفات پائی' آپ کی پیدائش ۶۴۵ھ میں ہوئی اور آپ نے حدیث کا سماع اور اشتغال کیا' آپ خوش اخلاق اور متواضع تھے اور شیخ جمال الدین بن قاضی الزبدانی مدرس الظاہریہ کے والد تھے۔ رحمہ اللہ۔

۷۲۶ھ

اس سال کا آغاز ہوا تو سیکرٹری دمشق شہاب الدین محمود کے سوا حکام وہی تھے جن کا ذکر اس سے پہلے سال میں ہو چکا ہے' وہ وفات پا چکا تھا اور اس کے بعد یہ عہدہ اس کے بیٹے شمس الدین نے سنبھالا' اور اس سال تاجر جامع کی حیرت کی جگہ سے بازار علی کی حیرت کی جگہ کی طرف عورتوں کے اسباب کے ساتھ منتقل ہوئے اور ۸ محرم بدھ کے روز' شیخ شہاب الدین بن جہبل نے العفیف اسحاق کی وفات کے بعد الظاہریہ کی مشیخۃ الحدیث کو سنبھالا اور قدس شریف میں الصلاحیہ کی تدریس کو ترک کر دیا اور دمشق کو پسند کر لیا اور قضاۃ واعیان آپ کے پاس حاضر ہوئے اور اس کے شروع میں وہ حمام فتح ہوا' جسے امیر سیف الدین جوبان نے اپنے گھر کے پاس دارالجالق کے نزدیک تعمیر کیا تھا اور اس کے دروازے تھے جن میں سے ایک مسجد وزیری کی طرف تھا اور اس سے فائدہ حاصل ہوا' اور ۲ صفر سوموار کے روز' الصاحب غبریال ڈاک کے گھوڑے پر مصر سے حسب دستور دمشق کی کچہریوں کا نگران بن کر آیا اور کریم صغیر ان سے الگ ہو گیا اور لوگ اس سے خوش ہوئے اور ۲۱ ربیع الاوّل بدھ کی صبح کو سوق الخیل میں ناصر بن الشرف ابی الفضل بن اسماعیل بن الہیثی کو اس کے کفر کرنے اور اس کے آیات الٰہیہ کی تحقیر واہانت کرنے اور نجم بن خلکان' شمس محمد الباجریقی اور ابن المعمار البغدادی جیسے زنادقہ کی صحبت اختیار کرنے کی وجہ سے قتل کر دیا گیا۔ ان سب میں کمزوری اور زندقت پائی جاتی تھی۔ اور یہ اس کے باعث لوگوں میں مشہور تھے۔

شیخ علم الدین البرزالی نے بیان کیا ہے کہ بسا اوقات مقتول مذکور کفر اور دین اسلام کے ساتھ تلعب کرنے اور نبوت وقرآن کی توہین کرنے میں ان سے بھی بڑھ جاتا تھا' راوی کا بیان ہے کہ اس کے قتل کے موقع پر علماء اکابر اور اعیان حکومت حاضر ہوئے' راوی کا بیان ہے کہ شروع شروع میں اس شخص نے التنبیہ کو حفظ کیا' اور یہ ختم میں اچھی آواز کے ساتھ قرآن پڑھتا تھا' اور شریف اور سمجھ دار آدمی تھا اور مدارس اور قبرستانوں میں آنے والا تھا' پھر وہ ان سب باتوں سے دستکش ہو گیا اور اس کا قتل اسلام کی عزت اور زنادقہ اور اہل بدعت کی ذلت تھا۔

میں کہتا ہوں' میں بھی اس کے قتل میں شامل تھا اور ہمارے شیخ ابوالعباس ابن تیمیہ بھی اس روز حاضر تھے اور آپ اس کے قتل سے قبل اس کے پاس آئے اور جو کچھ اس سے صادر ہوا تھا اس پر اُسے مارا' پھر اُسے قتل کر دیا گیا اور میں اس کا گواہ ہوں۔

اور ماہ ربیع الاوّل میں شہر دمشق سے کتوں کے اخراج کا حکم دیا گیا اور انہیں باب الصغیر کی جانب سے مشرقی دروازے کی

طرف سے کتوں کو لٹکا اور کتیوں کو لٹکا خندق میں ڈالا گیا اور دوکانداروں پر یہ بات لازم قرار دی گئی اور انہوں نے کئی روز تک اس معاملے میں سختی کی اور ربیع الاوّل میں شیخ علاء الدین المقدسی معید البادرائیہ نے قدس شریف کی مشیخۃ الصلاحیہ کو سنبھال لیا اور اس کی طرف روانہ ہو گئے اور جمادی الآخرۃ میں قرطائی طرابلس کی امارت سے معزول ہو گیا اور طغیال نے اُسے سنبھال لیا' اور اس نے قرطائی کو دمشق میں نہر القرمانی پر قائم رکھا۔ کیونکہ القرمانی کو قلعہ دمشق میں قید کرنے کا حکم ہو گیا تھا۔

البرزالی نے بیان کیا ہے کہ ۱۶ ؍شعبان کو سوموار کے روز عصر کے وقت شیخ علامہ تقی الدین ابن تیمیہ کو قلعہ دمشق میں قید کر دیا گیا اور نائب السلطنت تنکز کی جانب سے اوقاف کا منتظم اور ابن الخطیری حاجب آپ کے پاس دمشق آئے اور انہوں نے آپ کو بتایا کہ اس بارے میں سلطان کا حکم آیا ہے اور وہ دونوں آپ کے سوار ہونے کے لیے اپنے ساتھ سواری بھی لے گئے اور آپ نے اس بات پر خوشی ومسرت کا اظہار کیا اور فرمایا میں اس بات کا منتظر تھا اور اس میں بڑی بھلائی اور بڑی مصلحت ہے اور وہ سب آپ کے گھر سے سوار ہو کر دروازے کی طرف گئے' اور آپ کے لیے میدان خالی کر دیا گیا اور اس کی طرف پانی جاری کر دیئے گئے اور اس نے آپ کو اس میں اقامت اختیار کرنے کا حکم دیا اور آپ کے بھائی زین الدین بھی سلطان کی اجازت سے آپ کی خدمت کے لیے آپ کے ساتھ قیام پذیر ہو گئے اور اس نے آپ کو کفایت کے مطابق کام کرنے کا حکم دیا' البرزالی کا بیان ہے کہ ماہ مذکور کی دس تاریخ کو جمعہ کے دن جامع دمشق میں سلطان کا وہ خط پڑھا گیا جو آپ کے قید کرنے اور آپ کو فتویٰ سے روکنے کے لیے آیا تھا اور اس واقعہ کا سبب وہ فتویٰ تھا' جو آپ کی تحریر میں انبیاء علیہم السلام اور صالحین کی قبور کی زیارت کے لیے سواری تیار کرنے اور سفر کرنے کے بارے میں پایا گیا۔

راوی کا بیان ہے کہ ۱۵ ؍شعبان کو قاضی القضاۃ الشافعی نے شیخ تقی الدین کے اصحاب کی ایک جماعت کو الحکم کے قید خانے میں قید کرنے کا حکم دے دیا اور یہ نائب السلطنت کے حکم اور اجازت سے تھا' کیونکہ شریعت ان کے بارے میں اسی کا تقاضا کرتی تھی اور اس نے ان میں سے ایک جماعت کو چوپاؤں پر سوار کرنے کی تعزیر لگائی اور ان کے بارے میں اعلان کیا گیا' پھر شمس الدین محمد بن قیم الجوزیہ کے سوا سب کو چھوڑ دیا گیا' اُسے قلعہ میں قید کیا گیا تھا' اور قضیہ ختم ہو گیا۔

راوی کا بیان ہے کہ یکم رمضان کو دمشق میں اطلاعات آئیں کہ مکہ کی طرف پانی کا چشمہ رواں کر دیا گیا ہے اور لوگوں نے اس سے بہت فائدہ اٹھایا ہے اور قدیم سے یہ چشمہ عین بازان کے نام سے مشہور ہے اسے جوبان نے بلاد بعیدہ سے جاری کیا حتیٰ کہ وہ خاص مکہ میں داخل ہو گیا اور صفا اور باب ابراہیم کے پاس پہنچ گیا اور اس سے ان کے محتاج' تونگر' کمزور اور شریف نے پانی لیا۔ اور سب اس میں برابر تھے اور اہل مکہ نے اس سے بہت آرام پایا۔ وللہ الحمد والمنۃ اور انہوں نے اس کی کھدائی اور تجدید کا کام اس سال کے آغاز میں جمادی الاولیٰ کے آخری عشرہ تک کیا' اور اتفاق سے اس سال مکہ کے کنوؤں کا پانی خشک اور کم ہو گیا۔

اور اسی طرح زمزم کا پانی بھی کم ہو گیا اور اگر اللہ اس چشمے کے اجراء سے لوگوں پر مہربانی نہ فرماتا تو مکہ کے باشندے مکہ سے دور چلے جاتے اور جو وہاں اقامت اختیار کرتے ان میں سے بہت سے لوگ مر جاتے اور حج کے اجتماع کے ایام میں حاجیوں کو بہت آسائش حاصل ہوئی' جو بیان سے باہر ہے' جیسا کہ ہم نے اسے اپنے حج کے سال ۷۳۱ھ میں اس کا مشاہدہ کیا' اور نائب مکہ کے

پاس سلطان کا خط آیا کہ زیدیوں کو مسجد الحرام سے نکال دیا جائے اور اس میں نہ ان کا کوئی امام ہو اور نہ کوئی اکٹھ ہو تو اس نے ایسے ہی کیا۔

اور ۴ر شعبان سوموار کے روز شہاب الدین احمد بن نہمس نے شیخ امین الدین سالم بن ابی الدر امام مسجد ابن ہشام متوفی کی بجائے الشامیہ الجوانیہ میں درس دیا' پھر اس کے بعد قاضی شافعی کی امارت کا حکم آ گیا اور اس نے ۲۰ ر رمضان کو اسے سنبھال لیا اور ۱۰ر شوال کو شامی قافلہ روانہ ہوا اور اس کا امیر سیف الدین جوبان تھا اور اس سال قاضی القضاۃ حنابلہ شمس الدین بن مسلم اور بدر الدین ابن قاضی القضاۃ جلال الدین قزوینی نے حج کیا اور اس کے پاس تحائف و ہدایا اور نائب مصر امیر سیف الدین ارغون سے تعلق رکھنے والے امور بھی تھے' اس نے اس سال حج کیا اور اس کی اولاد اور اس کی بیوی بنت سلطان بھی اس کے ساتھ تھی اور فخر الدین ابن شیخ السلامیہ صدر الدین مالکی اور فخر الدین بعلبکی وغیرہ نے بھی حج کیا۔

اور ۱۰ر ذوالقعدہ کو بدھ کے روز برہان الدین احمد بن ہلال الزرعی الحنبلی نے' شیخ الاسلام ابن تیمیہ کی بجائے الحنبلیہ میں درس دیا اور قاضی شافعی اور فقہاء کی ایک جماعت آپ کے پاس حاضر ہوئی اور یہ بات شیخ تقی الدین کے بہت سے اصحاب کو گراں گزری اور اس سے قبل ابن الخطیر حاجب شیخ تقی الدین کے پاس آیا اور آپ سے ملاقات کی اور آپ سے نائب السلطنت کے حکم کے بارے میں کچھ باتیں دریافت کیں' پھر جمعرات کے روز قاضی جمال الدین بن جملۃ اور ناصر الدین سررشتہ دار اوقاف آپ کے پاس آئے اور دونوں نے آپ سے مسئلہ زیارت کے بارے میں آپ کے قول کا مفہوم دریافت کیا تو آپ نے اُسے کاغذ میں لکھا' اور اس کے نیچے دمشق کے شافعیہ کے قاضی نے لکھا' میں نے اس سوال کے جواب کا ابن تیمیہ کی تحریر سے تقابل کیا تو اس میں یہاں تک لکھا تھا کہ آپ نے فرمایا ہے کہ صحیح بات یہ ہے کہ آپ نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر اور انبیاء علیہم السلام کی قبور کی زیارت کو قطعی طور پر اجماع سے معصیت قرار دیا ہے۔ اب دیکھئے یہ شیخ الاسلام کے بارے میں تحریف ہے' اس مسئلے میں آپ کا جو جواب ہے اس میں انبیاء اور صالحین کی قبور کی زیارت سے منع نہیں کیا گیا۔ بلکہ اس میں محض زیارت قبور کے لیے سفر کرنے کے متعلق آپ نے دو قول بیان کیے ہیں اور زیارت قبور کے لیے سفر نہ کرنا ایک مسئلہ ہے اور محض زیارت کے لیے سفر کرنا دوسرا مسئلہ ہے۔ اور شیخ نے سفر کے بغیر زیارت سے منع نہیں کیا۔ بلکہ آپ اسے مستحب اور مندوب قرار دیتے ہیں اور نہ ہی آپ نے یہ بیان کیا ہے کہ یہ معصیت ہے' اور نہ ہی منا ہی پر اجماع بیان کیا ہے اور نہ ہی آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول ''قبروں کی زیارت کرو بلاشبہ وہ تمہیں آخرت یاد دلاتی ہیں'' سے ناآشنا ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ سے کوئی چیز مخفی نہیں اور نہ ہی کوئی چھپنے والی چیز اس سے مخفی ہے' (اور عنقریب ظالم لوگوں کو معلوم ہو جائے گا کہ وہ کس جگہ پلٹتے ہیں)۔

اور ۲۴ر ذوالقعدہ کو اتوار کے روز الشامیہ الجوانیہ کے سامنے مدرسہ حمصیہ کھولا گیا' اور وہاں قاضی ہکار محی الدین طرابلسی نے درس دیا اور ابو رباح کا لقب اختیار کیا اور قاضی شافعی اس کے پاس حاضر ہوا' اور ذوالقعدہ میں قاضی جمال الدین الزرعی' اتابکیہ سے مصر کی طرف روانہ ہو گیا اور محی الدین بن جہبل کے لیے اس کی تدریس سے دستکش ہو گیا اور ۱۲ر ذوالحجہ کو قاضی الزبدانی نے دمشق نائب الحکم کی بجائے جو مدرسہ مذکورہ میں فوت ہو گیا تھا' النجیبیہ میں درس دیا۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

ابن المطہر الشیعی جمال الدین:

ابو منصور حسن بن یوسف بن مطہر الحلی العراقی الشیعی' اس نواح کے روافض کا شیخ' اس کی بہت سی تصانیف بھی ہیں' کہتے ہیں کہ وہ ایک سو بیس جلدوں سے زیادہ ہیں اور ان کی تعداد پچپن تصانیف ہے' جو فقہ' نحو' اصول' فلسفہ کے بارے میں ہیں۔ اور ان کے علاوہ بھی چھوٹی بڑی کتابیں ہیں اور ان میں سے طلباء کے درمیان سب سے زیادہ مشہور شرح ابن حاجب ہے جو اصولِ فقہ کے بارے میں ہے اور یہ فائق نہیں ہے' اور میں نے اس کی دو جلدیں اصول فقہ میں المحصول اور الاحکام کے طریق پر دیکھی ہیں اور اس میں کوئی اعتراض نہیں ہے' وہ طریق نقل کثیر اور توجیہہ جید پر مشتمل ہے' اور اس کی ایک کتاب منہاج الاستقامۃ فی اثبات الامامۃ بھی ہے جس میں اس نے معقول و منقول میں گڑبڑ کر دی ہے' اور اُسے معلوم نہیں ہوا کہ وہ کیسے صحیح پر چلے' کیونکہ اس نے استقامت کو چھوڑ دیا ہے اور شیخ الاسلام تقی الدین ابو العباس ابن تیمیہ نے کئی جلدوں میں اس کا جواب دیا ہے' جس میں ایسے شاندار جوابات دیئے ہیں جو عقل کو حیران کر دیتے ہیں اور وہ ایک جامع کتاب ہے' ابن المطہر جس کے اخلاق پاکیزہ نہ تھے اور نہ ہی وہ رفض کی آلودگی سے پاک تھا۔ ۲۷ رمضان ۶۴۸ھ کو جمعہ کی رات کو پیدا ہوا' اور اس سال کی ۲۰ محرم کو جمعہ کی رات کو فوت ہو گیا' اور وہ بغداد اور دیگر شہروں میں اشتغال کرتا تھا' اور نصیر الدین طوسی اور دیگر لوگوں سے بھی اشتغال کرتا تھا اور جب ملک خربندا رافضی بنا تو ابن المطہر نے اس کے ہاں رتبہ حاصل کیا اور بڑا سردار بن گیا اور اس نے اسے بہت سے شہر جاگیر میں دے دیئے۔

شمس کاتب:

محمد بن اسد الحرانی جو النجار کے نام سے مشہور ہے وہ مدرسہ قلیجیہ میں لوگوں کو لکھانے کے لیے بیٹھتا تھا' اس نے ربیع الآخر میں وفات پائی اور باب الصغیر میں دفن ہوئے۔

العز حسن بن احمد بن زفر:

الاربلی ثم الدمشقی' آپ نحو' حدیث اور تاریخ کے عمدہ حصے سے واقف تھے اور دویرہ میں مقیم تھے۔ آپ نے وہاں کے ایک صوفی کی تعریف کی اور آپ کی ہمنشینی اچھی تھی' البرزالی نے آپ کی نقل اور حسن معرفت کی تعریف کی ہے' آپ نے جمادی الآخرۃ میں چھوٹے ہسپتال میں وفات پائی اور ۶۳ سال کی عمر میں باب الصغیر میں دفن ہوئے۔

شیخ امین الدین سالم بن ابی الدر:

عبد الرحمن بن عبد اللہ الدمشقی الشافعی مدرس الشامیہ الجوانیہ' آپ نے اسے ابن الوکیل سے زبردستی لے لیا اور وہ مسجد ابن ہشام کا امام' اور اس کے تخت کا محدث تھا۔ آپ کی پیدائش ۶۴۵ھ میں ہوئی' آپ نے اشتغال کیا اور علم حاصل کیا اور نووی وغیرہ نے آپ کی تعریف کی ہے اور دہرائی کی اور فتویٰ دیا اور پڑھایا اور آپ محاکمات کے تجربہ کار تھے اور آپ کے پاس آنے والوں کے بارے میں آپ میں مروت اور عصبیت پائی جاتی تھی۔ آپ نے شعبان میں وفات پائی اور باب الصغیر میں دفن ہوئے۔

شیخ حماد:

شیخ صالح عابد زاہد حماد الحلبی القطان آپ بہت تلاوت کرنے والے اور نماز پڑھنے والے تھے اور العقیبیہ کی جامع التوبہ میں ہمیشہ تمال مغربی کونے میں اقامت کرتے تھے اور قرآن پڑھاتے اور بکثرت روزے رکھتے تھے اور لوگ آپ کی ملاقات کو آتے تھے اور آپ نے ستر سال سے متجاوز عمر میں وفات پائی' آپ کی وفات ۲۰ شعبان کو سوموار کی شب کو ہوئی اور باب الصغیر میں دفن ہوئے اور آپ کا جنازہ بہت بھرپور تھا۔ رحمہ اللہ۔

شیخ قطب الدین الیونینی:

شیخ امام عالم بقیۃ السلف قطب الدین ابوالفتح موسیٰ ابن الشیخ الفقیہ الحافظ الکبیر شیخ الاسلام ابی عبداللہ محمد بن احمد بن عبداللہ بن عیسیٰ بن احمد بن محمد البعلبکی الیونینی الحنبلی' آپ ۶۴۰ھ میں دارالفضل دمشق میں پیدا ہوئے اور بہت سماع کیا اور آپ کے والد نے مشائخ کو حاضر کیا اور آپ کے لیے اجازت طلب کی اور آپ نے تحقیق کی اور البسط کی مرآۃ الزمان کا اختصار کیا اور اس پر ایک شاندار ضمیمہ لکھا اور اسے سہل آسان اور خوبصورت عبارت میں انصاف اور خوف کے ساتھ لکھا اور اس میں شاندار اور اچھی باتیں بیان کیں' اور آپ کثیر التلاوت' اچھی ہیئت اور کم لباس اور کم خوراک والے تھے۔ آپ ۱۳ شوال جمعرات کی رات کو فوت ہوئے اور باب سطحا میں اپنے بھائی شیخ شرف الدین کے پاس دفن ہوئے۔ رحمہ اللہ۔

قاضی القضاۃ ابن مسلم:

شمس الدین ابوعبداللہ محمد بن مسلم بن مالک بن مزروع بن جعفر الصالحی الحنبلی آپ ۶۶۰ھ میں پیدا ہوئے' اور آپ کا باپ' جو صالحین میں سے تھا' ۶۶۸ھ کو فوت ہو گیا اور آپ نے فقیری اور یتیمی کی حالت میں پرورش پائی' آپ کے پاس کوئی مال نہ تھا' پھر آپ نے اشتغال کیا اور علم حاصل کیا اور بہت سماع کیا اور افادہ اور اشتغال کے لیے کھڑے ہو گئے اور آپ کی شہرت پھیل گئی اور جب التقی سلیمان نے ۷۱۵ھ میں وفات پائی تو آپ نے حنابلہ کی قضاء کو سنبھالا اور اسے خوب اچھی طرح سنبھالا اور آپ کے لیے بہت سی تخاریج نکلیں' اور جب یہ سال آیا تو آپ حج کو روانہ ہوئے اور راستے میں بیمار ہو گئے' آپ کو ۲۳ ذوالقعدہ کو سوموار کے روز' مدینہ نبویہ لایا گیا اور آپ نے رسول اکرم ﷺ کی قبر کی زیارت کی اور آپ کی مسجد میں نماز پڑھی اور آپ کو اس کا بہت شوق تھا اور جب ابن نجیح نے وفات پائی تو آپ نے اس کی تمنا کی تھی سو آپ نے منگل کے روز شام کے وقت وفات پائی اور رسول اللہ ﷺ کی مسجد کے الروضۃ میں آپ کا جنازہ پڑھا گیا اور بقیع میں شرف الدین ابن نجیح کے پہلو میں دفن ہوئے' جن کی موت پر جس سال انہوں نے حج کیا تھا' آپ نے رشک کیا تھا اور وہ اس سال سے پہلا حج تھا اور وہ حضرت عقیل کی قبر کے مشرق میں دفن ہوئے تھے۔ رحمہم اللہ۔ اور آپ کے بعد عزالدین بن التقی سلیمان نے قضاء سنبھالی۔

قاضی نجم الدین:

احمد بن عبدالمحسن بن حسن بن معالی الدمشقی الشافعی' آپ ۶۴۹ھ کو پیدا ہوئے اور تاج الدین الغزاری سے اشتغال کیا اور علم حاصل کیا اور ماہر ہو گئے اور درد ہرائی کے منتظم بنے' پھر قدس میں فیصلوں کا کام سنبھالا' پھر دمشق واپس آ گئے اور النجیبیہ میں درس

دیا اور مدت تک فیصلوں میں حصری کی نیابت کی اور ۲۸ ذوالقعدہ کو اتوار کے روز الخیبیہ مذکورہ میں وفات پائی اور جامع میں عصر کے وقت آپ کا جنازہ پڑھا گیا اور باب الصغیر میں دفن ہوئے۔

ابن قاضی شہبۃ:

شیخ امام عالم شیخ الطلبہ اور ان کو افادہ کرنے والے کمال الدین ابو محمد عبدالوہاب بن ذویب الاسدی الشہبی الشافعی آپ ۶۵۳ھ میں حوران میں پیدا ہوئے اور دمشق آئے اور تاج الدین الفزاری سے اشتغال کیا اور ان کے ساتھ رہے اور ان سے فائدہ حاصل کیا اور ان کے حلقہ میں دہرائی کی اور ان سے تربیت پائی اور اسی طرح آپ ان کے بھائی شیخ شرف الدین کے ساتھ بھی رہے اور ان سے نحو اور لغت کو سیکھا اور آپ فقہ اور نحو میں یکتا تھے اور آپ کا حلقہ بھی تھا جس میں آپ محراب الحنابلہ کے سامنے اشتغال کرتے تھے اور آپ سارا ماہ رمضان اعتکاف بیٹھتے تھے اور آپ نے کبھی نکاح نہیں کیا اور آپ خوبصورت اچھے جوان خوش عیش خوش لباس اور دنیا سے کم حصہ لینے والے تھے آپ کی معلومات آپ کو اعادات فقاہات اور جامع میں صدر بنانے سے کفایت کرتی تھیں آپ نے نہ کبھی پڑھایا اور نہ فتویٰ دیا ہے اس کے باوجود آپ فتویٰ کی اجازت دینے کے اہل تھے لیکن آپ اس سے بچتے تھے آپ نے بہت سماع کیا اور مسند امام احمد وغیرہ کا بھی سماع کیا اور مدرسہ مجاہدیہ میں جہاں آپ کی اقامت تھی ۲۱ ذوالحجہ منگل کی رات کو وفات پاگئے اور نماز ظہر کے بعد آپ کا جنازہ پڑھا گیا اور باب الصغیر کے قبرستان میں دفن ہوئے۔

اشرف یعقوب بن فارس الجعبری:

اور اس سال اشرف یعقوب بن فارس الجعبری کی وفات ہوئی جو فرجہ ابن عمود کے تاجر تھے آپ قرآن حفظ کرتے تھے اور مسجد القصب کی امامت کرتے تھے اور شیخ تقی الدین ابن تیمیہ اور قاضی نجم الدین دمشقی کی صحبت اختیار کرتے تھے اور آپ نے اموال املاک اور ثروت حاصل کی آپ ہمارے دوست الشیخ الفقیہ المفضل المحصل الزکی بدر الدین محمد کے والد تھے اور ان شاء اللہ عمر کے بچے کے ماموں ہوں گے۔

الحاج ابوبکر بن تیمراز الصیرفی:

آپ کے اموال بہت اور گردش کرنے والے تھے نیز آپ صدقہ وخیرات اور اچھے کام کرنے والے تھے لیکن آخری عمر میں آپ ٹوٹ پھوٹ گئے اور قریب تھا کہ آپ منکشف ہو جاتے پس اللہ نے وفات سے آپ کی اصلاح کر دی۔ رحمہ اللہ۔

۲۷ےھ

اس سال کا آغاز جمعہ کے دن سے ہوا اور حنبلی کے سوا جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے حکام خلیفہ سلطان نواب قضاۃ اور منتظمین وہی تھے جن کا ذکر اس سے پہلے سال میں ہو چکا ہے اور ۱۰ محرم کو نائب مصر ارغون مصر میں داخل ہوا اور ۱۱ محرم کو گرفتار ہو کر قید ہوا پھر کچھ دن اُسے آزاد کر دیا گیا اور سلطان نے اسے نائب حلب کی طرف بھیجا اور ۲۲ محرم جمعہ کی صبح کو دمشق سے گزرا اور نائب السلطنت نے اسے اپنے گھر میں اُتارا جو آپ کے جامع کے قریب ہے آپ نے وہاں رات گزاری پھر حلب کی طرف روانہ

ہو گئے اور آپ سے ایک روز قبل الجائی الدوادار دمشق سے مصر کی طرف روانہ ہوا اور نائب حلب علاؤ الدین الطنبغا نے وہاں سے معزول ہو کر مصر کی جوبیۃ الحجاب تک آپ کی صحبت اختیار کی اور ۱۹ ربیع الاول کو جمعہ کے روز ابن مسلم کی بجائے قاضی الحنابلہ عز الدین محمد بن التقی سلیمان بن حمزہ المقدسی کا مکمل منصب قضاۃ و دیوان کی موجودگی میں خطابت کے حجرہ میں پڑھا گیا اور اس سے قبل وہ الصالحیہ میں پڑھا گیا اور اس ماہ کے آخر میں ایلچی حاکم حمص ابن النقیب کے متعلق حکم لے کر پہنچا کہ اسے طرابلس کا قاضی القضاۃ مقرر کیا گیا ہے اور جو طرابلس میں تھا اسے قاضی دمشق کا نائب بنا کر حمص منتقل کر دیا گیا اور وہ ناصر بن محمود الزرعی تھا۔

اور ۱۶ ربیع الآخر کو تنکز' مصر سے شام کی طرف واپس آ گیا اور سلطان نے اس کی تکریم کی' اور ربیع الاول میں شام میں زلزلہ آیا' اللہ اس کے شر سے محفوظ رکھے اور جمادی الاولی کے آغاز میں جمعرات کے روز قاضی برہان الدین الزرعی نے الحنبلی کی نیابت کو سنبھالا اور قضاۃ کی ایک جماعت اس کے پاس حاضر ہوئی اور ۱۵ جمادی الآخرۃ کو جمعہ کے روز' ایلچی' قاضی' قزدینی شافعی کو تلاش کرتا ہوا مصر آیا اور رجب کے آغاز میں اس میں داخل ہوا اور بدرالدین بن جماعۃ کی بجائے ان کی کبرسنی' کمزوری اور نابینائی کی وجہ سے اسے الناصریہ' الصالحیہ اور دارالحدیث کاملیہ کی تدریس کے ساتھ مصر کے قاضی القضاۃ کا خلعت بھی دیا گیا' پس انہوں نے اس کی دلجوئی کی اور اس کے لیے تدریس زاویۃ الشافعی کے ساتھ ایک ہزار درہم اور ایک ماہ میں دس اردب[1] گندم مقرر کی اور آپ نے اپنے لڑکے جلال الدین کو اموی کا خطیب بنا کر دمشق بھیجا اور الشامیۃ البرانیہ کی تدریس اپنے والد جلال الدین قزدینی کے دستور کے مطابق پڑھانے کے لیے بھیجا اور ۲۸ رجب کو اسے خلعت دیا اور اس کے پاس حاضر ہوئے۔

اور رجب میں امیر سیف الدین قوصون الساقی الناصری نے سلطان کی بیٹی سے شادی کی اور وہ ایک جشن کا سماں تھا' اس نے امراء اور اکابر کو خلعت دیئے اور اس شب کی صبح کو امیر شہاب الدین احمد بن الامیر بکتمر الساقی کا نائب شام تنکز کی بیٹی سے عقد ہوا اور سلطان اس کے باپ تنکز کا وکیل تھا اور ابن الحریری نکاح باندھنے والا تھا' اور اس نے اسے خلعت دیا اور اسے اس سال کے ذوالحجہ میں بڑی مشقت میں ڈال دیا گیا۔

اور ۷ رجب کو اسکندریہ میں بڑا فتنہ ہوا اور وہ یوں کہ ایک مسلمان اور ایک فرنگی باب البحر پر جھگڑ پڑے اور ایک نے دوسرے کو جوتے سے مارا اور معاملہ والی تک پہنچا تو اس نے عصر کے بعد شہر کے دروازے کو بند کرنے کا حکم دے دیا تو لوگوں نے اسے کہا ہمارے اموال اور غلام شہر سے باہر ہیں اور تو نے وقت سے پہلے دروازہ بند کر دیا ہے تو اس نے اسے کھول دیا اور لوگ بڑی بھیڑ میں باہر نکلے اور ان میں سے تقریباً دس آدمی مر گئے اور عمامے اور کپڑے وغیرہ لوٹے گئے اور یہ جمعہ کی رات تھی' پس جب لوگوں نے صبح کی تو وہ والی کے گھر کی طرف گئے اور انہوں نے اسے جلا دیا اور بعض ظالموں کے تین گھروں کو بھی جلا دیا اور حالات خراب ہو گئے اور اموال لوٹے گئے اور عوام نے والی کے قید خانے کا دروازہ توڑ دیا اور قید خانے میں جو لوگ تھے وہ اس سے باہر نکل گئے' نائب السلطنت کو اطلاع ملی تو نائب کو پختہ یقین ہو گیا کہ وہ وہی قید خانہ ہے جس میں اُمراء تھے' پس اس نے شہر میں مقاتلہ کرنے اور

---

[1] اردب' ۲۴ صاع کا ایک پیمانہ ہے جس سے غلہ وغیرہ ناپتے ہیں۔

اسے برباد کرنے کا حکم دے دیا' پھر سلطان کو اطلاع ملی تو اس نے جلدی سے وزیر طینا الجمالی کو بھیجا جس نے مارا اور مطالبہ کیا' اور اس نے قاضی اور اس کے نائب کو مارا اور انہیں معزول کر دیا اور بہت سے اکابر کی توہین کی اور ان سے بہت سے اموال کا مطالبہ کیا اور متولی کو معزول کر دیا پھر اسے دوبارہ متولی بنایا گیا' پھر بہاؤالدین علم الدین' الاخنائی الشافعی نے قضا کو سنبھالا' جس نے بعد میں دمشق میں قضاء کو سنبھالا تھا اور اس نے اسکندریہ کے قضاۃ مالکی اور اس کے دونوں نائبین کو معزول کر دیا اور ان کی گردنوں میں زنجیریں ڈالی گئیں اور ان کی اہانت کی گئی اور ابن السنی کو کئی بار مارا گیا۔

اور ۲۰ رشعبان کو ہفتے کے روز حلب کا قاضی القضاۃ ابن زملکانی ڈاک کے گھوڑے پر دمشق پہنچا اور اس نے چار روز دمشق میں قیام کیا' پھر سلطان کی موجودگی میں قضاۃ الشام کی قضا کو سنبھالنے کے لیے مصر کی طرف روانہ ہو گیا اور اتفاقاً قاہرہ پہنچنے سے قبل ہی اس کی وفات ہو گئی۔ ﴿ وَحِيلَ بَيْنَهُمْ وَ بَيْنَ مَا يَشْتَهُونَ كَمَا فُعِلَ بِاَشْيَاعِهِمْ مِّنْ قَبْلُ اِنَّهُمْ كَانُوْا فِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيْبٍ ﴾

اور ۲۶ رشعبان کو جمعہ کے روز صدرالدین مالکی نے قضاۃ المالکیہ کی قضاء کے ساتھ مشیخۃ الشیوخ کو بھی سنبھال لیا اور لوگ اس کے پاس حاضر ہوئے اور الزرعی کے وہاں سے مصر جانے کے بعد اس کا حکم نامہ پڑھا گیا اور ۱۵ ررمضان کو دمشق کے حنفیہ کا قاضی عماد الدین ابی الحسن علی بن احمد بن عبدالواحد طرسوسی جو البصر دی کے قاضی القضاۃ صدرالدین کا نائب تھا' دمشق پہنچا اور جامع میں اس کا حکمنامہ پڑھا گیا اور اس نے اسے خلعت دیا اور اس نے فیصلوں کا کام سنبھالا اور قاضی عمادالدین ابن الاعز کو نائب مقرر کیا اور قضاۃ کے ساتھ النوریہ میں پڑھایا اور اس کی سیرت قابل تعریف تھی۔

اور رمضان میں فرنگی تاجروں کے ساتھ قیدیوں کی ایک جماعت اور انہیں مدرسہ عادلیہ کبیرہ میں اتارا گیا اور انہوں نے قیدیوں کی کونسل سے تقریباً ساٹھ ہزار درہم میں رہائی کا مطالبہ کیا اور جو اس بات میں سبب تھا اس کے لیے بہت دعائیں ہوئیں اور ۸ رشوال کو شامی قافلہ حجاز کی طرف روانہ ہوا جس کا امیر سیف الدین بالبان المحمدی اور قاضی بدرالدین محمد بن محمد قاضی حران تھا اور شوال میں دمشق کے شافعیہ کی قضاء کا حکمنامہ بدرالدین ابن قاضی القضاۃ ابن عزالدین بن الصائغ کے لیے پہنچا اور اس کے ساتھ خلعت بھی تھا تو اس نے اس کے لینے سے سخت انکار کیا اور اس کی بات پر کان نہ دھرا' اور حکومت نے اس سے اصرار کیا مگر وہ نہ مانا اور اس کے گریہ میں اضافہ ہو گیا اور اس کا مزاج بدل گیا اور غصے میں آ گیا اور جب اس نے اس بات پر اصرار کیا تو تنکز نے اس بارے میں سلطان سے گفتگو کی اور جب ذوالقعدہ کا مہینہ آیا تو مشہور ہو گیا کہ علاءالدین علی بن اسماعیل قونوی کو شام کی قضا سپرد کر دی گئی ہے تو وہ مصر سے اس کی طرف گیا اور قدس کی زیارت کی اور ۲۷ رذوالقعدہ کو سوموار کے روز' دمشق میں داخل ہوا اور نائب السلطنت سے ملاقات کی اور خلعت زیب تن کیا اور حاجیوں اور حکومت کے ساتھ العادلیہ کی طرف گیا اور وہاں اس کا حکمنامہ پڑھا گیا اور وہاں اس نے حسب دستور فیصلے کیے اور لوگ اس سے اور اس نے حسن ارادہ اور پاکیزہ الفاظ اور اچھے خصائل اور محبت سے خوش ہو گئے اور اس کے بعد شیخ سریاقوس مجدالدین الاقصرائی الصوفی نے مصر میں مشیخۃ الشیوخ کو سنبھالا۔

اور ۲۳ ذوالقعدہ ہفتے کے روز قاضی محی الدین بن فضل اللہ نے' ابن الشہاب محمود کی بجائے سیکرٹری کا خلعت زیب تن کیا اور اس کا بیٹا شرف الدین کاغذ کی کتابت پر قائم رہا اور اس سال ابن الزملکانی کی بجائے حلب کی قضاء قاضی فخرالدین البارزی نے

سنبھالی اور ذوالحجہ کے پہلے عشرے میں جامع اموی کی شمالی دیوار کی کتابی مکمل ہوگئی اور تنکز نے آ کر اسے دیکھا تو حیران رہ گیا اور اس نے ناظر تقی الدین بن مراجل کا شکریہ ادا کیا اور عید اضحی کے دن شہر بعلبک کی طرف عظیم سیلاب آیا اور وہاں کے باشندے وہاں سے بھاگ گئے اور اس میں نماز اور قربانیوں کا کام معطل ہوگیا اور طویل سالوں سے اس کی مانند سیلاب نہیں دیکھا گیا اور اس نے اس کے بہت سے قبائل و بساتین کو تباہ کر دیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

امیر ابو یحییٰ:

زکریا بن احمد بن محمد بن عبدالواحد ابی حفص الہنتانی الجیانی❶ المغربی امیر بلاد الغرب' کہتے ہیں کہ آپ ۶۵۰ھ میں تونس میں پیدا ہوئے اور فقہ اور عربی پڑھی اور ملوک تونس اس کی تعظیم وتکریم کرتے تھے' کیونکہ آپ عمارت' وزارت اور حکومت کے گھرانے سے تعلق تھے' پھر اہل تونس نے ۷۱۱ھ میں آپ کی حکومت کی بیعت کی اور آپ شجاع اور دلیر آدمی تھے اور آپ پہلے شخص ہیں جنہوں نے خطبہ سے ابن التومرت کے ذکر کو ختم کیا' حالانکہ آپ کا دادا ابو حفص الہنتانی' ابن التومرت کے اخص اصحاب میں سے تھا' آپ نے اس سال کے محرم میں اسکندریہ شہر میں وفات پائی۔ رحمہ اللہ۔

شیخ صالح ضیاء الدین:

ضیاء الدین ابوالفدا اسماعیل بن رضی الدین ابی الفضل المسلم بن الحسن بن نصر الدمشقی جو ابن الحموی کے نام سے مشہور ہیں آپ' آپ کا باپ اور آپ کا دادا مشہور قابل تعریف کاتبوں میں سے تھے اور آپ بہت تلاوت کرنے والے' نمازیں پڑھنے والے' روزے رکھنے والے' صدقہ وخیرات کرنے والے اور فقراء اور اغنیاء سے حسن سلوک کرنے والے تھے' آپ ۶۳۵ھ کو پیدا ہوئے اور بہت سماع حدیث کیا۔ اور البرزالی نے آپ کے لیے مشیخت کو مقرر کیا جس سے ہم نے سماع کیا اور آپ اہل دمشق کے رؤسا میں سے تھے' آپ نے ۱۴ صفر جمعہ کے روز وفات پائی اور ہفتے کے دن چاشت کے وقت آپ کا جنازہ پڑھا گیا اور باب الصغیر میں دفن ہوئے اور حج کیا' اور اعتکاف کیا اور مدت تک قدس میں قیام کیا اور ۷۲ سال کی عمر میں وفات پائی اور آپ کے والد نے بیان کیا ہے کہ آپ کی پیدائش پر تفاؤل کے لیے قرآن کھولا گیا اور تو یہ آیت نکلی ﴿ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ وَهَبَ لِیْ عَلَی الْكِبَرِ اِسْمَاعِیْلَ وَ اِسْحَاقَ ﴾ تو انہوں نے آپ کا نام اسماعیل رکھا' پھر ان کے ہاں ایک اور بیٹا پیدا ہوا تو انہوں نے اس کا نام اسحاق رکھا اور یہ ایک اچھا اتفاق ہے۔ رحمہم اللہ تعالیٰ۔

شیخ علی المحارفی:

علی بن احمد بن ہوس الہلالی' آپ کا دادا اصلاً اہل البسوق بستی سے تعلق رکھتا تھا' اور آپ کے والد نے قدس میں اقامت

---

❶ شذرات الذہب میں "اللحیانی" ہے۔

اختیار کی اور آپ نے ایک بار حج کیا اور مکہ میں ایک سال اعتکاف کیا' پھر حج کیا اور آپ مشہور آدمی تھے' اور المحارفی کے نام سے مشہور تھے' کیونکہ آپ کلیوں اور پتھروں کو خصّ لقد درست کرتے تھے' اور اکثر بلند آواز سے تہلیل و ذکر کرتے تھے' اور بارعب اور باوقار تھے اور ایسی گفتگو کرتے تھے جس میں آگ اور ہلاکت کے عواقب سے تخویف و تنذیر پائی جاتی تھی اور آپ ابن تیمیہ کی مجالس کے ساتھ ملازم رہتے تھے' اور آپ کی وفات ۲۳/ربیع الاول کو منگل کے روز ہوئی اور آپ شیخ میں شیخ موفق الدین کے قبرستان میں دفن ہوئے اور آپ کا جنازہ بہت بھرپور تھا۔

ملک کامل ناصر الدین:

ابو المعالی محمد بن الملک السعید فتح الدین عبد الملک بن السلطان الملک الصالح اسماعیل ابی الجیش ابن الملک العادل ابی بکر بن ایوب جو ایک شہزادے اور امیر کبیر تھے' اور تیز فہمی' سمجھداری' حسن معاملگی اور لطافت کلام میں شہر کا حسن تھے' کیونکہ آپ اپنی ذہنی قوت اور فہم کی حذاقت سے امثال کی صورت میں بہت سی گفتگو کرتے تھے اور آپ اسخیاء کے رئیس تھے' آپ نے ۲۰/جمادی الاولیٰ بدھ کی شام کو وفات پائی اور جمعرات کو ظہر کے وقت جامع کے صحن میں قبۃ النسر کے نیچے آپ کا جنازہ پڑھا گیا' پھر انہوں نے آپ کو نانا ملک کامل کے پاس دفن کرنا چاہا مگر ایسا نہ ہو سکا تو آپ کو ام الصالح کے قبرستان میں دفن کر دیا گیا' اللہ آپ سے درگزر فرمائے اور آپ نے بہت سماع کیا اور ہم نے آپ سے سماع کیا اور آپ تاریخ کو بہت اچھا یاد رکھتے تھے اور آپ کی جگہ آپ کا بیٹا امیر صلاح الدین طبلخانہ کا امیر بنا اور آپ کا بھائی بھی آپ کی صحبت میں رہا' اور دونوں نے سلطانی خلعت زیب تن کئے۔

شیخ امام نجم الدین:

احمد بن محمد بن ابی الحزم القرشی المخزومی القمولی' آپ اعیان شافعیہ میں سے تھے اور آپ نے الوسط کی شرح کی ہے اور دو جلدوں میں الحاجبیۃ کی شرح کی ہے اور مصر میں پڑھایا اور فیصلے کئے ہیں اور آپ وہاں محتسب بھی تھے اور اس میں آپ کی سیرت قابل تعریف تھی' اور آپ کے بعد نجم الدین بن عقیل نے فیصلوں کا کام سنبھالا اور ناصر الدین بن قار السبقوق نے احتساب کا کام سنبھال لیا' آپ نے رجب میں ۸۰ سال سے زائد عمر میں وفات پائی اور القرافہ میں دفن ہوئے۔ رحمہ اللہ۔

شیخ صالح ابو القاسم:

عبد الرحمٰن بن موسیٰ بن خلف الحزامی' مصر کے مشہور صالحین میں سے تھے' آپ نے الروضۃ میں وفات پائی اور آپ کو نیل کے کنارے اٹھا کر لایا گیا اور آپ کا جنازہ پڑھا گیا اور آپ سروں' اور انگلیوں پر اٹھائے گئے اور ابن ابی حمزہ کے پاس دفن ہوئے' آپ کی عمر ۸۰ سال کے قریب تھی اور ان لوگوں میں سے تھے جن کی زیارت کا قصد کیا جاتا ہے۔ رحمہ اللہ۔

قاضی عز الدین:

عبد العزیز بن احمد بن عثمان بن عیسیٰ بن عمر بن الخضر الہکاری الشافعی' محلّہ کے قاضی' آپ بہترین قضاۃ میں سے تھے اور حدیث الجامع پر آپ کی ایک تصنیف بھی ہے' بیان کیا جاتا ہے کہ آپ نے اس میں ایک ہزار حکم کا استنباط کیا ہے' آپ نے رمضان میں وفات پائی اور آپ نے اچھی کتب کو حاصل کیا جن میں ہمارے شیخ المزی کی التہذیب بھی ہے۔

شیخ کمال الدین بن الزملکانی.

شام وغیرہ کے شیخ الشافعیہ تدریس افتاء اور مناظرہ کے لحاظ سے مذہب کی امارت آپ پر منتہی ہوتی ہے اور آپ کے نسب میں ابن مکی کو داد جہت تک ابن زملکانی نسبت سے بیان کیا جاتا ہے۔ واللہ اعلم۔

آپ ۸ر شوال ۶۶۶ھ کو سوموار کے روز پیدا ہوئے بہت سماع کیا اور شیخ تاج الدین الفزاری سے اشتغال کیا اور اصول میں قاضی بہاؤ الدین بن الزکی اور نحو میں بدر الدین بن ملک وغیرہم سے اشتغال کیا اور مہارت حاصل کی اور علم حاصل کیا اور اپنے اہل مذہب ہمسروں کے سردار بن گئے اور اپنے روشن ذہن سے تحصیل علم میں جس نے آپ کو بے خواب رکھا اور نیند سے روک دیا' ان سے سبقت لے گئے اور آپ کا بیان ہر معتاء چیز سے زیادہ مرغوب تھا اور آپ کا خط' پست زمین کی خوبصورتی سے زیادہ شاداب تھا' آپ نے دمشق کے کئی مدارس میں پڑھایا اور متعدد بڑے بڑے محکموں کو سنبھالا جیسے خزانہ کی نگرانی' شفا خانہ نوری اور دیوان ملک سعید کی نگرانی اور بیت المال کی وکالت' اور آپ کے مفید حواشی اور عمدہ انتخابات اور شاندار مناظرات بھی ہیں' اور آپ نے نووی کی المنہاج کے بڑے حصے کی شرح بھی کی ہے اور ایک جلد مسئلہ طلاق وغیرہ میں شیخ تقی الدین ابن تیمیہ کے رد میں بھی ہے اور محافل میں آپ نے جو درس دیئے' میں نے کسی ایک شخص سے بھی نہیں سنا کہ کسی نے آپ سے بڑھ کر عمدگی' شیریں بیانی' خوش گفتاری' ذہنی صحت' طبعی قوت اور حسن ترتیب کے ساتھ درس دیا ہو اور آپ نے الشامیۃ البرانیہ' العذر اویۃ' الظاہریۃ' الجوانیۃ' الرواحیۃ اور المسروریۃ میں پڑھایا اور آپ ان میں سے ہر ایک کو اس کا حق دیتے تھے اور وہ اس طرح کہ آپ ان میں سے ہر درس کے ماقبل کو اپنے حسن و فصاحت سے نقل کر دیتے تھے' اور آپ کو دروس کی کثرت اور فقہاء اور فضلاء کی کثرت خوفزدہ نہیں کرتی تھی' اور جب کبھی اکٹھ زیادہ ہوتا اور فضلاء بڑے ہوتے تو درس بھی زیادہ خوبصورت' شیریں' حیران کن' سیراب کن اور فصیح ہوتا' پھر جب آپ حلب کی قضاء کی طرف منتقل ہوئے اور اس کے ساتھ جو متعدد مدارس تھے آپ نے ان کے ساتھ بھی انہیں کی مانند معاملہ کیا اور اس کے تمام باشندوں سے زیادہ فضیلت والے تھے اور انہوں نے آپ سے ایسے علوم کا سماع کیا جو انہوں نے اور ان کے آباء نے نہ سنے تھے' پھر آپ کو دیار مصر کی طرف طلب کیا گیا تاکہ آپ کو الشامیۃ کے دار السنۃ النبوۃ کا انتظام سپرد کر دیا جائے مگر وہاں تک پہنچنے سے قبل ہی آپ کو موت نے جلد آ لیا' پس آپ بیمار ہو گئے اور نو دن تک ڈاک کے گھوڑے پر چلتے رہے' پھر بعد ازاں آپ کو حمام کے سخت کھاری پانی سے مرض لاحق ہو گیا اور موت نے آپ کو پکڑ لیا اور آپ کے اور آپ کی خواہشات اور ارادوں کے درمیان حائل ہو گئی اور اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے اور جس کی ہجرت دنیا کی طرف یا عورت کی طرف ہو گی کہ اس سے نکاح کرے تو اس کی ہجرت اسی طرف ہو گی جس کی طرف اس نے ہجرت کی ہے اور آپ کی خبیث نیت میں یہ بھی تھی کہ جب آپ متولی بن کر شام واپس آئیں گے تو شیخ الاسلام ابن تیمیہ کو ایذا دیں گے مگر وہ اپنی امید اور مراد کو نہ پہنچے اور ۱۶ر ماہ رمضان کو بدھ کے سحر کو بلبیس شہر میں وفات پا گئے اور انہیں قاہرہ لایا گیا اور جمعرات کی رات کو القرافہ میں قبۃ الشافعی کے نزدیک دفن کر دیا گیا' اللہ تعالیٰ دونوں کو اپنی رحمت میں چھپا لے۔

جامع اموی کا مشہور مؤذن الحاج علی:

الحاج علی بن فرج بن ابی الفضل الکتانی' آپ کا باپ بہترین مؤذنین میں سے تھا۔ اور اس میں نیکی اور دینداری پائی جاتی

تھی اور لوگوں کے ہاں بھی اسے قبولیت حاصل تھی اور وہ خوش آواز اور جہیر الصوت تھا' اور اس میں محبت' خدمت اور فیاضی پائی جاتی تھی' اس نے کئی بار حج کیا' ابوعمرو وغیرہ سے سماع کیا اور ۳ رذوالقعدہ کو بدھ کی رات کو وفات پائی اور صبح کو اس کا جنازہ پڑھا گیا اور باب الصغیر میں دفن ہوا۔

شیخ فضل ابن الشیخ الرجیعی التونسی:

آپ نے ذوالقعدہ میں وفات پائی اور آپ کی جگہ آپ کے بھائی یوسف کو زاویہ میں بٹھایا گیا۔

۷۲۸ھ

اس سال کے ذوالقعدہ میں شیخ الاسلام ابوالعباس احمد بن تیمیہ قدس اللہ روحہ نے وفات پائی' جیسا کہ وفیات میں ابھی آپ کے حالات بیان ہوں گے۔

اس سال کا آغاز ہوا تو نائب مصر اور قاضی حلب کے سوا' شہروں کے حکام وہی تھے' جن کا ذکر اس سے پہلے سال ہو چکا ہے اور ۲ رمحرم بدھ کے روز' صاحب حمص کے حلقہ میں شیخ حافظ صلاح الدین العلائی نے درس دیا' ہمارے شیخ المزی اس کے لیے اس سے دستکش ہو گئے اور فقہاء' قضاۃ اور اعیان اس کے پاس حاضر ہوئے اور آپ نے شاندار اور مفید درس دیا اور ۴ رمحرم جمعہ کے روز' قاضی مالکی شرف الدین کی بجائے اسمساطیہ میں مشیخۃ الشیوخ کے لیے قاضی القضاۃ علاؤ الدین قونوی حاضر ہوئے اور حسب دستور فقہاء اور صوفیا ان کے پاس حاضر ہوئے اور ۱۸ رصفر اتوار کے روز المسروریہ میں تقی الدین عبدالرحمٰن بن شیخ کمال الدین بن زملکانی نے جمال الدین بن الشریشی کی بجائے درس دیا' آپ حمص کی قضاء کی طرف منتقل ہو گئے تھے اور لوگ آپ کے پاس حاضر ہوئے اور آپ کے والد کے لیے رحم کی دعا کی۔

اور ۲۵ رصفر اتوار کے روز' امیر کبیر حاکم بلاد روم تمرتاش ابن جوبان مصر جاتے ہوئے دمشق پہنچا اور نائب السلطنت اور فوج اس کے استقبال کو نکلے اور وہ خوبصورت اور خوبرو نوجوان تھا اور جب وہ سلطان کے پاس مصر پہنچا تو اس نے اس کی عزت کی اور اسے پیشگی ایک ہزار درہم دیا اور اس کے اصحاب کو امراء پر تقسیم کر دیا اور ان کا بہت اکرام ہوا اور اس کے مصر آنے کا سبب یہ تھا کہ حاکم عراق ملک ابوسعید نے اس کے بھائی جواجار مشتق کو گذشتہ سال شوال میں قتل کر دیا تھا' سو اس کے باپ جوبان نے سلطان ابو سعید سے جنگ کرنے کا ارادہ کیا مگر اسے اس کی سکت نہ ہوئی اور جوبان اس وقت ممالک کا منتظم تھا' پس اس موقع پر تمرتاش سلطان سے ڈر گیا اور اپنا خون لے کر سلطان ناصر کے پاس مصر بھاگ گیا۔

اور ربیع الاوّل میں نائب شام سیف الدین تنکز' سلطان کی ملاقات کے لیے دیارِ مصر کی طرف گیا تو اس نے اس کا اکرام و احترام کیا اور اس نے اس سفر میں وہ دارالفلوس خریدا جو البزوریین اور الجوزیہ کے قریب ہے اور یہ اس کے مشرق میں ہے اور آج کل سوق البزوریہ کو' سوق القمح کہا جاتا ہے سو اس نے اس گھر کو خریدا اور اسے ایک بڑا گھر بنا کر آباد کیا اور دمشق میں اس سے خوبصورت گھر موجود نہ تھا' اور اس نے اس کا نام دار الذہب رکھا اور حمام سوید کو گرا دیا جو اس کے سامنے تھا' اور اسے نہایت

خوبصورت دارقرآن وحدیث بنادیا اور اس پر جائیدادیں وقف کیں اور اس میں مشائخ اور طلبہ کو مقرر کیا' جیسا کہ اس کی تفصیل اپنی جگہ پر بیان ہوئی اور وہ اپنی مصر سے واپسی پر قدس شریف سے گزرا اور اس کی زیارت کی اور وہاں حمام تعمیر کرنے کا حکم دیا اور اسی طرح وہاں دارحدیث بھی بنایا اور ایک خانقاہ بھی بنائی' جیسا کہ اس کی تفصیل بیان ہوئی اور ربیع الاول میں وہ نہر قدس تک پہنچی جس کی تجدید کا حکم سیف الدین تنکز قطلبک نے دیا تھا' پس اس نے اسی نواح کے والیوں کے ساتھ اس کی تعمیر کی ذمہ داری لے لی اور مسلمان اس سے خوش ہو گئے اور وہ نہر مسجد اقصیٰ کے کنارے تک آ گئی اور اس نے اس میں ایک بڑا تالاب بنایا جو صخرہ اور اقصیٰ کے درمیان سنگ مرمر سے بنا ہوا تھا اور اس کی تعمیر کی ابتداء گذشتہ سال کے شوال میں ہوئی تھی اور اس مدت میں مسجد الحرام کی برجیوں کی چھتوں اور اس کے ایوان کو تعمیر کیا اور مکہ میں باب بنی شیبہ کے پاس طہارت خانہ تعمیر کیا۔

البرزالی کا بیان ہے کہ اس ماہ میں اس حمام کی تعمیر مکمل ہوئی جو باب توما کے بازار میں تھا اور اس کے دو دروازے تھے اور ربیع الآخر میں اس کٹاؤ کو توڑ دیا گیا جو باب الزیادۃ کے نزدیک غربی جہت سے جامع دمشق کے سامنے کی دیوار میں تھا سوانہوں نے دیوار کو الگ پایا اور وہ اس کے متعلق ڈر گئے اور تنکز خود حاضر ہوا اور اس کے ساتھ قضاۃ اور ماہرین بھی تھے' پس اس کے توڑنے اور ٹھیک کرنے پر ان کی رائے کا اتفاق ہو گیا اور یہ ۲۷ ربیع الآخر جمعہ کی نماز کے بعد کا واقعہ ہے' اور نائب السلطنت نے سلطان کو اس بات کی اطلاع دیتے ہوئے اور اس کی تعمیر کی اجازت مانگتے ہوئے خط لکھا تو اس کی اجازت کا حکم آ گیا اور اس نے ۲۵ جمادی الاولیٰ کو جمعہ کے روز' اس کو توڑنے کا آغاز کر دیا اور انہوں نے ۹ جمادی الآخرۃ کو اتوار کے روز اس کی تعمیر شروع کر دی اور اس نے الزیادت اور حجرۂ خطابت کے درمیان محراب صحابہ سے مشابہ ایک محراب بنایا پھر وہ پوری کوشش سے اس کی تعمیر میں جت گئے اور بقیہ لوگوں میں سے بہت سے لوگوں نے اس میں رضا کارانہ طور پر کام کیا اور ہر روز اس میں ایک سو سے زیادہ لوگ کام کرتے تھے حتیٰ کہ دیوار کی تعمیر مکمل ہو گئی اور ۲۰ رجب کو اس کے طاقچے اور چھت دوبارہ بنائے گئے اور یہ کام تقی الدین بن مراجل کی ہمت سے ہوا اور یہ ایک عجیب بات ہے' اس نے دیوار کو اور اس کے سامنے جو چھت تھا اسے ڈھا دیا اور اسے اتنی مدت میں دوبارہ بنا دیا کہ کوئی شخص خیال بھی نہ کرتا تھا کہ وہ قطعی طور پر اس سے قریب مدت میں اپنے کام سے فارغ ہو جائے گا اور جلد تعمیر کرنے میں ان کی مدد ان پتھروں نے کی جنہیں انہوں نے غربی گرجا کی بنیاد میں پایا جو الغزالیہ کے پاس ہے' اور اس معبد کے ہر کونے میں ایک گرجا تھا' جیسا کہ غربی اور شرقی کونے میں اس کے دو قبلے تھے' پس دونوں شمالی قبلے پہلے ہی تباہ کر دیئے گئے اور ہزاروں سال کی مدت سے ان دونوں میں سے صرف اس غربی شمالی اذان گاہ کی بنیاد کے سوا کچھ باقی نہ بچا تھا اور وہ اس دیوار کے اعادہ میں سب سے بڑی مددگار تھی اور عجیب بات یہ ہے کہ جامع کے ناظر ابن مراجل نے ارباب مراتب میں سے کسی کو اس تعمیر میں کم نہیں کیا۔

اور ۵ جمادی الاولیٰ ہفتے کی شب کو' القرابین میں عظیم آگ لگی اور الرماحین سے جاملی اور قیساریہ اور وہاں کی مسجد جل گئی اور لوگوں کے بہت سے جنگلی گدھے' اونی کپڑے اور سامان تباہ ہو گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

اور اس ماہ کی ۱۰ تاریخ کو جمعہ کے روز' نماز کے بعد مصر کے حنفیہ کے قاضی القضاۃ شمس الدین بن الحریری کا جنازہ پڑھا گیا اور دمشق میں آپ کا جنازہ غائب پڑھا گیا اور اس روز ایلچی' برہان الدین بن عبدالحق حنفی کو مصر لانے کے لیے آیا تا کہ وہ الحریری کے

بعد وہاں کی قضاء کو سنبھالیں پس وہ اس کی طرف روانہ ہو گئے اور ۲۵ر جمادی الاولیٰ کو مصر میں داخل ہو گئے اور سلطان سے ملاقات کی تو اس نے آپ کو قاضی مقرر کر دیا اور آپ کی عزت کی اور خلعت دیا اور بزناری خچر دیا اور آپ نے الصالحیہ میں قضاۃ اور حجاب کی موجودگی میں فیصلے کیے اور اس نے ابن الحریری کی تمام جہات کا اسے حکم دیا اور ۹ر جمادی الآخرۃ کو سوموار کے روز شیخ تقی الدین ابن تیمیہ کے پاس جو کتابیں اوراق دوات اور قلم تھے وہ سب اس نے باہر نکلوا دیئے اور آپ کو کتب اور مطالعہ سے روک دیا گیا اور آغاز رجب میں آپ کی کتابیں العادلیہ الکبیرۃ کی لائبریری میں لے جائی گئیں' البرزالی نے بیان کیا ہے کہ وہ تقریباً ساٹھ جلدیں اور کاغذات کے چودہ بنڈل تھے' پس قضاۃ اور فقہاء نے ان میں غور وفکر کیا اور انہیں باہم تقسیم کر لیا اور اس کی وجہ یہ تھی کہ مسئلہ زیارت کے بارے میں التقی بن الاخنائی مالکی نے آپ کو جو جواب دیا تھا آپ نے اس کا جواب دیا تھا' اور شیخ تقی الدین نے اس کا رد کر کے اسے جاہل قرار دیا تھا' اور اسے بتایا تھا کہ اس کا علمی سرمایہ بہت تھوڑا ہے' سواخنائی نے سلطان کے پاس جا کر آپ کی شکایت کی اور سلطان نے حکم دیا کہ جو چیزیں آپ کے پاس ہیں انہیں باہر نکلوا دیا جائے اور جو ہونا تھا وہ ہوا جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں' اور اس ماہ کے آخر میں اس نے علاؤ الدین بن القلانسی کے لیے اس کے بھائی جمال الدین کی جگہ اس کی دلداری کی خاطر مجلس کا حکم دیا اور یہ کہ اسے افواج کی قضاء اور وکالت کی علامت لگائی جائے اور دونوں کو اس کے خلعت دیئے۔

اور ۲۳ر رجب کو منگل کے روز' اس نے تینوں آئمہ حنفی' مالکی' حنبلی کے لیے حکم دیا کہ وہ اموی کے سامنے والی دیوار میں نماز پڑھائیں اور اس نے جدید محراب کو جو الزیادۃ اور حجرہ کے درمیان ہے حنفی امام کے لیے مقرر کیا اور محراب صحابہ کو مالکی امام کے لیے مقرر کیا اور حجرہ خضر کی محراب کو جس میں مالکی نماز پڑھتا تھا حنبلی امام کے لیے مقرر کیا اور محراب صحابہ کا امام الکلاسہ کے عوض دیا گیا اور اس سے قبل وہ تعمیر کی حالت میں تھا اور حجرہ سے محراب حنفیہ تک پہنچ گیا تھا اور وہ انہیں کے نام سے مشہور ہے' اور حنابلہ کا محراب ان کے پیچھے تیسرے غربی برآمدے میں ہے اور دونوں ستونوں کے درمیان ہیں' پس ان محاریب کو اٹھا دیا گیا اور انہیں سامنے کی دیوار میں مستقل محاریب دیئے گئے اور یہ معاملہ ایسے ہی قائم رہا۔

اور ۲۰ر شعبان کو امیر تمرتاش بن جوبان کو' جو بھاگ کر سلطان ناصر کے پاس مصر آیا تھا گرفتار کر لیا گیا اور اس کے اصحاب کی ایک جماعت کو بھی گرفتار کیا گیا۔ اور انہیں قلعہ مصر میں قید کر دیا گیا۔ اور جب ۲ر شوال ہوئی تو اس نے اس کی موت کا اظہار کیا اور یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ سلطان نے اسے قتل کر دیا اور اس کے سر کو شاہ تاتار خربندا کے بیٹے ابوسعید حاکم عراق کے پاس بھیج دیا۔

اور ۲ر شوال سوموار کے روز' شامی قافلہ روانہ ہوا اور اس کا امیر فخر الدین عثمان بن شمس الدین لؤلؤ حلبی تھا جو دمشق کا ایک امیر تھا' اور اس کا قاضی' قاضی القضاۃ حنابلہ عز الدین بن التقی سلیمان تھا اور حج کرنے والوں میں امیر حسام الدین الشمقدار' امیر قجبق امیر حسام الدین بن النجیبی' تقی الدین بن السلعوس' بدر الدین بن الضائغ' جہبل کے دونوں بیٹے' فخر مصری' شیخ علم الدین البرزالی' اور شہاب الدین طاہری شامل تھے اور اس سے ایک روز قبل بعلبک دمشق کے حاکم قاضی منفلوطی نے اپنے شیخ قاضی القضاۃ علاء الدین قونوی کی نیابت میں فیصلے کیے اور وہ قابل تعریف سیرت کے حامل تھے' اہل بعلبک نے ان کی گمشدگی سے دکھ محسوس کیا اور اس نے قونوی کے عزم حج کے باعث ان کی بجائے فیصلے کیے' پھر جب فخر حج سے واپس آ گئے تو دوبارہ فیصلے کرنے لگے اور منفلوطی بھی اسی

طرح فیصلے کرتے رہے اور وہ تین نائب بن گئے ابن جماعہ‘ فخر مصری اور منفلوطی اور ۲۲ رشوال کو ابن الحشیشی‘ قاضی فخر الدین کاتب الممالیک کی حجاز سے واپس تک ان کی نیابت کرنے کے لیے قاہرہ روانہ ہو گیا اور جب وہ پہنچا تو اس نے دیوان جیش کی حجابت سنبھالی اور وہ ۷۲۹ھ میں وہیں برقرار رہا اور قطب الدین ابن شیخ السلامیہ دمشق میں سب دستوروں کا باختیار ناظر رہا۔

اور شوال میں اس نے امین الملک کو دیارِ مصر کا خلعت دیا اور اس نے کچہریوں کی نگہداشت سنبھالی اور ایک ماہ دو دن نگران رہا اور اس سے معزول کر دیا گیا۔

شیخ الاسلام ابوالعباس تقی الدین احمد بن تیمیہ کی وفات:

شیخ علم الدین البرزالی نے اپنی تاریخ میں بیان کیا ہے کہ ۲۲ رذوالقعدہ سوموار کی رات کو شیخ امام‘ علامہ‘ فقیہ‘ حافظ‘ زاہد‘ عابد‘ مجاہد‘ پیشوا شیخ الاسلام تقی الدین ابوالعباس احمد بن شیخ علامہ مفتی شہاب الدین ابوالمحاسن عبدالحلیم ابن شیخ الاسلام ابی البرکات عبدالسلام بن عبداللہ ابی القاسم محمد بن الخضر بن محمد ابن الخضر بن علی بن عبداللہ بن تیمیہ الحرانی ثم الدمشقی نے قلعہ دمشق کے اس میدان میں جہاں آپ محبوس تھے وفات پائی اور بہت سے لوگ قلعہ میں آ گئے اور انہیں آپ کے پاس آنے کی اجازت دی گئی اور غسل سے قبل آپ کے پاس ایک جماعت بیٹھ گئی اور انہوں نے قرآن پڑھا اور آپ کی رؤیت اور تفصیل سے برکت حاصل کی‘ پھر وہ واپس چلے گئے پھر عورتوں کی ایک جماعت آئی‘ انہوں نے بھی ایسے ہی کیا‘ پھر وہ واپس چلی گئیں اور انہوں نے آپ کے غسل دینے والے پر اکتفاء کیا اور جب وہ آپ کے غسل سے فارغ ہو گیا تو آپ کو باہر نکالا گیا‘ پھر لوگ قلعہ میں اور جامع کی طرف جانے والے راستے میں جمع ہو گئے اور جامع اور اس کا صحن اور الکلاسہ‘ اور باب البرید اور باب الساعات‘ باب اللبادین اور الغوارۃ تک بھر گئے اور دن کے تقریباً چوتھے پہر جنازہ آیا اور اسے جامع میں رکھا گیا اور فوج نے لوگوں کی شدت اژدھام سے اسے بچانے کے لیے اس کا گھیراؤ کر لیا اور سب سے پہلے قلعہ میں آپ کا جنازہ پڑھا گیا‘ اور آپ کا جنازہ پڑھنے میں شیخ محمد بن تمام نے سب سے پہل کی پھر نماز ظہر کے بعد جامع اموی میں آپ کا جنازہ پڑھا گیا اور لوگوں کا اجتماع دوگنا ہو گیا جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے‘ پھر اجتماع میں اضافہ ہوتا گیا حتیٰ کہ میدان‘ گلی کوچے اور بازار لوگوں سے تنگ ہو گئے‘ پھر جنازے کے بعد آپ کو انگلیوں اور سروں پر اٹھایا گیا اور آپ کی چارپائی کو باب البرید سے نکالا گیا اور سخت بھیڑ ہو گئی اور رونے اور آپ کے لیے رحمت کی دعائیں کرنے اور آپ کی تعریف کی آوازیں بلند ہوئیں اور لوگوں نے اپنے رومال‘ عمامے اور کپڑے آپ کی چارپائی پر پھینکے اور لوگوں کے پاؤں سے ان کے جوتے اور کھڑائیں اور رومال اور عمامے جاتے رہے اور جنازہ کی طرف دیکھنے میں مشغولیت کے باعث ان کی طرف التفات ہی نہ کرتے تھے اور چارپائی سروں پر چلی‘ کبھی آگے بڑھ جاتی اور کبھی پیچھے رہ جاتی اور کبھی کھڑی ہو جاتی تاکہ لوگ گزر جائیں اور لوگ جامع کے تمام دروازوں سے باہر نکلے اور ان میں بہت بھیڑ تھی‘ ہر دروازہ دوسرے سے زیادہ بھیڑ والا تھا‘ پھر لوگ شدت اژدھام کے باعث شہر کے تمام دروازوں سے باہر نکلے لیکن زیادہ بھیڑ چار دروازوں سے نکلی‘ باب الفرج سے جس سے جنازہ نکلا‘ اور باب الفرادیس‘ باب النصر اور باب الجابیۃ سے اور سوق الخیل میں معاملہ بڑھ گیا اور لوگ بہت زیادہ ہو گئے اور وہاں جنازہ کو رکھ دیا گیا اور آپ کے بھائی زین الدین عبدالرحمٰن نے آگے بڑھ کر آپ کا جنازہ پڑھایا اور جب نماز ادا ہو گئی تو آپ کو الصوفیہ کے قبرستان میں

لایا گیا اور آپ کے بھائی شرف الدین عبداللہ کے پہلو میں دفن کیا گیا۔ رحمہم اللہ۔ اور آپ کو عصر سے تھوڑا سا وقت پہلے دفن کیا گیا' اس لیے کہ لوگ بہت آتے تھے' اور اہل بساتین' اہل غوطہ اور اہالیان دیہات' وغیرہ دلبشرت آ کر آپ کا جنازہ پڑھتے تھے اور لوگوں نے اپنی دکانیں بند کر دیں اور صرف وہی شخص حاضر ہونے سے پیچھے رہا جو حاضر ہونے سے عاجز تھا' وہ بھی آپ کے لیے رحم کی دعا کرتا رہا اور اگر وہ حاضر ہونے کی سکت رکھتا تو پیچھے نہ رہتا' اور بہت سی عورتیں حاضر ہوئیں جن کا اندازہ پندرہ ہزار تک لگایا گیا ہے اور یہ ان عورتوں کے علاوہ تھیں جو چھتوں وغیرہ پر تھیں' وہ سب کی سب رو رہی تھیں اور آپ کے لیے رحم کی دعا کر رہی تھیں' اور لوگوں کا اندازہ ساٹھ ہزار سے ایک لاکھ تک بلکہ اس سے بھی زیادہ دو لاکھ تک لگایا گیا ہے اور ایک جماعت نے آپ کے غسل کا بچا ہوا پانی پیا' اور جس بیری سے آپ کو غسل دیا گیا تھا اس سے بقیہ بیری کو ایک جماعت نے آپس میں تقسیم کر لیا اور جوؤں کے باعث آپ نے اپنی گردن میں جو پارے والا دھاگا ڈالا تھا' اسے ایک سو پچاس درہم میں دیا گیا' بیان کیا گیا ہے کہ آپ کے سر پر جو رومال تھا اس کے پانچ سو درہم دیئے گئے اور جنازے میں بہت آہ و بکا اور تضرع ہوئی اور الصالحیہ اور شہر میں بہت ختم ہوئے اور لوگ بہت دنوں' صبح و شام آپ کی قبر پر آتے رہے اور اس کے پاس رات گزارتے اور صبح کرتے رہے اور آپ کے بارے میں بہت سے رویائے صالحہ بھی دیکھے گئے اور ایک جماعت نے بہت سے قصائد میں آپ کے مرثیے کہے۔

آپ ۱۰ ربیع الاوّل ۶۶۱ھ کو سوموار کے روز حران میں پیدا ہوئے' آپ چھوٹی عمر میں اپنے والد اور اہل کے ساتھ دمشق آئے اور عبدالدائم' ابن ابی الیسر' ابن عبدان' شیخ شمس الدین حنبلی' شیخ شمس الدین بن عطار حنفی' شیخ جمال الدین بن الصیرنی مجدالدین ابن عساکر' شیخ جمال الدین بغدادی' النجیب بن المقداد' ابن ابی الخیر' ابن علان' ابن ابی بکر یہودی' کمال عبدالرحیم' فخر علی' ابن شیبان' الشرف بن القواس اور زینب بنت مکی سے حدیث کا سماع کیا اور بہت سے لوگوں نے ان سے حدیث کا سماع کیا اور آپ نے خود بہت کچھ پڑھا اور حدیث کو تلاش کیا اور طباق و اثبات کو لکھا اور کئی سالوں تک خود سماع سے لازم رہے اور جو بھی آپ نے سنا اسے یاد کر لیا' پھر علوم میں مصروف ہو گئے' آپ ذہین تھے اور آپ نے بہت کچھ یاد کیا ہوا تھا' پس آپ تفسیر میں اور اس کے متعلقات کے امام اور فقہ میں ماہر ہو گئے' بیان کیا جاتا ہے کہ آپ مذاہب فقہ کو اپنے زمانے میں ان لوگوں سے بھی بڑھ کر جانتے تھے جو ان سے وابستہ تھے اور آپ علماء کے اختلاف کے عالم تھے اور اصول و فروع' نحو' لغت وغیرہ علوم عقلیہ اور نقلیہ کو جانتے تھے اور جس مجلس میں آپ نے بات کی اور جس فاضل نے کسی فن میں آپ سے گفتگو کی اس نے خیال کیا کہ یہی فن آپ کا فن ہے اور اس نے آپ کو اس کا عارف اور ماہر پایا' اب رہی حدیث تو اس کے آپ حافظ اور اس کے صحیح و سقیم کے درمیان امتیاز کرنے والے اور اس کے رجال کے بڑے ماہر تھے' آپ کی تصانیف و تعالیق بہت ہیں جو اصول و فروع میں مفید ہیں' جن میں سے کچھ مکمل ہیں اور کچھ کے مسودے صاف کر کے لکھے گئے ہیں اور کچھ آپ کی طرف سے لکھی گئی ہیں اور کچھ آپ کو سنائی گئی ہیں اور بہت سی کتابوں کو آپ نے مکمل نہیں کیا اور کچھ کو مکمل کیا ہے اور اب تک ان کے مسودات صاف کر کے نہیں لکھے گئے اور آپ کے زمانے کے علماء مثلاً قاضی الخوبی' ابن دقیق العید' ابن النحاس' قاضی حنفی قاضی القضاۃ مصر ابن الحریری اور ابن زملکانی وغیرہم نے آپ کی اور آپ کے علوم و فضائل کی تعریف کی ہے اور میں نے ابن زملکانی کے خط میں دیکھا ہے' آپ نے فرمایا ہے کہ آپ میں شروط اجتہاد صحیح صورت میں پائی جاتی تھیں اور آپ

کو حسن تصنیف' جودت بیان' ترتیب تقسیم اور تدین میں کمال حاصل تھا اور آپ کی تصنیف پر یہ اشعار لکھے ہیں

''آپ کی تعریف کرنے والے کیا کہتے ہیں' آپ کی صفات شمار سے بڑھ کر ہیں' آپ خدا کی غالب حجت ہیں اور ہمارے درمیان گویہ دہر ہیں اور مخلوق میں واضح نشان ہیں' جس کے انوار فجر پر فوقیت لے گئے ہیں''۔

یہ آپ کی تعریف میں کہا گیا ہے' حالانکہ اس وقت آپ کی عمر تقریباً تیس سال تھی اور میرے اور آپ کے درمیان بچپن ہی سے محبت اور صحبت پائی جاتی تھی اور سماع حدیث اور طلب تقریباً ایک سال سے پائی جاتی تھی' اور آپ کے فضائل بہت ہیں اور آپ کی تصانیف کے اسماء اور آپ کی سیرت اور آپ کے فقہاء کے اور حکومت کے درمیان جو ماجرا ہوا اور کئی بار آپ قید ہوئے اور آپ کے سب احوال کا ذکر اس جگہ پر اور اس کتاب میں نہیں ہوسکتا۔

اور جب آپ فوت ہوئے' میں حجاز کے راستے پر دمشق سے غیر حاضر تھا' پھر ہمیں آپ کی وفات کے پچاس دن سے زیادہ عرصہ بعد آپ کی موت کی اطلاع اس وقت ملی جب ہم تبوک پہنچے' اور آپ کی فوتیدگی سے غم ہوا' یہ اس مقام پر آپ کی تاریخ کے الفاظ ہیں۔

پھر شیخ علم الدین نے ان کے حالات کے بیان کے بعد ابوبکر بن ابی داؤد کے جنازہ اور اس کی عظمت اور بغداد میں امام احمد کے جنازہ اور اس کی شہرت کا ذکر کیا ہے' امام ابوعثمان الصابونی نے بیان کیا ہے کہ میں نے ابوعبدالرحمٰن السیونی کو بیان کرتے سنا ہے کہ میں' شیخ ابوالحسن دارقطنی کے ساتھ ابوالفتح القواس الزاہد کے جنازہ میں شامل ہوا اور جب وہ اس عظیم مجمع تک پہنچے تو ہمارے پاس آئے اور فرمایا میں نے ابوسہل بن زیادۃ القطان کو بیان کرتے سنا وہ بیان کرتے تھے کہ میں نے عبداللہ بن احمد بن حنبل کو بیان کرتے سنا کہ میں نے اپنے باپ کو بیان کرتے سنا کہ اہل بدعت سے کہہ دو کہ ہمارے اور تمہارے درمیان جنازے فیصلہ کریں گے' راوی کا بیان ہے کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ حضرت امام احمد بن حنبل کا جنازہ آپ کے اہل شہر کی کثرت واجتماع اور ان کے آپ کی تعظیم کرنے کے لحاظ سے بہت بڑا جنازہ تھا' اور حکومت آپ کو پسند کرتی تھی' اور شیخ تقی الدین ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے دمشق شہر میں وفات پائی اور اس وقت اس کے باشندے اہل بغداد کا دسواں حصہ بھی نہ تھے' لیکن وہ آپ کے جنازے کے لیے جمع ہوئے اور اگر انہیں کوئی ظالم بادشاہ اور تنگی کرنے والی کونسل اکٹھی کرتی تو وہ اس کثرت تک نہ پہنچتے جس کثرت کے ساتھ وہ آپ کے جنازے میں اکٹھے ہوئے تھے اور اس تک پہنچے تھے' حالانکہ آپ نے قلعہ میں سلطان کی جانب سے قید ہونے کی حالت میں وفات پائی تھی اور بہت سے فقراء اور فقہاء آپ کو بہت سی باتیں لوگوں کو بتاتے ہیں جن سے اہل اسلام تو کجا' اہل ادیان کی طبائع بھی نفرت کرتی ہیں اور یہ تھا آپ کا جنازہ۔

راوی کا بیان ہے کہ اتفاق سے آپ کی وفات مذکورہ سوموار کی شب کو سحر کے وقت ہوئی اور اس بات کا ذکر قلعہ کے مؤذن نے اس کے مینار پر کیا اور محافظوں نے برجوں پر یہ بات بیان کی اور جونہی لوگوں نے صبح کی انہوں نے اس عظیم مصیبت اور بڑے معاملے کے متعلق ایک دوسرے سے سنا' پس لوگوں نے ہر جگہ سے' جہاں سے ان کے لیے آنا ممکن تھا' قلعہ کے اردگرد جمع ہونے میں جلدی کی' حتیٰ کہ الغواطہ اور المرج سے بھی لوگ آئے اور بازار والوں نے کچھ نہ پکایا اور نہ انہوں نے بہت سی دکانوں کو کھولا' حالانکہ

حسب دستور انہیں دن کے اوائل میں کھولا جاتا تھا اور نائب السلطنت تنکز ایک جگہ شکار کھیلنے گیا ہوا تھا' پس حکومت حیران رہ گئی کہ وہ کیا کرے اور نائب قلعہ الصاحب شمس الدین غبریال آیا تو آپ کے بارے میں اس سے تعزیت کی اور وہ آپ کے پاس بیٹھ گیا اور اس نے خواص اصحاب اور احباب کے داخل ہونے کے لیے دروازہ کھول دیا اور شیخ کے پاس آپ کے صحن میں حکومت میں سے آپ کے خاص اصحاب اور دیگر اہل شہر اور الصالحیہ کے بہت سے باشندے اکٹھے ہو گئے اور وہ آپ کے پاس رونے لگے اور تعزیت کرنے لگے۔ میرے جیسی رات میں آدمی خودکشی کر لیتا ہے اور میں بھی وہاں اپنے شیخ حافظ ابوالحجاج المزی کے ساتھ ان لوگوں میں شامل تھا اور میں نے شیخ کے چہرے سے کپڑا ہٹایا اور اسے دیکھ کر بوسہ دیا اور آپ کے سر پر شملے والا عمامہ تھا اور آپ پر ہمارے چھوڑنے کی وجہ سے زیادہ بڑھاپا چھایا ہوا تھا اور آپ کے بھائی زین الدین عبدالرحمٰن نے لوگوں کو بتایا کہ اس نے اور شیخ نے جب سے وہ قلعہ میں داخل ہوئے ۸۰ ختم پڑھے ہیں اور اکیاسویں ختم شروع کیا اور اس میں ہم اقتربت الساعۃ کے آخر تک ﴿اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّ نَهَرٍ فِيْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِيْكٍ مُّقْتَدِرٍ﴾ پہنچے تو دو صالح بزرگوں عبداللہ بن المحب اور عبداللہ الزرعی نابینا نے پڑھنا شروع کیا۔ شیخ مرحوم ان دونوں کی قرأت کو پسند کرتے تھے' اور ان دونوں نے سورہ الرحمان کے آغاز سے ابتداء کی حتیٰ کہ انہوں نے قرآن ختم کر دیا اور میں حاضر تھا اور دیکھ سن رہا تھا' پھر وہ شیخ کے غسل میں مصروف ہو گئے اور میں وہاں ایک مسجد کی طرف چلا گیا اور انہوں نے اپنے پاس صرف اس شخص کو رہنے دیا جس نے آپ کے غسل میں مدد کی' ان میں ہمارے شیخ حافظ المزی اور کبار اخیار صالحین جو اہل ایمان اور اہل علم تھے' شامل تھے۔ اور جونہی وہ غسل سے فارغ ہوئے' قلعہ بھر گیا اور لوگ رونے چلانے لگے اور آپ کے لیے رحمت کی دُعا کرنے لگے' پھر وہ آپ کو جامع کی طرف لے گئے اور العمادیہ کے راستے العادلیۃ الکبیرۃ گئے' پھر الناطغانیین کی تکون کی طرف مڑے' اس لیے کہ باب البرید کا بازار مرمت کے لیے گرایا گیا تھا اور وہ جنازہ کے ساتھ جامع اموی میں آئے اور اس قدر لوگ جنازہ کے آگے پیچھے اور دائیں بائیں تھے کہ ان کی تعداد کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا اور ایک آواز دینے والے نے آواز دی کہ آئمہ سنت کا جنازہ ایسے ہوتا ہے' پس لوگ رو پڑے اور اس اعلان کرنے والے کی آواز سننے پر چیخنے لگے اور حجرہ کے پاس جنازہ رکھنے کی جگہ پر شیخ کا جنازہ رکھا گیا اور لوگ کثرت کے باعث صفوں کے بغیر ہی بیٹھ گئے' بلکہ وہ ایک دوسرے سے جڑے ہوئے تھے کہ ان میں سے کوئی شخص مشقت کے بغیر سجدہ نہیں کر سکتا تھا' جامع کی فضا' گلی' کوچے اور بازار بھر چکے تھے اور یہ ظہر کی اذان سے تھوڑی دیر قبل کا واقعہ ہے' اور لوگ ہر جگہ سے آئے' اور لوگوں نے روزوں کی نیت کر لی' کیونکہ وہ آج کے دن کھانے پینے کے لیے فارغ نہ تھے اور لوگوں کی کثرت حدوشمار سے باہر تھے اور جب ظہر کی اذان سے فراغت ہوئی تو اس کے بعد خلاف دستور برآمدے میں نماز کھڑی ہوگئی اور جب وہ نماز سے فارغ ہوئے تو نائب خطیب' خطیب کے مصر میں غیر حاضر ہونے کی وجہ سے باہر نکلا اور اس نے امام بن کر آپ کا جنازہ پڑھایا اور وہ شیخ علاؤالدین الخراط تھا' پھر لوگ جامع کے دروازوں اور شہر کے دروازوں سے جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں' باہر نکلے اور سوق الخیل میں اکٹھے ہو گئے اور بعض لوگوں نے جامع میں جنازہ پڑھنے کے بعد الصوفیہ کے قبرستان میں طرف جانے میں جلدی کی اور ہر شخص خوف سے تہلیل اور رونے اور ثناء اور غم میں مصروف تھے اور عورتیں چھتوں کے اوپر یہاں سے قبرستان تک رو رہی تھیں اور کہہ رہی تھیں کہ یہ عالم شخص تھا۔

اور بالجملہ وہ ایک قیامت کا دن تھا جس کی مثل دمشق میں نہیں دیکھی گئی' ماں بنی امیہ کے زمانے میں ہوسکتا ہے' جب لوگوں کی تعداد بہت تھی اور وہ دارالخلافہ تھا' پھر آپ کو عصر کی اذان کے نزدیک آپ کے بھائی کے پاس دفن کر دیا گیا اور کوئی شخص جنازہ میں حاضر ہونے والے لوگوں کو شمار نہیں کر سکتا اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اہل شہر اور قبائل والوں میں سے سوائے چند لوگوں کے کوئی پیچھے نہیں رہا اور وہ تین شخص تھے' ابن جملہ' الصدر اور القفجاری' اور یہ لوگ آپ کی دشمنی میں مشہور تھے' پس یہ اپنی جانوں کے خوف سے لوگوں سے روپوش ہو گئے' اس لیے کہ انہیں علم تھا کہ اگر وہ باہر نکلے تو انہیں قتل کر دیا جائے گا اور لوگ انہیں مار دیں گے اور ہمارے شیخ علامہ برہان الدین الغزاری تین روز آپ کی قبر پر آتے رہے' اسی طرح علمائے شافعیہ کی ایک جماعت بھی آتی رہی اور برہان الدین الغزاری اپنے گدھے پر سوار ہو کر آیا کرتے تھے اور آپ بڑے جلال و وقار والے شخص تھے۔

اور آپ کے لیے بہت ختم کیے گئے اور آپ کے متعلق عجیب رؤیائے صالحہ دیکھے گئے اور بہت سے اشعار اور طویل قصائد میں آپ کے مرثیے کہے گئے' اور آپ کے بہت سے سوانح الگ لکھے گئے اور آپ کے متعلق فضلاء کی ایک جماعت وغیرہ نے تصانیف کیں اور میں ابھی ان تمام کے مجموعہ سے خلاصۃً ایک مختصر سوانح عمری' لکھوں گا جو آپ کے مناقب و فضائل' شجاعت' کرم' اخلاص' درویشی' عبادت' شاندار متنوع' علوم کثیرہ اور چھوٹی بڑی صفات کے بارے میں ہوگی جو اکثر علوم اور آپ کے یگانہ فضائل کے بارے میں ہوگی' جن سے آپ نے کتاب و سنت کی مدد کی اور فتوے دیئے اور بالجملہ مرحوم کبار علماء میں سے تھے اور ان لوگوں میں سے تھے جو خطاء و صواب کرتے ہیں' لیکن آپ کی خطا آپ کے صواب کے مقابلہ میں ایسے ہی ہے جیسے بے پایاں سمندر کے مقابلہ میں ایک نقطہ ہوتا ہے اور آپ کی خطاء بھی بخشی ہوئی ہے جیسے کہ صحیح بخاری میں ہے کہ جب حاکم کوشش کرے اور صحیح فیصلہ کرے تو اس کے لیے دو اجر ہیں اور جب اجتہاد میں غلطی کرے تو اس کے لیے ایک اجر ہے۔ پس آپ ماجور ہیں اور حضرت امام مالک بن انسؒ نے فرمایا ہے کہ ہر شخص اپنے قول سے پکڑا اور چھوڑا جائے گا' سوائے اس صاحب قبر کے۔

اور ۲۶ رذوالقعدہ کو تنکز اپنے ذخائر اور اموال کے دارالذہب سے باب الفرادیس کے اندر اپنے تعمیر کردہ گھر میں لے گیا جو دارفلوس کے نام سے مشہور تھا' پس اس کا نام دارالذہب رکھا گیا اور اس نے خزندارہ ناصر الدین محمد ابن عیسیٰ کو معزول کر دیا اور اس کی جگہ اس کے غلام اباجی کو مقرر کر دیا اور ۲۲ رذوالقعدہ کو شہر عجلون میں دن کے پہلے وقت سے لے کر عصر کے وقت تک عظیم سیلاب آیا جس نے اس کی جامع اور اس کے گھروں اور بازاروں اور حویلیوں کو گرا دیا اور سات آدمی ڈوب گئے اور لوگوں کے بہت سے اموال' غلہ جات' ساز و سامان اور مویشی ہلاک ہو گئے' جن کی قیمت ایک کروڑ درہم تھی۔ واللہ اعلم۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اور ۱۸ رذوالحجہ کو اتوار کے روز' قاضی شافعی شیخ علاؤ الدین قونوی نے بقیہ مراکز کے گواہوں کی ایک جماعت کو لازم قرار دیا کہ وہ اپنے عماموں میں شملے چھوڑیں تاکہ وہ اس سے لوگوں سے ممتاز ہو جائیں تو انہوں نے کچھ دن ایسے ہی کیا' پھر انہیں اس سے ضرر پہنچا' تو انہیں ان کے ترک کرنے کی رخصت دے دی گئی اور ان میں سے کچھ لوگوں نے اس کی پابندی کی اور ۲۰ رذوالحجہ کو منگل کے روز' شیخ علامہ ابوعبداللہ شمس الدین ابن قیم الجوزیہ کو رہا کر دیا گیا' آپ بھی قلعہ میں قید تھے' آپ کو شیخ تقی الدین کے قید کرنے کے چند روز بعد' شعبان ۷۲۶ھ میں قید کیا گیا اور اس وقت تک آپ قید ہی تھے اور خبر آئی کہ سلطان نے الجاولی' امیر فرج بن قراسنقر

اور لاجین منصوری کو رہا کر دیا ہے اور عید کے بعد انہیں اس کے سامنے حاضر کیا گیا اور اس نے انہیں خلعت دیئے اور اسی ماہ میں امیر کبیر جوبان نائب السلطان ابوسعید کی اس علاقے میں مرنے کی خبر آئی اور قراسنقر منصوری کی وفات کی بھی خبر آئی' دونوں نے اس سال ذوالقعدہ میں وفات پائی۔

اور یہ جوبان وہی ہے جو مسجد الحرام تک پہنچنے والی نہر لایا ہے اور اس نے اس پر بہت اموال خرچ کیے ہیں اور اس کی قبر مدینہ نبویہ میں ہے اور ایک مشہور مدرسہ بھی ہے اور اس کے بہت اچھے کارنامے ہیں اور وہ بہت اچھا مسلمان تھا' اور اس کے ارادے بہت بلند تھے' اور اس نے طویل مدت تک ابوسعید کے زمانے میں حکومتوں کا درست طور پر انتظام کیا' پھر ابوسعید نے اسے گرفتار کرنا چاہا تو وہ اس سے بچ گیا' جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں' پھر ابوسعید نے اپنے بیٹے خواجہ دمشق کو گذشتہ سال قتل کر دیا تو اس کا دوسرا بیٹا تمرتاش' سلطان مصر کے پاس بھاگ گیا تو اس نے اسے ایک ماہ تک پناہ دی' پھر دونوں بادشاہوں کے درمیان اس کے بیٹے کے قتل کے بارے میں ایلچی آنے جانے لگے اور جیسا کہ بیان کیا گیا ہے حاکم مصر نے اسے قتل کر دیا اور اس کے سر کو اس کے پاس بھیج دیا' پھر اس کے تھوڑا عرصہ بعد اس کا باپ فوت ہو گیا اور اللہ بھیدوں کو بہتر جانتا ہے اور قراسنقر منصوری' مصر و شام کے جملہ کبار امراء میں سے تھا اور وہ ان لوگوں میں شامل تھا جنہوں نے اشرف خلیل بن منصور کو قتل کیا تھا' جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے' پھر اس نے مدت تک مصر کی نیابت کو سنبھالا' پھر دمشق کی نیابت کی طرف چلا آیا' پھر حلب کی نیابت کی طرف آ گیا' پھر وہ اورافرم اور زرکاشی تاتاریوں کے پاس بھاگ گئے تو شاہ تاتار خربندا نے انہیں پناہ دی اور ان کی عزت کی اور انہیں بہت سے شہر جاگیر میں دیئے اور قراسنقر نے ہلاکو کی بیٹی سے نکاح کیا' پھر مراغہ میں اس کی وفات ہوئی اور یہ اس کا وہ شہر ہے جہاں وہ اس سال حاکم تھا اور اس کی عمر تقریباً ۹۰ سال تھی۔ واللہ اعلم۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

اس سال میں شیخ الاسلام علامہ تقی الدین ابن تیمیہ نے وفات پائی جیسا کہ پہلے حوادث میں بیان ہو چکا ہے اور ہم عنقریب آپ کے حالات کو الگ بیان کریں گے۔ ان شاء اللہ۔

الشریف العالم عزالدین:

عزالدین ابواسحاق ابراہیم بن احمد بن عبدالمحسن العلوی الحسینی العراقی الاسکندری الشافعی' آپ نے کثیر سماع کیا اور فقہ میں الوجیز کو اور نحو میں الایضاح کو حفظ کیا' آپ دنیا کو ہیچ سمجھنے والے درویش تھے' آپ نوے سال کی عمر کو پہنچ گئے اور آپ کو علم و ذہن اور عقل درست اور بیدار تھی۔ آپ ۶۳۸ھ کو پیدا ہوئے اور ۵ محرم کو جمعہ کے روز وفات پائی اور اسکندریہ میں المادن کے درمیان دفن ہوئے۔ رحمہ اللہ۔

شمس محمد بن عیسیٰ التکریدی:

آپ میں تیز فہمی اور دانائی پائی جاتی تھی اور آپ تقی الدین بن تیمیہ کے آگے آپ کے امر و نہی کو نافذ کرنے والے کی طرح

تھے اور امراء وغیرہ آپ کو امور مہمہ میں بھیجتے تھے اور آپ کو تم طور پر اپنے پیغام کے پہنچانے کی معرفت اور فہم حاصل تھا' آپ نے ۵ر صفر کو القبیبات میں وفات پائی اور جامع کریمی کے پاس دفن ہوئے۔ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

شیخ ابوبکر الصالحانی:

ابوبکر بن شرف بن محسن بن معن بن عمان الصالحی' آپ ۶۵۳ھ میں پیدا ہوئے اور شیخ تقی الدین بن تیمیہ اور المزی کی صحبت میں کثیر سماع کیا اور آپ شیخ تقی الدین کے محبوں میں شامل تھے اور آپ دونوں کے ساتھ ان کے خادم کے طور پر رہتے تھے اور آپ عیالدار فقیر تھے اور زکوٰۃ وصدقات لیتے تھے' جس سے آپ کجی کو سیدھا کرتے تھے اور آپ اچھے عبادت گزار تھے اور اپنے حفظ سے نماز جمعہ کے بعد عصر تک لوگوں سے گفتگو کرتے تھے۔ اور میں ایک دفعہ اپنے شیخ المزی کے ساتھ جب وہ حمص میں آئے آپ سے ملا' آپ فصیح البیان اور متوسط العلم تھے' اور احوال واموال اور قلوب وغیرہ میں آپ کا میلان تصوف اور کلام کی طرف تھا اور آپ بکثرت شیخ تقی الدین بن تیمیہ کا ذکر کرتے تھے' آپ نے اس سال کی ۲۲ر صفر کو حمص میں وفات پائی اور شیخ لوگوں کو آپ کے ساتھ حسن سلوک کی ترغیب دیتے تھے' اور وہ آپ کو عطیات دیا کرتے تھے۔

ابن الدوالیبی البغدادی:

الشیخ الصالح العالم العابد الرحلۃ المسند العمر عفیف الدین' ابوعبداللہ محمد بن عبدالمحسن ابن ابی الحسین بن عبدالغفار البغدادی الأزجی الحنبلی جو ابن الدوالیبی کے نام سے مشہور ہیں' آپ المستنصریہ کے دارالحدیث کے شیخ ہیں' آپ ربیع الاوّل ۶۳۸ھ میں پیدا ہوئے اور کثیر سماع کیا اور آپ کو اجازات عالیہ حاصل تھیں' اور الخرقی کے حفظ میں مصروف ہو گئے۔ آپ نحو وغیرہ میں فاضل تھے اور آپ کے اشعار اچھے ہیں اور آپ صالح شخص تھے اور آپ کی عمر نوے سال سے متجاوز تھی' اور آپ عراق کے ایسے عالم بن گئے کہ لوگ آپ کی طرف سفر کرتے تھے' آپ نے ۴ر جمادی الاولیٰ کو جمعرات کے روز وفات پائی اور امام احمد کے قبرستان میں شہدا کے مقابر میں دفن ہوئے' رحمہ اللہ۔ اور آپ نے بغداد کے جن مشائخ کو اجازت دی ان میں مجھے بھی اجازت دی۔ وللہ الحمد۔

قاضی القضاۃ شمس الدین بن الحریری:

ابوعبداللہ محمد بن صفی الدین ابوعمرو عثمان بن ابی الحسن عبدالوہاب الانصاری الحنفی' آپ ۶۵۳ھ کو پیدا ہوئے اور حدیث کا سماع کیا اور اشتغال کیا اور ہدایہ پڑھا اور آپ جید فقیہ تھے' اور آپ نے دمشق میں بہت جگہوں پر پڑھا' پھر وہاں کی قضاء کا کام سنبھال لیا' پھر آپ کو دیارِ مصر کی قضاء کی طرف بلایا گیا اور وہاں آپ طویل مدت تک باعزت طور پر رہے' آپ کسی کا ہدیہ قبول نہیں کرتے تھے اور نہ فیصلے میں کسی ملامت گر کی ملامت کا آپ پر اثر ہوتا تھا اور آپ فرمایا کرتے تھے اگر ابن تیمیہ' شیخ الاسلام نہیں تو پھر کون شیخ الاسلام ہے؟ اور آپ نے اپنے ایک دوست سے کہا' کیا تو شیخ تقی الدین سے محبت کرتا ہے؟ اس نے کہا' ہاں! آپ نے فرمایا' قسم بخدا تو نے ایک خوبصورت چیز سے محبت کی ہے۔ آپ نے ۴ر جمادی الآخرۃ کو ہفتے کے روز وفات پائی اور القرافہ میں دفن ہوئے اور آپ نے اپنے عہدہ کے لیے قاضی برہان الدین بن عبدالحق کو مقرر کیا تھا' پس آپ کی یہ وصیت نافذ ہوئی اور آپ نے اس کے پاس دمشق پیغام بھیج کر اسے بلایا اور آپ کے بعد اس نے فیصلے اور جمیع جہالت کو سنبھالا۔

الشیخ الامام العالم المقری:

شہاب الدین ابوالعباس احمد بن شیخ امام تقی الدین محمد بن جبارۃ بن عبدالولی بن جبارۃ المقدسی المرداوی الحنبلی شارح الشاطبیہ آپ ۶۴۹ھ میں پیدا ہوئے اور کثیر سماع کیا اور فن قرأت میں مشغول ہوئے اور اس میں سبقت لے گئے اور لوگوں نے آپ سے فائدہ اٹھایا اور آپ نے مدت تک مصر میں قیام کیا اور وہاں الفزاری سے اصول فقہ سیکھنے میں مصروف ہو گئے اور ۴ رجب کو قدس میں وفات پائی' اور آپ اخیار صلحاء میں شمار ہوتے تھے' آپ نے خطیب مرداوغیرہ سے سماع کیا ہے۔

ابن العاقولی البغدادی:

شیخ علامہ جمال الدین ابومحمد عبداللہ بن محمد بن علی بن حماد بن نائب الواسطی العاقولی ثم البغدادی الشافعی' آپ طویل مدت تقریباً چالیس سال تک المستنصریہ کے مدرس رہے' اور اوقاف کی نگہداشت سنبھالی اور ایک وقت تک قاضی القضاۃ بھی مقرر کیے گئے۔ آپ ۱۰ رجب ۶۳۸ھ کو اتوار کی شب کو پیدا ہوئے اور حدیث کا سماع کیا اور مہارت حاصل کی اور اشتغال کیا اور ۶۵۷ھ سے وفات تک فتویٰ دیا اور یہ ۷۱ سال کی مدت بنتی ہے اور یہ نہایت ہی غریب بات ہے' آپ مضبوط دل شخص تھے اور حکومت میں آپ کو وجاہت حاصل تھی' کتنی ہی لوگوں کی مصیبتیں آپ کی سعی وتوجہ سے دور ہوئیں۔ آپ نے ۲۴ شوال کو بدھ کے روز وفات پائی' آپ کی عمر نوے ساتھ سے متجاوز تھی اور اپنے گھر میں دفن ہوئے' آپ نے اسے شیخ' اور دس بچوں پر وقف کر دیا تھا جو قرآن سنتے اور حفظ کرتے تھے اور آپ نے اپنی سب املاک اس پر وقف کر دی تھیں' اللہ آپ سے قبول فرمائے' اور آپ پر رحم کرے' اور آپ کے بعد قاضی القضاۃ قطب الدین نے المستنصریہ میں درس دیا۔

شیخ صالح شمس الدین السلامی:

شمس الدین محمد بن داؤد بن محمد بن ساب' السلامی البغدادی' آپ ایک آسودہ آدمی تھے اور آپ اہل علم کے ساتھ مکمل بھلائی کرتے تھے' خصوصاً تقی الدین کے اصحاب سے' اور آپ نے بہت سی کتابیں وقف کیں اور کئی بار حج کیا اور شیخ تقی الدین کے چار روز بعد ۲۴ ذوالقعدہ کو اتوار کی شب کو وفات پائی اور نماز جمعہ کے بعد آپ کا جنازہ پڑھا گیا اور باب الصغیر میں دفن ہوئے۔ اللہ آپ پر رحم فرمائے اور اس رات کو والدہ مریم بنت فرج بن علی ایک بستی میں ۷۲۳ھ میں وفات پا گئی اور والداس کا خطیب تھا' اور وہ بستی مجیدل تھی اور جمعہ کے بعد اس کا جنازہ پڑھا گیا اور وہ الصوفیہ کے قبرستان میں شیخ تقی الدین بن تیمیہ کی قبر کے مشرق میں دفن ہوئی۔ رحمہم اللہ تعالیٰ۔



۷۲۹ھ

اس سال کا آغاز ہوا تو خلیفہ اور حکام وہی تھے جو اس سے پہلے سال تھے اور قطب الدین ابن شیخ السلامیہ فوج کی نگرانی میں مصروف ہو گیا اور محرم میں قاضی محیی الدین بن فضل اللہ سیکرٹری دمشق اور اس کے بیٹے شہاب الدین اور شرف الدین بن شمس الدین بن الشہاب محمود کو ڈاک کے گھوڑے پر مصر طلب کیا گیا اور قاضی صدر کبیر محیی الدین مذکور نے وہاں علاؤ الدین بن الاثیر کی بجائے سیکرٹری شپ سنبھال لی' کیونکہ اسے ایک مرض لاحق ہو گیا اور ان کے بیٹے شہاب الدین نے ان کے پاس قیام کیا اور شرف الدین الشہاب محمود ابن فضل اللہ کی بجائے دمشق کے سیکرٹری شپ پر آ گئے اور اس ماہ میں منتظم اوقاف ناصر الدین' قدس اور خلیل کے ناظر بن کر گئے اور وہاں آپ نے ملک الامراء تنکز کے لیے بہت سی عمارات تعمیر کیں اور اقصیٰ میں محراب کے دائیں بائیں دو کھڑکیاں کھولیں اور امیر نجم الدین داؤد بن محمد بن ابی بکر بن محمد بن یوسف بن الزیبق' حمص کی کچہری کی سررشتہ داری سے دمشق کی سررشتہ داری کی طرف آ گیا اور ۲۱ رصفر کو جامع دمشق کے سامنے کی دیوار کا کٹاؤ اور جامع کا سارا فرش مکمل ہو گیا اور دوسرے دن لوگوں نے اس میں جمعہ پڑھا اور باب الزیادۃ کو کھولا گیا اور وہ کئی روز سے بند تھا اور یہ کام تقی الدین بن مراجل کے انتظام میں ہوا۔

اور ربیع الآخر میں امیر شمس الدین قراسنقر کے لڑکے مصر سے دمشق آئے اور باب الفرادیس کے اندر اپنے باپ کے گھر میں المقدمیہ کے لمبے تنگ راستے میں سے رہائش پذیر ہوئے اور ان کے باپ کی چھوڑی ہوئی املاک انہیں واپس کر دی گئیں اور وہ زیر نگرانی تھیں اور جب وہ اس ملک میں مر گیا تو انہیں چھوڑ دیا گیا یا ان کے اکثر حصہ کو چھوڑ دیا گیا اور ماہ ربیع الآخر کے آخر میں جمعہ کے روز' امیر جوبان اور اس کے بیٹے کو مدینہ منورہ کے قلعہ سے اتارا گیا اور وہ دونوں اپنے تابوتوں میں بندھے ہوئے مرے پڑے تھے' اور مسجد نبوی میں دونوں کا جنازہ پڑھا گیا' پھر سلطان کے حکم سے انہیں بقیع میں دفن کیا گیا' جوبان کا مقصد یہ تھا کہ اسے اس کے مدرسہ میں دفن کیا جائے مگر ایسا نہ ہو سکا۔

اور اس روز مدینہ نبویہ میں شیخ تقی الدین بن تیمیہ رحمہ اللہ اور قاضی نجم الدین البالسی المصری کا جنازہ غائب پڑھا گیا اور ۱۵ ر جمادی الآخرۃ کو سوموار کے روز مدرسہ بادرانیہ میں شیخ برہان الدین الفزاری مرحوم کی بجائے شہاب الدین احمد بن جہبل نے درس دیا اور شمس الدین الذہبی نے دارالحدیث کی مشیخت آپ سے لے لی' اور ۱۷ ر جمادی الآخرۃ کو بدھ کے روز' وہ اس میں حاضر ہوئے اور شیخ جمال الدین المسلاتی المالکی کی خاطر بطنا کی خطابت سے دستکش ہو گئے اور اس ماہ کے آخر میں نائب حلب امیر سیف الدین ارغون' باب السلطان کا قصد کئے ہوئے دمشق آیا اور نائب دمشق نے اس کا استقبال کیا اور اسے اس کے اس گھر میں اتارا جو اس کی جامع مسجد کے قریب ہے' پھر وہ مصر کی طرف روانہ ہو گیا اور تقریباً چالیس روز نائب رہا' پھر دوبارہ حلب کی نیابت پر واپس آ گیا اور ۱۰ ر رجب کو الصاحب تقی الدین ابن عمر بن الوزیر شمس الدین بن السلعوس کو مصر طلب کیا گیا اور اس نے وہاں کچہری کی نگرانی سنبھال لی' حتیٰ کہ جلد ہی فوت ہو گیا۔

اور ۹ ر شوال ہفتے کے روز قافلہ روانہ ہوا' اور اس کا امیر سیف الدین بلطی اور قاضی شہاب الدین القیمری تھے اور حجاج میں

ملک الامراء تنکز کی بیوی بھی شامل تھی اور اس کی خدمت میں آخنتہ شبل الدولہ' صدر الدین مالکی' الصاحب تقی الدین توبہ کا بھتیجا صلاح الدین اس کا بھائی شرف الدین شیخ علی المغربی شیخ عبداللہ نابینا اور ایک جماعت شامل تھے۔

اور ۳ شوال بدھ کی صبح کو' قاضی القضاۃ قونوی کی نیابت میں اور فخر مصری کے اس سے تشکش پا جانے اور اس سے اعراض کرنے کے باعث اس سال کی ۹ رمضان کو قاضی ضیاء الدین علی بن سلیم بن ربیعہ' العالیۃ اللبیرۃ میں فیصلہ کے لیے بیٹھا اور ۶ ذوالقعدہ کو جمعہ کے روز جمعہ کی اذان کے بعد الجادلی کے غلاموں میں سے ایک شخص جسے ارصی کہا جاتا تھا مصر میں جامع الحاکم کے منبر پر چڑھا اور اس نے مہدی ہونے کا دعویٰ کیا' اور کہان کے خیال کے مطابق کچھ مقفیٰ کلام کیا اور بری طرح ناکام ہوا اور یہ واقعہ جامع مذکور میں خطیب کی آمد سے پہلے کا ہے اور ذوالقعدہ میں اور اس سے قبل اور اس کے بعد اس سال کے آخر سے دوسرے سال کے اوائل تک دمشق کے اندر اور باہر راستوں اور بازاروں کو کشادہ کیا گیا جیسے سوق السلاح' الرصیف' السوق الکبیر' باب البرید اور مسجد القصب نے الزنجبیلیہ تک' اور باب الجابیۃ سے باہر مسجد الدبان تک اور اس کے علاوہ وہ جگہیں جو لوگوں کے چلنے سے تنگ ہو جاتی تھیں' اور یہ کام تنکز کے حکم سے ہوا اور اس نے نالیوں کو درست کرنے کا حکم دیا اور لوگوں نے ان نجاستوں سے راحت حاصل کی جو پانی کی چھینٹوں سے ان پر پڑتی تھیں' پھر ذوالحجہ کے آخری عشرہ میں اس نے کتوں کے مارنے کا حکم دیا تو بہت سے کتوں کو مار دیا گیا' پھر انہوں نے باب الصغیر کے باہر باب کیسان کے نزدیک خندق میں انہیں اکٹھا کیا اور ذکور واناث کو الگ الگ کر دیا' تاکہ جلد مر جائیں اور بچے پیدا نہ کریں اور مردے اور مرداران کی طرف لے جائے جاتے تھے' پس لوگوں نے پانی کی نجاست اور کتوں سے نجات پائی اور ان کے راستے وسیع ہو گئے۔

اور ۱۲ ذوالحجہ کو جمعہ کے روز' قاضی القضاۃ قونوی شافعی کی وفات کے بعد سمساطیہ کی مشیخۃ الشیوخ کے لیے قاضی القضاۃ شرف الدین مالکی حاضر ہوئے اور آپ کا حکمنامہ کھال کے کپڑے سے وہاں پر پڑھا گیا اور اعیان آپ کے پاس حاضر ہوئے اور آپ دوبارہ اپنے کام پر واپس آ گئے۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

امام نجم الدین:

نجم الدین ابوعبداللہ محمد بن عقیل بن ابی الحسن بن عقیل البالسی الشافعی' شارح التنبیہ۔ آپ ۶۶۰ھ میں پیدا ہوئے اور حدیث کا سماع کیا اور فقہ وغیرہ فنون علم میں اشتغال کیا اور ان میں یکتا ہو گئے اور ابن دقیق العید کی صحبت سے لازم رہے اور فیصلوں میں ان کی نیابت کی اور المغربیۃ' الطیبرسیۃ اور جامع مصر میں پڑھایا اور آپ فضیلت' دیانت اور ملازمتِ اشتغال میں مشہور تھے' آپ نے ۱۴ محرم جمعرات کی شب کو وفات پائی اور القرافہ میں دفن ہوئے اور آپ کا جنازہ بہت بھرپور تھا۔ رحمہ اللہ۔

امیر سیف الدین قطلوبک الششنیکر الرومی:

آپ اکابر علماء میں سے تھے' ایک وقت آپ نے حجابت سنبھالی اور آپ ہی نے قدس میں نہر تعمیر کی ہے۔ آپ نے ۷ ربیع الاوّل

کو سوموار کے روز وفات پائی اور باب الفرادیس کے شمال میں اپنی قبر میں دفن ہوئے اور وہ قبر خوبصورت اور مشہور ہے اور سوق الخیل میں آپ کے جنازے میں نائب اور امراء حاضر ہوئے۔

محدث الیمن

شرف الدین احمد بن تیمیہ زبید ابی الحسین بن منصور الشماخی المذحجی' آپ نے ملیوں وغیرہم سے روایت کی ہے اور آپ کے شیوخ پانچ سو یا اس سے زیادہ ہیں اور آپ ان علاقوں میں ایسے شخص تھے جن کے پاس لوگ سفر کر کے آتے تھے اور آپ بھلائی کا افادہ کرتے تھے اور فن حدیث اور فقہ وغیرہ میں فاضل تھے' آپ نے اس سال کے ربیع الاوّل میں وفات پائی ہے۔

نجم الدین ابوالحسن:

علی بن محمد بن عمر بن عبدالرحمٰن بن عبدالواحد ابومحمد بن المسلم' آپ دمشق کے مشہور روٴساء میں سے تھے اور آپ بڑے گھرانے والے' شریف النسب' عالی شان امیر اور بڑے سخی ہیں' آپ نے مدت تک یتیموں کی نگہداشت کا کام سنبھالا اور کثیر سماع کیا اور حدیث بیان کی اور آپ صاحب فضائل وفوائد تھے اور آپ کے پاس بڑی دولت تھی۔ آپ ۶۴۹ھ میں پیدا ہوئے اور ۵/ ربیع الآخر کو سوموار کے روز' چاشت کے وقت فوت ہوئے اور ظہر کے بعد جامع اموی میں آپ کا جنازہ پڑھا گیا اور قاسیون کے دامن میں اپنی تیار کردہ قبر میں دفن ہوئے اور دو قبریں آپ کے پاس ہیں اور آپ کی قبر پر لکھا ہے: ﴿قُلْ يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَى أَنفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِن رَّحْمَةِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا﴾ اور ہم نے موطا وغیرہ کا آپ سے سماع کیا ہے۔

امیر بکتمر الحاجب:

باب النصر سے باہر' الصوفیہ کے قبرستان کے راستے میں' میدان کی جانب مشہور حمام کا مالک۔ آپ نے ۲۰/ ربیع الآخر کو قاہرہ میں وفات پائی' اور اپنے اس مدرسے میں دفن ہوئے جسے آپ نے وہاں اپنے گھر کے پہلو میں تعمیر کیا تھا۔

شیخ شرف الدین عیسیٰ بن محمد ابن قراجا بن سلیمان:

سہروردی' صوفی' واعظ' آپ کے اشعار بھی ہیں اور آپ کو گانوں اور نغموں کی واقفیت بھی حاصل ہے' آپ کے اشعار ہیں ؎

"اے سعد! تجھے اس قبیلے کی بشارت ہو جس کا ساتھ جدا ہو گیا ہے' جو عنقریب اونٹوں اور بان کے درخت کو گرفتار کرے گا' کچھ منازل ہیں جن میں ہم ان کی اچھی منزل میں تب وارد ہوئے جب ہم نے موت کے پیالوں کو نوش کیا' ہم ان کی طرف مارچ کرنے کے عشق وشوق میں مرگئے تو تب ہم قرب کی بادِ نسیم کے قریب ہوئے"۔

آپ نے ربیع الآخر میں وفات پائی۔

شیخ علامہ برہان الدین الفرازی:

شیخ امام علامہ شیخ المذہب اور اس کا سردار اور اس کے اہل کے لیے مفید' شیخ الاسلام مفتی الفرق بقیۃ السلف برہان الدین ابواسحاق ابراہیم ابن الشیخ العلامہ تاج الدین ابی محمد عبدالرحمٰن ابن الشیخ الامام المقری المفتی برہان الدین ابی اسحاق بن سباع بن ضیاء

الفزاری المصری الشافعی: آپ ربیع الاول ۶۶۰ھ میں پیدا ہوئے اور سماع حدیث کیا اور اپنے باپ سے اشتغال کیا اور آپ کے حلقہ میں دہرائی کی اور یکتا ہوئے اور اپنے ہمسروں اور اپنے زمانے کے اہل مذہب سے [illegible] میں [illegible] بن گئے پھر آپ نے البادرائیہ میں اپنے باپ کا منصب تدریس سنبھال لیا اور جامع اموی میں طلبہ کو مشغول کر دیا اور اور مسلمانوں نے آپ سے فائدہ اٹھایا اور آپ کو بڑے بڑے مناصب کی پیشکش کی گئی مگر آپ نے انکار کر دیا اور آپ نے اپنے چچا علامہ شرف الدین کے بعد مدت تک خطابت کو سنبھالا' پھر اُسے چھوڑ دیا اور البادرائیہ کی طرف واپس آ گئے اور ابن صصری کے بعد آپ کو شام کے قاضی القضاۃ کا عہدہ پیش کیا گیا اور خود نائب شام اور اس کے حکومتی مددگاروں نے آپ سے اصرار کیا مگر آپ نہ مانے اور سختی سے انکار کیا اور آپ اپنے کام کی طرف متوجہ رہنے والے اور اپنے زمانے کے عارف اور رات دن اشتغال وعبادت میں اپنے اوقات کو لگانے والے' کثیر المطالعہ اور سماع حدیث کرنے والے تھے اور ہم نے صحیح مسلم وغیرہ کا آپ کو سماع کروایا ہے اور آپ مدرسہ مذکورہ میں پڑھاتے تھے اور آپ نے التنبیہ پر بڑا حاشیہ لکھا ہے اور اس میں ایسے فوائد ہیں جو کسی دوسرے حاشیے میں نہیں پائے جاتے اور ابن الحاجب نے اصول فقہ میں جو مختصر لکھی ہے اس پر بھی آپ کا حاشیہ ہے اور اس کے علاوہ بھی آپ کی بڑی بڑی تصانیف ہیں' مختصر یہ کہ میں نے اپنے مشائخ میں آپ کی مانند کسی شافعی کو نہیں دیکھا اور آپ خوبصورت اور جلال ووقار اور حسن اخلاق والے تھے' آپ میں تیزی پائی جاتی تھی' پھر جلد ہی رجوع کر لیتے تھے اور طلباء کے ساتھ آپ بہت حسن وسلوک کرتے تھے اور کسی چیز کو جمع نہیں کرتے تھے اور اپنے مدرسہ کی تنخواہ کو اپنے مصالح میں خرچ کر دیتے تھے اور آپ نے ۶۷۰ھ سے اس سال تک البادرائیہ میں پڑھایا اور ۷/ جمادی الاولیٰ کو جمعہ کی صبح کو مدرسہ مذکورہ میں وفات پائی اور جمعہ کے بعد جامع میں آپ کا جنازہ پڑھا گیا اور آپ کے جنازہ کو سروں اور انگلیوں پر اٹھایا گیا اور وہ بہت بھرپور جنازہ تھا اور آپ کو اپنے باپ' چچا اور اپنے رشتہ داروں کے پاس باب الصغیر میں دفن کیا گیا۔ رحمہ اللہ۔

شیخ مجد الدین اسماعیل:

الحرانی' الحنبلی' آپ ۶۴۸ھ میں پیدا ہوئے اور قراءت کو پڑھایا اور جب آپ اپنے اہل کے ساتھ ۶۷۱ھ میں دمشق آئے تو اس وقت دمشق میں آپ نے سماع حدیث کیا اور شیخ شمس الدین بن ابی عمر سے اشتغال کیا اور ان کے ساتھ رہے اور ان سے فائدہ اٹھایا اور فقہ اور صحت نقل اور جس بات سے سروکار نہ ہو اس سے خاموشی اختیار کرنے میں یکتا ہو گئے اور آپ اپنے وظائف و جہات سے عذر شرعی کے بغیر الگ نہ ہوئے تا آنکہ ۹/ جمادی الاولیٰ اتوار کی رات کو وفات پا گئے' اور باب الصغیر میں دفن ہوئے۔

الصاحب شرف الدین یعقوب بن عبداللہ:

اور اسی وقت الصاحب شرف الدین یعقوب بن عبداللہ نے جو حلب میں کچہریوں کے ناظر تھے' وفات پائی' پھر آپ طرابلس کے ناظر بن گئے' آپ نے حماۃ میں وفات پائی اور آپ علماء اور اہل خیر سے محبت رکھتے تھے اور آپ میں سخاوت اور احسان پایا جاتا تھا اور آپ دمشق کے سیکرٹری ناصر الدین کے والد تھے اور جلسی عساکر کے قاضی اور سمساطیہ کے شیوخ کے سردار اور حلب میں الاسدیہ کے مدرس اور دمشق میں الناصریہ' اور شامیۃ الجوانیہ کے بھی مدرس تھے۔

قاضی معین الدین:

ہبۃ اللہ بن نجم الدین مسعود بن ابی المعالی عبداللہ بن ابی الفضل ابن الخیمی الکاتب' آپ بعض اوقات مصر میں فوج کے ناظر بھی رہے' پھر طویل مدت تک دمشق میں با اختیار اور قطب الدین ابن شیخ السلامیہ کے ساتھ مل کر بھی ناظر رہے اور آپ اس کے تجربہ کار تھے اور زمین میں اس کی نگہبانی کرتے تھے اور آپ کو عربی ادب اور حساب میں کمال حاصل تھا اور اچھی نظم کہتے تھے اور آپ میں محبت اور تواضع پائی جاتی تھی' آپ نے ۱۵/ جمادی الاولیٰ کو مصر میں وفات پائی اور کاتب الممالک فخر کے قبرستان میں دفن ہوئے۔

قاضی القضاۃ علاؤ الدین قونوی:

علاؤ الدین قونوی' ابوالحسن علی بن اسماعیل بن یوسف قونوی تبریزی' شافعی۔ آپ تقریباً ۶۶۸ھ میں قونیہ شہر میں پیدا ہوئے اور وہیں اشتغال کیا اور ۶۹۳ھ میں دمشق آئے اور آپ فضلاء میں شمار ہوتے تھے' اور وہاں آپ کا اشتغال بڑھ گیا اور آپ نے سماعِ حدیث کیا اور اس کی جامع میں اشتغال کے صدر بن گئے' اور اقبالیہ میں پڑھایا' پھر مصر کی طرف روانہ ہو گئے' اور وہاں بڑے بڑے متعدد مدارس میں پڑھایا اور وہاں اور دمشق میں شیوخ کی مشیخت سنبھال لی اور آپ مسلسل وہاں اشتغال کرتے رہے اور طلبہ کو فائدہ پہنچاتے رہے' یہاں تک کہ ۷۲۷ھ میں قاضی بن کر دمشق آئے اور فقہ وغیرہ میں آپ کی تصانیف بھی ہیں اور آپ بہت سے علوم جیسے نحو' تصریف' اصلان اور فقہ کے جامع تھے اور آپ کو زمخشری کی کشاف کے بارے میں بہت اچھی واقفیت حاصل تھی اور آپ نے حدیث کو سمجھا' اور آپ بہت انصاف پسند اور اوصافِ حسنہ کے مالک تھے' اور اہلِ علم کی تعریف کرتے تھے اور آپ کی تربیت یافتہ مشیخت کو ہم نے سماع کروایا ہے اور آپ ہمارے شیخ المزی کے لیے بہت متواضع تھے' آپ نے ۱۴/ ذی القعدہ کو ہفتہ کے روز عصر کے بعد تیر لگنے سے بستانہ میں وفات پائی اور دوسرے دن آپ کا جنازہ پڑھا گیا اور قاسیون کے دامن میں دفن ہوئے۔ اللہ آپ کو معاف فرمائے۔

امیر حسام الدین لاجین المنصوری الحسامی:

آپ لاجین الصغیر کے نام سے مشہور ہیں' آپ مدت تک دمشق میں ''البر'' کے والی رہے پھر غزہ اور پھر البیرہ کے نائب رہے اور وہیں ذوالقعدہ میں فوت ہوئے اور وہیں دفن ہوئے' اور آپ نے باب شرقی کے باہر اپنی بیوی کے لیے قبر بنائی تھی' مگر وہ وہاں دفن نہ ہو سکی۔ ﴿ وَ ما تدری نفسٌ بایِّ ارض تموت ﴾ اور کسی نفس کو معلوم نہیں کہ وہ کس زمین میں فوت ہو گا۔

الصاحب عز الدین ابویعلی:

حمزہ بن مؤید الدین ابوالمعالی اسعد بن عز الدین ابی غالب المظفر ابن الوزیر مؤید الدین ابوالمعالی بن اسعد بن العمید ابی یعلی بن حمزہ بن اسد بن علی بن محمد تمیمی دمشقی ابن القلانسی' آپ دمشق کے بڑے رؤسا میں سے تھے' آپ ۶۴۹ھ کو پیدا ہوئے اور ایک جماعت سے سماعِ حدیث کیا اور اس کی روایت بھی کی اور ہم نے آپ کو سماع کروایا اور آپ کو عظیم امارت اور کثیر اصالت حاصل تھی اور جب آپ کو امورِ دنیا میں کسی کی حاجت ہوتی تو آپ کے پاس بڑی کافی املاک تھیں اور اس کے ساتھ آپ کے پاس

فن وظائف بھی تھا' یہاں تک کہ آپ کو سلطان کے گھر کی وکالت دے دی گئی' پھر ۷۱۰ھ میں وزارت دے دی گئی' جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے پھر آپ کو معزول کر دیا گیا اور بعض اوقات آپ سے مطالبہ بھی کیا گیا اور آپ نے خواص اور بڑے بڑے لوگوں اور فقراء اور محتاجوں کے ساتھ حسن سلوک کیا' اور آپ نواب ملوک اور امراء وغیرہ میں سے ہمیشہ ہی حکومت کے ہاں معظم اور وجیہ رہے یہاں تک کہ ۶ رذی الحجہ ہفتے کی رات کو بستانہ میں وفات پا گئے' اور دوسرے روز آپ کا جنازہ پڑھا گیا اور قاسیون کے دامن میں اپنی قبر میں دفن ہوئے' اور الصالحیہ میں ماذنہ میں آپ کی ایک اچھی خانقاہ تھی اور اس میں دارالحدیث اور عطیہ اور صدقہ پایا جاتا تھا۔ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

۷۳۰ھ

اس سال کا آغاز بدھ کے روز ہوا' اور شافعی کے سوا شہروں میں وہی حکام تھے جو اس سے پہلے سال تھے' شافعی فوت ہو گئے تھے' اور ۴ رمحرم کو ان کی جگہ علم الدین محمد بن ابی بکر بن عیسیٰ بن بدران السبکی الاخنائی الشافعی نے سنبھال لی اور وہ اس ماہ کی ۲۴ رتاریخ کو نائب السلطنت تنکز کے ساتھ دمشق آیا اور اس کے قدس کی زیارت کی اور اس کے ساتھ التنکزیہ کی تدریس کے لیے حاضر ہوا جسے اس نے وہاں تعمیر کیا تھا' اور جب وہ دمشق آیا تو حسب دستور العادلیۃ الکبیریہ میں اُترا اور وہاں اور الغزالیہ میں پڑھایا اور المنفلوطی کی نیابت پر قائم رہا' پھر اس نے زین الدین بن المرحل کو نائب مقرر کیا' اور صفر میں شرف الدین محمود بن الخطیری نے اوقاف کی مضبوطی کا کام سنبھالا اور نجم الدین بن الزبیق اسے چھوڑ کر نابلس کی امارت کی طرف چلا گیا اور ربیع الآخر میں اس نے اموی کی مشرقی جانب کی مغربی جانب کے مطابق کٹائی شروع کر دی۔ اور ابن مراجل نے بقیہ جامع سے سامنے کی دیوار میں نگینے جمع کرنے کے بارے میں قاضی اور نائب سے مشورہ کیا تو ان دونوں نے اسے اس کا حکم دے دیا اور جمعہ کے روز مصر کے مدرسہ صالحیہ کے ایوان شافعیہ میں جمعہ قائم کیا گیا اور اسے امیر جمال الدین نائب الکرک نے علماء سے فتویٰ لینے کے بعد تعمیر کیا تھا' اور ربیع الآخر میں شمس الدین بن النقیب نے' فخر الدین بن البازری مرحوم کی بجائے حلب کی قضا کا کام سنبھال لیا' اور ابن النقیب کی بجائے شمس الدین بن مجد بعلبکی نے طرابلس کی قضا کا کام سنبھال لیا اور جمادی الاولیٰ کے آخر میں المنفلوطی مرحوم کی بجائے محی الدین بن جمیل نے اخنائی کی نیابت حکم کو سنبھال لیا۔

اور اس ماہ میں امیر وزیر علاؤ الدین مغلطائی الناصری نے حنفیہ کے لیے ایک مدرسہ وقف کیا اور اس میں صوفیاء کی جماعت بھی تھی اور قاضی علاء الدین بن ترکمانی نے وہاں پڑھایا اور فقہاء نے وہاں رہائش اختیار کی اور جمادی الآخر میں مصری اور شامی شہروں کو آراستہ کیا گیا اور جنگ میں سلطان کے بچ جانے کے باعث خوشی کے شادیانے بجے' اس جنگ میں سلطان کا ایک ہاتھ چر گیا تھا' اور مصر کے اطبا اور اُمراء کو اس نے خلعت دیئے اور قیدیوں کو رہا کیا گیا اور جمادی الآخر میں فرنگیوں کے ایلچی' سلطان کے پاس اس سے بعض ساحلی شہروں کا مطالبہ کرتے ہوئے آئے۔ تو اس نے انہیں کہا' اگر ایلچیوں کے قتل نہ کرنے کا دستور نہ ہوتا تو میں تمہیں قتل کر دیتا' پھر اس نے انہیں ان کے علاقے کی طرف ذلیل کر کے بھجوا دیا۔

اور ۶ ررجب ہفتے کے روز وہ اس درس میں حاضر ہوا جسے قاضی فخر الدین کاتب الممالیک نے جامع دمشق میں حنفیہ کے لیے ان کے محراب میں تعمیر کیا تھا اور دیار مصر کے قاضی القضاۃ برہان الدین بن عبدالحق کے بھائی شیخ شہاب الدین ابن قاضی الحصین نے اس میں درس دیا اور قضاۃ اور اعیان کے پاس حاضر ہوئے اور پھر اس کے ہاں سے پلٹ کر اس کے بھتیجے صلاح الدین کے پاس الجوہریہ میں چلے گئے اور وہاں اس نے اپنے خسر شمس الدین ابن الزکی کی بجائے درس دیا جو وہاں سے آپ کے لیے دستکش ہو گیا تھا اور آخر رجب میں آپ نے اس جامع میں خطبہ دیا جسے امیر سیف الدین الماشی الحاجب نے قاہرہ سے باہر شارع میں تعمیر کیا تھا' نیز آپ نے اس جامع میں بھی جسے قوصون نے جامع طولون اور الصالحیہ کے درمیان تعمیر کیا تھا' ۱۱ ررمضان کو جمعہ کے روز خطبہ دیا اور سلطان اور اعیان اُمراء خطبہ میں حاضر ہوئے اور قاضی القضاۃ جلال الدین قزوینی شافعی نے بھی اس دن وہاں تقریر کی اور اس نے قیمتی خلعت اسے دیا اور بدرالدین بن شکری اس کے مستقل خطیب بن گئے۔

اور ۱۱ رشوال کو ہفتے کے دن شامی قافلہ روانہ ہوا اور اس کا امیر سیف الدین المرساوی لبان البیری کا داماد تھا اور مدرس اقبالیہ شہاب الدین ابن المجد عبداللہ اس کا قاضی تھا' پھر وہ قاضی القضاۃ بن گیا جیسا کہ ابھی بیان ہوگا اور اس سال حج کرنے والوں میں رضی الدین بن المنطقی' شمس اردبیلی' شیخ الجاروضیہ' صفی الدین ابن الحریری' شمس الدین ابن خطیب روز' اور شیخ محمد النیر بانی وغیرہم شامل تھے اور جب وہ اپنے مناسک ادا کر چکے تو وہ طواف وداع کے لیے مکہ واپس آ گئے' اسی دوران میں کہ وہ خطبہ سن رہے تھے کہ اچانک انہوں نے بنی حسن کے گھوڑوں اور ان کے غلاموں کا شور و غل سنا' اور انہوں نے مسجد الحرام میں لوگوں پر یلغار کر دی اور ترک ان سے جنگ کرنے کو اُٹھے اور انہوں نے باہم جنگ کی اور مصر کے طبل خانوں کا امیر قتل ہو گیا' جسے سیف الدین جخدار کہا جاتا تھا اور اس کا بیٹا خلیل اور اس کا غلام بھی قتل ہو گئے اور ایک قبیلے کا امیر جسے الباجی کہا جاتا تھا وہ بھی قتل ہو گیا اور مردوں اور عورتوں کی ایک جماعت بھی قتل ہو گئی اور بہت سے اموال کو لوٹ لیا گیا اور مسجد میں بڑی گڑبڑ ہو گئی اور لوگ اپنے گھروں کو ابیار الزاہر میں تھے بھاگ گئے اور وہ ان تک پہنچنے نہ پائے تھے اور جمعہ بڑی مشقت سے مکمل ہوا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ اور تمام اُمراء نے مکہ واپس جا کر ان سے انتقام لینے پر اتفاق کیا' پھر وہ واپسی کے لیے پلٹے اور غلاموں نے ان کی پیروی کی حتیٰ کہ وہ حاجیوں کی خیمہ گاہ تک پہنچ گئے اور وہ عوام کھلم کھلا لوٹتے تھے اور آخری زمانے میں اہل بیت لوگوں کو مسجد الحرام سے روکنے لگے اور ترک' اسلام اور اہل اسلام کی مدد کرنے لگے اور اپنے مال و جان سے ان سے تکلیف کو دور کرنے لگے' جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ: ﴿ ان اولیاؤہ الا المتقون ﴾ اس کے دوست صرف متقین ہی ہیں۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

علاؤالدین ابن الاثیر:

مصر کے سیکرٹری' علی بن احمد بن سعید بن محمد بن الاثیر' آپ حلبی الاصل ہیں پھر مصری ہیں' آپ کو عزت و وجاہت اور دولت حاصل تھی اور سلطان کے ہاں مرتبہ حاصل تھا' حتیٰ کہ آخری عمر میں آپ کو فالج ہو گیا اور آپ کام سے الگ ہو گئے' اور آپ کی زندگی

ہی میں ابن فضل اللہ نے اسے سنبھال لیا۔

الوزیر العالم ابوالقاسم:

محمد بن محمد بن علی بن محمد بن سہل ازدی غرناطی اندلسی' بلاد مغرب میں آپ امارت و حشمت کے گھرانے سے تعلق رکھتے تھے' آپ جمادی الاولی ۷۲۴ھ میں حج کے ارادے سے ہمارے پاس دمشق آئے میں نے شیخ نجم الدین بن العسقلانی کی نو مجالس میں آپ کی صحیح مسلم کی قرأت کو سنا' پھر آپ ۲۲ محرم کو قاہرہ میں وفات پا گئے اور فقہ' نحو' تاریخ اور اصول میں آپ کو بہت فضائل حاصل تھے' نیز آپ بلند ہمت' شریف النفس اور اپنے ملک میں بے حد محترم تھے' اس طرح کہ آپ ملوک کو مقرر و معزول کرتے تھے' لیکن آپ نے اور آپ کے اہل بیت نے کسی چیز کی ذمہ داری نہیں لی اور آپ کو مجاز اً وزیر کا لقب دیا گیا تھا۔

شیخ شمس الدین:

ابوعبداللہ محمد بن الشیخ الصالح العابد شرف الدین ابی الحسن بن حسین بن غیلان بعلبکی حنبلی' دار البطیخ العتیقہ کی مسجد سلاطین کے امام' آپ نے حدیث کا سماع کیا اور کروایا' آپ رات دن قرآن پڑھا کرتے تھے اور ۷۱۱ھ میں آپ کا ختم قرآن ہوا اور آپ کبار صالحین اور اخیار عابدین میں سے تھے' آپ نے ۹ صفر ہفتے کے روز وفات پائی اور جامع میں آپ کا جنازہ پڑھا گیا اور باب الصغیر میں دفن ہوئے اور آپ طب اور فقہ کی عمدہ باتوں سے واقف تھے' اور آپ کا جنازہ بہت بھر پور تھا۔

اور اس ماہ میں یعنی صفر والی قاہرہ القدیدار کی وفات ہوئی اور اس کے کام بہت عجیب اور مشہور ہیں۔

بہادر آص امیر کبیر:

میمنۂ شام کا سالار سیف الدین بہادر آص المنصوری جو دمشق کا سب سے بڑا امیر تھا' اور اس نے حشمت و ثروت میں لمبی عمر گزاری اور وہ ان لوگوں میں سے تھا جن پر آیت ﴿ زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَاءِ ﴾ منطبق ہوتی ہے اور وہ عوام کا محبوب تھا اور وہ عطیات اور صدقہ و احسان کرتا تھا' اس نے منگل کی رات کو وفات پائی اور باب الجابیہ کے باہر اپنی قبر میں دفن ہوا جو ایک مشہور قبر ہے۔

الحجار بن الشحنہ:

الشیخ الکبیر المسند المعمر الرحلۃ شہاب الدین ابوالعباس احمد بن ابی طالب بن نعمۃ بن حسن ابن علی بن بیان الدیر المقرنی ثم الصالحی الحجار' جو ابن شحنہ کے نام سے مشہور ہیں' آپ نے ۶۳۰ھ میں قاسیون میں الزبیدی کو بخاری کا سماع کرایا اور ۷۰۶ھ میں آپ کا سماع نمایاں ہو گیا اور محدثین اس سے خوش ہوئے اور انہوں نے آپ کو بہت سماع کرایا اور تقریباً ساٹھ بار آپ کو بخاری کا سماع کرایا گیا اور ہم نے دار الحدیث اشرفیہ میں سردیوں کے دنوں میں تقریباً پانچ سو دفعہ اجازت اور سماع سے آپ کو سماع کروایا اور آپ نے الزبیدی ابن اللتی سے سماع کیا اور آپ کو بغداد کے ایک سو اڑتیس شیوخ سے جو عوالی مسندین میں سے ہیں اجازات حاصل ہے' اور آپ تقریباً ۲۵ سال تک الحجارین کے پیشرو رہے' پھر آپ اپنی آخری عمر میں سلائی کرتے رہے' اور جب آپ اسماع حدیث میں مشغول ہوئے تو آپ کی تنخواہ قائم ہو گئی اور سلطان ملک ناصر نے بھی آپ کو سماع کرایا اور اس نے آپ کو خلعت دیا اور

اپنے ہاتھ سے آپ کو نفع پہنچایا اور دیار مصر و شام کے باشندوں نے آپ کو سماع کرایا جن کی کثرت کے باعث شمار نہیں ہو سکتا اور لوگوں نے اس سے فائدہ اٹھایا' اور آپ خوبصورت' خوش منظر' صاف دل اور ہوش و حواس سے شاد کام شیخ تھے' بلاشبہ آپ یقینی طور پر ایک سو سال زندہ رہے ہیں اور آپ نے اس سے زیادہ عمر پائی ہے' اس لیے آپ نے ۶۳۰ھ میں الزبیدی سے بخاری کا سماع کیا ہے اور ۹ رصفر ۷۳۰ھ میں جامع دمشق میں آپ کو سماع کروایا ہے اور ہم نے انہی دنوں آپ کو سماع کرایا ہے اور یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ آپ نے معظم عیسیٰ ابن عادل کی موت کا زمانہ پایا ہے اور لوگ انہیں کہتے سنتے تھے کہ معظم مر گیا ہے اور معظم کی وفات ۶۲۴ھ میں ہوئی ہے اور الحجار اس سال کی ۲۵ رصفر کو سوموار کے روز فوت ہوئے ہیں اور منگل کے روز مظفری میں آپ کا جنازہ پڑھا گیا اور آپ کو اپنی قبر میں جو زاویۃ الرومی کے نزدیک جامع اخرم کے جوار میں ہے دفن کیا گیا اور آپ کا جنازہ بہت بھرپور تھا۔

شیخ نجم الدین بن عبدالرحیم بن عبدالرحمٰن:

ابونصر المحصل جو ابن الشمام کے نام سے مشہور ہیں' آپ نے اپنے شہر میں اشتغال کیا' پھر سفر کر گئے اور مملکت اربل میں سرائی شہر میں اقامت اختیار کی۔ پھر ۷۲۴ھ میں دمشق آئے اور الظاہریہ البرانیہ پھر الجاروضیہ میں پڑھایا اور اس کے ساتھ آپ کو رباط القصر کی مشیخت بھی دے دی گئی پھر آپ اپنی بیٹی کے خاوند نور الدین اردبیلی کی خاطر اس سے دستکش ہو گئے' آپ نے ربیع الاوّل میں وفات پائی' اور آپ طب اور فقہ کی عمدہ باتوں کو جانتے تھے۔

شیخ ابراہیم الہدمہ:

آپ اصلاً بلادِ مشرق کے کردی ہیں' آپ شام آئے اور قدس اور خلیل کے درمیان ایک زمین میں اقامت اختیار کی جو مردہ تھی' پس آپ نے اسے درست کیا اور اس میں کاشت کی اور اس میں کئی قسم کی کاشت کی اور آپ کی زیارت کا قصد کیا جاتا تھا' اور لوگ آپ کی کرامات صالحہ کو بیان کرتے ہیں' آپ کی عمر ایک سو سال تھی' آپ نے آخری عمر میں شادی کی اور آپ کو صالح اولاد ملی اور جمادی الآخرۃ میں وفات پائی۔

متبنہ بنت امیر سیف الدین:

کرکامی' المنصوری' نائب شام تنکز کی بیوی' آپ نے دار الذہب میں وفات پائی اور ۳ ررجب کو جامع میں آپ کا جنازہ پڑھا گیا اور باب الخواصین میں اپنے حکم کے مطابق تعمیر کردہ قبر میں دفن ہوئی اور اس میں ایک مسجد بھی ہے اور اس کے پہلو میں عورتوں کے لیے وقف کیا ہوا مکان اور یتیموں کا مکتب بھی ہے اور اس میں صدقات اور عطیات بھی ہیں' ان سب باتوں کا آپ نے حکم دیا تھا' اور گذشتہ سال آپ نے حج بھی کیا تھا۔

قاضی القضاۃ طرابلس:

شمس الدین محمد بن عیسیٰ بن محمود بعلبکی جو ابن المجد الشافعی کے نام سے مشہور ہیں' آپ نے اپنے شہر میں اشتغال کیا اور فنونِ کثیرہ میں مہارت حاصل کی اور ایک مدت تک دمشق میں القوصیہ اور جامع میں درس دیتے ہوئے اقامت اختیار کی اور آپ مدرسہ اُم الصالح کی امامت کراتے تھے' پھر آپ طرابلس کے قاضی بن گئے اور وہاں چار ماہ اقامت اختیار کی' پھر ۶ ررمضان کو فوت ہو گئے۔

اور آپ کے بعد آپ کے بیٹے تقی الدین نے قضاۃ کا کام سنبھالا جو مشہور فضلاء میں سے تھا اور اس کی مدت لمبی نہیں ہوئی حتیٰ کہ اسے معزول کر کے باہر نکال دیا گیا۔

شیخ عبداللہ:

بن ابی القاسم بن یوسف بن ابی القاسم الحورانی' آپ ان کے طائفہ کے شیخ اور حوران میں ان کے زاویہ کے مرجع تھے' اور آپ کو بعض چیزوں کی سمجھ حاصل تھی اور آپ درویش بھی تھے' آپ کی زیارت کی جاتی تھی اور آپ کے اصحاب آپ کی خدمت کرتے تھے' آپ کی عمر ۷۰ سال تھی' آپ اپنے اہل کے ایک شخص حجاز کی جانب سے الکرک کی جانب الوداع کرنے نکلے تو وہیں آپ کو موت نے آلیا اور آپ یکم ذی القعدہ کو فوت ہو گئے۔

شیخ حسن بن علی:

ابن احمد الانصاری نابینا' آپ پہلے یک چشم تھے' پھر مکمل اندھے ہو گئے' آپ قرآن پڑھتے تھے اور بکثرت تلاوت کرتے تھے' پھر شرقی مینارہ کی طرف گوشہ نشین ہو گئے اور ساعات میں حاضر ہوتے تھے' اور سن کر وجد کرتے تھے' اور بہت سے لوگ جامع کی مجاورت اور کثرت تلاوت صلوٰت کی وجہ سے آپ پر اعتقاد رکھتے تھے' اللہ آپ کو معاف فرمائے' آپ نے ذوالحجہ کے پہلے عشرہ میں ہفتے کے روز مأذنہ شرقیہ میں وفات پائی' اور جامع میں آپ کا جنازہ پڑھا گیا اور باب الصغیر میں دفن ہوئے۔

محی الدین ابوالثنا محمود:

ابن الصدر شرف الدین القلانسی' آپ نے ذی الحجہ میں بستانہ میں وفات پائی اور قاسیون کے دامن میں ان کے قبرستان میں دفن ہوئے' آپ الصدر جلال الدین بن کلانسی اور آپ کے بھائی علاء کے دادا ہیں اور یہ تینوں رؤساء تھے۔

رئیس نوجوان صلاح الدین یوسف:

بن القاضی قطب الدین ابن شیخ السلانیہ' اس کے پاس نے فوج کی نگہداشت کی' اس نوجوان نے نعمت وحشمت اور ترفہ اور اصحاب کی صحبت میں نشو ونما پائی' اس نے ۲۹ ر ذی الحجہ کو ہفتے کے روز وفات پائی' اور اپنی حشمت وصحبت سے راحت پائی' اگرچہ وہ اس پر وبال نہیں تھی' اور اسے الناصریہ کے سامنے السفح میں ان کے قبرستان میں دفن کیا گیا اور اس کے والدین اور اس کے شناسا لوگوں اور اس کے اصحاب نے اس پر غم کیا' اللہ اسے معاف فرمائے۔

۷۳۱ھ

اس سال کا آغاز ہوا تو حکام وہی تھے جن کا ذکر اس سے پہلے سال میں ہو چکا ہے اور عبید مکہ نے جو کچھ حجاج کے ساتھ کیا' ہم اس کا ذکر کر چکے ہیں' اس نے مصریوں کے دو امیروں کو قتل کر دیا اور جب سلطان کو اطلاع ملی تو اسے یہ بات گراں گزری اور جیسا کہ بیان کیا جاتا ہے اس نے کئی روز تک دستر خوان پر کھانا چھوڑ دیا' پھر اس نے چھ سو سواروں کو بھیجا اور بعض نے ایک ہزار بیان کیے ہیں' مگر پہلا قول اصح ہے' اور اس نے شام کی طرف پیغام بھیجا کہ وہ دوسرے سالار کو بھیجے تو اس نے امیر سیف الدین الجی بغا العادلی کو

حجاج [illegible] دمشق سے اس روز [illegible] مصری قافلے میں داخل [illegible] نے حکم دیا کہ وہ [illegible] کی طرف روانہ ہو جائے تا کہ مصریوں کے ساتھ مل جائے اور وہ سب حجاز کی طرف روانہ ہو جائیں۔

اور ۹ رصفر بدھ کے روز امیر الساجو حلب شہر تک پہنچ گئے اور نائب حلب ارغون امراء کے ساتھ تہلیل وتکبیر اور تحمید کرتے ہوئے اس نہر کے استقبال کو پاپیادہ اس کی طرف چلے اور شرفاء اور دیگر لوگوں میں سے کوئی شخص ذکر الٰہی کے بغیر کوئی بات نہ کرتا تھا' اور لوگ اس کے ان تک پہنچنے سے بہت خوش ہوئے اور انہوں نے دور دراز مقامات سے اس کے حاصل کرنے میں بہت کوشش کی' انہوں نے پہاڑوں کو کھودا جن میں بڑی بڑی چٹانیں تھیں اور اس کے لیے انہوں نے وادیوں پر پل بنائے' اور وہ بڑی کوشش کے بعد پہنچی' فللہ الحمد وحدہ لاشریک لہٗ۔ اور جب نائب حلب ارغون واپس آیا تو شدید بیمار ہو گیا اور مر گیا' رحمہ اللہ۔

اور ۷ رصفر کو تنکز نے باب الجابیہ کے باہر شام میں راستوں کو وسیع کیا اور ہر اس چیز کو جو راستوں کو تنگ کرتی تھی ڈھا دیا اور ۲ رربیع الاوّل کو ابن العادل کی بجائے علاؤ الدین القلانسی نے ملک الامراء کے دیوان کی کچہریوں اور شفا خانے کی کونسل کی نگرانی کا قیمتی خلعت پہنا' اور ابن العادل دیوان کبیر کی نگہداشت پر واپس آ گیا' اور ۲ رربیع الاوّل کو عماد الدین ابن الشیرازی نے ابن مراجل کی بجائے' اموی کی نگرانی کا کام سنبھالا' ابن مراجل اس سے الگ ہو گیا تھا' یہ اس کے بدل کے طور پر نہیں آیا تھا' اور ابن الشیرازی کی بجائے قیدیوں کی نگرانی کا کام جمال الدین القویرہ نے سنبھالا۔

اور ربیع الاوّل کے آخر میں جمعرات کے روز قاضی شرف الدین بن عبداللہ بن شرف الدین حسن ابن الحافظ ابی موسیٰ عبداللہ بن الحافظ عبدالغنی المقدسی نے' عز الدین بن التقی سلیمان متوفی کی بجائے حنابلہ کی قضا کا خلعت پہنا اور دار السعادت سے سوار ہو کر جامع آیا اور قضاۃ واعیان کی موجودگی میں قبۃ النسر کے نیچے اس کا حکمنامہ پڑھا گیا' پھر وہ الجوزیہ کی طرف گیا اور وہاں فیصلے کیے' پھر الصالحیہ کی طرف گیا اور وہ خلعت زیب تن کیے ہوئے تھا' اور ان دنوں اس نے اپنے بھتیجے التقی عبداللہ بن شہاب الدین احمد کو نائب مقرر کیا۔

اور ربیع الآخر میں امیر علاؤ الدین الطنبغا' ارغون متوفی کی بجائے بلادِ حلب کی طرف اس کا نائب بن کر جاتے ہوئے دمشق سے گزرا اور نائب اور فوج نے اس کا استقبال کیا اور جمادی الاولیٰ کے آغاز میں امیر شریف رمیثہ بنؑ ابن نمی مکہ آیا اور سلطان کی طرف سے اس کا حکمنامہ مکہ کی امارت کے متعلق پڑھا گیا' وہ ایک دستہ فوج کے ساتھ آیا اور اس نے اسے خلعت دیا اور کعبہ کے اندر مصر وشام سے آنے والے امراء نے اس کی بیعت کی اور ۷ رربیع الاوّل کو دستے مکہ پہنچے اور باب المعلیٰ میں ٹھہر گئے' اور انہیں نماز و طواف کی خیر کثیر حاصل ہوئی اور بھاؤ ان کے ساتھ سستے ہو گئے۔

اور ۷ رربیع الآخر کو ہفتے کے روز قاضی عز الدین بن بدر الدین بن جماعۃ کو سلطان کی وکالت اور جامع طولون اور الناصریہ کی نگہداشت کا خلعت دیا گیا اور لوگوں نے تاج ابن اسحاق عبدالوہاب کی بجائے اسے مبارکباد دی' تاج ابن اسحاق فوت ہو کر القرافہ میں دفن ہوا' اور اس ماہ میں عماد الدین ابن قاضی القضاۃ الاخنائی نے الصارمیہ کی تدریس کا کام سنبھالا' حالانکہ وہ النجم ہاشم بن عبداللہ بعلبکی الشافعی کی وفات کے بعد چھوٹا بچہ تھا اور وہ رجب میں وہاں گیا اور اس کے باپ کی خدمت کی خاطر لوگ اس کے پاس

آئے اور ۱۱ر جمادی الآخرۃ کو امیر سیف الدین الجی بغا کے ساتھ حجاز سے فوج کا دستہ واپس آ گیا اور وہ دستہ پانچ ماہ اور کچھ دن غیر حاضر رہا اور انہوں نے ایک ماہ ایک روز مکہ میں قیام کیا اور عربوں کو ان سے بہت خوف لاحق ہوا اور انہوں نے عطیہ کو مکہ سے الگ کر دیا اور اس کے بھائی رمیثہ کو امیر مقرر کر دیا اور انہوں نے نماز پڑھی طواف کیا اور عمرہ کیا اور ان میں سے بعض نے حج کرنے کے لیے وہاں قیام کیا اور ۲ر رجب کو ابن الصاحب متوفی کی بجائے علی بن ابی الطیب کو دیوان بیت المال کی نگرانی کا خلعت دیا گیا۔

اور شعبان کے اوائل میں دمشق میں شدید ہلا دینے والی ہوا آئی جس نے بہت سے درختوں اور شاخوں کو توڑ دیا اور بعض دیواروں کو گرا دیا اور ایک گھنٹے کے بعد حکم الٰہی سے رُک گئی۔

اور جب ۹ر شعبان کا دن آیا تو کبوتر کے انڈے کے برابر بڑے بڑے اولے گرے اور بعض کبوتروں کے جام توڑ دیئے اور اس ماہِ رمضان میں دریائے نیل کے کنارے پر مدرسہ معزیہ میں جسے امیر سیف الدین لمعز دمر نے تعمیر کیا تھا' امیر مجلس الناصری نے خطبہ دیا اور وہ خطیب عزالدین عبدالرحیم بن الفرات حنفی تھا۔

اور ۱۵ر رمضان کو شیخ تاج الدین عمر بن علی بن سالم اللملحی ابن الفا کہانی المالکی آئے' اور قاضی شافعی کے ہاں اترے اور اس کی کچھ تصانیف کا سماع کیا اور اس سال شامیوں کے ساتھ حج کو روانہ ہو گئے' اور دمشق پہنچنے سے قبل قدس کی زیارت کی اور اس ماہ میں سوق الخیل کو ہموار کیا گیا اور اس میں بہت سے سنگریزے چنے گئے' اور اس میں تقریباً چار سو نفوس نے چار دن کام کیا اور اسے برابر کر کے ٹھیک ٹھاک کر دیا اور اس سے قبل اس میں بہت سے پانی اور گڑھے ہو جاتے تھے' اور اسی ماہ میں باب الجابیہ کے اندر سوق الدقیق کو الثابتیہ تک درست کیا گیا اور اس پر چھت ڈالے گئے۔

اور ۸ر شوال سوموار کے روز شامی قافلہ روانہ ہوا اور اس کا امیر عزالدین ایک امیر علم تھا' اور شہاب الدین الظاہری اس کا قاضی تھا' اور اس میں حج کرنے والوں میں شہاب الدین بن جبل' ابوالنسر' ابن الجملہ' فخر المصری' الصدر المالکی' شرف الدین الکفوی الحنفی' البہا ابن امام المشہد جلال الدین الاعیالی' ناظر یتامی' شمس الدین الکردی' فخر الدین بعلبکی' مجد الدین ابن ابی المجد' شمس الدین ابن قیم الجوزیہ' شمس الدین ابن خطیب بیرۃ' شرف الدین قاسم العجلونی' تاج الدین ابن الفا کہانی' شیخ عمر السلادی اور اس کا کاتب اسماعیل ابن کثیر اور بقیہ مذاہب کے اور لوگ شامل تھے' حتیٰ کہ شیخ بدرالدین کہا کرتے تھے کہ ہمارے اس قافلے میں چار سو فقیہ' چار مدارس اور خانقاہ اور دارالحدیث شامل تھا' اور ہمارے ساتھ تیرہ مفتی تھے' اور مصریوں میں بھی فقہا کی ایک جماعت تھی جس میں قاضی المالکیہ تقی الدین الاخنائی' فخر الدین النویری' شمس الدین ابن الحارثی' مجد الدین الاقصرائی اور شیخ الشیوخ محمد المرشدی شامل تھے' اور عراقی قافلے میں شیخ احمد السروجی اشد تھے' اور وہ مشاہیر میں سے تھے' اور شامیوں میں شیخ علی الواسطی صحبۃ ابن المرجانی تھے اور مصریوں کا امیر مغلطائی الجمالی تھا' جو ایک وقت میں وزیر بھی تھا' اور اس وقت وہ بیمار بھی تھا' اور ہم چشمہ تبوک کے پاس سے گزرے اور اس سال اسے درست کیا گیا اور اسے اونٹوں اور شتربانوں کے پائمال کرنے سے محفوظ کیا گیا اور اس کا پانی نہایت خوبصورت' صاف اور اچھا ہو گیا' اور جمعہ کا وقفہ تھا اور طواف میں ہم پر بارش ہوئی اور یہ سال سستا اور پرامن تھا۔

اور ۱۵ ذی الحجہ کو تنکز قلعہ جعبر کی طرف سے واپس آ گیا اور شامی فوجیں [illegible] کی خدمت میں تھیں اور اس نے اس نواح میں بڑی شان وشوکت کا اظہار کیا اور ۱۶ رذی الحجہ کو قاضی علاؤ الدین کا حکم اس کے بھائی جمال الدین کی تمام جہات میں پہنچا اور اس کی وفات کی وجہ سے اس کی جہات کو اس کی جہات کے ساتھ شامل کیا جاتا ہے پس اس کے لیے بڑے بڑے مناصب جمع ہوئے جو اس دور میں کسی دوسرے رئیس کے لیے جمع نہ ہوئے اور ان مناصب میں وکالت بیت المال فوج کی قضا' کاغذ کی کتابت' وکالت ملک الامراء' بیمارستان کی نگرانی' حرمین کی نگرانی' دیوان سعید کی نگرانی' اور امینیہ' ظاہریہ' عصرونیہ کی تدریس وغیرہ شامل تھے۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

قاضی القضاۃ عزالدین المقدسی:

عزالدین ابوعبداللہ بن محمد بن قاضی القضاۃ تقی الدین سلیمان بن حمزہ بن احمد بن عمر بن الشیخ ابی عمر المقدسی الحنبلی' آپ ۶۶۵ھ کو پیدا ہوئے اور حدیث کا سماع کیا اور اپنے والد سے اشتغال کیا اور اپنے دور امارت میں اسے نائب مقرر کیا' اور جب ابن مسلم حاکم مقرر ہوا تو وہ اپنے گھر میں گوشہ نشین ہو گئے' اور وہ الجوزیہ کے درس میں اور دارالحدیث اشرفیہ میں حاضر ہو جاتے اور اپنے گھر میں پناہ آ لیتے اور جب ابن مسلم فوت ہو گیا تو آپ نے اس کے بعد تقریباً چار سال حنابلہ کی قضا کو سنبھالا اور آپ میں تواضع محبت اور لوگوں کی ضروریات کو پورا کرنے کے خصائل پائے جاتے تھے اور آپ کی وفات ۹ رصفر کو بدھ کے روز ہوئی اور وہ بارش کا دن تھا' اس کے باوجود لوگ آپ کے جنازے میں شامل ہوئے' اور ان کے قبرستان میں آپ کو دفن کیا گیا اور آپ کے بعد آپ کے نائب شرف الدین ابن الحافظ حاکم بنے اور آپ کی عمر نوے سال کے قریب تھی۔

امیر سیف الدین قجلیس:

اور ۱۵ رصفر کو امیر سیف الدین قجلیس سیف النعمۃ نے وفات پائی' اور اس نے الحجار اور اس کے وزیر سے قدس شرف میں سماع کیا اور ۱۵ رصفر کو امیر کبیر سیف الدین ارغون بن عبداللہ الدویدار الناصری نے وفات پائی' آپ نے طویل مدت تک نیابت مصر کا کام کیا' پھر سلطان آپ سے ناراض ہو گیا تو اس نے آپ کو حلب کی نیابت پر بھیج دیا' پس آپ نے ایک مدت تک وہاں قیام کیا' پھر ۱۷ ربیع الاول کو وہیں وفات پا گئے اور اس قبر میں دفن ہوئے' جسے آپ نے حلب میں خریدا تھا' آپ فہیم اور فقیہ تھے' اور آپ میں دینداری اور اتباع شریعت پائی جاتی تھی' اور آپ نے حجاز سے بخاری کا سماع کیا اور تمام بخاری کو اپنی تحریر میں لکھا اور بعض علماء نے آپ کو افتاء کی اجازت دی اور آپ شیخ تقی الدین ابن تیمیہ کی طرف میلان رکھتے تھے اور وہ مصر میں تھے آپ نے وفات پائی اور ابھی آپ کی عمر پورے پچاس سال نہ ہوئی تھی اور آپ کھیل کو ناپسند کرتے تھے اور جب آپ نہر الساجور کے استقبال کو نکلے تو ذلت و مسکنت کے ساتھ نکلے اور اسی طرح اُمراء بھی آپ کے ساتھ تکبیر وتہلیل اور تحمید کرتے ہوئے پیادہ پا روانہ ہوئے اور آپ نے اس بارے میں گانے اور لہو ولعب سے منع کیا۔ رحمہ اللہ۔

قاضی ضیاء الدین:

ابوالحسن علی بن سلیم بن ربیع بن سلیمان الاذرعی الشافعی آپ ساٹھ سال کی مدت تک القضیہ کی ولایت میں بہت سے مدارس میں منتقل ہوتے اور طرابلس، عجلون اور زرع وغیرہ میں فیصلے کیے اور آپ کو فضیلت حاصل تھی اور آپ کی بہت سی نظمیں بھی ہیں آپ نے التنبیہ کو تقریباً سولہ ہزار اشعار میں نظم کیا ہے اور اس کی تصحیح کو تیرہ سو اشعار میں نظم کیا ہے اور آپ کی مدائح، موالیا اور ازجال وغیرہ بھی ہیں پھر ۱۳ ربیع الاوّل جمعہ کے روز ۸۵ سال کی عمر میں آپ نے رملہ میں وفات پائی رحمہ اللہ۔ اور آپ کے متعدد بیٹے ہیں جن میں عبدالرزاق ایک فاضل شخص ہے اور اس نے علم شریعت اور طبیعت کے درمیان موافقت کی ہے۔

ابودبوس عثمان بن سعید المغربی:

ایک وقت میں یہ بلاد قابس میں بادشاہ بن گیا پھر ایک جماعت اس پر متغلب ہوگئی اور اس نے اسے اس سے چھین لیا تو یہ مصر چلا گیا اور وہاں اقامت اختیار کر لی اور جاگیریں دیں اور یہ مغاربہ کے لباس تلوار گلے میں لٹکا کر فوج کے ساتھ سوار ہوا کرتا تھا اور یہ خوبصورت ہیئت والا تھا اور خدمت پر مواظبت کرتا تھا' یہاں تک کہ جمادی الاولیٰ میں فوت ہو گیا۔

علامہ ضیاء الدین ابوالعباس:

احمد بن قطب الدین محمد بن عبدالصمد بن عبدالقادر السنباطی' الشافعی الحسامیہ کا مدرس اور مصر کا نائب الحکم' اس نے بہت سی جگہوں میں دُہرائی کی اور اپنے والد سے فقہ سیکھی اور جمادی الآخرۃ میں وفات پائی اور اس کے بعد ناصر الدین تبریزی نے الحسامیہ کی ذمہ داری کو سنبھالا۔

صدر کبیر تاج الدین الکارمی:

جو ابن الربالی کے نام سے مشہور ہیں' آپ دمشق الکارمیہ اور مصر کے سب سے بڑے تاجر تھے' آپ نے جمادی الآخرۃ میں وفات پائی' آپ نے سامانِ تجارت' اثاث اور املاک کے علاوہ ایک لاکھ دینار پیچھے چھوڑا۔

علامہ فخر الدین:

عثمان بن ابراہیم بن مصطفیٰ بن سلیمان بن الماردانی الترکمانی الحنفی' اس فخر الدین نے الجامع کی شرح کی ہے اور ایک سو کاغذ میں اس کے درس دیئے ہیں اور رجب میں اے سال کی عمر میں وفات پائی ہے اور آپ شجاع' عالم' فاضل' باوقار' فصیح اور خوش طبع شخص تھے' اور آپ کی نظم بھی اچھی ہے اور آپ کے بعد آپ کے بیٹے تاج الدین نے المنصوریہ کو سنبھالا۔

تقی الدین عمر ابن الوزیر شمس الدین:

محمد بن عثمان بن السلعوس' آپ کا باپ جب سزا پا کر فوت ہوا تو آپ چھوٹے بچے تھے' پھر آپ نے خدام میں پرورش پائی' پھر سلطان نے آخر وقت میں آپ کو طلب کیا اور آپ کو مصر کی کچہریوں کی نگہداشت کا کام سپرد کیا اور آپ نے اسے ایک دن سنبھالا اور جمعرات کے روز سلطان کے سامنے حاضر ہو گئے' پھر اس کے ہاں سے باہر نکلے تو آپ کی حالت خراب ہو گئی' اور آپ پالکی میں اپنے گھر پہنچے اور ۲۶ ذی القعدہ ہفتے کے دن کی صبح کو وفات پا گئے' اور جامع عمرو بن العاص میں آپ کا جنازہ پڑھا گیا اور القرافہ

میں اپنے باپ کے پاس دفن ہوئے اور آپ کا جنازہ بہت بھرپور تھا۔

جمال الدین ابوالعباس:

احمد بن شرف الدین بن جمال الدین محمد بن ابی الفتح نصر اللہ بن اسد بن حمزہ بن اسد بن علی بن محمد التمیمی الدمشقی ابن القلانسی' افواج کے قاضی اور بیت المال کے وکیل اور امینیہ وغیرہ کے مدرس' آپ نے ''التنبیہ'' کو حفظ کیا' پھر الرافعی کی ''المحرر'' کو حفظ کیا اور آپ اسے مستحضر کرتے تھے' آپ نے شیخ تاج الدین الفزاری سے اشتغال کیا اور طلب علم و امارت کے لیے آگے بڑھے اور بڑی جہات کو سنبھالا اور کئی جگہوں میں پڑھایا' اور آپ اپنے وقت میں امارت' گھرانے اور دینی اور دنیوی مناصب کے لحاظ سے متفرد تھے اور آپ اہل علم' فقراء اور صالحین کے ساتھ تواضع' حسن ارادہ' محبت اور احسان کے ساتھ پیش آئے تھے' اور آپ کو انشاء کی اجازت حاصل تھی اور آپ نے میری موجودگی میں اس کافی البدیہہ خطبہ لکھا اور خوب لکھا اور اس کی اچھی تعبیر کی اور میری نگاہوں میں بڑے ہو گئے۔

آپ نے ۱۸ رذوالقعدہ کو سوموار کے روز وفات پائی اور السفح میں ان کے قبرستان میں دفن ہوئے اور آپ نے مشائخ کی ایک جماعت سے حدیث کا سماع کیا اور فخر الدین بعلبکی نے آپ کے لیے مشیخت کی تربیت کی اور ہم نے اسے آپ سے سماع کرایا۔

۷۳۲ھ

اس سال کا آغاز ہوا تو وہی حکام تھے جو پہلے تھے اور اس کے آغاز میں القیساریہ فتح ہوا' جو فولاد کے پگھلانے کی جگہ تھا' اور اس کے اردگرد تنکز قیساریہ ایک تالاب میں تھا اور بدھ کے روز امینیہ اور ظاہریہ میں علاؤ الدین بن القلانسی نے اپنے بھائی جمال الدین کی بجائے پڑھایا اور العصرونیہ کے درس میں اپنے بھتیجے امین الدین محمد بن جمال الدین کا ذکر کیا اور العصرونیہ کو اس کے چچا نے اس کے لیے چھوڑ دیا' اور دونوں کے پاس اعیان کی ایک جماعت حاضر ہوئی اور ۹ رمحرم کو حمص میں بہت سیلاب آیا' جس کی وجہ سے بہت سے لوگ غرق ہو گئے' اور لوگوں کی بہت سی اشیاء بھی تباہ ہو گئیں اور جو لوگ اس میں مرے ان میں تقریباً دوسو عورتیں نائب کے حمام میں مرگئیں' وہ ایک دلہن یا دو دلہنوں کے پاس اکٹھی ہوئی تھیں پس وہ سب کی سب مرگئیں۔

اور صفر میں تنکز نے سوق الخیل کے سامنے کی دیواروں کو باب الفرادیس تک سفیدی کرنے کا حکم دیا اور الظاہر کی سرائے کو از سرنو تعمیر کرنے کا حکم دیا اور اس نے اس پر تقریباً ستر ہزار درہم خرچ کیے' اور اس ماہ میں لاجین الصغیر کا تابوت البیرہ سے پہنچا اور اسے مشرقی دروازے سے باہر اس کی قبر میں دفن کر دیا گیا اور ۹ ربیع الآخر کو عماد الدین طرطوسی' شیخ رضی الدین المنطقی متوفی کی بجائے القیمازیہ میں درس کے لیے حاضر ہوا اور قضاۃ اور اعیان اس کے پاس حاضر ہوئے اور یکم ربیع الآخر کو ملک افضل علی بن ملک المؤید حاکم حماۃ کو اس نے خلعت دیا اور سلطان ملک ناصر نے اسے اس کے باپ کی جگہ اس کے فوت ہو جانے کی وجہ سے حاکم مقرر کیا اور وہ مصر میں جماعتوں کے ساتھ سوار ہوا اور سبابہ اور فاشیہ اس کے آگے آگے تھے اور اس ماہ کے نصف میں شمس الدین اصفہانی شارح

المختصر اور مدرس الرواحیہ ڈاک کے گھوڑوں پر دیارِ مصر کی طرف روانہ ہوا اور دمشق اور اہل دمشق کو چھوڑ گیا اور قاہرہ کو وطن بنالیا۔

اور ۹؍ جمادی الآخرۃ جمعہ کے روز اس نے اس جامع میں خطبہ دیا جسے امیر سیف الدین آل ملک نے تعمیر کیا تھا اور نور الدین علی بن شعیب الحسنبلی خطیب مقرر ہوا اور اس ماہ میں سلطان نے امراء کی ایک جماعت کو الصعید کی طرف بھیجا اور انہوں نے چھ سو راہزنوں کا گھیراؤ کرلیا اور ان کے چھ آدمی مارے گئے۔

اور جمادی الآخرۃ میں نور الدین ابن الخشاب نے دمشق میں الطرقشی کی بجائے کچہریوں کے انتظام کو سنبھالا' اور ۱۱؍ رجب بدھ کے روز قاضی القضاۃ علاؤ الدین بن الشیخ زین الدین بن المنجا کو' شرف الدین بن الحافظ کی بجائے' حنابلہ کی قضاء کا خلعت دیا گیا اور اس کا حکمنامہ جامع میں پڑھا گیا اور قضاۃ واعیان حاضر ہوئے' اور دوسرے دن اس نے برہان الدین الزرعی کو نائب مقرر کیا۔

اور رجب میں شمس الدین موسیٰ بن التاج اسحاق نے' فخر الدین کاتب الممالیک متوفی کی بجائے افواج کی نگہداشت کا کام سنبھالا اور اس کی جگہ النشو نے خواص کی نگرانی کا کام سنبھالا اور اسے چادر کا خلعت دیا۔ اور جب شعبان آیا تو اسے اور اس کے بھائی العلم الناظر کچہری کو معزول کر دیا گیا اور ان سے مطالبے کیے گئے' اور انہیں بہت مارا گیا' اور المکین بن قرومنیۃ نے فوج کی نگرانی اور اس کے بھائی شمس الدین بن قرومنیۃ نے کچہریوں کی نگرانی کا کام سنبھال لیا۔

اور شعبان میں امیر سیف الدین بکتمر الساقی کی بیٹی کے ساتھ انوک کی شادی ہوئی۔

بیان کیا جاتا ہے کہ اس کا نام محمد بن السلطان الملک الناصر تھا' اور اس کا جہیز ایک کروڑ دینار کا تھا' اور اس نے اس دعوتِ ولیمہ میں تقریباً بیس ہزار بکریوں' مرغوں' بطخوں' گھوڑوں اور گایوں کو ذبح کیا اور تقریباً اٹھارہ ہزار قنطار حلوہ اٹھایا گیا اور تین ہزار قنطار شمعیں اٹھائی گئیں' یہ شیخ ابوبکر کا قول ہے اور یہ دعوتِ ولیمہ ۱۱؍ شعبان کو جمعہ کی رات کو ہوئی۔

اور اسی شعبان میں قاضی محی الدین بن فضل اللہ کو مصر کی سیکرٹری شپ سے شام کی سیکرٹری شپ کی طرف منتقل کیا گیا' اور شرف بن شمس الدین بن الشہاب محمود کو مصر کی سیکرٹری شپ کی طرف منتقل کر دیا گیا' اور ۱۵؍ شعبان کو الشامیۃ البرانیۃ میں جمعہ قائم کیا گیا اور اس میں قضاۃ اور امراء حاضر ہوئے اور شیخ زین الدین عبدالنور المغربی نے وہاں خطبہ دیا' اور یہ امیر حسام الدین الیشقدار کے مشورہ سے ہوا جو شام میں حاجب تھا' اور اس کی طرف سے کمال الدین ابن الزکی نے خطبہ دیا' اور اس ماہ میں نائب السلطنت نے سوق الخیل سے میدان الحصار تک گھروں کو سفیدی کرنے کا حکم دیا تو ایسے ہی کیا گیا۔ اور اس ماہ میں فرات میں بڑا سیلاب آیا' جس کی مثل نہیں سنی گئی۔ اور وہ سیلاب بارہ دن رہا اور کوفہ کے بہت سے اموال کو تباہ کر دیا اور اس نے اس پل کو بھی توڑ دیا جو دیر بسر کے پاس ہے اور وہاں بھاؤ گراں ہوگئے اور وہ پل کی مرمت میں لگ گئے' پھر وہ دوسری دفعہ ٹوٹ گیا۔

اور ۹؍ شوال ہفتے کے روز' شامی قافلہ روانہ ہوا اور اس کا امیر سیف الدین اُوذان اور قاضی جمال الدین ابن الشریشی تھے اور اَب وہ قاضی حمص ہے' اور اس سال سلطان نے حج کیا اور قاضی القضاۃ قزوینی' عزالدین بن جماعۃ' موافق الدین حنبلی اور ستر اُمراء نے اس کی صحبت کی اور ۲۱؍ شوال جمعرات کی رات کو اس نے الصاحب عزالدین غبریال کو مدرسہ نجیبیہ جوانیہ سے ہٹانے کا حکم لکھا اور اس سے مطالبہ کیا گیا اور اس سے بہت سے اموال لے گئے اور آئندہ سال کے محرم میں اسے چھوڑ دیا گیا۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

شیخ عبدالرحمٰن بن ابی محمد بن محمد

ابن سلطان القرانذی، جو ایک مشہور عابد درویش، جامع اموی کے گوشہ نشین اور بکثرت تلاوت وذکر کرنے والے ہیں، آپ کے اصحاب آپ کے پاس آ کر بیٹھتے ہیں اور اس کے باوجود ان کے پاس دولت اور املاک ہیں، آپ نے آغاز محرم میں ۸۵ یا ۸۶ سال کی عمر میں وفات پائی اور باب الصغیر میں دفن ہوئے اور آپ نے حدیث کا سماع کیا اور علم سے اشتغال کیا، پھر اسے چھوڑ کر عبادت میں مصروف ہو گئے یہاں تک کہ فوت ہو گئے۔

ملک مؤید حاکم حماۃ:

عماد الدین اسماعیل بن ملک افضل نورالدین علی بن ملک مظفر تقی الدین، محمود بن ملک منصور ناصرالدین محمد بن ملک مظفر تقی الدین عمر بن شہنشاہ بن ایوب، آپ کو متعدد علوم یعنی فقہ، ہیئت، طب وغیرہ میں بہت فضائل حاصل تھے، اور آپ کی متعدد تصانیف ہیں جن میں تاریخ حافل دو جلدوں میں ہے اور نظم الحاوی وغیرہ بھی ہے اور آپ علماء سے محبت کرتے تھے اور فنون کثیرہ میں ان کو شریک کرتے تھے اور آپ بنی ایوب کے فضلاء میں سے تھے۔ آپ نے ۷۲۱ھ سے لے کر اس وقت تک حماۃ کی بادشاہت سنبھالی اور ملک ناصر آپ کی تعظیم وتکریم کرتا تھا اور آپ کے بعد آپ کا بیٹا افضل علی بادشاہ بنا۔

آپ نے ۲۸ رمحرم کو جمعرات کی سحر کو وفات پائی اور چاشت کے وقت آپ کو حماۃ کے باہر اپنے والدین کے پاس دفن کیا گیا۔

قاضی تاج الدین السعدی:

تاج الدین ابوالقاسم عبدالغفار بن محمد بن عبدالکافی بن عوض بن سنان بن عبداللہ السعدی الفقیہ الشافعی، آپ نے کثیر سماع کیا اور تین جلدوں میں اپنے لیے معجم نکالا اور خود بہت کچھ پڑھا اور شاندار تحریر لکھی اور آپ اس فن کے ماہر عارف تھے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ آپ نے اپنے خط میں تقریباً پانصد جلدیں لکھیں، اور آپ شافعی مفتی تھے اس کے باوجود آپ نے ایک وقت قاضی حنبلی کی نیابت کی اور مدرسہ صاحبیہ کی مشیخت سنبھالی، آپ نے ۸۲ سال کی عمر میں ربیع الاوّل کے آغاز میں مصر میں وفات پائی۔ رحمہ اللہ۔

شیخ رضی الدین بن سلیمان:

المنطقی الحنفی بلادِ تونیہ میں آپ اصل کریم باپ سے ہے، آپ نے حماۃ میں پھر دمشق میں قیام کیا اور القیمازیہ میں پڑھایا، اور آپ منطق اور جدل میں فاضل تھے، اور ایک جماعت نے اس کے متعلق آپ سے اشتغال کیا، آپ نے ۸۶ سال کی عمر پائی اور سات مرتبہ حج کیا اور ۲۶ ربیع الاوّل کو جمعہ کی رات کو وفات پائی، اور الصوفیہ میں دفن ہوئے۔

امام علاؤالدین طیبغا:

اور ربیع الاوّل میں امام علاؤالدین طیبغا نے وفات پائی اور الصالحیہ میں اپنی قبر میں دفن ہوئے اور اسی طرح امیر سیف الدین زولاق نے بھی وفات پائی اور اسی طرح اپنی قبر میں دفن ہوئے۔

قاضی القضاۃ شرف الدین ابو محمد:

عبداللہ بن الحسن بن عبداللہ بن الحافظ عبدالغنی المقدسی الحنبلی‘ آپ ۶۴۶ھ کو پیدا ہوئے اور مدت تک ابن مسلم کی نیابت سنبھالی‘ پھر کئی سال قضا کا کام سنبھالا‘ پھر جمادی الاولیٰ کے آغاز میں جمعرات کی رات کو اچانک آپ کی وفات ہو گئی اور دوسرے دن شیخ ابو عمر کے قبرستان میں دفن ہوئے۔

شیخ یاقوت الحبشی:

الشاذلی الاسکندرانی‘ آپ ۸۰ سال کی عمر کو پہنچے اور آپ کے اتباع بھی تھے اور آپ کے اصحاب میں شمس الدین ابن اللبان الفقیہ الشافعی بھی تھے اور وہ آپ کی تعظیم وتعریف کرتے تھے اور آپ کی طرف مبالغہ آمیز باتیں منسوب کرتے تھے جن کی صحت و کذب کو اللہ بہتر جانتا ہے‘ آپ نے جماد میں وفات پائی اور آپ کا جنازہ بہت بھرپور تھا۔

النقیب ناصح الدین:

محمد بن عبدالرحیم بن قاسم بن اسماعیل الدمشقی‘ آپ کی اصل قبطی ہے۔ آپ نے اسلام قبول کیا اور بہت اچھے مسلمان ہوئے‘ آپ کے بہت سے اوقاف تھے‘ اور اہل علم کے ساتھ آپ بہت حسن سلوک کرتے تھے اور آپ صدر معظم تھے‘ سلطان کی طرف سے آپ کو بہرہ وافر حاصل ہوا اور قدس شریف میں الفخریۃ آپ کی طرف منسوب ہے‘ آپ نے ۱۵؍ رجب کو وفات پائی اور آپ کی وفات کے بعد آپ کے اموال واملاک کی محافظت کی گئی۔ رحمہ اللہ۔

امیر سیف الدین الجای الدویدار الملکی الناصری:

آپ فاضل حنفی فقیہ تھے‘ آپ نے اپنے خط میں چوکور لکھا اور بہت سی معتبر کتابیں حاصل کیں اور آپ اہل علم کے ساتھ بہت حسن سلوک کرتے تھے‘ آپ نے رجب کے آخر میں وفات پائی۔ رحمہ اللہ۔

فاضل‘ ماہر اور حاذق طبیب:

امین الدین سلیمان بن داؤد بن سلیمان‘ آپ دمشق میں رئیس الاطباء تھے اور مدت تک ان کے مدرس رہے‘ پھر جمال الدین بن الشہاب الکحال کے ذریعے آپ کی موت سے کچھ عرصہ قبل ایک بات کی وجہ سے جس میں نائب السلطنت نے آپ کا مقابلہ کیا‘ آپ کو معزول کر دیا گیا‘ آپ نے ۲۶؍ شوال کو ہفتے کے روز وفات پائی اور القبیبات میں دفن ہوئے۔

شیخ القراء برہان الدین:

ابو اسحاق ابراہیم بن عمر بن ابراہیم بن خلیل الجعبری ثم الخلیلی الشافعی قرأت وغیرہ میں آپ کی بہت سی تصانیف ہیں‘ آپ ۶۴۰ھ میں قلعہ جعبر میں پیدا ہوئے اور بغداد میں اشتغال کیا‘ پھر دمشق آئے اور شہر خلیل میں تقریباً چالیس سال اقامت اختیار کر کے لوگوں کو پڑھاتے رہے اور الشاطبیہ کی شرح کی اور حدیث کا سماع کیا‘ اور آپ کو حافظ یوسف بن خلیل سے اجازت حاصل تھی اور آپ نظم ونثر میں عربی عروض اور قرأت میں تصانیف کیں‘ اور آپ فضائل‘ امارت‘ خیر‘ دیانت‘ عفت اور صیانت میں مشہور مشائخ میں سے تھے آپ نے ۵؍ رمضان کو اتوار کے روز وفات پائی اور شہر خلیل میں زیتون کے درخت تلے دفن ہوئے‘ آپ کی عمر ۹۲ سال تھی۔ رحمہ اللہ۔

قاضی القضاۃ علم الدین:

ابوعبداللہ محمد بن القاضی شمس الدین ابی بکر عیسیٰ بن بدران بن رحمہ الاخنائی السعدی المصری الشافعی آپ دمشق اور اس کے مضافات کے حاکم تھے اور عفیف' پاکدامن' ذہین' خوش بیان' محب فضائل اور اہل فضائل کی تعظیم کرنے والے تھے' آپ نے البدایہ الکبیرہ میں بہت سماع حدیث کرایا اور ۱۳ رذی القعدہ کو جمعہ کے روز وفات پائی اور قاسیون کے دامن میں اپنی بیوی کے پاس پہاڑ کی جانب سے العادل کتبغا کی قبر کے سامنے دفن ہوئے۔

قطب الدین موسیٰ:

ابن احمد بن الحسین بن شیخ السلامیہ' شامی فوجوں کے ناظر' آپ کے پاس بہت مال تھا' اور آپ کو فضائل بھی حاصل تھے اور اہل خیر کے ساتھ آپ حسن سلوک کرتے تھے' اور مہمات میں آپ کا قصد کیا جاتا تھا' آپ نے ۲ رذوالحجہ کو منگل کے روز وفات پائی اور آپ کی عمر ستر سال سے متجاوز تھی' اور اپنی قبر الناصریہ کے سامنے قاسیون میں دفن ہوئے' اور آپ شیخ علامہ عزالدین حمزہ مدرس الحنبلیہ کے والد تھے۔

۷۳۳ھ

اس سال کا آغاز بدھ کے دن سے ہوا اور حکام وہی تھے جن کا ذکر اس سے پہلے سال میں ہو چکا ہے۔ اور شافعیہ کا کوئی قاضی نہ تھا' اور حنفیہ کا قاضی عمادالدین طرطوسی اور مالکیہ کا قاضی شرف الدین ہمدانی اور حنابلہ کا قاضی علاؤ الدین ابن المنجا تھا اور سیکرٹری محی الدین بن فضل اللہ اور جماع کا ناظر عمادالدین بن الشیرازی تھا۔

اور ۲ رمحرم کو حجاز سے سلطان کی بخیریت واپسی اور اس کے اپنے ملک کے نزدیک پہنچنے کی خوشخبری دینے والا آیا اور خوشی کے شادیانے بجے اور شہر کو آراستہ کیا گیا' اور بشارت دینے والے نے امیر سیف الدین بکتمر الساقی اور اس کے بیٹے شہاب الدین احمد کی وفات کی خبر دی اور وہ دونوں حج کرنے کے بعد واپسی پر راستے میں مصر کے قریب تھے' پہلے والد پھر اس کے بعد اس کا باپ عیون القصب سے تین دن کے فاصلے پر تھے' پھر ان دونوں کو القرافہ میں ان کی قبروں میں منتقل کیا گیا اور بکتمر کے بہت سے اموال' جواہر' موتی' اسباب' متاع اور ذخائر پائے گئے' جو حدوشمار میں نہیں آسکتے اور اس نے الصاحب شمس الدین غبریال کو محرم میں چھوڑ دیا اور صفر میں اسے مصر طلب کیا گیا اور وہ ڈاک کے گھوڑوں پر گیا اور اس کی روانگی کے بعد اس کے اہل کی مخالفت کی گئی اور ان سے بیت المال کے لیے بہت سے اموال لیے گئے' اور آخر صفر میں الصاحب امین الملک دمشق میں غبریال کی بجائے کچہریوں کا ناظر بن کر آیا اور اس کے چار دن بعد قاضی فخر الدین بن الحلی قطب الدین ابن شیخ اسلامیہ کی وفات کے بعد فوج کا ناظر بن کر آیا۔ اور ۱۵ ر ربیع الاوّل کو ابن جملہ نے دمشق کے دارالسعادۃ میں شافعیہ کی قضا کا خلعت پہنا اور اسے پہن کر جامع کی طرف آیا اور العادلیہ کی طرف گیا اور وہاں اس کا حکمنامہ اعیان کی موجودگی میں پڑھا گیا اور آپ نے ماہ مذکور کی ۱۲ رتاریخ کو بدھ کے روز العادلیہ اور الغزالیہ میں پڑھایا' اور ۲۴ رتاریخ کو سوموار کے روز' اس کا بھتیجا جمال الدین محمود القیمریہ کی واپسی کے لیے حاضر ہوا' وہ اس سے آپ کے لیے

دستکش ہوگیا' پھر اسے مجلس میں نائب مقرر کیا اور العادلیہ کی طرف روانہ ہوگیا اور وہاں اس نے فیصلے کیے پھر اس کے بعد وہ برقرار نہ رہا اور اسی روز نیابت سے الگ کر دیا گیا اور اس کے بعد اس نے جمال الدین ابراہیم بن شمس الدین محمد بن یوسف الحسبانی کو نائب مقرر کیا اور وہ بہت والا شخص تھا اور اسے پاکیزگی اور احکام سے واقفیت حاصل تھی۔

اور ربیع الاوّل میں شہاب قرطائی نے طرابلس کی نیابت سنبھالی اور طبلان اس سے الگ ہو کر غزہ کی نیابت پر چلا گیا اور نائب غزہ نے حمص کو سنبھالا اور جو شخص ان کے احکام کو لایا اسے ان سے ایک لاکھ درہم ملے اور ربیع الآخر میں قاضی محیی الدین بن فضل اللہ اور اس کے بیٹے کو مصر کی سیکرٹری شپ کی طرف واپس لایا گیا اور شرف الدین ابن الشہاب محمود پہلے کی طرح شام کی سیکرٹری شپ پر واپس آ گیا اور اس ماہ کے نصف میں عماد الدین موسیٰ الحسینی نے اپنے بھائی شرف الدین عدنان کی بجائے' جو گذشتہ ماہ فوت ہو گئے تھے اور ان کے قبرستان میں مسجد الذبان کے پاس دفن ہوئے' اشراف کی نقابت سنبھالی' اور اس ماہ میں فخر مصری نے ابن جملہ کی بجائے الدولعیہ میں درس دیا' انہیں قضاء سنبھالنے کا حکم ہو گیا تھا' اور ۲۵ رجب کو قاضی علاؤ الدین بن شریف نے جو ابن الوحید کے نام سے مشہور ہیں' ابن جہبل کی بجائے جو گذشتہ ماہ فوت ہوئے تھے البادرائیہ میں درس دیا اور قضاۃ اور اعیان ان کے پاس حاضر ہوئے اور میں اور شیخ شمس الدین ابن الہادی اور دوسرے لوگ اس وقت قدس میں تھے اور اس ماہ میں سلطان ملک ناصر نے بندوق سے فائر کرنے سے منع کیا اور یہ کہ اس کی کمان نہ فروخت کی جائے نہ بنائی جائے اور یہ حکم اس لیے دیا گیا کہ بندوق کے فائر نے لوگوں کے بچوں کو خراب کر دیا تھا اور جو لوگ ایسا کرتے تھے ان پر لواط' فسق اور قلت دین کا غلبہ ہو گیا تھا اور مصری اور شامی بلاد میں اس کا اعلان کر دیا گیا۔

البرزالی نے بیان کیا ہے کہ ۱۵ شعبان کو سلطان نے حکم دیا کہ منجمین کو والی قاہرہ کے سپرد کر دیا جائے' پس انہیں عورتوں کا حال خراب کرنے کی وجہ سے مارا اور قید کیا گیا اور ان میں سے چار آدمی سزا کے تحت مر گئے' تین مسلمان تھے اور ایک نصرانی تھا اور شیخ ابوبکر الرحبی نے مجھے یہ بات لکھی' اور یکم رمضان کو شہاب الدین بن المروانی کی وفات کے بعد امیر فخر الدین ابن الشمس لولو کے دمشق میں البر کا امیر مقرر کرنے کا حکم لے کر پہنچا' اور رمضان میں مکہ سے دمشق خط پہنچا' جس میں اس نے بیان کیا کہ بلادِ حجاز میں بجلیاں گری ہیں اور مختلف جگہوں میں انہوں نے متفرق جماعتوں کو مار دیا ہے اور بہت سی بارشیں بھی ہوئی ہیں' اور ۴ رمضان کو ایلچی' قاضی محیی الدین بن جمیل کو طرابلس کی قضا کے سپرد کرنے کا حکم لے کر آیا' پس وہ اس کی طرف روانہ ہو گیا اور ابن المجد عبداللہ نے' اصبہانی کی بجائے الرواحیہ میں درس دیا' کیونکہ انہیں مصر میں قیام کرنے کا حکم ہو گیا تھا۔ اور آخر رمضان میں اس نے الصاحب علاؤ الدین اور اس کے بھائی شمس الدین موسیٰ بن التاج اسحاق کو ڈیڑھ سال قید کرنے کے بعد دونوں کو رہا کر دیا۔

اور شامی قافلہ ۱۰ رشوال کو جمعرات کے روز روانہ ہوا اور اس کا امیر بدر الدین بن معبد اور قاضی علاؤ الدین ابن منصور تھا' جو قدس میں مدرسہ تنکز میں حنفیہ کا مدرس تھا' اور حجاج میں صدر الدین مالکی' شہاب الدین ظہیری' محی الدین ابن الاعقف اور دوسرے لوگ شامل تھے اور ۱۳ رشوال کو اتوار کے روز ابن جمعہ نے اتابکیہ میں ابن جمیل کی بجائے درس دیا' ابن جمیل نے طرابلس کی قضاء کی ذمہ داری سنبھال لی تھی' اور ۲۰ رشوال کو اتوار کے روز' قاضی شمس الدین محمد بن کامل التدمری نے جو ابن جملہ کی نیابت

میں دمشق میں خلیل میں خطابت کرتے تھے فیصلے کیے اور لوگ آپ کے دین اور فضیلت سے خوش ہوئے۔

اور ذوالقعدہ میں تمیز نے دوادار ناصر الدین محمد کو گرفتار کر لیا اور وہ اس کے ہاں بہت مرتبہ رکھتا تھا اور اس نے اپنے سامنے اسے تختے پر کھڑا کر کے ضربیں لگائیں اور اس سے بہت سے اموال حاصل کیے پھر اس نے اسے قلعہ میں محبوس کر دیا پھر اسے قدس کی طرف جلاوطن کر دیا اور اس نے آپ کے اصحاب کی ایک جماعت کو بھی مارا جس میں علاؤ الدین بن منقذ حاجب العرب بھی شامل تھا' اور اس نے دو دفعہ اس کی زبان قطع کی اور وہ مر گیا اور حکومت بدل گئی' اور دوسری حکومت آ گئی' جس کا پیشرو اس کے نزدیک وہ حمزہ تھا' جو اس آخری عرصے میں اس کا داستان گو اور دوست تھا' اور الدوادار ناصر الدین اور اس کے لواحقین اور دوستوں سے آسودگی دور ہو گئی۔

اور ۲۸ رذی القعدہ منگل کے روز' کعبہ میں آہنی دروازہ لگایا گیا' سلطان نے اسے سبط احمر سے مرصع کر کے بھیجا' گویا کہ وہ آبنوس ہے' جس پر چاندی کے پترے مڑھے گئے ہیں' جن کا وزن ۳۵ ر ہزار تین سو اور کسر ہے اور اس نے پرانے دروازے کو اُکھاڑ دیا اور وہ ساکھو کی لکڑی کا تھا' اور اس پر چوڑے پتھر تھے' جنہیں بنوشیبہ نے لے لیا اور اس کا وزن ساٹھ رطل تھا' اور انہوں نے انہیں تبرک کی وجہ سے ہر درہم دو درہم کے بدلے فروخت کر دیا اور یہ غلط کام تھا' اور یہ سود تھا' چاہیے تھا کہ وہ انہیں سونے کے عوض فروخت کرتے تا کہ اس سے سود حاصل نہ ہوتا' اور اس نے پرانے دروازے کی لکڑیوں کو کعبہ کے اندر چھوڑ دیا اور اس پر حاکم یمن کا نام فروتین میں لکھا تھا' ان میں سے ایک پر تھا: اللّٰھم یا ولی یا علی اغفر یوسف بن عمر بن علی. ''اے اللہ! اے ولی! اے علی! یوسف بن عمر بن علی کو بخش دے''۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

شیخ تقی الدین محمود علی:

ابن محمود بن مقبل الدقوقی ابوالثناء بغدادی' جو پچاس سال سے محدث بغداد تھا' آپ ان کے لیے حدیث پڑھتے تھے' اور آپ نے المستنصریہ میں مشیخۃ الحدیث کو سنبھالا' اور آپ قوی' محصل اور ماہر تھے اور وعظ کرتے تھے اور خوشی اور مصیبت پر صبر کرنے کے بارے میں گفتگو کرتے تھے اور آپ اپنے زمانے اور ملک میں یگانہ تھے' آپ نے محرم میں تقریباً ستر سال کی عمر میں وفات پائی اور آپ کے جنازے میں بہت لوگ شامل ہوئے' اور امام احمد کے قبرستان میں دفن ہوئے اور آپ نے ایک درہم بھی پیچھے نہ چھوڑا اور آپ کے دو قصیدے ہیں جن میں آپ نے شیخ تقی الدین ابن تیمیہ کا مرثیہ کہا ہے' آپ نے ان دونوں کو حافظ البرزالی کی طرف لکھا۔ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

شیخ امام عزالقضاۃ:

فخر الدین ابو محمد عبدالواحد بن منصور بن محمد بن المنیر المالکی الاسکندری' آپ مشہور فضلاء میں سے ایک تھے' آپ کی تفسیر چھ جلدوں میں ہے اور رسول اللہ ﷺ کے بارے میں خوبصورت قصائد بھی ہیں' آپ نے کثیر سماع کیا اور روایت کی ہے اور جمادی الاولیٰ میں ۸۲ سال کی عمر میں وفات پائی اور اسکندریہ میں دفن ہوئے۔

قاضی القضاۃ ابن جماعۃ:

شیخ الاسلام بدرالدین ابوعبداللہ محمد بن الشیخ الامام الزاہد ابی اسحاق ابراہیم ابن سعد اللہ ابن جماعۃ بن حازم بن صخر الکنانی الحموی الاصل۔ آپ ۴ ربیع الآخر ۶۳۹ھ کو ہفتے کی رات کو حماۃ میں پیدا ہوئے اور حدیث کا سماع کیا اور علم سے اشتغال کیا اور متعدد علوم حاصل کیے اور سبقت کر کے اپنے ہمسروں کے سردار بن گئے اور القیمریہ کی تدریس کا کام سنبھالا' پھر قدس شریف میں فیصلہ اور خطابت سنبھالی' پھر ایام اشرفیہ میں مصر کی قضاء کی طرف منتقل ہو گئے' پھر اس وقت وہاں بڑی تدارلیس کو سنبھالا' پھر شام کی قضاء کو سنبھالا اور طویل مدت تک آپ کے پاس خطابت' مشیخۃ الشیوخ اور تدریس العادلیہ وغیرہ اکٹھی رہیں اور یہ سب کام امارت' دیانت' صیانت تقویٰ کے باعث اور اذیت سے رکنے کے ساتھ تھے اور آپ کی نافع اور فائق تصانیف بھی ہیں اور آپ کے خطبات بھی جمع کیے گئے ہیں جو آپ وہاں خوش آواز اور محراب میں قرأت وغیرہ کے ساتھ دیا کرتے تھے' پھر شیخ تقی الدین بن دقیق العید کے بعد آپ دیار مصر کی قضاء کی طرف منتقل ہو گئے اور مسلسل وہاں حاکم رہے' حتیٰ کہ نابینا اور بڑی عمر کے ہو گئے اور آپ کے احوال کمزور ہو گئے اور آپ نے استعفیٰ دے دیا جسے منظور کر لیا گیا اور آپ کی جگہ قزوینی نے سنبھال لی اور آپ کے پاس بعض جہات باقی رہ گئیں اور آپ کے لیے بہت سے وظائف مقرر کیے گئے یہاں تک کہ آپ ۲۱ رجمادی الاولیٰ کو سوموار کے روز عشاء کے بعد وفات پا گئے اور آپ نے ۹۴ رسال ایک ماہ اور چند یوم پورے کیے اور دوسرے دن ظہر سے قبل مصر کی جامع ناصری میں آپ کا جنازہ پڑھا گیا اور القرافہ میں دفن ہوئے اور آپ کا جنازہ بہت بڑا اور بھرپور تھا۔ رحمہ اللہ۔

الشیخ الفاضل مفتی فلسطین:

شہاب الدین ابوالعباس احمد بن محیی الدین یحییٰ بن تاج الدین بن اسماعیل بن طاہر بن نصر اللہ بن جہبل' حلبی الاصل ثم الدمشقی الشافعی' آپ اعیان فقہاء میں سے تھے اور ۶۷۰ھ میں پیدا ہوئے اور علم سے اشتغال کیا اور مشائخ کے ساتھ رہے اور ہمیشہ شیخ الصدر بن الوکیل کے ساتھ رہے اور قدس میں الصلاحیہ میں پڑھایا' پھر اسے چھوڑ کر دمشق آ گئے اور مدت تک دارالحدیث الظاہریہ کی مشیخت کو سنبھالا' پھر البادرائیہ کی مشیخت سنبھالی اور الظاہریہ کو چھوڑ دیا اور البادرائیہ کی تدریس پر قائم رہے' یہاں تک کہ فوت ہو گئے اور ان دونوں میں سے کسی ایک سے بھی تنخواہ نہ لی' اور ۹ رجمادی الآخرۃ کو جمعرات کے دن عصر کے بعد وفات پا گئے اور نماز کے بعد آپ کا جنازہ پڑھا گیا اور الصوفیہ میں دفن ہوئے' اور آپ کا جنازہ بہت بھرپور تھا۔

تاج الدین عبدالرحمٰن بن ایوب:

۶۶۰ھ میں مردوں کو غسل دینے والا' بیان کیا جاتا ہے کہ آپ نے ساٹھ ہزار مردوں کو غسل دیا اور رجب میں وفات پائی' آپ کی عمر ۸۰ سال سے متجاوز تھی۔

شیخ فخر الدین ابومحمد:

عبداللہ بن محمد بن عبدالعظیم ابن السقطی الشافعی' آپ خزانہ کے سرٹیفکیٹ کے منتظم تھے' اور باب النصر کے پاس فیصلوں کے نائب تھے' اور القرافہ میں دفن ہوئے۔

امام فاضل مجموع الفضائل۔

شہاب الدین ابوالعباس احمد بن عبدالوہاب البکری حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی نسبت سے آپ البکری کہلاتے ہیں۔ آپ لطیف المعانی اور بہت کتابت کرنے والے تھے اور ایک دن میں تین کاغذ لکھتے تھے آپ نے آٹھ دفعہ بخاری کو لکھا اور آپ اس کا مقابلہ کرتے اور اسے جلد کرتے اور اس کا ایک نسخہ ایک ہزار درہم میں فروخت کرتے اور آپ نے تیس جلدوں میں تاریخ کو جمع کیا ہے اسی طرح آپ اسے ایک ہزار درہم سے بھی زیادہ میں فروخت کرتے۔

اور بیان کیا گیا ہے کہ آپ کی ایک کتاب تین جلدوں میں ہے جس کا نام آپ نے **"مُنتھی الارب فی علم الادب"** رکھا ہے مختصر یہ کہ آپ اپنے وقت میں ایک نادر شخصیت تھے آپ نے ۲۰؍رمضان جمعہ کے روز وفات پائی۔

شیخ علی بن الحسن:

بن احمد الواسطی آپ خیر وصلاح اور کثرتِ عبادت وتلاوت اور حج میں مشہور تھے بیان کیا جاتا ہے کہ آپ نے چالیس سے زیادہ حج کیے ہیں آپ بارعب اور فضیلت والے تھے آپ نے محرم ہونے کی حالت میں ۲۸؍ذوالقعدہ کو منگل کے روز وفات پائی آپ کی عمر ۸۰ سال کے قریب تھی۔

امیر عزالدین ابراہیم بن عبدالرحمٰن:

ابن احمد ابن القواس آپ بعض سلطانی جہات میں حملے کے منتظم تھے اور عقبیہ صغیرہ میں آپ کا ایک خوبصورت گھر تھا اور جب آپ کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ نے وصیت کی کہ اسے مدرسہ بنا دیا جائے اور آپ نے اس پر اوقاف وقف کیے اور اس کی تدریس کے لیے شیخ عمادالدین الکردی الشافعی کو مقرر کیا آپ نے ۲۰؍ذی الحجہ کو بدھ کے روز وفات پائی۔

۷۳۴ھ

اس سال کا آغاز اتوار کے روز سے ہوا اور شہروں کے حکام وہی تھے جن کا ذکر اس سے پہلے سال میں ہو چکا ہے اور ۲؍ربیع الاوّل کو جمعہ کے روز الخاتونیۃ البرانیۃ میں جمعہ شروع کیا گیا اور وہاں شمس الدین النجار نے خطبہ دیا جو اموی میں مقررہ مؤذن تھا اور اس نے جامع القابون کی خطابت کو ترک کر دیا۔

اور اس ماہ کے آغاز میں امیر شمس الدین محمد التدمری قدس کا حاکم بن کر اس کی طرف روانہ ہو گیا اور دمشق کے فیصلوں کی نیابت سے الگ ہو گیا اور اس ماہ کی تین تاریخ کو زین الدین عبدالرحیم ابن قاضی القضاۃ بدرالدین بن جماعۃ مصر سے قدس کی خطابت کے لیے آیا اور دمشق میں اسے خلعت دیا گیا پھر وہ اس کی طرف روانہ ہو گیا اور ربیع الاوّل کے آخر میں امیر ناصرالدین بن بکتاش الحسامی نے شرف الدین محمود بن الخطیری کی بجائے اوقاف کی مضبوطی کا کام سنبھالا اور اپنے اہل کے ساتھ اپنے بھائی بدرالدین مسعود کی نیابت میں امیر بن کر مصر کی طرف روانہ ہو گیا اور قاضی علاؤالدین ابن القلانسی اور بقیہ کونسلوں اور میل جول رکھنے والوں کو جو ملک الامراء تنکز کے دروازے پر رہتے تھے معزول کر دیا اور ان سے دو لاکھ دراہم کا مطالبہ کیا گیا اور اس نے غزہ سے اس کے ناظر جمال الدین یوسف جوالسنی المستوفی کا داماد ہے بلایا اور اس نے دیوانِ نائب اور شفاخانہ نوری کی نگرانی کو حسب دستور سنبھال لیا۔

اور ماہ ربیع میں تنکز نے باب توما کی درستگی کا حکم دیا۔ پس وہ اس کام میں مشغول ہو گیا اور اس کے دروازے کو دس ہاتھ بلند کر دیا اور بہت جلد اس کے پتھروں اور لوہے کو از سر نو لگا دیا اور اس وقت دمشق میں سیلاب آیا جس نے کچھ دیواروں کو گرا دیا پھر وہ آہستہ آہستہ کم ہو گیا اور ربیع الاول کے اوائل میں جمال الدین آقوش نائب الکرک مصر سے طرابلس کا نائب بن کر جاتے ہوئے آیا اور جمادی الاولیٰ میں قاضی شہاب الدین نے ابن المجد عبداللہ کو دار السعادۃ میں طلب کیا اور اسے ابن القلانسی کی بجائے بیت المال کا وکیل مقرر کیا گیا اور مصر سے اس کا حکمنامہ پہنچ گیا اور لوگوں نے اسے مبارکباد دی اور اسی ماہ میں امیر نجم الدین ابن الزبیق کو نابلس کی امارت سے طلب کر کے دمشق کی کچہریوں کا منتظم مقرر کیا گیا' اور ابن الخشاب کے کئی ماہ بعد تک اس کا عہدہ خالی رہا اور رمضان میں شیخ بدر الدین ابوالیسر ابن الصائغ نے زین الدین ابن جماعۃ کی بجائے قدس میں خطبہ دیا' کیونکہ اس نے اس سے اعراض کر لیا تھا' اور اپنے شہر کیطرف واپس آنے کو پسند کیا تھا۔

قاضی ابن جملہ کا قضیہ:

جب رمضان کا آخری عشرہ آیا تو قاضی ابن جملہ اور شیخ ظہیر' شیخ ملک الامراء جو ابن جملہ کو قضاء سپرد کرنے میں سفیر تھا' کے درمیان ان امور میں جو اس کے الدوادار کے درمیان تھے' جھگڑا اور مقابلہ ہو گیا' اس کا ناصر الدین نے کیا ہے۔ اور دونوں میں سے ہر ایک نے دوسرے کے برخلاف حلف اُٹھایا اور دونوں دار السعادۃ سے مسجد میں جدا ہو گئے' اور جب قاضی العادلیہ میں اپنے گھر واپس آیا تو شیخ ظہیر نے اس کی طرف پیغام بھیجا کہ وہ اس کے بارے میں مصلحت کے مطابق فیصلہ کرے اور یہ نائب کے حکم سے ہوا' گویا باطن میں یہ فریب تھا' اور بظاہر اس کے خلاف قاضی کی نصرت کا اظہار تھا' پس ابتداءً قاضی نے سبقت کی اور اسے اپنے سامنے ملامت کی' پھر وہ اس کے ہاں سے باہر نکلا' تو ابن جملہ کے مددگاروں نے اسے پکڑ لیا اور اسے ۲۷ رمضان کو بدھ کے روز شہر میں گدھے پر پھرایا اور اسے سخت مارا اور اس کے متعلق اعلان کیا کہ یہ اس شخص کی جزا ہے جو جھوٹ بولتا اور شرع کے خلاف فتویٰ دیتا ہے' اور لوگوں کو اس کے روزوں میں اور آخری عشرہ میں اور ستائیسویں کے دن میں ہونے کی وجہ سے دُکھ ہوا' اور وہ شیخ کبیر روزے دار تھا' بیان کیا جاتا تھا کہ اس روز اسے دو ہزار دو سو اکہتر دُرّے مارے گئے' واللہ اعلم۔

اور ابھی شام نہیں ہوئی تھی کہ اس نے قاضی مذکور کے خلاف فتویٰ دریافت کیا اور نائب کے حکم سے وہ اس کے باعث مشائخ کے پاس گھومے' اور جب ۲۹ رمضان کا دن آیا تو نائب السلطنت نے دار السعادۃ میں اپنے سامنے قضاۃ اور دیگر مذاہب کے سرکردہ مفتیوں کی ایک بھرپور مجلس منعقد کی اور اس نے ابن جملہ قاضی الشافعیہ کو حاضر کیا اور مجلس' اہل مجلس سے بھر گئی' اور انہوں نے ابن جملہ کو بیٹھنے کی اجازت نہ دی بلکہ وہ کھڑا ہی رہا' پھر ایک گھنٹے بعد اسے حلقہ کے کنارے پر اس پالکی کی طرف بٹھا دیا جس میں شیخ ظہیر تھا' اور اس نے بقیہ قضاۃ کے پاس اس پر دعویٰ کیا کہ اس نے خود اس کے بارے میں فیصلہ کیا ہے اور سزا کے بارے میں اس پر زیادتی کی ہے اور حاضرین نے اس کے متعلق گفتگو کی اور بات پھیل گئی' اور وہ نائب کی گفتگو سے سمجھے کہ وہ ابن جملہ کو گرانا چاہتا ہے اور اس کی طرف میلان رکھنے کے بعد اسے چھوڑ گیا ہے اور ابھی مجلس ختم نہیں ہوئی تھی کہ قاضی شرف الدین مالکی نے اس کے فسق کا فیصلہ دیا اور اسے معزول کر دیا اور اسے قید کر دیا۔ پس مجلس اس بات پر ختم ہو گئی' اور اس نے ابن جملہ الغدراوی یہ لکھ دیا' پھر اُسے پوری جزا کے لیے

قلعہ کی طرف منتقل کر دیا اور تعریف خدائے واحد کے لیے ہے اور اس نے چند دن کم ڈیڑھ سال قضاء کی اور وہ احکام کا اچھا انتظام کرتا تھا' اور اسی طرح اس کے متعلقہ اوقاف کا بھی انتظام کرتا تھا' اور اس میں پاکیزگی اور فقہاء اور فقراء کے درمیان اوقاف کی تمیز پائی جاتی تھی اور اس میں پختگی رائے ذہانت اور دلیری پائی جاتی تھی لیکن اس نے اس واقعہ میں غلطی کی ہے اور زیادتی کی ہے پس اس کا یہ انجام ہوا ہے۔

اور ۱۰/ شوال سوموار کے روز قافلہ روانہ ہوا اور اس کا امیر الحج بنا اور اس کا قاضی شمس الدین محمد بن عثمان بن محمد اصبہانی ابن العجمی الحبطی جو ابن الحنبلی کے نام سے مشہور تھا' کی بجائے مجد الدین ابن حیان المصری الطرسوی الحنفی تھا اور وہ فاضل' دیندار' متقشف اور پانی کے بارے میں بہت وسوسہ کرنے والا تھا' اور اس کی جگہ جو مدرس تھا وہ نجم الدین ابن الحنفی تھا' جس کی عمر پندرہ سال تھی' اور وہ شریف' فہیم اور صورت وسیرت کے لحاظ سے اچھا اور باوقار تھا' اس طرح پر کہ سب حاضرین نے اس بارے میں اس کے باپ پر رشک کیا' یہی وجہ ہے کہ اس کا معاملہ یہاں تک پہنچا کہ اس نے اپنے باپ کی زندگی میں قضاء کو سنبھالا اور وہ اس کے لیے اس سے دستکش ہو گیا اور اس کی سیرت اور احکام قابل تعریف تھے۔

اور اس ماہ اس سال میں وفات پانے والے الصاحب شمس الدین غبریال کے حق میں محضر لکھا گیا' اور بیت المال سے املاک خریدتا اور انہیں وقف کرتا ہے اور ان میں سرمایہ کا تصرف اپنے لیے کرتا ہے۔ اور کمال الدین شیرازی اور اس کے بھتیجے عماد الدین' علاء الدین القلانسی اور اس کے ماموں زاد عماد الدین القلانسی' عز الدین ابن المنجا' تقی الدین ابن المراجل اور کمال الدین ابن الغویرہ نے اس کی گواہی دی۔

اور قاضی برہان الدین الزرعی الحنبلی کو لکھوایا اور بقیہ قضاۃ نے اسے نافذ کیا اور محتسب عز الدین القلانسی نے گواہی سے انکار کیا' پس اس نے اسے تقریباً ایک ماہ تک الغدراویہ میں قید لکھ دی' پھر اسے رہا کر دیا اور اسے انسپکشن سے معزول کر دیا اور وہ خزانہ کی نگرانی پر قائم رہا۔

اور ۲۸/ ذوالقعدہ کو اتوار کے روز قضاء کا خلعت' شیخ شہاب الدین ابن المجد کی طرف لے جایا گیا' جو ان دنوں بیت المال کا وکیل تھا' پس اس نے اُسے پہنا اور دار السعادۃ کی طرف گیا اور اس کا حکمنامہ نائب السلطنت اور قضاۃ کی موجودگی میں پڑھا گیا' پھر وہ اپنے مدرسہ اقبالیہ کی طرف واپس آ گیا اور وہاں بھی اسے اسی طرح پڑھا گیا اور اس نے دو جھگڑنے والوں کے درمیان فیصلہ کیا اور سائلین کے کاغذات کے متعلق فیصلے کئے اور ابن جملہ کی بجائے' العادلیہ الغزالیہ اور اتابکیتین میں اقبالیہ کی تدریس کے ساتھ درس دیا' اور جمعہ کے روز امیر حسام الدین مہنا بن عیسیٰ حاضر ہوا اور اس کے ساتھ حاکم حماۃ' افضل بھی تھا' پس تنکز نے ان دونوں کا استقبال کیا اور ان کی عزت کی اور دونوں نے نائب کے پاس جمعہ پڑھا' پھر دونوں مصر کی طرف چلے گئے اور سرکردہ اُمراء نے ان کا استقبال کیا اور سلطان نے مہنا بن عیسیٰ کی عزت کی اور اسے بہت سے اموال دیئے جو چاندی' سونے اور اسباب پر مشتمل تھے اور اس نے اسے کئی بستیاں جاگیر میں دیں اور اسے اپنے اہل کے پاس واپس آنے کا حکم دیا اور لوگ اس سے خوش ہو گئے' مؤرخین کا بیان ہے کہ سلطان نے اس پر جو سارا انعام کیا اس کی قیمت ایک لاکھ دینار تھی اور اس نے اسے اور اس کے اصحاب کو ایک سو ستر خلعت دیئے۔

اور ۶/ ذوالحجہ کو اتوار کے روز قاضی القضاۃ ابن المجد کی بجائے فخر المصری کی الرواحیہ میں درس کے لیے حاضر ہوا اور چاروں قضاۃ اور اعیان فضلاء اس کے پاس حاضر ہوئے اور عرفہ کے روز اس نے نجم الدین بن ابی الطیب کو ابن المجد کی بجائے بیت المال کی وکالت کا خلعت دیا اور عز الدین ابن القلانسی کی بجائے عماد الدین ابن الشیرازی کو احتساب کا خلعت دیا اور تینوں دار السعادۃ سے چادروں کے ساتھ باہر نکلے۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

شیخ اجل تاجر بدر الدین:

بدر الدین لؤلؤ عتیق النقیب شجاع الدین ادریس' آپ ایک اچھے آدمی تھے اور الجوخ میں تجارت کرتے تھے' اور ۵/ محرم کو جمعرات کے روز عصر کے وقت اچانک مر گئے' اور اولاد اور دولت پیچھے چھوڑ گئے' اور باب الصغیر میں دفن ہوئے' اور آپ صدقہ و خیرات اور نیکی کرنے والے تھے' اور مسجد ابن ہشام میں ساتویں حصے دار تھے۔

الصدر امین الدین:

محمد بن فخر الدین احمد بن ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن محمد بن یوسف بن ابی العیش الانصاری الدمشقی' ٹیلے کی مشہور مسجد کے بانی جو بردی کے کنارے پر واقع ہے اور الطہارۃ الحجارۃ اور وہاں جو بازار ہے اس کے پہلو میں ہے اور جامع النیرب میں آپ کا وقت مقرر ہے' آپ ۶۵۸ھ کو پیدا ہوئے اور بخاری کا سماع کیا اور اسے بیان کیا اور آپ بڑے آسودہ حال تاجروں میں سے تھے' آپ نے ۶/ محرم کو جمعہ کی صبح کو وفات پائی اور قاسیون میں اپنی قبر میں دفن ہوئے۔ رحمہ اللہ۔

عماد الدین خطیب:

عماد الدین ابو حفص' عمر الخطیب' ظہیر الدین عبدالرحیم بن یحییٰ بن ابراہیم بن علی بن جعفر ابن عبداللہ بن الحسن القرشی الزہری النابلسی' خطیب قدس' آپ طویل مدت تک نابلس کے قاضی رہے' پھر قدس کی خطابت اور اس کی قضا آپ کے پاس اکٹھی ہوگئی' اور آپ نے اشتغال کیا اور آپ میں فضیلت پائی جاتی تھی' اور کئی جلدوں میں صحیح مسلم کی شرح کی اور آپ سریع الحفظ اور سریع الکتابت تھے' آپ نے ۱۰/ محرم کو منگل کی رات کو وفات پائی' اور ماملا میں دفن ہوئے۔ رحمہ اللہ۔

الصدر شمس الدین:

محمد بن اسماعیل بن حماد' جو قیساریۃ الشرب میں تاجر تھے' آپ نے عشقیہ غزل لکھی اور لوگوں نے اس سے فائدہ اُٹھایا۔ اور تاجروں نے آپ کی امانت و دیانت کی وجہ سے آپ سے محبت کی اور آپ کو کتابوں کا مطالعہ اور معرفت حاصل تھی' آپ نے ۹/ صفر کو تقریباً ساٹھ سال کی عمر میں وفات پائی اور قاسیون میں دفن ہوئے۔

جمال الدین قاضی القضاۃ الزرعی:

ابو الربیع سلیمان بن الخطیب مجد الدین عمر بن سالم بن عمر بن عثمان الاذرعی الشافعی' آپ ۶۴۵ھ کو اذرعات میں پیدا

ہوئے اور دمشق میں اشتغال کیا اور علم حاصل کیا اور مدت تک زرع میں نائب الحکم رہے اسی وجہ سے الزرعی کے نام سے مشہور ہوئے اور آپ اذرعات سے تعلق رکھتے تھے اور اصلاً بلادِ مغرب سے تعلق رکھتے تھے پھر دمشق میں نائب بن گئے پھر مصر چلے گئے اور وہاں نائب الحکم رہے پھر تقریباً ایک سال وہاں باختیار قاضی رہے اور مدت تک تمام کی قضاء مشیخہ الشیوخ کے ساتھ تقریباً ایک سال تک سنبھالی پھر معزول ہوگئے اور اتابکیہ کی تدریس کے ساتھ مشیخہ الشیوخ پر تقریباً ایک سال قائم رہے پھر مصر چلے گئے اور وہاں تدریس اور فوج کی قضاء پر مقرر ہوئے پھر وہیں ۶ رصفر کو اتوار کے روز وفات پائی اور آپ کی عمر ستر سال کے قریب تھی اور البرزالی نے آپ کے لیے بائیس مشائخ کو مقرر کیا جن سے ہم نے جبکہ آپ دمشق میں تھے سماع کیا۔

شیخ زین الدین:

ابو محمد عبدالرحمٰن بن محمود بن عبیدان بعلبکی حنبلی آپ حنابلہ کے فضلاء میں سے تھے اور آپ نے حدیث فقہ تصوف اور اعمال قلوب وغیرہ کے بارے میں کتب تصنیف کی ہیں آپ ایک فاضل شخص تھے اور آپ کے اعمال بہت ہیں اور الظاہر کے زمانے میں آپ کو ایک حادثہ پیش آیا اور آپ کی عقل خراب ہوگئی یا آپ کی قوتِ فکر زائل ہوگئی یا آپ نے ریاضت کی اور بھوک سے آپ کا باطن جل گیا اور آپ نے بے حقیقت خیالات دیکھے اور خیال کر لیا کہ یہ ایک خارجی امر ہے حالانکہ وہ فاسد فکری خیال تھا۔

اور آپ کی وفات ۱۵ رصفر کو بعلبک میں ہوئی اور باب سطحا میں دفن ہوئے اور ابھی آپ ساٹھ سال کے نہیں ہوئے تھے اور دمشق میں آپ کا اور قاضی الزرعی کا جنازہ غائب اکٹھے پڑھا گیا۔

امیر شہاب الدین:

نائب طرابلس آپ کے اوقاف صدقات عطیات اور انعامات بھی ہیں آپ نے ۱۸ رصفر کو جمعہ کے روز وفات پائی اور وہیں دفن ہوئے۔

شیخ عبداللہ بن یوسف بن ابی بکر الاسعردی الموقت:

آپ فن میقات اور علم اصطرلاب وغیرہ کے فاضل اور ماہر تھے مگر آپ اپنی بداخلاقی اور تندی کی وجہ سے کسی کو فائدہ نہیں پہنچاتے تھے پھر آپ کو ضعف بصارت ہوگیا اور ۱۰ ربیع الاوّل کو ہفتے کی شام کو قیساریہ حسی سے گر پڑے اور باب الصغیر میں دفن ہوئے۔

امیر سیف الدین بلبان:

طرفا بن عبداللہ الناصری آپ دمشق کے سرکردہ لوگوں میں سے تھے اور آپ کی فصول کا ذکر طویل ہے پھر آپ اپنے گھر میں فیروزکی اذان گاہ کے پاس ۲۱ ربیع الاوّل بدھ کی شب کو وفات پا گئے اور اس قبر میں دفن ہوئے جس آپ نے اپنے گھر کے پہلو میں بنایا تھا اور اس پر پڑھانے والے وقف کیے اور اس کے نزدیک امام اور مؤذن کے ساتھ ایک مسجد بنائی۔

شمس الدین محمد بن یحییٰ بن محمد بن قاضی حران:

دمشق کے ناظر اوقاف آپ نے بھی اسی شب وفات پائی جس میں آپ سے پہلے آدمی نے وفات پائی ہے اور قاسیون میں

دفن ہوئے اور آپ کی جگہ عماد الدین شیرازی نے سنبھالی۔

شیخ ذو الفنون:

تاج الدین ابوحفص عمر بن علی بن سالم بن عبداللہ اللخمی الاسکندرانی' جو ابن الفاکہانی کے نام سے مشہور ہیں' آپ ۶۵۴ھ کو پیدا ہوئے اور حدیث کا سماع کیا اور امام مالک کے مذہب کے مطابق فقہ سے اشتغال کیا اور مہارت حاصل کی اور نحو وغیرہ کی معرفت میں بھی سبقت حاصل کی اور متفرق اشیاء کے بارے میں آپ کی تصانیف بھی ہیں۔ آپ اخنائی کے ایام میں ۷۳۱ھ میں دمشق آئے' اور اس نے آپ کو دار السعادۃ میں اتارا اور ہم نے آپ سے اور آپ کے ساتھ سماع کیا اور اسی سال آپ نے دمشق سے حج کیا اور راستے میں آپ سے سماع کیا اور آپ اپنے ملک کو واپس آ گئے اور ۷ر جمادی الاولیٰ جمعہ کی شب کو وفات پا گئے اور جب اہل دمشق کو آپ کی موت کی اطلاع ملی تو دمشق میں آپ کا جنازہ پڑھا گیا۔

شیخ صالح عابد ناسک امین:

امین الدین ایمن بن محمد' آپ بیان کرتے ہیں کہ آپ کا نام سترہ نفوس تک محمد بن محمد تھا اور سب کا نام محمد تھا اور آپ نے کئی سال تک مدینے کی مجاورت کی' یہاں تک کہ آپ ۸ر ربیع الاول جمعرات کی رات کو وفات پا گئے اور بقیع میں دفن ہو گئے' اور دمشق میں آپ کا جنازہ غائب پڑھا گیا۔

شیخ نجم الدین القبانی الحموی:

عبدالرحمٰن بن الحسن بن یحییٰ اللخمی القبانی' یہ اشمون الرماق کی بستیوں میں سے ایک بستی ہے' آپ نے حماۃ کے ایک زاویہ میں اقامت اختیار کی' آپ کی زیارت کی جاتی تھی' آپ سے دعاؤں کی التماس کی جاتی تھی' اور آپ عابد' زاہد' متقی' امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے والے اور اچھے طریقے والے تھے' یہاں تک کہ ۱۴ر رجب سوموار کے دن ۶۶ سال کی عمر میں وہیں وفات پا گئے' آپ کا جنازہ بہت بڑا اور بھرپور تھا اور آپ کو فضیلت حاصل تھی' آپ نے حضرت امام احمد بن حنبل کے مذہب کے مطابق اشتغال کیا اور آپ سے جو باتیں منقول ہیں وہ بہت اچھی ہیں۔

شیخ فتح الدین بن سید الناس:

حافظ علامہ' یگانہ فتح الدین بن ابی الفتح محمد بن امام ابی عمرو محمد بن امام حافظ خطیب ابی بکر محمد بن احمد بن عبداللہ بن محمد بن یحییٰ بن سید الناس الربعی الیعمری الاندلسی الاشبیلی ثم المصری' آپ ذوالحجہ ۶۷۱ھ کے پہلے عشرے میں پیدا ہوئے اور کثیر سماع کیا اور مشائخ کی کئی جماعتوں نے آپ کو روایت کی اجازت دی' آپ ۶۹۰ھ میں دمشق آئے اور الکندی وغیرہ سے سماع کیا اور علم سے اشتغال کیا اور یکتا ہو گئے اور مختلف علوم مثلاً حدیث' فقہ' نحو' سیر و تواریخ اور دیگر فنون میں اپنے ساتھیوں کے سردار بن گئے اور آپ نے سیرت حسنہ کو دو جلدوں میں تالیف کیا اور جامع ترمذی کی پہلی جلد کے ایک حصے کی بہت اچھی شرح کی' میں نے آپ کے خوبصورت خط میں اس کی ایک جلد دیکھی ہے' آپ نے اسے شاندار طریق سے لکھا ہے' لیکن تنقید سے بچ نہیں سکے' آپ کے اشعار' شاندار' نثر' موافق' بلاغت' تام' ترتیب و تصنیف' اچھی بدیہہ گوئی' عمدہ اور نیت نیک تھی اور آپ اس سلفی عقیدہ پر قائم تھے جس کی بنیاد

آیات واخبار وآثار اور آثار نبویہ کی پیروی پر بھی اور دیگر باتوں میں آپ کا سوءِ ادب بھی بیان کیا جاتا ہے' اللہ تعالیٰ آپ کو معاف فرمائے' اور رسول اللہ ﷺ کی شان میں آپ کی شاندار مدائح بھی ہیں' اور آپ مصر کے الظاہریہ میں شیخ الحدیث تھے اور آپ نے جامع خندق میں خطبہ دیا اور مصر میں اسانید ومتون اور عدل اور فقہ اور ظریفانہ باتوں اور اشعار وحکایات کے حفظ میں آپ کی مثل کوئی نہ تھا' آپ نے ۱۱رشعبان کو ہفتے کے روز اچانک وفات پائی اور دوسرے روز آپ کا جنازہ پڑھا گیا اور آپ کا جنازہ بھرپور تھا اور آپ کو ابن حمزہ رحمہ اللہ کے پاس دفن کیا گیا۔

قاضی مجد الدین بن حرمی:

ابن قاسم بن یوسف العامری الفاقوسی الشافعی' بیت المال کے وکیل اور الشافعی وغیرہ کے مدرس' آپ اولوالعزم اور قابل آدمی تھے' آپ کی عمر زیادہ ہوگئی تھی' اس کے باوجود آپ حفظ کرتے تھے' کام کرتے تھے اور اشتغال کرتے تھے اور اپنی یاد سے درس دیتے تھے' یہاں تک کہ ۲رذوالحجہ کو وفات پا گئے اور آپ کی وفات کے بعد الشافعی کی تدریس شمس الدین ابن القماع نے اور قطبیہ بہاؤ الدین ابن عقیل نے اور وکالت نجم الدین الاسعردی محتسب نے سنبھال لی اور وہی الظاہر کے گھر کا وکیل تھا۔

۷۳۵ھ

اس سال کا آغاز ہوا اور شہروں کے حکام وہی تھے جن کا ذکر اس سے پہلے سال میں ہوا ہے اور جامع کا ناظر' عزالدین ابن المنجا اور محتسب عماد الدین شیرازی وغیرہ تھے' اور محرم کے آغاز میں جمعرات کے روز' ام الصالح میں قاضی القضاۃ شہاب الدین ابن المجد کی بجائے شیخ خطیب تبرورنے درس دیا اور قضاۃ واعیان اس کے پاس حاضر ہوئے' اور ۶رمحرم کو مہنا بن عیسیٰ سلطان کے پاس سے واپس آیا اور نائب اور فوج نے اس کا استقبال کیا اور وہ عزت اور عافیت کے ساتھ اپنے اہل کے پاس واپس آ گیا اور اسی ماہ میں' سلطان جامع القلعہ کی تعمیر وتوسیع اور مصر کی پرانی مسجد کی تعمیر کا حکم دیا اور ابن الشہاب محمود کی بجائے قاضی جمال الدین محمد بن عماد الدین ابن الاثیر جو وہاں سیکرٹری تھا' دمشق آیا اور اس ماہ اور اس کے بعد والے مہینے میں بہت سے لوگ خناق سے مر گئے۔

اور ربیع الاوّل میں نجم الدین بن الزبیق منتظم کچہری کو گرفتار کر لیا گیا اور اس سے مطالبہ کیا گیا اور اس کے گھوڑے اور ذخائر فروخت کر دیئے گئے اور اس کے بعد بکتمر الحاجب کا غلام سیف الدین ثمر منتظم بنا اور وہ زکوٰۃ کو مضبوط کرنے والا تھا اور اسی ماہ میں امیر شمس الدین حمزہ کے حمام کی تعمیر مکمل ہوئی جس نے ناصر الدین الدوادار کے بعد تنکز کے ہاں رتبہ حاصل کر لیا تھا' پھر اس حمام کی تعمیر میں اس کے ظلم کے باعث اس پر قباحت لازم آئی اور نائب نے اس بات میں اس کا مقابلہ کیا اور اس سے لوگوں کا حق لیا اور اسے اس کے سامنے مارا اور اس کے ہاتھ میں جو بندوق تھی اسے اس کے چہرے اور بقیہ جسم پر مارا' پھر اسے قلعے میں بند کر دیا' پھر اسے بحیرہ طبریہ میں لے گیا اور اسے اس میں غرق کر دیا اور اس نے الکرک کے نائب جمال الدین کو اس کے مطالبہ کے مطابق طرابلس کی نیابت سے معزول کر دیا اور طیغال اس کی طرف روانہ ہو گیا اور الکرک کا نائب دمشق آیا اور اس نے اسے سلحذ میں قیام کرنے کا حکم دیا اور جب نائب السلطنت اور فوج نے اس کا استقبال کیا تو وہ دار السعادۃ میں اُترا اور وہاں اس سے تلوار لے لی گئی اور اسے قلعہ میں منتقل کر دیا گیا' پھر اسے صفت اور پھر اسکندریہ میں منتقل کر دیا گیا اور یہ اس کی آخری ملاقات تھی۔

اور جمادی الاولیٰ میں قاہرہ میں امیر بلتمر الحاجب الحسامی کے گھر کی حفاظت کی گئی اور اسے کھودا گیا اور اس سے بہت سی چیزیں لے لی گئیں اور نائب الکرک مذکور اس کے بیٹوں کا دادا تھا اور ۹ رجمادی الآخرۃ ہفتے کے روز ابن بلناش کی بجائے حسام الدین ابوبکر بن امیر عزالدین ایبک التجیبی نے اوقاف کی مضبوطی کا کام سنبھال لیا' ابن بکتاش قید ہو گیا تھا اور اس نے متولی کو خلعت دیا اور لوگوں نے اسے مبارکباد دی اور اس ماہ کے نصف میں مصحف عثمانی کی المارتی پر نیا پردہ لٹکایا گیا جو ریشم کا بنا ہوا تھا اور اس کا طول آٹھ ہاتھ اور عرض ساڑھے چار ہاتھ تھا اور اس پر ساڑھے چار ہزار درا ہم خرچ ہوئے تھے اور اور وہ ڈیڑھ سال کی مدت میں تیار ہوا تھا۔

اور ۹ رشوال کو شامی قافلہ روانہ ہوا اور اس کا امیر علاؤ الدین المرسی اور قاضی شہاب الدین الظاہری تھا اور اس ماہ میں حلبی فوج' حلب واپس آ گئی اور وہ اپنے ترکمانی پیروکاروں کے سوا دس ہزار جوانوں پر مشتمل تھی اور وہ اذنہ' طرسوس اور ایاس کے شہروں میں تھے' انہوں نے بہت سے لوگوں کو قتل کیا اور بہت بربادی کی اور ان میں سے صرف ایک شخص مرا جو دریائے جاہان میں غرق ہو گیا تھا لیکن کفار کے پاس جو ایک ہزار کے قریب مسلمان تھے انہوں نے انہیں عید الفطر کے روز قتل کر دیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اور اس ماہ میں حماۃ میں بڑی آگ لگی جس سے بہت سے بازار' املاک اور اوقاف جل گئے اور بے شمار اموال تباہ ہو گئے' اسی طرح انطاکیہ شہر کا اکثر حصہ جل گیا جس سے مسلمانوں کو تکلیف ہوئی اور ذوالحجہ میں نائب السلطنت کے حکم سے قضاۃ کے فیصلہ کے مطابق اس مسجد کو گرا دیا گیا جو باب النصر' باب الجابیہ کے درمیان راستے میں واقع تھی' اور اس نے اس کے مغرب میں پہلی مسجد سے بھی شاندار' نفع بخش اور خوبصورت مسجد تعمیر کر دی۔

اس سال وفات پانے والے اعیان

جامع دمشق کے رئیس المؤذنین:

برہان الدین ابراہیم بن محمد بن احمد بن محمد الوانی' آپ ۶۴۳ھ کو پیدا ہوئے اور حدیث کا سماع کیا اور روایت کی' آپ خوش آواز اور خوش شکل اور عوام کے محبوب تھے' آپ نے ۶ رصفر جمعرات کے روز وفات پائی اور باب الصغیر میں دفن ہوئے' اور آپ کے بعد آپ کا بیٹا امین الدین الوانی المحدث المفید امیر بنا اور وہ آپ کے چالیس پینتالیس روز بعد فوت ہو گیا۔ رحمہم اللہ۔

عمدہ کاتب:

بہاؤ الدین محمود ابن خطیب بعلبک محیی الدین محمد بن عبدالرحیم بن عبدالوہاب السلمی' آپ ۶۸۸ھ میں پیدا ہوئے اور اس فن میں مشغول ہو گئے اور اس میں یکتا ہو گئے اور اپنے زمانے کے تمام لوگوں سے نسخ اور چیدہ اقلام میں سبقت لے گئے' آپ خوبرو' خوش اخلاق' خوش آواز اور اچھے دوست تھے' آپ نے ربیع الاوّل کے آخر میں وفات پائی اور شیخ ابوعمر کے قبرستان میں دفن ہوئے۔

علاؤ الدین سنجاری:

دمشق کی جامع اموی کے شمال میں باب الناطفانیین کے پاس دارالقرآن کے وقف کرنے والے' علی بن اسماعیل بن محمود آپ ایک نیک اور راستباز تاجر اور اچھے کاموں کی طرف سبقت کرنے والے سرمایہ داروں میں سے تھے' آپ نے ۱۳ جمادی الآخرۃ

جمعرات کی رات کو قاہرہ میں وفات پائی اور قاضی شمس الدین بن الحریری کی قبر کے پاس دفن ہوئے۔

نجم الدین تاجر:

عبدالرحیم بن ابی القاسم عبدالرحمٰن الرجی المزۃ کے مشہور قبرستان کے بانی آپ نے اس کے لیے مسجد تعمیر کی اور اس پر وسیع اوقاف وقف کیے اور وہاں صدقات بھی کیے اور آپ اپنی قوم کے نیک آدمیوں میں سے تھے اور تمام حکام کے نزدیک پسندیدہ عادل تھے آپ نے بہت اموال واولاد اور بڑا گھر اور المزۃ میں باغات چھوڑے اور ۲۷ر جمادی الآخرۃ کو بدھ کے روز فوت ہوئے اور مذکورہ قبرستان میں المزۃ میں دفن ہوئے۔ رحمہ اللہ۔

شیخ حافظ قطب الدین:

ابو محمد عبدالکریم بن عبدالنور بن منیر بن عبدالکریم بن علی بن عبدالحق بن عبدالصمد بن عبدالنور الحلبی الاصل ثم المصری آپ وہاں کے مشہور محدثین اور حفظ حدیث اور اس کی روایت وتدوین اور شرح اور اس پر گفتگو کرنے کے ذمہ دار اصحاب میں سے تھے۔ آپ ۶۶۴ھ میں حلب میں پیدا ہوئے اور روایات کے ساتھ قرآن پاک کو پڑھا اور حدیث کا سماع کیا اور الشاطبیہ اور الفیہ کو پڑھا اور فن حدیث میں ماہر ہو گئے اور آپ حنفی المذہب تھے اور آپ نے بہت کچھ لکھا اور بخاری کے اکثر حصے کی شرح لکھی اور مصر کی تاریخ کو تالیف کیا اور دونوں کو مکمل نہ کر سکے اور اس سیرت پر گفتگو کی جسے حافظ عبدالغنی نے تالیف کیا ہے اور اپنے لیے متباینۃ الاسناد چالیس احادیث بیان کیں آپ خوش اخلاق کلفت کو دور کرنے والے پاکیزہ زبان کثیر المطالعہ اور بہت اشتغال کرنے والے تھے آپ نے اتوار کے روز رجب کے آخر میں وفات پائی اور دوسرے دن یکم شعبان کو اپنے ماموں نصر المنبجی کے پاس دفن ہوئے اور نو لڑکے پیچھے چھوڑے۔ رحمہ اللہ۔

قاضی امام زین الدین ابو محمد:

عبدالکافی بن علی بن تمام بن یوسف السبکی آپ محلّہ کے قاضی تھے آپ کے والد علامہ قاضی القضاۃ تقی الدین السبکی الشافعی تھے آپ نے ابن الانماطی اور ابن خطیب المزہ سے سماع کیا اور حدیث بیان کی اور ۹ر شعبان کو وفات پائی اور آپ کی زوجہ ناصریہ بنت قاضی جمال الدین ابراہیم بن الحسین السبکی نے آپ کے بعد وفات پائی اور القرافہ میں دفن ہوئی اور اس نے ابن الصابونی سے سنن نسائی کا کچھ حصہ سنا تھا اور اسی طرح اس کی بیٹی محمدیہ نے بھی سنا تھا اور وہ اس سے پہلے وفات پا گئی تھی۔

تاج الدین علی بن ابراہیم:

ابن عبدالکریم المصری جو کاتب قطلبک کے نام سے مشہور ہیں اور آپ شیخ الشافعیہ علامہ فخر الدین کے والد اور اُن کے کئی مدارس کے مدرس ہیں اور آپ کے والد ہمیشہ خدمت اور کتابت میں مصروف رہے حتیٰ کہ اس کے پاس عادلیہ صغیرہ میں ۱۳ شعبان منگل کی رات کو وفات پا گئے اور دوسرے دن جامع میں آپ کا جنازہ پڑھا گیا اور باب الصغیر میں دفن ہوئے۔

شیخ عبدالکافی:

آپ عبیداللہ ابن ابی الرجال بن حسین بن سلطان بن خلیفۃ المنبنی کے نام سے مشہور ہیں اور ابن ابی الارزق کے نام سے بھی

مشہور ہیں' آپ ۶۴۴ھ بعلبک کے علاقے میں اپنی بستی میں پیدا ہوئے' پھر آپ نے منین بستی میں اقامت اختیار کر لی اور آپ نیکی میں مشہور تھے اور آپ کو کچھ حدیث بھی سنائی گئی' آپ کی عمر نوے سال سے متجاوز تھی۔

شیخ محمد عبدالحق:

ابن شعبان بن علی الانصاری جو الیاح کے نام سے مشہور ہیں' قاسیون کے دامن میں شمالی وادی میں آپ کا زاویہ ہے جو آپ کے نام سے مشہور ہے۔ آپ نوے سال کی عمر کو پہنچ چکے تھے اور حدیث کا سماع کیا اور اس کا سماع کرایا اور آپ کو امور کی واقفیت حاصل تھی' اور آپ کو مکاشفہ بھی ہوتا تھا اور آپ ایک اچھے آدمی تھے' آپ نے اس سال کے آخر شوال میں وفات پائی ہے۔

امیر سلطان العرب:

حسام الدین مہنا بن عیسیٰ بن مہنا' شام کے عربوں کا امیر' ان کا خیال ہے کہ یہ جعفر بن یحییٰ بن خالد برمکی کی اولاد میں سے ہے اور اس بیٹے کی اولاد میں سے ہے جو ہارون الرشید کی بہن عباسہ سے پیدا ہوا تھا۔ واللہ اعلم۔

یہ شام' مصر اور عراق کے تمام ملوک کے ہاں بڑی شان اور عزت کا حامل تھا اور دیندار نیک اور حق کا جامع تھا' اور اس نے اپنے پیچھے لڑکے' وارث اور بہت سے اموال چھوڑے اور بڑی عمر کو پہنچا اور وہ اور اس کی اولاد اور اس کے عرب شیخ تقی الدین ابن تیمیہ سے بہت محبت کرتے تھے اور انہیں ان کے ہاں بڑی منزلت' حرمت اور عزت حاصل تھی' وہ آپ کی بات کو سنتے اور اس پر عمل کرتے تھے' اور آپ ہی نے انہیں ایک دوسرے پر حملہ کرنے سے منع کیا تھا اور انہیں بتایا تھا کہ یہ فعل حرام ہے اور اس بارے میں آپ کی ایک بڑی تصنیف بھی ہے۔ اور اس مہنا نے بلاد سلمیہ میں ۸ ذوالقعدہ کو وفات پائی' اور وہیں دفن ہوا۔

شیخ فضل العجلونی:

فضل بن عیسیٰ بن قندیل العجلونی الحنبلی' جو المسماریہ میں مقیم تھے' آپ اصلاً بلاد حبراجی کے ہیں' آپ دنیا سے کم سروکار رکھتے تھے اور طویل لباس اور بڑا عمامہ پہنتے تھے' اور وہ ارزاں تر قیمت کا ہوتا تھا' اور آپ تعبیر الرؤیا کو جانتے تھے اور اس کی وجہ سے آپ کا قصد کیا جاتا تھا' اور آپ کسی سے کوئی چیز قبول نہیں کرتے تھے اور آپ کو بہت سی تنخواہوں کے ساتھ کاموں کی پیشکش کی گئی مگر آپ نے انہیں قبول نہ کیا' بلکہ بدحالی کی مزید اور خوشگوار زندگی کو پسند کیا' حتیٰ کہ ذوالحجہ میں وفات پا گئے' آپ کی عمر تقریباً نوے سال تھی' اور آپ کو شیخ تقی الدین ابن تیمیہ کی قبر کے پاس دفن کیا گیا' اللہ تعالیٰ ان دونوں پر رحم فرمائے' اور آپ کا جنازہ بہت بھرپور تھا۔

۷۳۶ھ

اس سال کا آغاز جمعہ کے روز سے ہوا اور حکام وہی تھے جن کا ذکر اس سے پہلے سال میں ہو چکا ہے' اور اس کے پہلے دن تنکز فوج اور مجانیق کے ساتھ قلعہ جعبر کی طرف روانہ ہوا اور وہ ایک ماہ پانچ دن غائب رہے اور صحیح سلامت واپس آ گئے اور ۸ رصفر کو اس خانقاہ کا افتتاح ہوا' جسے سیف الدین قوصون الناصری نے باب القرافہ سے باہر تعمیر کیا تھا اور اس کی مشیخت شیخ شمس الدین اصبہانی متکلم نے سنبھالی اور ۱۰ رصفر کو ابن جملہ قلعہ کے قید خانے سے باہر نکلا اور ۱۲ رربیع الآخر جمعرات کے روز' دارالسلطنت قراباغ میں شاہ تاتار ابوسعید بن خربندا ابن ارغون بن ابغا بن ہلاکو بن تولی بن چنگیز خاں کی وفات پا جانے کی اطلاعات آئیں' قراباغ ان کی سرمائی

فرودگاہ تھی پھر اسے اس کی قبر میں منتقل کیا گیا جسے اس نے اپنے باپ کے شہر سلطانیہ کے نزدیک تعمیر کیا تھا اور وہ تاتاریوں کے بہترین بادشاہوں میں سے تھا اور ان سب سے خوش سیرت اور سنت کا پابند تھا اور اس کے زمانے میں اس کے باپ کی حکومت کے برخلاف اہل سنت طاقتور اور رافضہ ذلیل ہو گئے پھر اس کے بعد تاتاریوں کا کوئی نقشہ قائم نہیں رہا بلکہ انہوں نے اختلاف کیا اور ہمارے اس زمانے تک وہ مختلف سمتوں میں بکھر گئے ہیں اور اس کے بعد ابغا کی اولاد میں سے ارتکاوون نے حکومت سنبھالی' مگر اس کی حکومت تھوڑا عرصہ ہی قائم رہی۔

اور ۱۰ر جمادی الاولیٰ بدھ کے روز بدرالدین اردبیلی نے' کمال الدین ابن الشیرازی کی بجائے الناصریۃ الجوانیہ میں درس دیا اور قضاۃ اس کے پاس حاضر ہوئے اور اسی ماہ میں الشیخ الامام المقری سیف الدین ابوبکر الحریری نے بدرالدین اردبیلی کی بجائے الظاہریۃ البرانیہ میں درس دیا' بدرالدین نے اسے الناصریۃ الجوانیہ کے حاصل ہو جانے کی وجہ سے چھوڑ دیا تھا اور اس کے ایک روز بعد اس کے کاتب اسماعیل ابن کثیر نے شیخ جمال الدین ابن قاضی الزبدانی کی بجائے النجیبیۃ میں درس دیا' شیخ جمال الدین نے اسے اس وقت چھوڑا جب الظاہریۃ الجوانیہ کی تدریس اس کے لیے مخصوص ہوگئی اور قضاۃ و اعیان اس کے پاس حاضر ہوئے اور وہ بھرپور درس تھا اور حاضرین نے اس کی تعریف کی اور اس کی جمع و ترتیب سے حیران رہ گئے اور یہ درس آیت ﴿اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓؤُا﴾ کی تفسیر کے بارے میں تھا اور گفتگو مسئلہ ربا الفضل تک آ گئی اور ۱۴ر جمادی الاولیٰ کو الظاہریہ مذکورہ میں قاضی الزبدانی نے علاؤالدین ابن القلانسی متوفی کی بجائے درس بیان کیا اور قضاۃ و اعیان اس کے پاس حاضر ہوئے اور وہ بارش کا دن تھا۔

اور یکم جمادی الآخرۃ کو' دیارِ مصر میں شدید قحط پڑا اور ماہ رمضان تک اس میں شدت ہوگئی اور رجب میں بہت سے لوگ جو تقریباً اڑھائی ہزار تھے' مکہ کی طرف روانہ ہوئے' جن میں عزالدین ابن جماعۃ' فخرالدین النویری' حسن السلامی' ابوالفتح السلامی اور بہت سے لوگ شامل تھے اور رجب میں باب الفرج کے پل کی تعمیر مکمل ہوئی اور بقیہ دروازوں کی طرح عشاء کے بعد تک مسلسل کھلا رہنے کی وجہ سے اس پر علامت لگائی گئی اور قبل ازیں مغرب کے وقت اسے بند کر دیا جاتا اور رجب کے آخر میں اس جامع میں جمعہ شروع کیا گیا جسے نجم الدین ابن خیلخان نے باب کیسان کے سامنے تعمیر کیا تھا اور شیخ علامہ شمس الدین ابن قیم الجوزیہ نے اس میں خطبہ دیا اور ۲ر شعبان کو قاضی علم الدین محمد بن قطب الدین احمد بن مفضل نے کمال الدین ابن الاثیر کی بجائے جو معزول ہو کر مصر چلا گیا تھا دمشق کی سیکرٹری شپ سنبھال لی' اور ۴ر رمضان بدھ کے روز شیخ بہاؤالدین ابن امام المشہد نے علاءالدین القلانسی کی بجائے امینیہ میں درس بیان کیا۔

اور ۲۰ر رمضان کو ابن القلانسی کی وفات کے چند ماہ بعد' اس نے صدر نجم الدین بن ابوالطیب کو وکالت بیت المال کے ساتھ خزانے کی نگہداشت کا خلعت بھی دیا۔

اور ۸ر شوال سوموار کے روز' شامی قافلہ روانہ ہوا اور اس کا امیر قطلودمر الخلیلی تھا اور اس میں قاضی طرابلس محی الدین بن جہبل' فخر مصری' ابن قاضی الزبدانی' ابن العز الحنفی' ابن غانم' سخاوی' ابن قیم الجوزیہ اور ناصرالدین بن البربوہ الحنفی نے حج کیا اور

تاتاریوں کے درمیان معرکہ آرائی کی اطلاعات آئیں جس میں ان کے بہت سے لوگ مارے گئے اور علی پاشا اور اس کا سلطان جسے اس نے کھڑا کیا تھا غالب آ گیا اور وہ موسیٰ کاؤون علی ارپا کاؤون اور اس کے اصحاب تھے' پس وہ اس کا وزیر ابن رشید الدولہ قتل ہو گئے اور طویل مصائب کا سلسلہ شروع ہو گیا اور دمشق میں خوشی کے شادیانے بجائے گئے۔

اور ذوالقعدہ میں اس نے جامع کے ناظر شیخ عزالدین بن المنجا کو اس کے شمالی مغربی اور مشرقی برآمدوں کے پردوں کو مکمل کرنے کے باعث خلعت دیا اور اس سے قبل اس کے پردے نہیں تھے اور ۷/ذوالحجہ بدھ کے روز قاضی نجم الدین ابن قاضی القضاۃ عمادالدین طرسوسی حنفی نے الشبلیہ میں درس بیان کیا اور اس کی عمر سترہ سال تھی اور قضاۃ واعیان اس کے پاس حاضر ہوئے اور انہوں نے اس کی فضیلت وشرافت کی تعریف کی اور اس کے متعلق اس کے باپ کو خوش کیا اور اس سال ابن النقیب کو حلب کی قضاء سے معزول کر دیا گیا اور ابن خطیب جسرین نے اسے سنبھال لیا اور ضیاء الدین یوسف بن ابی بکر بن محمد خطیب بیت الآبار کو قاہرہ کا محتسب مقرر کیا گیا اور سلطان نے اسے خلعت دیا اور ذوالقعدہ میں سلطان نے خلیفہ مستکفی اور اس کے اہل کو قید کرنے کا حکم دیا اور یہ کہ انہیں ملاقات سے روک دیا جائے' پس ان کا حال ظاہر اور منصور کے زمانے کا سا ہو گیا۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

سلطان ابوسعید ابن خربندا:

یہ آخری شخص تھا جس پر پراگندہ تاتاریوں نے اتفاق کیا' پھر اس کے بعد وہ پراگندہ ہو گئے۔

شیخ البند نیجی:

شمس الدین علی بن محمد بن ممدود بن عیسیٰ البند نیجی الصوفی' بغداد سے ہمارے پاس ایک بڑا شیخ جو بہت سی کتابوں کا راوی تھا آیا۔ ان میں صحیح مسلم اور ترمذی وغیرہ بھی تھیں اور اسے فوائد بھی حاصل تھے' آپ کی پیدائش ۶۴۴ھ میں ہوئی اور آپ کا والد محدث تھا اور اس نے اسے متعدد مشائخ سے بہت سی چیزوں کا سماع کرایا' اور آپ کی وفات ۸/محرم کو دمشق میں ہوئی۔

قاضی القضاۃ بغداد:

قطب الدین ابوالفضائل محمد بن عمر بن الفضل التبریزی الشافعی' جو الاحوس کے نام سے مشہور ہیں' آپ نے کچھ سماع حدیث کیا اور فقہ' اصول' منطق' عربی' معانی اور بیان میں اشتغال کیا۔ آپ بہت سے فنون میں یکتا تھے اور العاقولی کے بعد آپ نے المستنصریہ اور بڑے بڑے مدارس مین درس دیا' آپ خوش اخلاق اور فقراء اور ضعفاء کے ساتھ بہت بھلائی کرنے والے اور متواضع شخص تھے اور بہت اچھا لکھتے تھے' آپ نے آخر محرم میں وفات پائی' اور اپنی اس قبر میں دفن ہوئے' جو بغداد میں آپ کے گھر کے پاس تھی۔ رحمہ اللہ۔

امیر صارم الدین:

ابراہیم بن محمد بن ابی القاسم بن ابی الزہر' جو المغزال کے نام سے مشہور تھے' آپ کا مطالعہ بھی تھا اور آپ کے پاس کچھ تاریخی مواد بھی تھا' اور بڑے اچھے حاضر جواب تھے اور ۲۶/محرم جمعہ کی نماز کے وقت فوت ہوئے اور حمام العدیم کے پاس اپنی قبر میں دفن ہوئے۔

امیر علاؤالدین مغلطائی الخازن

نائب قلعہ اور اس قبر کا مالک جو غربی جانب سے جامع مظفری کے سامنے ہے' آپ ایک اچھے شخص تھے اور آپ کے اوقاف' عطیات اور صدقات بھی تھے' آپ نے ۱۰ر صفر کی صبح کو جمعہ کے روز وفات پائی اور مذکورہ قبر میں دفن ہوئے۔

قاضی کمال الدین:

احمد بن محمد بن محمد بن عبداللہ بن ہبۃ اللہ الشیرازی الدمشقی۔ آپ ۶۷۰ھ کو پیدا ہوئے اور حدیث کا سماع کیا اور شیخ تاج الدین الفزاری اور شیخ زین الدین الفارقی سے فقہ سیکھی اور مختصر المزنی کو حفظ کیا اور ایک وقت البادرائیہ میں اور ایک وقت الشامیۃ البرانیہ میں پڑھایا' پھر سالوں سے اپنی وفات تک الناصریہ الجوانیہ کی تدریس کو سنبھالا' اور آپ بڑے صدر تھے اور کئی دفعہ آپ نے دمشق کے قضاۃ کی قضا کو یاد کیا اور آپ خوش شکل اور اچھے مصاحب تھے۔ آپ نے ۳ر صفر کو وفات پائی اور قاسیون کے دامن میں اُن کے قبرستان میں دفن ہوئے۔ رحمہ اللہ۔

امیر ناصر الدین:

محمد بن الملک المسعود جلال الدین عبداللہ بن الملک الصالح اسماعیل بن العادل آپ عمر رسیدہ شیخ تھے' آپ نے صحیح بخاری کے اختصار کا اہتمام کیا' آپ اچھے فہیم تھے اور آپ کو فضیلت حاصل تھی اور المزۃ میں سکونت رکھتے تھے اور وہیں آپ نے ۲۵ صفر ہفتے کی رات کو وفات پائی' آپ کی عمر ۷۴ سال تھی اور المزۃ میں ان کے قبرستان میں دفن ہوئے۔ رحمہ اللہ۔

علاؤالدین:

علی بن شرف الدین محمد بن القلانسی' قاضی فوج اور وکیل بیت المال' کاغذات کا سنبھالنے والا اور امینیہ اور الظاہریہ کا مدرس' نیز اس کے علاوہ بھی آپ کو مناصب حاصل تھے' پھر آپ سے دونوں مدرسوں کی تدریس کے سوا' سب مناصب چھین لیے گئے اور آپ معزول ہی رہے تا آنکہ ۲۵ر صفر کی ہفتے کی صبح کو وفات پا گئے اور ان کے قبرستان میں دفن ہوئے۔

عزالدین احمد بن الشیخ زین الدین:

محمد بن احمد بن محمود العقیلی' جو ابن القلانسی کے نام سے مشہور ہیں' دمشق کے محتسب اور خزانہ کے ناظر' آپ خوش صحبت تھے۔ پھر آپ کو احتساب سے معزول کر دیا گیا اور خزانہ پر برقرار رہے یہاں تک کہ ۱۹ر جمادی الاولیٰ کو سوموار کے روز وفات پا گئے' اور قاسیون میں دفن ہوئے۔

شیخ علی بن ابی المجد بن شرف بن احمد الحمصی:

ثم الدمشقی' آپ ۴۵ سال ربوہ کے مؤذن رہے' آپ کے اشعار کا ایک دیوان اور حواشی اور بہت سی چیزیں ہیں جن کا انکار کیا جاتا ہے' آپ اپنے دین میں ڈھیلے تھے' آپ نے بھی جمادی الاولیٰ میں وفات پائی ہے۔

امیر شہاب الدین بن برق:

دمشق کے متولی' آپ کے جنازہ میں بہت لوگ شامل ہوئے' آپ نے ۲ر شعبان کو الصالحیہ میں وفات پائی اور لوگوں نے

آپ کی بہت تعریف کی ہے۔

امیر فخر الدین ابن الشمس لؤلؤ:

البر کے متولی آپ بھی قابل تعریف آدمی تھے آپ نے ۱۱ر شعبان کو وفات پائی' آپ شیخ کبیر تھے' آپ نے بیت لہیا میں وفات پائی اور وہیں قبرستان میں دفن ہوئے' اور بہت سی اولاد چھوڑی۔ رحمہ اللہ۔

عماد الدین اسماعیل:

ابن شرف الدین محمد بن الوزیر فتح الدین عبداللہ بن محمد بن احمد بن خالد بن صغیر بن القیسرانی' آپ کاغذ پر لکھنے والے کاتب تھے اور اچھے لوگوں میں سے تھے اور فقراء اور صالحین کے محبوب تھے' اور آپ میں بہت مروت پائی جاتی تھی' آپ نے مصر میں لکھا' پھر حلب آ کر اس کے سیکرٹری بن گئے' پھر دمشق منتقل ہو گئے' اور وہیں اقامت اختیار کر لی' یہاں تک کہ ۱۳ر ذوالقعدہ اتوار کی رات کو وفات پا گئے اور دوسرے دن جامع دمشق میں آپ کا جنازہ پڑھا گیا' اور ۷۵ سال کی عمر میں الصوفیہ میں دفن ہوئے اور آپ نے ابرقوہی وغیرہ سے حدیث کا سماع کیا تھا۔

اور ذوالقعدہ میں شہاب الدین ابن القدیسہ محدث نے حجاز شریف کے راستے میں وفات پائی اور ذوالحجہ میں مؤذن شمس محمد نے جو النجار کے نام سے مشہور اور البتی کے نام سے پہچانے جاتے ہیں' وفات پائی' آپ محافل میں تقاریر کرتے اور نظمیں پڑھا کرتے تھے۔

۷۳۷ھ

اس سال کا آغاز جمعہ کے روز سے ہوا اور المستکفی باللہ' خلیفہ تھا جسے سلطان ملک ناصر نے قید کر دیا تھا اور اسے لوگوں کے ساتھ ملاقات کرنے سے روک دیا تھا اور تنکز بن عبداللہ ناصری' شام کا نائب تھا' اور علم الدین بن القطب سیکرٹری اور البر کے والی امیر بدرالدین بن قطلو بک ابن شششنکیر اور مدینہ کے والی حسام الدین طرقطائی الجوکنداری کے سوا' قضاۃ اور منتظمین وہی تھے جن کا ذکر اس سے پہلے سال ہو چکا ہے۔

اور اس سال کے پہلے دن اطلاعات آئیں کہ علی پاشا کی فوج کو شکست ہوئی ہے اور بعض نے کہا کہ وہ قتل ہو گیا ہے اور ۲۲ر محرم کو حجاج کے خطوط پہنچے جو اس صعوبت کو بیان کرتے تھے جو انہیں اونٹوں کی موت اور بوجھوں کے پھینک دینے اور بہت سے مردوں اور عورتوں کے پا پیادہ چلنے سے پہنچی' انا للہ وانا الیہ راجعون' والحمد للہ علیٰ کل حال۔

اور محرم کے آخر میں قاضی بغداد' قاضی حسام الدین حسن بن محمد الغوری دمشق آئے' آپ اور وزیر نجم الدین محمود بن علی بن شروان الکردی اور شرف الدین عثمان بن حسن البلدی نے تین دن قیام کیا' پھر مصر چلے گئے اور انہیں سلطان کی جانب سے قبول نام حاصل ہوا اور اس نے پہلے کو حنفیہ کا قاضی مقرر کیا جیسا کہ ابھی بیان ہو گا اور دوسرے کو وزیر مقرر کیا اور تیسرے کو امیر مقرر کیا' اور عاشورہ کے روز' اس نے شمس الدین محمد بن شیخ شہاب الدین بن اللبان الفقیہ الشافعی کو حکم جلالی کی مجلس میں حاضر کیا اور شیخ الشیوخ شہاب الدین بن فضل اللہ مجد الدین الاقصرائی اور شہاب الدین اصبہانی بھی اس کے ساتھ حاضر ہوئے اور اس نے اس پر حلول و

اتحاد اور قرمطہ کے بارے میں غلو وغیرہ کے بارے میں دعویٰ کیا' سو اس نے بعض باتوں کا اقرار کیا تو اس نے اس کے خون کو گرنے سے بچانے کا فیصلہ دیا' پھر اس کے بارے میں ثالث بن گیا اور اس کی جہات کی اس پر مہربانی کی اور لوگوں سے گفتگو کرنے سے روک دیا اور دو امراء اور دیوان کی جماعت کی صف میں کھڑا ہوا اور منبر میں تسر جانی میں بڑی آگ لگی جس نے متعدد گھروں اور دکانوں کو تباہ کر دیا۔

اور ربیع الاوّل میں سلطان کے ہاں لڑکا پیدا ہوا اور خوشی کے شادیانے بجے اور شہر کو کئی روز تک آراستہ کیا گیا اور ۱۵ر ربیع الآخر کو اس نے صارم الدین ابراہیم الحاجب جو جامع کریم الدین کے سامنے رہائش پذیر تھا' کو طبلخانہ کا امیر مقرر کیا اور وہ شیخ تقی الدین رحمہ اللہ کے کبار اصحاب میں سے تھا اور اس کے مقاصد نیک اور اچھے تھے اور فی نفسہ وہ اچھا شخص تھا اور اسی ماہ میں خلیفہ المستکفی کو رہا کیا گیا۔

اور ۲۱ر ربیع الآخر کو اسے قلعے سے آزاد کر دیا گیا اور وہ اپنے گھر میں گوشہ نشین ہو گیا اور ۲۰ر جمادی الآخرۃ کو جمعہ کے روز' مصر کی دو مساجد میں جمعہ شروع کیا گیا' ان میں سے ایک کو امیر عزالدین ایدمر بن عبداللہ الخیطر ی نے تعمیر کیا تھا اور اس کے بارہ روز بعد وہ فوت ہو گیا' رحمہ اللہ۔ اور دوسری مسجد ایک عورت نے جسے الست حدق دادۃ السلطان الناصر کہا جاتا تھا' قنطرۃ السباع کے پاس تعمیر کی تھی اور شعبان میں قاضی شہاب الدین احمد بن شرف بن منصور جو دمشق میں نائب الحکم تھا طرابلس کی قضاء پر چلا گیا اور اس کے بعد شیخ شہاب الدین احمد بن النقیب بعلبکی نائب بنا اور اسی ماہ میں اس نے عزالدین بن جماعۃ کو مصر کے بیت المال کی وکالت کا خلعت دیا اور ضیاء الدین ابن خطیب بیت الآبار کو قاہرہ کے احتساب کا خلعت دیا' حالانکہ اس کے پاس اوقاف وغیرہ کی نگرانی کا کام بھی تھا اور اسی ماہ میں اس نے ناظر القدس کو طبلخانہ کا امیر مقرر کیا' پھر قدس کی طرف واپس آ گیا۔

اور ۱۰ر رمضان کو مصر سے دو ہزار کے دو ہراول' بلادسیس کی طرف جاتے ہوئے' دمشق آئے' جن میں علاؤالدین بھی تھا' پس اہل علم نے اس سے ملاقات کی اور وہ افاضل حنفیہ میں سے تھا اور حدیث وغیرہ کے متعلق اس کی تصانیف بھی ہیں۔

اور شامی قافلہ ۱۰ر شوال کو سوموار کے روز روانہ ہوا اور اس کا امیر بہادر جیجق اور قاضی محیی الدین طرابلسی مدرس الحمصیہ تھا اور قافلہ میں شیخ الشیوخ تقی الدین' عماد الدین ابن الشیرازی' نجم الدین طرسوسی' جمال الدین المردادی اور اس کا ساتھی شمس الدین ابن مفلح' الصدر المالکی' اشرف ابن القسیرانی' شیخ خالد جو باورچی خانہ کے پاس مقیم تھا' اور جمال الدین بن الشہاب محمود شامل تھے۔

اور ذوالقعدہ میں اطلاعات پہنچیں کہ فوج نے بلادسیس کے سات قلعے لے لیے ہیں اور انہیں بہت مال ملا ہے' اور مسلمان اس سے خوش ہو گئے اور اس ماہ میں تاتاریوں کے درمیان عظیم معرکہ ہوا جس میں شیخ اور اس کے تعلق دار کامیاب ہو گئے اور اس سال سلطان ملک ناصر محمد بن قلادون نے خلیفہ اور اس کے اہل اور اس کے تعلق داروں کو بلاد قوس کی طرف جلاوطن کر دیا' اور وہ تقریباً ایک سو آدمی تھے' اور اس نے ان کے لیے وہاں وظائف مقرر کیے جو ان کے مصالح کے ذمے دار تھے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اس سال میں وفات پانے والے

شیخ علاء الدین بن غانم

ابوالحسن علی بن محمد بن سلیمان بن حمائل بن علی المقدسی[1]' جو فضائل' خوش الحانی' کثرت ادب واشعار اور مروت تامہ میں بڑے مشہور لوگوں میں سے ایک تھے آپ کی پیدائش ۶۵۱ھ میں ہوئی اور آپ نے حدیث کا کثیر سماع کیا اور قرآن اور التنبیہ کو حفظ کیا اور جہات کو سنبھالا اور امور مہمہ میں لوگوں نے آپ کا قصد کیا اور آپ خاص و عام کے ساتھ بہت حسن سلوک کرنے والے تھے' حج سے واپسی پر منزل تبوک میں ۱۳ر محرم جمعرات کے روز آپ نے وفات پائی اور وہیں دفن ہوئے' پھر آپ کے پیچھے آپ کا بھائی شہاب الدین احمد بھی ماہ رمضان میں فوت ہو گیا اور وہ عمر میں آپ سے ایک سال چھوٹا تھا اور یکتا فاضل اور بہت خوش طبع آدمی تھا۔

اشرف محمود الحریری:

جامع اموی کا مؤذن' اس نے النیرب میں حمام بنایا' اور آخر محرم میں فوت ہو گیا۔

شیخ ناصر الدین:

بن الشیخ ابراہیم بن معصاد بن شداد بن ماجد بن مالک الجبری ثم المصری۔ آپ ۶۵۰ھ میں قلعہ جعبر میں پیدا ہوئے' اور صحیح مسلم وغیرہ کا سماع کیا اور آپ لوگوں میں تقریر کرتے اور انہیں نصیحت کرتے تھے اور تفسیر وغیرہ سے بہت سی باتوں کو یاد رکھتے تھے' آپ صالح اور عبادت گزار تھے' آپ نے ۲۴ر محرم کو وفات پائی' اور باب النصر کے باہر ان کے زاویہ میں اپنے والد کے پاس دفن ہوئے۔

شیخ شہاب الدین عبدالحق حنفی:

احمد بن علی بن احمد بن علی بن یوسف بن قاضی الحنفیین آپ ابن عبدالحق حنفی کے نام سے مشہور تھے' شیخ المذہب اور مدرس الحنفیہ وغیرہ تھے' آپ یکتا فاضل اور دیندار آدمی تھے' آپ نے ربیع الاوّل میں وفات پائی۔

شیخ عماد الدین:

ابراہیم بن علی بن عبدالرحمٰن بن عبدالمنعم بن نعمۃ المقدسی النابلسی الحنبلی' آپ نابلس کے حنابلہ کے شیخ' عابد' امام اور عالم اور طویل مدت تک ان کے فقیہ رہے اور ربیع الاوّل میں وفات پائی۔

شیخ محب الدین عبداللہ:

بن احمد بن المحب بن احمد بن ابی بکر محمد بن ابراہیم بن احمد بن عبدالرحمٰن بن اسماعیل بن منصور المقدسی الحنبلی' آپ نے کثیر

---

[1] شذرات الذہب میں ''المنشی'' ہے۔

سماع کیا اور خود پڑھا اور مسلسل لکھا اور لوگوں نے آپ سے فائدہ حاصل کیا اور جامع اموی وغیرہ میں آپ کی کتاب وسنت کی مجالس ہوتی تھیں اور آپ نہایت اچھی آواز سے پڑھتے تھے اور آپ پر سکینت ووقار ہوتا تھا اور آپ کے وعدہ کے مقامات مفید ہوتے تھے اور لوگ ان سے فائدہ حاصل کرتے تھے اور شیخ الاسلام تقی الدین ابن تیمیہ آپ کو پسند کرتے تھے اور آپ کی قرأت کو بھی پسند کرتے تھے' آپ نے ۷ ربیع الاول سوموار کے روز وفات پائی اور آپ کا جنازہ بھرپور تھا اور قاسیون میں دفن ہوئے اور لوگوں نے آپ کے متعلق اچھی گواہی دی اور آپ ۵۵ سال کی عمر کو پہنچے۔ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

محدثِ یگانہ ناصر الدین محمد:

بن طغربل بن عبداللہ آپ کا باپ صراف تھا' آپ خوارزمی الاصل تھے' آپ نے کثیر سماع کیا اور خود پڑھا' آپ بہت جلدی پڑھتے تھے اور آپ نے چھوٹی بڑی کتابوں کو پڑھا اور بہت باتوں کو جمع کیا اور لکھا اور آپ اس کام میں یکتا تھے' آپ نے سفر کیا تو ۲ ربیع الاول ہفتے کے روز حماۃ میں آپ کو موت نے آ لیا اور دوسرے دن طیبہ کے قبرستان میں دفن ہوئے۔ رحمہ اللہ۔

شیخ شمس الدین:

ابو محمد عبداللہ بن العفیف محمد بن الشیخ تقی الدین یوسف بن عبدالمنعم بن نعمۃ المقدسی النابلسی الحنبلی' نابلس کی مسجد حنابلہ کے امام۔ آپ ۶۷۴ھ میں پیدا ہوئے اور کثیر سماع کیا' آپ بہت عبادت گزار' خوش آواز' خوبصورت' باوقار' خوش شکل اور نیک ارادہ تھے' میں نے قدس سے واپس پر ۷۳۳ھ میں آپ کو بہت سے اجزاء اور فوائد سنائے اور ہمارے دوست شیخ جمال الدین یوسف کے والد تھے جو حنابلہ وغیرہ کے ایک مفتی تھے اور خیر وصلاح میں مشہور تھے' آپ نے ۲۲ ربیع الآخر کو جمعرات کے روز وفات پائی اور وہیں دفن ہوئے۔ رحمہ اللہ۔

شیخ محمد بن عبداللہ بن المجد:

ابراہیم المرشدی جو منیہ مرشد میں مقیم تھے' لوگ آپ کی ملاقات کو آتے تھے اور آپ حسب مراتب ان کے مہمان نوازی کرتے تھے اور بہت خرچ کرتے تھے' اور بظاہر لوگوں کو یہی معلوم تھا' وہ کسی سے کوئی چیز نہیں لیتے تھے' اللہ ان کے حال کو بہتر جانتا ہے اور اصلاً وہ دھروط بستی سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ نے قاہرہ میں اقامت اختیار کی اور وہیں اشتغال کیا' بیان کیا جاتا ہے کہ آپ نے فقہ میں التنبیہ کو پڑھا' پھر منیہ مرشد میں گوشہ نشین ہو گئے' اور لوگوں میں آپ کی باتیں مشہور ہو گئیں اور آپ نے کئی بار حج کیا اور آپ جب قاہرہ میں داخل ہوئے تو لوگ آپ پر اژدہام کرتے' پھر ۸ رمضان جمعرات کے روز آپ کی وفات ہوگئی' اور اپنے زاویہ میں دفن ہوئے' اور قاہرہ اور دمشق وغیرہ میں آپ کا جنازہ پڑھا گیا۔

امیر اسد الدین:

عبدالقادر بن المغیث عبدالعزیز بن الملک المعظم' عیسیٰ بن العادل' آپ ۶۴۲ھ میں پیدا ہوئے اور کثیر سماع کیا اور کرایا' آپ ہر سال مصر سے دمشق آیا کرتے تھے اور اہل حدیث کا اکرام کرتے تھے' اور آپ کے بعد بنی ایوب میں آپ سے بڑی عمر کا آدمی باقی نہیں رہا' آپ نے رمضان کے آخر میں رملہ میں وفات پائی۔

شیخ حسن بن ابراہیم:

بن حسن الحاکی الکردی الکرد کے امام مسجد اور ہر جمعہ کو لوگوں کو نصیحت کرنے والے آپ کو فضائل حاصل تھے اور آپ کی گفتگو بہت فائدہ بخش ہوتی تھی' یہاں تک کہ آپ ۲۰ شوال کو وفات پاگئے' اور دیارِ مصر میں لوگوں نے آپ کے جنازہ کی مثل نہیں دیکھی۔ رحمہ اللہ۔

۷۳۸ھ

اس سال کا آغاز بدھ کے روز ہوا اور خلیفہ مستکفی بلادِ قوص میں جلا وطن تھا' اور اس کے اہل اور تعلق دار اور اس کی پناہ لینے والے بھی اس کے ساتھ تھے اور ملک ناصر محمد بن ملک منصور' سلطان البلاد تھا' اور دیارِ مصر میں کوئی نائب اور وزیر نہ تھا' اور دمشق میں تنکز اس کا نائب تھا' اور شہروں کے نائبین اور منتظمین وہی تھے جن کا ذکر اس سے پہلے سال میں ہو چکا ہے اور ۳/ ربیع الاوّل کو سلطان نے فاطمیوں کے آخری خلیفے داؤد بن سلیمان بن داؤد بن العاضد کے دونوں بیٹوں علی اور محمد القیوم کی طرف سفر پر بھیجنے کا حکم دیا کہ وہ وہاں قیام کریں اور ۱۲/ ربیع الآخر جمعہ کے روز اس نے قاضی علم الدین بن القطب کو سیکرٹری شپ سے معزول کر دیا اور اسے مارا گیا اور اس سے مطالبہ کیا گیا اور اس کی وجہ سے قاضی فخر الدین مصری کو ہٹایا گیا اور اپنے مدرسہ ودلعیہ سے علیحدہ کر دیا گیا اور ابن جملہ نے اسے لے لیا اور عادلیہ صغیرہ کو ابن النقیب نے سنبھال لیا اور اس نے الندراویۃ ایک سو دن اسے منصب دیا اور اس کے مال سے کچھ لیا۔

اور ۲۳/ ربیع الاوّل ہفتے کی رات کو مغرب کے بعد مصر میں شدید آندھی آئی اور اس کے بعد برق و رعد ہوئی اور اخروٹ کے برابر اولے پڑے اور یہ وہ بات ہے جس کی مثل اس علاقے میں طویل زمانوں سے نہیں دیکھی گئی۔ اور ۱۰/ جمادی الاوّل کو مکہ میں آغاز شب میں پہلی بارش ہوئی اور جب نصف رات ہوئی تو عظیم سیلاب آ گیا جس کی مثل طویل زمانے سے نہیں دیکھی گئی' اس نے تقریباً تیس یا اس سے زیادہ گھروں کو ڈھا دیا اور ایک جماعت غرق ہوگئی اور اس نے مسجد کے دروازوں کو توڑ دیا اور کعبہ میں داخل ہو گیا اور ایک ہاتھ یا اس سے زیادہ بلند ہو گیا اور ایک عظیم واقعہ پیش آیا جسے شیخ عفیف الدین طبری نے بیان کیا ہے اور ۲۷/ جمادی الاوّل کو قاضی جلال الدین مصر کی قضا سے الگ ہو گیا اور اس کی علیحدگی کے تھوڑا عرصہ بعد قاضی شام ابن المجد کی وفات کی خبر پہنچ گئی۔ سلطان نے اسے شام کا قاضی مقرر کر دیا تو وہ پہلے کی طرح اس کی طرف واپس چلا گیا' پھر سلطان نے حنفیہ کے قاضی برہان الدین ن عبدالحق اور حنابلہ کے قاضی تقی الدین کو معزول کر دیا اور اس کے بیٹے صدر الدین کو لکھا کہ وہ لوگوں کے قرضے انہیں ادا کرے اور تقریباً تین لاکھ تھے' اور جب جلال الدین کی روانگی کے پانچ دن بعد ۱۹/ جمادی الآخرۃ کو سوموار کا دن آیا تو سلطان نے سرکردہ ماء کو اپنے حضور طلب کیا اور ان سے دریافت کیا کہ کون شخص مصر کی قضا کا اہل ہے' پس قاضی عز الدین ابن جماعۃ منتخب ہوا اور اس اسے اسی وقت قاضی مقرر کر دیا اور قاضی بغداد حسام الدین حسن بن محمد الغوری کو حنفیہ کا قاضی مقرر کیا اور وہ دونوں اس کے سامنے رسہ صالحیہ کی طرف چلے گئے' اور وہ دونوں خلعت پہنے ہوئے تھے۔

الدین بن جماعۃ اپنے دوست شیخ عماد الدین دمیاطی کے لیے دار الحدیث کاملیہ سے دستکش ہو گیا' پس اس نے اس میں

درس دیا اور حدیث انما الاعمال بالنیات کو اس کی سند کے ساتھ بیان کیا اور اس پر گفتگو کی اور اکثر نائبین حکم معزول ہو گئے' اور بعض برقرار رہے۔

اور جب ۲۵؍ جمادی الآخرۃ کا دن آیا تو اس نے معزول قاضی کی بجائے سابلہ کی قضاء امام عالم موفق الدین ابو محمد عبداللہ بن محمد بن عبدالملک المقدسی کے سپرد کر دی اور قضاۃ میں سے اخنائی مالکی کے سوا کوئی قاضی باقی نہ رہا۔ اور رمضان میں الصبابیہ کا افتتاح ہوا جسے شمس الدین بن تقی الدین ابن الصباب تاجر دارالقرآن اور دارالحدیث نے تعمیر کیا تھا' اور اس سے قبل وہ ایک خراب و ویرانہ تھا اور رمضان میں علاؤ الدین علی ابن القاضی محی الدین بن فضل اللہ نے اپنے باپ کی وفات کے بعد مصر کی سیکرٹری شپ سنبھال لی' ابھی اس کے حالات بیان ہوں گے اور اسے اور اس کے بھائی بدرالدین کو خلعت دیئے گئے اور اس نے دونوں کو حکم دیا کہ وہ سلطان کی مجلس میں حاضر ہوا کریں اور اس کا بھائی شہاب الدین حج کو چلا گیا۔

اور اس ماہ میں مصر کی غربی جانب انڈے اور انار کے برابر اولے پڑے اور بہت سی چیزوں کو تباہ کر دیا' اس بات کو برزالی نے بیان کیا ہے' اور اسے شہاب دمیاطی کی کتاب سے نقل کیا ہے اور ۲۳؍ رمضان کو شہاب الدالاسجدی نے زین الدین الکنانی متوفی کی بجائے قبہ منصوریہ کی مشیخۃ الحدیث میں درس دیا اور مسند شافعی سے حدیث کو الجادلی کی روایت سے اس کی سند کے ساتھ بیان کیا' پھر شیخ اثیرالدین ابی حیان کی حجت سے اس کی روگردانی کی اور اپنے شیخ ابن زبیر سے ایک حدیث بیان کی اور سلطان کے لیے دُعا کی اور قضاۃ و اعیان اس کے پاس حاضر ہوئے اور وہ ایک بھرپور مجلس تھی' اور ذوالقعدہ میں قاضی القضاۃ شمس الدین ابن النقیب قاضی جمال الدین ابن جملہ متوفی کی بجائے الشامیۃ البرانیۃ کی تدریس کے لیے حاضر ہوا اور بہت سے فقہاء اور اعیان اس میں حاضر ہوئے اور یہ ایک بھرپور مجلس تھی' اور ۲؍ ذی الحجہ کو تاج الدین عبدالرحیم ابن قاضی القضاۃ جلال الدین قزوینی نے شیخ شمس الدین بن النقیب کی بجائے عادلیہ صغیرہ میں درس دیا' انہیں الشامیۃ البرانیہ کے منتظم بننے کا حکم ہو چکا تھا' اور قضاۃ و اعیان آپ کے پاس حاضر ہوئے۔

اور اس ماہ میں قاضی صدرالدین بن قاضی جلال الدین نے اتابکیہ میں اور اس کے بھائی خطیب بدرالدین نے اپنے باپ کی نیابت میں الغزالیہ والعادلیہ میں درس دیا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

امیر کبیر بدرالدین محمد بن فخرالدین عیسیٰ ابن الترکمانی:

آپ اپنی وزارت کے زمانے میں دیارِ مصر میں جامع المقیاس کے بانی تھے' پھر معزول ہو کر امیر بن کر شام آ گئے' پھر مصر واپس چلے گئے' یہاں تک کہ وہیں ۵؍ ربیع الآخر کو وفات پا گئے اور الحسینیہ میں دفن ہوئے اور آپ قابل تعریف شخص تھے۔ رحمہ اللہ

قاضی القضاۃ شہاب الدین:

محمد بن المجد بن عبداللہ بن الحسین بن علی الرازی' آپ اربلی الاصل تھے' پھر دمشقی شافعی ہو گئے' آپ دمشق میں

قاضی تھے آپ کی پیدائش ۶۶۲ھ میں ہوئی' آپ نے اشتغال کیا' مہارت حاصل کی اور علم حاصل کیا اور ۶۹۳ھ میں فتویٰ دیا اور اقبالیہ اور پھر رواحیہ اور تربت ام الصالح میں پڑھایا اور بیت المال کی وکالت سنبھالی' پھر شام کے قاضی القضاۃ بن گئے یہاں تک کہ جمادی الاولیٰ کے آغاز میں مدرسہ عادلیہ میں وفات پائی اور باب الصغیر کے قبرستان میں دفن ہوئے۔ رحمہ اللہ۔

الشیخ الامام العالم بن المرحل:

زین الدین محمد بن عبداللہ ابن الشیخ زین الدین عمر بن مکی بن عبدالصمد بن المرحل' دمشق کے الشامیۃ البرانیہ اور الغدراویہ کے مدرس' اور اس سے قبل مزار حسین کے مدرس تھے' اور یکتا فاضل فقیہ اصولی اور مناظر تھے' خوبصورت اور خوش اخلاق دیندار اور پاکدامن تھے' ایک وقت آپ نے دمشق میں علم الدین اخنائی کی نیابت کی اور آپ کی سیرت قابل تعریف رہی اور آپ ۱۹ر رجب بدھ کی رات کو فوت ہوئے اور دوسرے دن مسجد الدیان کے پاس ان کے قبرستان میں دفن ہوئے اور قاضی جلال الدین آپ کے جنازے میں شامل ہوئے اور آپ فقط دو روز قبل آپ کے لیے دیارِ مصر سے آئے تھے اور آپ کے پانچ دن بعد قاضی برہان الدین عبدالحق اور آپ کے اہل و اولاد آئے اور آپ کے بعد قاضی القضاۃ جلال الدین ابن جملہ نے الشامیۃ البرانیہ کی تدریس کا کام سنبھالا' پھر چند ماہ بعد آپ کی وفات ہوگئی اور ۱۴ر ذوالقعدہ جمعرات کا دن تھا' آپ کے یہ حالات شیخ علم الدین البرزالی کی تاریخ میں بیان ہوئے ہیں۔

قاضی القضاۃ جمال الدین الصالحی:

جمال الدین ابوالمحاسن یوسف بن ابراہیم بن جملہ بن مسلم بن حمام بن حسین بن یوسف الصالحی الشافعی' آپ کے والد مدرسہ سروریہ کے سزاوار تھے اور ۱۴ر ذوالحجہ کو جمعرات کے روز ظہر کے بعد آپ کا جنازہ پڑھا گیا اور قاسیون کے دامن میں دفن ہوئے۔ آپ کی پیدائش ۶۸۲ھ کے اوائل میں ہوئی اور آپ نے ابن البخاری وغیرہ سے سماع کیا اور روایت کی اور آپ بہت سے فنون کے فاضل تھے' آپ نے اشتغال کیا' علم حاصل کیا' فتویٰ دیا' دہرائی کی اور درس دیا' آپ کے فضائل' مباحث اور فوائد بہت سے ہیں اور آپ عالی ہمت اور بڑے معزز ہیں اور آپ میں دوستی' احسان اور حقوق کی ادائیگی پائی جاتی ہے' آپ نے دمشق میں نیابۃً اور آزادانہ طور پر قضاء کو سنبھالا اور بڑے بڑے مدارس میں پڑھایا اور الشامیۃ البرانیہ کے مدرس ہونے کی حالت میں وفات پائی' اور آپ کے جنازے میں بہت سے اعیان شامل ہوئے۔ رحمہ اللہ۔

شیخ الاسلام قاضی القضاۃ ابن البارزی:

شرف الدین ابوالقاسم ہبۃ اللہ ابن قاضی القضاۃ نجم الدین عبدالرحیم بن القاضی شمس الدین ابی الطاہر ابراہیم ہبۃ اللہ بن مسلم بن ہبۃ اللہ الجہینی الحموی' جو ابن البارزی قاضی القضاۃ حماۃ کے نام سے مشہور ہیں' آپ نے متعدد فنون میں مفید تصانیف کی ہیں۔ آپ ۵ر رمضان ۶۴۵ھ کو پیدا ہوئے اور کثیر سماع کیا اور اور بہت سے فنون کو حاصل کیا اور بہت سی کتابیں تصنیف کیں' آپ خوش اخلاق' بہت حاضر جواب اور صالحین کے بارے میں خوش اعتقاد تھے' اور لوگوں کے ہاں معظم تھے' آپ نے شہر کی ایک جماعت کو فتویٰ دینے کی اجازت دی اور آخری عمر میں اندھے ہو گئے' اس کے باوجود بھی مدت تک فیصلے کرتے رہے' پھر اپنے پوتے

نجم الدین عبدالرحیم بن ابراہیم کے لیے منصب سے دستکش ہو گئے اور اس کے باوجود بھی منصب سے آپ کی نگاہ نہیں ہٹی' آپ ۲۰ر ذوالقعدہ بدھ کی رات کو عشاء اور وتر پڑھنے کے بعد فوت ہوئے اور آپ سے کوئی فرض اور نفل نماز نہیں چھوٹی' اور دوسرے دن آپ کا جنازہ پڑھا گیا اور زغرین کی گھاٹی میں دفن ہوئے' آپ کی عمر ۹۳ سال تھی۔

شیخ شہاب الدین احمد:

بن البرہان' حلب کے شیخ الحنفیہ' شارح الجامع الکبیر' آپ ایک نیک شخص تھے اور لوگوں سے الگ تھلک رہتے تھے' لوگوں نے آپ سے فائدہ اُٹھایا اور آپ کی وفات ۲۸ر رجب جمعہ کی شب کو ہوئی اور آپ کو عربی اور قراءت کی معرفت حاصل تھی اور دیگر علوم میں بھی بہرہ حاصل تھا۔ رحمہ اللہ' واللہ اعلم۔

قاضی محی الدین بن فضل اللہ سیکرٹری:

ابوالمعالی یحییٰ بن فضل اللہ الحلی بن دعجان بن خلف العدوی العمری' آپ ۱۰ر شوال ۶۴۵ھ کو الکرک میں پیدا ہوئے اور حدیث کا سماع کیا اور کرایا' اور آپ اپنے بھائی شرف الدین کی زندگی میں اور اس کے بعد بھی حکومت میں بڑے معزز اور صدر کبیر رہے اور شام اور دیارِ مصر میں سیکرٹری رہے اور ۹ر رمضان بدھ کی رات کو دیارِ مصر میں فوت ہوئے اور دوسرے دن القرافہ میں دفن ہوئے اور آپ کے بعد آپ کے بعد علاؤ الدین نے منصب سنبھالا اور وہ آپ کے تینوں بیٹوں میں سے جو اس منصب کے لیے مقرر کیے گئے تھے' سب سے چھوٹا تھا۔

علامہ ابن الکتانی:

زین الدین ابن الکتانی دیارِ مصر کے شیخ الشافعیہ ابوحفص عمر بن ابی الحزم بن عبدالرحمٰن بن یونس دمشقی الاصل' آپ ۶۵۳ھ کی حدود میں قاہرہ میں پیدا ہوئے' اور دمشق میں اشتغال کیا' پھر مصر کی طرف کوچ کر گئے' اور اسے وطن بنالیا اور وہاں الحکر کے بعض قضیوں کی ذمہ داری لی' پھر شیخ تقی الدین بن دقیق العید کے نائب بنے اور آپ کی سیرت قابل تعریف رہی اور بڑے بڑے مدارس میں پڑھایا اور قبہ منصوریہ میں دارالحدیث کی مشیخت سنبھالی اور آپ یکتا فاضل تھے اور آپ کو بہت سے فوائد حاصل تھے' مگر آپ بداخلاق اور لوگوں سے منقبض رہتے تھے' آپ نے کبھی نکاح نہیں کیا' آپ خوبصورت تھے' اچھی چیزیں کھاتے تھے اور نرم لباس پہنتے تھے اور الروضہ میں آپ کے فوائد' فرائد اور زوائد بھی ہیں اور بعض علماء کی آپ نے توہین بھی کی ہے' اللہ آپ کو معاف کرے۔ آپ کی وفات ۱۵ر رمضان منگل کے روز ہوئی اور القرافہ میں دفن ہوئے۔ رحمہ اللہ۔

علامہ ابن القولیع:

زین الدین بن القولیع' ابوعبداللہ محمد بن عبدالرحمٰن بن یوسف بن عبدالرحمٰن بن عبدالجلیل الوسی الہاشمی الجعفری التونسی المالکی جو ابن القولیع کے نام سے مشہور ہیں' آپ اعیان فضلاء اور اذکیاء کے سرداروں میں سے تھے آپ نے بہت سے فنون اور علوم ادبیہ' دینیہ' شرعیہ' طبیہ کو جمع کیا اور آپ منکودمریہ میں مدرس تھے' اور منصوری ہسپتال میں آپ کی ڈیوٹی بھی تھی اور وہیں ۷ار ذی الحجہ کی صبح کو آپ نے وفات پائی اور آپ نے مال واثاث چھوڑا' جس کا وارث بیت المال ہوا۔

اور یہ آخری بات ہے جسے ہمارے شیخ حافظ علم الدین البرزالی نے اپنی کتاب میں جو آپ نے شیخ شہاب الدین ابی شامہ المقدسی کی تاریخ پر بطور ضمیمہ لکھی ہے تاریخ کے ساتھ بیان کی ہے اور میں نے بھی اپنے اس زمانے میں آپ کی تاریخ پر ضمیمہ لکھا ہے اور میں آپ کی تاریخ کے حالات سے ۲۰ / جمادی الآخرۃ ۷۵۱ھ کو بدھ کے روز فارغ ہوا اللہ اس کے اختتام کو اچھا کرے آمین۔ اور حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر ہمارے اس زمانے تک جو کچھ میں نے لکھا ہے اس جگہ اس کا اختتام ہوا' وللہ الحمد والمنہ' اور حریری نے کیا خوب کہا ہے:

''اور اگر تو کسی عیب کو پائے جس نے شگاف کو خراب کر دیا ہے تو وہ شخص اس سے برا ہے جس میں عیب نہ ہو اور وہ بلند ہو جائے''۔

اس اسماعیل بن کثیر بن ضوالقرشی الشافعی نے لکھا۔ عفا اللہ تعالیٰ عنہ آمین۔

۷۳۹ھ

اس سال کا آغاز ہوا تو دیارِ مصر اور اس کے مضافات اور دیارِ شام اور اس کے مضافات اور حرمین شریفین میں اسلام اور مسلمانوں کا سلطان' ملک ناصر محمد بن ملک منصور قلادون تھا' اور مصر میں اس کا کوئی نائب اور وزیر نہ تھا اور قضاۃ مصر میں شافعی قاضی القضاۃ عز الدین' ابن قاضی القضاۃ صدر الدین محمد بن ابراہیم بن جماعۃ' اور حنفی قاضی القضاۃ حسام الدین الغوری' حسن بن محمد اور مالکی قاضی تقی الدین الاخنائی' اور حنبلی قاضی موفق الدین بن نجا المقدسی تھے اور نائب شام امیر سیف الدین تنکز تھا' اور اس کے قضاۃ جلال الدین قزوینی شافعی تھے' جو دیارِ مصر سے معزول تھا' اور حنفی قاضی عماد الدین طرسوسی اور مالکی قاضی شرف الدین ہمدانی اور حنبلی قاضی علاؤ الدین بن المنجا التنوخی تھے۔

اور اس سال دارالحدیث السکر یہ کی تکمیل کا واقعہ ہوا اور وہاں کی مشیخۃ الحدیث' شیخ حافظ مؤرخ اسلام محمد بن شمس الدین محمد بن احمد الذہبی نے سنبھالی اور اس میں تیس محدث مقرر کیے۔ جن میں سے ہر ایک ہر ماہ سات دراہم اور نصف رطل روٹی وظیفہ اور تنخواہ ملتی تھی اور اس نے شیخ کے لیے تیس دراہم اور ایک رطل روٹی مقرر کی اور اس میں تیس آدمی قرآن پڑھنے کے لیے مقرر کیے' اور ہر دس آدمیوں کا ایک شیخ تھا' اور قراء میں ہر ایک کے لیے وہی تھا جو محدثین کے لیے تھا' اور ان کے لیے امام اور حدیث پڑھنے والا اور نائب مقرر کیے گئے' اور حدیث پڑھنے والے کے لیے بیس درہم اور آٹھ اوقیے روٹی مقرر کی گئی اور وہ اپنی تعمیر کے لحاظ سے بہت خوبصورت دارالحدیث تھا' اور وہ اس دارالذہب کے سامنے تھا' جسے امیر تنکز نے وقف کیا تھا' اور کئی جگہیں اس پر وقف کیں' جن میں سے ایک باب الفرج میں سوق القشاشین ہے' جس کا طول شرقاً غرباً بیس ہاتھ ہے' اس نے کتاب الوقف میں اس کا نام بیان کیا ہے اور بندر زیدین اور حمص کا حمام جو قدیم حمام ہے اور اس پر دوسری بستیوں کے حصے وقف کیے' لیکن وہ القشاشین بندر زیدین اور حمص کے حمام پر بزور متغلب ہو گیا۔

اور اس میں قاضی تقی الدین علی بن عبدالکافی السبکی الشافعی دیارِ مصر سے دمشق اور اس کے مضافات کا حاکم بن کر آیا اور لوگ اس سے خوش ہو گئے' اور لوگ اس کے علم اور امانت و دیانت کی وجہ سے اسے سلام کرنے آئے' اور وہ اپنے پیشروؤں کے دستور کے

مطابق عادت [illegible] قاضی برہان الدین ابوالبقاء کو نائب مقرر کیا' پھر اپنے
عم زاد ابوالفتح کو نائب مقرر کیا اور وہ قاضی القضاۃ جلال الدین محمد بن عبدالرحیم قزوینی شافعی کی وفات کے بعد شام کا حاکم بنا' جیسا کہ
اس سال کی وفیات میں ابھی اس کی تفصیل بیان ہو گی۔

اس سال کے محرم میں وفات پانے والے اعیان

علامہ قاضی القضاۃ فخر الدین:

عثمان بن الزین علی بن عثمان الحلبی' ابن خطیب جسرین الشافعی' آپ نے حلب کی قضا سنبھالی اور آپ امام تھے' آپ نے فقہ میں مختصر ابن حاجب کی شرح کی اور ابن ساعاتی کی البدیع کی شرح کی اور آپ کے بہت سے فوائد ہیں اور بڑی بڑی تصانیف ہیں' آپ شیخ ابن النقیب کی معزولی کے بعد حلب کے حکمران بنے' پھر سلطان نے آپ کو طلب کیا تو آپ اور آپ کا بیٹا کمال فوت ہو گئے اور آپ کی عمر ۷۰ سال تھی۔

قاضی القضاۃ جلال الدین محمد بن عبدالرحمٰن:

قزوینی شافعی' آپ اور آپ کا بھائی تاتاریوں کے زمانے میں اپنے ملک سے ۶۹۰ھ کے بعد دمشق آئے اور دونوں فاضل شخص تھے' امام الدین نے ام الصالح کے قبرستان میں پڑھایا' اور جلال الدین نے البادرائیہ میں شیخ برہان الدین ابن الشیخ تاج الدین شیخ الشافعیہ کے پاس دہرائی کی' پھر ان کے حالات نے پلٹا کھایا اور امام الدین نے دمشق میں شافعیہ کی قضا کو سنبھال لیا' اسے قاضی بدرالدین ابن جماعۃ کے ہاتھ سے اس کے لیے حاصل کیا گیا' پھر وہ قازان کے سال لوگوں کے ساتھ دیارِ مصر کی طرف بھاگ گیا اور وہیں فوت ہو گیا اور دوبارہ ابن جماعۃ کو قضا کی طرف لایا گیا اور ۷۰۳ھ میں شہر کی خطابت خالی ہو گئی' اور جلال الدین مذکور نے اسے سنبھال لیا' پھر اس نے ۷۲۵ھ میں خطابت کے ساتھ دمشق کی قضا کو بھی سنبھال لیا' پھر قاضی القضاۃ بدرالدین بن جماعۃ کی آنکھوں کو ضرر پہنچنے کے باعث اس کے عاجز ہو جانے کے بعد ۷۲۷ھ میں دیارِ مصر کی طرف منتقل ہو گیا' اور ۷۳۸ھ میں سلطان ملک الناصر نے کچھ اُمور کے باعث جن کی شرح طویل ہے' اس کا مقابلہ کیا اور اسے شام کی طرف جلاوطن کر دیا' اور اتفاق سے قاضی القضاۃ شہاب الدین بن المجد عبداللہ کی وفات ہو گئی' جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے' اور سلطان نے اسے پہلے کی طرح قضا سپرد کر دی اور اس نے اپنے بیٹے بدرالدین کو جو دمشق کا خطیب تھا قضاء کا نائب مقرر کیا اور اس کی وفات اس سال کے آخر میں ہوئی اور الصوفیہ میں دفن ہوا اور اسے معانی اور بیان میں یدطولیٰ حاصل تھا' اور وہ بہت فتوے دیتا تھا' اور معانی میں اس کی تصنیفات ہیں اور اس کی مشہور تصنیف (کا نام) ''التلخیص'' ہے جس میں اس نے السکاکی کی المفتاح کا اختصار کیا ہے اور وہ مجموع الفضائل تھا' تقریباً ۷۰ سال یا اس سے زیادہ عمر میں اس کی وفات ہوئی۔

شیخ امام حافظ ابن البرزالی:

آپ نے ۴/ ذوالحجہ اتوار کے روز وفات پائی' علم الدین ابومحمد القاسم بن محمد بن البرزالی شام کا شافعی مؤرخ' آپ شیخ ابن

ابی شامہ کی وفات کے سال ۶۶۵ھ میں پیدا ہوئے اور آپ نے تاریخ لکھی اور شیخ شہاب الدین پر اس کی وفات سے البرزالی کی پیدائش تک ضمیمہ لکھا' یہاں تک کہ اس سال میں محرم ہونے کی حالت میں وفات پا گئے' آپ کو غسل وکفن دیا گیا اور آپ کا سر نہ ڈھانکا گیا اور لوگوں نے آپ کی چارپائی اُٹھائی اور وہ آپ کے اردگرد رو رہے تھے اور وہ بعد کا دن تھا۔ آپ نے کثیر سے ہوا ایک ہزار سے بھی زیادہ شیخ تیں سماع کیا اور محدث شمس الدین ابن سعد نے اس کی مشیخت کو نامکمل طور پر بیان کیا ہے اور آپ نے بہت کچھ پڑھا اور بہت کچھ سنایا اور آپ بہت خوش خط اور خوش اخلاق تھے اور قضاۃ اور اپنے اہل علم مشائخ کے نزدیک قابل تعریف تھے' میں نے علامہ ابن تیمیہ کو بیان کرتے سنا ہے کہ البرزالی نے پتھر پر لکھا ہے اور آپ کے اصحاب سب گروہوں سے تھے جو آپ سے محبت کرتے اور آپ کی عزت کرتے تھے اور آپ کے لڑکے آپ سے پہلے ہی فوت ہو گئے تھے اور آپ کی بیٹی فاطمہ نے بخاری کو ۱۳ جلدوں میں لکھا اور آپ نے اس کا موازنہ ومقابلہ کیا اور آپ اس میں سے حافظ المزی کو قبہ کے نیچے سنایا کرتے تھے حتیٰ کہ اس کا نسخہ اصلاً قابل اعتماد ہو گیا جس سے لوگ لکھا کرتے تھے اور آپ النوریہ میں شیخ الحدیث تھے اور اس میں آپ نے اپنی کتب کو دارالحدیث السنیہ' دارالحدیث القوسیہ اور جامع وغیرہ اور حدیث کے علوم پر وقف کر دیا اور آپ متواضع اور لوگوں کے محبوب اور ان سے محبت کرنے والے تھے' آپ نے ۷۴ سال کی عمر میں وفات پائی۔

مؤرخ شمس الدین:

محمد بن ابراہیم الجوزی' آپ نے بڑی تاریخ کو تصنیف کیا اور اس میں ایسی باتیں لکھیں جن سے حافظ المزی' الذہبی اور البرزالی استفادہ کرتے تھے وہ آپ سے لکھتے اور آپ کی نقل پر اعتماد کرتے تھے' آپ ۸۰ سال سے زیادہ عمر کے شیخ تھے' اور گراں گوش ہو گئے تھے اور آپ کی تحریر کمزور ہو گئی تھی' اور آپ شیخ ناصرالدین محمد اور اس کے بھائی مجدالدین کے والد تھے۔

۷۴۰ھ

اس سال کا آغاز ہوا تو سلطان المسلمین ملک ناصر تھا اور شام میں شافعی کے سوا' اس کے قضاۃ وہی تھے جن کا ذکر اس سے پہلے سال میں ہو چکا ہے' پس قزوینی وفات پا گئے اور علامہ سبکی نے کام کی ذمہ داری سنبھال لی' اور جو عظیم خوفناک واقعات رونما ہوئے ان میں سے ایک واقعہ یہ ہے کہ نصاریٰ کے سرکردہ لوگوں کی ایک جماعت اپنے گرجے میں جمع ہوئی اور انہوں نے باہم بہت مال جمع کیا اور اسے ان دو راہبوں کے سپرد کر دیا جو بلادِ روم سے ان کے پاس آئے تھے اور معدنی تیل کے فن کو اچھی طرح جانتے تھے' ان میں سے ایک کا نام معدنی اور دوسرے کا غازر تھا' سو ان دونوں نے معدنی تیل سے بہ حیلہ راز معلوم کر کے ایک ہتھیار بنایا جس کی تاثیر چار گھنٹوں یا اس سے زیادہ وقت میں ظاہر ہوتی تھی اور انہوں نے اُسے سوق الرجال میں تجار کی دکانوں کی درزوں میں الدہشت کے پاس دن کے آخری حصے میں متعدد دکانوں میں یوں رکھ دیا کہ ان کے متعلق پتہ نہ چلا اور وہ دونوں مسلمانوں کے لباس میں تھے اور رات کے دوران لوگوں کو پتہ ہی نہ چلا کہ آگ نے ان دکانوں میں اپنا کام کر دیا' حتیٰ کہ وہ مشرقی اذان گاہ جو مذکورہ بازار کی طرف ہے' کے ستونوں کو لگ گئی اور اس نے ستونوں کو جلا دیا اور نائب السلطنت تنکز' اُمراء' اور ہزاروی اُمراء آئے اور آگ سے بھڑکتے ہوئے مینار پر چڑھ گئے اور جامع سے بچ کر رہے اور اسے بالکل آگ نہ لگی' وللہ الحمد والمنہ۔ اور اذان گاہ کے پتھر پھٹ

گئے اور یہ جیوں کی طرف منسوب کر دیا پس وہ جل گیا پھر اسے دوبارہ نئے پتھروں سے تعمیر کیا گیا اور یہ وہی شرقی منارہ ہے جس کا ذکر حدیث میں آیا ہے کہ اس پر حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کا نزول ہوگا' جیسا کہ عنقریب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول اور دجال کے محاصرہ کرنے والے شہر میں اس پر گفتگو ہوگی۔

حاصل کلام یہ کہ چند راتوں بعد نصاریٰ نے جامع کی جانب سے مغرب سے پوری قیساریہ تک اور جو کچھ اس میں کمائیں اور سامان تھا اس کا قصد کیا' انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اور گھروں' رہائش گاہوں اور مدارس سے قیساریہ کے اردگرد تک آگ کے شرارے اُڑے اور مدرسہ امینیہ کی ایک جانب سے مدرسہ مذکورہ کی جانب تک کا ایریا جل گیا اور ان کا مقصد بھی یہی تھا کہ آگ مسلمانوں کے معبد تک پہنچ جائے' پس اللہ تعالیٰ ان کے اور ان کے ارادوں کے درمیان حائل ہوگیا' اور نائب السلطنت اور اُمراء آ کر آگ اور مسجد کے درمیان حائل ہوگئے جزاہم اللہ خیراً اور جب نائب السلطنت کو یقین ہوگیا کہ یہ ان فعل ہے تو اس نے نصاریٰ کے سرکردہ لوگوں کو گرفتار کرنے کا حکم دیا اور اس نے ان میں سے تقریباً ساٹھ اشخاص کو گرفتار کیا اور انہیں کئی قسم کی عبرتناک سزائیں دی گئیں پھر اس کے بعد ان میں سے دس سے زیادہ اشخاص کو اونٹوں پر صلیب دیا گیا اور انہیں ملک کی اطراف میں پھرایا گیا اور وہ یکے بعد دیگرے کمزوری دکھانے لگے' پھر انہیں آگ سے جلایا گیا' حتیٰ کہ وہ راکھ ہوگئے' اللہ ان پر لعنت کرے۔

تنکز کی گرفتاری کا سبب:

جب ۲۴ رذوالحجہ کو منگل کا دن آیا تو امیر طشتمر سرعت کے ساتھ صفد سے آیا اور دمشقی فوج ہتھیار بند ہوکر گئی اور نائب السلطنت اپنے محل سے سرعت کے ساتھ دارالسعادۃ کی طرف گیا اور فوج آ کر باب النصر پر کھڑی ہوگئی اور اس نے چاہا کہ ہتھیار بند ہوکر مقابلہ کرے تو انہوں نے اس بارے میں اسے ملامت کی اور کہنے لگے مصلحت یہ ہے کہ سلطان کے پاس سمع و اطاعت کرتے ہوئے جاؤ تو وہ ہتھیار کے بغیر باہر نکلا اور جب وہ شہر سے باہر کی طرف گیا تو قُزی وغیرہ اس سے لپٹ گئے اور انہوں نے اسے پکڑ لیا اور اسے الکسوۃ کی جانب لے گئے اور جب وہ یلبغا کے گنبد کے پاس پہنچا تو وہ اُتر پڑے اور انہوں نے اسے اور اس کے محل کے خصیوں کو بیڑیاں ڈال دیں پھر وہ پابجولاں ڈاک کے گھوڑے پر سوار ہوا اور وہ اسے سلطان کے پاس لے گئے اور جب وہ پہنچا تو اس نے اسے اسکندریہ لے جانے کا حکم دیا اور انہوں نے اس کی امانات کے متعلق دریافت کیا تو اس نے بعض کا اقرار کیا پھر اسے سزا دی گئی تو اس نے باقی امانات کا بھی اقرار کرلیا' پھر انہوں نے اسے قتل کر کے اور اسکندریہ میں دفن کر دیا پھر اسے دمشق میں اس کی قبر میں منتقل کر دیا۔ رحمہ اللہ۔ اور اس کی عمر ساٹھ سال سے متجاوز تھی اور وہ انصاف پسند' بارعب' پاکدامن اور پاکیزہ ہاتھ تھا' اور لوگ اس کے زمانے میں نہایت ارزانی' امن اور صیانت میں تھے' اللہ تعالیٰ بارانِ رحمت سے اس کی قبر کو سیراب کرے۔

اور اس کے بہت سے اوقاف تھے جن میں سے صفد کا ہسپتال' نابلس اور عجلون کی مساجد' دمشق کی جامع مسجد' قدس اور دمشق کے دارالحدیث' قدس کی خانقاہ اور مدرسہ اور مسجد اقصیٰ پر وقف بازار اور خانقاہ' اور اس نے مسجد میں ایک کھڑکی کھولی۔ واللہ اعلم۔



اس سال میں وفات پانے والے اعیان

امیر المومنین المستکفی باللہ

ابوالربیع سلیمان بن الحاکم بامر اللہ بن العباس احمد بن ابی علی الحسن بن ابی بکر بن علی ابن امیر المومنین المسترشد باللہ الہاشمی العباسی' اصل اور پیدائش کے لحاظ سے بغدادی۔ آپ ۶۸۳ھ یا اس سے پہلے سال میں پیدا ہوئے اور پڑھا اور تھوڑا اشتغال کیا اور آپ کے باپ نے آپ کے متعلق امارت کی وصیت کی اور آپ کے باپ کی وفات کے موقع پر ۷۰۱ھ میں آپ کا خطبہ دیا گیا اور اس نے تمام چیزیں جو حل وعقد سے تعلق رکھتی تھیں' سلطان ملک ناصر کے سپرد کر دیں' اور وہ تاتاریوں سے جنگ کرنے گیا اور شقحب کے معرکہ میں شامل ہوا' اور ۷۰۲ھ میں سلطان کے ساتھ سوار ہو کر دمشق میں داخل ہوا اور فوج کے سب بڑے بڑے آدمی پیادہ تھے' اور جب سلطان نے امارت سے اعراض کیا اور الکرک میں گوشہ نشین ہو گیا تو اُمراء نے المستکفی سے التماس کی کہ وہ حکومت کو سنبھالنے کے لیے بادشاہ مقرر کرے' سو اس نے حکومت کو مظفر رکن الدین بیبرس الجاشنکیہ کے سپرد کیا اور اس کے لیے علم باندھا اور اسے خلعتِ سلطنت پہنایا' پھر ناصر' مصر واپس آ گیا اور خلیفہ نے اس کے فعل کے بارے میں اس کے عذر کو قبول کیا' پھر اس سے ناراض ہو گیا اور اسے قوص کی طرف بھجوا دیا اور وہ اس سال کی یکم شعبان کو قوص میں فوت ہو گیا۔

۷۴۱ھ

اس سال کا آغاز بدھ کے روز سے ہوا اور سلطان المسلمین' ملک ناصر محمد بن ملک منصور قلادون تھا اور مصر میں اس کے قضاۃ وہی تھے جن کا ذکر اس سے پہلے سال میں ہو چکا ہے' اور دمشق میں کوئی نائب السلطنت نہ تھا اور صرف امیر سیف الدین طشتمر جو الحمص الاخضر کے لقب سے ملقب تھا امور کی درستی کرتا تھا' جو امیر سیف الدین تنکز کو گرفتار کرنے آیا تھا' پھر صفد واپس جانے کا حکم آیا تو وہ دن کے آخری حصے میں سوار ہوا اور اپنے شہر کی طرف روانہ ہو گیا اور امیر تنکز کے ذخائر ویسے ہی زیر حفاظت تھے۔

اور مذکورہ سال کی ۴ رمحرم ہفتے کے دن کی صبح کو دیارِ مصر سے پانچ امراء آئے' امیر سیف الدین بشتک الناصری اور اس کے ساتھ برصبغا حاجب اور طاشار الدویدار اور بنعرا اور بطا' اور بشتاک' قصر ابلک اور میادین میں اُترا اور اس کے ساتھ اس کے تھوڑے سے غلام تھے اور جب انہیں خیال ہوا کہ بعض اُمراء شام کے الگ ہونے والے نائب کی مدد کر رہے ہیں تو وہ صرف تجدید بیعت اور شام کی نیابت سے الگ ہونے والے امیر سیف الدین تنکز کے ذخائر کی حفاظت اور انہیں دیارِ مصر کی طرف بھجوانے کے لیے سلطان کے پاس آئے اور ۶ رمحرم سوموار کی صبح کو' امیر علاؤ الدین طنبغا نائب بن کر دمشق آیا اور بشتک' اور مصری اُمراء اور لوگوں نے اس کا استقبال کیا اور اس کی چوکھٹ کی طرف گئے اور اُسے چوما اور اس کے ساتھ دار السعادۃ کو واپس آ گئے اور اس کا حکمنامہ پڑھا گیا اور ۱۳ رمحرم سوموار کے روز سرکردہ اُمراء میں سے دو بڑے اُمراء الجی بغا العادلی اور طنبغا الحجی کو گرفتار کر لیا گیا اور قلعہ منصورہ میں لیجایا گیا' اور ان کے ذخائر کی حفاظت کی گئی اور منگل کے روز ملک الامراء سیف الدین تنکز کا گھرانہ اور اس کے اہل واولاد دیارِ مصر کی طرف کوچ کر گئے اور ۱۵ رمحرم بدھ کے روز نائب السلطنت امیر علاؤ الدین طنبغا اور اس کے ساتھ امیر سیف الدین بشتک الناصری اور

الحاج رقطبہ اور سیف الدین قطلوبغا الفخری اور سرکردہ امراء کی ایک جماعت سوار ہو گئی اور سوق الخیل میں اکٹھے ہوئے اور انہوں نے امیر سیف الدین تنکز کے دو غلاموں جقائی اور طغائی کو بلایا اور انہیں دو ٹکڑے کرنے کا حکم دیا' پس انہیں دو ٹکڑے کر کے لکڑی پر لٹکا دیا گیا اور اعلان کیا گیا کہ یہ سلطان ناصر پر جرأت کرنے والے کی جزا ہے۔

اور اس ماہ کی ۲۱ر تاریخ کو منگل کے روز امیر سیف الدین تنکز جو قلعہ اسکندریہ میں شام کا نائب تھا' کی وفات ہو گئی' بعض کا قول ہے کہ اسے گلا گھونٹ کر مارا گیا اور بعض کا قول ہے کہ اُسے زہر دیا گیا اور یہی اصح ہے اور اس کے علاوہ بھی کچھ قول ہیں اور لوگوں نے لمبے عرصے تک اس کا غم کیا اور وہ ہر وقت اس کی ہیبت وصیانت وغیرت کو جو وہ مسلمانوں کے حریم اور اسلام کے محارم کے متعلق رکھتا تھا' یاد کرتے اور اس کے حاجت مندوں کے خیال رکھنے کو بھی یاد کرتے اور اس پر ان کے غم میں اضافہ ہو جاتا۔ اور قاضی امین الدین بن القلانسی رحمہ اللہ نے ہمارے شیخ حافظ علامہ عماد الدین ابن کثیر رحمہ اللہ کو بتایا کہ امیر سیف الدین تنکز کو منگل کے روز گرفتار کیا گیا اور منگل کے روز ہی وہ مصر میں داخل ہوا' اور منگل کے روز ہی اسکندریہ میں داخل ہوا' اور منگل کے روز ہی فوت ہوا' اور اسکندریہ میں اس کا جنازہ پڑھا گیا اور ۲۳ر محرم کو اس کے قبرستان میں القباری کی قبر کے نزدیک دفن ہوا اور اس کا اچھا جنازہ ہوا۔

اور ماہِ صفر کی سات تاریخ کو جمعرات کے روز' امیر سیف الدین طشتمر' جس نے تنکز کو گرفتار کیا تھا' دمشق آیا اور اپنی فوج اور ساتھیوں کے ساتھ وطاۃ برزہ میں اترا' پھر الطنبغا کی بجائے جو حلب کی نیابت سے الگ ہو چکا تھا' حلب محروسہ کا نائب بن کر وہاں گیا۔

اور ۱۳ر ربیع الاوّل جمعرات کی صبح کو' شہر میں شیخ محمد بن تمام کے جنازہ کا اعلان کیا گیا' جو الصالحیہ میں وفات پا گئے تھے' پس لوگ آپ کے جنازہ کے لیے جامع مظفری کی طرف گئے' اور نماز ظہر کے لیے لوگ اکٹھے ہو گئے' اور وہ مسجد مذکور میں سمانہ سکتے تھے' اور لوگوں نے راستوں اور الصالحیہ کے اطراف میں نماز ادا کی اور لوگوں کا بہت اکٹھ تھا' لوگوں نے شیخ تقی الدین بن تیمیہ کے جنازہ کے بعد اس قسم کا جنازہ نہیں دیکھا' کیونکہ اس میں بہت سے لوگ مرد اور عورتیں حاضر ہوئے تھے' جن میں اعیان' امراء اور عوام بیس ہزار کے قریب تھے اور لوگوں نے نائب السلطنت کا انتظار کیا اور وہ اس خط میں مصروف تھا جو دیارِ مصر سے اس کے پاس آیا تھا' پس جامع مظفری میں نمازِ ظہر کے بعد شیخ کا جنازہ پڑھا گیا اور آپ کو اپنے بھائی کے نزدیک ایک قبر میں جو الموفق کی قبر اور شیخ ابو عمرو کی قبر کے درمیان ہے دفن کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ ان پر اور ہم پر رحم فرمائے۔

اور یکم جمادی الاولیٰ کو شیخہ' عابدہ' صالحہ' عالمہ' قاریہ قرآن ام فاطمہ عائشہ بنت ابراہیم بن صدیق زوجہ شیخ جمال الدین المزی منگل کی شام کو وفات پا گئیں اور بدھ کی صبح کو جامع میں آپ کا جنازہ پڑھا گیا' اور شیخ تقی الدین بن تیمیہ کی قبر کی غربی جانب الصوفیہ کے قبرستان میں دفن ہوئیں اور آپ کثرتِ عبادت وتلاوت اور قرآن کریم کو فصاحت و بلاغت اور صحیح ادائیگی کے ساتھ پڑھانے میں اپنے زمانے کی عورتوں میں عدیم النظیر تھیں۔ اور بہت سے مرد بھی اسے عمدگی کے ساتھ پڑھنے میں عاجز ہیں اور بہت سی عورتوں نے ختم کئے' اور بہت سی عورتوں نے آپ کو قرآن سنایا اور آپ سے سنا' اور آپ کی نیکی اور دینداری اور دنیا سے بے رغبتی اور باوجود

درازی عمر کے اسے کم سمجھنے سے فائدہ اٹھایا' آپ کی عمر ۸۰ سال تھی' آپ نے اسے نماز وتلاوت میں بسر کیا اور شیخ آپ سے حسن سلوک کرتے اور آپ کی بات مانتے تھے اور چونکہ وہ طبعاً اور شرعاً آپ سے محبت رکھتی تھی' اس لیے آپ اس کی مخالفت نہیں کرتے تھے' اللہ اس پر رحم فرمائے' اور اس کی روح کو پاک کرے اور رحمت سے اس کے ٹھکانے کو نور فرمائے۔ آمین۔

اور ۲۱ر جمادی الاوّل کو بدھ کے روز' شیخ شمس الدین محمد بن احمد بن عبدالہادی المقدسی الحنبلی نے قاضی برہان الدین الزرعی کی بجائے' قاسیون کے دامن میں شیخ ابوعمرو کے مدرسہ میں البلتری کی تدریس کے بارے میں درس دیا اور آپ کے پاس مقادسہ اور کبار حنابلہ حاضر ہوئے اور اس روز کثرتِ بارش اور کیچڑ کی وجہ سے اہل شہر حاضر نہ ہو سکے اور رمضان کے آخری عشرہ میں جامع اموی کے شرقی مینار کی تعمیر مکمل ہوگئی' اور لوگوں نے اس کی تعمیر اور مضبوطی کو اچھا خیال کیا' اور بعض نے بیان کیا ہے کہ اسلام میں اس کی مانند مینار تعمیر نہیں ہوا' وللہ الحمد۔ اور بہت سے لوگوں کا خیال ہے کہ یہ وہ شرقی منارہ ہے جس کا ذکر حضرت نواس بن سمعان کی حدیث میں دمشق کے مشرق میں حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے سفید منارہ پر اترنے کے بارے میں ہوا ہے' اور شاید بعض رواۃ سے حدیث کا لفظ الٹ بیان ہوگیا ہے اور وہ صرف دمشق کا شرقی منارہ ہے' اور یہ منارہ شرقیہ کے نام سے مشہور ہے' کیونکہ یہ غربی منارہ کے مقابلہ پر ہے' واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

اور ماہِ شوال کے آخر میں منگل کے روز دارالسعادۃ کے دارالعدل میں ایک مجلس منعقد ہوئی اور میں بھی اس روز اس میں حاضر ہوا اور حسب دستور قضاۃ واعیان بھی حاضر ہوئے اور اس روز عثمان الدکا کی کو بھی حاضر کیا گیا' اللہ اس کا برا کرے اور اس پر بڑے بڑے افعال کا دعویٰ کیا گیا' جو حلاج اور ابن ابی الندافر السلقمانی سے بھی منقول نہیں ہیں اور اس پر دعویٰ الوہیت کی دلیل قائم کی گئی ہے۔ اللہ اس پر لعنت کرے اور کچھ دیگر باتیں بھی ہیں جو انبیاء کی تنقیص اور الباجریقیہ اور اتحادیہ وغیرہ ارباب ریب سے مخالطت رکھنے سے تعلق رکھتی ہیں' ان پر اللہ کی لعنت ہو' اور اس نے مجلس میں قاضی حنبلی کی بے ادبی کی' جو مالکیہ کے نزدیک اس کی تکفیر کو متضمن ہے' اس نے دعویٰ کیا کہ اسے بعض گواہوں پر اعتراضات ہیں' پس اسے بیڑیاں اور طوق ڈال کر اور بری حالت میں قید خانے کی طرف واپس کر دیا گیا اور اللہ نے اس پر اپنی قوت اور طاقت سے قابو پالیا' اور جب ۱۶ر ذوالقعدہ کو منگل کا دن آیا تو اس نے عثمان الدکا کی مذکور کو دارالسعادۃ میں حاضر کیا اور اسے امراء اور قضاۃ کے سامنے کھڑا کیا اور اس سے گواہوں کے متعلق اعتراضات دریافت کیے گئے' تو وہ بات نہ کر سکا اور کسی اعتراض کی طاقت نہ پا سکا اور اس امر سے عاجز آ گیا' پس اس پر حکم لگایا گیا اور قاضی مالکی سے اس پر حکم لگانے کے متعلق دریافت کیا گیا تو اس نے اللہ کی حمد وثناء کی اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھا' پھر حکم دیا خواہ یہ توبہ کرے یا اس کا خون بہا دیا جائے' پس مذکورہ شخص کو پکڑا گیا اور دمشق کے سوق الخیل میں اسے قتل کر دیا گیا اور اعلان کیا گیا' یہ اس شخص کی جزا ہے جو اتحادیہ کے مذہب کو اختیار کرتا ہے اور دارالسعادۃ میں یہ ایک جشن کا دن تھا' اور بہت سے اعیان ومشائخ حاضر تھے' اور ہمارے شیخ حافظ جمال الدین المزی اور حافظ شمس الدین الذہبی بھی حاضر تھے' ان دونوں نے بھی قضیہ کے بارے میں بہت گفتگو کی اور بات چیت میں اس کی زندقت کی گواہی دی' اور شیخ تقی الدین بن تیمیہ کے بھائی شیخ زین الدین نے بھی یہی کہا اور تینوں قضاۃ' مالکی' حنفی اور حنبلی نے باہر نکل کر مجلس میں اس پر حکم نافذ کیا اور مذکورہ شخص کے قتل میں حاضر ہوئے اور میں بھی اس ساری

کارروائی میں اوّل سے آخر تک شامل تھا۔

اور ۲۸ رذوالقعدہ کو جمعہ کے روز دو دانشمند امیروں طنبغا حجی اور الجی بغا کو قلعہ سے رہا کر دیا گیا' اور اسی طرح تنکز کے ان خزانداریوں کو بھی رہا کر دیا گیا جو قلعہ میں پیچھے رہ گئے تھے اور لوگ اس سے خوش ہو گئے۔

ملک ناصر محمد بن قلادون کی وفات کا بیان:

۲۷ رذوالحجہ بدھ کی صبح کو امیر سیف الدین قطلو بغا الفخری دمشق آیا اور نائب السلطنت اور عام اُمراء اس کے استقبال کے لیے باہر نکلے اور اس کی آمد ڈاک کے گھوڑوں پر ہوئی اور اس نے سلطان ملک ناصر کی وفات کی خبر دی اور اس کی وفات بدھ کے دن کے آخری حصے میں ہوئی اور جمعہ کی شب کو عشا کے بعد اس کا جنازہ پڑھا گیا اور اسے اس کے باپ ملک منصور کے ساتھ اس کے بیٹے انوک کے پاس دفن کیا گیا' اور اس نے اپنی وفات سے قبل اپنے بیٹے سیف الدین ابوبکر سے عہد لیا اور اسے ملک منصور کا لقب دیا۔ اور جب جمعہ کی شب کو سلطان دفن ہوا' تو تھوڑے سے اُمراء وہاں حاضر ہوئے اور امیر علم الدین الجادلی اور ایک اور بھلا آدمی جسے شیخ عمر بن محمد بن ابراہیم الجعبری کہا جاتا ہے' اور الجباریہ کا ایک اور شخص اس پر متصرف ہو چکے تھے' اور اسے دفن کر دیا گیا' جیسے کہ ہم نے بیان کیا ہے اور اس کا ولی عہد بیٹا اس کے دفن میں حاضر نہ ہوا' اور وہ اس شب کو اُمراء کے مشورہ سے قلعہ سے باہر نہ نکلا تا کہ فتنہ وفساد نہ کریں' اور قاضی عزالدین بن جماعۃ نے امام بن کر اس کا جنازہ پڑھایا' اور الجادی ایدغمش اور ایک اور امیر اور قاضی بہاؤالدین بن حامد بن قاضی دمشق السبکی نے جنازہ پڑھا اور ملک منصور سیف الدنیا والدین ابوالمعالی ابوبکر تخت حکومت پر بیٹھا۔

اور ۲۱ رذوالحجہ ۷۴۱ھ کو جمعرات کے روز مصری فوج نے اس کی بیعت کی اور الفخری شامیوں کی بیعت لینے آیا اور قصرابلق میں اُترا اور لوگوں نے ملک منصور بن ناصر بن منصور کی بیعت کی اور ۲۸ رذوالحجہ جمعرات کی صبح کو دمشق کے قلعہ منصورہ میں خوشی کے شادیانے بجے اور لوگ نئے بادشاہ سے خوش ہو گئے' اور بادشاہ کے لیے رحم کی دعا کی اور اسے دفن کیا اور اس کا غم کیا۔ رحمہ اللہ۔

۷۴۲ھ

اس سال کا آغاز اتوار کے دن سے ہوا اور دیارِ مصر' بلادِ شام اور اس کے مضافات کا سلطانِ اسلام ملک منصور سیف الدین ابوبکر بن الملک السلطان الناصر' ناصر الدین محمد بن سلطان' ملک منصور سیف الدین قلادون الصالحی تھا' اور شام کا نائب امیر علاؤالدین طنبغا اور مصر وشام کے قضاۃ وہی تھے جن کا ذکر اس سے پہلے سال میں ہو چکا ہے اور ماہِ محرم کے والیوں کے سوا' منتظمین بھی وہی تھے۔

خلیفہ الحاکم بامراللہ کی حکومت:

اس دن امیر المؤمنین ابوالقاسم احمد بن المستکفی باللہ ابی الربیع سلیمان العباسی کی بیعت خلافت ہوئی اور اس نے سیاہ لباس پہنا اور ملک منصور کے ساتھ تخت حکومت پر بیٹھا اور اسے بھی اسی طرح سیاہ لباس پہنایا' پس دونوں سیاہ لباس پہن کر بیٹھے اور اس روز خلیفہ نے فصیح وبلیغ تقریر کی جو مواعظ اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر مشتمل تھی اور اس روز اس نے اُمراء اور اعیان کی ایک جماعت کو خلعت دیئے اور وہ جشن کا دن تھا اور اس ابوالقاسم کو اس کے باپ نے خلافت کی وصیت کی تھی' لیکن ناصر نے اسے کامیاب نہ ہونے

دیا اور ابوالربیع کے بھتیجے ابواسحاق ابراہیم کو حکمران مقرر کر دیا اور اسے واثق باللہ کا لقب دیا اور قاہرہ میں ایک جمعہ کو اس کا خطبہ دیا گیا اور منصور نے اسے معزول کر دیا اور اس ابوالقاسم کو مقرر کیا اور وصیت کو نافذ کیا اور اسے مستنصر باللہ کا لقب دیا جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں۔ اور ۸ / محرم اتوار کے روز امیر سیف الدین بشتک الناصری کو دن کے آخری حصے میں گرفتار کر لیا گیا اور اس کی شام کی نیابت کا حکم نامہ لکھا گیا تھا اور اسے اس کا خلعت بھی دیا گیا تھا اور اس کا سامان نکالا گیا' پھر وہ ملک منصور کے پاس آیا کہ وہ اسے الوداع کرے تو اس نے اسے خوش آمدید کہا اور اسے بٹھایا اور کھانا منگوایا' اور دونوں نے کھایا' اور ملک منصور نے اس کی جدائی پر غم کیا' اور کہا تو مجھے اکیلا چھوڑ کر جا رہا ہے۔ پھر وہ اسے الوداع کرنے کو اُٹھا' اور بشتک اس کے آگے آٹھ دس قدم چلا' پھر تین آدمی اس کی طرف بڑھے' اور ان میں سے ایک نے اس کی تلوار کو درمیان سے چھری سے کاٹ دیا۔ اور دوسرے نے اس کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا اور تیسرے نے اس کی مشکیں کس دیں' پھر اسے غائب کر دیا گیا۔ اور کسی کو معلوم نہیں کہ وہ کہاں چلا گیا۔ پھر انہوں نے اس کے غلاموں سے کہا' تم چلے جاؤ' تم کل امیر کی سواری کو کھو دو گے' اور وہ سلطان کے پاس شب باش ہے' اور صبح کو سلطان تخت حکومت پر بیٹھا' اور اس نے اُمراء کی ایک جماعت اور نو بڑے آدمیوں کی گرفتاری کا حکم دیا' اور انہوں نے اس کے ذخائر واموال اور املاک کی حفاظت کی' بیان کیا جاتا ہے کہ اس نے اس کے ہاں ایک کروڑ دینار کا سونا اور سات لاکھ دینار پائے۔

شیخ حافظ ابوالحجاج المزی کی وفات:

آپ چند دن ایسے مرض سے بیمار ہوئے جو جماعت اور دروس میں حاضر ہونے اور حدیث کا سماع کرانے سے آپ کو روکتا نہ تھا' اور جب ۱۱/صفر کو جمعہ کا دن آیا تو آپ نے نماز کا وقت قریب آنے پر حدیث کا سماع کرایا' پھر اپنے گھر میں وضو کرنے اور نماز کے لیے روانہ ہونے کے لیے داخل ہوئے تو آپ کے پیٹ میں بہت تکلیف ہوئی' جسے آپ نے قولنج خیال کیا' حالانکہ وہ طاعون تھی۔ اور آپ نماز میں حاضر ہونے کی سکت نہ پا سکے۔ اور جب ہم نماز سے فارغ ہوئے تو مجھے بتایا گیا کہ وہ ختم ہو رہے ہیں۔ میں آپ کے پاس گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ آپ جس تکلیف میں مبتلا تھے' اس کی وجہ سے آپ پر شدید کپکپی طاری ہے' میں نے آپ کا حال پوچھا تو آپ بار بار الحمد للہ کہنے لگے' پھر مجھے آپ کے شدید مرض کے متعلق بتایا گیا۔ اور آپ نے اکیلے ہی نماز ظہر ادا کی' اور طہارت خانے گئے اور تالاب پر وضو کیا' حالانکہ آپ کو سخت درد تھا۔ پھر ہفتے کے دن تک مسلسل آپ کی یہی حالت رہی' اور جب ظہر کا وقت ہوا اور میں اس وقت آپ کے پاس حاضر نہیں تھا' لیکن ہمیں آپ کی بیٹی زینب نے' جو میری بیوی ہے' بتایا گیا کہ جب ظہر کی اذان ہوئی تو آپ کے ذہن میں تھوڑی سی تبدیلی آ گئی' اور وہ کہنے لگی' ابا جی ظہر کی اذان ہوگئی ہے تو آپ نے اللہ کو یاد کیا' اور کہنے لگے' میں نماز پڑھنا چاہتا ہوں' تو آپ نے تیمم کر کے نماز پڑھی' پھر لیٹ گئے۔ اور آیت الکرسی پڑھنے لگے' حتیٰ کہ آپ کی زبان اسے ادا نہیں کر سکتی تھی۔ پھر دونوں نمازوں کے درمیان ۱۲/صفر ہفتے کے روز آپ کی روح قبض ہوگئی۔ رحمہ اللہ۔

اور اس شب آپ کی تیاری نہ ہو سکی' اور جب ۱۳/صفر کو اتوار کا روز آیا تو اس کی صبح کو آپ کو غسل وکفن دیا گیا۔ اور جامع اموی میں آپ کا جنازہ پڑھا گیا' اور قضاۃ واعیان اور بے شمار مخلوق آپ کے جنازہ میں شامل ہوئی' اور آپ کے جنازہ کو باب النصر سے نکالا گیا' اور نائب السلطنت امیر علاؤ الدین طنبغا اور اس کے ساتھ سلطان کی کونسل اور سیکرٹری وغیرہ امراء باہر نکلے' اور

باب النصر کے باہر انہوں نے آپ کا جنازہ پڑھا۔ اور قاضی تقی الدین السبکی الشافعی نے امامت کی' اور اس نے جامع اموی میں آپ کا جنازہ پڑھایا تھا' پھر آپ کو الصوفیہ کے قبرستان کی طرف لے جایا گیا' اور وہاں آپ کو آپ کی بیوی عائشہ بنت ابراہیم بن صدیق کے پہلو میں شیخ تقی الدین بن تیمیہ کی قبر کے غربی جانب دفن کیا گیا' آپ کی بیوی ایک صالحہ عورت اور کتاب اللہ کی حافظ تھی۔ رحمہم اللہ اجمعین۔

ایک نہایت عجیب وغریب واقعہ:

۳۰ رصفر بدھ کے روز' دیارِ مصر سے ایک امیر آیا' اور اس کے پاس ملک اشرف علاؤ الدین کجک بن ملک ناصر کی بیعت بھی تھی' اور یہ اس کے بھائی منصور کے معزول ہو جانے کے بعد کا واقعہ ہے' کیونکہ اس سے کچھ افعال سرزد ہوئے تھے۔

بیان کیا جاتا ہے کہ وہ نشہ آور چیزیں پیتا تھا' اور برے کام کرتا تھا' اور ایسے کام کرتا تھا جو اس کے مناسب حال نہ تھے' اور بے ریش الخاصکیہ وغیرہ سے میل جول رکھتا تھا۔ پس جب کبار اُمراء نے اس معاملے کی وسیع خرابی کو دیکھا تو انہوں نے اس کی معزولی پر ایک دوسرے کی مدد کی' اور انہوں نے خلیفہ الحاکم بامر اللہ ابی الربیع سلیمان کو بلایا' اور ملک منصور مذکور کی طرف جو امور منسوب کیے گئے تھے' انہیں اس کے سامنے ثابت کیا گیا۔ پس اس وقت اس نے اور کبار اُمراء وغیرہ نے اُسے معزول کر دیا' اور اس کی جگہ اس کے بھائی کو مقرر کیا' جس کا ذکر ہو چکا ہے۔ اور اس وقت وہ اسے تنگ کر کے قوص کی طرف لے گئے اور اس کے ساتھ اس کے تینوں بھائی بھی تھے' اور بعض کا قول ہے کہ اس سے زیادہ تھے' اور انہوں نے ملک اشرف کو تخت پر بٹھایا اور امیر سیف الدین قوصون الناصری نے اس کی نیابت کی' اور حالات روبراہ ہو گئے۔ اور شام میں مذکورہ بدھ کے روز اُمراء نے اس کی بیعت کی' اور یکم ربیع الاوّل جمعرات کی شام کو خوشی کے شادیانے بجے' اور دمشق میں جمعہ کے روز نائب سلطنت اور قضاۃ اور امراء کی موجودگی میں اس کا خطبہ دیا گیا۔

اور ۱۷ ربیع الاوّل بدھ کے روز قاضی القضاۃ تقی الدین السبکی' ہمارے شیخ حافظ جمال الدین المزی کی بجائے' دارالحدیث اشرفیہ میں آئے اور ان کے بیٹے کی بجائے دارالحدیث النوریہ کی مشیخت میں آئے اور ماہ جمادی الاولیٰ میں یہ بات مشہور ہوگئی' کہ نائب حلب امیر سیف الدین طشتمر' جس کا لقب الحمص الاکبر ہے' ابن السلطان امیر احمد کی مدد کے لیے کھڑا ہو گیا ہے جو الکرک میں ہے' اور وہ اس کام کے لیے خدمتگار مانگ رہا ہے' اور فوجیں اکٹھی کر رہا ہے۔ واللہ اعلم۔

اور اس ماہ کے دوسرے عشرے میں ابن السلطان امیر احمد کی تلاش میں فوجیں امیر سیف الدین قطلو بغا الفخری کے ساتھ الکرک پہنچ گئیں۔ اور اس ماہ میں اس فوج کے محاصرہ کے باعث' جو الفخری کے ساتھ تھی' الکرک کے امیر احمد بن الناصر کے بارے میں بہت باتیں ہوئیں اور مشہور ہو گیا کہ نائب حلب امیر سیف الدین طشتمر جس کا لقب الحمص الاخضر ہے۔ سلطان کے ان لڑکوں کے پہلو میں کھڑا ہونے والا ہے' جنہیں دیارِ مصر سے الصعید کی طرف نکال دیا گیا ہے' اور وہ امیر احمد کی مدافعت میں بھی کھڑا ہونے کی خبر مشہور ہوگئی' تاکہ فوج کو اس سے روک دے' اور وہ اس کا محاصرہ چھوڑ دے' اور اس نے احمد بن استاذہ کی نصرت کے لیے الکرک جانے کا بھی ارادہ کیا' اور دمشق میں نائب شام نے بھی اس کے لیے تیاری کی۔ اور اس نے فوج میں اس سے جنگ کرنے' اور جو وہ

فتنہ اور افتراق پیدا کرنا چاہتا ہے اس سبب اسے روکنے کا اعلان کر دیا اور فوج نے بھی اس کا اہتمام کیا اور وہ تیار ہو گئے اور انہیں اس بارے میں سخت مشقت اٹھانی پڑی اور اس کی وجہ سے بہت سے لوگ بے قرار و بے چین ہو گئے اور فتنہ کے وقوع سے خوفزدہ ہو گئے اور انہوں نے خیال کیا کہ ان کے درمیان جنگ ہوگی تو فوائل پہاڑوں اور حوران میں قیام کریں گے اور کھیتی باڑی وغیرہ کے مصالح معطل ہو جائیں گے۔ پھر حلب سے سلطان کا دوست ایلچیوں کے ساتھ دمشق کے نائب امیر علاء الدین الطنبغا کے پاس آیا' اور اس کے پاس زبانی پیغام تھا' جسے اس نے سنا' اور اس نے اس کے ساتھ میسرہ کے امیر امان الساقی کو بھیجا' اور وہ دونوں حلب کی طرف گئے' اور جمادی الآخرۃ کے آخر میں واپس آ گئے' اور دیارِ مصر کی طرف روانہ ہو گئے اور مشہور ہو گیا کہ معاملہ جوں کا توں ہے' حتیٰ کہ منصور کے سوا' ملک ناصر کے لڑکوں کے مصر واپس آ جانے پر اتفاق ہو گیا۔ اور یہ کہ وہ الکرک کے محاصرہ کو چھوڑ دے۔

اور جمادی الاولیٰ کے آخری عشرہ میں ملک العرب مظفر الدین موسیٰ بن مہنا فوت ہو گیا اور تدمر میں دفن ہوا۔ اور ۲ر جمادی الآخرۃ منگل کی صبح کو طلوعِ آفتاب کے قریب خطیب بدر الدین محمد بن قاضی جلال الدین قزوینی نے دیارِ مصر سے واپس آنے کے بعد دارالخطابت میں وفات پائی جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں' اس نے ایک جمعہ کو خطبہ دیا اور رات کو دوسرے جمعہ تک لوگوں کو نماز پڑھائی اور وہ بیمار ہو گیا' یہاں تک کہ اس روز فوت ہو گیا' اور لوگوں نے اس کی حسین شکل' اور چہرے کی صباحت اور اس کے حسنِ ملاقات اور تواضع کی وجہ سے اس کا غم کیا۔ اور لوگ ظہر کے وقت اس کا جنازہ پڑھنے کے لیے اکٹھے ہوئے تو اس کی تیاری عصر تک متاخر ہو گئی۔ اور جامع میں قاضی القضاۃ تقی الدین السبکی نے اس کا جنازہ پڑھایا' اور لوگ اسے الصوفیہ کی طرف لے گئے' اور اس کا جنازہ بڑا بھرپور تھا' اور اسے اس قبرستان میں' جسے خطیب بدر الدین نے وہاں بنایا تھا اپنے باپ کے پاس دفن کیا گیا' رحمہ اللہ تعالیٰ۔

اور ۵ر جمادی الآخرۃ کو جمعہ کے روز نماز کے بعد نائب السلطنت امیر علاء الدین الطنبغا اور تمام فوج نائب حلب امیر سیف الدین طشتمر کو گرفتار کرنے کے لیے بلادِ حلب جانے کے ارادے سے نکلے۔ اس لیے کہ اس نے ابن السلطان امیر احمد جو الکرک میں تھا' کے ساتھ کھڑا ہونے کا اظہار کیا تھا۔ اور لوگ شدید بارش اور بہت کیچڑ والے دن میں روانہ ہوئے' اور وہ سخت قیامت کا دن تھا۔ اللہ تعالیٰ انجام کو اچھا کرے' اور قاضی تقی الدین السبکی خطیب المؤذنین نے حکم دیا کہ اس ذکر پر اضافہ کر دیا جائے جو ان میں خطیب بدر الدین نے تسبیح و تحمید اور تہلیل کے ۳۳ بار کرنے کا حکم جاری کیا تھا' اور السبکی نے انہیں اس سے قبل استغفر اللہ العظیم تین بار' اور اللّٰھم انت السلام و منک السلام تبارکت یا ذا الجلال و الاکرام زیادہ پڑھنے کا حکم دیا تھا۔ پھر اس نے جو کچھ صحیح مسلم میں فجر اور مغرب کی نماز کے بعد پڑھنے کا حکم آیا ہے' اس کی تاکید کی۔ اللّٰھم اجرنا من النار سات بار' اور اعوذ بکلمات اللہ التامات من شر ما خلق تین بار' اور ان سالوں سے قبل انہوں نے اذان دینے کے بعد جمعہ کی شب کو آیت اور رسول اللہ ﷺ پر سلام پڑھنے کا اضافہ کر لیا تھا' سردار اکیلے اس کی ابتدا کرتا اور جماعت اچھے طریقے سے اسے دہراتی' اور یہ بات جامع کے صحن میں لوگوں کے اکٹھا ہو کر اسے سننے کے باعث بن گئی' لیکن اس کے باعث مقررہ وقت میں فاصلہ لمبا ہو گیا' اور نماز اوّل وقت سے متاخر ہو گئی۔

ایک نہایت عجیب وغریب واقعہ:

اور اتوار کی رات اور ہفتہ کی شام کو امیر سیف الدین قطلو بغا الفخری ان متلاشیوں کے ساتھ جو ابن السلطان امیر احمد بن ناصر کو گرفتار کرنے کے لیے محاصرہ الکرک سے بلادِ مصر سے آئے تھے دمشق کے باہر الجورۃ اور میدان الحصی کے درمیان اترا اور وہ کھائی پر محاصرہ کرتے ہوئے اور اس پر تنگی کرتے ہوئے ٹھہرے یہاں تک کہ نائب شام حلب کی طرف گیا اور یہ مذکورہ ایام گزر گئے پس لوگوں کو پتہ ہی نہ چلا اور فخری اور اس کی فوج آ گئی اور انہوں نے امیر احمد کی بیعت کی اور اس کا نام الناصر بن الناصر رکھا' اور اس کے بھائی ملک اشرف علاء الدین کجک کی بیعت چھوڑ دی' اور اس کی صغرسنی کا عذر بنایا۔

اور انہوں نے بیان کیا کہ امیر سیف الدین قوصون الناصری کے اتالیق نے سلطان کے دونوں بیٹوں پر ظلم کیا ہے' اور بلادِ صعید میں ان کا گلا گھونٹ کر انہیں قتل کر دیا' اس نے ان دونوں کی طرف اس شخص کو بھیجا جو اس کی ذمہ داری لے اور وہ ملک منصور ابوبکر اور رمضان تھے اور امیر اس کے باعث اجنبی بن گیا۔ اور وہ کہنے لگے' یہ چاہتا ہے کہ اس گھر کو بیخ و بن سے اکھاڑ دے' تاکہ وہ حکومت قابو کرنے کی قدرت حاصل کر لے۔ پس وہ اس بات سے ناراض ہو گئے اور انہوں نے اپنے استاذ کے بیٹے کی بیعت کر لی' اور فوج کے پیچھے جانے کے لیے آئے' تاکہ امیر سیف الدین طشتمر نائب حلب اور اس کے ساتھیوں کے مددگار رہوں۔ اور انہوں نے اُمراء کو اس بات کی طرف مائل کرنے کے لیے خطوط لکھے۔ اور جب وہ دمشق کے باہر اُترے' تو دمشق میں جو اکابر قضاۃ اور منتظمین تھے' جیسے والی البر' والی مدینہ اور ابن سمندار وغیرہ' وہ ان کی طرف گئے۔ اور جب صبح ہوئی تو سب کے سب اہالیانِ دمشق اپنے دستور کے مطابق جیسا کہ وہ سلاطین اور حجاج کی آمد پر نکلتے تھے' باہر نکلے' بلکہ بعض وجوہ سے ان سے بھی زیادہ نکلے' اور قضاۃ اور الصاحب اور اعیان اور والیان وغیرہ بھی نکلے۔

اور امیر سیف الدین قطلو بغا سلطنت کی نیابت کے لیے' جسے نئے بادشاہ ناصر نے اس کے سپرد کیا تھا' صدر مقام میں داخل ہوا' اور حسب دستور اس کی دائیں جانب شافعی' اور بائیں جانب حنفی قاضی تھا۔ اور تمام فوج ہتھیار بند ہو کر اسے گھیرے ہوئے تھی۔ اور گانے کی آوازیں' بگل' شاہی تیرانداز' اور خلافتی شاہی جھنڈے لہرا رہے تھے۔ اور لوگ الفخری کے لیے دُعا و ثناء میں مشغول تھے' اور نہایت شاداں وفرحاں تھے۔

اور بسا اوقات بعض جہلاء نے اس نائب کو' جو حلب چلا گیا تھا' گالیاں دیں' اور اس کے بعد متلاشی اپنی ترتیب کے مطابق داخل ہوئے اور وہ جشن کا دن تھا' اور وہ دمشق کے مشرق میں لاجین کی سرائے کے پاس اُترا' اور اس نے اس دن فوجی بھیجی' اور قضاۃ اور الصاحب کو لکھا۔ اور یتامیٰ وغیرہ کے اموال میں سے پانچ لاکھ لے لیا' اور اس کے عوض انہیں بیت المال سے ایک بستی دے دی' اور اسے جوڈیشل ریکارڈ میں لکھا' اور اچھے خادم بنائے' اور اس کے ساتھ وہ اُمراء بھی آ ملے جو دمشق میں پیچھے رہ گئے تھے' جن میں اتمر الساقی مقدم' ابن القراسنقر' ابن الکامل' ابن المعظم اور ابن البلدی وغیرہ شامل تھے' اور ان سب نے دمشق کے منتظمین کے ساتھ ملک ناصر بن ناصر کی بیعت کی' اور الفخری نے لاجین کی سرائے میں اقامت اختیار کی' اور ہنرپیشہ لوگ اس کے پاس گئے اور اس ماہ کی سولہ تاریخ کو منگل کی صبح کو قلعہ میں خوشی کے شادیانے بجے' اور شہر میں اعلان کیا گیا کہ تمہارا سلطان ملک ناصر احمد بن ناصر محمد بن

قلادون سے۔ اور تمہارا نائب سیف الدین قطلو بغا الفخری ہے۔ اور لوگ اس سے بہت خوش ہوئے اور نائب صفد بھی اس کے ساتھ آ ملا۔ اور بعلبک کے نائب نے اس کی بیعت کی اور انہوں نے جوان اور فوج بن کر اس کی خدمت کی اور امیر سیف الدین تمر المقدار جو دمشق میں ذیمہ کا رئیس تھا اس کے پاس واپس آ گیا اور وہ سفر میں نائب دمشق علاء الدین الطنبغا سے ایک بیماری کے باعث پیچھے رہ گیا تھا۔

اور جب الفخری آیا تو اس کے پاس لوٹ آیا اور ناصر ابن ناصر کی بیعت کر لی' پھر اس نے حماۃ کے نائب تغرومر سے خط و کتابت کیا' جو مصر میں ملک منصور کا نائب تھا' تو اس نے اس کی بات مان لی' اور ماہ مذکور کی ۲۷ر تاریخ کو بڑی شان وشوکت اور کثیر خزائن اور بڑے ساز وسامان کے ساتھ فوج کے پاس آیا۔

اور ماہِ مذکورہ کی ۲۸ر تاریخ کو' اتوار کی صبح کو ظہر سے قبل سورج کو گرہن لگا' اور ۲۹ر جمادی الآخرۃ سوموار کی صبح کو نائب غزہ' امیر ان سنقر' غزہ کی فوج کے ساتھ آیا' اور وہ تقریباً دو ہزار کے قریب فوج تھی۔ پس وہ فجر کے وقت دمشق میں داخل ہوئی' اور الفخری کے پڑاؤ کی طرف جا کر ان کے ساتھ شامل ہوگئی' جس سے وہ بہت خوش ہوئے' اور وہ تقریباً پانچ ہزار یا اس سے زیادہ جانباز ہوگئے۔

ماہِ رجب کا آغاز ہوا تو اکابر تجار کی جماعت ان اموال کے باعث' جن کا الفخری نے ان سے مطالبہ کیا تھا' مطلوب تھی تا کہ وہ ان اموال سے اس فوج کو جو اس کے ساتھ تھی' طاقتور بنائے' اور جو رقم اس نے ان سے طلب کی' اس کی تعداد ایک کروڑ درہم تھی' اور اس کے پاس امیر سیف الدین قوصون' اتالیق ملک اشرف علاؤالدین کجک اور ابن الناصر کی بیعت سے انکار کر دیا تھا' پس کسی نے الفخری کو مشورہ دیا کہ خاص کی املاک کو تاجروں کے پاس فروخت کر دیا جائے۔ اور وہ قوصون کے مال کو بھی خاص میں شامل کر دے' تو اس نے اس کا حکم دے دیا کہ دو یہ بستی کو تاجروں کے پاس فروخت کر دیا جائے' جس کی قیمت ایک کروڑ پانچ لاکھ ڈالی گئی' پھر اللہ تعالیٰ نے مہربانی فرمائی اور انہیں دو یا تین راتوں کے بعد رہا کر دیا' اور انہوں نے اس کے عوض قوصون کے ذخائر حاصل کئے' اور الفخری اور اس کے ساتھی جو اُمراء اور افواج اس کے ساتھ شامل ہوگئی تھیں' وہ ثنیۃ العقاب میں ٹھہرے رہے۔ اور اس نے علاقے کے جوانوں کو ایک بہت بڑی جماعت' جو ایک ہزار تیر اندازوں سے زیادہ تھی' خادم بنائی اور ان کا امیر راستوں کی ناکہ بندی کرتا تھا۔ اور امیر علاء الدین طنبغا اپنی دمشقی افواج حلبی عوام اور طرابلسی دستے کے ساتھ تیزی سے آیا' اور انہوں نے ان کے لیے تیاری کی۔

اور جب اس ماہ کی ۱۱ر تاریخ ہوئی تو مشہور ہوگیا کہ طنبغا' القسطل تک پہنچ گیا ہے' اور اس نے اپنے ہراول کو بھیجا ہے۔ اور اس کی الفخری کے ہراول کے ساتھ ملاقات ہوئی ہے۔ لیکن ان کے درمیان جنگ نہیں ہوئی۔ وللہ الحمد والمنۃ۔

اور الفخری نے قضاۃ اور ان کے نائبین اور فقہاء کی جماعت کی طرف پیغام بھیجا تو وہ چل پڑے اور الشافعی فقیہ راستے میں سے واپس لوٹ گیا۔ اور جب وہ پہنچے تو اس نے انہیں حکم دیا کہ وہ اس کے اور طنبغا کے درمیان مصالحت کے لیے کوشش کریں۔ نیز یہ کہ الفخری اس کے معاملے میں اس سے اتفاق کرے اور ناصر بن ناصر کی بیعت کرے' سو اس نے انکار کر دیا تو اس نے انہیں متعدد بار اس کے پاس بھیجا' مگر اس نے ان کی نہ مانی۔ اور جب ۱۴ر رجب کو سوموار کے دن عصر کا وقت ہوا تو الفخری کی جانب سے متولی شہر

کے پاس ایلچی آیا کہ وہ اسے شہر کے دروازوں کو بند کرنے کا حکم دیتا ہے۔ پس دروازے بند کر دیئے گئے' اور ایسا اس لیے ہوا کہ فوجیں جنگ کے لیے ایک دوسرے کے پیچھے کھڑی ہو جائیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

اور یہ یوں ہوا کہ جب طنبغا کو علم ہوا کہ قطلوبغا کی جماعت نے ثنیۃ العقاب پر المعیصرہ کی جانب سے پولی کو گھیرے میں لے لیا ہے اور وہاں سے فوجوں کے ساتھ آیا ہے تو امیر سیف الدین قطلوبغا الفخری اپنی جماعت کے ساتھ اس کی جانب پھر گیا' اور اس کے راستے میں اس کے لیے کھڑا ہو گیا۔ اور اس کے اور شہر تک پہنچنے کے درمیان حائل ہو گیا' اور لوگ بہت بے چین ہو گئے۔ اور اونٹ اور بازار بند کر دیئے گئے' اور لوگ ایک دوسرے سے خوفزدہ ہو گئے کہ لوٹ پڑ جائے گی' اور شہر کا متولی امیر ناصر الدین بن بکباشی سوار ہوا اور اس کے ساتھ اس کے بیٹے' نائبین اور پیادے بھی تھے' وہ شہر میں پھرا' اور اس نے لوگوں کو اطمینان دلایا' اور انہوں نے اس کے لیے دعائیں کیں' اور جب مغرب کا وقت نزدیک آیا تو ان کے لیے باب الجابیہ کو کھول دیا گیا' تاکہ شہر کے لوگ داخل ہو جائیں اور دروازے پر بڑی بھیڑ ہو گئی' اور اس شب فوج لوگوں پر ناراض ہوئی' اور اتفاق سے وہ میلاد کی رات تھی اور لوگوں نے فوج اور اپنے اختلاف کے باعث غمگین ہو کر رات گزاری' اور منگل کے روز بھی باب الجابیہ کے سوا شہر کے دروازے بند رہے' اور بات جوں کی توں رہی' اور جب اس دن کی شام کا وقت نزدیک آیا تو دونوں فوجیں ایک دوسرے کے نزدیک ہوئیں' اور طنبغا اور اس کے امراء اکٹھے ہوئے' اور دمشق کے امراء اور ان عوام نے جو اس کے ساتھ تھے' انہوں نے اس بات پر اتفاق کیا کہ وہ کسی مسلمان سے جنگ نہیں کریں گے اور نہ الفخری اور اس کے اصحاب کے مقابلے میں تلوار سونتیں گے' اور شام کے قضاۃ کئی بار صلح کے لیے اس کے پاس گئے' مگر اس نے ان کی نہ مانی' اور اپنی بات پر مصر رہا' اور اس کا دل اس بات پر ڈٹ گیا' واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم بالصواب۔

عجائبات دہر میں سے ایک عجیب واقعہ:

لوگوں نے یہ رات ایک دوسرے متقابل ہو کر گزاری' اور دونوں فوجوں کے درمیان صرف دو یا تین میل کا فاصلہ تھا' اور یہ ایک بارش والی رات تھی' جونہی صبح ہوئی تو طنبغا کی جماعت میں سے بہت سے لوگ جو حلیف افواج' امراء اور اعیان سے تعلق رکھتے تھے' الفخری کے پاس چلے گئے' اور سورج طلوع ہو کر تھوڑا سا بلند ہوا' تو طنبغا نے قضاۃ اور بعض امراء کو الفخری کے پاس اُسے دھمکی دیتے ہوئے بھیجا' اور خود بھی اپنے دل کو اس بات پر مضبوط کرنے لگا' اور ابھی وہ اس سے تھوڑی دور ہی گئے تھے کہ میمنہ' میسرہ اور قلب اور ہر جانب سے افواج تیزی سے الفخری کی طرف جانے لگیں' کیونکہ وہ بہت تنگ دست تھیں' اور ان کے پاس کھانا اور چوپاؤں کا چارا بہت کم تھا' اور انہیں بہت تکلیف تھی' اور انہوں نے دیکھا کہ یہ حالت ان پر غالب آ جائے گی۔ اور انہوں نے اپنے معاملے کو سخت ناپسند کیا' اور ان کے دل خوش ہو گئے' اور ان کے دل اس کی ناپسندیدگی کے باوجود اہل شہر کے ساتھ تھے' کیونکہ وہ ایسی بات پر ڈٹ گیا تھا جس کا نہ اسے کوئی فائدہ تھا اور نہ انہیں کوئی فائدہ تھا۔ پس انہوں نے دھوکہ دے کر بیعت کر لی' اور ایک گھنٹے سے بھی کم وقت میں اس کے پاس اس کے اہل وعیال کے سوا کوئی آدمی نہ رہا' اور جب اس نے یہ صورتِ حال دیکھی تو جہاں سے آیا تھا اسی کی طرف واپس بھاگ گیا' اور امیر سیف الدین رقطبہ نائب طرابلس اور دو دیگر امیروں نے اس کی مصاحبت کی اور امراء اور افواج باہم مل گئے' اور ظہر سے قبل دمشق میں خوشخبری آئی اور مرد' عورتیں اور بچے بہت خوش ہوئے' حتیٰ کہ وہ بھی خوش ہوئے' جنہیں کوئی

آفت نہیں پہنچی اور قلعہ منصورہ میں خوشی کے شادیانے بجے اور انہوں نے بھگوڑوں کی تلاش میں آدمی بھیجے اور بقیہ دن الفخری وہاں بیٹھ کر امراء سے اپنے اس امر پر معاہدہ کرتا رہا جس کے لیے وہ آیا تھا اور انہوں نے اس سے معاہدہ کیا اور جمعرات کی شام کو بڑی شان وشوکت اور حرمت کے ساتھ دمشق آیا اور قصر ابلق میں اترا اور امیر قرطمر میدان بیرون میں اترا اور قماری دار السعادت میں اترا اور انہوں نے المساوی کو جو قلعہ میں قید تھا باہر نکالا اور اسے طنبغا کے ذخائر کے شوروں کو بڑھانے پر مقرر کر دیا۔ اور الفخری امراء کی ایک جماعت پر ناراض ہو گیا' جن میں امیر حسام الدین اسمقدار امیر حاجب بھی تھا' اس لیے کہ اس نے علاء الدین الطنبغا کی مصاحبت کی تھی۔

پھر جو کچھ ہونا تھا ہوا' اور وہ بھگوڑوں کے ساتھ بھاگ گیا' لیکن الفخری کے پاس نہ آیا' بلکہ شہر میں داخل ہو گیا' اور معاملے میں ثالث بن گیا' نہ اس کے ساتھ گیا اور نہ اس کے ساتھ آیا' پھر اس نے جو کچھ کھو دیا تھا' اس کی تلافی کی اور البار سے الفخری کے پاس واپس آ گیا۔

اور بعض کا قول ہے کہ جب وہ آیا تو اس نے انہیں نشان لگایا' اور وہ نہایت غم زدہ تھا' پھر اس نے امان کا رومال دیا' اور ان کے ساتھ قاضی شہاب الدین بن فضل اللہ سیکرٹری بھی تھا' پھر اس نے انہیں چھوڑ دیا' اور ان میں امیر سیف الدین حفطیہ بھی تھا' جو اس پر بہت برافروختہ تھا' پس اس نے اسے اسی روز رہا کر دیا' اور دوبارہ اسے حجابت دے دی' اور عظیم مکارمِ اخلاق اور عظیم سرداری کا اظہار کیا۔ اور قاضی علاء الدین بن المنجا قاضی القضاۃ حنابلہ نے اس واقعہ میں قابل تعریف کوشش کی۔ اور امیر علاء الدین طنبغا نے اس میں بڑی گفتگو کی' حتیٰ کہ اس سے اس کے متعلق خوف کیا گیا' اور اس نے اس کے ساتھ اپنی جان کو خطرہ میں ڈالا' اور اللہ نے اس کے مقصد کو کامیاب کیا اور اسے اس سے بچایا' اور اس کے دشمن کو ذلیل کیا۔ وللہ الحمد والمنۃ۔

اور اس ماہ کی ۲۶ ر تاریخ کو ہفتے کے روز فاتح افواج کی قضاء قاضی حنفی جو نائب منفصل کے ساتھ تھا' کی بجائے شیخ فخر الدین بن الصائغ کے سپرد کر دی گئی' اس لیے کہ اس نے طنبغا کو الفخری کے ساتھ جنگ کرنے کا جو فتویٰ دیا تھا' وہ اس کی وجہ سے اس سے ناراض تھے' اور شیخ تقی الدین ابن تیمیہ کے اصحاب اس کی امارت سے خوش ہوئے' کیونکہ وہ آپ کے قدیم چنندہ اصحاب میں سے تھا اور اس نے آپ سے بہت سے علوم اور فوائد کو حاصل کیا تھا۔

اور رجب کے آخر میں بدھ کے روز دن کے آخری حصے میں امیر قماری الکرک سے ناصر بن ناصر کے پاس سے آیا' اور اسے ان کے اور طنبغا کے معاملے میں بتایا' اور وہ اس سے خوش ہوا اور قماری نے سلطان کی آمد کی خبر دی' جس سے لوگ خوش ہو گئے' اور وہ اس کے لیے مملکت کے آلات سے تیار ہوئے' اور اربابِ اموال اور ذمیوں سے اس نے جزیہ کا مطالبہ زیادہ کر دیا۔

اور اس سال کے رجب کے آغاز میں الفخری نیابت کے صدر مقام میں فاتح افواج کے ساتھ سوار ہوا' اور یہ اس میں اس کی پہلی سواری تھی' اور اس کے پہلو میں قماری تھا اور قماری پر ایک بڑا خلعت تھا' اور اس روز لوگوں نے الفخری کے لیے بکثرت دعائیں کیں' اور وہ جشن کا دن تھا' اور اس روز ہزاروں کے سرکردہ لوگوں کی ایک جماعت ابن سلطان کو واقعہ کی اطلاع دینے کے لیے الکرک گئی' جس میں تغردمر' اقبغا عبدالواحد ساقی اور میکلی بغا وغیرہ شامل تھے' اور اس ماہ کی تین تاریخ کو ہفتے کے روز الفخری نے قاضی

شافعی کو بلایا اور اس سے فیصلے کی نوکری میں ان کتب کے لانے پر اصرار کیا جو شیخ تقی الدین ابن تیمیہ سے جلال الدین قزوینی کے زمانے میں قلعہ منصورہ سے لی گئی تھیں۔ سو قاضی جہد و مدافعت کے بعد انہیں لایا اور اپنے بارے میں اس سے خوفزدہ ہوا پس الفخری نے محل میں انہیں اس سے لے لیا اور اسے اپنے ہاں سے واپس جانے کی اجازت دے دی حالانکہ وہ اس سے ناراض تھا اور بسا اوقات اس نے انہیں روکنے کی وجہ سے اس کے معزول کرنے کا ارادہ کیا اور ایک بیٹھنے والے نے ان کتب کے بارے میں کہا کہ ان میں مسئلہ زیارت کے متعلق گفتگو کی گئی ہے الفخری نے کہا' شیخ تم سے اللہ اور اس کے رسول کو بہتر جانتا تھا' اور الفخری کے پاس جب وہ کتب لائی گئیں تو وہ اس سے خوش ہو گیا' اور برادرم شیخ زین الدین عبدالرحمٰن اور شیخ شمس الدین عبدالرحمٰن بن قیم الجوزیہ کو بلایا' اور اس نے ان کے متعلق قابل تعریف کوشش کی تھی' اور اس نے ان دونوں کو کتب کے لانے کے بارے میں مبارکباد دی' اور اس شب تبرک کے لیے کتابیں اس کے خزانے میں رہیں اور شیخ کے بھائی شیخ زین الدین نے محل میں مغرب کی نماز پڑھائی' اور الفخری نے شیخ کی محبت کی وجہ سے اس کا بہت اکرام کیا۔

اور اس ماہ کی چار تاریخ کو اتوار کے روز' دیارِ مصر میں توصون کی گرفتاری کی خوشخبری لے کر آنے والے کی آمد پر قلعہ اور باب المید ان میں خوشی کے شادیانے بجے اور لوگ اس کے لیے اکٹھے ہوئے' اور ان میں سے بہت سے لوگ اس کی وجہ سے خوش ہوئے' اور امراء کی ایک جماعت ناصر بن ناصر بن ناصر کی اطاعت کے لیے الکرک آئی' اور وہ الکرک کے پاس شامی اُمراء کے ساتھ اکٹھے ہو گئے اور انہوں نے اس سے مطالبہ کیا کہ وہ ان کے پاس آئے تو اس نے انکار کیا' اور خیال کیا کہ یہ سب کچھ ایک سازش ہے تاکہ وہ اسے گرفتار کر کے توصون کے سپرد کر دیں' اور اس نے ان سے مطالبہ کیا کہ وہ اپنے معاملے میں غور کرے گا۔ اور انہیں دمشق واپس کر دیا۔ اور ان ایام میں اور ان سے پہلے اور بعد الفخری نے بازاروں کے تجار کی جماعت سے ان کے اموال سے سال کی زکوٰۃ لی' جس سے ایک لاکھ سات ہزار سے زیادہ مال حاصل ہوا' اور ذمیوں سے بھی تین سال کا قرض اور معجّل جزیہ حاصل کیا' اس پر تقریباً اسی قدر زائد مال کا مطالبہ کیا گیا۔

پھر اس ماہ کی ۲۲ رتاریخ کو سوموار کے روز شہر میں الفخری کی طرف سے بے انصافیوں اور مطالبات کے دور کرنے اور باقیماندہ زکوٰۃ اور پر اصرار مطالبات کے ساقط کرنے کا اعلان کیا گیا' ہاں انہوں نے مالدار پیادوں کی جماعت کی نگرانی کی تاکہ وہ ان سے خاص کی بعض املاک خریدیں' اور بشارۃ الحنفی' مطالبے پر دلیل دے گا' اور جو مال اس نے کسی تہ خانے میں پایا اس کے مطالبہ پر سزا ہوگی جیسا کہ اس کے متعلق بیان کیا جاتا ہے۔ واللہ اعلم۔

اور اس ماہ کی ۲۴ رتاریخ کو جمعہ کے روز نماز کے بعد چھ اُمراء جو سلطان سے دمشق آنے کا مطالبہ کرنے کے لیے الکرک گئے تھے' آئے اور اس نے اس ماہ آنے کے متعلق ان کی بات نہ مانی' اور ان سے کسی دوسرے وقت کا وعدہ کیا' اور وہ واپس آ گئے' اور الفخری ان کے استقبال کو نکلا' اور جامع القبیبات الکریمی کے سامنے ان کی ملاقات ہوئی' اور وہ سب کے سب ترک اُمراء کی بہت سی فوج اور سپاہیوں کے ساتھ دمشق آئے' اور سلطان ایدہ اللہ کے نہ آنے کی وجہ سے وہ کچھ بجھے بجھے سے تھے' اور اتوار کے روز قماری وغیرہ اُمراء کے پیچھے ایلچی انہیں الکرک طلب کرتا ہوا آیا' اور مشہور ہو گیا کہ سلطان نے خواب میں رسولِ کریم ﷺ کو دیکھا ہے کہ

آپ اسے الکرک سے اترنے اور حکومت کو قبول کرنے کا حکم دے رہے ہیں' پس لوگ اس سے خوش ہو گئے۔

اور ۲۹ر تاریخ کو بدھ کے روز شیخ عمر بن ابی بکر بن الہمی البسطی نے وفات پائی' آپ ایک صالح' اور بہت تلاوت کرنے اور نماز پڑھنے اور صدقہ دینے والے اور حدیث اور ذکر کی مجالس میں حاضر ہونے والے شخص تھے۔ آپ صالحین سے تشبہ اختیار کرنے والے' فقراء پر جو صالحین میں سے نہ ہوتے تھے غالب تھے۔ آپ نے شیخ فخر الدین بن البخاری وغیرہ سے حدیث کا سماع کیا' اور میں نے آپ کو ابن البخاری سے مختصر المشیخہ کو سنایا۔ اور آپ شیخ تقی الدین بن تیمیہ رحمہ اللہ کی مجالس سے لازم رہے اور آپ سے فائدہ اُٹھایا اور باب الصغیر کے قبرستان میں دفن ہوئے۔

اور ماہ رمضان المعظم کے پہلے روز جمعہ کو فوج میں اعلان کیا گیا کہ اس ماہ کی سات تاریخ کو سلطان سے ملاقات کے لیے کوچ کا وقت آ گیا ہے' پھر یہ دس تاریخ کے بعد تک متأخر ہو گیا' پھر سلطان کا خط آیا کہ اسے عید کے بعد تک متأخر کرایا جائے' اور اس ماہ کی دس تاریخ کو علاء الدین بن تقی الدین الحنفی آیا' اور اس کے پاس سلطان ناصر کی طرف سے شفاخانہ نوری کی نگہداشت کی امارت اور ربوہ کی مشیخت اور سلطانی جہات کو قائم رکھنے کا حکمنامہ بھی تھا اور اس سے قبل سلطان کی طرف سے قاضی شہاب الدین بن البازری حمص کے قاضی مقرر ہو کر آئے تھے' جس سے لوگ اس لیے خوش ہوئے کہ سلطان نے مملکت کے بارے میں گفتگو کی ہے اور انتظام کیا ہے اور حکم دیا ہے۔

اور ۱۳ر رمضان کو بدھ کے روز امیر سیف الدین طشتمر ملقب بہ الحمص الاخضر' بلادِ حلب سے دمشق محروسہ کی طرف آیا' اور الفخری' امراء اور سب فوج نے اس کا استقبال کیا اور وہ بڑی شان کے ساتھ آیا' اور لوگوں نے اس کے لیے دعائیں کیں اور وہ شہروں میں اس کے الگ ہونے اور طرنطا کے آگے اس کے بھاگ جانے کے بعد' جب اس نے حلب تک اس کا قصد کیا اس کی آمد پر خوش ہو گئے' جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔

اور ۱۴ر رمضان کو جمعرات کے روز الکرک السعید سے سلطان کے نکلنے کے وقت اس کی نگرانی کے لیے فوجیں دمشق سے غزہ گئیں اور اس روز دو پیشرو تغر دمر اور اقبغا عبدالواحد نکل کر الکسوہ کی طرف گئے اور جب ہفتے کا دن آیا تو الفخری' طشتمر اور جمہور امراء کے ساتھ نکلا' اور اس کے بعد دمشق میں وہی اشخاص ٹھہرے' جن کی مملکت کے اہم امور کے لیے قیام کی ضرورت تھی' اور چاروں قاضی اور فوج کا قاضی اور شاہی مہر کے نگران' مصاحب اور فوج کا کاتب اور بہت سے لوگ اس کے ساتھ روانہ ہو گئے۔

اور ۲۴ر رمضان اتوار کی شب کو شیخ درویش اور عابد احمد بن ملقب بہ قصیدہ نے وفات پائی' اور جامع شکر میں آپ کا جنازہ پڑھا گیا' اور الصوفیہ میں شیخ جمال الدین المزی کی قبر کے نزدیک دفن ہوئے' اللہ دونوں کو اپنی رحمت میں چھپا لے' آپ بہت بھلے آدمی تھے' اور جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے پر مواظبت کرتے تھے' اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے تھے اور لوگوں کے نزدیک بڑے اچھے آدمی تھے' اور آپ ہسپتال میں بیماروں کی بہت خدمت کرتے تھے' اور آپ میں ایثار' قناعت اور بہت زہد پایا جاتا تھا' اور آپ کے احوال مشہور ہیں' اللہ آپ پر اور ہم پر رحم فرمائے۔

اور ماہِ مذکور کے آخر میں مشہور ہو گیا کہ سلطان ملک ناصر شہاب الدین احمد' عربوں اور ترکوں کی ایک جماعت کے ساتھ

لشکر نے حرکت کی اور دیارِ مصر کی طرف چلا گیا ہے' پھر ماہ مذکور کی ۱۸؍تاریخ کو سوموار کے روز اس کی آزادانہ روانگی ہوئی اور چند یوم بعد دیارِ مصر آیا' یہ اور فوج اس کا قصد کیے ہوئے تھے' اور جب مصر میں اس کا دخول متحقق ہو گیا تو وہ دیارِ مصر کی طرف تیزی سے چلے' اور اس نے بھی انہیں اسی طرح اسائے ہوئے پیغام بھیجا اور مشہور ہو گیا کہ وہ اپنے نائب امیر سیف الدین قطلوبغا الفخری کے ساتھ شامی امراء کی آمد تک تختِ حکومت پر نہیں بیٹھا' اسی لیے شامی قلعوں اور نہ ہی ہماری اطلاع کے مطابق دیگر قلعوں پر خوشی کے شادیانے بجائے گئے' اور دیارِ مصر سے خطوط اور اطلاعات آئیں کہ سلطان ملک ناصر شہاب الدین احمد کے تختِ حکومت پر بٹھانے کا دن ۱۰؍شوال سوموار کا دن تھا' وہ اور خلیفہ الحاکم بامر اللہ ابوالعباس احمد بن المستکفی منبر پر چڑھے' اور وہ سیاہ لباس زیب تن کیے ہوئے تھے' اور ان کے نیچے حسب مراتب منبر کی سیڑھیوں پر قضاۃ بیٹھے تھے' پس خلیفہ نے خطبہ دیا' اور اشرف کجک کو خلعت دیا' اور اس ناصر کو حاکم مقرر کیا' اور یہ جشن کا دن تھا' اور اس نے بتایا کہ مصر کی نیابت طشتمر کے لیے' اور دمشق کی الفخری کے لیے' اور حلب کی ایدغمش کے لیے ہوگی۔ واللہ اعلم۔

اور ماہِ مذکورہ کی ۲۱؍تاریخ جمعہ کی شب کو دمشق میں خوشی کے شادیانے بجے اور یکم ذوالقعدہ سوموار کے روز تک بجتے رہے' اور ۲۳؍تاریخ اتوار کے روز شہر کو آراستہ کیا گیا اور زینت کے ساتھ اجتماع کیا۔

اور مذکورہ جمعرات کو مصر کا مشہور رئیس امیر سیف الدین الملک' حماۃ کی نیابت کی طلب میں دمشق آیا' اور جمعہ کے روز نماز کے بعد دیارِ مصر سے ایلچی نے آ کر خبر دی کہ طشتمر الاحمص الاخضر گرفتار ہو گیا' اور لوگ اس واقعہ سے بہت متعجب ہوئے اور دمشق میں جو سرکردہ اُمراء تھے وہ روانہ ہو گئے' اور امیر الجی وغیرہ بھی گئے اور اس نے وطاۃ برزہ میں خیمہ لگایا' اور امیر حج کو چلا گیا اور اس نے اسے اس کی اطلاع دی' اور انہوں نے اسے سلطان کے حکم کے مطابق امیر بنالیا کہ وہ دمشق میں نیابت کرے' حتیٰ کہ امیر حج جس پر اعتماد کرتا ہے اس کے متعلق حکم آ جائے تو اس نے اسے قبول کر لیا۔

اور وہ ۶؍تاریخ کو ہفتے کے روز سوار دستے کے ساتھ سوار ہوا' اور جب الفخری کو یہ خبر پہنچی' اور اسے یقین ہو گیا' اس وقت وہ الزعفہ میں تھا اور اس کے تقریباً ساٹھ یا اس سے زیادہ غلاموں نے اتفاق کر لیا تو وہ چل گیا' اور وہ آہستگی سے چلا' اور دو امیروں الطنبغا المارد انی اور بلغا التحناوی کے ساتھ تقریباً ایک ہزار سوار دیارِ مصر سے اس کے پیچھے متلاشی آئے' اور یہ ان سے آگے نکل گیا اور نائب غزہ نے اپنی فوج کے ساتھ اُسے روکا' مگر اس پر قابو نہ پا سکا تو انہوں نے اسے لوٹنے کے لیے قبائل کو مسلط کر دیا' مگر انہوں نے تھوڑی سی چیزوں پر قابو پالیا اور اس نے ان میں سے بہت سے لوگوں کو قتل کر دیا' اور اس نے اپنے خیال کے مطابق اپنے دوست امیر سیف الدین ایدغمش نائب حلب کا اس امید پر قصد کیا کہ وہ اس کی مدد کرے گا۔ اور جو اس نے ذمہ داری لی ہے وہ اس پر اس سے موافقت کرے گا' پس جب یہ پہنچا تو اس نے اس کی عزت و اکرام کیا' اور اس نے اس کے پاس رات گزاری' اور جب صبح ہوئی تو اس نے اسے گرفتار کر لیا اور اسے بیڑیاں ڈال دیں' اور اسے ڈاک کے گھوڑے پر دیارِ مصر کو واپس کر دیا اور اس کے پاس امراء وغیرہ کے احکام بھی تھے۔

اور ذوالقعدہ کے آخر میں سوموار کے روز' سلطان ملک ناصر شہاب الدین احمد بن ناصر محمد بن منصور' فوج کے ایک دستے کے

ساتھ دیار مصر سے الکرک محروس کی طرف گیا اور اس کے پاس بہت سے اموال' ذخائر اور بہت سی چیزیں تھیں' اور ذوالحجہ منگل کے روز اس میں داخل ہوا اور طشتمر نے پالکی میں تیمار دار بن کر اس کی صحبت کی اور الخضری پا بجولاں تھا' پس دونوں الکرک محروس میں قید کر دیئے گئے اور سلطان نے شانوں کے آلات وغیرہ اور لوہاروں اور کاریگروں وغیرہ کو الکرک کے اہم امور کی درستگی کے لیے طلب کیا اور دمشق سے بہت سی چیزیں طلب کیں جو اس کے پاس لائی گئیں۔

اور ۲۷ رذوالحجہ کو اتوار کے روز خبر آئی کہ امیر رکن الدین بیبرس الاحمدی نائب صفد اپنے غلاموں' خدام اور اطاعت کنندوں کے ساتھ سوار ہوا اور اس سے گرفتاری کے خوف سے بھاگ گیا' اور اس نے بتایا کہ نائب غزہ نے سلطان کے حکم کے مطابق' جو الکرک سے اس کے پاس آیا تھا' اس کے گرفتار کرنے کا قصد کیا' پس اس وجہ سے الاحمدی بھاگ گیا۔

اور جب یہ خبر دمشق پہنچی' اور وہاں کوئی نائب نہ تھا' تو امراء اس کی وجہ سے پریشان ہو گئے اور دارالسعادۃ میں اکٹھے ہوئے' پھر وہاں اس بارے میں انہوں نے مشورہ کیا' پھر انہوں نے بعلبک کی طرف ایک امیر روانہ کیا کہ اسے البریہ کی طرف جانے سے روکیں' اور جب سوموار کی صبح ہوئی تو اطلاع آئی کہ وہ الکسوہ کے نواح میں ہے' اور اس کے جانے میں کوئی رکاوٹ نہیں' پس وہ سب کے سب سوار ہو گئے' اور اعلان کرنے والے نے اعلان کیا کہ جو شخص جنگ میں جانے والے اس گروہ سے پیچھے رہ گیا اسے پھانسی دیا جائے گا۔ اور انہوں نے خروج کا پختہ ارادہ کر لیا' اور الکسوہ کی جانب گئے اور اس کی طرف ایلچی بھیجے' اور اس نے اپنے خروج کے متعلق عذر بیان کیا اور ان سے بچ گیا اور یہ دن گزر گیا' اور وہ واپس آ گئے' حالانکہ وہ گرم دن میں لباس پہنے ہوئے تھے' اور ان کے پاس صرف اس دن کا کھانا تھا' پس جب منگل کی رات آئی تو امراء اس کی تلاش میں ثنیۃ العقاب کی طرف گئے۔ اور دوسرے دن اسے ساتھ لے کر واپس آ گئے' اور وہ ان محلات میں اترا جنہیں تنکز نے داریا کے راستے میں تعمیر کیا تھا' اور وہاں اس نے اقامت اختیار کی اور اس کی پوری رسد جو جو' بکریوں اور اس قسم کی ضرورت کی چیزوں پر مشتمل تھی' جاری کر دی۔ اور اس کے ساتھ اس کے غلام اور خادم بھی تھے۔

اور جب ۶ رمحرم کو منگل کا دن آیا' تو سلطان کی طرف سے خط آیا' جسے دارالسعادۃ میں امراء کو سنایا گیا' جو اس کے اکرام واحترام اور اس سے درگزر کرنے کو متضمن تھا تاکہ اس کے خادم سلطان ملک ناصر' اور اس کے بیٹے ملک منصور کے پیش پیش ہوں۔

اور جب ۷ رمحرم کو بدھ کا دن آیا تو امیر رکن الدین بیبرس نائب العیبۃ بن الحاجب المش کی طرف الاحمدی کو گرفتار کرنے کا خط آیا' پس فوج جمعرات کے روز ہتھیار بند ہو کر روانہ ہوئی اور وہ سوق الخیل میں جلوس کے ساتھ ساتھ چلے اور اس سے خط وکتابت کی' اور وہ ساز وسامان کے ساتھ اپنے غلاموں کے ہمراہ گیا اور اس نے انکار کا اظہار کیا' اور اس کا جواب تھا کہ جو شخص دیارِ مصر کا بادشاہ ہوگا' میں صرف اسی کی سمع واطاعت کروں گا' اور جو شخص الکرک میں مقیم ہے' اور اس سے جو افعال سرزد ہوتے ہیں وہ مشہور ہو چکے ہیں' میں اس کی اطاعت نہیں کروں گا' اور جب امراء کو یہ اطلاع ملی تو انہوں نے اس کے معاملے میں توقف کیا اور سکون پذیر ہو گئے' اور اپنے گھروں کو لوٹ آئے' اور وہ اپنے محل میں واپس آ گئے۔

۷۴۳ھ

اس مبارک سال کا آغاز ہوا تو سلطان المسلمین الناصر ناصر الدین محمد بن ملک منصور قلاوون' الکرک میں مقیم تھا' اور اس نے قلعہ جبل سے قلعہ الکرک تک سلطانی ذخائر کو اکٹھا کر لیا تھا اور دیارِ مصر میں اس کا نائب امیر سیف الدین آقسنقر السلاری تھا جو غزہ کا نائب تھا اور حنفی قاضی کے سوا دیارِ مصر کے قضاۃ وہی تھے جن کا ذکر گذشتہ سال میں ہو چکا ہے۔ اور اس وقت دمشق کا کوئی نائب نہ تھا۔ ہاں! امیر رکن الدین بیبرس الحاجب کو الفخری نے اپنی غیر حاضری میں دمشق کا نائب مقرر کیا تھا اور وہی حاجب الممش اور تمر المہمندار اور امیر سیف الدین جس کا لقب حلادہ تھا' والی البر اور امیر ناصر الدین ابن رکباس جو متولی شہر تھا' کے ساتھ امور کی درستگی کرتا تھا' یہ لوگ امورِ سلطانیہ اور دیگر کاموں کی درستگی کرتے تھے' اور قضاۃ وہی تھے جن کا ذکر ہم نے گذشتہ سال میں کیا ہے' اور خطیب شہر تاج الدین عبدالرحیم بن قاضی جلال الدین قزوینی تھا' اور سیکرٹری قاضی شہاب الدین بن فضل اللہ تھا۔

اِس سال کا آغاز ہوا تو اس امیر رکن الدین بیبرس الاحمدی' داریا کے راستے میں قصر تنکز میں اترا ہوا تھا اور سلطان نے ہر وقت اس کی نگرانی اور گرفتاری کے لیے پانی پر آنے والے لوگوں کے دستے بنائے کہ اسے گرفتار کر کے الکرک بھیج دیا جائے' اور اُمراء اس کے مقابلے میں سہل انگاری سے کام لیتے اور احکام کو وقتاً فوقتاً ٹالتے رہتے' اور وہ انہیں اس بات پر آمادہ کرتا کہ الاحمدی کا کوئی گناہ نہیں ہے' اور جب اس نے اسے گرفتار کیا تو وہ کسی اور کے پاس چلا جائے گا' اور سلطان انہیں اس کے متعلق ایسے احوال کی خبر دیتا رہا جو انہیں پسند نہیں تھے' یعنی وہ الکرک شہر میں الفخری اور طشتمر کو بری طرح قتل کرنے اور ان کے اہل کو چھیننے' اور اس کی بیوی پر جو کپڑے اور زیورات تھے' انہیں سلب کرنے' اور انہیں الکرک سے بدتر حال کے ساتھ نکال دینے' اور نصاریٰ کو اپنے قریب کرنے کے ساتھ ساتھ کھیل کود اور رذیل اور ادنیٰ لوگوں کے ساتھ میل جول رکھتا ہے۔ پس ان صفات نے اُمراء کو اس امر پر آمادہ کیا کہ وہ اپنے میں سے ایک شخص کو حقیقت حال کی دریافت کے لیے بھیجیں۔ سو وہ متعدد بار سوق الخیل میں جمع ہوئے' اور باہم مشورہ کیا' اور اس کے معزول کرنے پر انہوں نے اتفاق کر لیا اور انہوں نے مصریوں کی طرف یہ بات لکھی' اور نائب حلب ایدغمش اور شہروں کے نائبین کو بتایا' اور وہ اس حال میں متوہم اور متردد ہو کر رہ گئے' اور ان میں سے بعض بظاہر رفاقت کا اظہار کرتے' اور باطن میں ان کے ساتھ نہ تھے۔ اور انہوں نے کہا کہ جب تک وہ دیارِ مصر کو واپس نہ آئے اور تختِ حکومت پر نہ بیٹھے' اس کی کوئی سمع و اطاعت نہیں' اور اس کا خط ان کے پاس آیا جس میں اس نے ان پر عیب لگائے' اور انہیں ڈانٹ ڈپٹ کی' مگر وہ نہ گیا۔ اور الاحمدی سوار دستے کے ساتھ سوار ہوا اور وہ اس کے دائیں بائیں سوار ہوئے اور محل میں اس کے پاس گئے اور اسے سلام کیا اور اس کی خدمت کی اور معاملہ بگڑ گیا' اور مصیبت بڑھ گئی' اور انہوں نے اس بات سے کہ وہ دیارِ مصر کی طرف چلا جائے گا اور مصری اس کے پاس جمع ہو جائیں گے' اور وہ شامیوں کو جمع کرے گا' عظیم خوف برداشت کیا۔ پس لوگوں نے اپنے غم کو برداشت کیا اور اللہ ہی حسن انجام کا ذمہ دار ہے۔

اور جب ۲۶ رمحرم کو اتوار کا دن آیا تو ایلچیوں کا لیڈر آیا اور اس کے پاس مصریوں کے خطوط بھی تھے کہ جب انہیں شامیوں کے متعلق اطلاع ملی کہ سلطان کا معاملہ ان کے پاس ہے تو انہیں شامیوں سے کئی گنا زیادہ غم ہوا۔ اور جس بات کا وہ عزم کیے ہوئے تھے' اس کی طرف انہوں نے سبقت کی' لیکن وہ شامیوں کے خوف سے متردد ہو گئے کہ وہ اس بارے میں ان کی مخالفت کریں گے' اور ان سے جنگ کرنے کے لیے سلطان کی صحبت میں متقدم ہو جائیں گے' اور جب وہ شامیوں کی جانب سے مطمئن ہو گئے' تو اپنے ارادے پر ڈٹ گئے' اور ملک ناصر کو معزول کر دیا اور اس کے بھائی ملک صالح اسماعیل ابن الناصر محمد بن منصور کو اپنا بادشاہ بنا لیا۔ اللہ اسے مسلمانوں کے لیے مبارک کرے' اور انہوں نے اسے محرم مذکور کی ۲۰ رتاریخ کو منگل کے روز تخت پر بٹھایا' اور اُمراء شام اور اس کے سرکردہ لوگوں کو اس کا سلامی خط آیا' اور اُمراء کو امراء کے سلامی اور اطلاعی خط آئے۔ پس مسلمان اور اُمرائے شام اور عوام و خواص اس سے بہت خوش ہوئے' اور اس روز قلعہ منصورہ میں خوشی کے شادیانے بجے' اور اس نے شہر کو آراستہ کرنے کا حکم دیا' اور لوگوں نے ۲۷ رمحرم کی صبح کو اُسے آراستہ کیا' اور محرم کے آخر میں جمعہ کے روز دمشق میں ملک صالح عماد الدین اسماعیل بن الناصر بن المنصور کا خطبہ دیا گیا۔

اور ۶ رصفر جمعرات کے روز ہمارے دوست امام علامہ شمس الدین محمد بن ابی بکر بن ایوب الذرعی امام الجوزیہ نے الصدریہ میں درس دیا' اور شیخ عزالدین بن المنجا جو اس کی خاطر اس سے دستبردار ہوا تھا' اس کے پاس حاضر ہوا۔ اور فضلاء کی ایک جماعت بھی حاضر ہوئی' اور ۱۶ رصفر کو سوموار کے روز امیر سیف الدین تغر دمر دیار مصر سے حلب محروسہ کی نیابت کے لیے جاتا ہوا دمشق آیا اور القابون میں اُترا۔

اور ۱۸ رصفر منگل کے روز امام' عالم' زاہد' عامل عبداللہ بن ابی الولید المقری المالکی' امام المالکیہ نے وفات پائی' آپ اور آپ کے بھائی ابوعمرو جامع اموی میں محراب صحابہؓ میں رہتے تھے' آپ نے بستان میں بقیۃ السخف میں وفات پائی' اور عیدگاہ میں آپ کا جنازہ پڑھا گیا' اور آپ کو اپنے باپ کے ہمراہ باب الصغیر کے قبرستان میں دفن کیا گیا اور آپ کے جنازہ میں اعیان' فقہاء اور قضاۃ حاضر ہوئے' آپ ایک صالح اور دیانت وجلالت کے جامع شخص تھے۔

اور ۲۰ رصفر جمعرات کے روز امیر ایدغمش نائب السلطنت دمشق آیا اور حلب سے آتے ہوئے القابون کی جانب سے اس میں داخل ہوا اور پوری فوج نے اس کا استقبال کیا اور وہ خلعت نیابت زیب تن کیے ہوئے تھا' لوگ اس کے لیے اکٹھے ہو گئے' اور شمعیں روشن کیں' اور یہود و نصاریٰ کے ذمی بھی اس کے لیے دعائیں کرتے ہوئے نکلے' اور ان کے پاس شمعیں بھی تھیں' اور وہ جشن کا دن تھا۔ اور اس نے جمعہ کے روز جامع اموی کے حجرہ میں نماز پڑھی' اور اُمراء اور قضاۃ بھی اس کے ساتھ تھے' اور وہاں منبر پر اس کا حکمنامہ پڑھا گیا' اور وہ اپنا خلعت پہنے ہوئے تھا' اور اس کے ساتھ سیف الدین ملکتم الرحولی بھی تھا' اور وہ بھی خلعت پہنے ہوئے تھا۔

اور ۲۵ رصفر منگل کے روز علم الدین الجاولی حماۃ محروسہ کی نیابت کی طرف جاتے ہوئے دمشق آیا' اور نائب السلطنت اور اُمراء نے مسجد القدم تک اس کا استقبال کیا اور وہ چلا گیا اور القابون میں اترا' اور قضاۃ و اعیان اس کے پاس آئے اور اس سے مسند

الشافعی کے ساتھ کیا [illegible] وہ اس کی حمایت کرتے تھے اور اس نے اسے حسن ترتیب سے آراستہ کیا اور علم [illegible] لکھا [illegible] اور اس نے
اس کی طرح بھی کی ہے' اور اس نے الشافعیہ وغیرہ پر اوقاف وقف کیے ہیں۔

اور ۲۸؍ صفر جمعہ کے روز' اس نے نماز کے بعد مزار عثمان کی کمائی کھڑکی میں قاضی فخر الدین مصری اور صدر الدین بن عبد الکریم ابن قاضی جلال الدین قزوینی کی وجہ سے العادلیہ الصغیر کے باعث مجلس منعقد کی اور اس پر اتفاق ہو گیا کہ صدر الدین اس کی تدریس سے دستکش ہو گیا اور فخر الدین جامع کے ایک سو پچاس سے دستکش ہو گیا اور ماہ مذکور کے آخر میں اتوار کے روز قاضی فخر الدین مصری آیا اور اس نے العادلیہ الصغیرہ میں درس دیا' اور حسب دستور لوگ بھی اس کے پاس آئے' اور اس نے قولِ الٰہی ﴿ هٰذِهٖ بِضَاعَتُنَا رُدَّتْ اِلَيْنَا ﴾ سے آغاز کیا۔ اور ماہِ ربیع الاوّل کے آخر میں دیارِ مصر سے حکم آیا کہ دمشق سے امیر حسام الدین اسمقدار کے ساتھ فوج الکرک کی طرف جائے' جس میں ابن السلطان احمد قلعہ بند ہوا تھا' اور اس کے پاس جو اموال تھے' جنہیں اس نے دیارِ مصر کے خزائن سے لیا تھا' اس نے ان پر قبضہ کر لیا' اور اس نے قلعہ سے جامع القبیات کی طرف منجنیق نکالی' اور وہاں اسے نصب کر دیا' اور لوگوں نے کشادگی کے لیے اس کے خلاف خروج کیا اور اس پر تہمت لگائی' اور ان کا مقصد یہ تھا کہ وہ اسے محاصرہ کے لیے اپنے ساتھ لے جائیں۔

اور ۲؍ ربیع الآخر بدھ کے روز امیر علاء الدین الطنبغا المارودانی اپنے دستور کے مطابق دیارِ مصر سے آیا' اور ۱۰؍ ربیع الآخر کو جمعرات کے روز دو بڑے امیر رکن الدین بیبرس الاحمدی طرابلس سے اور علم الدین الجادلی حماۃ سحرا سے آئے' اور دستے میں شامل ہوئے۔ اور نائب السلطنت کے لیے مشکیں کسے ہوئے کھڑے ہوئے۔ الاحمدی اس کی دائیں جانب' اور الجادلی اس کے بائیں جانب تھا اور دونوں شہر کے باہر اترے۔ پھر تھوڑے دنوں بعد الاحمدی اپنے دستور رئیس الناصحین بن کر دیارِ مصر کی طرف گیا' اور الجادلی غزہ محروسہ کا نائب بن کر گیا' اور امیر بدر الدین مسعود بن الخطیر دمشق کے طبل خانات کا امیر تھا۔

اور ۱۴؍ ربیع الآخر جمعرات کے روز دمشق سے شہر الکرک کی طرف سحر کے وقت فوج کا دستہ گیا اور امیر شہاب الدین بن صبح حوران کا والی الولاۃ مجانیق کو مضبوط کرنے والا تھا' اور امیر سیف الدین بہادر الشمس ملقب بہ حلاوۃ جو دمشق میں والی البر تھا' حوران کا والی الولاۃ بن کر گیا اور ۱۸؍ ربیع الآخر جمعہ کے روز نائب اور قاضی شافعی کے درمیان دیارِ مصر سے آنے والے خط کے باعث جس میں قاضی سبکی مذکور کو وصایا کی گئی تھیں' جھگڑا ہو گیا اور اس کے ساتھ قضاء و دیارِ مصر کی خلعت کے علاوہ اس کے لیے خطابت کا حکمنامہ بھی تھا' پس نائب' جلال کے بیٹوں کے باعث اس سے ناراض ہو گیا' کیونکہ ان کے پاس بڑا خاندان تھا جو محتاج تھا' اور اس نے اسے اس بارے میں کوشش کرنے سے منع کیا تھا۔ پس اس نے اسے اس روز حکم دیا کہ وہ اس کے پاس کی کھڑکی میں نماز نہ پڑھے' اور اس نے وہاں سے اُٹھ کر الغزالیہ میں نماز پڑھی۔

اور ۲۱؍ ربیع الآخر اتوار کے روز' سلطان ملک ناصر کی بیٹی کا خاوند امیر سیف الدین اریقا' طرابلس کی طرف اس کا نائب بن کر جاتے ہوئے بڑی شان و شوکت' اونٹوں اور کوتل گھوڑوں' ساز و سامان اور پوری قوت کے ساتھ دمشق آیا' اور ۲۴؍ ربیع الآخر جمعرات کے روز امیر بدر الدین ابن الخطیری غزہ محروسہ کی نیابت سے معزول ہو کر آیا اور دستے کے ساتھ سوار ہوا' اور نائب السلطنت کے ساتھ روانہ ہوا' اور اس کے گھر میں اترا اور لوگ اسے سلام کرنے گئے۔

اور ۱۳ رصفر منگل کے روز سلطان ملک صالح کے مرض سے صحت یاب ہونے کے باعث شہر کو آراستہ کیا گیا۔ پھر وہ اس سے شفایاب ہو گیا' اور ۱۶ رصفر جمعہ کے روز عصر سے قبل دیارِ مصر سے ایلچی' قاضی القضاۃ تقی الدین السبکی کو فیصلے کے لیے وہاں طلب کرتے ہوئے آیا اور لوگ آپ کو سلام کرنے اور الوداع کرنے کے لیے گئے اور یہ واقعہ آپ کے متعلق لوگوں کے بہت سی بڑی افواہوں کے اڑانے کے بعد ہوا' اور مشہور ہو گیا کہ عنقریب وہ آپ پر دعویٰ کے لیے ایک مجلس منعقد کرے گا' کیونکہ اس نے یتیمی کا مال الطنبغا اور الفخری کو دے دیا ہے' اور اس پر قرض کی ادائیگی کے لیے فتویٰ لکھا گیا' اور انہوں نے اسے مفتیوں کے پاس بھیجا' اور قاضی جلال الدین بن حسام الدین حنفی کے سوا کسی نے انہیں فتویٰ لکھ کر نہ دیا' میں نے نماز کے بعد اکیلے اس کی تحریر کو دیکھا ہے' اور اس پر فتویٰ کے بارے میں مجھ سے دریافت کیا گیا تو میں نے انکار کیا' کیونکہ اس میں حکام کو پریشانی ہوتی ہے۔ اور نائب السلطان کے پہلے حکم میں ہے کہ مفتی اس سوال کے متعلق غور وفکر کریں اور شرع شریف کے حکم کے مطابق فتویٰ دیں' اور ان کی اس کے متعلق عجیب نیت تھی' پس اللہ نے دیارِ مصر کی طرف ان کی طلبی کو ختم کر دیا' اور وہ ایلچی کے ساتھ اتوار کی شب کو دیارِ مصر کی طرف گئے اور اعیان اور بڑے بڑے آدمی آپ کو الوداع کرنے گئے' اور آپ کی خدمت میں بھی بڑے بڑے آدمی تھے۔

جمادی الآخرۃ کا آغاز ہوا تو دستہ الکرک کی طرف رواں تھا' اور حلقہ کی افواج تقریباً ایک ہزار یا زیادہ تھیں۔

اور ۴ رجمادی الآخرۃ کو منگل کے روز ظہر کے بعد محروس شام کا نائب السلطنت' امیر علاء الدین ایدغمش دار السعادۃ میں اکیلے ہی گھر میں فوت ہو گیا' پس لوگ اس کے پاس گئے' اور اس کی حقیقت حال معلوم کی' اور خاموشی اختیار کی اور ڈر گئے کہ کہیں یہ سکتہ ہی نہ ہو۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اسے شفا ہو گئی تھی۔ واللہ اعلم۔

پس انہوں نے کل تک احتیاطاً اس کا انتظار کیا' اور جب صبح ہوئی تو وہ اس کے جنازے کے لیے اکٹھے ہوئے' اور باب النصر کے بعد اس کا جنازہ وہاں پڑھا گیا' جہاں جنازے پڑھے جاتے ہیں۔ اور وہ اسے قبلہ کی طرف لے گئے' اور اس کے اہل کے بعض لوگوں نے اسے جامع القبیبات کی جانب غبریال کے قبرستان میں دفن کرنے کا ارادہ کیا' مگر ایسا نہ ہو سکا' اور اسے جامع کے سامنے راستے کے کنارے پر دفن کیا گیا۔ اور اس دن ظہر کے بعد اس کے دفن کی تیاری ہوئی اور جمعہ کی شب کو انہوں نے اس کا ختم کیا' اللہ اس پر رحم کرے اور اسے معاف فرمائے۔

اور اس ماہ کے اوائل میں مشہور ہو گیا کہ الکرک کا محاصرہ ہونے والا ہے اور یہ کہ اہل الکرک کے ایک گروہ نے بغاوت کر دی ہے' اور ان میں سے بہت سے لوگ قتل ہو گئے ہیں۔ اور محاصرے میں فوج کا ایک شخص مارا گیا ہے' پس قاضی اور ایک جماعت اتری' اور ان کے پاس کچھ جواہرات بھی تھے' اور وہ شہر کی سپردگی پر رضامند ہو گئے۔ اور جب اہل قلعہ نے صبح کی تو وہ قلعہ بند ہو گئے' اور انہوں نے مجانیق نصب کر لیں اور تیار ہو گئے۔ اور کچھ دنوں بعد انہوں نے فوج کی منجنیق پر سنگباری کی اور اس کے تیر کو توڑ دیا' اور وہ اس کے اُٹھانے سے عاجز آ گئے' اور انہوں نے سرکردہ اُمراء کے مشورہ سے اُسے جلا دیا اور قبیح امور کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ اللہ انجام بخیر کرے۔

پھر اس ماہ کے آخر میں فوج اور اہل الکرک کے درمیان ایک اور معرکہ ہوا۔ اور یہ واقعہ یوں ہوا کہ الکرک کے جوانوں کی ایک جماعت فوج کی طرف آئی' اور انہوں نے انہیں تیر مارے اور فوج ان کے لیے خیموں سے باہر نکلی' اور وہ ہتھیار بند ہو کر پیادہ یا

واپس آ گئے اور انہوں نے اہل الکرک کے نصف کی ایک جماعت کو قتل کر دیا اور فوج کے بھی بہت سے لوگ زخمی ہو گئے اور سیف الدین بہادر آص قید ہو گیا اور امیر العرب قتل ہو گیا اور دوسرے قیدی بن گئے اور انہیں الکرک میں قید کر دیا گیا۔ اور ناپسندیدہ امور کا سلسلہ شروع ہو گیا' پھر فوج نے نیل و مرام اپنے ملک کو واپس آ گئی' اس لیے کہ شدید سردی اور قلت زاد نے انہیں لرزہ براندام کر دیا تھا۔ اور انہوں نے بے فائدہ ان کا محاصرہ کیا' بلاشبہ شہر لمبی مسافت پر تھا اور اس میں مجانیق بھی تھیں اور فوج کے لیے دسمبر اور جنوری میں وہاں قیام کرنا مشکل تھا اور جو منجنیق وہ اپنے ساتھ لے گئے تھے وہ ٹوٹ چکی تھی' پس وہ اس کی تیاری کے لیے واپس آ گئے۔

اور ۲۵ / جمادی الآخرۃ بدھ کے روز' قاضی بن فضل اللہ' اپنے بھائی قاضی شہاب کی بجائے دیارِ مصر سے ڈاک کے گھوڑے پر سوار ہو کر سیکرٹری بن کر آیا' اور اس کے پاس اپنے بھائی شہاب الدین اور قاضی عماد الدین ابن الشیرازی محتسب کے ذخائر کی محافظت کا خط بھی تھا' پس ان دونوں کے اموال کی محافظت کی گئی' اور ان دونوں کے گھروں میں جو محفوظ اشیاء تھیں' اس نے نکال لیں' اور دروازوں پر لکڑیاں لگا دی گئیں' اور اس نے محتسب کو الغدر او یہ لکھ دیا' اور اس نے مطالبہ کیا کہ اسے دار الحدیث اشرفیہ کی طرف منتقل کر دیا جائے تو اسے اس کی طرف منتقل کر دیا گیا' اور قاضی شہاب الدین امیر سیف الدین تغر ومر الحموی کی ملاقات کو گیا جسے دمشق میں نیابت شام کا حکم آیا تھا اور وہ حلب میں تھا' یہ حکم اسے راستے میں ملا' پس اس نے اسے واپسی کا حکم دیا تاکہ وہ اس سے اور محتسب سے مطالبہ کرے' اور لوگوں کو پتہ نہ چلا کہ دونوں کا گناہ کیا ہے۔

اور ۸ / رجب اتوار کے روز' دن کے آخری حصے میں قاضی تقی الدین السبکی دمشق کی قضاء پر واپس آ گیا اور اس کے پاس خطابت کا حکمنامہ بھی تھا' اور لوگ اسے سلام کرنے گئے۔ اور نائب السلطنت امیر سیف الدین تغر ومر الحموی ۱۵ / رجب کو حلب سے آیا' اور اُمراء نے القابون کے راستے تک اس کا استقبال کیا اور لوگوں نے اس کے لیے بہت دعائیں کیں' اور اس سے پہلے نائب علاء الدین ایدغمش کے بغض کی وجہ سے اس سے محبت کی' اللہ اسے معاف فرمائے۔ اور وہ دار السعادت میں اترا' اور سوموار کی صبح کو سوار دستہ حاضر ہوا۔ اور عوام کے ایک گروہ نے اکٹھے ہو کر اس سے پوچھا کہ وہ ان کے خطیب تاج الدین عبدالرحیم ابن جلال الدین کو تبدیل نہ کرے' مگر اس نے ان کی طرف کوئی توجہ نہ دی' بلکہ قاضی تقی الدین السبکی کے حکم خطابت اور خلعت پہننے پر عمل کیا۔ اور عوام نے جب یہ بات سنی تو وہ نمازوں کے بعد حلقہ بندی کی صورت میں جمع ہونے لگے' اور ابن الجلال کو روکنے پر بہت خوشی کا اظہار کرنے لگے' لیکن اس نے محراب میں السبکی سے ملاقات نہ کی' اور عوام کے بارے میں بہت باتیں مشہور ہو گئیں' اور انہوں نے السبکی کو خطبہ دینے پر حماقت کی دھمکی دی' جس سے اس کا دل تنگ ہو گیا' اور انہیں اس بات سے روکا گیا' مگر وہ باز نہ آئے اور انہیں ان میں سے بہت سے لوگوں سے کہا گیا' تم پر اولوا الامر کی سمع و اطاعت واجب ہے' خواہ تم پر حبشی غلام کو امیر بنا دیا جائے' مگر وہ باز نہ آئے۔

اور جب اس ماہ کی ۲۰ / تاریخ کا جمعہ آیا تو عوام کے درمیان یہ بات مشہور ہو گئی کہ قاضی ابن جلال کے لیے خطابت سے دستکش ہو گیا ہے جس سے عوام خوش ہو گئے اور جامع میں اکٹھے ہو گئے۔ اور نائب السلطنت اُمراء کے ساتھ حجرہ میں آیا اور حسب دستور ابن جلال نے خطبہ دیا اور لوگ اس سے خوش ہوئے' اور بہت باتیں اور شور و غل کیا' اور منبر پر چڑھتے وقت جب خطیب نے

انہیں سلام کہا تو انہوں نے اسے بہت اچھا جواب دیا اور اس میں تکلف کیا' اور قاضی السبکی کے متعلق اظہار بغض کیا اور کھلم کھلا اس کا اظہار کیا' اور اسے بہت باتیں سنائیں۔ اور جب نماز ختم ہوئی تو منبر پر اس کا حلمنامہ پڑھا گیا۔ اور لوگ اپنے خطیب سے خوش ہو کر باہر نکلے کہ وہ ان پر قائم رہا ہے۔ اور انہوں نے سلام کرتے اور دعا کرتے ہوئے اس پر اتفاق کیا۔

اور ۳/شعبان بدھ کے روز' قاضی برہان الدین بن عبدالحق نے سلطانی حکم کے مطابق اپنی تقرری اور الفجاری کی معزولی پر مدرسہ الندراویہ میں درس دیا اور دارالعدل میں منگل کے روز دونوں کے لیے مجلس منعقد ہوئی اور قاضی برہان الدین کا پہلو اس کی ضرورت اور کوئی کام نہ ہونے کی وجہ سے بھاری رہا۔

اور ۵/شعبان جمعہ کے روز شیخ شہاب الدین احمد ابن الجزری جو ایک مسند صالح آدمی تھے۔ ۹۵/سال کی عمر میں وفات پا گئے' اور جمعہ کے روز جامع مظفری میں آپ کا جنازہ پڑھا گیا اور الرواحیہ میں دفن ہوئے۔ اور ۱۷/شعبان بدھ کے روز شیخ شمس الدین محمد بن الوزیر خطیب الجامع الکریمی القبیبات میں وفات پا گئے' اور اسی روز جامع مذکور میں آپ کا جنازہ پڑھا گیا۔ اور جامع مذکور کے سامنے مشرقی راستے کے کنارے پر دفن ہوئے۔ رحمہ اللہ۔

اور رمضان کے اوائل میں مشہور ہو گیا کہ ایک بچہ پیدا ہوا ہے جس کے دو سر اور چار ہاتھ ہیں' اور اسے نائب السلطنت کے سامنے حاضر کیا گیا۔ اور لوگ باب الفرادیس کے باہر محلّہ میں اسے دیکھنے گئے۔ اس محلّہ کو حکی الوزیر کہا جاتا ہے۔ اور میں بھی فقہاء کی جماعت کے ساتھ ماہِ مذکور کی تین تاریخ کو جمعرات کے روز عصر کے بعد اس کے پاس گیا' اور اس کا باپ اسے لایا' اس کے باپ کا نام سعادت تھا' اور وہ اہل جبل میں سے تھا۔ میں نے اس کی طرف دیکھا' تو وہ دو مستقل لڑکے تھے اور دونوں کی رانیں ایک دوسرے سے ملی ہوئی تھیں' اور دونوں ایک دوسرے کے ساتھ ملے اور جڑے ہوئے تھے' اور ایک جسم ہو گئے تھے' اور دونوں مردہ تھے۔ اور وہ کہنے لگے' ایک نر اور ایک مادہ ہے' اور میرے دیکھنے کے وقت دونوں مردہ تھے' اور انہوں نے کہا کہ ان میں سے ایک کی موت دوسرے کے دو دن بعد ہوئی ہے' اور گواہوں کی موجودگی میں یہ بات لکھی گئی۔

اور اس روز چار اُمراء کی نگرانی کی گئی' اور وہ الکامل صلاح الدین محمد امیر طبلخانات غیاث الدین محمد امیر عشرۃ' علاء الدین علی ابن ایبک الطویل طبلخانات اور صلاح الدین خلیل بن بلبان طرفا طبلخانات کے بیٹے تھے' اور ان کی نگرانی اس وجہ سے کی گئی کہ ان پر الکرک کے احمد بن ناصر کی مدد کرنے اور اس سے خط و کتابت کرنے کا الزام تھا' اور اللہ ہی ان کے حالات کو بہت جانتا ہے' پس انہیں بیڑیاں ڈالی گئیں' اور تینوں کو باب الیسر سے' جو دارالسعادت کے دروازے کے سامنے ہے' قلعہ منصورہ میں لایا گیا' اور غیاث کو اس کے بڑے دروازے سے لایا گیا' اور انہیں مختلف جگہوں پر رکھا گیا' اور ۱۵/رمضان کو محمل نکلا' اور اس روز ابن جلال خطیب نے خطابت کے' استقراء کا خلعت زیب تن کیا' اور خطباء کے دستور کے مطابق قضاۃ کے ساتھ اسے پہن کر سوار ہوا۔

اور اس ماہ میں بڑی منجنیق کو میدانِ اخضر کے دروازے پر نصب کیا گیا' اور اس کے کندھوں کی چوڑائی ۱۸/ہاتھ تھی' اور اس کے تیر کی لمبائی ۲۷/ہاتھ تھی' اور لوگ اس کی کشادہ جگہ پر گئے۔ اور ہفتے کے دن اس سے ساٹھ رطل کا وزنی پتھر پھینکا گیا جو میدانِ کبیر کے محل کے سامنے تک پہنچا۔ اور مجانیق کے ماہر نے بتایا کہ اسلامی قلعوں میں اس کی مثل موجود نہیں ہے' اور اسے الحاج محمد الصالحی

الکرک میں رکھنے کے لیے بنایا' اور الٰہی فیصلے کے مطابق وہ الکرک کے محاصرے کے لیے نکلی' اللہ انجام بخیر کرے' اور اسی طرح اس ماہ کے آخر میں چار اُمراء کو گرفتار کیا گیا۔ اور وہ اقبغا عبدالواحد جو ملک ناصر کبیر کا گماشتہ تھا' پس اس سے اس کے بیٹے منصور کے زمانے میں مطالبہ کیا گیا اور شام کی طرف نکال دیا گیا اور وہ حمص کا نائب بنا' اور اس نے ناپسندیدہ روش اختیار کی اور لوگوں نے اس کی مذمت کی' اور اسے اس سے معزول کر دیا گیا' اور اسے دمشق میں ایک ہزاری لیڈرشپ دی گئی اور میمنہ کا امیر مقرر کیا گیا۔ اور جب یہ دن آئے تو اس پر الکرک کے سلطان احمد بن ناصر کی مدد کا اتہام لگایا گیا اور اسے گرفتار کر کے قلعہ میں لایا گیا اور اس کے ساتھ امیر سیف الدین بلو اور امیر سیف الدین سلاش بھی تھے' اور سب کے سب طبلخانات میں تھے' پس انہیں قلعہ منصورہ میں بھیجا گیا' اللہ انجام بخیر کرے۔

اور اس ماہ میں سلطانی حکم کے مطابق' حمص کی قضاء دمشق کی نیابت سے نکل کر قاضی شہاب الدین کے پاس چلی گئی' اور یہ کام اس کے اور قاضی القضاۃ تقی الدین السبکی کے درمیان بڑی بحث وتمحیص کے بعد ہوا' اور حکومت کے بعض آدمیوں نے اس کی مدد کی' اور مذکورہ حکم اس کے لیے حاصل کیا اور اس ماہ میں قدس شریف کی قضاء کو قاضی شمس الدین بن سالم جو اسے اس سے قبل طویل مدت تک نیابتہً سنبھالے ہوئے تھا' کے نام الگ کر دیا گیا' پھر اسے اس سے معزول کر دیا گیا' اور وہ اپنے شہر غزہ میں مقیم رہا' پھر اس وقت اسے دوبارہ مستقل طور پر قضاء کا کام دے دیا گیا۔

اور اس ماہ میں قاضی شہاب الدین ابن فضل اللہ دیارِ مصر سے واپس آیا اور اس کے پاس اس وظیفہ کا حکمنامہ بھی تھا' جو اسے ہر ماہ کے شروع میں ایک ہزار درہم ملتا تھا' اور اس عمارت میں اقامت اختیار کی۔ جسے اس نے قاسیون کے دامن میں الصالحیہ کے مشرق میں حمام النحاس کے قریب تعمیر کیا تھا۔

اور یکم ذوالقعدہ کی صبح کو اونٹوں اور چھکڑوں پر منجنیق الکرک گئی' اور صارم الدین ابراہیم المسبقی امیر حاجب اس کے ساتھ تھا اور وہ السکر یہ حکومت میں تھا' اور وہ اس کی نگرانی وحفاظت میں مقدم تھا اور وہ اور اس کے اصحاب' طلب پر اس کے لے جانے کے متولی تھے۔ اور فوج الکرک کی طرف روانہ ہونے کے لیے تیار ہوئی' اور انہوں نے مکمل سامان کے ساتھ تیاری کی' اور ان کے بوجھ شہر سے باہر نکلے' اور خیمے لگائے گئے' اللہ انجام بخیر کرے۔

اور ۴/ ذوالقعدہ سوموار کے روز شبل الدولۃ کافور السکری آختہ فوت ہو گیا۔ اور ۵/ ذوالقعدہ' منگل کی صبح کو اس قبر میں دفن ہوا جسے قدیم سے اس نے باب الجابیہ سے باہر ظہیر الدین آختہ خازن قلعہ کے بالمقابل تعمیر کیا تھا۔ اور وہ مسجد الدبان سے تھوڑا آگے تھی۔ اور وہ پہلے الصاحب تقی الدین توبۃ التکریتی کے پاس تھا۔ پھر طویل مدت کے بعد تنکز نے اسے اپنے بھتیجوں صلاح الدین اور شرف الدین کے اچھی قیمت پر خرید لیا اور جو جاگیریں ان کے پاس تھیں' اس سے زیادہ جاگیریں انہیں معاوضہ میں دیں۔ اور یہ کام اس کے ان اموال کی رغبت کے باعث ہوا جو اس نے ابوابِ سلطنت سے حاصل کیے تھے۔ اور ایک وقت اس کے استاد تنکز نے اس کا مقابلہ کیا اور اس سے مطالبہ کیا۔ اور اسے کئی روکاوٹیں آئیں' پھر اس کے بعد وہ بچ گیا اور جب وہ فوت ہوا تو اس نے بہت سے اموال اور اوقاف چھوڑے' اور اس ماہ کی چھ تاریخ کو فوج روانہ ہوئی' اور اس کا امیر امیر بدرالدین الخطیر تھا۔ اور اس کے ساتھ ایک

اور امیر بھی تھی جو امیر علاء الدین ... قراستمر تھا...

اور اس ماہ کے آخر میں العروس کی اذان گاہ کا مؤذن خوبصورت جوان شہاب الدین احمد بن فرج فوت ہو گیا' جو اہل شہر کے نزدیک حسن صوت میں بہرہ وافر پانے کی وجہ سے مشہور تھا' مرحوم نہایت خوش الحان تھا اور اس کے وقت میں قاریوں اور مؤذنوں میں کوئی شخص اس کا ثانی نہ کہا جا سکتا تھا۔ اور وہ آخر وقت تک اچھے طریق' عمل صالح' گوشہ نشینی اور اپنے نفس کے حال پر متوجہ تھا' اللہ اس پر رحم فرمائے' اور اس کا ٹھکانہ اچھا بنائے۔ اور اسی روز ظہر کے بعد اس کا جنازہ پڑھا گیا اور اپنے بھائی کے پاس الصوفیہ کے قبرستان میں دفن ہوا۔

اور ۵ رذوالحجہ جمعرات کے روز شیخ بدرالدین بن نصحان شیخ القراء السبع نے جو شہر میں مشہور تھے' وفات پائی' اور اسی روز ظہر کے بعد جامع میں آپ کا جنازہ پڑھا گیا اور باب الفرادیس میں دفن ہوئے۔

اور ۹ رذوالحجہ اتوار کے روز جو یوم عرفہ تھا' الاقراء شیخ بدرالدین ابن نصحان القاضی شہاب الدین احمد بن النقیب بعلبکی کی بجائے ام صالح کے قبرستان میں حاضر ہوا۔ اور فضلاء کی ایک جماعت اور بعض قضاۃ بھی اس کے پاس حاضر ہوئے۔ اور اس کی آمد اچانک ہوئی' اور وہ کمزور تھا۔ اور اس نے قولِ الٰہی ﴿ وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوٓا اَنَّمَا نُمْلِىْ لَهُمْ خَيْرٌ لِّاَنْفُسِهِمْ ﴾ کی قرأت اور اعراب کے متعلق کچھ بیان کیا' اور اس ماہ کے آخر میں بھاؤ بہت گراں ہو گئے اور روٹی بہت کم ہو گئی اور تنوروں پر لوگوں کی بہت بھیڑ ہو گئی۔ اور رزیوان اور نقارہ سے مخلوط جو کی روٹی فروخت ہوئی اور تھیلا ایک سو چھیاسی درہم تک پہنچ گیا۔ اور بھاؤ بہت کم ہو گیا حتیٰ کہ پورے رطل اور اس سے کچھ اوپر وزن کی روٹی ایک درہم میں فروخت ہوئی۔ اور اس سے اچھی اور خراب حالت کی روٹی اس سے کم میں فروخت ہوئی' انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اور سوال بہت کم ہو گیا اور عیال بھوکے ہو گئے' اور بہت سے اسباب واحوال کمزور ہو گئے' لیکن اللہ کی نوازش بڑی ہے' بلاشبہ لوگ بڑے غلے کے منتظر تھے' جس کی مثل متعدد سالوں کی مدت سے نہیں سنی گئی' اور اس کا وقت آ گیا۔ اور بہت سے شہروں میں جو کی کٹائی شروع ہو گئی اور کچھ گندم بھی لوبیے اور توت کے پھل کے ساتھ کاٹی جانے لگی۔ اور اگر یہ نہ ہوتا تو کچھ اور ہو جاتا' لیکن اللہ نے اپنے بندوں پر مہربانی فرمائی' اور وہی متصرف حاکم ہے اور جو چاہتا ہے کرتا ہے' اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔

۷۴۴ھ

اس سال کا آغاز ہوا تو سلطان المسلمین ملک ناصر عماد الدنیا والدین اسماعیل ابن ملک ناصر' ناصر الدین محمد بن ملک منصور سیف الدین قلادون الصالحی تھا' اور دیارِ مصر میں اس کا نائب امیر سیف الدین آقسنقر السلاری تھا۔ اور اس کے قضاۃ وہی تھے جن کا ذکر گزشتہ سال میں ہو چکا ہے۔ اور دمشق میں اس کا نائب امیر سیف الدین تغرومر الحموی تھا۔ اور اس کے قضاۃ وہی تھے جن کا ذکر پہلے ہو چکا ہے' اور اسی طرح الصاحب' خطیب' جامع اور خزانہ کا ناظر اور اوقاف کا منتظم اور مدینہ کا والی بھی وہی تھا۔

اس سال کے آغاز میں مصری اور شامی افواج الکرک کے قلعے کا محاصرہ کیے ہوئے تھیں اور اس بارے میں حد سے زیادہ کوشش کر رہی تھیں' اور منجنیق نصب تھیں' اور محاصرہ کے آلات کی انواع بہت تھیں۔ اور اس نے مصر وشام سے اس کی طرف فوج بھیجے

یا حکم دیا۔

اور ۱۰ر صفر جمعرات کے روز فوج الکرک سے دمشق آئی اور نئی فوج الکرک میں ٹھہری‘ جو دو ہزار مصری اور دو ہزار شامی جوانوں پر مشتمل تھیں۔ اور منجنیق الکرک کے باہر ٹوٹی پڑی تھی‘ اور امور متوقف تھے‘ اور الاحمدی کے مصر واپس جانے کے بعد محاصرہ ٹھنڈا پڑ گیا۔

اور ۲ر ربیع الاوّل ہفتے کے روز سید شریف عمادالدین الخشاب‘ السیر جی کے محلّہ میں المدرسۃ العربیۃ کے قریب الکوشک میں وفات پا گئے‘ اور چاشت کے وقت جامع اموی میں آپ کا جنازہ پڑھا گیا‘ اور باب الصغیر کے قبرستان میں دفن ہوئے‘ آپ ذہین‘ بہت عبادت گزار‘ اور سنت اور اہل سنت سے بہت محبت رکھنے والے تھے‘ اور ان لوگوں میں سے تھے جو شیخ تقی الدین ابن تیمیہ کے پاس مواظبت سے جاتے‘ اور آپ سے فائدہ اُٹھاتے تھے‘ اور آپ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں ان کے جملہ انصار واعوان میں سے تھے۔ اور انہیں کو آپ نے ایک پادری کے ساتھ یدنایا کی طرف بھیجا تو اس نے آپ کے ہاتھ کو پاخانہ سے ملوث کر دیا۔ اور آپ نے اس گوشت کے ٹکڑے کو مارا جس کی وہ تعظیم کرتے تھے اور آپ نے اپنی ایمانی قوت اور شجاعت سے اس کی بہت اہانت کی‘ اللہ آپ پر اور ہم پر رحم فرمائے۔

اور اس ماہ کی سات تاریخ کو الصاحب اور کچہریوں کا منتظم اور بیت المال کا وکیل اور اوقاف کا منتظم اکٹھے ہوئے۔ اور ان کے ساتھ مزدور اور کدالیں بھی تھیں‘ وہ اس ستون کی جانب کھودنے لگے‘ جو مزار علیؓ کے دروازے کے پاس اس چٹان کے نیچے ہے جو وہاں موجود ہے‘ اور یہ کام ایک جاہل شخص کی بات پر کیا گیا‘ اس کا خیال تھا کہ وہاں مدفون مال ہے‘ سو انہوں نے نائب السلطنت سے مشورہ کیا اور اس نے انہیں کھدائی کا حکم دیا اور عوام جمع ہو گئے‘ پس اس نے انہیں حکم دیا اور انہیں نکال دیا اور جامع کے سب دروازوں کو بند کر دیا گیا تا کہ وہ اچھی طرح کھدائی کر سکیں۔ پھر انہوں نے دوبارہ اور سہ بارہ کھدائی کی‘ اور انہیں خالص مٹی کے سوا کچھ نہ ملا۔ اور شہر میں اس کھدائی کا چرچا ہو گیا‘ اور لوگ اسے دیکھنے آئے‘ اور اس سے تعجب کرنے لگے‘ اور معاملہ اس بات پر ختم ہوا کہ اس بات کا گمان کرنے والے کو قید کر دیا گیا۔ اور کھودی ہوئی جگہ کو بھر دیا گیا جیسے کہ وہ پہلے تھی۔

اور ۱۸ر ربیع الاوّل سوموار کے روز قاضی حلب ناصرالدین ابن الخشاب ڈاک کے گھوڑے پر دمشق جاتا ہوا آیا‘ اور عادلیہ کبیرہ میں اُترا اور اس نے بتایا کہ اس نے ماہر اور فاضل محدث حافظ شمس الدین محمد بن علی بن ایبک السروجی المصری کا اس ماہ کی آٹھ تاریخ کو حلب میں جنازہ پڑھا ہے۔

آپ کی پیدائش ۷۱۵ھ میں ہوئی‘ آپ نے علم حدیث کے ایک اچھے حصے اور اسماء الرجال کے حفظ میں مہارت حاصل کی‘ اور تصنیف وتخریج کی‘ اور یکم ربیع الآخر کو قاسیون کے دامن میں زبردست آگ لگ گئی‘ جس سے الصالحیہ کا بازار جو جامع مظفری کے نزدیک ہے‘ جل گیا‘ اور تقریباً ایک سو بیس دوکانیں جل گئیں۔ اور ایک زمانے سے اس سے بڑی اور عظیم آگ نہیں دیکھی گئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اور اس ماہ کی ۶ر تاریخ کو جمعہ کے روز اس نے حکم دیا کہ شہر کی بقیہ اذان گاہوں میں صلاۃ کا ذکر کیا جائے‘ جیسے جامع کی

اذان گاہوں میں کیا جاتا ہے تو ایسے ہی کیا گیا۔ اور اس ماہ کی ۱۰ر تاریخ کو منگل کے روز اس نے الشافعیہ کے قاضی القضاۃ تقی الدین السبکی سے مطالبہ کیا کہ وہ ان پوشیدہ اموال کو جو اس کے قبضہ میں ہیں سلطان کی وصی کو قرض دے تو اس نے اس سے سختی سے انکار کیا اور اس کے منتظم اور نائب السلطنت کے بعض خواص نے آکر یتیموں کے خزانے کو کھولا اور زبردستی اس سے پچاس ہزار درہم لے لیے اور انہیں ایک عرب کو دے دیا۔ کیونکہ دیوانِ سلطانی میں اس کے لیے تاخیر ہوگئی تھی اور بہت کچھ ہوا جس کی مثل نہیں دیکھی گئی۔

اور ۱۰ر جمادی الاولیٰ بدھ کے روز ہمارے دوست شیخ علامہ اور مختلف علوم کے ماہر نقاد شمس الدین محمد بن شیخ عماد الدین احمد بن عبدالہادی المقدسی الحنبلی نے وفات پائی۔ اللہ آپ پر رحمت فرمائے اور جنت میں جگہ دے۔ آپ تقریباً تین ماہ پھوڑے اور سل کے بخار سے بیمار رہے' پھر آپ کی حالت بگڑ گئی' اور اسہال مفرط ہو گئے اور آپ کے ضعف میں اضافہ ہو گیا' یہاں تک کہ اس دن عصر سے قبل فوت ہو گئے' اور ان کے والد نے مجھے بتایا کہ ان کی آخری بات یہ تھی کہ "اشھد ان لا الـٰه الا اللّٰه و اشھد ان محمدا رسول الله' اللهم اجعلني من التوابين و جعلنى من المتطهرين"۔

اور جمعرات کے روز جامع مظفری میں آپ کا جنازہ پڑھا گیا' اور آپ کے جنازے میں شہر کے قضاۃ اور سرکردہ لوگ' علماء' اُمراء' تجار اور عوام حاضر ہوئے۔ آپ کا جنازہ بھرپور اور شاندار تھا جس پر روشنی اور نور تھا۔ اور الروضۃ میں سیف ابن المجد کی قبر کے پہلو میں دفن ہوئے۔

آپ کی پیدائش رجب ۷۰۵ھ میں ہوئی' اور آپ نے وہ علوم حاصل کیے کہ کبار شیوخ بھی آپ کو نہیں پہنچ سکے۔ اور آپ نے نحو' حدیث' تعریف' فقہ' تفسیر' اصلین' تاریخ اور قرأت میں مہارت حاصل کی۔ اور آپ کی مجامیع [1] اور مفید حواشی بھی ہیں' اور آپ اسماء الرجال اور طرق الحدیث کے جید حافظ اور جرح و تعدیل کے عارف اور علل حدیث کے ماہر تھے' اور آپ کا فہم اچھا' اور یادداشت بھی اچھی تھی اور صحیح الذہن اور سلف کے طریقے' اور کتاب و سنت کے اتباع پر قائم اور اچھے افعال پر مداومت کرنے والے تھے۔

اور اس ماہ کے آخر میں منگل کے روز ہمارے دوست علامہ شرف الدین بن قاضی شرف الدین حنبلی نے حلقۃ الثلثاء میں حنابلہ کی محراب میں قاضی تقی الدین حافظ کی بجائے درس دیا۔ اور قضاۃ اور فضلاء اس کے پاس آئے اور وہ ایک اچھا درس تھا۔ آپ نے قولِ الٰہی ﴿ ان اللّٰه يامركم بالعدل والاحسان ﴾ سے درس شروع کیا' اور بعض بچوں کی تفصیل کے مسئلہ کی طرف چلے گئے' اور ۲ر جمادی الاولیٰ جمعرات کے روز' دو سرکردہ اُمراء امیر شہاب الدین بن صبح اور امیر سیف الدین قلادون کی امارت میں ایک فوج بڑی شان و شوکت اور بے قراری کے ساتھ الکرک کی طرف روانہ ہوئی۔

اور اس ماہ کی ۲۱ر تاریخ سوموار کی صبح کو سوق الخیل میں حسن بن شیخ السکاکینی کو ایسے رفض کے ساتھ اظہار پر جو کفر محض پر دال تھا' قتل کر دیا گیا' اور قاضی شرف الدین مالکی کے پاس اس کے خلاف بہت سی شہادتیں دی گئیں جو اس کے کفر پر دلالت کرتی تھیں'

---

[1] مجامیع ان کتب کو کہتے ہیں جن میں مختلف چیزیں جمع کی گئی ہوں' جیسے اشعار اور قصص وغیرہ۔ (مترجم)

اور یہ کہ وہ سخت رافضی ہے اور ان میں سے یہ بھی ہے کہ وہ شیخین رضی اللہ عنہما کی تکفیر کرتا تھا' اور امہات المومنین حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہما پر تہمت تراشی کرتا تھا' اور اس کا خیال تھا کہ جبریل علیہ السلام نے غلطی سے حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف وحی کی' اسے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا گیا تھا' اور اس قسم کے قبیح' باطل اقوال بیان کیے گئے۔ اللہ اس کو ہر بھلائی سے دور کرے' اور اللہ نے ایسے ہی کیا' اور اس کا والد شیخ محمد السکاکینی رافضہ اور شیعہ کے مذہب سے اچھی طرح واقف تھا۔ اور اس نے اہل خیر کے مذہب پر سوال کیے ہیں' اور اس بارے میں ایک قصیدہ بھی نظم کیا ہے جس کا جواب ہمارے شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے دیا ہے۔ اور شیخ کے کئی اصحاب نے بیان کیا ہے کہ السکاکینی اس وقت نہیں مرا جب تک اس نے اپنے مذہب سے رجوع نہیں کیا۔ اور اس نے اہل سنت کے قول کو اختیار کر لیا۔ واللہ اعلم۔ اور مجھے بتایا گیا ہے کہ اس کا یہ بیٹا' حسن' بہت برا تھا۔ جب اس کے باپ نے سنت کا اظہار کیا تو اس نے اسے قتل کرنے کا ارادہ کر لیا۔

اور ۵ رجب سوموار کی شب کو امیر سیف الدین تنکز نائب شام کا بدن پہنچا جو اس قبر میں تھا جو اس کی اس جامع کے پہلو میں تھا' جسے اس نے دمشق کے باب النصر کے باہر تعمیر کیا تھا' اسے اسکندریہ سے ساڑھے تین سال یا اس سے زیادہ عرصے بعد اس کی بیٹی کی سفارش سے' جو ناصر کی بیوی تھی' اس کے بیٹے سلطان ملک صالح کے پاس منتقل کیا گیا' پس اس نے اس بارے میں اجازت دی اور انہوں نے اسے قدس شریف میں اس کے مدرسے میں دفن کرنا چاہا' مگر ایسا نہ ہو سکا تو اسے دمشق میں اس کی قبر میں لایا گیا' اور اس کا ختم کیا گیا' اور قضاۃ واعیان حاضر ہوئے۔

اور ۱۱ رشعبان المبارک منگل کے روز ہمارے دوست امیر صلاح الکریتی الصاحب تقی الدین بن توبہ' وزیر کے بھتیجے تھے' اپنے گھر میں القضاعیین میں وفات پا گئے' اور آپ چالیس سال کے جوان تھے' اور ذہین اور فطین اور بڑے صاحب بصیرت اور گفتگو کرنے والے تھے' اور شیخ تقی الدین بن تیمیہ اور آپ کے اصحاب کے خاص طور پر محبّ تھے۔ اور ہر اہل علم کے عموماً محبّ تھے' اور آپ میں ایثار واحسان اور فقراء اور صالحین سے محبت پائی جاتی تھی۔ آپ کو قاسیون کے دامن میں ان کے قبرستان میں دفن کیا گیا۔

اور ۱۵ رشعبان کو ہفتہ کے روز دمشق میں زلزلہ آیا جس کے ہلکا ہونے کی وجہ سے لوگوں نے اسے محسوس نہ کیا' وللہ الحمد والمنۃ۔ پھر مسلسل اطلاعات آئیں کہ بلاد حلب میں بہت سی آبادیاں پراگندہ ہو گئی ہیں' حتیٰ کہ قلعہ حلب کے بعض برج اور حلب کے بہت سے گھر' مساجد' مزار اور دیواریں گر گئی ہیں' اور قلعوں کے اردگرد بہت کچھ گرا ہے' اور انہوں نے بیان کیا' منبج شہر صرف تھوڑا سا باقی بچا ہے اور اس کے عام باشندے دیواروں تلے آ کر ہلاک ہو گئے ہیں۔

اور ماہِ شوال کے آخر میں افواج الکرک کی طرف گئیں' اور وہ دو سرکردہ امیر تھے' امیر علاء الدین قراسنقر' اور امیر الحاج بیدمر' اور ان ایام میں مشہور ہو گیا' کہ الکرک کا معاملہ کمزور پڑ گیا ہے اور ان کا معاملہ بگڑ گیا ہے' اور ان کے رزق تنگ ہو گئے ہیں۔ اور اس کے رؤساء کی جماعتیں اور خاصکیہ امیر احمد بن الناصر مل جل کر اس کے پاس آئے ہیں' پس وہ صبح سے قلادون کی طرف گئے' اور سرکردہ لوگوں نے حلقہ سے دیارِ مصر کی طرف ان کی مصاحبت کی اور انہوں نے بتایا کہ احمد کے پاس ذخائر بہت کم رہ گئے ہیں' اللہ

انجام بخیر کرے۔

اور ۲۸ رذوالحجہ بدھ کے روز قاضی علامہ برہان الدین ابن عبدالحق شیخ الحنفیہ اور ابن الحریری کے بعد طویل مدت تک دیار مصر کے قاضی القضاۃ وفات پا گئے۔ پھر معزول ہو کر آپ نے دمشق میں اقامت اختیار کر لی اور تقرومر کے زمانے میں اس کے بیٹے قاضی امین الدین کے بیٹے النددادیہ میں درس دیا اور آپ نے وہاں اتوار کے روز اپنے والد کی وفات سے تین روز پہلے وہاں درس دیا' اور برہان الدین رحمہ اللہ کی وفات بستانہ میں ہوئی جو الصالحیہ کے راستے میں ارزہ کے علاقے میں ہے۔ اور دوسرے دن قاسیون کے دامن میں شیخ ابوعمر کے قبرستان میں دفن ہوئے' اور جامع مظفری میں آپ کا جنازہ پڑھا گیا' اور آپ کے جنازہ میں قضاۃ واعیان اور اکابر شامل ہوئے۔

۷۴۵ھ

اس سال کا آغاز ہوا تو دیارِ مصروشام اور اس کے متعلقہ علاقوں کا سلطان ملک صالح بن اسماعیل بن سلطان ملک ناصر محمد بن ملک منصور قلادون تھا اور دیارِ مصروشام میں اس کے قضاۃ وہی تھے جو اس سے پہلے سال میں تھے۔ اور مصر میں اس کا نائب الحاج سیف الدین اور اس کا وزیر وہی تھا جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے' اور ناظر خاص قاضی مکین الدین اور ناظر افواج' قاضی علم الدین ابن القطب اور محتسب' پہلا ہی تھا اور کچہریوں کا منتظم علم الدین ناصری' اور اوقات کا منتظم امیر حسام الدین النجیبی اور وکیل بیت المال' قاضی علاء الدین شرلوخ' اور ناظر خزانہ' قاضی تقی الدین بن ابی الطیب اور بقیہ ناظر اور منتظمین وہی تھے جن کا ذکر پہلے ہو چکا ہے' اور کاغذ پر لکھنے والے قاضی بدرالدین بن فضل اللہ سیکرٹری اور امین الدین ابن القلانسی اور قاضی شہاب الدین القیسرانی اور قاضی شرف الدین بن شمس الدین بن شہاب محمود اور قاضی علاء الدین شرلوخ تھے۔

ماہ محرم کا آغاز ہفتے سے ہوا' اور قلعہ الکرک کا محاصرہ ہو چکا تھا۔ اور شہر کو انہوں نے لے لیا' اور اس میں امیر سیف الدین قبلیہ کو نائب مقرر کیا گیا' وہ دیارِ مصر سے اس کی طرف آیا اور دیارِ مصر اور دمشق کی افواج قلعہ کا گھیراؤ کیے ہوئے تھیں اور ناصر احمد بن ناصر' سپردگی اور واپسی کے قبول کرنے اور اپنے بھائی کی اطاعت میں داخل ہونے سے انکاری تھا اور حالات بگڑ گئے اور جنگیں طویل ہو گئیں' اور اس کی وجہ سے بہت سے لوگ افواج اور اہل الکرک سے قتل ہو گئے۔ اور قضیہ نے بھلائی کی طرف توجہ کر لی اور اس سے تھوڑے دن قبل امیر سیف الدین ابوبکر بہادر آص جسے الکرک کے محاصرہ کے اوائل میں قید کر لیا گیا تھا' قلعہ الکرک سے بھاگ گیا اور ناصر احمد کے غلاموں کی ایک جماعت بھی گرفتار ہوئی جن پر اس نے الشہیب احمد کے قتل کی تہمت لگائی' جو اس کی پرواہ کرتا تھا اور اس سے محبت رکھتا تھا۔ اور افواج ابوبکر کے اس کے پاس سے آ جانے اور اس کے ہاتھ سے سلامت رہنے' اور دیارِ مصر کی طرف معظم ہو کر جانے پر خوش ہوئیں۔ اور تینوں مجانیق شہر سے قلعہ پر رات دن سنگباری کر رہی تھیں اور اندر سے اس کی بنیاد کو تباہ کر رہی تھیں۔ بلاشبہ اس کی فصیل میں کلیتہً کوئی چیز اثر انداز نہ ہوتی تھی۔ پھر اس نے بیان کیا کہ محاصرہ کمزور پڑ گیا۔ لیکن اس احتیاط کے ساتھ کہ قلعہ کی طرف غلہ اور کوئی چیز نہ جائے جس سے وہ وہاں ٹھہرنے میں مدد لے سکیں اور اللہ اس کے حسن انجام کا ذمہ دار ہے۔

اور ۲۵ رصفر بدھ کے روز' ایلچی' الکرک سے تیزی کے ساتھ آیا اور اس نے قلعہ کی فتح کی خبر دی اور یہ کہ اس کا دروازہ جلا دیا

گیا ہے۔ اور امیر احمد بن ناصر کی جماعت نے امان سے مدد چاہی۔ اور احمد پابجولاں باہر نکلا' اور اسے ڈاک کے گھوڑے پر دیار مصر کی طرف بھیج دیا۔ اور یہ اس ماہ کی ۲۳ر تاریخ سوموار کی ظہر کے بعد کا واقعہ ہے' اور امور کا رانجام اللہ ہی کے لیے ہے۔

اور ۴ر ربیع الاوّل جمعہ کی صبح کو قلعہ میں خوشی کے شادیانے بجے اور شہر کی فتح اور اتفاق کی خوشی میں سلطان ملک صالح کے حکم سے شہر کو آراستہ کیا' اور اس ماہ کی سات تاریخ تک مسلسل آراستگی رہی اور ظہر کے بعد اس نے اس کے ختم کر دینے کا حکم دیا' جس سے بہت سے عوام پریشان ہو گئے' اور بعض لوگوں نے یہ جھوٹی خبر اڑادی کہ احمد غالب آ گیا ہے۔ اور جو اُمراء اس کے پاس تھے' انہوں نے اس کی بیعت کر لی ہے' حالانکہ یہ ایک بے حقیقت بات تھی۔ اور ۱۳ر ربیع الاوّل اتوار کی صبح کو متلاشی اور افواج الکرک سے طبل خانات میں آئیں' اور احمد بن ناصر کی پھانسی کی خبر مشہور ہو گئی۔

اور ۱۱ر ربیع الاوّل جمعہ کے روز' شیخ امین الدین ابن حیان نحوی کا جامع اموی میں جنازہ پڑھا گیا۔ آپ طویل مدت تک بلادِ مصر کے شیخ رہے۔ اور آپ نے نوے سال پانچ ماہ کی عمر میں مصر میں وفات پائی' پھر ربیع الآخر میں یہ بات مشہور ہوئی کہ سلطان احمد قتل ہو گیا ہے' اور اس کا سر اور ہاتھ کاٹ دیئے گئے ہیں' اور اس کے جثّہ کو الکرک میں دفن کر دیا گیا ہے' اور اس کے سر کو اس کے بھائی ملک صالح اسماعیل کے پاس لے جایا گیا' اور وہ اس ماہ کی ۲۴ر تاریخ کو اس کے سامنے حاضر کیا گیا' جس سے لوگ خوش ہو گئے اور شیخ احمد الزرعی' سلطان ملک صالح کے پاس آیا اور اس سے بہت سی چیزوں کا مطالبہ کیا جو نا انصافیوں اور ٹیکسوں کے دور کرنے اور امیر ناصر الدین بن بکتاش کے لیے طبلخانات کے کھولنے اور قلعہ دمشق میں محبوس امراء کے رہا کرنے کے متعلق تھیں' اس نے ان سب باتوں کو مان لیا' اور جملہ احکام جن کا جواب دیا گیا وہ تیس پینتیس تھے۔

اور جب ماہِ ربیع الآخر کا آخر آیا' تو وہ تمام احکام جن کا شیخ احمد نے ملک صالح سے مطالبہ کیا تھا' آئے اور ان سب کو نافذ کر دیا گیا یا ان میں سے بہت سے احکام کو نافذ کر دیا گیا' اور اس نے اس ماہ کے آخر میں جمعرات کے روز' صلاح الدین بن ملک کامل' امیر سیف الدین بلو کو رہا کر دیا' پھر ان میں سے بہت سے احکام سے رجوع کر لیا گیا' اور ان کا حال متوقف ہو گیا۔

اور اس ماہ میں باب الفرج کے باہر منارہ تعمیر کیا گیا اور مدرسہ کھولا گیا جو قدیم حویلی تھی' جسے حنفیہ کے لیے مدرسہ اور مسجد بنا دیا گیا۔ اور عوام کے لیے طہارت خانہ' اور لوگوں کے لیے عید گاہ بنائی گئی۔ اور یہ سب چیزیں امیر سیف الدین تقطم الخلیلی امیر حاجب کان کی طرف منسوب ہیں اور اسی نے از سرِ نو حویلی کو تعمیر کیا' جو آج القصاعین میں اس کے نام سے مشہور ہے۔

اور ۱۰ر جمادی الآخرۃ سوموار کی شب کو ہمارے دوست محدث تقی الدین محمد بن صدر الدین سلیمان الجعبری جو شیخ جمال الدین المزی کی دختر کے خاوند اور شرف الدین عبداللہ اور جمال الدین ابراہیم وغیرہ کے والد تھے' نے موافقت کی' آپ مدارس میں فقیہ تھے' اور گھڑیوں وغیرہ کے نگران تھے' اور حدیث کی قرأت اور عربی زبان میں آپ کو اچھی فضیلت حاصل تھی' اور آپ کی نظم بھی اچھی تھی' آپ دو روز اور تیسرے روز کا کچھ حصہ گوشہ نشین رہے۔ اور مذکورہ شب کو آدھی رات کے وقت فوت ہو گئے۔ اور میں اس شب عشاء کے وقت آپ کے پاس تھا' اور آپ نے مجھ سے باتیں بیان کیں اور میرے ساتھ ہنسی کی' اور آپ مہربان اور اچھی صحبت والے تھے' پھر اسی شب کے باقی حصے میں وفات پا گئے۔

اور آپ نے مجھے ان تمام باتوں پر توبہ کا گواہ بنایا جو اللہ کو ناراض کرتی ہیں' اور آپ گواہوں کے ترک کا بھی عزم کیے ہوئے تھے' سوموار کے روز آپ کا جنازہ پڑھا گیا' اور باب الصغیر کے قبرستان میں اپنے والدین کے پاس دفن ہوئے۔

اور ۲۲ رجب جمعہ کے روز قاضی عماد الدین بن العز الحنفی نے باب النصر کے باہر شیخ نجم الدین علی بن داؤد الفخاری کے آپ کی نظر دستکش ہو جانے کے باعث جامع تنکز میں خطبہ دیا' اور اسی طرح نائب السلطنت امیر سیف الدین تغرومر بھی اس روز مذکورہ جامع میں آپ کے پاس موجود تھا۔

اور ۲۹ رجب جمعہ کے روز قاضی جلال الدین ابو العباس احمد بن قاضی القضاۃ حسام الدین الرومی الحنفی نے وفات پائی' اور جمعہ کے بعد دمشق کی مسجد میں آپ کا جنازہ پڑھا گیا۔ اور اس میں قضاۃ واعیان شامل ہوئے' اور آپ کو اس مدرسہ میں دفن کیا گیا جسے آپ نے الخاتونیہ الحوانیہ کے نزدیک الزردکاش کے پہلو میں تعمیر کیا تھا' اور آپ نے اپنے باپ کی حکومت کے زمانے میں دیارِ مصر میں حنفیہ کے قاضی القضاۃ مقرر ہوئے۔

آپ ۶۵۱ھ میں پیدا ہوئے اور اپنے باپ کے ساتھ شام آئے اور وہاں اقامت اختیار کر لی' پھر جب ملک منصور لاجین حاکم بنا تو اس نے آپ کے باپ کو دیارِ مصر کا قاضی مقرر کیا' اور آپ کے اس بیٹے کو شام کا قاضی مقرر کیا' پھر اس کے بعد اس نے آپ کو معزول کر دیا' اور آپ حنفیہ کے تین بہترین مدارس پر برقرار رہے' پھر آخری عمر میں آپ بہرے ہو گئے' اور اس کے سوا آپ اپنے حواس اور قویٰ سے استفادہ کر رہے تھے' اور آپ علم کے بارے میں مذاکرہ کرتے رہتے تھے۔

اور ۲۴ شعبان بدھ کے روز شیخ نجم الدین علی بن داؤد الفخاری خطیب جامع تنکز الظاہریہ کے مدرس نے وفات پائی اور آپ اپنی وفات سے تھوڑا عرصہ قبل قاضی عماد الدین بن العز الحنفی کی خاطر اس سے دستکش ہو گئے تھے' اور اسی روز نمازِ ظہر کے بعد جامع مذکور میں آپ کا جنازہ پڑھا گیا۔ اور باب النصر اور جامع جراح میں بھی آپ کا جنازہ پڑھا گیا۔ اور آپ کو ابن الشیرجی کے قبرستان میں اپنے باپ کے پاس دفن کیا گیا۔ اور قضاۃ واعیان وہاں حاضر ہوئے۔ اور آپ نحو اور دوسرے علوم میں استاد تھے' لیکن نحو اور تصریف میں آپ آخری اتھارٹی تھے۔

اور آج کے دن شیخ عبداللہ الضریر الزرعی نے وفات پائی' اور ظہر کے بعد جامع اموی باب النصر اور الصوفیہ کے قبرستان کے نزدیک آپ کا جنازہ پڑھا گیا۔ اور وہیں پر آپ کو شیخ تقی الدین ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے نزدیک دفن کیا گیا۔ آپ حسن وصحت کے ساتھ بہت تلاوت کرتے تھے' اور بہت عبادت گزار تھے' اور لوگوں کو طویل زمانے سے پڑھا رہے تھے' اور جامع اموی کے محراب حنابلہ میں رمضان کے آخری عشرہ ان کو اٹھاتے تھے۔

اور ۲ رمضان جمعہ کے روز شیخ' امام' عالم' عامل' عابد' زاہد' پرہیزگار ابو عمر بن ابی الولید مالکی نے وفات پائی جو مالکی محراب صحابہ کے امام تھے۔ اور نماز کے بعد آپ کا جنازہ پڑھا گیا۔ اور آپ کے جنازہ میں بہت مخلوق حاضر ہوئی' اور لوگوں نے آپ پر اور آپ کی نیکی پر اور آپ کے بہت سے فائدہ بخش فتاویٰ پر غم کیا اور آپ کو اپنے باپ اور بھائی کی قبر کے پہلو میں اور ابو الفند لادی مالکی کی قبر کے پہلو میں جو مسجد التاریخ کے قریب ہے' دفن کیا گیا' اور محراب میں آپ کی جگہ آپ کے بیٹے نے سنبھالی' اور وہ چھوٹا بچہ تھا۔

پس اس کی صلاحیت کہ وقت تک اس کی نیابت کی گئی' اللہ اسے درست کرے' اور اس کے باپ پر رحم فرمائے۔

اور ۶ ؍ رمضان منگل کی رات کی صبح کو بڑی برفباری ہوئی' جس کی مثل دمشق میں طویل مدت سے نہیں دیکھی گئی' اور لوگ بارش کے محتاج تھے۔ فللہ الحمد و المنۃ. اور چھتوں پر برف لثیف اور تہ بہ تہ ہوگئی حتیٰ کہ لوگ اس سے درماندہ ہوگئے اور وہ اسے چھتوں سے اٹھا کر کوچوں میں لے آئے۔ پھر اعلان کیا گیا کہ اسے راستوں سے ہٹا دیا جائے۔ بلاشبہ اس نے راستوں کو بند کر دیا اور بہت سے لوگوں کے ذرائع معاش معطل ہو گئے' پس اللہ نے برف کے بارے میں کام کرنے پر کمزوروں کو ان کا معاوضہ دیا' اور لوگوں کو بہت کلفت اور مشقت ہوئی' انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اور ۲۳ ؍ رمضان جمعہ کے روز' جامع اموی میں نائب کا جنازہ پڑھا گیا' جو امیر علاء الدین الجادلی تھا' اس کے حالات پہلے بیان ہو چکے ہیں۔

اور یکم شوال عید الفطر کے روز اس قدر برفباری ہوئی کہ خطیب عید گاہ تک نہ پہنچ سکا' اور نہ ہی نائب السلطنت باہر نکل سکا۔ بلکہ امراء اور قضاۃ دارالسعادۃ میں حاضر ہوئے' اور خطیب نے وہاں حاضر ہو کر انہیں عید پڑھائی' اور بہت سے لوگوں نے عید گھروں میں ادا کی۔

اور ۲۱ ؍ ذوالحجہ اتوار کے روز قاضی القضاۃ تقی الدین السبکی الشافعی نے شمس الدین ابن النقیب کی بجائے الشامیۃ البرانیۃ میں درس دیا' اور قضاۃ واعیان اور امراء اور بہت سے فضلاء آپ کے پاس آئے' اور آپ نے قولِ الٰہی ﴿ قَالَ رَبِّ اغْفِرْلِیْ وَهَبْ لِیْ مُلْكًا لَّا یَنْبَغِیْ لِاَحَدٍ مِّنْ بَعْدِیْ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ﴾ اور اس کے بعد کی آیات سے آغاز کیا۔

اور ذوالحجہ میں شہر کے کتوں کے مارنے کے متعلق فتویٰ پوچھا گیا' اور اس بارے میں شہر کے باشندوں کی ایک جماعت نے لکھا تو آپ نے ۲۵ ؍ ذوالحجہ کو ان کے شہر سے باہر نکال دینے کا حکم لکھا' لیکن اس خندق تک جو باب الصغیر کے باہر ہے۔ اور بہتر یہ ہے کہ انہیں کلیتہً مار دیا جائے' اور جلا دیا جائے' تاکہ لوگوں کو ان کی بو نہ آئے' جیسا کہ حضرت امام مالکؒ نے معین شہر سے مصلحت کے تحت کتوں کے مارنے کے جواز کا فتویٰ دیا ہے' اور یہ امر کتوں کے مارنے کی نہی کے معارض نہیں' اسی لیے حضرت عثمان بن عفان اپنے خطبہ میں کتوں کے مارنے اور کبوتروں کے ذبح کرنے کا حکم دیتے تھے۔

۷۴۶ھ

اِس سال کا آغاز ہوا' تو دیارِ مصر وشام' حرمین' بلادِ حلب اور اس کے مضافات میں سلطان المسلمین ملک صالح عماد الدین اسماعیل بن ناصر بن منصور تھا۔ اور دیارِ مصر وشام میں اس کے قضاۃ وہی تھے' جن کا ذکر ہو چکا ہے۔

اور ۱۶ ؍ محرم جمعہ کے روز اس جامع کی تعمیر مکمل ہوئی جو مزہ فوقانیہ میں تھی' جسے امیر بہاء الدین المرجانی نے از سرِ نو تعمیر کیا تھا۔ یہ وہ شخص ہے جس کے والد نے منیٰ میں مسجد الخیف بنائی تھی' اور وہ خوبصورت اور وسیع مسجد ہے جس میں راحت اور انشراح حاصل ہوتا ہے' اللہ تعالیٰ اس کے بانی سے قبول فرمائے۔

اور اہل شہر اور اہل المزہ کے حاضر جم غفیر اور بہت سے لوگوں نے اس میں جمعہ پڑھا اور اس میں خطیب تھا' یعنی شیخ عماد الدین

مصنف تغمدہ اللہ برحمتہ وللہ الحمد والمنۃ ۔

اور مسابقت میں جواز کی شرط لگانے کے بارے میں بحث وتمحیص ہوئی' اور اس کا سبب یہ تھا کہ شیخ شمس الدین ابن قیم الجوزیہ نے اس سے قبل اس کے متعلق ایک کتاب تصنیف کی اور اس میں شیخ تقی الدین ابن تیمیہ کے خیال کی تائید کی' پھر تر کوں کی ایک جماعت اس کا فتویٰ دینے لگی' اور وہ اسے شیخ تقی الدین ابن تیمیہ کی طرف منسوب نہ کرتے تھے۔ پس بعض لوگوں نے یقین کر لیا کہ آپ اور آپ کا قول آئمہ اربعہ کے خلاف ہے جس کا انکار کیا گیا۔ اور قاضی شافعی نے اسے طلب کیا' اور اس بارے میں گفتگو ہوئی تو یہ فیصلہ ہوا کہ شیخ شمس الدین قیم الجوزیہ نے جمہور سے موافقت کا اظہار کیا ہے۔

ملک اسماعیل کی وفات:

اس سال کی ۳؍ ربیع الآخر کو بدھ کے روز' دن کے آخری حصے میں سلطان ملک عماد الدین اسماعیل بن ناصر بن منصور کی موت کی اطلاع دی گئی' اور اس نے اپنے سگے بھائی ملک کامل سیف الدین ابی الفتوح شعبان کو حکومت کی وصیت کی تھی' پس وہ ۴؍ ربیع الآخر کو جمعرات کے روز تختِ حکومت پر بیٹھا' اور وہ جشن کا دن تھا۔

پھر ۱۲؍ ربیع الآخر کو جمعرات کی شام اور جمعہ کی شب کو دمشق خبر آئی' اور ایلچی تقریباً بیس روز سے سلطان کی بیماری کی مصروفیت کے باعث شام سے منقطع تھا' سو امیر سیف الدین ملک کامل کی بیعت کی مدد کے لیے آیا۔ پس فوج اس کے استقبال کو گئی۔ اور جب جمعہ کی صبح ہوئی تو نائب اور سرکردہ لوگوں اور بقیہ امراء' اور فوج سے دار السعادۃ میں ملک کامل کی بیعت لی گئی' اور خوشی کے شادیانے بجے اور شہر کو آراستہ کیا گیا' اور اس روز خطباء نے ملک کامل کا خطبہ دیا کہ اللہ اسے مسلمانوں کے لیے مبارک کرے۔

اور ۲۲؍ ربیع الآخر سوموار کی صبح کو قاضی جمال الدین حسین ابن قاضی القضاۃ تقی الدین السبکی الشافعی نے الشافعیہ البرانیہ میں درس دیا۔ آپ کا باپ آپ کے لیے اس سے دستکش ہو گیا' اور اس کے لیے اس نے شاہی حکم حاصل کیا۔ اور قضاۃ واعیان اور اُمراء اور فقہاء کی ایک جماعت آپ کے پاس حاضر ہوئی اور آپ اپنے باپ اور قاضی حنفی کے درمیان بیٹھے' اور آپ نے قولِ الٰہی ﴿ وَلَقَدْ آتَيْنَا دَاوُدَ وَ سُلَيْمَانَ عِلْمًا وَّ قَالَا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ فَضَّلَنَا عَلٰى كَثِيْرٍ مِّنْ عِبَادِهِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴾ سے آغاز کیا۔ اور الشریف مجد الدین متکلم نے درس میں گفتگو کی' جس میں نکارت اور برائی پائی جاتی تھی۔ سو حاضرین نے اسے برا بھلا کہا اور درس کے خاتمہ کے بعد اسے نائب مقرر کیا گیا' اور اس کے اسلام کا فیصلہ دیا گیا۔ اور نائب دمشق امیر سیف الدین تغرومر کو جو کمزور ہو چکا تھا' دیارِ مصر کی طرف طلب کیا گیا' مرض کے باعث کئی دفعہ وہ جمعہ میں نہ جا سکا۔ اور ایلچی حلب کے نائب امیر سیف الدین یلبغا کو دمشق کی نیابت کے لیے لانے کے لیے حلب جاتا تھا' اور اس نے بتایا کہ الحاج ارقطیہ' حلب کی نیابت کے لیے مقرر ہوا ہے۔

اور ۴؍ جمادی الاولیٰ جمعہ کے روز امیر سیف الدین تغرومر کے بوجھ' گھوڑے' اونٹ' غلام' ذخائر' طبلخانات' اور بیٹے بڑی شان وشوکت کے ساتھ نکلے' اور اس کی بیویوں اور بیٹوں کے لیے پالکیاں عجیب ہیبت کے ساتھ نکلیں' اور یہ سب کچھ دار السعادۃ میں ہوا اور اس ماہ کی پانچ تاریخ ہفتہ کی صبح کے وقت امیر سیف الدین تغرومر بیماری کی وجہ سے ایک پالکی میں صحیح سلامت الکسوۃ کی طرف روانہ ہوا۔ اور جب اس روز سورج طلوع ہوا' تو حلب سے امیر سیف الدین یلبغا النجاری کے گھر کا استاد حلب سے آیا اور اس نے

[illegible] خوش ہو گئے۔ اور لوگ ان کے پاس مبارکباد دینے اور ان سے دوستی کرنے گئے۔

اور ۱۲ر جمادی الاولیٰ ہفتہ کے روز' تمام فوج نائب السلطنت امیر سیف الدین یلبغا کے استقبال کو نکلی' اور وہ بڑی شان کے ساتھ آیا' اور باب السر کے پاس اترا۔ اور حسب دستور چوکھٹ کو بوسہ دیا پھر دارالسعادۃ کی طرف چل کر گیا۔

اور ۱۴ر جمادی الاولیٰ سوموار کی شام کو نائب السلطنت نے قید خانے میں تیرہ آدمیوں کا' جن پر قطع واجب ہو چکا تھا' ان کا قطع کیا۔ اور اس نے ان میں ہر ایک کے ہاتھ اور پاؤں کاٹنے کا اضافہ کر دیا۔ کیونکہ اسے اطلاع ملی تھی کہ انہوں نے اپنے جرائم کو بار بار کیا ہے۔ اور جن تین کو قتل کرنا واجب تھا اس نے انہیں میخوں کے ساتھ صلیب دیا' اور لوگ اس سے خوش ہو گئے کہ اس نے فسادیوں اور شرپسندوں اور تباہی و بربادی کرنے والوں کو ذلیل و رسوا کر دیا ہے۔

اور جمادی الاولیٰ کے درمیانی عشرہ میں مشہور ہو گیا کہ امیر سیف الدین تغرومر دیارِ مصر پہنچنے کے چند روز بعد فوت ہو گیا ہے۔ اور یہ واقعہ اس ماہ کی یکم تاریخ کو جمعرات کی شب کو ہوا اور اس نے بیان کیا کہ اس نے اپنے بیٹے' اور اپنے گھر کے اُستاد کو لکھا۔ اور ان سے بہت مال طلب کیا' واللہ اعلم۔

اور ۱۲ر جمادی الاولیٰ سوموار کے روز' قاضی علاء الدین بن الغر' بستانہ کے نائب الحکم الصالحیہ میں وفات پا گئے' اور وہیں دفن ہوئے۔ اور یہ واقعہ مدرسہ ظاہریہ کے ان کے پاس واپس آ جانے کے بعد ہوا۔ اور آپ نے اسے اپنے چچا قاضی عماد الدین اسماعیل سے حاصل کیا' جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں' اور آپ نے اس میں صرف ایک دن بڑھایا' اور آپ کمزور تھے۔ پھر آپ الصالحیہ کی طرف واپس آ گئے' اور وہاں آپ کا مرض لمبا ہو گیا' یہاں تک کہ آپ وفات پا گئے' رحمہ اللہ۔

اور ۱۱ر شوال کو ہفتہ کے روز' قافلہ حجاز شریف کی طرف روانہ ہوا' اور بہت سے لوگ شہر سے نکلے' اور بہت سخت بارش ہوئی' اور لوگ اس لحاظ سے خوش ہوئے کہ ماہِ رمضان میں بارش بہت کم ہوئی تھی' اور وہ دسمبر کا مہینہ تھا' اور جب یہ بارش ہوئی تو وہ خوش ہو گئے' اور حاجیوں کے بارے میں اس کے ضرر سے ڈرنے لگے' پھر مسلسل بارش ہوئی' وللہ الحمد والمنۃ۔

لیکن حجاج بڑے کیچڑ اور پھسلن میں سفر کر گئے' اور اللہ ہی حامی و ناصر ہے۔ اور جب حجاج اچھی طرح چلنے لگے تو الصمین کے درمیان ان پر شدید بارش ہوئی' اور اس نے انہیں وہاں کئی روز تو روکے رکھا۔ پھر وہ زرع کی طرف متوجہ ہوئے' اور بڑی کوشش اور مشقت کے بعد وہاں پہنچے' اور ان میں سے بہت سے یا اکثر آدمی واپس آ گئے' اور انہوں نے بہت تکالیف بیان کیں' جو انہیں بارش کی شدت اور کیچڑ کی زیادتی کی وجہ سے پہنچیں۔ اور ان میں سے کچھ ارض بصری کی طرف بڑھ گئے' اور انہیں کچھ آسانی ہو گئی۔ واللہ المستعان۔

بیان کیا جاتا ہے کہ بہت سی پردہ نشین عورتیں' زرع اور الصمین کے درمیان اور اس کے بعد بھی برہنہ پا پیادہ چلیں اور حاجیوں کا امیر سیف الدین ملک آص اور اس کا قاضی شہاب الدین بن الشجرہ تھا جو ان دنوں بعلبک شہر کا حکمران تھا۔



۷۴۷ھ

اس سال کا آغاز ہوا تو دیار مصر وشام اور حرمین وغیرہ میں سلطان البلاد ملک کامل سیف الدین شعبان بن ملک ناصر بن محمد بن ملک منصور قلادون تھا' اور مصر میں اس کا کوئی نائب نہ تھا' اور مصر کے قضاۃ وہی تھے جن کا ذکر اس سے پہلے سال میں ہو چکا ہے۔ اور دمشق کا نائب امیر سیف الدین یلبغا الیحیاوی تھا۔ اور دمشق کے قضاۃ وہی تھے' جن کا ذکر اس سے پہلے سال میں ہو چکا ہے۔ ہاں قاضی القضاۃ عماد الدین بن اسماعیل اپنے بیٹے قاضی القضاۃ نجم الدین کے لیے قضاء سے دستکش ہو گئے تھے۔ اور حکومت اور النوریہ کی تدریس کے باختیار ذمہ دار بن گئے تھے۔ اور آپ کے والد الریحانیہ کی تدریس پر قائم رہے۔

اور اس سال کی ۱۶ ر محرم کو جمعہ کے روز شیخ تقی الدین الشیخ الصالح محمد بن الشیخ محمد بن قوام نے السفح میں ان کے زاویہ میں وفات پائی' اور جامع اقرم میں جمعہ کے روز آپ کا جنازہ پڑھا گیا اور زاویہ میں دفن کیا گیا' اور قضاۃ واعیان اور بہت سے لوگ حاضر ہوئے' اور آپ کے اور آپ کے بھائی کی وفات کے درمیان چھ ماہ بیس دن کا فرق تھا' اور یہ اس سے بھی سخت تربات تھی۔

اور سال کے شروع میں القیساریہ کو کھولا گیا جسے امیر سیف الدین یلبغا نائب السلطنت نے باب الفرج کے باہر تعمیر کیا تھا' اور تقریباً ہر ماہ سات ہزار کی ضمانت دی' اور اس کے اندر تجارتی قیساریہ تھا' اور اس کے وسط میں تالاب اور مسجد تھی' اور اس کے باہر دوکانیں تھیں' اور اس کے اوپر رہائشی مکان تھے۔

اور ۱۲ ر ربیع الاوّل سوموار کی صبح کو مزارِ عثمان پر نور خراسانی کے لیے ایک مجلس منعقد ہوئی' وہ جامع تنکز میں قرآن پڑھتا تھا' اور لوگوں کو فرائض وضو اور نماز کی باتیں سکھاتا تھا' اس پر دعویٰ کیا گیا کہ اس نے آئمہ اربعہ کے متعلق کچھ اعتراضات کیے ہیں' اور عقائد کے متعلق بھی کچھ اعتراضات کیے ہیں' اور حدیث میں جو کچھ بیان ہوا ہے اس سے زائد عبارات بیان کی ہیں' اور اس کے خلاف کچھ باتوں کی گواہی دی ہے' پس مقتضائے حال کے مطابق آج اسے ملامت کی گئی' اور اسے شہر میں پھرایا گیا' پھر اسے قید کر کے قید خانے میں واپس کر دیا گیا۔

اور جب ۲۲ ر ربیع الاوّل جمعرات کا دن آیا تو امیر احمد بن مہنا ملک العرب نے نائب السلطنت کے پاس اس کی سفارش کی تو اس نے اسے اپنے ہاں بلایا اور اسے اپنے اہل وعیال کے پاس بھیج دیا۔

اور جب ۱۳ ر جمادی الاولیٰ جمعہ کا دن آیا' تو نائب السلطنت امیر سیف الدین یلبغا الیحیاوی الناصری نے دمشق کے باہر باب النصر میں جامع تنکز میں اطاعۃً نماز پڑھائی' اور قاضی شافعی اور مالکی اور کبار امراء نے اس کے پاس نماز پڑھی۔ اور جب نماز کھڑی ہو گئی تو اس نے نماز پڑھی' اور اس کا ایک غلام نماز سے پیچھے ہٹ گیا۔ اور اس کے پاس اس کی حفاظت کے لیے ہتھیار تھے' اور اس کا ایک غلام نماز سے پیچھے ہٹ گیا۔ اور اس کے پاس اس کی حفاظت کے لیے ہتھیار تھے' پھر جب وہ نماز سے واپس لوٹا تو اس نے مذکورہ امراء سے ملاقات کی' اور انہوں نے باہم طویل مشورہ کیا۔ پھر نائب جلدی سے دار السعادۃ کی طرف گیا۔ اور جب دن کا آخری وقت ہوا تو وہ اپنے خادموں' غلاموں' خاص لوگوں' زہوں' ہتھیاروں اور ذخائر کے ساتھ باہر نکلا' اور مسجد القدم کے سامنے

فروکش ہو گیا' اور دن کے آخری حصے میں فوج اور اُمراء بھی نکلے' اور لوگ گھبرا گئے ۔ اور اتفاق سے چاند گرہن کی صورت میں طلوع ہوا' پھر فوج پیڑوں کے نیچے زرہیں پہن کر نکلی' اور اس کے پاس تیروں کے ترکش' گھوڑے اور کوتل گھوڑے تھے' اور لوگوں کو معلوم نہ تھا کہ اصل حقیقت کیا ہے' اور اس کا سبب یہ تھا کہ نائب السلطنت کو اطلاع ملی کہ نائب صفد اسے گرفتار کرنے آ رہا ہے' جس سے وہ پریشان ہو گیا۔ اور اس نے کہا' میں اپنے بستر پر نہیں مروں گا' بلکہ میں اپنے گھوڑے کی پشت پر مروں گا۔ اور فوج اور اُمراء اس خوف سے باہر نکلے کہ وہ بھاگ کر ان کے ہاتھ سے نہ نکل جائے ۔ پس وہ دائیں بائیں اترے ۔ اور اس نے اس مقام کو نہ چھوڑا' بلکہ مسلسل وہ وہاں نیابت کرتا رہا۔ اور انفرادی اور اجتماعی طور پر امراء سے ملاقات کرتا رہا' اور انہیں اپنی رائے کی طرف مائل کرتا رہا' اور وہ ملک کامل شعبان کی معزولی کی رائے تھی ۔ کیونکہ وہ کسی وجہ کے بغیر امراء کو گرفتار کرتا تھا' اور ایسے افعال کا ارتکاب کرتا تھا جو اس جیسے آدمی کے مناسب نہیں ہوتے ۔ اور انہوں نے بہت سی باتیں بیان کیں ۔ نیز یہ کہ وہ اس کے بھائی امیر حاجی بن الناصر کو اس کی خوبصورتی اور اچھے افعال کی وجہ سے امیر بنالیں' اور وہ مسلسل انہیں مانوس کرتا رہا' حتیٰ کہ انہوں نے اس کی بات مان لی' اور اس سے اتفاق کر لیا' اور جس بات کا وہ بدعی تھا' اسے اس کے لیے مخصوص کر دیا۔ اور جس چیز کی طرف اس نے اشارہ کیا' اس سے موافقت کی اور اس کی بیعت کر لی۔

پھر اس نے شہروں کے نائبین کے پاس انہیں مائل کرنے کے لیے اس بات کے بارے میں وفد بھیجنے شروع کیے' جس پر دمشقیوں اور بہت سے مصریوں نے اس کی مدد کی تھی' اور امور عامہ میں تصرف کرنے لگا' اور اس نے بعض ان لوگوں کو بھی رہا کر دیا جنہیں ملک کامل نے قلعہ منصورہ میں قید کیا تھا اور ملک کامل نے اپنے فرمان کے انکار کرنے والے جس شخص کی طرف فوج بھیجی تھی' اس نے اس کی جاگیر واپس کر دی اور عزل ونصب کیا اور لیا اور دیا۔ اور اس نے اس ماہ کی ۱۸ر تاریخ کو بدھ کے روز تجار کو طلب کیا کہ ان کے پاس سلطانی ذخائر کے غلوں کو فروخت کرے' اور وہ اسی وقت ان کی قیمت ادا کریں ۔ پھر وہ جا کر بلاد ابرانیہ سے ان پر قبضہ کر لیں ۔ اور حسب دستور اس کے پاس قضاۃ' امراء اور سردار حاضر ہوئے' اور یہ سب کچھ اس جگہ ہوا' جہاں وہ خیمہ زن تھا' کوئی شہر اس کا محاصرہ نہ کرتا تھا' اور نہ کوئی فصیل اس کا گھیراؤ کرتی تھی۔

اور ۴ر جمادی الآخرۃ جمعرات کے روز دیارِ مصر سے آنے والے امراء وغیرہ کے استقبال کے لیے تقریباً دس آدمیوں پر مشتمل ایک ہراول دستہ معاملے کے اسی حالت پر قائم رہنے کے لیے باہر نکلا مگر نائب نے ان کی تصدیق نہ کی ۔ اور بسا اوقات بعض کو سزا دی' پھر انہیں قلعہ میں لے گیا۔ اور اہل دمشق مصریوں کے اختلاف کے درمیان مصدق' اور سلطان کامل کے متعلق یہ کہنے والے کہ وہ صورت حال کو مسلسل قائم رکھے ہوئے ہے' کے درمیان درمیان تھے' اور مصری دستے قریب پہنچنے والے تھے اور عظیم گڑبڑ کا ہونا ضروری تھا' اور اس کی وجہ سے لوگوں کے اذہان مشوش ہو گئے' اور اللہ تعالیٰ ہی حسن انجام کا ذمہ دار ہے۔

حاصل کلام یہ کہ عوام تصدیق وتکذیب کے درمیان درمیان تھے' اور نائب السلطنت اور کبار اُمراء میں سے اس کے خواص اپنے آپ پر اعتماد کیے ہوئے تھے' اور اُمراء دیارِ مصر میں سلطان کامل شعبان اور اس کے بھائی امیر حاجی کے درمیان شدید اختلاف میں پڑے تھے' اور جمہور اس کے بھائی امیر حاجی کے ساتھ تھے' پھر نائب کے پاس اطلاعات آئیں کہ مصری دستے اور جو افواج اس

میں موجود ہیں وہ اس معاملے کی مضبوطی کے لیے نکلی ہیں۔ پھر رات کو سرکردہ امراء مصر کو واپس چلے گئے' اور اپنے ان بھائیوں کے پاس گئے جو سلطان کے خلاف ان کے مددگار تھے۔ پس انہوں نے اکٹھے ہو کر امیر حاجی کی سلطنت کی طرف دعوت دی اور طبل بجائے گئے' اور باقی نفوس کھلم کھلا اس کی تائید کرنے لگے' اور انہوں نے سلطان کامل کی مخالفت کی' اور انہوں نے اس کی برائیوں کو شمار کیا۔ اور اس نے بعض امراء کو قتل کیا' اور کامل اور اس کے مددگار فرار کر گئے پس اس کی نگرانی کی گئی اور اس کی بیٹی کے خاوند ارغون العلائی نے خروج کیا' اور امیر حاجی نے احتیاط کی اور انہوں نے اسے تخت پر بٹھا کر ملک مظفر کا لقب دیا اور نائب کے پاس اس کے متعلق اطلاعات آئیں' اور اس کے پاس خوشی کے شادیانے بجے' اور اس نے نائب قلعہ کو پیغام بھیجا' تو اس نے ان کے بجانے سے انکار کیا۔ اور اس نے انہیں خیمہ میں طلب کیا تو اس نے حاضر ہونے سے انکار کر دیا اور قلعہ کا دروازہ بند کر دیا' اور لوگ گھبرا گئے' اور شہر میں گڑ بڑ ہوگئی اور بھلائی کا وجود کم ہو گیا' اور قلعہ محفوظ ہو گیا' اور انہوں نے حسب دستور صبح وشام کامل کی دعوت دی۔ اور عوام نے حسب عادت ان کی بکثرت روکاوٹوں کے باعث فوج کی جھوٹی خبر اڑا دی جس سے بعض کو تکلیف ہوئی' اور جب اس ماہ کی آٹھ تاریخ کو سوموار کا دن آیا تو حماۃ کا نائب بڑی شان وشوکت کے ساتھ نائب السلطنت کا اطاعت گزار بن کر دمشق آیا' پھر اس کے امثال کی مانند اس کی رسد جاری کر دی گئی۔

اور آج کے دن دیارِ مصر کے حاجب الحجاب امیر سیف الدین بیغرا کے سلطان ملک مظفر کی بیعت کے لیے آنے کا خط آیا' اور خیمہ میں خوشی کے شادیانے بجے' اور اس نے شہر کے آراستہ کرنے کا حکم دیا۔ پس لوگوں نے شہر کو آراستہ کیا' اور وہ خوش نہیں تھے' اور اکثر لوگوں کا خیال تھا کہ یہ مکر وفریب ہے اور یہ کہ مصری دستے تقریباً پہنچنے والے ہیں' اور نائب قلعہ نے خوشی کے شادیانے بجانے سے انکار کر دیا ہے اور قلعہ کے مضبوط کرنے میں بہت کوشش کی ہے' اور اس کے دروازے کو بند کر دیا ہے' اور صرف البرانیۃ الجوانیہ والی کھڑکی کھلتی ہے۔ اور یہ کام عوام کے دل کو پریشان کرتا تھا۔ اور وہ کہتے تھے کہ اگر وہاں کوئی صحیح بات ہوتی' تو نائب قلعہ' خیمے سے پہلے اس سے مطلع ہوتا' اور منگل کے روز زوال کے بعد امیر سیف الدین بیغرا خیمے کے پاس آیا' اور انہوں نے اس کا استقبال کیا اور اس کی تعظیم کی' اور اس کے پاس مظفر کی جانب سے امیر سیف الدین یلبغا نائب السلطنت کی طرف نیابت کا حکمنامہ بھی تھا اور امراء کے سلام کا خط بھی تھا' پس وہ اس سے خوش ہو گئے اور اس کی بیعت کر لی اور اتفاق ہو گیا' اور بیغرا قلعہ کی طرف سوار ہو کر گیا اور پیدل ہو گیا اور اپنی تلوار سونت لی' اور نائب قلعہ کے پاس گیا اور جلدی سے اس کی بیعت کر لی اور مغرب کے بعد جب اسے اطلاع ملی تو قلعہ میں خوشی کے شادیانے بجے اور لوگوں کے دل خوش ہو گئے' پھر قلعہ آراستہ ہو گیا' اور شہر کی آراستگی میں اضافہ ہو گیا اور لوگ خوش ہو گئے۔ اور اس ماہ کی گیارہ تاریخ کو جمعرات کے روز نائب السلطنت خیمے سے قلعہ میں آیا اور طلبگار بڑی شان وشوکت کے ساتھ اس کے آگے آگے تھے' اور حسب دستور طبلخانات چوڑائی میں تھے' اور اہل شہر کشادہ جگہ کی طرف نکلے' اور اہل ذمہ تورات نکال لائے اور شمعیں روشن کی گئیں' اور وہ جشن کا دن تھا۔

اور اس سال کے ماہِ رمضان میں الشامیہ البرانیہ میں ایک چھ سالہ بچے نے نماز پڑھائی' اور میں نے اسے دیکھا اور اس کا امتحان لیا ہے' وہ حفظ اور ادائیگی میں بہت اچھا ہے' اور یہ ایک عجیب وغریب واقعہ ہے۔ اور اس ماہ کے پہلے عشرہ میں نائب السلطنت

ان دو حماموں کی تعمیر سے فارغ ہوا جو اس نے الثابیہ کے قریب سلطان کی قدیم سرائے میں بنائے تھے' اور اس کے اردگرد اور قریب حویلیاں وغیرہ تھیں اور اس ماہ کی گیارہ تاریخ کو اتوار کے روز نائب السلطنت اور چاروں قضاۃ اور بیت المال اور حکومت کے وکیل نے المستقین کے ٹیلے کے پاس اس وجہ سے ملاقات کی کہ نائب السلطنت نے اس قطعہ زمین میں جامعہ تنکز کے مطابق مسجد تعمیر کرنے کا عزم کیا ہوا ہے' پس انہوں نے وہاں باہم مشورہ کیا' پھر یہ فیصلہ ہوا کہ وہ اسے تعمیر کرے۔ واللہ ولی التوفیق۔

اور ۳/ ذوالقعدہ جمعرات کے روز شیخ تقی الدین کے بھائی زین الدین ابن تیمیہ کا جنازہ پڑھا گیا اور ۱۲/ ذوالقعدہ کو ہفتے کے روز شیخ علی القطنانی قطنا میں وفات پا گئے' اور ان سالوں میں ان کی شہرت ہوگئی تھی۔ اور کسانوں کی ایک جماعت اور احمد بن الرفاعی کے طریق کی طرف منسوب ہونے والے نوجوانوں نے آپ کی اتباع کی' اور آپ کا معاملہ عظمت اختیار کر گیا اور اس کی شہرت ہوگئی' اور اکابر نے کئی بار آپ کی ملاقات کا قصد کیا' اور آپ اپنے امثال کے دستور کے مطابق سماع کی مجالس قائم کرتے تھے اور آپ کے اصحاب باطل اشارے بناوٹی احوال کا اظہار کرتے تھے۔ اس بات کی وجہ سے آپ کو ملامت کی جاتی ہے' بلاشبہ اگر آپ ان کے حال سے واقف نہیں تو آپ جاہل ہیں۔ اور اگر آپ ان کو اس بات پر برقرار رکھتے ہیں تو آپ ان کی مانند ہیں' واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم۔

اور اس ماہ کے آخر میں یعنی ذوالحجہ کی عید اور اس کے بعد ملک الامراء نے اس جامع کی تعمیر کا اہتمام کیا جو اس نے قلعہ کے نیچے تعمیر کی تھی' اور وہ المستقین کا ٹیلہ تھا' اور وہاں جو عمارات تھیں' اس نے انہیں گرا دیا' اور چھکڑوں نے کام کیا' اور شہر کی اطراف سے بہت سے پتھر لائے گئے۔ اور زیادہ پتھر مصریوں کی ایک کھلی زمین سے لائے گئے جو اس اذان گاہ کے نیچے ہے جو عقبۃ الکتاب کی چوٹی پر ہے' اور وہاں سے بہت سے پتھر میسر آ گئے۔ اسی طرح جبل قاسیون کے بھی پتھر ملے' اور انہیں اونٹوں وغیرہ پر لایا گیا۔ اور اس سال یعنی ۷۴۷ھ کے آخر میں گندم کا بورا دو سو درہم یا اس سے کم تک پہنچ گیا' اور بسا اوقات اس سے زیادہ میں بھی فروخت ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

۷۴۸ھ

اس سال کا آغاز ہوا تو بلادِ مصر و شام اور حرمین وغیرہ کا سلطان ملک مظفر امیر حاجی بن ملک ناصر محمد بن قلادون تھا' اور دیارِ مصر میں اس کا نائب امیر سیف الدین ارقطیہ تھا' اور مصر کے قضاۃ اپنے اعیان کے ساتھ وہی تھے جو گذشتہ سال تھے' اور شام محروسہ میں اس کا نائب سیف الدین یلبغا الناصری تھا۔ اور شام کے قضاۃ اپنے اعیان کے ساتھ وہی تھے' جن کا ذکر اس سے پہلے سال میں ہو چکا ہے۔ ہاں! قاضی عماد الدین حنفی اپنے بیٹے قاضی القضاۃ نجم الدین کے لیے دستکش ہوگیا اور اس نے اپنے باپ کی زندگی میں قضاء کو سنبھال لیا' اور فخر الدین ایاس حاجب الحجاب تھا۔

اس سال کا آغاز ہوا تو نائب السلطنت اس جامع کی تعمیر میں بلند ہمت تھا' جس کی تعمیر اس نے سوق الخیل کے مغرب میں اس جگہ پر کی جو المستقین کے ٹیلے کے نام سے مشہور ہے۔

اور ۳/ محرم کو قاضی القضاۃ شرف الدین محمد بن ابی بکر ہمدانی مالکی وفات پا گئے' اور جامع میں آپ کا جنازہ پڑھا گیا اور میدان

الحسا میں اپنی قبر میں دفن ہوئے' اور لوگوں نے آپ کی امارت' دیانت اخلاق اور بہت سے لوگوں کے ساتھ حسن سلوک کرنے کی وجہ سے غم کیا۔

اور ۲۴ محرم اتوار کے روز جمال الدین المسلاتی کو مالکیوں کے قاضی بننے کا حکم نامہ پہنچا' آپ اس سے قبل قاضی شرف الدین کے نائب تھے اور دن کے آخری حصے میں آپ کو خلعت دیا گیا۔ اور ماہ ربیع الاوّل میں سوق الخیل میں نئی مسجد کی تعمیر کے لیے انہوں نے شہر کے بہت سے ستونوں کو لے لیا' پس وہ شہر کے باہر اس کی اوپر کی تعمیر سے چمٹ جاتے' پھر اسے پکڑ لیتے' اور اس کی جگہ ستون کھڑا کر دیتے' اور انہوں نے درب الصیقل کا کچھ حصہ لیا' اور سوق العلبین والا ستون بھی لیا۔ جو اس مرکب رنگ میں اس کی چوٹی پر گیند کی طرح تھا' جس میں لوہا بھی تھا۔

اور حافظ ابن عساکر نے بیان کیا ہے کہ اس میں حیوان کے عسر بول کا طلسم بھی تھا' جب وہ حیوان کو اس کے گرد گھماتے تو اس کے منتر اتر آتے۔

اور ۲۷ ربیع الاوّل اتوار کے روز انہوں نے اسے اس کی جگہ سے اکھاڑ دیا' حالانکہ وہ تقریباً چار ہزار سال سے اس جگہ پر تھا' واللہ اعلم۔ اور میں نے آج کے دن اسے دیکھا اور وہ سوق العلبین میں شاخوں پر پھیلا ہوا تھا' تاکہ اسے سوق الکبیر سے جامع مذکور کی طرف کھینچ کر لے جائیں اور اسے جابیہ کے بڑے دروازے سے نکالیں۔ پس اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اور ماہ ربیع الآخر کے آخر میں اس جامع کی بنیاد اونچی ہوگئی جسے نائب نے تعمیر کیا تھا' اور وہ چشمہ خشک ہوگیا جو اس کی بنیاد کے وقت اس کی دیوار کے نیچے تھا۔

اور ربیع الآخر کے آخر میں دیارِ مصر سے اعیان امراء کی جماعت جیسے حجازی اور آقسنقر الناصری اور ان دونوں سے ملنے جلنے والوں کی گرفتاری کی اطلاعات آئیں۔ پس فوج نے شام سے مارچ کیا اور گڑبڑ ہوگئی' پھر ماہ جمادی الاولیٰ کا آغاز ہوا اور فوج بڑی حرکت میں تھی' اور نائب السلطنت دیارِ مصر کے واقعات کے باعث اُمراء کو دار السعادۃ کی طرف بلاتا تھا' اور انہوں نے عہد کیا کہ کوئی تکلیف نہ دے اور سب متحد ہو جائیں' اور آج کے دن ملک الامراء دار السعادۃ سے قصر ابلق کی طرف منتقل ہوگیا' اور اپنے آپ کو بچا لیا' اور اسی طرح اس کے خواص نے بھی اپنے آپ کو بچا لیا۔

اور اس ماہ کی ۱۴ تاریخ کو بدھ کے روز دیارِ مصر سے ایک امیر ڈاک کے گھوڑے پر آیا' اور اس کے پاس سلطان کا ایک خط تھا' جس میں ملک الامراء یلبغا نائب شام کی معزولی کی تصریح تھی' پس قصر ابلق میں امراء کی موجودگی میں اسے خط سنایا گیا تو وہ اس کی وجہ سے غمگین ہوگیا اور اُسے برا سمجھا' اور اس میں اس نے اسے ڈاک کے گھوڑے پر دیارِ مصر کی طرف طلب کیا' تاکہ اُسے دیارِ مصر کا نائب مقرر کرے۔ ظاہر ہے کہ یہ بات اسے دھوکہ دینے کے لیے تھی' پس اس نے انکار کا اظہار کیا کہ وہ کبھی بھی دیارِ مصر کی طرف نہیں جائے گا' اور اس نے کہا' اگر سلطان دمشق کی حکومت کو میرے لیے زیادہ سمجھتا ہے تو جس شہر کی حکومت چاہے مجھے دے دے میں اس سے راضی ہوں گا۔ اور اس نے اس کا جواب دیا۔ اور جب دوسرے دن کی صبح ہوئی' اور وہ جمعرات کا دن' اور اس ماہ کی پندرہ تاریخ تھی' تو وہ سوار ہوا۔ اور الجبورۃ کی اس جگہ خیمہ زن ہوگیا جس میں وہ پہلے سال خیمہ زن ہوا تھا اور اسی طرح اس ماہ میں ہوا تھا

جیسے کہ پہلے بیان ہو چکا ہے پس اس نے جمعہ کی شب گزاری' اور امراء کو ان کے دستور کے مطابق وہاں پہلے سال خیمے نصب کرنے کا حکم دیا۔

اور اس ماہ کی ۱۶ تاریخ کو جمعہ کے دن نماز کے بعد لوگوں کو پتہ بھی نہ چلا' اور امراء قلعہ کے نیچے جمع ہو گئے' اور قلعہ سے تین زرد سلطانی جھنڈے لائے اور جنگی طبل بجائے' اور سب کے سب سلطانی جھنڈے تلے اکٹھے ہو گئے۔ اور نائب اور اس کے لواحقین جیسے اس کے بیٹوں اور بھائیوں اور خواص کے سوا ان میں سے کوئی بھی پیچھے نہ رہا' اور امیر سیف الدین قلادون ہزاروں کے لیڈروں میں سے ایک تھا' اور نیابت کے بعد اُمراء کی خبروں میں اس کی خبر سب سے بڑی تھی اور اس نے امراء کی طرف پیغام بھیجا کہ سلطان کی اطاعت کے لیے میرے پاس آؤ' پس اس نے اس سے انکار کیا' اور ان کے اور اس کے درمیان بار بار ایلچی آئے' مگر اس نے نہ مانا' اور وہ طبلخانات اور باجوں کے ساتھ جنگ کی زرہ پہن کر اس کی طرف گئے' اور جب وہ اس کے پاس پہنچے' تو انہوں نے اسے دیکھا کہ ہتھیار لگا کر اپنے گھوڑوں پر سوار ہے' اور جنگ کے لیے تیار ہے۔ پس جب اس نے ان کا سامنا کیا تو وہ اور اس کے ساتھی یکبارگی فرار ہو گئے اور فوج اس کے پیچھے گئی' مگر وہ غبار کو اس کی باڑھ نہ بنا سکے اور عوام اور القبیبات کے ترکمان آئے' اور اس کی چاؤنی میں جو جو اور بکریاں اور خیمے باقی رہ گئے تھے' انہوں نے لوٹ لیے' حتیٰ کہ وہ خیموں اور رسوں کے ٹکڑے ٹکڑے کرنے لگے' پس اس نے اس کا اور اس کے اصحاب کا ایک کروڑ درہم کا سامان نیست کر دیا' اور حاجب کبیر نے جو دیارِ مصر سے شہاب الدین صبح جو ہزاری لیڈروں میں سے تھا' کے مطالبے اور اس کے پیچھے جانے کا جواب دیا' پس وہ اشرفیہ کے راستے پر چلا' پھر القریتین کی جانب پھر گیا۔

اور جب اتوار کا دن آیا تو نائب صفد امیر فخر الدین ایاس آیا' اور اُمراء اور لیڈروں نے اس کا استقبال کیا' پھر وہ آ کر محل میں اُترا' اور دن کے آخری حصے میں لشکروں کے ساتھ سوار ہوا' اور اس نے فوج کے کسی سپاہی کو دمشق میں نہ چھوڑا' مگر وہ اس کے ساتھ سوار ہو کر یلبغا کے پیچھے روانہ ہو گیا' پس وہ البریہ کی طرف گیا' اور ہر جانب سے بدو اسے روکنے لگے' اور وہ مسلسل اسے روکتے رہے حتیٰ کہ وہ حماۃ کی طرف روانہ ہو گیا' اور اس کا نائب باہر نکلا' اور اس کی حالت نہایت کمزور ہو چکی تھی اور وہ اور اس کے ساتھی بکثرت چلنے اور ہر جانب سے دشمنوں کے حملہ آور ہونے کے باعث تھک چکے تھے۔ پس اس نے اپنے ہاتھ ڈال دیئے اور اس کی اور اس کے ساتھیوں کی تلواریں لے لی گئیں' اور انہیں حماۃ میں قید کر دیا گیا' اور تلواروں کے ساتھ دیارِ مصر کی طرف بھجوا دیا گیا۔

اور اس ماہ کی ۱۴ تاریخ بدھ کے روز کی صبح کو دمشق میں خبر آئی' اور حسب دستور قلعہ اور باب المبادین پر خوشی کے شادیانے بجے' اور ہر جانب سے فوجوں نے حماۃ کو گھیر لیا' اور وہ اس کے متعلق سلطان کے حکم کی منتظر تھیں۔ اور ایاس دمشقی فوج کے ساتھ حمص اور طرابلس کا ذمہ دار بنا۔ اور اس ماہ کی ۲۹ تاریخ کو جمعرات کے روز فوجیں واپس ہوتے ہوئے دمشق آئیں' اور یلبغا اور اس کا باپ پابجولاں کدیش آئے' اور اس کے ذمہ دار امراء اور اس کے ساتھ جو افواج تھیں' وہ اس کے اردگرد تھے' پس وہ اسے عشاء کے بعد لائے اور بازاروں کے بند ہو جانے کے بعد السبعہ کے دہانے سے گزرے اور چراغ گل کر دیئے گئے اور کھڑکیاں بند کر دی گئیں پھر وہ شیخ ارسلان کے پاس سے گزرے' اور شرقی دروازہ باب الصغیر پر تھا۔ پھر مسجد الدیان کے نزدیک عیدگاہ کے پاس سے گزرے'

اور مسلسل دیارِ مصر کی طرف چلتے گئے اور سلطان کے ایلچی متواتر وہ حکم لے کر آئے جو اس نے اس کے اور اس کے ان اصحاب کے بارے میں دیا تھا جو اس کے ساتھ نکلے تھے کہ ان کے ذخائر واموال اور املاک وغیرہ کی محافظت کی جائے اور ۴؍ جمادی الآخرۃ بدھ کے روز دیارِ مصر سے ایلچی آیا اور اس نے قاقون اور غبرہ کے درمیان یلبغا کے قتل ہونے کی اطلاع دی' اور ان دونوں کے سروں کو سلطان کے پاس لے جایا گیا۔ اور اسی طرح غبرہ میں وہ تین امراء قتل ہوئے جو مصر سے نکلے' اور وزیر ابن سرد ابن البغد ادمی' الدوادار طیغتمر اور بیدمر البدری نے جو ایک سرکردہ امیر تھا' جھگڑا کیا۔ اور سلطان نے اسے یلبغا کی امداد کرنے پر ملامت کی' اور اس نے انہیں ان کے سب اموال چھین کر مصر سے نکال دیا' اور انہیں شام بھجوا دیا۔ اور جب وہ غزہ میں تھے تو ایلچی آ ملا کہ وہ جہاں انہیں پائے قتل کر دے۔ اور اسی طرح اس نے یلبغا کے قتل کا حکم دیا کہ وہ جہاں بھی اسے ملے' اسے قتل کر دے' پس جب ایلچی غزہ سے روانہ ہوا تو وہ یلبغا کو وادی فحمتہ کے راستے میں ملا تو اس نے اس کا گلا گھونٹ دیا' پھر اس کے سر کو کاٹا' اور اسے سلطان کے پاس لے گیا' اور دیارِ مصر سے دو امیر یلبغا کے ذخائر کی محافظت کے لیے آئے اور دارالخلافے سے ایک خصی آیا جس نے ڈھائے ہوئے زیورات اور نہایت نفیس جواہر لے لیے' اور اس نے اس کی املاک اور جو کچھ اس نے اس جامع پر وقف کیا تھا جسے اس نے باب الفرج کے باہر تعمیر کیا تھا' اور ان دو قریبی حماموں کو بھی وقف کیا تھا جو باب الجابیہ کے باہر سلطان کی پرانی سرائے کے مغرب میں تھے۔ اور دیگر بستیوں کے انگوروں کو بھی وقف کیا تھا۔ اور اس سے قبل اس نے اپنے متعلق اس کی گواہی دی تھی' واللہ اعلم۔ پھر اس نے حماۃ سے اس کے بقیہ اصحاب کو طلب کیا اور انہیں دیارِ مصر لایا گیا' اور وہ لاپتہ ہو گئے' اور معلوم نہیں کہ وہ کیسے قتل ہوئے۔

اور اس سال کی ۱۸؍ ربیع الآخرۃ کو منگل کی صبح کو امیر سیف الدین ارغون شاہ دمشق محروسہ میں اس کا نائب بن کر آیا' اور اس کی آمد حلب سے ہوئی تھی' وہ اس سے الگ ہوا تو امیر فخر الدین ایاس حاجب اس کی طرف گیا' اور ارغون شاہ بڑی شان وشوکت سے خلعت پہنے' اور دونوں طرف عمامہ لٹکائے دمشق میں داخل ہوا' اور وہ تقریباً تنکز کا ہم شکل تھا اور دارالسعادۃ میں اترا اور وہاں فیصلے کیے۔ اور اس میں خودداری اور ذہانت پائی جاتی تھی۔

اور اس ماہ کی ۲۳؍ تاریخ جمعرات کے روز جامع اموی میں اور باب النصر کے باہر امیر قراسنقر کا جنازہ پڑھا گیا' اور قضاۃ' اعیان اور اُمراء حاضر ہوئے' اور اسے میدان الحصا میں جامع کریمی کے نزدیک اس کی قبر میں دفن کیا گیا' اور حسب دستور نصف شب کو قندیلیں روشن کی گئیں' اور لوگوں نے قندیلیں نہ جلائیں' کیونکہ گرانی بارش کے متاخر ہونے اور غلہ کی قلت میں گرفتار تھے' چوتھائی چھٹا نک غلہ ایک درہم میں آتا تھا اور وہ بھی متغیر حالت میں تھا' اور بقیہ اشیاء گراں تھیں۔ اور تیل کا رطل ساڑھے چار درہم کا تھا اور یہی حال تلوں کے تیل' صابون' چاول اور عنبر لیس کا تھا' سب کا رطل تین دراہم میں آتا تھا اور دیگر کھانے کی چیزوں کا بھی یہی حال تھا' اور کسی چیز کا حال اچھا نہ تھا۔ ہاں! گوشت سوا دو درہم کا رطل آتا تھا۔ اور اکثر اہل حوران دور دراز جگہوں سے آتے' اور گزارے کے لیے دمشق سے گندم اور دالیں لاتے اور چھنی ہوئی گندم کا ایک مدان کے ہاں چار دراہم میں فروخت ہوا اور وہ بڑی مشقت میں تھے' اور اللہ ہی امید گاہ اور ذمہ دار ہے' اور جب کوئی شخص سفر کرتا تو اس کے لیے اپنے اور اپنے گھوڑے اور چوپائے کے لیے پانی حاصل کرنا مشکل ہوتا' کیونکہ راستے میں جو پانی تھے' وہ سب ختم ہو چکے تھے' اور قدس کا اس سے بھی زیادہ برا حال تھا۔

اور اس سال کے شعبان کے آخری عشرہ آیا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر تلافی کرنے والی بارش بھیج کر احسان فرمایا جس نے عباد و بلاد کو زندہ کر دیا۔ اور وادیوں اور تالابوں میں پانی کی موجودگی کی وجہ سے لوگ اپنے اوطان کو واپس آ گئے' اور زرع کا تالاب حالانکہ اس میں پانی کا ایک قطرہ بھی نہ تھا' پانی سے بھر گیا' اور نائب السلطنت کے پاس اس کی خوش خبری آئی۔ اور اس نے بیان کیا کہ سارے ملک میں عام پانی ہو گیا ہے' اور جبل بنی ہلال پر بہت برف پڑی ہے۔ اور وہ پہاڑ جو دمشق کے ارد گرد ہیں' ان پر بھی بہت برف پڑی ہے' اور لوگوں کے دل مطمئن ہو گئے' اور بڑی فراخی ہو گئی ہے' وللہ الحمد والمنتہ۔ اور یہ نومبر کے آخری دن کا واقعہ ہے۔

اور ۲۱ر رمضان منگل کے روز' شیخ عزالدین محمد حنبلی نے الصالحیہ میں وفات پائی' اور وہ جامع مظفری کے خطیب تھے' اور مشہور صالحین میں سے تھے' اور آپ مردوں کے دفن ہونے کے بعد انہیں تلقین کرتے تھے' سو اللہ نے اپنی محبت کی انہیں تلقین کی' اور دنیا اور آخرت کی زندگی میں قول ثابت سے آپ کو ثابت کیا۔

مظفر کا قتل اور ناصر حسن بن ناصر کا حکمران بننا:

رمضان کے آخری عشرہ میں غزہ کے نائب کی طرف سے دمشق کے نائب کی طرف ایلچی سلطان ملک مظفر حاجی بن ناصر محمد کے قتل کی خبر لے کر آیا' امراء اور اس کے درمیان جنگ ہوئی اور وہ اس سے قبۃ النصر کی طرف ہٹ گئے' اور وہ ایک چھوٹی سی جماعت کے ساتھ ان کے مقابلے میں نکلا' اور اسی وقت قتل ہو گیا' اور اسے گھسیٹ کر وہاں کے قبرستان میں لے جایا گیا۔ اور یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اور جمعہ کے دن کے آخری حصے میں دیارِ مصر سے ایک امیر اس کے بھائی سلطان ناصر حسن بن سلطان ناصر محمد بن قلادون کی بیعت کے لیے آیا اور قلعہ منصورہ میں خوشی کے شادیانے بجے' اور شہر کو پوری طرح آراستہ کیا گیا۔ اور اس گھڑی اللہ کا شکر ہے' جس نے لوگوں پر قابو پایا' اور ابھی ہفتے کی صبح نہیں ہوئی تھی کہ شہر کو پوری طرح آراستہ کر دیا گیا' اور اتحاد و اتفاق ہونے پر اللہ کا شکر ہے۔

اور ۲۰ر شوال منگل کے روز امیر فخرالدین ایاس نائب حلب محافظت میں آیا' اور دارالسعادۃ میں نائب سے ملاقات کی' پھر اسے تنگ کر کے قلعہ میں داخل کیا گیا۔

اور بیان کیا جاتا ہے کہ اس نے اپنا کام نائب دمشق کے سپرد کر دیا' اور جونہی اس نے یہ کام کیا' اسے نافذ کر دیا گیا۔ اور وہ تقریباً جمعہ سے قلعہ منصورہ میں ٹھہرا' پھر اسے دیارِ مصر لانے کے لیے ڈاک کے گھوڑے پر سوار کیا گیا' اور نہیں معلوم اس سے کیا کیا گیا۔

اور ۳ر ذوالقعدہ سوموار کی شب کو شیخ حافظ کبیر مورخ الاسلام اور شیخ المحدثین شمس الدین ابوعبداللہ محمد بن عثمان الذہبی نے ام الصالح کے قبرستان میں وفات پائی' اور سوموار کے روز جامع دمشق میں ظہر کے وقت آپ کا جنازہ پڑھا گیا' اور باب الصغیر میں دفن ہوئے' اور شیوخ حدیث اور حفاظ حدیث نے آپ کا ختم کیا۔

اور ۱۶ر ذوالقعدہ اتوار کے روز ام الصالح کے قبرستان میں شیخ شمس الدین ذہبی کی بجائے میں حاضر ہوا۔ اور سرکردہ فقہاء کی

ایک جماعت اور بعض قضاۃ بھی حاضر ہوئے' اور وہ یادگار درس تھا' اس میں میں نے احمد کی حدیث کو جو عن الشافعی عن الزہری عن عبدالرحمن بن کعب بن مالک عن ابیہ روایت ہوئی ہے' بیان کی' کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

''مومن کی روح جنت کے درخت میں معلق پرندہ ہے' حتیٰ کہ خدا اسے جس روز اٹھائے گا' اسے اس کے جسم میں لوٹا دے گا''۔

اور اس ماہ کی ۱۹ر تاریخ کو بدھ کے روز نائب السلطنت نے ایک جماعت کے متعلق جنہوں نے صحن سے کچھ چیزیں لوٹ لی تھیں' حکم دیا' اور ان میں سے گیارہ آدمیوں کا قطع کیا گیا۔ اور دس آدمیوں کو تعزیراً اور تأدیباً سلائی پھیر دی گئی۔

۷۴۹ھ

اس سال کا آغاز ہوا' تو بلادِ مصر و شام کا سلطان' ملک ناصر' ناصر الدین حسن بن ملک منصور تھا' اور دیارِ مصر میں اس کا نائب امیر سیف الدین یلبغا' اور اس کا وزیر منجک تھا' اور اس کے قضاۃ عز الدین بن جماعۃ الشافعی' اور تقی الدین الاخنائی المالکی' اور علاء الدین الترکمانی الحنفی اور موفق الدین المقدسی الحنبلی تھے اور اس کا سیکرٹری قاضی علاء الدین بن محی الدین بن فضل اللہ العمری۔ اور دمشق میں محروس شام کا نائب امیر سیف الدین ارغون شاہ الناصری اور حاجب الحجاب امیر طیر و مرا اسماعیلی تھا' اور دمشق کے قضاۃ قاضی القضاۃ تقی الدین السبکی الشافعی' اور قاضی القضاۃ نجم الدین الحنفی' اور قاضی القضاۃ جلال الدین المسلاتی المالکی' اور قاضی القضاۃ علاء الدین بن منجا الحنبلی تھے' اور اس کا سیکرٹری قاضی ناصر الدین الحلبی الشافعی تھا جو حلب میں افواج کا قاضی اور وہاں محروسہ دمشق میں اقامت کرنے کے ساتھ ساتھ الاسدیۃ کا مدرس بھی تھا۔ اور اطرافِ بلاد میں مصیبت پڑنے کی متواتر اطلاعات آئیں۔ اور بلاد القرم کے متعلق ایک بہت بڑے واقعہ کا ذکر کیا گیا ہے' اور ان میں دو موتیں بھی بہت ہیں۔

پھر بیان کیا گیا کہ وہ بلادِ فرنگ کی طرف منتقل ہو گیا ہے' حتیٰ کہ بیان کیا گیا کہ اہلِ قبرص کی کثرت مر گئی ہے یا اس کے قریب قریب لوگ مر گئے ہیں۔

اور اس طرح غزہ میں ایک عظیم واقعہ ہوا' اور نائب غزہ کی نائب دمشق کی طرف اطلاعات آئیں کہ یوم عاشورہ سے ماہِ صفر کے اسی دن تک دس بارہ ہزار آدمی فوت ہو چکے ہیں۔

اور اس سال کی ۷ر ربیع الاوّل کو جمعہ کے روز نماز کے بعد بخاری کو پڑھا گیا' اور قضاۃ اور لوگوں کی ایک جماعت حاضر ہوئی' اور اس کے بعد چار پڑھنے والوں نے پڑھا' اور لوگوں نے ملک سے وباء کے دور ہونے کی دُعاء کی' اور یہ اس لیے ہوئی کہ جب لوگوں کو اطلاع ملی کہ سواحل اور ملک کی دیگر اکناف میں یہ بیماری آئی ہے تو وہ شہر دمشق میں اس کے وقوع سے ڈرنے لگے' اللہ اس سے بچائے اور محفوظ رکھے۔ حالانکہ اس کے باشندوں کی ایک جماعت اس مرض سے فوت ہو چکی ہے۔

اور اس ماہ کی ۹ر تاریخ کی صبح کو لوگ محرابِ صحابہؓ میں جمع ہوئے' اور انہوں نے متفرق ہو کر ایک شخص کے خواب کی بناء پر تین ہزار تین سو تریسٹھ دفعہ سورۂ نوح پڑھی' اس نے رسولِ کریم ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے اُسے اس طرح اس کے پڑھنے کی

ہدایت کی ہے۔

اور اسی طرح اس ماہ میں طاعون کی بیماری سے بہت سی اموات ہوئیں' اور ہر روز ایک سو سے زیادہ آدمی مرتے' انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اور جب یہ بیماری کسی گھر میں پڑتی تو اس سے باہر نہ نکلتی' حتیٰ کہ اس کے اکثر لوگ مر جاتے۔ لیکن اہل شہر کی کثرت کی طرف نظر کرتے ہوئے کم تھی۔ اور اس ماہ کے ان ایام میں بہت سے لوگ مر گئے' خصوصاً عورتیں بہت فوت ہوئیں' بلاشبہ مردوں کی نسبت ان کی موت بہت زیادہ ہوتی ہے۔

اور خطیب نے اس سال کی ۶ ربیع الاوّل جمعہ کی شب کو مغرب سے بیماری کے دور ہونے کے لیے بقیہ نمازوں میں قنوت اور دعا شروع کر دی' جس سے لوگوں میں خشوع وخضوع' تضرع اور انابت پیدا ہوتی' اور اس ماہ میں بہت اموات ہوئیں' اور وہ ہر روز دو سو سے بڑھ گئے' انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اور مردوں کی تعداد ان سے دوگنی ہوگئی' اور لوگوں کے مصالح بیکار ہو گئے۔ اور مردوں کا اخراج متاخر ہو گیا اور مردوں کا تاوان زیادہ ہو گیا۔ اور لوگوں نے تکلیف اٹھائی' خصوصاً کمزوروں نے۔ بلاشبہ میت پر بہت کچھ لیا جاتا تھا۔ پس نائب السلطنت نے بالونوں' غسالوں اور اُٹھانے والوں کا ڈنڈ باطل کر دیا' اور اس کے ابطال کا اعلان ۱۶ ربیع الآخر سوموار کے روز کیا گیا' اور بہت سے تابوت شہر کی اطراف میں وقف کیے گئے' جس سے لوگوں کو وسعت ہوئی' لیکن مردے بہت زیادہ ہو گئے' واللہ المستعان۔

اور اس ماہ کی ۲۳ تاریخ کو سوموار کے روز شہر میں اعلان کیا گیا کہ لوگ تین دن روزہ رکھیں' اور چوتھے دن یعنی جمعہ کو مسجد القدم کی طرف جا کر اللہ کے حضور عاجزی سے اور اپنے سے وباء کے دور کرنے کے بارے میں دُعا کریں' پس اکثر لوگوں نے روزہ رکھا اور لوگ جامع میں سو گئے' اور ماہِ رمضان کی طرح رات کو عبادت کرتے رہے۔

اور جب اس ماہ کی ۲۷ تاریخ کو جمعہ کی صبح ہوئی تو لوگ اور یہود و نصاریٰ' سامرہ' بوڑھے' بوڑھیاں' بچے' فقراء' امراء' کبراء اور قضاۃ جمعہ کے روز نمازِ فجر کے بعد ہر گھرے راستے سے نکلے' اور وہ مسلسل وہاں دُعا کرتے رہے' حتیٰ کہ دن بہت بلند ہو گیا' اور وہ قیامت کا دن تھا۔

اور ۱۰ جمادی الاولیٰ جمعرات کے روز' نمازِ ظہر کے بعد خطیب نے سولہ مردوں کا ایک ہی جنازہ پڑھا' اور لوگ اس سے خوفزدہ ہو گئے' اور ان دنوں بہت وباء تھی۔ بسا اوقات شہر اور اس کے آباد مقامات کے تین سو کے قریب جنازے ہو جاتے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اور اس نے نماز کے بعد جامع دمشق میں پندرہ مردوں کے جنازہ پڑھے' اور گیارہ آدمیوں کے بھی جنازے پڑھے۔

اور اس ماہ کی ۲۱ تاریخ کو سوموار کے روز نائب السلطنت نے شہر کے کتوں کو مارنے کا حکم دیا اور وہ شہر کی اطراف میں بہت تھے۔ اور بسا اوقات لوگوں کو تکلیف دیتے' اور رات کو ان کے راستے روک دیتے۔ اور انہوں نے بہت سے جگہوں کو پلید کر دیا' جس سے ابتلاء عام ہو گیا' اور اس سے بچنا مشکل ہو گیا' اور میں نے ان کے قتل کے بارے میں بیان ہونے والی احادیث کا ایک حصہ جمع کیا ہے' اور اس کے نسخے کے بارے میں ائمہ کا اختلاف ہے۔

اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے خطبے میں کبوتروں کو ذبح کرنے اور کتوں کو مارنے کا حکم دیا کرتے تھے۔ اور امام مالک نے ابن

وہب کی روایت میں معین شہر کے کتوں کے مارنے کے جواز کی تصریح کی ہے۔ بشرطیکہ امام مصلحتاً اس کے بارے میں اجازت دے۔

اور اس ماہ کی ۲۸ رتاریخ کو سوموار کے روز زین الدین عبدالرحمٰن بن شیخ حافظ المزی نے دارالحدیث نوریہ میں وفات پائی' آپ اس کے شیخ تھے اور الصوفیہ کے قبرستان میں اپنے والد کے پاس دفن ہوئے' اور ماہ رجمادی الآخرۃ کو موت میں اضافہ ہو گیا' اور عوام وخواص میں سے بہت سے لوگ جنہیں ہم جانتے ہیں اور نہیں جانتے فوت ہو گئے' اللہ ان پر رحم فرمائے اور اپنی جنت میں داخل کرے۔

اور اکثر دنوں میں جامع میں سو سے زیادہ مردوں کا جنازہ پڑھایا جاتا' انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اور بعض مردوں کو جامع میں نہ لایا جاتا' اور شہر کے اردگرد اور اس کی اطراف میں مرنے والوں کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

اور اس ماہ کی ۲۷ رتاریخ کو سوموار کے روز شمس الدین بن الصباب التاجر السفار بانی مدرسہ صبابیہ جو الظاہریہ کے قریب دارالقرآن ہے۔ اور وہ مدرسہ العادلیہ الکبیرہ کے سامنے ہے' وفات پا گئے اور یہ قطعہ زمین کچھ عرصہ بڑا ویرانہ تھا' سو اس شخص نے اسے آباد کیا' اور اسے حنابلہ کے لیے دارالقرآن اور دارالحدیث بنا دیا' اور اس نے اور دوسرے لوگوں نے اس پر اچھے اوقاف وقف کیے۔

اور ۸ ررجب کو جمعہ کے بعد' جامع اموی میں قاضی علاء الدین بن قاضی شہبہ کا جنازہ غائب پڑھا گیا' اور ایک ہی بار ۴۱ ر آدمیوں کا جنازہ پڑھا گیا' اور جامع کے اندر ان کے لیے جگہ نہ تھی' بلکہ وہ بعض مردوں کو باب السر کے باہر تک لے گئے اور خطیب اور نقیب نے آ کر وہاں سب کا جنازہ پڑھا اور وہ قیامت اور عظیم عبرت کا وقت تھا' انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اور آج کے روز تاجر فریدون نے وفات پائی' جس نے باب الجابیہ کے باہر بہادر آص کی قبر کے سامنے مدرسہ تعمیر کیا ہے' اس کی دیوار رنگدار پتھروں کی ہے۔ اور اس نے اسے دارالقرآن بنا دیا اور اس پر اچھے اوقاف وقف کیے۔ اور آپ مشہور اور قابل تعریف شخص تھے' رحمہ اللہ واکرم مثواہ۔

اور ۳ ررجب ہفتے کے روز شیخ علی المغربی شیخ تقی الدین بن تیمیہ کے ایک ساتھی تھے' کا جنازہ قاسیون کے دامن میں جامع افرم میں پڑھا گیا اور السفح میں دفن ہوئے۔ اور آپ عابد وزاہد' متقشف اور متقی شخص تھے' اور آپ نے کلیتہً اس دنیا میں کسی کام کی ذمہ داری نہیں لی' اور نہ ہی آپ کے پاس مال تھا' بلکہ آپ کے پاس کچھ فتوحات آتی تھیں' جسے آپ آہستہ آہستہ ختم کرتے تھے' اور تصوف کی تکالیف برداشت کرتے تھے' اور آپ نے ایک بیوی اور تین لڑکے چھوڑے' رحمہ اللہ۔

اور ۷ ررجب بدھ کے روز کی صبح کو جامع مظفری میں قاضی زین الدین بن المنجح نائب قاضی حنبلی کا جنازہ پڑھا گیا' اور قاسیون کے دامن میں دفن ہوئے' اور آپ قضاء میں قابل تعریف تھے اور آپ کو بہت فضائل حاصل تھے' اور دیندار اور عبادت گزار تھے' اور آپ شیخ تقی الدین بن تیمیہ کے اصحاب میں سے تھے' اور آپ کے اور قاضی شافعی کے درمیان کئی امور کے باعث جھگڑے ہوئے۔ پھر بعد ازاں دونوں نے صلح کر لی۔

اور اس ماہ کی ۱۲ رتاریخ کو سوموار کے روز ظہر کی اذان کے بعد دمشق اور اس کے اردگرد شدید ہوا آئی' جس نے بہت غبار

اڑ گیا' جس سے فضا زرد ہو گئی' پھر سیاہ ہو گئی' اور لوگ تقریباً پندرہ منٹ تک اسی حالت میں اللہ سے پناہ مانگتے' استغفار کرتے اور روتے رہے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ وہ جلد آنے والی موت میں بھی مبتلا تھے۔ اور لوگوں نے چاہا کہ یہ کیفیت ختم ہو' کیونکہ وہ طاعون میں مبتلا تھے اور یہ معاملہ بڑھتا ہی گیا' اور جامع اموی میں پڑھے جانے والے جنازوں کی تعداد ایک سو پچاس اور اس سے زیادہ تک پہنچ گئی' اور اس سے وہ جنازے خارج ہیں جنہیں شہر کی اطراف سے اس کی طرف نہ لایا جاتا تھا' اور اہل ذمہ کے جنازے بھی اس سے خارج ہیں' اور شہر کے قبائل اور اس کے اردگرد کا معاملہ اس سے بھی زیادہ تھا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ بہت سے دنوں میں وہ ایک ہزار تک پہنچ گئے' انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اور آج ظہر کے بعد جامع مظفری میں شیخ ابراہیم بن المحب کا جنازہ پڑھا گیا' جو جامع اموی اور جامع تنکز میں حدیث بیان کرتے تھے' اور آپ کی نیکی اور آپ کے مواعید نافعہ کی ادائیگی کی وجہ سے آپ کی مجلس میں بہت لوگ ہوتے تھے' اور آپ کو قاسیون کے دامن میں دفن کیا گیا' اور آپ کا جنازہ بہت بھرپور تھا۔

اور ۲۷ رجب کی رات کو جامع اموی میں مواعید کیے گئے' لوگ شب معراج بیان کرتے تھے' اور لوگ اپنے میں سے بہت سے لوگوں کے مرجانے کی وجہ سے حسب دستور اس میں اکٹھے نہ ہوئے' نیز اس وجہ سے بھی کہ بہت سے لوگ اپنے مریضوں اور مردوں میں مصروف تھے' اتفاق سے اس شب لوگوں کی ایک جماعت شہر کے باہر خیموں میں پیچھے رہ گئی' اور وہ حسب دستور باب النصر سے داخل ہونے کے لیے آئے اور دونوں دروازوں کے درمیان ان میں سے بہت سے لوگ اکٹھے ہو گئے' اور ان میں سے بہت سے لوگ یوں مر گئے جیسے اس وقت لوگ جنازوں پر مرجاتے ہیں' پس نائب السلطنت گھبرا گیا' اور باہر نکلا تو اس نے دیکھا' اور ان کو اکٹھا کرنے کا حکم دیا۔

اور جب صبح ہوئی تو اس نے انہیں سلائی پھیرنے کا حکم دیا' پھر انہیں معاف کر دیا۔ اور شہر کے منتظم کو بہت مارا۔ اور رات کو اس کے نائب کو سلائی پھیر دی' اور باب النصر کے دربان کو سلائی پھیر دی' اور حکم دیا کہ عشاء کے بعد کوئی شخص پیدل نہ چلے' پھر انہیں اس کی اجازت دے دی گئی۔

اور ماہ شعبان شروع ہوا' اور لوگ بہت مر رہے تھے' اور بسا اوقات شہر بدبودار ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اور شیخ شمس الدین بن الصلاح القیم بیۃ الکبیرۃ کے مدرس مسطر زمین میں ۱۳ رشعبان جمعرات کے روز وفات پا گئے۔ اور ۱۴ رشعبان کو جمعہ کے روز' نماز کے بعد بہت سی جماعت کا جنازہ پڑھا گیا' جس میں قاضی عماد الدین ابن الشیرازی محتسب شہر شامل تھے۔ آپ دمشق کے اکابر رؤساء میں سے تھے' اور آپ نے مدت تک جامع کی نگہداشت کی' اور بعض اوقات اوقاف کے بھی ناظر رہے۔ اور ایک وقت دونوں کام آپ کے پاس رہے' اور قاسیون کے دامن میں دفن ہوئے۔

اور ماہ شوال کے آخری عشرہ میں امیر قرابغا دویدار نائب' حکر السماق کے مغرب میں اپنے گھر میں وفات پا گئے' اور آپ نے اس کے پہلو میں اپنے لیے ایک قبر اور مسجد تعمیر کی تھی' اور آپ ہی نے اپنے گھر کے نزدیک ایک چھوٹا سا نیا بازار بنایا تھا' اور شرق و غرب میں اس کے دو دروازے بنائے تھے' اور آپ کی جاہ وحشمت کے باعث وہ بڑی قیمت کا کفیل ہوا' پھر اس کی ضرورت کی قلت

کی وجہ سے وہ بیابان ہو گیا۔ اور امراء اور قضاۃ واکابر آپ کے جنازے میں حاضر ہوئے۔ اور وہیں آپ اپنی قبر میں دفن ہوئے۔ اور آپ نے بہت اموال اور بہت خزانے چھوڑے‘ جنہیں آپ کے مخدوم نائب السلطنت نے لے لیا۔

اور ۷ رذوالقعدہ منگل کے روز خطیب الجامع‘ خطیب تاج الدین عبدالرحیم بن قاضی جلال الدین محمد بن عبدالرحیم قزوینی نے دارالخطابت میں وفات پائی‘ آپ دو دن بیمار رہے۔ اور آپ کو لوگوں کی طرح طاعون ہوئی‘ اور اسی طرح آپ کے عام اہل بیت لڑکیوں اور لڑکوں کو بھی طاعون ہوئی‘ اور آپ کے دو دن بعد آپ کا بھائی صدر الدین عبدالکریم بھی آپ کے پیچھے مر گیا‘ اور اس روز ظہر کے بعد خطیب تاج الدین کا جنازہ باب الخطابۃ کے پاس پڑھا گیا‘ اور آپ ان کے قبرستان الصوفیہ میں اپنے باپ اور دونوں بھائیوں بدر الدین محمد اور جمال الدین عبداللہ کے پاس دفن ہوئے۔ رحمہم اللہ۔

اور ۹ رذوالقعدہ جمعرات کے روز قضاۃ اور بہت سے مفتی‘ فقہاء خطابت کے باعث نائب السلطنت کے پاس جمع ہوئے۔ اور شیخ جمال الدین بن محمود بن جملۃ کو مجلس میں طلب کیا گیا اور نائب السلطنت نے اسے خطیب مقرر کر دیا۔ اور جن کاموں کو وہ سرانجام دیتا تھا‘ وہ اس سے لے لیے اور انہیں لوگوں میں تقسیم کر دیا۔ پس اس نے قاضی بہاء الدین ابوالبقاء کو الظاہریۃ البرانیہ کی تدریس پر مقرر کیا‘ اور لوگوں نے اس کی بقیہ جہات کو آپس میں تقسیم کر لیا۔ اور اس کے ہاتھ میں خطابت کے سوا کچھ نہ رہا۔ اور آپ نے اس روز لوگوں کو ظہر کی نماز پڑھائی‘ اور جمعہ کے دن کی صبح کو اسے خلعت دیا گیا۔ اور اس نے اس روز لوگوں کو نماز پڑھائی اور خطباء کے دستور کے مطابق خطبہ دیا۔

اور عرفہ کے روز جو ہفتہ کے دن تھا‘ قاضی شہاب الدین بن فضل اللہ دیارِ مصر اور بلادِ شام کے سیکرٹری وفات پا گئے۔ پھر اس سے معزول ہو کر فوت ہو گئے۔ اور آپ امارت‘ سعادت‘ اور اموالِ جزیلہ اور املاک اور عہدوں میں سے کوئی چیز نہ لیتے تھے۔ اور آپ نے قاسیون کے دامن میں الرکنیہ کے نزدیک مشرق میں ایک عظیم گھر آباد کیا۔ السفح میں اس کی مانند کوئی گھر نہیں‘ آپ پر انشاء کی ریاست منتہی ہوتی ہے۔ اور آپ اپنے زمانے میں قاضی فاضل کی مانند تھے‘ اور آپ کی متعدد تصانیف اچھی عبارات والی ہیں۔ آپ خوش گفتار‘ حاضر جواب‘ جید الحفظ‘ فصیح اللسان اور خوش اخلاق تھے۔ اور علماء اور فقراء سے محبت رکھتے تھے‘ آپ نے پچاس سال سے زیادہ عمر نہیں پائی‘ باب الفرادیس کے اندر گھر میں وفات پائی۔ اور جامع اموی میں آپ کا جنازہ پڑھا گیا اور السفح میں اپنے باپ اور بھائی کے پاس الیغموریہ کے نزدیک دفن ہوئے‘ سامحہ اللہ وغفر لہ۔

اور آج کے روز شیخ عبداللہ بن رشیق المغربی نے وفات پائی‘ آپ ہمارے شیخ علامہ ابن تیمیہ کی تصانیف کے کاتب تھے‘ آپ شیخ کے خط کو ان سے بہتر سمجھتے تھے‘ جب آپ سے کوئی چیز پوشیدہ ہوتی تو یہ ابوعبداللہ اس کا استخراج کرتے‘ آپ بہت تیز لکھنے والے تھے‘ آپ پر کوئی اعتراض نہیں‘ آپ دیندار‘ عابد‘ بہت تلاوت کرنے والے اور اچھی نماز پڑھنے والے تھے‘ آپ کے عیال بھی تھے‘ اور آپ پر قرض بھی تھا‘ اللہ آپ پر رحم فرمائے اور آپ کو بخشے۔ آمین۔



۷۵۰ھ

اس سال کا آغاز ہوا تو بلاد مصر و شام اور حرمین وغیرہ کا سلطان ملک ناصر حسن بن ناصر محمد بن قلاوون تھا۔ اور دیار مصر کا نائب اور اس کے ممالک کا منتظم اتالیق سیف الدین یلبغا تھا۔ اور دیار مصر کے قضاۃ وہی تھے جن کا ذکر اس سے پہلے سال میں ہو چکا ہے اور نائب شام امیر سیف الدین ارغون شاہ الناصری تھا۔ اور دمشق کے قضاۃ وہی تھے جن کا ذکر اس سے پہلے سال میں ہو چکا ہے۔ اور خطیب اور محتسب کے سوا' کارندے بھی وہی تھے۔

اور اس سال خدا کے فضل سے طاعون کا معاملہ بہت سمٹ گیا' اور دیوانِ مواریث ۷۴۹ھ میں پانچ سو تک پہنچنے کے بعد بیس اور اس کے قریب قریب پہنچ گیا' پھر وہ اس سے بھی آگے بڑھا لیکن کلیتہً مرتفع نہیں ہوا۔ اور ۱۴ر محرم بدھ کے روز' فقیہ شہاب الدین احمد بن الثقہ اور اس کا بیٹا اس مرض سے ایک ہی ساعت میں وفات پا گئے' اور ان سب کا جنازہ اکٹھے پڑھا گیا اور ایک ہی قبر میں دفن ہوئے۔ رحمہم اللہ۔

اور ۲۵ر محرم بدھ کے روز ہمارے دوست شیخ امام' عالم' عابد' زاہد' درویش ناصر الدین محمد بن محمد بن محمد بن عبدالقدار بن الصائغ الشافعی مدرس العمادیۃ نے وفات پائی' اور سلف صالح کے طریق پر آپ میں بہت خوبیاں پائی جاتی ہیں۔ اور آپ بہت عبادت گزار' بہت تلاوت کرنے والے اور بہت قائم اللیل اور خوش اخلاق تھے' آپ کی عمر چالیس سے تقریباً تین سال متجاوز تھی' رحمہ اللہ واکرم مثواہ۔

اور ۲۳ر صفر بدھ کے روز' تقی الدین رافع محدث نے مشیخہ دارالحدیث النوریہ کو سنبھالا اور فضلاء' قضاۃ اور اعیان کی جماعت آپ کے پاس حاضر ہوئی۔

نائب السلطنت ارغون شاہ کی گرفتاری:

۲۳ر ربیع الاوّل جمعرات کی شب کو دمشق کے نائب السلطنت امیر سیف الدین ارغون شاہ کو گرفتار کر لیا گیا۔ اور وہ اپنے اہل کے ساتھ قصر ابلق کی طرف منتقل ہو گیا تھا۔ اور آدھی رات کے وقت اُسے پتہ بھی نہ چلا تو نائب طرابلس امیر سیف الدین الجی بغا المظفری الناصری' ہزاری اُمراء وغیرہ کے ساتھ اس کے پاس آیا' اور انہوں نے اس کا گھیراؤ کر لیا۔ اور اندر داخل ہونے والے اس کے پاس اندر داخل ہو گئے' اور وہ اپنی لونڈیوں کے ساتھ سویا ہوا تھا۔ وہ ان کی طرف آیا تو انہوں نے اسے گرفتار کر لیا اور بیڑیاں ڈال دیں' اور اس پر نشان لگا دیا۔ صبح ہوئی تو اکثر لوگوں کو پتہ ہی نہ تھا کہ کیا ہوا ہے؟ پس لوگوں نے اس کے متعلق باہم باتیں کیں' اور ترک امیر سیف الدین الجی بغا ئدکور کے پاس اکٹھے ہوئے' اور وہ شہر کے باہر اترا۔ اور ارغون شاہ کے ذخائر کی محافظت کی گئی' اور اس نے عزت کے ساتھ رات گزاری' اور صبح کو ذلیل ہو گیا۔ اور نائب السلطنت شام کو ہمارے پاس آیا اور صبح کی اور فقر اور محتاجی نے اس کا احاطہ کر لیا۔

پس پاک ہے وہ ذات جس کے ہاتھ میں حکومت ہے' اور وہ بادشاہت کا مالک ہے (جسے چاہتا ہے بادشاہت دیتا ہے' اور

جس سے چاہتا ہے بادشاہت چھین لیتا ہے اور جسے چاہتا ہے عزت دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے ذلیل کرتا ہے) جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ افامن اهل القرى ان ياتيهم باسنا بياتا وهم نائمون ۔ اوامن اهل القرى ان ياتيهم باسنا ضحى وهم يلعبون ۔ افامنوا مكر الله فلا يامن مكر الله الا القوم الخاسرون ﴾

پھر ۲۴ / ربیع الاوّل جمعہ کی رات کو وہ قتل ہو گیا۔ اور دستاویز نے ثابت کیا کہ اس نے خودکشی کی ہے' واللہ اعلم۔

ایک نہایت عجیب وغریب واقعہ:

پھر جب ۲۸ / ربیع الاوّل ۷۵۰ھ کو منگل کا دن آیا تو دمشقی فوج اور نائب طرابلس امیر سیف الدین الجی بغا کے درمیان اختلاف پیدا ہو گیا' جس نے آ کر نائب دمشق امیر سیف الدین ارغون شاہ کو جمعرات کی شب کو گرفتار کر کے جمعہ کی شب کو قتل کر دیا تھا' جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے' اور میدان اخضر میں ٹھہر کر اس کے اموال ذخائر کو پسند کر کے اپنے پاس جمع کرنے لگا' پس کبار اُمراء نے اُسے ملامت کی اور اسے حکم دیا کہ اموال کو قلعہ سلطان کی طرف لے جائے مگر اس نے ان کی بات کو قبول نہ کیا تو انہوں نے اس کے معاملے میں شک کیا اور اس خط کے بارے میں بھی شبہ کیا جو اس کے ہاتھ میں اس کی گرفتاری اور قتل کے متعلق تھا۔ اور وہ قلعہ تلے اور ابواب المیادین میں ہتھیار بند ہو کر آ گئے' اور وہ بھی اپنے اصحاب کے ساتھ سوار ہوا' اور وہ ایک سو سے بھی کم تھے۔ اور ایک شخص کا قول ہے کہ وہ ستر سے اسی اور نوے کے درمیان تھے۔ اور وہ فوج پر بے جگری سے حملے کرنے لگے' اور وہ صرف انہیں بری لوگوں کی طرح ہٹانے لگا اور ان کے پاس ان کے قتل کرنے اور ان سے جنگ کرنے کا حکم نہ تھا' اس لیے اکثر لوگ شکست کھا کر پشت پھیر گئے۔ اور فوج کی ٹکڑی باہر نکلی' جس میں ایک سرکردہ امیر' امیر سیف الدین الجی بغا العادلی بھی تھا' سو اس نے اس کا دایاں ہاتھ قطع کر دیا' اور اس کی عمر نوے سال کے قریب تھی' اور دوسروں نے فوج اور خدام کے حلقہ سے لوگوں کو قتل کیا' پھر معاملہ یوں طے ہوا کہ الجی بغا المظفری ارغون شاہ کے اصطبل میں بندھے ہوئے گھوڑوں میں سے جو چاہے لے لے' پھر وہ ذلیل ہو کر اپنی ایڑیوں کے بل المزہ کی جانب پلٹ گیا' اور اس کے پاس وہ اموال بھی تھے جو اس نے ارغون شاہ کے ذخائر سے اکٹھے کیے تھے' اور وہ مسلسل چلتا رہا' اور فوج میں بھی کسی نے اس کا تعاقب نہ کیا' اور امیر فخر الدین ایاس حاجب نے اس کی مصاحبت کی' جو گذشتہ سال حلب کا نائب تھا۔ پس وہ دونوں اپنے ساتھیوں کے ساتھ طرابلس گئے اور امرائے شام نے سلطان کو جو کچھ ہوا تھا' لکھ بھیجا' تو ایلچی آیا کہ جو کچھ ہوا ہے سلطان کو کلیتہً اس کا علم نہیں ہے۔ اور جو خط اس کے ہاتھوں میں تھا وہ جعلی تھا' اور شامی فوج کے چار ہزار جوانوں کو حکم آیا کہ وہ اس کی گرفتاری کے لیے اس کے پیچھے جائیں' پھر نائب صفد کو ان سب کا لیڈر بنا کر ان کے ساتھ شامل کر دیا گیا' اور وہ ربیع الآخر کے پہلے عشرے میں روانہ ہوئے' اور ۶ ربیع الآخر بدھ کے روز فوجیں سیف الدین الجی بغا العادلی کی تلاش میں میدانِ کارزار میں نکلیں اور وہ سرکردہ ہزاری اُمراء میں سے ایک تھا۔

اور جب ۷ / ربیع الآخر کو جمعرات کی رات تھی' تو شہر میں اعلان کیا گیا کہ فوج کا جو شخص وہاں ٹھہرا ہوا ہے وہ کل روانگی سے پیچھے نہ رہے۔ پس انہوں نے بڑی سرعت سے صبح کی اور شہر میں تنخواہ دار نائب کی نیابت میں امیر بدر الدین الخطیر کو نائب مقرر کیا

گیا۔ اور اس نے نائبین کے دستور کے مطابق دارالسعادۃ میں فیصلے کیے اور ہفتے کی رات کو مغرب اور عشاء کے درمیان اس ماہ کی سولہ تاریخ کو وہ فوج آ گئی جو الجی بغا المظفری کی تلاش میں گئی تھی اور وہ ان کے ساتھ ذلیل و حقیر قیدی تھا اور اسی طرح طرنطای حاجب بھی ان کے ساتھ قیدی بنا ہوا تھا' پس ان دونوں کو ذلیل و رسوا کر کے باب النصر کے پل کے قلعہ میں ڈال دیا گیا جو دارالسعادۃ کے بالمقابل ہے۔ اور یہ کام امیر بدرالدین الخطیر کی موجودگی میں ہوا' جو غیر حاضری میں نائب تھا' پس لوگ اس سے بہت خوش ہوئے۔

اور جب اس ماہ کی ۱۸ر تاریخ کو سوموار کا دن آیا تو وہ قلعہ سے سوق الخیل کی طرف گئے' اور فوج کی موجودگی میں ان کے دو ٹکڑے کر دیئے گئے' اور ان کے جثے لوگوں کے دیکھنے کے لیے لکڑی پر لٹکا دیئے گئے' سو وہ کئی روز لٹکے رہے' پھر اتار کر مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کر دیئے گئے۔

اور ماہ جمادی الآخر کے اوائل میں نائب حلب سیف الدین قطب شاہ کی موت کی خبر آئی' اور لوگ اس کی موت سے بہت خوش ہوئے' کیونکہ اس نے طاعون کے زمانے میں حماۃ شہر میں برے اعمال کیے تھے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ وہ ترکہ کی محافظت کرتا تھا' خواہ اس میں لڑکا یا کوئی اور ہو' اور ظلماً لوگوں کے اموال لے لیتا تھا' حتیٰ کہ اس نے ترکوں سے بہت کچھ اکٹھا کر لیا۔ پھر حلب کے نائب' امیر سیف الدین اور ارقطیہ کے بعد جسے ارغون شاہ کی موت کے بعد دمشق کی نیابت پر مقرر کیا گیا تھا' وہ حلب آیا اور لوگ اس کے استقبال کو نکلے' اور ابھی وہ حلب سے ایک منزل ہی نکلا تھا کہ اسی منزل پر مر گیا اور جب قطب شاہ حلب آیا' اور ابھی وہ وہاں تھوڑا ہی عرصہ ٹھہرا تھا کہ مر گیا' اور وہ ان اموال سے جنہیں اس نے جمع کیا تھا' دنیا اور آخرت میں کوئی فائدہ نہ اٹھا سکا۔

اور ۱۲ر جمادی الآخرۃ جمعرات کے روز' امیر سیف الدین الیتعش الناصری دیارِ مصر سے دمشق کا نائب بن کر آیا' اور حسب دستور اس کے آگے آگے فوج تھی' سو اس نے چوکھٹ کو بوسہ دیا اور تنگ اور تلوار لگائی' اور وہاں اسے اس کا حکم اور شاہی فرمان دیا۔ اور وہ نائبین کے دستور کے مطابق دستے میں کھڑا ہوا' اور دارالسعادۃ کی طرف واپس آ گیا' اور فیصلے کیے' اور لوگ اس سے خوش ہو گئے اور وہ خوبصورت اور قام الخلقت تھا۔ اور شام تقریباً اڑھائی ماہ سے مستقل نائب کے بغیر تھا اور اس کی آمد کے روز طبلخانات اور قام الخلقت تھا۔ اور شام تقریباً اڑھائی ماہ سے مستقل نائب کے بغیر تھا اور اس کی آمد کے روز طبلخانات سے چار امراء کو قید کیا گیا۔ اور وہ القاسمی اور آل ابوبکر کے لڑکے تھے' انہیں نائب شام ارغون شاہ کے خلاف الجی بغا المظفری کی مدد کرنے کی وجہ سے قلعہ میں قید کر دیا۔

اور ۱۵ر جمادی الآخرۃ سوموار کے روز' قاضی نجم الدین بن قاضی عماد الدین طرسوسی حنفی نے فیصلہ کیا' اور یہ دیارِ مصر سے سلطانی حکم اور خلعت کے آنے پر ہوا' اور ۱۶ر جمادی الآخرۃ منگل کے روز قاضی القضاۃ تقی الدین السبکی اور شمس الدین ابن قیم الجوزیہ کے درمیان' امیر سیف الدین بن فضل ملک العرب کے ہاتھوں قاضی القضاۃ باغ میں صلح ہوئی' اور مسئلہ طلاق کے بارے میں ان کے بکثرت فتویٰ دینے سے انہیں ملامت کی گئی تھی۔

اور ۲۶ر جمادی الآخرۃ جمعہ کے روز' امیر سیف الدین ارغون شاہ کے جثہ کو الصوفیہ کے قبرستان سے اس کی قبر میں منتقل کیا

جس سے چاہتا ہے بادشاہت چھین لیتا ہے' اور جسے چاہتا ہے عزت دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے ذلیل کرتا ہے) جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ افامن اهل القرى ان ياتيهم باسنا بياتا وهم نائمون . اوامن اهل القرى ان ياتيهم باسنا ضحى وهم يلعبون . افامنوا مكر الله فلا يامن مكر الله الا القوم الخاسرون ﴾

پھر ۲۴/ ربیع الاوّل جمعہ کی رات کو وہ قتل ہو گیا۔ اور دستاویز نے ثابت کیا کہ اس نے خودکشی کی ہے' واللہ اعلم۔

ایک نہایت عجیب وغریب واقعہ:

پھر جب ۲۸/ ربیع الاوّل ۷۵۰ھ کو منگل کا دن آیا تو دمشقی فوج اور نائب طرابلس امیر سیف الدین الجی بغا کے درمیان اختلاف پیدا ہو گیا' جس نے آ کر نائب دمشق امیر سیف الدین ارغون شاہ کو جمعرات کی شب کو گرفتار کر کے جمعہ کی شب کو قتل کر دیا تھا' جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے' اور میدان اخضر میں ٹھہر کر اس کے اموال ذخائر کو پسند کر کے اپنے پاس جمع کرنے لگا' پس کبار اُمراء نے اُسے ملامت کی اور اسے حکم دیا کہ اموال کو قلعہ سلطان کی طرف لے جائے مگر اس نے ان کی بات کو قبول نہ کیا تو انہوں نے اس کے معاملے میں شک کیا اور اس خط کے بارے میں بھی شبہ کیا جو اس کے ہاتھ میں اس کی گرفتاری اور قتل کے متعلق تھا۔ اور وہ قلعہ تلے اور ابواب المیادین میں ہتھیار بند ہو کر آ گئے' اور وہ بھی اپنے اصحاب کے ساتھ سوار ہوا' اور وہ ایک سو سے بھی کم تھے۔ اور ایک شخص کا قول ہے کہ وہ ستر سے اسی اور نوے کے درمیان تھے۔ اور وہ فوج پر بے جگری سے حملے کرنے لگے' اور وہ صرف انہیں بری لوگوں کی طرح ہٹانے لگا اور ان کے پاس ان کے قتل کرنے اور ان سے جنگ کرنے کا حکم نہ تھا' اس لیے اکثر لوگ شکست کھا کر پشت پھیر گئے۔ اور فوج کی ٹکڑی باہر نکلی' جس میں ایک سرکردہ امیر' امیر سیف الدین الجی بغا العادلی بھی تھا' سو اس نے اس کا دایاں ہاتھ قطع کر دیا' اور اس کی عمر نوے سال کے قریب تھی' اور دوسروں نے فوج اور خدام کے حلقہ سے لوگوں کو قتل کیا' پھر معاملہ یوں طے ہوا کہ الجی بغا المظفری ارغون شاہ کے اصطبل میں بندھے ہوئے گھوڑوں میں سے جو چاہے لے لے' پھر وہ ذلیل ہو کر اپنی ایڑیوں کے بل المزہ کی جانب پلٹ گیا' اور اس کے پاس وہ اموال بھی تھے جو اس نے ارغون شاہ کے ذخائر سے اکٹھے کیے تھے' اور وہ مسلسل چلتا رہا' اور فوج میں بھی کسی نے اس کا تعاقب نہ کیا' اور امیر فخر الدین ایاس حاجب نے اس کی مصاحبت کی' جو گذشتہ سال حلب کا نائب تھا۔ پس وہ دونوں اپنے ساتھیوں کے ساتھ طرابلس گئے اور امرائے شام نے سلطان کو جو کچھ ہوا تھا' لکھ بھیجا' تو ایلچی آیا کہ جو کچھ ہوا ہے سلطان کو کلیتہً اس کا علم نہیں ہے۔ اور جو خط اس کے ہاتھوں میں تھا وہ جعلی تھا' اور شامی فوج کے چار ہزار جوانوں کو حکم آیا کہ وہ اس کی گرفتاری کے لیے اس کے پیچھے جائیں' پھر نائب صفد کو ان سب کا لیڈر بنا کر ان کے ساتھ شامل کر دیا گیا' اور وہ ربیع الآخر کے پہلے عشرے میں روانہ ہوئے' اور ۶/ ربیع الآخر بدھ کے روز فوجیں سیف الدین الجی بغا العادلی کی تلاش میں میدانِ کارزار میں نکلیں اور وہ سرکردہ ہزاری اُمراء میں سے ایک تھا۔

اور جب ۷/ ربیع الآخر کو جمعرات کی رات تھی' تو شہر میں اعلان کیا گیا کہ فوج کا جو شخص وہاں ٹھہرا ہوا ہے وہ کل روانگی سے پیچھے نہ رہے۔ پس انہوں نے بڑی سرعت سے صبح کی اور شہر میں تنخواہ دار نائب کی نیابت میں امیر بدر الدین الخطیر کو نائب مقرر کیا

گیا جسے اس نے طارمہ کے نیچے بنایا تھا۔ اور اس کے آگے جو قبہ اور مسجد تھی' اس نے اسے مکمل کرنا شروع کر دیا۔ اور ان دونوں کی تکمیل سے قبل اکبی بغا المظفری کے ہاتھوں جلد ہی اس کی موت آ گئی' اور جب انہوں نے اسے ذبح کر کے قتل کیا تو اسے رات کو الصوفیہ کے قبرستان میں شیخ تقی الدین ابن الصلاح کی قبر کے نزدیک دفن کیا' پھر اسے رات کو مذکورہ قبر میں منتقل کر دیا گیا۔ اور ۱۹ر رجب کو موذنین نے فجر کی اذان وقت سے تقریباً ایک گھنٹہ پہلے دے دی' اور لوگوں نے حسب دستور جامع اموی میں ترتیب ائمہ کے مطابق نماز پڑھی' پھر انہوں نے دیکھا کہ وقت باقی ہے' تو خطیب نے سب آئمہ کی نماز کے بعد فجر دوبارہ پڑھائی' اور نماز دوبارہ پڑھی گئی' اور اس قسم کی بات کا کبھی اتفاق نہیں ہوا۔

اور ۸ر شعبان جمعرات کے روز' قاضی القضاۃ علاء الدین بن منجا الحنبلی نے السماویہ میں وفات پائی اور ظہر کے وقت جامع اموی میں آپ کا جنازہ پڑھا گیا' پھر باب النصر کے باہر پڑھا گیا' اور قاسیون کے دامن میں آپ کو دفن کیا گیا۔ رحمہ اللہ۔

اور رمضان میں سوموار کے روز' صبح صبح' شیخ جمال الدین المرداوی کو الصالحیہ سے دارالسعادۃ کی طرف بلایا گیا' اور آپ کے مذہب کی قضاء کا حکمنامہ اس سے چند روز قبل آپ کے پاس پہنچ چکا تھا' پس نائب اور باقی قضاۃ کے سامنے خلعت لائے گئے' اور آپ سے خواہش کی گئی کہ آپ سے اس کے پہننے اور امارت کے قبول کرنے کی خواہش کی گئی' مگر آپ نے انکار کیا تو انہوں نے آپ سے اصرار کیا تو آپ نے کان نہ دھرا' اور انکار میں کوئی کوتاہی نہ چھوڑی' اور ناراض ہو کر باہر نکل گئے' اور الصالحیہ کی طرف چلے گئے۔ پس لوگوں نے آپ کی تعظیم میں کوئی کوتاہی نہ چھوڑی۔ اور اس روز قضاۃ دارالسعادۃ میں رہے۔ پھر انہوں نے ظہر کے بعد آپ کی طرف پیغام بھیجا تو آپ الصالحیہ سے آئے اور وہ مسلسل آپ سے اصرار کرتے رہے' حتیٰ کہ آپ نے امارت کو قبول کر لیا' اور خلعت پہن لیا' اور جامع کی طرف گئے' اور عصر کے بعد آپ کا حکمنامہ پڑھا گیا۔ اور قضاۃ آپ کے پاس اکٹھے ہوئے' اور لوگوں نے آپ کو مبارکباد دی' اور آپ سے آپ کی دیانت' صیانت' فضیلت اور امانت کی وجہ سے خوش ہو گئے۔ اور اس دن سے چند روز بعد فقیہ شمس الدین محمد بن مفلح حنبلی نے قاضی القضاۃ جمال الدین المرداوی المقدسی کی نیابت میں فیصلے کیے' اور ابن مفلح آپ کی بیٹی کا خاوند تھا۔

اور ذوالقعدہ کے آخری عشرہ میں امام محدث امین الدین الانجی المالکی مدرسہ ناصریہ کی مشیخہ دارالحدیث میں آئے' اور امین الدین ابن القلانسی وکیل بیت المال آپ کی خاطر اس سے دستکش ہو گئے تھے' اور اکابر واعیان آپ کے پاس حاضر ہوئے۔ اور اس سال کے آخر میں وہ قبر مکمل ہوئی جو امیر سیف الدین ارغون شاہ جو دمشق میں نائب السلطنت تھا' کی طرف منسوب طارمہ کے نیچے ہے۔ اور اسی طرح اس سے سامنے کی مسجد بھی مکمل ہوئی' اور لوگوں نے اس میں نماز پڑھی' اور اس سے قبل وہ چھوٹی سی مسجد تھی۔ سو اس نے اسے تعمیر کیا اور بڑا کیا' اور وہ جامع کی مانند بن گئی' اللہ اسے قبول فرمائے۔ آمین۔



۷۵۱ھ

اس سال کا آغاز ہوا تو مصر وشام کا سلطان ناصر حسن بن ناصر محمد بن قلاوون تھا اور مصر میں اس کا نائب امیر سیف الدین یلبغا اور اس کا بھائی سیف الدین منجک الوزیر تھا۔ اور دیارِ مصر کے سرکردہ لوگوں کی ایک جماعت مشیر تھی۔ اور مصر کے قضاۃ اور سیکرٹری گزشتہ سال والے ہی تھے' اور نائب شام امیر سیف الدین ارتیمش الناصری تھا' اور شیخ جمال الدین یوسف المراودی کے سوا' قضاۃ بھی وہی تھے' اور سیکرٹری بھی وہی تھا' اور تاج الدین شیخ الشیوخ تھا۔ اور صدر مقام کا کاتب پہلے ہی تھے' اور شرف الدین عبدالوہاب بن قاضی علاء الدین بن شمر نوخ کو ان کے ساتھ شامل کر دیا گیا' اور قاضی عماد الدین بن العزفور' محتسب اور اوقاف کا منتظم تھا اور فخر الدین بن العفیف جامع کا ناظر تھا' اور خطیب شہر جمال الدین محمود ابن جملہ تھا۔ رحمہ اللہ۔

اور ۱۰/محرم ہفتے کے روز' نائب السلطان کی طرف سے اس خط کے بارے میں جو دیارِ مصر سے آیا تھا' اعلان کیا گیا کہ عورتیں طویل عریض آستینیں پہنیں' اور نہ ریشمی چادریں اور نہ قیمتی کپڑے پہنیں' اور نہ ادنیٰ چھوٹے کپڑے پہنیں' اور ہمیں اطلاع پہنچی ہے کہ انہوں نے دیارِ مصر میں اس بارے میں بڑی سختی کی' حتیٰ کہ انہوں نے اس کے باعث بعض عورتوں کو غرق کر دیا۔ واللہ اعلم۔

اور اس سال کے آغاز میں باب الخواصین کے محلّہ میں تنکز کی بیوی کے قبر کے سامنے دار القرآن کی از سرِ نو تعمیر و تکمیل کی گئی۔

اور آختہ صفی الدین عنبر' مولیٰ ابن حمزہ کا مدرسہ میدان کی صورت میں تھا' اور وہ ایک بڑا سخی تھا' اللہ اسے قبول فرمائے۔

اور ۵/جمادی الاولیٰ اتوار کے روز مدرسہ طیبانیہ کو کھولا گیا جو الشامیۃ الجوانیہ کے قریب امیر سیف الدین طیبان کا گھر تھا جو الشامیہ الجوانیہ اور ام الصالح کے درمیان تھا' اسے اس کے قریب کردہ ثلث سے خریدا گیا' مدرسہ کھولا گیا' اور اس کے قبلے کی جانب راستے کی طرف اس کی کھڑکی کو منتقل کیا گیا' اور آج کے دن شیخ عماد الدین بن شرف الدین جو شیخ کمال الدین بن زملکانی کے عمزاد تھے' وقف کرنے والے کی وصیت کے مطابق وہاں درس کے لیے آئے' اور قاضی القضاۃ السبکی اور مالکی اور اعیان کی ایک جماعت آپ کے پاس حاضر ہوئی' اور آپ نے قولِ الٰہی: ﴿ مَا يَفْتَحِ اللّٰهُ لِلنَّاسِ مِنْ رَّحْمَةٍ فَلَا مُمْسِكَ لَهَا ﴾ سے درس کا آغاز کیا۔ اور اتفاق سے ۲۶/جمادی الاولیٰ اتوار کی شب کو کوئی مؤذن ایک مؤذن کے سوا مغرب کی نماز کے کھڑے ہونے کے وقت جامع دمشق کے منبر پر حاضر نہ ہوا' اور آپ نے انتظار کیا کہ کون آپ کے ساتھ نماز ادا کرے گا' مگر اس کے سوا درجے کے برابر یا اس سے زیادہ درجے کا آدمی نہ آیا' تو آپ نے اکیلے ہی نماز کی اقامت کہی۔ اور جب امام نے نماز کا احرام باندھ لیا تو نماز کے دوران مؤذن آ ملے' حتیٰ کہ وہ دس سے کم تک پہنچ گئے۔ اور یہ ایک عجیب امر ہے کہ تیس یا اس سے زیادہ مؤذنین میں سے ایک مؤذن کے سوا کوئی حاضر نہ ہوا۔ اور بہت سے مشائخ نے بتایا کہ انہوں نے اس واقعہ کی نظیر نہیں دیکھی۔

اور ۱۷/جمادی الآخرۃ سوموار کے روز مزار عثمان پر قضاۃ جمع ہوئے' اور فاضل حنبلی نے دار المعتمد کے بارے میں جو وقف ہے' اور مدرسہ شیخ ابو عمر یلبغا سے متصل ہے' حکم دیا کہ اسے دار القرآن کے ساتھ شامل کر دیا جائے' اور اس نے فقراء کے لیے اس پر اوقاف وقف کیے۔ اور شافعی نے سے اس بات سے روکا کہ انجام کار وہ دار الحدیث بن جائے گا۔ پھر انہوں نے ایک اور دروازہ

کھا لیا اور کہنے لگے کہ یہ گھر منہدم نہیں ہوا اور نہ ہی یہ فیصلے کا محل ہے کیونکہ امام احمد کا مذہب یہ ہے کہ جب وقف کلیتہً منہدم ہو جائے اور جس چیز سے فائدہ حاصل کیا جاتا ہے وہ نہ رہے تو وقف کو فروخت کیا جا سکتا ہے۔ پس قاضی حنفی نے اثبات وقف کا فیصلہ کیا جیسا کہ وہ تھا۔ اور شافعی اور مالکی نے اسے نافذ کیا' اور اسی پر معاملہ طے ہو گیا' اور طویل واقعات اور عجیب امور کا سلسلہ شروع ہو گیا۔

اور ۲۷ر جمادی الآخرۃ بدھ کے روز' نئے مدرسہ' جسے طیبانیہ کہا جاتا تھا اور ام الصالح کے پہلو میں واقع تھا' کا دربان مقتول پایا گیا' اور مدرسہ مذکورہ کے اموال اس سے لے لیے گئے' اور اس کام کے کرنے والے کا پتہ نہ چلا' اور دربان نیک اور اچھا آدمی تھا۔ رحمہ اللہ۔

شیخ شمس الدین بن قیم الجوزیہ کے حالات:

۱۳ر رجب جمعرات کی شب کو عشاء کی اذان کے وقت' ہمارے دوست شیخ امام علامہ شمس الدین محمد بن ابی بکر بن ایوب الزرعی' امام الجوزیہ اور اس کے قیم کے بیٹے وفات پا گئے' اور دوسرے دن نمازِ ظہر کے بعد جامع اموی میں آپ کا جنازہ پڑھا گیا۔ اور باب الصغیر کے قبرستان میں اپنی والدہ کے پاس آپ کو دفن کیا گیا۔

آپ ۶۹۱ھ میں پیدا ہوئے' اور حدیث کا سماع کیا اور علم میں مصروف ہو گئے' اور متعدد علوم میں مہارت حاصل کی۔ خصوصاً تفسیر' حدیث اور اصلین میں' اور جب شیخ تقی الدین ابن تیمیہ ۷۱۲ھ میں دیار مصر سے واپس آئے تو آپ ان کے ساتھ منتھی ہو گئے' یہاں تک کہ شیخ وفات پا گئے۔ اور آپ نے ان سے بہت علم حاصل کیا' اور پہلے بھی آپ کو ان کے ساتھ اشتغال تھا۔ پس آپ بہت سے فنون میں شب و روز کثرتِ طلب اور کثرتِ ابتہال کے ساتھ آپ کے باب میں یکتا ہو گئے۔ آپ اچھے قاری' خوش اخلاق اور بہت دوستی کرنے والے تھے' کسی سے حسد نہ کرتے تھے اور نہ کسی کو اذیت دیتے تھے' اور نہ کسی پر عیب لگاتے تھے' اور نہ کسی سے کینہ رکھتے تھے۔ اور میں بھی آپ کے دوستوں میں سے تھا' اور آپ کو سب سے زیادہ محبوب تھا' اور میں اپنے اس زمانے میں آپ سے زیادہ عبادت گزار کو نہیں جانتا۔ آپ کی نماز کا طریق یہ تھا کہ آپ اسے بہت لمبا کرتے تھے' اور اس کے رکوع و سجود کو بھی لمبا کرتے تھے' اور بعض اوقات آپ کے بہت سے اصحاب آپ کو ملامت کرتے تھے' مگر آپ اس سے باز نہیں آتے تھے' آپ نے چھوٹی بڑی بہت تصانیف کی ہیں' اور آپ نے اپنے خوش خط سے بہت کچھ لکھا ہے' اور وہ کتابیں جمع کی ہیں' جن کا دسواں حصہ بھی خلف وسلف میں سے کسی نے مہیا نہیں کیا' مختصر یہ کہ آپ اپنے امور واحوال میں کم صبر کرنے والے تھے' اور بھلائی اور اخلاق صالحہ کا آپ پر غلبہ تھا۔ اللہ آپ سے درگزر فرمائے اور رحم فرمائے۔

اور آپ مسئلہ طلاق کے بارے میں وہ فتویٰ دینے کے درپے تھے' جسے شیخ تقی الدین ابن تیمیہ نے اختیار کیا تھا' اور اس کی وجہ سے قاضی القضاۃ تقی الدین السبکی کے ساتھ آپ کے جھگڑوں کا سلسلہ شروع ہو گیا جس کی تفصیل طویل ہے' اور آپ کا جنازہ بہت بھرپور تھا' جس میں قضاۃ' اعیان اور خواص و عوام صالحین حاضر ہوئے۔ اور آپ کی چارپائی اُٹھانے پر لوگوں نے بھیڑ کی' اور آپ کی عمر پورے ساٹھ سال تھی۔ رحمہ اللہ۔

اور ۹ شعبان بروز سوموار کو ... شرف الدین عبداللہ بن شیخ امام علامہ شمس الدین بن قیم الجوزیہ نے اپنے باپ کی بجائے الصدریہ میں درس دیا اور خوب دیا۔ اور علم اور اہل علم کی فضیلت کے متعلق بہت اچھی باتیں بیان کیں۔

اور عجیب وغریب واقعات میں سے جس کی مانند تقریباً دو سو سال یا اس سے زیادہ عرصہ سے اس جیسا واقعہ نہیں ہوا' یہ ہے کہ آپ نے ۱۵ ارشعبان کی رات کو جامع دمشق میں چراغاں کرنا باطل کر دیا' اور سال کی دیگر راتوں کی طرح حسب دستور اس میں ایک قندیل کا بھی اضافہ نہ کیا' جس سے اہل علم خوش اور دیندار لوگ خوش ہو گئے' اور انہوں نے اس بڑی بدعت کے خاتمے پر اللہ کا شکر ادا کیا' جس کی وجہ سے شہر میں بہت سے شر پیدا ہوئے تھے' اور جامع اموی کی پناہ لی جاتی تھی اور یہ سلطان ملک ناصر حسن بن ملک ناصر محمد بن قلاوون کے حکم سے ہوا' اللہ آپ کی حکومت کو ہمیشہ قائم رکھے' اور اس کے ارکان کو مضبوط کرے' اور دیارِ مصر میں اس کام کے لیے کوشش کرنے والا امیر حسام الدین ابوبکر بن النجیبی تھا' اللہ اس کے چہرے کو روشن کرے' اور اس وقت وہ دیارِ مصر میں مقیم تھا' اور میں نے اس کے پاس ایک فتویٰ دیکھا ہے' جس پر شیخ تقی الدین بن تیمیہ اور شیخ کمال الدین زملکانی وغیرہ کی اس بدعت کے ابطال کے بارے میں تحریر ہے' پس اللہ نے اسے نافذ کر دیا' اور اسی کا شکر و احسان ہے۔

اور لوگوں میں یہ بدعت تقریباً ۴۵۰ھ سے ہمارے اس زمانے تک قائم تھی' اور کتنے ہی فقیہوں' قاضیوں' مفتیوں' عالموں' عابدوں' امیروں اور سلطنت کے نائبین وغیرہ نے اس کے بارے میں کوشش کی' مگر ہمارے اس سال میں اللہ نے یہ کام کر دیا' اللہ سے اس سلطان کی عمر کی درازی کی دعا ہے' تاکہ وہ جہلاء جن کے اذہان میں یہ بات جم چکی ہے' جان لیں کہ سلطانِ وقت کی موت کے سال اس چراغاں کو باطل قرار دے دیا گیا ہے' اور اس کی کوئی حقیقت نہیں' اور وہم وخیال کے سوا اس کی کوئی دلیل بھی نہیں ہے۔

اور ماہِ رمضان کے آغاز میں ایک عجیب واقعہ ہوا جس کی مانند طویل مدت سے کوئی واقعہ نہیں ہوا' اور وہ واقعہ فقہاء اور مدارس سے تعلق رکھتا ہے' اور وہ یہ کہ ابن الناصح حنبلی الصالحیہ میں فوت ہو گئے' اور ان کے ہاتھ میں اس الصالحیہ کی نصف تدریس تھی' جو الصالحیہ میں حنابلہ کے لیے ہے۔ اور دوسری نصف تدریس شیخ شرف الدین ابن القاضی شرف الدین حنبلی کے پاس تھی جو دمشق کے شیخ الحنابلہ تھے' پس دوسرے نصف کے متعلق اس نے حکم چاہا' اور پہلے بھی قاضی علاء الدین ابن المنجا حنبلی کی جانب سے آپ کے پاس امارت تھی' سو قاضی القضاۃ جمال الدین المرداوی الحنبلی نے اس بارے میں آپ سے معارضہ کیا' اور اپنے نائب شمس الدین بن مفلح کو اس کا امیر مقرر کر دیا' اور قاضی القضاۃ نے وہاں آج دن کے پہلے حصے میں درس دیا' اور باقی تین قضاۃ اور ان کے ساتھ شیخ شرف الدین مذکور بھی نائب السلطنت کے پاس آئے' اور انہوں نے اس صورتِ حال کی اطلاع دی تو اس نے اسے تدریس کا حکم دے دیا' سو مذکور قضاۃ اور بعض حاجب بھی مدرسہ مذکورہ میں آپ کی خدمت میں گئے' اور فضلاء اور اعیان اکٹھے ہوئے' اور شیخ شرف الدین مذکور نے درس دیا اور بڑی خوبیاں پھیلائیں اور لوگ خوش ہو گئے۔

اور شوال میں اس سال حج کے لیے جانے والوں میں دیارِ مصر کا نائب اور اس کی حکومتوں کا منتظم امیر سیف الدین منجک پر الناصری بھی تھا' اور اُمراء کی ایک جماعت بھی اس کے ساتھ تھی' اور جب لوگ خاصے دور چلے گئے تو امراء کی ایک جماعت نے اس کے بھائی امیر سیف الدین منجک پر جو وزیر مملکت اور دارالاستادار یہ کا استاد تھا' حملہ کر دیا۔ اور ان کی حکومت میں وہ ضروریات کا

دروازہ تھا اور حاجت مند سوئے اور تحائف کے ساتھ اس کی طرف کوچ کرتے تھے اور انہوں نے اسے گرفتار کر لیا۔ اور اس ماہ کے آخر میں ایلچی شام کی طرف یہ خبر لے کر آئے اور تھوڑے دنوں بعد امیر سیف شیخون جو مصری حکومت کے اکابر میں تھا' حکم کے تحت پہنچا اور اسے قلعہ دمشق میں لے جایا گیا۔ پھر ایک رات کے بعد اسے گرفتار کر کے اسکندریہ کی طرف بھجوا دیا گیا' واللہ اعلم۔

اور ایلچی شام میں اس کے دیوان اور دیوانِ منجک کی محافظت کا حکم لے کر آیا اور ان دونوں کی سلامتی سے مایوس ہو گیا۔ اور اسی طرح راستے کے دوران یلبغا کی گرفتاری کی اطلاعات بھی آئیں' اور اس نے اپنی تلوار سلطان کو بھیجی' اور دیارِ مصر سے ایک امیر آیا' اور امراء نے سلطان کی اطاعت کا حلف اُٹھایا' اور اسی طرح وہ حلب گیا' اور وہاں کے اُمراء نے بھی حلف اُٹھایا' پھر وہ دمشق واپس آیا' پھر دیارِ مصر کو واپس آ گیا' اور اسے نائبین اور اُمراء کی طرف سے بہت مال حاصل ہوا۔

اور ۲۰ رذوالقعدہ جمعرات کے روز' دو عظیم سرکردہ شامی امیروں' شہاب الدین احمد بن ....اور ملک آص کو نائب السلطنت اور اُمراء کی موجودگی میں دارالسعادۃ سے گرفتار کیا گیا اور قلعہ منصورہ میں پہنچا دیا گیا' انہیں دارالسعادۃ سے قلعہ کے دروازے تک دارالحدیث کی جانب سے پیدل چلایا گیا اور بیڑیاں ڈال دی گئیں' اور وہاں قید کر دیا گیا' اور اطلاع آئی کہ سلطان نے دیارِ مصر میں قاضی علم الدین زنبور کو وزیر مقرر کیا ہے' اور اسے قیمتی خلعت دیا ہے' پہلے زمانوں میں اس کی مثل نہیں سنی گئی' اور اس نے انتظام سنبھالا' اور امراء اور لیڈروں کو خلعت دیئے۔ اور اسی طرح امیر سیف الدین طنبغا کو خلعت دیا اور دوبارہ اسے الدویداریۃ کا منتظم بنا دیا اور اسے لیڈر بنا دیا۔

اور ذوالحجہ کے اوائل میں مشہور ہو گیا کہ نائب صفد' شہاب الدین احمد مشد الشر بخانات کو دیارِ مصر کی طرف طلب کیا گیا ہے تو اس نے بلانے والے کو جواب دینے سے انکار کر دیا ہے اور عہد شکنی کی ہے اور اپنے قلعہ کو مضبوط کیا ہے۔ اور وہاں ٹھہرنے اور اس میں قلعہ بند ہونے کی وجہ سے سامان اور فوج اور بہت سی چیزیں ذخیرہ کی ہیں' اور ایلچی نائب دمشق کے پاس آئے کہ وہ اور تمام دمشقی فوج اس کے پاس جائے۔ پس فوج نے اس کے لیے تیاری کی' اور تیار ہو گئی۔ پھر طلبگار اپنے اپنے جھنڈوں تلے نکلے' اور جب وہ اس سے باہر نکلے تو نائب السلطنت کو کوئی بات معلوم ہوئی تو اس نے انہیں واپس کر دیا' اور وہ بڑا تجربہ کار تھا' پھر یہ معاملہ طے ہوا کہ چار سالاروں کی سرکردگی میں چار ہزار فوج اس کی طرف بھیجی جائے۔

اور اس ماہ کی بارہ تاریخ کو جمعرات کے روز منیٰ میں ایک عجیب واقعہ ہوا' اور وہ یہ کہ مصری اور شامی اُمراء نے حاکم یمن ملک مجاہد کے ساتھ اختلاف کیا' اور انہوں نے وادی محسر کے پاس شدید جنگ کی۔ پھر حاکم یمن ملک مجاہد کے قید ہو جانے سے جنگ ختم ہو گئی' اور اسے پابجولاں مصر لایا گیا اسی طرح حاجیوں کے خطوط بھی وہاں آئے' اور انہوں نے بھی اس کی اطلاع دی۔ اور ذوالحجہ کے آخر میں مشہور ہو گیا کہ نائب حلب امیر سیف الدین ارغون الکاملی اپنے غلاموں اور اصحاب کے ساتھ وہاں سے نکل گیا ہے' اور حلبی فوج نے اُسے واپس کرنے کا ارادہ کیا مگر وہ اس کی سکت نہ پا سکے' اور اسے ان سے بہت زخم آئے' اور ایک جماعت قتل ہوئی' انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اور وہ مسلسل چلتا رہا' اور جیسا کہ بیان کیا جاتا ہے' اس کی خواہش تھی کہ وہ حجاز کے راستے میں سیف الدین یلبغا سے ملے اور اس کے ساتھ دمشق آئے۔ اور اگر نائب دمشق' حصار صفد میں مصروف ہو تو وہ اچانک حملہ کر کے اس پر قبضہ کر لے' پس جب وہ

اپنے ساتھیوں کے ساتھ [illegible] آ لیا اور اس کے خزانے کو لوٹ لیا اور وہ وہاں [illegible] کے ایک چھوٹے [illegible]
سے دستے میں باقی رہ گیا' اور وہ حماۃ سے گزرا' تاکہ اس کا نائب دور تک اس کے ساتھ جائے' مگر اس نے انکار کر دیا' اور جب وہ
مصر سے گزرا تو اس نے خود سلطان کے پاس جانے کے لیے اپنے دل کو آمادہ کیا تو نائب مصر کے حکم سے بعض حاجیوں اور ہزاری
امراء نے اس کا استقبال کیا' اور وہ اس ماہ کی ۲۷ر تاریخ کو جمعہ کی نماز کے بعد بڑی شان وشوکت کے ساتھ آیا' اور دارالسعادۃ میں
الدویداریہ کے ایک میدان میں اُترا۔

۷۵۲ھ

اس سال کا آغاز ہوا تو بلادمصروشام اور حرمین شریفین اوران کے ملحقہ اقالیم اور شہروں کا سلطان ملک ناصر' حسن بن سلطان
ملک محمد بن سلطان ملک منصور قلادون الصالحی تھا۔ اور دیارِ مصر میں اس کا نائب امیر سیف الدین یلبغا ملقب بہ حارس الطیر تھا' اور وہ
امیر سیف الدین یلبغا اروش کی بجائے تھا جو بلادحجاز کو چلا گیا تھا۔ اور حج کے ارادے سے اس کے ساتھ امراء کی ایک جماعت بھی تھی'
پس سلطان نے اُس کی غیر حاضری میں اسے معزول کر دیا' اور شیخون کو گرفتار کر کے قید کر دیا' اور منجک وزیر کو بھی پکڑ لیا' وہ گھر کا استاد
اور ہزاری امیر تھا' اور اس کے اموال لے لیے اور اس سے معاوضہ لیا اور اس کی جگہ قاضی علم الدین ابن زنبور کو وزیر مقرر کیا۔ اور وہ
امیر سیف الدین طنبغا الناصری کے الدویداریہ کے کام پر واپس چلا گیا اور وہ جب سے معزول ہوا تھا' شام میں مقیم تھا' یہاں تک کہ
سال کے آخر میں دوبارہ اسے بحال کر دیا گیا' جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے' اور مصر کا سیکرٹری اور اس کے قضاۃ وہی تھے جن کا ذکر
پہلے سال میں ہو چکا ہے۔

اس سال کا آغاز ہوا تو نائب صفد نے قلعہ کو مضبوط کیا' اور اس کا ساز وسامان اور کھانے کی اشیاء اور ذخائر اور فوج اور جوان
تیار کیے' اور اس نے حکومت سے دشمنی کی' اور ہر جانب سے دیارِ مصر' دمشق اور طرابلس وغیرہ کی افواج نے اس کا قصد کیا اور بلادِ حجاز
میں یلبغا اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں اطلاعات اس کے معاملے کی ضامن تھیں' اور نائب دمشق' احتراز وخوف میں تھا کہ وہ
بلادشام آ کر انہیں اور اس کے ساتھیوں پر اچانک آ پڑے گا' اور دل اس سے ترساں تھے' اناللہ وانا الیہ راجعون۔ اور اس سال خبر آئی
کہ حاکم یمن نے اس سال حج کیا ہے۔ اور اس کے اور حاکم مکہ کے درمیان اس وجہ سے جنگ ہوئی ہے کہ اس نے اس پر اپنے بھائی
کو عبث طور پر حاکم بنانا چاہا ہے۔ سو عجلان نے مصری امراء اور ان کے بڑے سردار کے پاس اس کی شکایت کی' اور امیر سیف الدین
بزلار بھی وہاں مقیم تھا' اور ان کے ساتھ بہت سے لوگ بھی تھے' اور انہوں نے اپنے بھائی یلبغا کو پکڑ لیا اور اسے بیڑیاں ڈال دیں اور
اس کی امارت ان پر مضبوط ہو گئی' اور اس نے ان کو حقیر سمجھا اور انہوں نے صبر کیا حتیٰ کہ حج ختم ہو گیا اور لوگ مناسک سے فارغ ہو
گئے' اور جب واپسی کا پہلا دن' یعنی جمعرات کا دن تھا' تو وہ لوگ اور وہ صف بند ہو گئے۔ اور فریقین میں سے بہت سے لوگ قتل ہو
گئے' اور اکثریت یمنیوں کی تھی' اور جنگ وادی محسر کے نزدیک ہوئی' اور حاجی خوفزدہ ہو گئے' کہ ترکوں کو شکست ہو گی اور بدوان کے
اموال لوٹ لیں گے' اور بسا اوقات انہیں قتل بھی کریں گے۔ پس اللہ تعالیٰ نے کشادگی کی اور ترکوں کو اہل یمن پر فتح دی اور ملک مجاہد
نے پہاڑ کی پناہ لی' مگر وہ اسے ترکوں سے نہ بچا سکا' بلکہ انہوں نے اسے ذلیل وحقیر کر کے قید کر لیا اور اسے بیڑیاں ڈال دیں اور عوام

اور اس کمینوں کے پاس آئے اور انہوں نے بہت سی چیزیں لوٹ لیں اور اس کے لیے چھوٹی بڑی کوئی چیز نہ چھوڑی اور امراء نے بادشاہ کے ذخائر واموال اور امتعہ واثقال کی محافظت کی' اور اس کے گھوڑوں اور اونٹوں کو لے گئے اور سردار کو اس کے بچوں اور آدمیوں سمیت دبایا' اور اپنے ساتھ اس ثقیل کو بھی لائے' جس نے گذشتہ سال مدینہ نبویہ کا محاصرہ کیا تھا' اور انہوں نے اسے بھی بیڑیاں ڈال دیں' اور اس کی گردن میں طوق ڈالا' اور اسے قیدی کی طرح اس کے غم سمیت ہانک کر لے گئے۔ اور وہ اس علاقے سے اپنے گھروں کو واپس چلے گئے' اور انہوں نے ایسا کارنامہ کیا جو ان کے بعد ایک وقت تک یاد کیا جاتا رہا۔

اور شامی قافلہ مستقل دستور کے مطابق ۲۳ر محرم کو منگل کے روز دمشق آیا' اور آج کے دن صفد شہر کی جانب سے ایلچی خبر دیئے ہوئے آئے کہ امیر شہاب الدین ابن مشد الشرنجا تاہ نے وہاں بغاوت اور سرکشی اختیار کر لی ہے' حتیٰ کہ اس پر غلبہ پالیا ہے' اور اس کے باعث قطع کیا ہے اور سواروں اور پیادوں کو قتل کیا ہے' اور اسے کھانوں' ہتھیاروں اور اپنے غلاموں اور جوانوں سے بھر لیا ہے۔ اور جب یلبغا اردش کی گرفتاری متحقق ہوگئی تو یہ لوگ سرافگندہ ہو گئے اور اس کی آگ بجھ گئی اور اس کا شعلہ پرسکون ہو گیا' اور اس کے بدلے کے متعلق حیران رہ گیا۔ اور اس نے اپنے ٹھکانے کو واضح کیا اور توبہ کی طرف مائل ہوا اور سلامتی اور محفوظ رہنے کی طرف مائل ہوا' اور عاجزی اختیار کی۔ اور وہ نجات کا وقت نہیں تھا' اور اس نے اپنی تلوار سلطان کے پاس بھیج دی' اور وہ ملک ناصر کی موجودگی میں ایلچی کے پاس گیا' اور اللہ اس کے دل کو مائل کرنے کا ذمہ دار تھا۔

اور ۵ر صفر اتوار کے روز امیر سیف الدین ارغون الکاملی دیارِ مصر سے حلب کی نیابت پر واپس آیا' اور امیر سیف الدین طنبغا دیارِ مصر میں اس کے ساتھ تھا' اور وہ نائب شام کی بیٹی کا خاوند تھا' پس نائب شام اور سرکردہ اُمراء نے اس کا استقبال کیا اور طنبغا الدوادار اپنی بیوی کے پاس منجی کے گھر میں مسجد القصب کے محلہ میں اُترا' جو دار حنین بن حندر کے نام سے مشہور تھا' اور گذشتہ سال اُسے از سرنو بنایا گیا تھا' اور دونوں اپنی آمد کی دوسری شب حلب گئے۔

اور ۱۴ر ربیع الاوّل بدھ کے روز تینوں قضاۃ اکٹھے ہوئے اور انہوں نے حنبلی کو طلب کیا تا کہ اس کے ساتھ دار المعتمد کے بارے میں جو شیخ ابوعمر کے مدرسہ کے نزدیک ہے' گفتگو کریں' جس کے وقف کے توڑنے اور اس کے دروازے کے گرانے اور اسے مذکورہ دار القرآن کے ساتھ شامل کرنے کا حکم دیا تھا۔ اور سلطان کا حکم بھی اس کے مطابق آ گیا۔ اور قاضی شافعی اسے اس کے روکنے کا ارادہ کیا تھا۔ اور جب سلطان کا حکم آیا تو وہ اس کے لیے اکٹھے ہوئے اور قاضی حنبلی نہ آیا' اس نے کہا حتیٰ کہ نائب السلطنت آ جائے۔

اور ۱۵ر ربیع الاوّل جمعرات کے روز قاضی حسین ولد قاضی القضاۃ تقی الدین السبکی اپنے باپ کی بجائے دار الحدیث اشرفیہ کی مشیخت پر حاضر ہوئے۔ اور آپ کو کچھ سنایا گیا' جس کی بعض محدثین نے تخریج کی ہے' اور شہر میں مشہور ہو گیا کہ آپ اس کے لیے اس سے دستکش ہو گئے ہیں اور انہوں نے اس بارے میں بہت اعتراضات کیے۔ اور اس بارے میں بات مشہور ہو گئی۔ اور بعض نے بیان کیا ہے کہ وہ آپ کے لیے الغزالیہ اور العادلیہ سے معزول ہوئے تھے' اور اس نے آپ کو اس بارے میں جانشین مقرر کیا۔ واللہ اعلم۔

اور ۵ر جمادی الآخرۃ جمعرات کی سحر کو حریر کے بازار میں جو انہیں میں ہے، آگ لگ گئی اور قیمتی دکانیں جل گئیں اور فرحۃ الغرابیلی' درب القلی تک جل گئیں۔ پھر درب العمید کے قریب تک آگ پہنچنے لگی اور یہ جانب چٹیل میدان بن گئی' انا للہ وانا الیہ راجعون اور اذان کے بعد نائب السلطنت وہاں تک آیا اور اس نے آگ کے بجھانے کا حکم دیا اور متولی قاضی شافعی اور دربان آئے اور لوگ آگ بجھانے لگے اور اگر وہ اسے چھوڑ دیتے تو وہ بہت ساری چیزوں کو جلا دیتی اور ہماری اطلاع کے مطابق کوئی نہیں مرا لیکن لوگوں کی بہت سی چیزیں متاع' اثاث اور املاک وغیرہ تباہ ہوگئیں' اور اس آگ میں جامع کا چوتھا حصہ جل گیا جو ایک لاکھ درہم کے مساوی تھا۔

نہایت عجیب واقعہ:

۱۵ر جمادی الاولیٰ اتوار کے روز قاضی حنبلی نے یہود کی ایک جماعت کو قابو کر لیا' ان سے اسلام اور اہل اسلام کے متعلق ایک نوع کا استہزاء صادر ہوا تھا' اور انہوں نے اپنے میں سے ایک شخص کو چارپائی پر میت کی طرح اٹھایا' اور میت کے آگے مسلمانوں کی طرح کلمہ پڑھنے لگے' اور ﴿ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اَللّٰهُ الصَّمَدُ لَمْ يَلِدْ وَ لَمْ يُوْلَدْ وَ لَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ﴾ پڑھنے لگے۔ اور ان کے محلّہ میں جو مسلمان تھے' انہوں نے یہ بات سنی تو وہ انہیں پکڑ کر ولی الامر' نائب السلطنت کے پاس لے آئے۔ اور اس نے انہیں قاضی حنبلی کے پاس بھیج دیا تو مقتضائے حال کے مطابق انہوں نے تابعداری اختیار کر لی۔ اور اس روز ان میں سے تین شخص مسلمان ہو گئے اور ان میں سے ایک کی تین بچوں نے پیروی کی۔ اور دوسرے روز' دوسرے آٹھ آدمی بھی مسلمان ہو گئے تو مسلمانوں نے انہیں پکڑ کر بازاروں میں کلمہ اور تکبیر پڑھتے ہوئے پھرایا' اور بازار والوں نے انہیں بہت سی چیزیں دیں' اور انہیں جامع میں لے گئے' اور نماز پڑھی' پھر انہیں دارالسعادۃ کی طرف لے گئے' اور انہیں کچھ چیزیں دیں' اور وہ شور کرتے اور تہلیل و تقدیس کرتے واپس آئے' اور وہ جشن کا دن تھا' وللہ الحمد والمنۃ۔

سلطان ملک صالح صلاح الدین بن ملک ناصر محمد بن ملک منصور قلاوون الصالحی کی حکومت:

ماہِ رجب کے درمیانی عشرہ میں ایلچی دیارِ مصر سے سلطان ملک ناصر حسن بن ناصر بن قلاوون کی معزولی کی خبر لائے' کیونکہ امراء کا اس پر اختلاف اور اس کے بھائی ملک صالح پر ان کا اتفاق ہو گیا تھا۔ اور اس کی ماں صالحہ بنت ملک الامراء تنکز تھی جو طویل مدت تک شام کا نائب رہا ہے' اور وہ چودہ سال کا تھا' اور اُمراء حلف کے لیے آئے' اور خوشی کے شادیانے بجے' اور حسب دستور شہر کو آراستہ کیا گیا۔

اور بعض کا قول ہے کہ ملک ناصر حسن کا گلا گھونٹ دیا گیا' اور اسکندریہ میں جو امراء تھے' جیسے شیخون اور منجک وغیرہ' وہ واپس آ گئے۔ اور انہوں نے یلبغا کو پیغام بھیجا تو اسے الکرک سے لایا گیا اور وہ اپنی حج سے واپسی پر وہاں قید تھا۔ پس جب وہ دیارِ مصر کی طرف واپس آیا تو اس نے حاکم یمن ملک مجاہد کے متعلق سفارش کی جو الکرک میں قید تھا' سو اسے قید خانے سے نکالا گیا' اور وہ دیارِ حجاز کی طرف واپس آ گیا۔ اور وہ اُمراء جو اس وقت سلطان کی جانب تھے' جب امیر اخور اور میکلی بغا الفخری وغیرہ کو معارضہ میں گرفتار کیا گیا تو ان کی محافظت کی گئی' اور انہیں اسکندریہ کی طرف بھیج دیا گیا۔ اور ۲۷ر رجب کو جامع دمشق میں جمعہ کے روز ملک صالح کا خطبہ

دیا گیا' اور حسب دستور نائب السلطنت قضاۃ اور امراء حجرے میں اس کے لیے دعا کے لیے حاضر ہوئے۔

اور رجب کے آخری عشرے کے دوران نائب السلطنت سیف الدین ایتمش کو دمشق سے معزول کر کے دیارِ مصر طلب کیا گیا' اور وہ جمعرات کے روز اس کی طرف روانہ ہوا۔

اور ۱۱ر شعبان سوموار کے روز امیر سیف الدین ارغون الکاملی جو دیارِ حلب کا نائب تھا' آیا اور بڑی شان وشوکت کے ساتھ دمشق میں داخل ہوا' اور اُمراء اور سرکردہ لوگ اور عہدے دار راستے کے موڑ تک اس کے استقبال کو نکلے' ان میں سے کچھ حلب' حماۃ اور حمص تک پہنچ گئے۔ اور اس روز عجیب واقعات ہوئے' جو کئی زمانوں سے نہیں دیکھے گئے تھے' اور لوگ اس کی خودداری' ذہانت اور تیزی کی وجہ سے اس سے خوش ہو گئے' اور اس سے پہلے جو نرمی تھی اس سے بھی خوش ہوئے' سو وہ حسب دستور دارالسعادۃ میں اُترا' اور ہفتے کے روز ایک بڑی فوج کے ساتھ' کہتے ہیں کہ اس کی مثل طویل مدت سے نہیں دیکھی گئی' کھڑا ہوا' اور جب اسے باب الفرج کی جانب چلایا گیا تو تین عورتوں نے امیر کبیر الطرخاین کے خلاف اس کے پاس شکایت کی تو اس نے اسے اس کے گھوڑے سے اتارنے کا حکم دیا' تو اسے اتار دیا گیا۔ اور فیصلے کے لیے ان عورتوں کے ساتھ کھڑا کیا گیا۔ اور اس سال سلطان ناصر کے حکم کے مطابق پہلے سال کی طرح جامع اموی میں چراغاں نہ ہوا' جس سے اہل خیر بہت خوش ہوئے۔

اور یہ وہ بات ہے جس کی مثل تین سو سال سے نہیں دیکھی گئی' اور آج کے روز اور اس کے بعد کے دن میں شہر میں نائب کی طرف سے اعلان کیا گیا کہ جو شخص کسی فوجی سپاہی کو نشے کی حالت میں پائے تو اسے اس کے گھوڑے سے اتار دے اور اس کے کپڑے لے لے' اور فوج میں سے جو شخص اسے دارالسعادۃ میں حاضر کرے تو اس کی روٹی اسے ملے گی۔ پس لوگ اس اعلان سے خوش ہو گئے' اور اس نے شراب فروشوں اور شراب کشید کرنے والوں پر پابندی لگا دی' اور انگور سستے ہو گئے' اور روٹی اور گوشت کا ایک رطل ساڑھے چار درہم تک پہنچنے کے بعد اچھا ہو گیا' اور اڑھائی درہم اور اس سے بھی کم قیمت کا ہو گیا' اور نائب کی ہیبت سے روزگار کے ذرائع درست ہو گئے' اور اس کی اچھی شہرت ہو گئی' اور عدل اور نیک ارادے اور صحیح فہم اور قوت' عدل اور ادراک کے لحاظ سے لوگوں میں اس کا ذکر خیر ہوا۔

اور ۱۸ر شعبان سوموار کے روز' امیر احمد بن شاد الشر بخاناہ جس نے صفد میں نافرمانی کی تھی' پہنچا' اور اس کا جو معاملہ ہوا' سو ہوا' اور اسے اسکندریہ میں قید کر دیا گیا' پھر اس حکومت میں اسے قید سے نکالا گیا۔ اور اسے حماۃ کی نیابت دی گئی' اور وہ حماۃ کی طرف جاتے ہوئے آج کے دن دمشق میں داخل ہوا' اور نائب کی معیت میں فوج کے ساتھ سوار ہوا۔ اور اسے اس کی دائیں جانب چلایا گیا۔ اور وہ دارالسعادۃ تک اس کی خدمت میں اُتر کر آیا اور اس کے آگے چلا۔

اور اس ماہ کی ۲۱ر تاریخ کو' جمعرات کے روز امیر سیف الدین یلبغا جو دیارِ مصر میں نائب تھا' آیا۔ پھر اسے حجاز میں گرفتار کر کے الکرک میں قید کر دیا گیا' پھر اس حکومت میں اسے قید سے نکال کر حلب کی نیابت دی گئی' اور نائب السلطنت نے اس کا استقبال کیا' اور دارالسعادۃ میں اتار کر اس کی ضیافت کی گئی' اور اس کا خیمہ وطاۃ برزہ میں اُترا' اور میدانِ اخضر میں اس کا خیمہ لگایا گیا۔



۷۵۳ھ

اس سال کا آغاز ہوا تو بلادِ مصر وشام اور حرمین اور ان کے ملحقہ علاقوں کا سلطان ملک صالح صلاح الدین صالح بن سلطان ملک ناصر محمد بن ملک منصور قلاوون تھا اور خلیفہ وہ تھا جسے المعتضد بامر اللہ کہا جاتا تھا۔ اور دیارِ مصر کا نائب امیر سیف الدین قبلائی تھا اور ان کے شہر کے قضاۃ وہی تھے جن کا ذکر اس سے پہلے سال میں ہو چکا ہے۔ اور قاضی ابن زنبور وزیر تھا۔ اور صاحبان امر وہی لوگ تھے جو مملکت کا انتظام کرتے تھے اور مذکور سلطان کی صغر سنی کی وجہ سے انہی کی آراء سے امور صادر ہوتے تھے اور وہ تین شخص تھے سیف الدین شیخون طاروحرعیمش اور نائب دمشق امیر سیف الدین ارغون الکاملی اور ان کے قضاۃ وہی تھے جن کا ذکر اس سال کے پہلے سال میں ہو چکا ہے اور بلادِ حلب کا نائب امیر سیف الدین یلبغا اُردش اور طرابلس کا نائب امیر سیف الدین بکلمش اور حماۃ کا نائب امیر شہاب الدین احمد بن مشد الشر بخانتہ تھے۔

اور بعض حاجی اس ماہ کی ۹ رتاریخ کو دمشق پہنچے اور یہ ایک نادر بات ہے اور انہوں نے المدابغ میں العلاء کے اترنے کی جگہ کے بعد شمس الدین بن سعید مؤذن کی وفات کی خبر دی۔

اور اس سال کی ۱۶ رصفر سوموار کی رات کو باب جیرون کے مشرق میں زبردست آگ لگی جس سے القفاعی کی شاندار دوکان اور اس کا اردگرد جل گیا اور وہ بری طرح پھیل گئی اور آگ تانبے کے زرد دروازے تک پہنچ گئی اور جامع کی کونسل نے جلدی سے آکر اس کے اوپر سے تانبا اتارا اور انہیں روزہ مزار علی پر حلبی حجرہ کے خزانۃ الحاصل میں لے گئے پھر وہ اس کی لکڑی کو تیز کلہاڑیوں اور مضبوط کلائیوں سے توڑنے لگے کیا دیکھتے ہیں کہ وہ صنوبر کی لکڑی ہے جو بے حد مضبوط ہوتی ہے اور لوگوں نے اس کا غم کیا کیونکہ وہ شہر کے محاسن اور نشانیوں میں سے تھی اور وہ چار ہزار سال سے زیادہ عرصے سے موجود تھی۔

دمشق کے مشہور دروازے سے جیرون کے حالات:

جس کی توڑ پھوڑ اور بربادی اس سال ہوئی۔ اور وہ جامع دمشق کا بہترین دروازہ تھا جس سے وسیع اور اعلیٰ دروازہ دنیا کی مشہور عمارات میں نہیں دیکھا گیا۔ اور اس کے دو علم جو زرد تانبے کی اُبھری ہوئی میخوں کے ساتھ تھے دین کے عجائبات میں سے تھے اور دمشق کے محاسن اور نشانات میں سے تھے۔ اور اس کی تعمیر مکمل ہو چکی تھی اور عربوں نے اپنے اشعار میں اس کا ذکر کیا ہے۔ اور وہ ملک جیرون میں سعد بن عاد بن عوص بن آدم بن سام بن نوح کی طرف منسوب ہے۔ اور اس کی تعمیر حضرت خلیل علیہ السلام سے پہلے کی ہے بلکہ ثمود اور ہود سے پہلے کی ہے جیسا کہ حافظ ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں بیان کیا ہے اور اس کے اوپر ایک بڑا قلعہ اور بلند محل تھا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ وہ اس سرکش کے نام کی طرف منسوب ہے جو حضرت سلیمان علیہ السلام کا معمار تھا اور اس سرکش کا نام جیرون تھا مگر پہلا قول زیادہ مشہور اور واضح ہے پہلے قول کے لحاظ سے یہ دروازہ طویل زمانے سے ہے جو پانچ ہزار سال کے قریب ہے پھر یہ دروازہ اُکھڑ گیا لیکن یہ خود نہیں اُکھڑا بلکہ اس پر زیادتی کرنے والے ہاتھوں نے اُسے اکھیڑا کیونکہ اسے آگ کی لپیٹ

نے نقصان پہنچایا تھا۔

اور ۱۶ ارصفر ۵۵۳ھ کی اتوار کی صبح ہوا سے آگ لگی اور الجامعیہ کی ٹوکس نے جلدی کی اور اس کی بمعیت کو پریشان کر دیا اور اس کی مستی پر نقاب آ گئے اور اس کے بدن سے جو صنوبر کی لکڑی سے بنا ہوا تھا اس کی چوکھٹ کی جانب کو الگ کر دیا اور [illegible] معلوم ہوتا تھا کہ گویا آج ہی کاریگر اس سے فارغ ہوا ہے۔ اور میں نے کلہاڑوں کو دیکھا ہے کہ وہ اس میں کام کرتے تھے اور مشقت سے اس میں تصرف کرتے تھے۔

پس پاک ہے وہ ذات' جس نے ان لوگوں کو پیدا کیا' جنہوں نے سب سے پہلے اُسے بنایا' پھر اس زمانے کے لوگوں کے لیے مقدر کیا کہ وہ ان طویل زمانوں کے بعد اسے گرا دیں' لیکن ہر مدت کا ایک مقررہ وقت ہے' اور بندوں کے رب کے سوا کوئی معبود نہیں۔

چار ہزار بلکہ پانچ ہزار سال کی مدت سے اس دروازے کے پہلے ہونے کا بیان:

حافظ ابن عساکر نے اپنی تاریخ کے آغاز میں دمشق کی تعمیر کے باب میں اپنی سند سے بحوالہ قاضی یحییٰ بن حمزہ التبلیبی جو پہلے زمانے میں وہاں کا حاکم تھا' بیان کیا ہے اور یہ قاضی ابن عمرو اوزاعی کے شاگردوں میں سے تھا' جب عبداللہ بن علی نے دمشق کو اس کے محاصرے کے بعد فتح کیا' یعنی اسے بنو اُمیہ کے ہاتھوں سے چھینا اور ان سے ان کی حکومت بھی چھینی' تو انہوں نے دمشق کی فصیل کو گرا دیا۔ اور انہوں نے ایک پتھر دیکھا' جس پر یونانی زبان میں کچھ لکھا تھا' تو ایک راہب نے آ کر اسے پڑھا تو اس پر لکھا تھا' ارم الجبابرہ تجھ پر ہلاکت ہو جو برائی کے ساتھ تیرا قصد کرے گا' اللہ اسے تباہ کر دے گا۔ اور اسے جیرون الغربی وہ تیرے باب البرید سے ہے اور پانچ عین چار ہزار سال بعد تیرے بافراغت زندگی گزارنے کے بعد اس کے ہاتھوں تیری فصیل کو توڑیں گے' اور اے جیرون الشرقی وہ تجھ سے ہوگا۔ میں تیرے لیے اس شخص کا امیدوار ہوں جو تجھے بدل دے گا۔ راوی کا بیان ہے کہ ہم نے پانچ عین پائے عبداللہ بن علی بن عبداللہ بن عباس بن عبدالمطلب' عین بن عین بن عین بن عین بن عین' اس کا مقتضیٰ یہ ہے کہ عبداللہ بن علی کے اس فصیل کو برباد کرنے کے وقت تک اس پر چار ہزار سال ہو چکے تھے۔ اور اس کی بربادی ۱۳۲ھ میں ہوئی' جیسا کہ ہم نے تاریخ کبیر میں بیان کیا ہے۔ اس لحاظ سے اس دروازے کی بربادی تک جو اس سال یعنی ۵۵۳ھ میں ہوئی' چار ہزار چھ سو اکیس سال ہو چکے ہیں۔ واللہ اعلم۔

اور ابن عساکر نے ایک شخص سے بیان کیا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام ہی وہ شخص ہیں' جنہوں نے حران کے بعد دمشق کی بنیاد رکھی' اور یہ طوفان کے گزر جانے کے بعد کا واقعہ ہے' اور بعض کا قول ہے کہ اسے ذوالقرنین کے مشورے سے اس کے غلام دمشغس نے بنایا تھا' اور بعض کا قول ہے کہ اسے عاد نے بنایا ہے' جس کا لقب دمشیق تھا' اور وہ حضرت خلیل علیہ السلام کا غلام تھا' اور ان کے علاوہ بھی اقوال بیان کیے ہیں۔ اور ان سب سے واضح قول یہ ہے کہ یہ یونانیوں کی تعمیر ہے اس لیے کہ ان کے معابد کی محرابیں قطب شمالی کی طرف ہوتی تھیں۔ پھر ان کے بعد نصاریٰ نے اس میں مشرق کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی' پھر ان سب کے بعد مسلمانوں نے کعبہ مشرفہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی۔

اور ابن عساکر وغیرہ نے بیان کیا ہے کہ اس کے سات دروازے تھے اور ہر ایک کے نزدیک ساتوں ہیاکل میں سے ایک ہیکل بنی ہوئی تھی' پس باب القمر' باب السلامۃ تھا اور دوات باب الفرادیس الصغیر کا نام دیتے تھے۔ اور عطارد کو باب الفرادیس الکبیر کہتے تھے اور زہرہ کو باب توما اور آفتاب کو باب الشرقی' اور مریخ کو باب الجابیہ اور مشتری کو باب الصغیر اور زحل کو باب الکیسان کہتے تھے۔

اور ماہ رجب کے اوائل میں مشہور ہو گیا کہ نائب حلب یلبغا اُردش نے نائب طرابلس بکلمش اور نائب حلب امیر احمد بن مشد الشر بخانہ کے ساتھ سلطان کی اطاعت سے بغاوت کرنے پر اتفاق کیا ہے' حتیٰ کہ وہ شیخون اور طاز کو گرفتار کر لے' اور وہ دونوں دیار مصر کی حکومت کے بازو تھے' اور انہوں نے نائب دمشق امیر سیف الدین ارغون الکاملی کو بھی اس کے متعلق پیغام بھیجا' مگر اس نے ان کی بات نہ مانی' اور اس نے جو واقعہ ہوا تھا' اُسے دیارِ مصر کی طرف لکھ دیا' جس سے لوگ گھبرا گئے' اور اس بات کی تباہی سے ڈر گئے' اور اللہ ہی سے مدد مانگی جا سکتی ہے۔

اور جب اس ماہ کی آٹھ تاریخ کو سوموار کا دن آیا تو نائب السلطنت نے اُمراء کو اپنے پاس قصر ابلق میں جمع کیا۔ اور ان سے نائب السلطنت ملک صالح کے لیے دوسری بیعت کی قسم دی تو انہوں نے قسم کھائی اور سمع و اطاعت پر اتفاق کیا اور اس پر قائم رہنے پر بھی اتفاق کیا۔

اور ۱۷ر رجب بدھ کی رات کو وہ جبلیہ آ گئے' جنہوں نے انہیں علاقوں سے حلبی افواج اور ان کے ساتھ جو طرابلس اور حماۃ کے باشندے تھے' ان کی آمد سے ثنیۃ العقاب کو بچانے کے لیے جمع کیا تھا اور یہ جبلیہ تقریباً چار ہزار تھے' ان کی وجہ سے اہل برزہ کو اور ان کے آس پاس جو پھل تھے' انہیں بہت نقصان پہنچا۔

اور اس ماہ کی بیس تاریخ کو ہفتے کے روز' نائب السلطنت سیف الدین ارغون' دمشقی افواج کے ساتھ رات کو مسلمانوں سے جنگ کرتے ہوئے الکسوۃ کی جانب گیا' اور شہر میں ایک سپاہی بھی باقی نہ رہا' صبح ہوئی تو لوگوں میں نہ کوئی نائب تھا اور نہ فوج' اور گھر ان سے خالی ہو گئے۔ اور غیر حاضری کا نائب امیر سیف الدین الجی بغا العادلی تھا۔ اور لوگ باغات اور عقیبہ کی طرف شہر کی طرف منتقل ہو گئے اور اکثر امراء اپنے ذخائر اور اہل و عیال کو قلعہ منصورہ کی طرف لے گئے' انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اور جب امیر یلبغا کے اپنے ساتھیوں سمیت داخل ہونے کا وقت قریب آ گیا تو لوگ گھبرا گئے' اور اس کے راستے میں جو بستیوں کے باشندے تھے وہ منتقل ہو گئے' اور وہ رات کو الصالحیہ' باغات اور شہر کے قبائل کی طرف چلے گئے' اور قلعہ کے پاس جو دروازے تھے' بند کر دیئے گئے' جیسے باب النصر اور باب الفرج اور اسی طرح باب الفرادیس کو بھی بند کر دیا گیا اور اکثر گھر ان کے باشندوں سے خالی ہو گئے' اور اپنی ضروریات ذخائر اور چوپائے' سواریوں اور قلیوں پر شہر کی طرف لے گئے' اور انہیں اطلاع ملی کہ فوجیوں نے اپنے راستے کی بستیوں میں جو کچھ تھا' یعنی جو' توڑی اور کچھ جانور کھانے کے لیے لوٹ لیے ہیں۔ اور بسا اوقات بعض جاہلوں نے خرابی بھی کی۔ پس لوگ بہت خوفزدہ ہو گئے' اور ان کے دل پریشان ہو گئے۔

یلبغا اردش کی دمشق میں آمد:

۲۴ر رجب بدھ کے روز امیر سیف الدین یلبغا اردش نائب حلب اپنی حلبی افواج کے ساتھ دمشق محروسہ میں آیا اور نائب

طرابلس امیر سیف الدین بکلمش اور نائب حماۃ امیر شہاب الدین احمد اور نائب صفد امیر علاء الدین طیبغا ملقب بہ رقاق اس کے ساتھ تھے اور یہ اس سے ایک روز قبل آیا تھا اور اس کے ساتھ بلادِ حلب کے بہت سے قلعوں کے نائب بھی ترکوں اور ترکمانوں کی کثیر تعداد میں تھے پس یہ سوق الخیل میں سلطان کے نائبین کی جگہ پر قلعہ کے نیچے کھڑا ہوا اور جوانوں ان کے ساتھ وہاں سے آئی تھیں انہیں طلب کیا تو وہ بڑی شان وشوکت کے ساتھ ہتھیار بند ہوکر آئیں اور طبلخانات کے جو امراء اس کے ساتھ تھے ان کی تعداد تقریباً ساٹھ یا اس سے کم وبیش تھی جیسا کہ کئی دیکھنے والوں نے بیان کیا ہے۔ پھر زوال کے قریب وہ اس خیمے کی طرف روانہ ہوا جو اس کے لیے مسجد القدم سے پہلے یلبغا کے گنبد کے پاس اس نہر کے نزدیک لگایا تھا' جو وہاں موجود ہے' اور وہ بڑے جشن کا دن تھا' اس لیے کہ لوگوں نے فوجوں اور ساز وسامان کی کثرت کو دیکھا اور بہت سے لوگوں نے حاکم دمشق کو اپنے ساتھیوں کے ساتھ جانے کے بارے میں معذور خیال کیا تا کہ وہ ان کے مقابل نہ ہو۔ پس ہم اللہ سے دُعا کرتے ہیں کہ وہ ان کے دلوں کو اس بات پر جمع کر دے جس میں مسلمانوں کا بھلا ہو۔ اور اس نے نائب قلعہ امیر سیف الدین اباجی کو پیغام بھیجا کہ اس کے پاس ارغون کے جو ذخائر ہیں وہ اسے دے دے تو اس نے انکار کر دیا' اور اس نے قلعہ کو مضبوط کیا اور اسے ڈھانپ دیا۔ اور اس میں جوانوں' تیر اندازوں اور فوجوں کو گھات میں بٹھا دیا۔ اور اس نے کچھ مجانیق بھی مہیا کیں' تا کہ انہیں برجوں کے اوپر لے جائے' اور اس نے اہل شہر کو حکم دیا کہ وہ دوکانیں نہ کھولیں اور بازار بند کر دیں' اور ایک یا دو دروازوں کے سوا' وہ شہر کے دروازوں کو بند کرنے لگا' اور فوج کا غصہ اس پر بڑھ گیا۔ اور انہوں نے بہت سی شر کی باتوں کا ارادہ کیا' پھر وہ لوگوں سے رُکنے لگے' اور اللہ ہی بچانے والا ہے۔ ہاں! فوج کی آمد اور اس کے ادنیٰ لوگوں نے قریبی بستیوں' باغات' انگوروں اور کھیتوں کو برباد کیا' وہ ان چیزوں کو لے لیتے جو وہ اور ان کے جانور کھاتے اور اس سے زیادہ بھی لے لیتے' انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اور بہت سی بستیاں لوٹی گئیں' اور انہوں نے عورتوں اور بیٹیوں سے بدکاری کی اور مصیبت بڑھ گئی' اور تاجر اور زیادہ مالدار لوگوں کی اکثریت روپوش ہو گئی۔ وہ مطالبے کے خوف سے باہر نہ آتے۔ ہم اللہ تعالیٰ سے ان کے حسن انجام کے دُعا گو ہیں۔

ماہِ شعبان کا آغاز ہوا تو اہل شہر شدید خوف میں مبتلا تھے۔ اور بستیوں اور قبائل کے لوگ اپنے اثاثے اور چوپائے اور بیٹے اور بیویاں منتقل کر رہے تھے۔ اور شہر کے اکثر دروازے باب الفرادیس اور باب الجابیہ کے سوا بند تھے اور ہم بستیوں اور قبائل کے لٹنے کی بہت سی باتیں سنتے تھے' حتیٰ کہ الصالحیہ کے بہت سے یا اکثر باشندے منتقل ہو گئے۔ اور اسی طرح العقبیہ اور شہر کے بقیہ قبائل بھی منتقل ہو گئے' اور وہ اپنے جان پہچان والوں اور اپنے اصحاب کے ہاں اُترے اور ان میں سے کچھ اپنی عورتوں اور بچوں کے ساتھ راستے کے درمیان میں اُترے پڑے۔ لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

اور بہت سے مشائخ نے جنہوں نے قازان کا زمانہ پایا ہے' بیان کیا ہے کہ یہ بہت مشکل وقت تھا' کیونکہ لوگ غلہ جات اور وہ پھل غذا کا سہارا تھے' اپنے پیچھے چھوڑ گئے تھے' اور اہل شہر بھی اسی طرح بہت اضطراب میں تھے' کیونکہ انہیں اطلاع ملی تھی کہ ان کی عورتوں کے ساتھ بدکاری کی جاتی ہے۔ اور وہ نمازوں کے بعد ان کے نام کی صراحت کے ساتھ ان کے لیے بددعائیں کرنے لگے' اور وہ ہر وقت اپنے امراء اور ان کے اتباع اور نائب قلعہ امیر سیف الدین اباجی مراد لیتے' لوگوں کا دل مطمئن ہوتا اور ان کا عزم قوی

[illegible] سلطان [illegible] فاتح افواج [illegible] کی طرف [illegible] کی بشارت دیتا جہاں پر دمشقی فوج موجود تھی تاکہ وہ سب اس کی خدمت میں اور اس کے سامنے آ جائیں۔ اور وہ خوشی کے شادیانے بجائے جاتے' اور لوگ خوش ہو جاتے' پھر اطلاعات رُک جاتیں اور روایات باطل ہو جاتیں تو وہ ٹھہر جاتے' اور وہ ہر روز اور ہر لمحہ بڑی شان وشوکت' وعدوں اور اچھی تیاریوں کے ساتھ نکلتے۔ پھر سلطان آیا' اور جب مرجہ الدیان کے پاس قلعہ منصورہ کے اندر تک اس کے لیے فرش بچھائے گئے تو امراء اس کے آگے پیدل چلے' اور وہ سرخ قیمتی قبا پہنے ہوئے اصیل' مؤدب گھوڑے پر سوار تھا' جسے کمان کی طرح چلنا سکھایا گیا تھا اور وہ اس سے ایک طرف نہیں ہوتا تھا اور وہ خوبصورت اور مبارک جبین تھا' اور وہ مملکت اور امارت کی شان کا حامل تھا۔ اور اس کے سر پر ریشم تھا جسے بعض امراء اور اکابر اُٹھائے ہوئے تھے۔ اور جب دیکھنے والے لوگ اسے دیکھتے تو بلند آواز سے عاجزانہ دُعا کرتے' اور عورتیں پردے میں تھیں' اور لوگ بہت خوش ہوئے' اور یہ جشن کا دن تھا اور قابل تعریف کام تھا' اللہ اسے مسلمانوں کے لیے مبارک کرے۔ پس وہ قلعہ منصورہ میں اترا' اور خلیفہ المعتضد ابوالفتح ابی بکر المستکفی باللہ ابی الربیع سلیمان بن الحاکم بامر اللہ ابی العباس احمد اس کے ساتھ آیا' اور وہ اس کی بائیں جانب سوار تھا۔ اور اس دن کے آخری حصے میں بقیہ اُمراء نائب شام کے ساتھ مدرسہ دماغیہ میں اُترے اور ان کے آگے طار اور شیخون یلبغا اور اس کے باغی مفسدین ساتھیوں کی تلاش میں تھے۔

اور اس ماہ کی ۲ر تاریخ کو جمعہ کے روز' سلطان جامع اموی میں آیا اور اس نے جمعہ اس مشہد میں پڑھا جس میں سلطان کے نائبین پڑھتے ہیں' اور اس کے آگے جاتے اور بہت دُعائیں ہوتیں اور اس کی محبت کا اظہار ہوا' اللہ اسے قبول فرمائے۔ اور اسی طرح اس نے دوسرے جمعہ کو کیا' جو اس ماہ کی نو تاریخ کو تھا۔

اور اس ماہ کی ۱۰ر تاریخ کو ہفتے کے روز ہم نے (شیخ عماد الدین بن کثیر مصنف رحمہ اللہ کہتا ہے) خلیفۃ المعتضد باللہ ابی الفتح بن ابی بکر بن المستکفی باللہ ابی الربیع سلیمان بن الحاکم بامر اللہ ابی العباس احمد سے ملاقات کی' اور اسے سلام کیا' اور وہ مدرسہ دماغیہ میں باب الفرج کے اندر اترا ہوا تھا۔ اور میں نے اس کے پاس ایک جز پڑھا' جسے امام احمد بن حنبلؒ نے اپنے مسند میں محمد بن ادریس شافعی سے روایت کی ہے' اور وہ شیخ عز الدین بن الضیا الحموی کے سماع سے جو انہوں نے بخاری سے کیا ہے اور زینب بنت مکی نے عن احمد بن الحصین عن ابی المذہب عن ابی بکر بن مالک عن عبداللہ بن احمد عن ابیہ روایت کی ہے' اور اس نے ان دونوں کا ذکر کیا۔ حاصل کلام یہ کہ وہ نوجوان خوش شکل' خوش گفتار' متواضع جید الفہم اور شیریں بیان تھا۔ اللہ اس کے اسلاف پر رحم فرمائے۔

اور اس ماہ کی چودہ تاریخ کو بلادِ حلب سے ایلچی' یلبغا کے گرفتار اصحاب کی تلواریں لے کر آیا۔ اور پندرہ تاریخ کو جمعرات کے روز' سلطان ملک صالحہ طارمہ سے شاہانہ شوکت کے ساتھ قصر ابلق آیا اور جمعہ کی نماز میں حاضر نہ ہوا' بلکہ مذکورہ محل میں نماز پر اکتفا کیا' اور جمعہ کے روز دن کے ابتدائی حصے میں امیر سیف الدین شیخون اور طار اپنی فوجوں کے ساتھ بلادِ حلب سے آئے' اور وہ یلبغا اور اس کے اصحاب کو بقیہ ساتھیوں کے ساتھ بلادِ ذلغادر الترکمانی میں داخل ہو جانے کے باعث نہ مل سکے اور وہ تھوڑے ہی تھے' اور اس نے ان امراء کو گرفتار کر لیا جو اس کے ساتھ تھے۔ اور وہ بیڑیوں اور زنجیروں میں مذکورہ دونوں امیروں کے ساتھ تھے' پس یہ دونوں سلطان کے پاس قصر ابلق میں گئے' اور اسے سلام کیا' اور زمین کو بوسہ دیا' اور اسے عید کی مبارکباد دی' اور طاز' اتمش کے گھر

میں شمال مشرق میں اترا اور شیخون اماس حاجب کے گھر میں اترا جو الظاہریہ البرانیہ کے نزدیک ہے اور بقیہ فوج شہر کی اطراف میں اتری اور امیر سیف الدین ارغون نے مذکورہ سوال کی وجہ سے نائب بن کر حلب میں قیام کیا۔ اور اس کے خطنامے میں اسے بڑے القاب سے خطاب کیا گیا اور اسے قیمتی خلعت پہنایا اور اس کی بہت تعظیم کی گئی تا کہ وہاں وہ یلبغا اور اس کے اصحاب کی عداوت میں متحد ہو جائیں۔ کیونکہ ان دونوں کے درمیان سخت عداوت تھی' پھر سلطان نے ان مصریوں کے ساتھ جو اس کے ساتھ تھے' اور ان شامیوں کے ساتھ شامل ہو گئے تھے۔ میدان اخضر میں عید الفطر کی نماز پڑھی' اور قاضی تاج الدین المناوی المصری نے جو مصری فوج کا قاضی تھا' انہیں سلطان اور اس کے رشتہ داروں کے حکم کے مطابق خطبہ دیا' اور اس نے اسے خلعت دیا۔

یلبغا کے اصحاب میں سے سات امراء کا قتل:

۳ر شوال' سوموار کے روز' عصر سے قبل' سلطان محل سے طارمہ آیا اور اس کے سر پر خیمہ اور پرندہ تھا' جنہیں امیر بدر الدین بن الخطیر اٹھائے ہوئے تھا۔ پس وہ طارمہ میں بیٹھا' اور فوج قلعہ کے نیچے اس کے سامنے کھڑی ہوئی' اور انہوں نے ان اُمراء کو جنہیں وہ بلادِ حلب سے لائے تھے' حاضر کیا اور وہ ان کے امیر کو کھڑا کرنے لگے' پھر اسے مشورے دینے لگے' پس ان میں سے بعض نے اس کی سفارش کی' اور بعض نے اس کے دو ٹکڑے کرنے کا مشورہ دیا' پس اس نے سات کو دو ٹکڑے کیا' پانچ طبلخانات اور دو ہزاری اُمراء کو' ان میں نائب صفد برتاق بھی تھا اور باقیوں کے متعلق سفارش کی گئی' اور انہیں جیل میں واپس بھیج دیا گیا اور وہ دوسرے پانچ تھے' اور اس ماہ کی پانچ تاریخ کو بدھ کے روز سات اُمرائے دمشق کو گرفتار کیا گیا' اور بہت سی حکومتیں بدل گئیں' اور فوجی سپاہیوں کی ایک جماعت نے تسلط پالیا۔

سلطان کی دمشق سے بلادِ مصر کو روانگی:

اور ۷ر شوال کے روز' سلطان قصر ابلق سے اپنی فوج کے ساتھ سوار ہو کر جامع اموی میں نمازِ جمعہ کو گیا۔ اور جب وہ باب النصر تک پہنچا' تو ساری فوج اس کے آگے پیدل چلی' اور یہ ایک سرد اور بہت کیچڑ والا دن تھا' سو اس نے حجرہ میں مصحف عثمانی کے پہلو میں نماز پڑھی' اور پہلی صف میں اس کے ساتھ کوئی شخص نہ تھا' بلکہ بقیہ اُمراء اس کے پیچھے صفیں باندھے تھے۔ پس اس نے خطیب کا خطبہ سنا' اور جب وہ نماز سے فارغ ہوا تو اوقاف کے دسویں حصے کے چھوڑنے کا خط پڑھا گیا۔ اور سلطان اپنے ساتھیوں کے ساتھ باب النصر سے نکلا' اور فوج کے ساتھ چلا' اور اپنی فاتح افواج کے ساتھ الکسوۃ کی جانب سلامتی اور عافیت سے روانہ ہوا۔ سلطان روانہ ہوا تو دمشق میں نائب سلطنت نہ تھا' اور وہاں امیر بدر الدین بن الخطیر بھی جو غیر حاضری میں نائب تھا' امور کے بارے میں گفتگو کرتا تھا' حتیٰ کہ اس کا نائب آ کر متعین ہو جائے' اور سلطان کے صحیح سلامت دیارِ مصر پہنچ جانے کی اطلاعات آئیں' اور ذوالقعدہ کے آخر میں وہ اس میں بڑی شان و شوکت کے ساتھ داخل ہوا' اور وہ جشن کا دن تھا' اور اس نے سب اُمراء کو خلعت دیئے' اور نیابتِ شام کا خلعت امیر علاء الدین المارادنی نے پہنا' اور امیر علم الدین زنبور گرفتار ہوا۔ اور وزارت الصاحب موفق الدین نے سنبھالی۔

اور ۵ر ذوالحجہ ہفتے کی صبح کو امیر علاء الدین علی الجمدار دیارِ مصر سے بڑی شان کے ساتھ دمشق محروسہ میں آیا' اور ایک بڑا دستہ وہاں کی نیابت پر متولی تھا۔ اور حسبِ دستور اُمراء اس کے آگے تھے' پس وہ بہادر آص کی قبر کے پاس کھڑا ہوا' حتیٰ کہ فوج اس کے

ہوا جنہیں پیش ہوئی اور وہ دونوں کے ساتھ مل گیا اور دارالسعادۃ میں داخل ہوا اور اس سے پہلے نائبین کے دستور کے مطابق وہاں اترا اللہ اسے مسلمانوں کے لیے مبارک کرے۔

اور اس ماہ کی ۱۴ رتاریخ کو ہفتے کے روز دوادار السلطان امیر عز الدین مغلطای دیارِ مصر سے آیا' اور قصر ابلق میں اترا اور وہ بلادِ حلب کی طرف جانے کا ارادہ کیے ہوئے تھا' تاکہ یلبغا اور اس کے اصحاب کی طرف افواج کو روانہ کرے۔

۷۵۴ھ

اِس سال کا آغاز ہوا' تو دیارِ مصر اور بلادِ شام اور مملکت حلب' اور اس کے گرد ونواح' اور حرمین شریفین کا سلطان ملک صالح صلاح الدین صالح بن ملک ناصر محمد بن ملک منصور قلادون الصالحی تھا۔ اور دیارِ مصر میں اس کا نائب امیر سیف الدین قبلائی تھا' اور مملکت کے انتظام کا اشارہ کرنے والے اُمراء سیف الدین شیخون' سیف الدین طاز' سیف الدین صرغتمش الناصری تھے' اور قضاۃ القضاۃ اور سیکرٹری وہی تھے' جن کا ذکر گذشتہ سال میں ہو چکا ہے' اور ان تین اُمراء یلبغا' امیر احمد اور بکلمش سے جنگ کرنے کے لیے نائب حلب' امیر سیف الدین ارغون الکاملی تھا' ان تینوں نے جو کچھ کیا تھا' اس کا ذکر ہم گذشتہ سال کے رجب میں کر چکے ہیں۔ پھر انہوں نے زلغادر الترکمانی کی حفاظت میں بلادِ البلبین میں پناہ لے لی۔ پھر اس نے حاکم مصر کے خوف سے ان کے خلاف تدبیر کی' اور انہیں نائب حلب مذکور کے قبضہ میں دے دیا' جس سے مسلمان بہت خوش ہوئے اور طرابلس کا نائب امیر سیف الدین ایتمش تھا جو دمشق کا نائب تھا جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے' اس کے حالات بدل گئے' حتیٰ کہ اُسے جب سلطان دمشق میں تھا' طرابلس کا نائب مقرر کیا گیا' جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔

اِس سال کا آغاز ہوا تو متواتر اطلاعات آنے لگیں کہ تینوں اُمراء یلبغا' امیر احمد اور بکلمش نائب حلب امیر سیف الدین ارغون کے قبضہ میں ہیں' حالانکہ وہ وہاں کے قلعے میں قید اپنے بارے میں حکم کے منتظر تھے' اور مسلمانوں کو اس سے بہت خوشی ہوئی۔

اور ۱۷ رمحرم ہفتے کے روز امیر عز الدین مغلطای الدویدار' بلادِ حلب سے واپسی پر دمشق پہنچا اور اس کے ساتھ یلبغا باغی کا سر بھی تھا۔ اللہ نے اُسے اس کے دونوں ساتھیوں' بکلمش' جو طرابلس کا نائب تھا۔ اور امیر احمد' جو حماۃ کا نائب تھا' کے پہنچنے کے بعد اس پر قابو دے دیا' پس حلب میں اس کے نائب سیف الدین ارغون الکاملی کے سامنے ان دونوں کے سر قطع کیے گئے' اور مصر بھجوائے گئے' اور جب یلبغا ان دونوں کے بعد پہنچا تو اس کے ساتھ بھی عصر کے بعد سوق الخیل میں نائب سلطنت کی موجودگی میں وہی سلوک کیا گیا جو ان دونوں سے کیا گیا تھا' اور ساری فوج اور عوام کناروں پر اس کے مرنے سے خوش ہو رہے تھے' اور سب مسلمان بھی خوش ہو گئے' وللہ الحمد والمنۃ۔

اور ۲۸ ربیع الاوّل جمعہ کے روز' محلّہ شاغور کی مسجد میں جسے مسجد المزار کہا جاتا ہے' نیا جمعہ پڑھا گیا' اور جمال الدین عبداللہ بن شیخ شمس الدین بن قیم الجوزیہ نے اس میں خطبہ دیا' پھر اس بارے میں گفتگو کی' اور نوبت بایں جا رسید کہ اہل محلّہ اس کے دستے کے روز سوق الخیل کی طرف گئے اور انہوں نے اپنی جامع سے دو خلیفوں کے جھنڈے اور مصاحف اُٹھائے اور نائب سلطنت کے پاس اکٹھے ہوئے اور اس سے مطالبہ کیا کہ وہ ان کے ہاں خطبہ دیتا رہے تو اس نے اسی وقت ان کی بات مان لی۔ پھر اس کے جواز

کے بارے میں نزاع پیدا ہو گیا' پھر قاضی حنبلی نے ان کے لیے مسلسل خطبہ دینے کا فیصلہ کیا اور اس کے بعد طویل مصائب کا سلسلہ شروع ہو گیا۔

اور [illegible] ربیع الآخر کو اتوار کے روز امیر کبیر سیف الدین الجی بغا العادلی فوت ہو گیا اور اپنی اس قبر میں دفن ہوا جسے اس نے قدیم ستے باب الجابیہ کے باہر بنایا تھا' اور وہ اسی کے نام سے مشہور و معروف ہے' اور وہ تقریباً ساٹھ سال امیر رہا' اور ارغون شاہ نے اسے نوبہ میں گزند پہنچایا' اور اس ضرب نے ان کا کام تمام کر دیا جو اس کے دائیں ہاتھ پر لگی تھی' اور وہ اس کے باوجود اپنی امارت پر محترم و معظم ہو کر قائم رہا' یہاں تک کہ فوت ہو گیا۔

ایک نہایت عجیب وغریب واقعہ:

جب میں امیر ناصر الدین ابن الاقوس کو بعلبک میں نیابت کی مبارک باد دینے گیا تو میں نے وہاں ایک نوجوان کو دیکھا' تو حاضرین نے مجھے بتایا کہ یہ نوجوان عورت تھا' پھر اس کا ذکر نمایاں ہو گیا۔ اور اس کا معاملہ بلادِ طرابلس میں مشہور ہو گیا تھا۔ اور دمشق وغیرہ میں بھی لوگوں میں مشہور ہو چکا تھا' اور لوگوں نے اس کے متعلق گفتگو کی' پس جب میں نے اسے دیکھا تو اس کی ترکی ٹوپی تھی' میں نے اسے اپنے پاس بلایا اور حاضرین کی موجودگی میں اس سے پوچھا' تمہارا معاملہ کیا ہے؟ تو وہ جھینپ گیا اور عورتوں کی طرح اس پر شرمندگی غالب آ گئی۔ اور وہ کہنے لگا' میں پندرہ سال سے عورت تھا' اور انہوں نے تین خاوندوں سے میرا نکاح کیا اور وہ مجھ پر قابو نہ پا سکتے تھے' اور ان سب نے طلاق دے دی۔ پھر میرا عجیب حال ہو گیا' اور میرے پستان جذب ہو گئے' اور چھوٹے ہو گئے اور مجھے رات دن نیند آنے لگی' پھر میری فرج کی جگہ پر کوئی چیز آہستہ آہستہ نکلنے لگی' اور بڑھنے لگی' حتیٰ کہ ذکر اور دو فوطوں کی مانند ظاہر ہو گئی۔ میں نے اس سے پوچھا' کیا وہ بڑا تھا یا چھوٹا؟ تو وہ جھینپ گیا' پھر اس نے بیان کیا کہ وہ چھوٹا تھا' اور انگلی کے برابر تھا۔ میں نے اس سے پوچھا' کیا اُسے احتلام ہوا تھا؟ اس نے بتایا کہ جب سے یہ چیز حاصل ہوئی ہے' اسے دو مرتبہ احتلام ہوا ہے۔ اور جب اس نے مجھے بات بتائی' اس وقت تقریباً چھ ماہ ہو چکے تھے' اور اس نے مجھے بتایا کہ وہ عورتوں کے تمام کام جیسے سوت کا تنا' بیل بوٹے بنانا' اور زرکاشی وغیرہ کرنا بہت اچھی طرح جانتا ہے۔ میں نے اس سے پوچھا' جب تو عورت تھا' تیرا کیا نام تھا؟ اس نے کہا نفیسہ' اور آج اس نے کہا عبداللہ' اور اس نے بتایا کہ جب اس کا یہ حال ہوا' تو اس نے اسے اپنے اہل حتیٰ کہ اپنے باپ سے بھی اسے چھپایا۔ پھر اس نے چوتھے خاوند سے اس کے نکاح کا عزم کیا تو اس نے اپنی ماں سے کہا کہ معاملہ اس اس طرح ہو گیا ہے' اور جب اس کے اہل کو اس کا پتہ چلا تو انہوں نے وہاں کے نائب سلطنت کو بتایا اور اس کا محضر لکھا اور اس کا معاملہ شہرت پذیر ہو گیا۔ اور وہ دمشق آ کر دمشق کے نائب السلطنت کے سامنے کھڑا ہو گیا تو اس نے اس سے پوچھا اور اس نے اسے اسی طرح بتایا جیسا اس نے مجھے بتایا تو حاجی سیف الدین کحلن ابن الاقوس نے اسے اپنے پاس رکھ لیا' اور اسے سپاہیوں کا لباس پہنا دیا' اور وہ خوبصورت جوان تھا۔ اور اس کے چہرے' چال اور گفتار میں عورتوں کا سا زنانہ پن تھا۔

پس پاک ہے وہ ذات' جو چاہتی ہے کرتی ہے' اس قسم کا واقعہ دنیا میں بہت کم ہوا ہے اور میرے نزدیک اس کا ذکر پرندے کے اخروٹ میں پوشیدہ تھا۔ سو اس نے بچے دیئے' پھر جب وہ بالغ ہوا تو آہستہ آہستہ نمایاں ہو گیا' حتیٰ کہ پوری طرح نمایاں ہو گیا۔

اور انہیں معلوم ہو گیا کہ وہ مرد ہے۔ اور اس نے مجھے بتایا کہ اس کا ذکر مختون ہونے کی حالت میں نمایاں ہوا تو اسے ختان القمر کا نام دیا گیا۔ اور یہ بات بہت پائی جاتی ہے۔ واللہ اعلم۔

اور ۵ر رجب منگل کے روز امیر عزالدین بقطیہ الدویدار دیارِ حلب سے آیا۔ اور اس بات پر نبی افوان نے اتفاق کیا تھا کہ وہ اپنے نائب' اوران قلعوں کے نائبین اور افواج کے ساتھ خلف بن زالفادر ترکمانی کے ساتھ جائیں گی' اس کے متعلق بتایا' جس نے یلبغا اور اس کے لواحقین کی سلطان کے خلاف خروج کرنے پر مدد کی تھی' اور وہ اس کے ساتھ دمشق آیا' اور اس کا تفصیلی حال گذشتہ سال میں پہلے بیان ہو چکا ہے' اور انہوں نے اس کے ذخائر اور اموال لوٹ لیے' اور اس کے بیٹوں' رشتہ داروں اور بیویوں میں سے بہت سے لوگوں کو قید کر لیا۔ اور فوج نے بہت سی بکریوں' گائیوں' غلاموں' سواریوں اور سامان وغیرہ کو لے لیا' اور اس نے ابن ارطنا کی پناہ لی تو اس نے اس کی محافظت کی' اور اسے اپنے ہاں قید کر دیا۔ اور اس کے متعلق سلطان سے مراسلت کی' تو لوگ حلبی فوج کی راحت پانے اور بڑی کوفت برداشت کرنے کے بعد اس کے سلامت رہنے سے خوش ہو گئے۔

اور اس ماہ کی ۱۳ر تاریخ کو بدھ کے روز ان اُمراء کی آمد ہوئی جو اسکندریہ میں دیارِ مصر سے سلطان کی واپسی کے وقت سے قید تھے' ان میں سے کچھ پر یلبغا کی امداد کرنے اور اس کی خدمت کرنے کا الزام تھا' جیسے امیر سیف الدین ملک اجی اور علاء الدین علی السیمقدار اور ساطلمس الجلالی اور ان کے ساتھیوں پر۔

اور یکم ماہِ رمضان کو مفتیوں کی ایک جماعت نے علماء کے دو اقوال میں سے ایک کے مطابق فتویٰ دیا' اور وہ دونوں ہمارے اصحابِ شافعیہ کا مقصود ہیں' اور وہ یہ کہ گرجوں میں سے جو گر جائے اس کی واپسی کا جواز ہے' پس قاضی القضاۃ تقی الدین السبکی نے ان کا مقابلہ کیا۔ اور انہیں اس بارے میں ڈانٹ پلائی اور انہیں فتویٰ دینے سے روکا۔ اور اس بارے میں ایک کتاب لکھی جو اس بارے میں منع کو متضمن ہے' اور اس کا نام الدسائس فی الکنائس رکھا۔

اور ۵ر ماہِ رمضان کو امیر ابوالقادر الترکمانی جو گذشتہ سال ان قبیح افعال پر یلبغا کا مددگار تھا' کو لایا گیا اور اس پر تنگی کی گئی' اور اسے نائب کے سامنے حاضر کیا گیا۔ پھر آج کے دن اسے قلعہ منصورہ میں قید کر دیا گیا۔

۷۵۵ھ

اِس سال کا آغاز ہوا تو دیارِ مصر' بلادِ شام اور اس کے ملحقہ علاقوں اور حرمین شریفین اور اس کے اردگرد کے بلادِ حجاز وغیرہ کا سلطان' ملک صالح صلاح الدین بن ملک ناصر محمد بن ملک منصور قلادون الصالحی تھا' اور وہ نائب شام تنکز کا نواسہ تھا' اور وہ حکومت ناصریہ میں تھا۔ اور دیارِ مصر میں اس کا نائب امیر سیف الدین قبلای الناصری تھا۔ اور قاضی موفق الدین اس کا وزیر تھا۔ اور ان کے شہر کے قضاۃ وہی تھے جن کا ذکر گذشتہ سال میں ہو چکا ہے' اور ان میں قاضی القضاۃ عزالدین بن جماعۃ الشافعی بھی تھے۔ اور انہوں نے اس سال حجاز شریف کی ہمسائیگی اختیار کر لی تھی' اور قاضی تاج الدین المناوی آپ کے منصب پر کام کرتا تھا' اور سیکرٹری علاء الدین بن فضل اللہ العدوی تھا' اور مملکت کے منتظم تین امراء سیف الدین شیخون' صرغتمش الناصری اور کبیر الادوار عزالدین مغلطامی الناصری تھے۔ یہ سال آیا تو امیر سیف الدین شیخون ایک ماہ یا اس کے قریب مدت سے مصائب میں تھا' اور نائب دمشق

امیر علاء الدین امیر علی المارادانی تھا۔ اور قضاۃ دمشق وہی تھے جن کا ذکر اس سے پہلے سال میں ہو چکا ہے۔ اور کچہریوں کا ناظر الصاحب شمس الدین موسیٰ بن التاج اسحاق اور سیکرٹری قاضی ناصر الدین بن الشرف یعقوب اور خطیب شہر جمال الدین محمود بن جملہ اور ان کا محتسب علاء الدین انصاری تھا۔ اور شیخ بہاء الدین بن امام المشہد کا قریبی تھا اور وہ اس کی جگہ امینیہ کا مدرس تھا۔

اور ماہ ربیع الآخر میں امیر علاء الدین مغلطائی جو اسکندریہ میں قید تھا آیا' پھر اسے رہا کر دیا گیا اور اس سے قبل وہی حکومت تھا' اور اسے شام کی طرف روانگی کا حکم دیا گیا تا کہ نائب طرابلس حمزہ اتمش کے پاس رہے' اور منجک جو دیارِ مصر میں اس کا وزیر تھا' وہ بھی مغلطائی کے ساتھ اسکندریہ میں قید تھا' وہ صفد کی طرف بیکار رہنے کے لیے چلا گیا' جیسے مغلطائی کو طرابلس میں بیکار رہنے کا حکم دیا گیا' جب تک اللہ اس کے بارے میں فیصلہ کرے۔

ایک عجیب نادر واقعہ:

۱۶ر جمادی الاولیٰ سوموار کے روز اہل حلۃ کا ایک رافضی جامع دمشق کے پاس سے گزرا' اور وہ آلِ محمد ﷺ پر سب سے پہلے ظلم کرنے والے کو گالیاں دے رہا تھا' اور وہ بار بار ایسا کرتا تھا' اور رُکتا نہیں تھا' اور اس نے لوگوں کے ساتھ نماز بھی نہ پڑھی' اور نہ حاضر جنازے کا جنازہ پڑھا' حالانکہ لوگ نماز میں مصروف تھے۔ اور وہ بار بار یہ بات دہرا رہا تھا اور آواز بلند کر رہا تھا۔ پس جب ہم نماز سے فارغ ہوئے' اور لوگوں کو اس کا پتہ چلا تو انہوں نے اُسے پکڑ لیا۔ کیا دیکھتے ہیں کہ قاضی القضاۃ شافعی اس جنازہ میں لوگوں کے ساتھ شامل ہیں۔ میں اس کے پاس آیا' میں نے اس سے گفتگو کی کہ آلِ محمد ﷺ پر کس نے ظلم کیا ہے؟ اس نے کہا' حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے' پھر اونچی آواز سے کہنے لگا' اور لوگ سن رہے تھے' اللہ تعالیٰ حضرت ابوبکر' حضرت عمر' حضرت عثمان' حضرت معاویہ اور یزید (رضی اللہ عنہم) پر لعنت کرے۔ اور اس نے یہ بات دو دفعہ دہرائی تو حاکم نے اسے جیل میں لے جانے کا حکم دیا' پھر مالکی نے اُسے بلایا اور اسے کوڑوں سے مارا اور اس کے باوجود وہ اونچی آواز سے گالیاں دے رہا تھا اور لعنت کر رہا تھا' جو کسی بد بخت ہی سے صادر ہو سکتی ہے' اور اس لعین کا نام علی بن ابی الفضل بن محمد بن حسین بن کثیر تھا' اللہ اس کا برا کرے اور اُسے ذلیل کرے۔ پھر جب اس ماہ کی سترہ تاریخ کو جمعرات کا دن آیا تو دارالسعادۃ میں اس کے لیے مجلس منعقد ہوئی اور چاروں قضاۃ حاضر ہوئے' اور اسے وہاں طلب کیا گیا تو اللہ کے فیصلے سے مالکی کے نائب نے اسے قتل کا فیصلہ دیا' پس اسے جلدی سے گرفتار کر کے قلعہ کے نیچے قتل کر دیا گیا اور عوام نے اسے جلا دیا' اور اس کے سر کو شہر میں پھیرایا اور اعلان کیا کہ یہ اصحابِ رسول ﷺ کو گالیاں دینے کی جزا ہے۔ اور میں نے قاضی مالکی کے گھر میں اس جاہل سے مناظرہ کیا' کیا دیکھتا ہوں کہ اس کے پاس کچھ ایسی باتیں ہیں جو غلاۃ رافضی کہتے ہیں۔ اور اس نے ابن مطہر کے اصحاب سے کچھ کفر و زندقت کی باتیں سیکھی تھیں' اللہ اس کا اور ان کا برا کرے اور خط آیا کہ اہل ذمہ کو شروط عمریہ کا پابند کیا جائے۔

اور ۱۸ر رجب جمعہ کے روز' جامع دمشق کے حجرہ میں نائب السلطنت' بدوؤں کے امراء اور بڑے بڑے امراء اور اہل حل و عقد اور عوام کی موجودگی میں سلطان کا خط پڑھا گیا کہ اہل ذمہ کو شروط عمریہ اور دیگر زائد شروط کا پابند کیا جائے۔ ان میں سے ایک شرط یہ تھی کہ وہ سلطان کو نسلوں اور امراء اور نہ کی چیز سے کام لیں۔ اور ان میں سے کسی کا عمامہ دس ہاتھ سے زیادہ نہ ہو اور گھوڑوں اور

نیچے وہ ان پر سوار نہ ہوں۔ لیکن گدھوں کے پالانوں پر چوڑائی میں سوار ہوں اور وہ گھنٹی یا زردتانبے کی انگوٹھی یا سیسے کی علامات کے ساتھ داخل ہوں اور ان کی عورتیں، مسلمان عورتوں کے ساتھ حماموں میں داخل نہ ہوں بلکہ ان کے لیے مخصوص حمام ہوں۔ اور نصرانیوں کی چادر نیلے نشان اور یہودیوں کی چادر پیلے نشان کی ہو۔ اور ان کا ایک موزہ سیاہ اور دوسرا سفید ہو۔ اور ان کے وارثوں کا فیصلہ شرعی احکام کے مطابق ہو۔

اور ۲۱ رجمادی الآخرۃ کی رات کو باب الجابیہ کا اسٹور جل گیا۔ اور مسلمانوں نے وہ کھانے اور فائدہ بخش ذخائر باب الجوانی سے باب البرانی تک کھودے، اور ماہِ رمضان کے آغاز میں شیخ شمس الدین بن النقاش المصری الشافعی، جامع اموی دمشق میں محراب صحابہ کے بالمقابل وعظ کے لیے ایک مقررہ جگہ بنائی، اور بہت سے اعیان، فضلاء اور عوام آپ کے پاس جمع ہوئے اور کسی پس وپیش خرابی اور توقف کے بغیر آپ کے کلام اور خوش بیانی کی تعریف کی اور عصر کے قریب تک یہ معاملہ طویل ہو گیا۔

اور ۳ ر رمضان اتوار کی صبح کو جامع دمشق کے صحن میں قبۃ النسر کے نیچے قاضی کمال الدین حسین ابن قاضی القضاۃ تقی الدین السبکی الشافعی، اور آپ کے نائب کا جنازہ پڑھا گیا، اور نائب السلطنت امیر علاء الدین علی اور شہر اور حکومت کے اعیان اور بہت سے عوام حاضر ہوئے، اور آپ کا جنازہ قابل رشک تھا۔ اور آپ کا باپ قاضی القضاۃ بھی دو آدمیوں کے درمیان سہارا لیتا ہوا آیا، اور اس پر گھبراہٹ اور غم نمایاں تھا، اور اس نے امام بن کر آپ کا جنازہ پڑھایا، اور لوگوں نے آپ کی وسعت اخلاق اور دلجمعی کی وجہ سے آپ کا غم کیا، آپ کا شر دوسرے تک پہنچتا تھا اور آپ اچھے فیصلے کرتے تھے، اور اس بارے میں پاکدامن تھے، اور آپ نے متعدد مدارس میں پڑھایا، جن میں الشامیہ البرانیہ اور الغدراویہ بھی شامل ہیں، اور فتوے دیئے اور صدر بنے، اور نحو، فقہ اور فرائض وغیرہ میں آپ کو اچھا کمال حاصل تھا۔ اور آپ کو قاسیون کے دامن میں قبرستان میں دفن کیا گیا جو انہی کے نام سے مشہور ہے۔

ملک ناصر حسن بن ملک ناصر محمد بن قلادون کی واپسی:

اور ۲ رشوال سوموار کے روز، امراء نے امیر شیخون اور صرغتمش کے ساتھ طار کی شکار کے باعث غیر حاضری میں ملک صالح صالح بن ناصر کی معزولی پر اتفاق کیا اور اس کی ماں تنکز کی بیٹی تھی، اور اس کے بھائی ملک ناصر حسن کو واپس لانا تھا، اور وہ اس دن وہاں تھا۔ اور صالح کو تنگ کر کے ہمیشہ گھر میں رہنے کا پابند کیا گیا۔ اور اسے اس کی ماں خوندہ بنت امیر سیف الدین تنکز نائب شام اور قطلبو طار کے سپرد کر دیا اور اس کے بھائی سنتم اور سلطان صالح کے ماہ جائے بھائی نے عمر بن احمد بن بکتمر الساقی کو گرفتار کر لیا، اور دیارِ مصر میں بڑی گڑ بڑ ہو گئی۔ اس کے باوجود ایلچی اور بیعت کی خبر اس ماہ کی ۱۳ ر تاریخ کو جمعرات کے روز شام پہنچی، اور بیعت کی وجہ سے امیر عز الدین ایدمر الشمسی آیا اور اس نے نائب کی بیعت کی، اور اس نے اس سے قبل اسے قیمتی خلعت دیا، اور امراء حسب دستور دار السعادۃ میں تھے۔ اور خوشی کے شادیانے بجے اور شہر کو آراستہ کیا گیا۔ اور جمعہ کے روز خطیب نے نائب السلطنت، قضاۃ اور حکومت کی موجودگی میں اس کا خطبہ دیا۔

اور ۱۹ رشوال جمعرات کی صبح کو امیر سیف الدین منجک طرابلس کی نیابت پر جاتے ہوئے دمشق آیا اور امیر عز الدین ایدمر

کے ساتھ قصر ابلق میں اترا اور کئی دن ٹھہرا رہا۔ پھر کچھ دنوں بعد اپنے شہر کو روانہ ہو گیا۔

اور اس ماہ کی ۲۶ رتاریخ کو جمعرات کی صبح کو امیر سیف طاز اپنے اصحاب کی ایک جماعت کے ساتھ حلب محروسہ کی نیابت کی طرف جاتے ہوئے دیارِ مصر سے آیا۔ اور نائب السلطنت نے القبیبات میں جامع کریم الدین کے قریب اس کا استقبال کیا۔ اور باب الفرادیس کے نزدیک تک اس کی مشایعت کی پس وہ چلا اور وہ وطاۃ برزہ میں اترا اور وہیں رات گزاری' پھر صبح کو روانہ ہو گیا' اور وہ امیر شیخون کی نظیر تھا' لیکن وہ اس سے قوی ہو گیا' اور اس نے اسے بلادِ حلب کی طرف بھجوا دیا' اور عوام میں بڑے بڑے امور میں قابل تعریف کوششوں کے باعث محبوب تھا' جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے۔

۷۵۶ھ

اِس سال کا آغاز ہوا تو اسلام اور مسلمانوں کا سلطان' سلطان ملک ناصر حسن بن ملک ناصر محمد بن ملک منصور قلادون الصالحی تھا۔ اور دیارِ مصر میں کوئی وزیر اور نائب نہ تھا۔ اور اس کے قضاۃ وہی تھے جن کا ذکر پہلے سال میں ہو چکا ہے' اور دمشق کا نائب امیر علی الماردانی تھا۔ اور قضاۃ' حاجب خطیب' اور سیکرٹری وہی تھے جن کا ذکر اس سے پہلے سال میں ہو چکا ہے اور حلب کا نائب امیر سیف الدین طاز اور طرابلس کا نائب منجک اور حماۃ کا نائب استدمر العمری' اور صفد کا نائب امیر شہاب الدین بن صبح اور حمص کا نائب امیر ناصر الدین ابن الاقوس اور بعلبک کا نائب الحاج کامل تھا۔

اور ۹ رصفر سوموار کے روز امیر ارغون الکاملی کو جو مدت تک دمشق میں نائب رہا' پھر اس کے بعد حلب کا نائب رہا' گرفتار کر لیا گیا۔ پھر جب طاز دیارِ مصر کا حاکم بنا تو اس نے اُسے مصر کی طرف طلب کیا اور اسے گرفتار کر لیا۔ اور قید کر کے اسکندریہ کی طرف بھیج دیا۔ اور ماہِ صفر میں ہفتے کے روز قاضی القضاۃ تاج الدین عبدالوہاب ابن قاضی القضاۃ تقی الدین السبکی کے لیے دمشق اور اس کے مضافات کے شافعیہ کے لیے قضاء کا حکمنامہ آیا اور اس کے باپ کی زندگی میں ہوا اور لوگ اسے سلام کرنے گئے۔

اور ۲۶ رربیع الآخر' اتوار کی صبح کو قاضی القضاۃ تقی الدین السبکی اپنے بیٹے تاج الدین عبدالوہاب کے قضاء القضاۃ اور مشیخۃ دارالحدیث اشرفیہ میں مستقل ہو جانے کے بعد پالکی میں دیارِ مصر کی طرف گئے' اور آپ کے ساتھ آپ کے اہل اور رشتہ داروں کی ایک جماعت بھی تھی' جن میں آپ کا نواسہ قاضی بدرالدین بن ابی الفتح اور دوسرے لوگ بھی تھے۔ اور اس سے قبل لوگوں نے آپ کو الوداع کہا تھا اور آپ کمزور ہو چکے تھے' اور کچھ لوگ آپ کے بڑھاپے اور کمزوری کے باعث آپ کے متعلق سفر کی مشقت سے ڈرتے تھے۔

اور ۶ رجمادی الآخرۃ جمعہ کے روز ظہر کے بعد قاضی القضاۃ تقی الدین ابن علی بن عبدالکافی بن تمام السبکی المصری الشافعی کا جنازہ پڑھا گیا۔ آپ اس ماہ کی تین تاریخ کو سوموار کی شب کو مصر میں فوت ہوئے' اور آج کے دن کی صبح کو دفن ہوئے' آپ کی عمر پورے ۹۳ رسال تھی اور ۹۴ ویں سال کے کئی ماہ میں داخل ہو چکے تھے۔ اور آپ تقریباً ۱۷ سال دمشق میں فیصلوں پر متصرف رہے پھر اپنے بیٹے قاضی القضاۃ تاج الدین عبدالوہاب کے لیے اس سے دستکش ہو گئے' پھر پالکی میں دیارِ مصر کی طرف کوچ کر گئے' جیسے کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔ اور جب آپ مصر گئے تو وہاں ایک ماہ سے بھی کم عرصہ قیام کیا۔ اور فوت ہو گئے' جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں' اور آپ کے مدرسہ یعقوبیہ اور قیمریہ میں استقرار کا حکمنامہ اور آپ کی دلجوئی کے لیے تعزیت کا خط آیا' اور لوگ حسب دستور آپ کی

تسلی کے لیے گئے اور قاضی القضاۃ السبکی نے اپنی جوانی میں دیارِ مصر میں حدیث کا سماع کیا اور شام کی طرف کوچ کیا اور پڑھا اور لکھا اور تخریج کی اور آپ کی بہت سی بہت فائدہ بخش تصانیف پھیلی ہوئی ہیں۔ اور آپ ہمیشہ ہی قضاء کی مدت میں اپنی وفات تک لکھتے اور تصنیف کرتے رہے اور آپ بہت تلاوت کرنے والے تھے اور مجھے بتایا گیا ہے کہ آپ رات کا کچھ حصہ قیام کیا کرتے تھے۔

اور اس سال کے ماہ جمادی الاولیٰ میں مشہور ہو گیا کہ شہر طرابلس المغرب کے مخذول فرنگیوں کو پکڑ لیا گیا ہے اور میں نے مالکیہ کے قاضی القضاۃ کے خط میں پڑھا ہے کہ ان کی گرفتاری اس سال کی یکم ربیع الاول کو جمعہ کی شب کو ہوئی تھی' پھر پندرہ دنوں کے بعد مسلمانوں نے انہیں واپس لے لیا' اور انہوں نے پہلے مسلمانوں سے جو لوگ قتل کیے تھے' ان سے کئی گنا لوگوں کو ان میں سے قتل کیا گیا' وللہ الحمد والمنۃ۔ اور حکومت نے شام کی طرف آدمی بھیجے جو قیدیوں کے اوقاف کے اموال طلب کرتے تھے' جس سے وہ ان مسلمانوں کو چھڑاتے تھے جو ان کے قبضے میں رہ گئے تھے۔

اور اس سال کی ۱۱ رجب کو مالکی قاضی' قاضی القضاۃ جمال الدین المسلاتی نے قریۃ الراس جو بعلبک کی عملداری میں ہے' کے نصرانی داؤد بن سالم کے قتل کا حکم دیا۔ بعلبک کی عدالت کی مجلس میں اس پر ثابت ہوا' اور اس نے اس گواہی کا اعتراف کیا جو احمد بن نورالدین علی بن غازی نے جو اللبوۃ بستی سے تعلق رکھتے تھے' اس کے خلاف دی تھی کہ اس نے رسول اللہ ﷺ کو سب وشتم کیا ہے اور آپ پر ایسی تہمت لگائی ہے جس کا بیان کرنا مناسب نہیں۔ پس اس ملعون کو سوق الخیل میں عصر کے بعد اسی روز قتل کر دیا گیا اور لوگوں نے اسے جلا دیا' اور اللہ نے مؤمنین کے دلوں کو ٹھنڈا کیا' وللہ الحمد والمنۃ۔

اور ۱۴ ر شعبان اتوار کی صبح کو قاضی بہاء الدین ابوالبقاء السبکی نے مدرسہ قیمریہ میں پڑھایا اور آپ کے عمزاد قاضی القضاۃ تاج الدین عبدالوہاب ابن قاضی القضاۃ تقی الدین السبکی اس سے آپ کے لیے دستکش ہو گئے' اور قضاۃ واعیان آپ کے پاس حاضر ہوئے' اور آپ نے قولِ الٰہی ﴿ وَ يُؤْثِرُوْنَ عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ﴾ سے آغاز کیا' اور آج ظہر کے بعد فاضل نوجوان شیخ جمال الدین عبداللہ بن علامہ شمس الدین بن قیم الجوزیہ الحنبلی کا جنازہ پڑھا گیا' اور آپ کو اپنے باپ کے پاس باب الصغیر کے قبرستان میں دفن کیا گیا' اور آپ کا جنازہ بہت بھرپور تھا' اور آپ کے پاس اچھے علوم تھے' اور آپ حاضر دماغ اور ذہین آدمی تھے' آپ نے فتوے دیئے' پڑھایا' دہرایا اور مناظرات کیے' اور متعدد بار حج کیا' اللہ آپ پر رحم فرمائے۔ اور ۱۹ ر شوال سوموار کے روز' دن کے وقت سوق القطانین میں زبردست آگ لگ گئی اور نائب السلطنت' حاجب اور قضاۃ اس کی طرف گئے اور رضا کارانہ طور پر کام کرنے والوں نے اس میں بڑی کوشش کی' حتیٰ کہ اس کا شر ٹھنڈا پڑ گیا۔ اور اس کی وجہ سے بہت سے گھر اور دوکانیں تباہ ہو گئیں' انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اور میں نے اسے دوسرے روز دیکھا تو آگ اپنا کام کر رہی تھی اور دھواں اُٹھ رہا تھا' اور لوگ اُسے بہت سے پانی سے بجھا رہے تھے' اور آگ بجھتی نہ تھی' لیکن دیواریں گر گئیں' گھر تباہ ہو گئے اور باشندے منتقل ہو گئے۔

۷۵۷ھ

اِس سال کا آغاز ہوا تو دیارِ مصر وشام اور حرمین وغیرہ کا سلطان البلاد' ملک ناصر حسن بن ملک ناصر محمد بن ملک منصور قلادون الصالحی تھا' اور مصر میں کوئی نائب اور وزیر نہ تھا' اور مملکت کا انتظام امیر سیف الدین شیخون' پھر امیر سیف الدین صرغتمش' پھر امیر

عز الدین مغلطائی اور الدویدار کرتے تھے۔ اور ان کے شہر کے قضاۃ' شافعی کے سوا وہی تھے جن کا ذکر اس سے پہلے سال میں ہو چکا ہے۔ قاضی شافعی' قاضی القضاۃ تاج الدین عبدالوہاب بن تقی الدین السبکی متوفی کا بیٹا تھا' اور حلب کا نائب' امیر سیف الدین طاز' اور طرابلس کا نائب امیر سیف الدین تجک اور صفد کا نائب امیر شہاب الدین صبح اور حماۃ کا نائب ایدمر العمری اور حمص کا نائب علاء الدین بن المعظم اور بعلبک کا نائب امیر ناصر الدین الاقوش تھا۔

اور ربیع الاوّل کے پہلے عشرے میں جامع اموی کے فرش کی مرمت مکمل ہوگئی' اور حجرے اور گنبد کے نگینے دھوئے گئے اور فرش خوبصورت بچھائے گئے' اور قندیلوں کے شیشے صاف کیے گئے' اور بہت روشنی ہوگئی۔ اور اس امر کی تغریب دینے والا' امیر علاء الدین ایدغمش تھا جو طبلخانات کا امیر تھا' اور اس بارے میں نائب السلطنت نے اسے حکم دیا تھا۔

اور اس سال کی ۲۸ ربیع الآخر جمعہ کے روز جامع تنکز میں امیر سیف الدین براق ارجو کا جنازہ پڑھایا گیا' اور الصوفیہ کے قبرستان میں دفن ہوئے۔ اور آپ قابل تعریف سیرت کے حامل تھے۔ اور بہت نماز پڑھتے' اور صدقہ دیتے تھے۔ اور بھلائی اور بھلے لوگوں کو پسند کرتے تھے۔ اور شیخ تقی الدین بن تیمیہ کے بڑے اصحاب میں سے تھے' اور آپ نے اپنے دونوں بیٹوں ناصر الدین محمد اور سیف الدین ابوبکر کو حکم دیا کہ ان میں سے ہر ایک کے لیے دس نیزے ہوں۔ اور ناصر الدین سلطان کے اصطبل میں اپنے باپ کی جگہ کام کرے' اور ۱۴ر جمادی الاولیٰ جمعرات کے روز دو امیر بھائیوں ناصر الدین محمد اور سیف الدین ابوبکر کو خلعت دیئے گئے۔ یہ دونوں امیر سیف الدین براق کے بیٹے تھے۔

اور اس ماہ میں حنابلہ کے درمیان مسئلہ مناقلہ کے بارے میں نزاع ہوگیا۔ اور قاضی الجبل حنبلی کا بیٹا امیر سیف الدین طیدمر الاسماعیلی حاجب الحجاب کے گھر کی جائے قیام کے بارے میں کسی اور زمین کی طرف مناقلہ کا فیصلہ کرتا تھا' اور وہ اسے اس کے گھر کی جائے قیام پر وقف قرار دیتا تھا' سو اس نے اپنے طریق سے یہ کام کیا' اور تینوں قضاۃ' شافعی' حنفی اور مالکی نے اسے نافذ کیا' اور قاضی حنبلی یعنی قاضی القضاۃ جمال الدین المرداوی المقدسی اس سے ناراض ہوگیا۔ اور اس کی وجہ سے کئی مجالس منعقد کی گئیں' اور اس بارے میں لمبی گفتگو ہوئی' اور ان میں سے بہت سے لوگوں نے دعویٰ کیا کہ مناقلہ کے بارے میں امام احمد کا مذہب صرف ضرورت کے بارے میں ہے' اور جہاں سے وقف شدہ چیز کا انتفاع ممکن نہ ہو' اور محض مصلحت اور منفعت کے لیے مناقلہ درست نہیں' اور شیخ تقی الدین ابن تیمیہ نے اس بارے میں جو فیصلہ کیا تھا' انہوں نے اس کے ماننے سے انکار کیا اور آپ نے اسے امام احمد سے بہت سی وجوہ سے ان کے دونوں بیٹوں صالح اور حرب اور ابوداؤد وغیرہ سے نقل کیا ہے کہ وہ غالب مصلحت کے لیے جائز ہے' اور میری معلومات کے مطابق شیخ عماد الدین ابن کثیر نے اس مسئلہ کے بارے میں ایک الگ کتاب تصنیف کی ہے' جسے میں نے بہت اچھا اور مفید پایا ہے۔ اور فقہ کا ذوق رکھنے والے جس شخص نے اس پر اطلاع پائی ہے اس کو خلجان نہیں ہوا کہ وہ امام احمد کا مذہب ہے اور اس بارے میں امام احمد نے اپنے بیٹے صالح کی روایت سے حجت پکڑی ہے جسے اس نے عن یزید بن عوف عن المسعودی عن القاسم بن محمد روایت کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ وہ کوفہ کی جامع مسجد کو سوق التمارین میں منتقل کر دیں اور پرانی جامع مسجد کی جگہ بازار بنا دیں تو انہوں نے ایسے ہی کیا اور اس میں محض مصلحت سے نقل کے استدلال کی واضح دلالت پائی جاتی

ہے بلاشبہ پرانی مسجد کو بازار بنانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے' اور اس کے اسناد میں القاسم اور عمر کے درمیان اور القاسم اور ابن مسعود کے درمیان انقطاع پایا جاتا ہے۔ اور صاحب مذہب نے اس سے جزم کیا ہے' اور اس سے حجت پکڑی ہے اور وہ اس بارے میں ظاہر و باہر ہے' پس اس نے اس ماہ کی ۲۸ / تاریخ کو سوموار کے روز مجلس منعقد کی۔

اور ۲۴ / جمادی الاولیٰ بدھ کی رات کو باب الفرج کے باہر زبردست آگ لگی جس کی وجہ سے طاز اور یلبغا کے باہر سے قیاسر اور آختہ کا قیسریہ جو تنکز کی بیٹی کا تھا' اور دیگر بہت سے قیاسر اور گھر اور دکانیں جل گئیں' اور لوگوں کا بہت سا متاع' تانبا اور سامان جل گیا' جو اموال کو چھوڑ کر ایک کروڑ یا اس سے زیادہ قیمت کا تھا' انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اور بہت سے لوگوں نے بیان کیا ہے کہ ان قیاسر میں فسق سود اور دھوکے وغیرہ بہت سے برے کام ہوتے تھے۔

اور ۲۷ / جمادی الاولیٰ کو خبر آئی کہ ملعون فرنگی صفد شہر پر قابض ہو گئے ہیں' وہ سات کشتیوں میں آئے' اور اس کے باشندوں کی ایک جماعت کو قتل کر دیا' اور بہت کچھ لوٹا اور لوگوں کو قیدی بنایا۔ اور جمعہ کے روز فجر کے وقت لوگوں پر حملہ کیا' اور مسلمانوں نے بھی ان میں سے بہت سے لوگوں کو قتل کیا' اور ان کشتیوں میں سے ایک کشتی توڑ دی' اور فرنگی ہفتہ کی شام کو عصر سے پہلے آئے اور والی بھی آیا۔ اور وہ بہت زخمی تھا' اور اس موقع پر نائب السلطنت نے فوج کو اس جانب بھیجنے کا حکم دیا' اور وہ اس رات روانہ ہو گئے۔ اور حاجب الحجاب ان سے مقدم ہوا' اور نائب صفد امیر شہاب الدین بن صبح ان کے پاس آیا' اور دمشقی فوج سبقت کر گئی' اور اس نے فرنگیوں کو دیکھا کہ انہوں نے جو سامان حاصل کیے ہیں' ان کے ساتھ اور قیدیوں کے ساتھ جزیرہ کی طرف گئے ہیں جو سمندر میں صیدا کی طرف ہے اور مسلمانوں نے میدانِ کارزار میں ان میں سے ان کے اشراف کے شیخ و شاب کو قیدی بنایا اور اسی نے انہیں روانگی سے روکا تھا پس فوج نے ان کے قبضے سے قیدیوں کے چھڑانے کے بارے میں مراسلت کی' اور اس نے ہر راس پر ان سے پانچ سو درہم مانگنے میں سبقت کی' اور انہوں نے قیدیوں کی کونسل سے تیس ہزار کی رقم لی' اور وہ ان کے ساتھ نہ رہا۔ اور فرنگیوں کا ایک بچہ مسلمانوں کے ساتھ رہا اور مسلمان ہو گیا اور انہیں زخمی شخص دے دیا گیا' اور فرنگیوں کو بہت پیاس لگی' اور انہوں نے وہاں جو نہر تھی' اس سے سیراب ہونا چاہا مگر فوج ان سے پہلے اس کی طرف سبقت کر گئی' اور اس نے انہیں اس سے ایک قطرہ پانی لینے سے بھی روک دیا۔ اور وہ منگل کی رات کو اپنی غنائم سمیٹ کر کوچ کر گئے۔ اور میدانِ کارزار میں مقتول ہونے والے فرنگیوں کے سر بھیجے گئے' اور انہیں قلعۂ دمشق پر نصب کیا گیا۔ اور اس وقت خبر آئی کہ فرنگیوں نے اپناس کا گھیراؤ کر لیا اور انہوں نے الربیض کو لے لیا ہے' اور وہ قلعے کا محاصرہ کیے ہوئے ہیں اور اس میں نائب شہر بھی ہے۔ اور انہوں نے بیان کیا کہ انہوں نے اس کے بہت سے باشندوں کو قتل کر دیا ہے' انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اور حاکم حلب بہت سی فوج کے ساتھ ان کے مقابلہ میں گیا' اور اللہ ہی اپنی طاقت سے انہیں فتح دینے والا ہے۔ اور اسی طرح عوام میں مشہور ہو گیا کہ اسکندریہ کا محاصرہ کیا گیا ہے' مگر اب تک یہ بات متحقق نہیں ہوئی۔ اور ۴ / جمادی الآخرۃ ہفتہ کے روز صیدا میں قتل ہونے والے فرنگیوں کے سر آئے' اور وہ تیس پینتیس سر تھے' اور انہیں قلعہ کی برجیوں پر نصب کیا گیا جس سے مسلمان خوش ہو گئے۔

اور ۲۲ / جمادی الآخرۃ بدھ کی رات کو باب الصغیر کے اندر زبردست آگ لگی جو اس مطبخ السکر سے شروع ہوئی جو مسجد

الشماشمین [illegible] ملحق جیسے [illegible] بازار کے پاس [illegible] کے [illegible] کا علاقہ [illegible] جل گیا اور [illegible] بازار اور وہاں جوجگہیں ہیں' ان تک پہنچ گئی۔ اور زیادہ آگ باب الفرج سے باہر تھی' اناللہ وانا الیہ راجعون۔ اور نائب السلطنت حاضر ہوا اور وہ عشاء کا وقت تھا' لیکن ہوا سخت تھی اور یہ عزیز وعلیم کے فیصلے کے مطابق تھا۔

اور شیخ عزالدین محمد بن اسماعیل بن عمر الحموی جو رواۃ کے ایک مشائخ تھے ۲۸/ جمادی الآخرۃ منگل کی رات کو وفات پا گئے' اور دوسرے دن ظہر کے بعد جامع اموی میں آپ کا جنازہ پڑھا گیا' اور باب الصغیر کے قبرستان دفن ہوئے' اور آپ کی پیدائش ۲/ ربیع الاوّل ۶۸۰ھ میں ہوئی۔ اور آپ نے بہت کچھ جمع کیا۔ اور اپنی آخری عمر میں جماعت سے روایت کرنے میں متفرد ہو گئے' اور آپ کی موت سے بیہقی کی سنن کبیر کا سماع منقطع ہو گیا۔

اور ۱۵/ رجب جمعہ کی رات کو قاسیون کے دامن میں محلّہ الصالحیہ میں زبردست آگ لگی اور جامع حنابلہ کے سامنے والا بازار شرقاً غرباً' شمالاً جنوباً پوری طرح جل گیا' اناللہ وانا الیہ راجعون۔

اور ۵/ ماہ رمضان کو جمعہ کے روز سوق الخیل کے مغرب میں سیف الدین یلبغا الناصری کی تعمیر کردہ جامع میں خطبہ دیا گیا' اور آج ہی اسے کھولا گیا' اور وہ بہت ہی خوبصورت تھی' اور شیخ ناصر الدین بن الربوہ الحنفی نے خطبہ دیا' اور شیخ شمس الدین الشافعی الموصلی نے اس بارے میں آپ سے کشاکش کی' اور اس کے واقف کنندہ یلبغا مذکور کی طرف سے امارت اور سلطانی احکام کا اظہار کیا' مگر ابن الربوۃ نے اس وجہ سے اس پر قابو پالیا کہ وہ شیخ قوام الدین الاتقانی الحنفی کا نائب تھا' اور وہ مصر میں مقیم تھا' اور اس کے پاس سلطان کی طرف سے امارت بھی تھی' جو موصلی کی امارت سے متاخر تھی۔ پس اس نے ابن الربوہ کے لیے حکم دیا اور اس نے اس روز دارالسعادۃ سے سیاہ خلعت پہنا' اور وہ اس کے سامنے سیاہ خلیفی جھنڈوں کے ساتھ آئے اور مؤذنین حسب دستور تکبیر کہتے رہے' اور اس نے اس روز اچھا خطبہ دیا' جس کا اکثر حصہ فضائل قرآن پر مشتمل تھا۔ اور اس نے محراب میں سورۂ طٰہٰ کا پہلا حصہ پڑھا اور بہت سے اُمراء' عوام' خواص اور بعض قضاۃ حاضر ہوئے' اور وہ جشن کا دن تھا' اور میں بھی ان لوگوں میں شامل تھا' جو اس سے قریب تھے' اور عجیب بات یہ ہے کہ میں ماہ ذوالقعدہ میں ایک کتاب پر مطلع ہوا جسے ایک شخص نے اپنے ایک دوست کو طرابلس کے علاقے سے بھیجا' اور اس میں لکھا تھا' اور مخدوم شیخ عمادالدین' بلادِ سواحل میں آگ سے ہونے والے واقعات کو جانتے ہیں جو طرابلس سے لے کر بیروت کے علاقے کی آخری عملداری تک سارے کسروان تک ہوا' اس نے سب پہاڑوں کو جلا دیا۔ اور تمام وحشی جانور' جیسے چیتے' بھالو' لومڑ اور خنزیر آگ سے مر گئے' اور وحوش کے لیے بھاگنے کی جگہ نہ رہی اور کئی روز تک آگ وہاں لگی رہی' اور لوگ آگ کے خوف سے سمندر کی جانب بھاگ گئے' اور بہت سا زیتون جل گیا۔ اور جب بارش نازل ہوئی تو اس نے اللہ کے حکم سے اُسے بجھا دیا' یعنی جو اکتوبر میں ہوا تھا اور یہ اس سال کے ذوالقعدہ میں ہوا' راوی کا بیان ہے کہ ایک عجیب واقعہ یہ ہے کہ درخت کا ایک پتہ ایک گھر میں اس کی انگیٹھی سے گرا' اور اس نے اس گھر میں جو سامان اور کپڑے وغیرہ اور زیورات اور بہت سا ریشم تھا' اُسے جلا دیا۔ اور اس علاقے کے اکثر باشندے درزیہ اور رافضہ ہیں۔ میں نے اُسے خط سے نقل کیا ہے' اسے محمد بن یلبان نے اپنے دوست کی طرف لکھا تھا' اور وہ دونوں قبان میں میرے پاس ہیں۔

اور اس واقعہ میں شیخ اسماعیل بن العز الحنفی اور اس کے حنفی اصحاب کے درمیان اس کے بعض لوگوں پر جو کہ ... زیادتی کرنے
پر مناقشہ ہو گیا تو یہ بات اس امر کی مقتضی ہوئی کہ اسے عدالت میں تین روز تک متمرد کی طرح حاضر کیا جائے۔ پس جب وہ عدالت میں
حاضر ہوا تو قاضی شہاب الدین الکفری نے جو حنفی کا نائب تھا اس کے انصاف کو ساقط کرنے کا فیصلہ دیا۔ پھر اس کے متعلق معلوم ہوا کہ
اس نے بلادِ مصر کا قصد کیا ہے تو نائب نے اُسے واپس لانے کے لیے اس کے پیچھے آدمی بھیجا تو اس نے اُسے ڈانٹ پلائی' پھر اس نے
اسے اس کے گھر تک چھوڑ دیا' اور قاضی القضاۃ حنفی نے اس کے متعلق سفارش کی تو اس نے اُسے مستحسن خیال کیا۔ وللہ الحمد والمنۃ۔

۷۵۸ھ

اِس سال کا آغاز ہوا تو خلیفہ امیر المؤمنین المعتضد باللہ ابوبکر بن المستکفی باللہ ابی الربیع سلیمان العباسی تھا۔ اور دیارِ مصر اور اس
کے ماتحت علاقوں اور بلادِ شام اور اس کے اردگرد علاقوں اور حرمین شریفین وغیرہ میں سلطان الاسلام' ملک ناصر حسن بن ملک ناصر محمد
بن ملک منصور قلادون الصالحی تھا' اور مصر میں اس کا کوئی نائب اور وزیر نہ تھا' اور دو بڑے امیروں سیف الدین شیخون اور صرغتمش
الناصریین کے پاس امور آتے جاتے تھے' اور ان کے شہر کے قضاۃ وہی تھے جن کا ذکر اس سے پہلے سال میں ہو چکا ہے' اور دمشق میں
شام کا نائب امیر علاؤ الدین علی المارداني تھا اور دمشق کے قضاۃ وہی تھے جن کا ذکر اس سے پہلے سال ہو چکا ہے۔

نہایت عجیب وغریب واقعہ:

اس سال کی ۲۴ رتاریخ کو بدھ کے روز دمشق کی جامع کے مجاورین کی ایک جماعت مزار علی وغیرہ سے اُٹھی اور فقراء اور
مغاربہ کی ایک جماعت نے ان کی اتباع کی' اور وہ ان جگہوں پر آئے جو شراب اور بھنگ کی فروخت میں متہم ہیں۔ اور انہوں نے
شراب کے بہت سے برتنوں کو توڑ دیا' اور جو کچھ ان میں موجود تھا اسے گرا دیا' اور بہت سی بھنگ وغیرہ تلف کر دی۔ پھر وہ سکر السماق
کی طرف چلے گئے' اور البارزاریہ اور الاکابریہ وغیرہ رذیلوں نے ان پر حملہ کر دیا اور انہوں نے ایک دوسرے کو پکڑ لیا اور انہیں ہاتھوں
وغیرہ سے مارا گیا' اور بسا اوقات بعض فاسقوں نے ان پر تلواریں بھی سونتیں' جیسا کہ بیان کیا گیا ہے۔ اور ملک الامراء نے والی
مدینہ اور والی البر کو حکم دیا کہ وہ شراب اور بھنگ فروشوں کے مقابلہ میں ان کے معاون و مددگار ہوں تو انہوں نے ان کے مقابلہ میں
ان کی مدد کی' مگر ان کے ساتھ شور وغل بڑھ گیا' اور انہوں نے جھنڈا نصب کیا' اور بہت سے لوگ ان کے پاس اکٹھے ہو گئے اور جب
دن کا آخری وقت آیا تو نقباء اور خزانداریہ کی ایک جماعت آگے بڑھی' اور ان کے پاس زنجیریں بھی تھیں' سو انہوں نے جامع کے
مجاورین کی ایک جماعت کو پکڑ لیا اور انہیں کوڑے مارے' اور انہیں شہر میں پھیرایا اور ان کے متعلق اعلان کیا' یہ اس شخص کی جزاء ہے
جو علم سلطانی تلے لایعنی امور سے متعرض ہوتا ہے۔ تو لوگ اس سے حیران رہ گئے' اور انہوں نے اس کا انکار کیا حتیٰ کہ عوام میں سے دو
آدمیوں نے منادی کرنے والے کو ملامت کی' تو ایک فوجی سپاہی نے ان میں سے ایک کو گرز مار کر اسے قتل کر دیا' اور دوسرے کو بھی
مارا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ وہ بھی اسی طرح مر گیا' انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اور اس سال کے شعبان میں امیر سیف الدین تمر المہمندار کی آزاد کردہ لونڈی سے روایت ہے کہ وہ تقریباً ستر دن حاملہ رہی'
پھر جو کچھ اس کے پیٹ میں تھا' اُسے گرانے لگی' اور اس نے تقریباً چالیس روز سے مسلسل اور متفرق دنوں میں پندرہ لڑکے اور لڑکیوں

کو پہچان سکا۔ اس کے بعد ہم نے کوئی مرد اور عورت کی شکل نہ دیکھی تھی۔

اور اطلاع آئی کہ امیر سیف الدین شیخون جو دیارِ مصر و شام کی حکومتوں کا منتظم تھا، اس پر سلطان کے غلاموں میں سے ایک غلام نے غلبہ پا کر اسے تلوار سے ضربات لگائی ہیں اور اس کے جسم کے کئی حصے زخمی کر دیئے۔ ان میں سے کچھ ضربات اس کے چہرے اور ہاتھ پر لگی ہیں اور اسے مقتول مجروح اور مطروح ہونے کی حالت میں اٹھا کر اس کے گھر لایا گیا ہے اور اس کی وجہ سے امراء کی جماعت ناراض ہوگئی حتیٰ کہ بیان کیا جاتا ہے کہ انہوں نے سوار ہو کر دعوت مبارزت دی اور کوئی ان کے مقابلہ میں نہ آیا' اور اس سے مصیبت میں بہت اضافہ ہوگیا' اور انہوں نے امیر سیف الدین صرغتمش وغیرہ پر تہمت لگائی کہ یہ کام ان کی مدد سے کیا گیا ہے' واللہ اعلم۔

شفاخانہ حلب کے بانی ارغون الکاملی کی وفات:

آپ کی وفات قدس شریف میں اس سال کی ۲۶ رشوال کی جمعرات کے روز ہوئی۔ اور آپ کو اس قبر میں دفن کیا گیا جسے آپ نے مسجد کے مغرب میں اس کے شمال میں بنایا تھا' آپ حلب کے بعد مدت تک دمشق کے نائب رہے' پھر وہ واقعہ ہوا' جس کی اصل یلبغا تھا' اللہ اس کے دور کا برا کرے۔ پھر آپ حلب کے نائب بنے' پھر مدت تک اسکندریہ میں قید رہے' پھر آپ کو رہا کر دیا گیا' اور آپ نے قدس شریف میں اقامت اختیار کر لی' یہاں تک کہ آپ کی وفات ہوگئی' جیسا کہ ہم نے مذکورہ تاریخ میں بیان کیا ہے' الشریک بن زریک نے آپ کو ملامت کی' واللہ اعلم۔

امیر شیخون کی وفات:

دیارِ مصر سے ذوالقعدہ کی ۲۶ رتاریخ جمعہ کی شب کو امیر شیخون کی وفات کی خبر آئی' اور دوسرے دن آپ اپنی قبر میں دفن ہوئے' اور آپ نے ایک عظیم مدرسہ تعمیر کیا' اور اس میں مذاہب اربعہ' دارالحدیث اور صوفیہ کے لیے خانقاہ بنائی اور اس پر بہت سی چیزوں کو وقف کیا اور اس میں علامات اور قراۃ دارۃ مقرر کی اور بہت سے اموال و ذخائر اور بقیہ مصری اور شامی بلاد میں کونسلیں چھوڑیں' اور اپنے پیچھے بیٹیاں اور ایک بیوی چھوڑی اور سلطان مذکور کی بقیہ اولاد نزدیکی رشتہ داری سے وارث ہوئی' اور آپ کی وفات کے بعد آپ کی پارٹی کے بہت سے اُمراء کو گرفتار کیا گیا' جن میں سب سے مشہور عز الدین بقطائی' الدوادار اور ابن قوصون تھے' اور آپ کی ماں سلطان کی بہن پر قوصون کے بعد شیخون کو نائب مقرر کیا گیا۔

۷۵۹ھ

اس سال کا آغاز ہوا تو بلادِ مصر و شام اور حرمین شریفین اور ان کے ماتحت علاقوں میں سلطان الاسلام ملک ناصر حسن بن ملک ناصر محمد بن ملک منصور قلادون بن عبداللہ الصالحی تھا' اور امیر شیخون کی وفات کی وجہ سے اس کا اور اس کے خواص کا پہلو مضبوط ہوگیا' جیسا کہ ہم نے گذشتہ سال کے ۲۶ رذوالقعدہ میں بیان کیا ہے' اور دنیاوی سامان میں سے اس کی میراث میں سے اس کے حصے میں سونے اور چاندی کے ڈھیر اور نشان مند گھوڑے اور جانور اور کھیتیاں آئیں۔ اور اسی طرح غلام' ہتھیار' سامان' اونٹوں کے گلے اور منڈیاں بھی آئیں جن کا شمار کرنا یہاں مشکل ہے۔ اور ہماری اطلاع کے مطابق اس وقت تک دیارِ مصر میں نہ نائب تھا نہ وزیر' اور قضاۃ وہی تھے جن کا ذکر اس سے پہلے سال میں ہو چکا ہے۔ اور دمشق کا نائب اور اس کے قضاۃ' حنفی کے سوا وہی تھے جن کا ذکر اس

سے پہلے سال میں ہو چکا ہے۔ اور وہ نجم الدین طوسی کی بجائے قاضی القضاۃ شرف الدین الکفری تھا۔ آپ نے گذشتہ سال شعبان میں وفات پائی۔ اور حلب کا نائب سیف الدین طاز‘ طرابلس کا نائب‘ منجک اور حماۃ کا نائب استدمر العمری اور صفد کا نائب‘ شہاب الدین بن صبح اور حمص کا نائب صلاح الدین خلیل بن خاص برک اور بعلبک کا نائب ناصر الدین الاقوس تھا۔

اور ۱۴ محرم سوموار کی صبح کو چار ہزار فوج‘ چار سالاروں کے ساتھ حلب کی جانب‘ حاجب کی فوج کی مدد کے لیے گئی کہ اگر حکم کے مطابق طاز سلطنت سے انکار کرے تو اُسے گرفتار کرلیا جائے۔ اور جب ۲۱ محرم آیا تو نائب السلطنت کی طرف سے اعلان کرنے والے نے اعلان کیا کہ وہ بقیہ فوج ہتھیار بند ہو کر جائے‘ اور وہ اسے سوق الخیل میں جاملیں۔ پس وہ ان کے ساتھ ثنیۃ العقاب کی جانب گیا تا کہ امیر طاز کو شہر میں داخل ہونے سے روکے‘ کیونکہ فوج کے ساتھ دیارِ مصر کی طرف اس کی آمد یقینی ہوگئی تھی‘ پس لوگ اس سے گھبرا گئے‘ اور دار السعادۃ کو ذخائر اور قابل حرمت چیزوں سے خالی کر کے قلعہ کی طرف بھجوا دیا گیا‘ اور بہت سے اُمراء شہر کے اندر اپنے گھروں میں قلعہ بند ہوگئے‘ اور باب النصر کو بند کر دیا گیا‘ جس سے لوگ وحشت محسوس کرنے لگے‘ پھر حاجیوں کے داخل ہونے کی وجہ سے باب الفرادیس‘ باب الفرج اور باب الجابیہ کے سوا سب دروازوں کو بند کر دیا گیا۔

اور ۲۳ محرم جمعہ کی صبح کو محمل آیا اور بہت سے لوگوں کو طاز کے معاملہ میں اور حوران میں العشیر کے معاملے میں مصروف ہونے کی وجہ سے اس کا پتہ ہی نہ چلا‘ اور امیر سیف الدین طید مر الحاجب الکبیر کے ارض حوران میں گرفتار ہونے اور قلعہ صرخد میں قید ہونے کی اطلاع آئی‘ اور اس کی تلوار امیر جمال الدین حاجب کے ساتھ آئی‘ اور وہ اسے گھاٹی کے پاس خیمہ میں لے گیا۔ اور طاز اپنی فوجوں کے ساتھ باب القطیفہ تک پہنچ گیا‘ اور اس کا شالیش نائب شام کے شالیش کے ساتھ ملا‘ اور ان میں جنگ نہ ہوئی‘ پھر اس نے اور نائب نے صلح کے بارے میں مراسلت کی کہ طاز اپنے آپ کو بچالے۔ اور دس زینوں کے ساتھ سوار ہو کر سلطان کے پاس جائے‘ اور جس حالت میں ہے اس سے علیحدہ ہو جائے اور نائب سے اس بارے میں خط و کتابت کرے۔ اور انہوں نے سلطان کے پاس اس کے معاملے میں اور جس پر یہ قدرت رکھتا تھا‘ اس کے متعلق نرمی اختیار کی‘ تو اس نے یہ بات مان لی اور آدمی بھیجا کہ وہ اس شخص کو تلاش کرے جو اس کی وصیت کی گواہی دے۔ تو نائب السلطنت نے اس کی طرف قاضی شہاب الدین قاضی فوج کو بھیجا‘ تو وہ اس کے پاس گیا‘ تو اس نے اپنے بیٹے‘ اپنے بیٹے کی ماں‘ اور اس کے والدین اپنے لیے اسے وصیت کی۔ اور اپنی وصیت پر امیر علاء الدین‘ امیر علی المار دانی نائب السلطنت اور امیر صرغتمش کو نگران مقرر کیا۔ اور نائب ۲۴ محرم ہفتے کے روز مغرب اور عشاء کے درمیان شام کو گھاٹی سے واپس آیا اور اس کے لیے بہت دُعائیں ہوئیں‘ اور لوگ اس سے بہت خوش ہوئے اور انہوں نے امیر طاز سے سمع و اطاعت کو قبول کرنے‘ اور باوجود اپنے پاس بکثرت افواج ہونے کے مقابلہ نہ کرنے‘ اور اپنے بھائیوں اور رشتہ داروں کے اس پر ترغیب دینے کی قوت کے باوجود ان کی بات نہ ماننے کے‘ امیر طاز کی طرف دعوت دی‘ اور میں نے نائب السلطنت امیر علاء الدین‘ امیر علی المار دانی سے ملاقات کی‘ اور اس نے مجھے ملخصاً اس کے خروج سے رجوع تک تمام واقعات بتائے۔ اور اس کی گفتگو کا مفہوم یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر بڑی مہربانی فرمائی ہے کہ ان کے درمیان جنگ نہیں ہوئی‘ اس نے بتایا کہ جب طاز القطیفہ پہنچا‘ تو ہم لاجین کی سرائے کے قریب اُتر چکے تھے۔ میں نے اس کے پاس اپنے غلاموں میں سے ایک غلام بھیجا کہ وہ اُسے کہے کہ

صرف دس زینوں کے ساتھ دیارِ مصر کی طرف جانے کے بارے میں حکمنامہ آ گیا ہے' پس جب تو یوں آئے تو خوش آمدید' اور اگر تو ایسا نہ کرے تو تو فتنہ کی جڑ ہے اور میں بعض ساری رات فوج کے ساتھ رہا اور وہ ہتھیار بند تھا پس میرا غلام جمعہ کو واپس آ گیا اور اس کے ساتھ اس کا غلام بھی تھا جو کہہ رہا تھا کہ وہ پوچھتا ہے کہ وہ اس کی تلاش میں آئے' جیسے وہ مصر سے اس کی تلاش میں گیا تھا۔ میں نے کہا اس کی کوئی سبیل نہیں وہ سلطان کے حکم کے مطابق دس زینوں کے ساتھ جائے' پس وہ لوٹ گیا اور میرے پاس وہ امیر آیا جو مصر سے اس کی تلاش میں آیا تھا' اس نے کہا' وہ تم سے تمہارے غلاموں میں شامل ہونے کا مطالبہ کرتا ہے' پس وہ دمشق سے اللسوۃ کی طرف بڑھ گیا تو اس کی فوج وہاں اُتری' اور وہ حکم کے مطابق دس زینوں کے ساتھ سوار ہوا' میں نے کہا' اس کے دمشق میں داخل ہونے' اور اس کی تلاش میں تجاوز کرنے کی صلاً کوئی سبیل نہیں' اگرچہ اس کے پاس سوار اور پیادے اور سامان ہے' اور میرے پاس اس سے کئی گنا زیادہ ہے۔ امیر نے مجھے کہا' اے اخوند اس کی قیمت نہیں بھلائی جائے گی۔ میں نے کہا' جو کچھ تو سنتا ہے' وہی ہوگا۔ اور ابھی وہ ایک تیر کی مار کے برابر چلا تھا کہ ہمارے جاسوسوں میں سے جو لوگ اس کے پاس تھے' ان میں سے ایک جاسوس نے آ کر کہا' اے اخوند' حماۃ اور طرابلس کی افواج اور ان کے ساتھ جو دمشقی فوج ہے' جنہوں نے اس کی وجہ سے خروج کیا تھا' وہ پہنچ چکی ہے' اور اس نے اور انہوں نے اتفاق کر لیا ہے۔

راوی کا بیان ہے' میں اُسی وقت فوج کے ساتھ سوار ہوا' اور میں نے اپنے آگے دو ہراول دستے بھیجے' اور میں نے کہا' ان افواج کو دیکھو جو آئی ہیں' حتیٰ کہ وہ تمہیں دیکھ لیں' اور وہ معلوم کر لیں کہ ہم نے ہر طرف سے ان کا گھیراؤ کر لیا ہے' پس اسی وقت ان کی طرف سے امان طلب کرنے کے لیے ایلچی آئے' اور وہ بلند آواز سے اس بات کی قبولیت کا اعلان کر رہے تھے کہ وہ دس زینوں کے ساتھ سوار ہوگا' اور اپنے القطیفہ کے مطالبہ کو ترک کر دے گا' اور یہ جمعہ کے دن کا واقعہ ہے۔ اور جب رات ہوئی تو میں نے اور فوج نے ہتھیار بند ہو کر پوری رات گزاری' اور مجھے خدشہ ہوا کہ یہ مکر وفریب ہے۔ سو جاسوس ہمارے پاس آئے' اور انہوں نے ہمیں بتایا کہ انہوں نے اپنے تیروں' نیزوں اور بہت سے ہتھیاروں کو جلا دیا ہے' تو ہمیں اس موقع پر یقین ہو گیا کہ اُسے جو حکم دیا گیا تھا' اس نے اسے مان لیا ہے' اور جب ہفتے کی صبح ہوئی تو اس نے تنزل اختیار کیا اور دس زینوں کے ساتھ سوار ہو کر دیارِ مصر کی طرف روانہ ہو گیا۔ وللہ الحمد والمنۃ۔

اور ۲۴ر صفر سوموار کے روز' وہ حاجب الحجاب آیا' جسے قلعہ صرخد میں اس ایلچی کے ساتھ قید کیا گیا تھا' جو اس کی وجہ سے دیارِ مصر سے آیا تھا' اور اُمراء اور بڑے لوگوں کی ایک جماعت نے اس کا استقبال کیا' اور اس نے اس کے گھر میں بہت صدقات دیئے اور وہ اس سے بہت خوش ہوئے' اور وہ لوگ کہتے تھے کہ وہ دیارِ مصر کی طرف اعزاز واکرام کے ساتھ ایک ہزار آدمیوں اور کاموں کا پیشرو بن کر جا رہا ہے۔

اور جب اس ماہ کی ۲۷ر تاریخ کو جمعرات کا دن آیا تو اچانک لوگوں نے دیکھا کہ وہ قلعہ منصورہ میں قید ہو کر داخل ہوا ہے' اور اس پر تنگی وارد کی گئی ہے۔ پس لوگ اس خوشی کے مقابلہ میں اس غم سے حیران رہ گئے' اور جو اللہ چاہتا ہے وہی ہوتا ہے۔

اور ۴ر ربیع الاوّل بدھ کے روز' حاجب کے باعث جامع کے ہال میں مجلس منعقد کی گئی' اور جمعرات کے روز حاجب کو قلعہ

سے دارالحدیث میں لایا گیا اور قضاۃ وہاں دعاوی کے باعث حاضر ہوتے' جو اس سے اپنے بعض لوگوں کا حق طلب کرتے تھے۔

اور ۹؍ ربیع الاول سوموار کے روز دیارِ مصر سے ایلچیوں کا نقیب حاجب مذکور کی تلاش میں آیا۔ پس اسے سلطانی قلعہ سے باہر نکالا گیا اور وہ نائب السلطنت کے پاس آیا اور اس کے پاؤں کو بوسہ دیا' پھر وہ اپنے گھر کی طرف چلا گیا اور اسی روز عزت کے ساتھ سوار ہو کر دیارِ مصر کو چلا گیا اور اس نے آگے بہت سے عوام اس کے لیے دعائیں کرتے ہوئے نکلے اور یہ تاریخ کا سب سے عجیب واقعہ ہے۔ اس شخص کو صرخد میں قید ہونے کے باعث بہت تکلیف پہنچی' پھر اسے رہا کر دیا گیا۔ پھر اسے قلعۂ دمشق میں قید کیا گیا' پھر اُسے رہا کر دیا گیا' اور یہ سب کچھ ایک ماہ میں ہوا۔

پھر ۱۲؍ جمادی الاولیٰ اتوار کے روز دمشق سے نائب السلطنت کے معزول ہونے کی اطلاعات آئیں' اور وہ سوموار کے روز دستے کے ساتھ سوار نہ ہوا' اور نہ دارالعدل میں حاضر ہوا' پھر اس کے متعلق اور اس کے نیابت حلب کی طرف جانے' اور نائب حلب کے دمشق آنے کی خبریں ثابت ہوگئیں۔ اور لوگوں نے اس کی دیانت اور سخاوت اور اہل علم سے اس کے حسن سلوک کی وجہ سے اس پر غم کیا' لیکن اس کے خواص اس کے احکام کو نافذ نہ کرتے تھے جس کی وجہ سے بہت سا فساد پیدا ہو گیا' اور انہوں نے بہت سے شہروں کو بچایا' اور اس کے باشندوں کے درمیان اس کی وجہ سے جنگیں برپا ہوئیں' اور قبائل برانگیختہ ہو گئے' انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اور ۲۵؍ جمادی الاولیٰ ہفتے کے روز' امیر علی الماردانی نیابت کی شان وشوکت کے ساتھ جلدی سے اس کی تلاش میں حلب محروسہ کی طرف جانے کے لیے نکلا' اور اس نے وطاۃ برزہ میں اپنا خیمہ لگایا۔ پس لوگ اس کی تلاش میں خوشی میں نکلے' اور آج نائب کے خروج کے تھوڑے عرصے بعد امیر سیف الدین طیدمر الحاجب دیارِ مصر سے اپنے حجابت کے کام پر واپس آتے ہوئے بڑی شان وشوکت کے ساتھ واپس آیا' اور لوگوں نے شمعوں کے ساتھ اس کا استقبال کیا اور اس کے لیے دعا کی' پھر اسی روز وہ ملک الامراء کی خدمت میں وطاۃ برزہ آیا اور اس کے ہاتھ کو بوسہ دیا' اور اُمراء نے اُسے خلعت دیئے' اور دونوں کی صلح ہو گئی۔

نائب السلطنت منجک کی دمشق میں آمد:

۲۴؍ جمادی الآخرۃ جمعرات کی صبح کو حلب کی طرف سے نائب السلطنت منجک دمشق آیا' اور حسب دستور امراء اور فوج اس کے آگے تھی' اور شمعیں روشن کی گئیں' اور لوگ باہر نکلے' اور ان میں سے بعض نے چھتوں پر رات گزاری' اور وہ ایک عظیم دن تھا۔

اور ماہ رجب کے آخر میں نائب السلطنت ربوہ آیا' اور اس نے قضاۃ اور والیانِ امر کو بلایا' اور مفتیوں کے حاضر کرنے کا حکم دیا' اور میں بھی ان لوگوں میں شامل تھا' جنہیں ربوہ طلب کیا گیا تھا' پس میں اس کی طرف گیا' اور نائب السلطنت نے اس روز ربوہ میں تعمیر شدہ مکانات کو گرانے' اور حمام کو اسی وجہ سے بند کرنے کا عزم کیا ہوا تھا' کہتے ہیں کہ وہ اس لیے بنائی گئی تھیں کہ وہ اس میں فیصلے کرے' اور اس حمام کی میل کچیل اس نہر میں جاتی تھی جس سے لوگ پانی پیتے تھے' پس بالآخر طے پایا کہ رہائش گاہوں کو باقی رکھا جائے اور ان آرامگاہوں کو واپس کر دیا جائے' جو اس کی روشنی اور لوگوں پر حاوی ہیں۔ اور جو کھجوروں پر حاوی ہیں' اُنہیں چھوڑ دیا جائے۔

پس لوگ ربوہ کی طرف جانے سے کلیتہً رُک گئے' اور اس روز اُس نے عورتوں کی آستینوں کو تنگ کرنے کا حکم دیا' نیز یہ کہ

گھنٹیوں اور قافلوں کو ان گدھوں سے دور کر دیا جائے جو کرائے پر دینے والوں کے ہوتے ہیں۔

اور ماہ شعبان کے اوائل میں نائب السلطنت جمعہ کے روز عصر کے بعد سوار ہوا تاکہ اس دکان کی دیوار سے اعلان ہو جائے جو الرحبیہ میں ہے۔ سو بازار والے خوفزدہ ہو گئے اور انہوں نے اپنی سب دوکانیں بند کر دیں اور انہوں نے خیال کیا کہ نائب السلطنت نے ایسا کرنے کا حکم دیا ہے پس وہ اس بات سے ناراض ہوا اور اس سے نکل آیا۔ پھر اس نے مذکورہ دیوار کے گرانے کا حکم دے دیا۔ اور یہ کہ اسے اس عمارت کی طرف منتقل کر دیا جائے' جسے اس نے باب النصر کے باہر دارالعدل کے پہلو میں دارالصناعت میں نئے سرے سے تعمیر کیا ہے' اس نے اس کی عمارت سے سرائے بنانے کا حکم دیا' اور یہ پتھر وہاں منتقل کیے گئے۔

دمشق کے تینوں قضاۃ کی معزولی:

۹ رشعبان منگل کے روز دیارِ مصر سے ایلچی آیا اور اس کے پاس ایک ورق بھی تھا۔ جس میں نئے قضاۃ کو سلام لکھا تھا' اور اس نے شافعی' حنفی اور مالکی قاضی کے معزول ہونے کی اطلاع دی اور اس نے قاضی بہاء الدین ابوالبقاء السبکی کو شافعیہ کا اور شیخ جمال الدین بن السراج حنفی کو' حنفیہ کا قاضی مقرر کیا اور لوگ انہیں سلام کرنے اور مبارکباد دینے گئے اور اس کے لیے اکٹھے ہوئے اور انہوں نے بتایا کہ مالکی قاضی عنقریب دیارِ مصر سے آئے گا اور جب ۲۷ رشعبان کو ہفتے کا دن آیا تو دیارِ مصر سے ایلچی آیا اور اس کے پاس دو حکمنامے اور شافعی اور حنفی قاضیوں کے لیے دو خلعت تھے' پس ان دونوں نے خلعت پہنے' اور دارالسعادۃ سے جامع اموی کی طرف آئے اور حجرہ کی محراب میں بیٹھ گئے اور شیخ نورالدین بن الصارم محدث نے منبر پر محراب کے سامنے قاضی القضاۃ بہاء الدین ابوالبقاء الشافعی کا حکمنامہ پڑھا' اور شیخ عمادالدین بن السراج محدث نے اسی طرح منبر پر قاضی القضاۃ جمال الدین بن السراج حنفی کا حکمنامہ پڑھا' پھر ان دونوں نے وہاں فیصلے کیے' پھر وہ الغزالیہ کی طرف آیا اور وہاں قاضی القضاۃ بہاء الدین ابوالبقاء نے درس دیا اور حنفی قاضی اس کے دائیں جانب بیٹھا' اور میں بھی اس کے پاس موجود تھا' سو اس نے یوم الشک کے روزوں سے درس کا آغاز کیا' پھر وہ اس کے ساتھ مدرسہ نوریہ کی طرف آیا اور وہاں قاضی القضاۃ جمال الدین مذکور نے درس دیا' اور قاضی القضاۃ بہاء الدین اس کے پاس حاضر ہوئے اور انہوں نے بیان کیا کہ اس نے قول الٰہی ﴿ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِیْنَ بِالْقِسْطِ ﴾ سے آغاز کیا۔

پھر بہاء الدین مدرسہ عادلیہ کبیرہ کی طرف لوٹ گئے اور وہاں قول الٰہی ﴿ اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰۤى اَهْلِهَا وَاِذَا حَكَمْتُمْ بَیْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ ﴾ سے درس کا آغاز کیا اور ۸ ر ماہ رمضان بدھ کی صبح کو مالکی قاضی دیارِ مصر سے آیا' اور اس روز اس نے خلعت پہنا اور جامع اموی کے حجرہ میں آیا اور وہاں قضاۃ و اعیان کی موجودگی میں اس کا حکمنامہ پڑھا گیا' جسے شیخ نورالدین بن الصارم محدث نے پڑھا اور وہ قاضی القضاۃ شرف الدین احمد بن شیخ شہاب الدین عبدالرحمٰن بن شیخ شمس الدین محمد بن عسکر العراقی البغدادی تھا' وہ کئی بار شام آیا' پھر اس نے قطب الدین کی نیابت میں بغداد میں فیصلے کرنے کے بعد دیارِ مصر کو وطن بنالیا' اور اپنے باپ کے بعد المستنصریہ میں درس دیا' اور اسی طرح دمیاط میں بھی فیصلے کیے' پھر دمشق میں مالکیہ کا قاضی بن کر آیا اور وہ بہت محبت کرنے والا اور صحیح البیان اور ملاقات کے وقت خندہ رو شیخ تھا' اور وہ عفیف' پاک دامن اور سخی شیخ تھا' اللہ تعالیٰ

اسے توفیق دے اور راہ ہدایت کی طرف اس کی رہنمائی کرے۔

دیارِ مصر کے امراء کے اتابیق امیر طرغتمش کی گرفتاری:

اس رمضان کی ۲۵ تاریخ کو ہمارے پاس اس کی گرفتاری کی اطلاع آئی اور اسے اس ماہ کی بیس تاریخ کو سلطان کی موجودگی میں گرفتار کیا گیا' پھر اس کے قتل کے بارے میں روایات میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ ہاں اس کے ذخائر واموال کی محافظت کی گئی اور اس کے اصحاب واتباع سے مطالبہ کیا گیا اور جن لوگوں کو مطالبے کے تحت مارا اور قید کیا گیا ان میں قاضی ضیاءالدین ابن خطیب بیت الاکا بر بھی تھے اور مشہور ہو گیا کہ وہ سزا سے مر گئے ہیں' اور آپ دیارِ مصر کی طرف آنے والوں کا مقصود تھے' خصوصاً دمشق شہر کے باشندوں کا' آپ نے کئی کام سنبھالے اور آخری عمر میں بلادِ سلطان میں تمام اوقاف کی نگرانی آپ کے سپرد کی گئی اور آپ نے جامع اموی وغیرہ کے بارے میں اعتراضات کئے' جس کی وجہ سے کاتبوں وغیرہ کی جماعت کی رسد بند ہو گئی اور بہت سے امور عامہ وخاصہ میں آپ نے امیر صرغتمش کی مدد کی' اور اس کی وجہ سے ہلاک ہوئے اور آپ کی عمر ۸۰ سال کے قریب تھی۔

قضا کی واپسی:

صرغتمش نے دمشق کے تینوں قضاۃ حنفی' شافعی' مالکی کو معزول کر دیا تھا' جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے اور ان سے پہلے اس نے ابن جماعۃ کو معزول کیا اور ابن عقیل کو مقرر کیا اور جب صرغتمش گرفتار ہوا تو سلطان نے قضاۃ کو اپنے کام پر واپس آنے کا حکم دیا اور جب یہ اطلاع دمشق پہنچی تو تینوں قضاۃ نے فیصلے کرنے سے انکار کر دیا' ہاں وہ عید کی رات کو جامع اموی میں رویت ہلال کے لیے گئے اور عید کی صبح کو نائب کے ساتھ قضاۃ کے دستور کے مطابق عید گاہ کی طرف گئے اور وہ خوفزدہ تھے۔ اور وہ مدارس حکم سے منتقل ہو گئے اور قاضی القضاۃ ابوالبقاء الشافعی الزعیفریۃ میں بستانہ واپس آ گئے' اور قاضی القضاۃ ابن السراج' التعدیل میں اپنے گھر واپس آ گئے اور قاضی القضاۃ شرف الدین مالکی صمصامیہ کے اندر الصالحیہ کی طرف کوچ کر گئے اور لوگوں کو ان کی وجہ سے بڑا دکھ ہوا' کیونکہ آپ دیارِ مصر سے مسافرانہ طور پر آئے تھے اور آپ محتاج اور متدین تھے' اور آپ نے اچھے فیصلے کیے۔ پھر آخر میں واضح ہوا کہ آپ معزول نہیں ہوئے اور برقرار ہیں جیسا کہ ہم ابھی بیان کریں گے' پس آپ کے اصحاب واحباب اور بہت سے لوگ اس سے خوش ہو گئے۔ اور جب ۴ رشوال کو اتوار کا دن آیا تو ایلچی آیا اور اس کے پاس قاضی القضاۃ تاج الدین ابن السبکی الشافعی اور قاضی القضاۃ شرف الدین الکفری الحنفی کا حکمنامہ تھا اور قاضی القضاۃ شرف الدین المالکی العراقی' مالکیہ کی قضاۃ پر برقرار رہے۔ اس لیے کہ سلطان کو یاد آیا کہ اس نے زبانی آپ سے شام کی قضاء کی بات کی تھی اور آپ کو اپنے سامنے دمشق بھجوایا تھا' پس آپ کی سیرت آپ کی نیت کی طرح قابل تعریف رہی اور لوگ اس کی وجہ سے آپ سے خوش ہو گئے۔

اور ۳ رذوالقعدہ سوموار کے روز محدث شمس الدین محمد بن سعد حنبلی نے وفات پائی اور دوسرے دن السفح میں دفن ہوئے' آپ کی عمر ساٹھ سال کے قریب تھی' آپ نے بہت لکھا اور مہارت حاصل کی اور آپ کو احرار کے اسماء اور ان کے رواۃ کی جو متاخرین شیوخ میں سے تھے' اچھی معرفت حاصل تھی اور آپ نے حافظ البرزالی کے لیے اس کے مشائخ کے بڑے حصے کو لکھا اور ہر ایک سے اس کے لیے ایک حدیث یا اس سے زیادہ احادیث بیان کیں اور جو کچھ ان سب سے سنا تھا اُسے لکھا اور وہ مکمل نہیں ہوا تھا کہ البرزالی

وفات پا گئے۔ رحمہ اللہ۔

اور جامع الفوقانی کے بانی بہاء الدین ابن المرجانی وفات پا گئے' اصل میں یہ ایک مسجد تھی' آپ نے اسے جامع بنا دیا' اور اس میں خطبہ دیا اور میں پہلا شخص تھا جس نے اس میں ۷۴۸ھ میں خطبہ دیا اور آپ نے حدیث کا کچھ سماع کیا اور ہمیں امیر سیف الدین بن فضل بن عیسیٰ بن مہنا کی وفات کی اطلاع ملی جو اعراب کے سخی اور بہادر امراء میں سے ایک تھا اور اس نے کئی بار آل مہنا کی امارت سنبھالی' جیسے کہ اس سے پہلے اس کے باپ نے اُسے سنبھالا تھا' اس کے ایک عمزاد نے اس پر حملہ کر کے بلا ارادہ قتل' اُسے قتل کر دیا جیسا کہ بیان کیا گیا ہے' لیکن جب اس نے تلوار سے اس پر حملہ کیا تو اس نے اپنا دفاع کرنا چاہا' تو اس نے اس کے سر پر تلوار مار کر اُسے چھوڑ دیا۔ اور وہ اس کے بعد تھوڑے دن زندہ رہا' اور مر گیا۔ رحمہ اللہ۔

منجک کی دمشق سے معزولی:

اور ۲رذوالحجہ اتوار کے روز دیارِ مصر سے ایک امیر آیا اور اس کے پاس نائب دمشق کا حکمنامہ تھا' اور وہ امیر سیف الدین منجک صفد محروسہ کا نائب تھا' دوسرے دن کی صبح کو' اور وہ یوم عرفہ تھا' وہ دارالسعادۃ سے صفد محروسہ جانے کے لیے المزہ کی بلند اور وسیع جگہ پر آیا اور عید' المزہ کی بلند جگہ پر منائی' پھر صفد کی طرف چلا گیا' اور بہت سے مفسدین اور شراب فروشوں وغیرہ نے لالچ کیا اور اس کے اپنے ہاں سے چلے جانے پر خوش ہوئے' اور عید کے روز' دارالسعادۃ میں سلطان کا خط امراء کو سنایا گیا اور اس میں ان پر اپنے امیر علی المار دانی کے نائب مقرر کرنے اور اس کے ان کی طرف واپس آنے اور اس کی تعظیم و اطاعت کرنے اور اس کی تعریف کرنے کی تصریح تھی اور امیر شہاب الدین بن صبح' صفد سے نیابت سے آیا اور اپنے گھر میں شہر سے باہر الشامیۃ البرانیہ کے قریب اترا' اور ۲۱ر ذوالحجہ ہفتے کے روز' ایلچی' صاحب الحجاب طید مر اسماعیلی کے شہر کی حماۃ کی طرف جلاوطن کرنے اور گویریں بیکار رہنے کا حکم لے کر پہنچا۔ واللہ اعلم۔

۷۶۰ھ

اس سال کا آغاز ہوا تو دیارِ مصر و شام اور ان کے ماتحت ممالک اسلامیہ کا بادشاہ' ملک ناصر حسن بن سلطان ملک ناصر محمد بن سلطان ملک منصور قلادون الصالحی تھا' اور ان کے شہر اُن کے قضاۃ وہی تھے جن کا ذکر اس سے پہلے سال ہو چکا ہے اور دمشق میں اس کا نائب امیر علاء الدین امیر علی المار دانی تھا اور شام کے قضاۃ مالکی قاضی کے سوا وہی تھے' جو اس سے پہلے سال تھے' اس نے جمال الدین المسلانی کو شرف الدین عراقی اور حاجب الحجاب امیر شہاب الدین بن صبح کے ذریعے معزول کر دیا تھا' اور شہر کے خطباء کی اکثریت وہی تھی جن کا ذکر ہو چکا ہے' اور ۳رمحرم بدھ کی صبح کو امیر علاء الدین امیر علی نائب السلطنت' حلب کی نیابت چھوڑ کر دمشق آیا اور لوگ اس سے خوش ہوئے اور انہوں نے راستے میں ہی اس کا استقبال کیا اور شہر کے راستوں میں اس کا لمبا عمامہ اٹھایا گیا اور امیر شہاب الدین بن صبح نے صفد کی نیابت کی بجائے دمشق میں حجابت کا بڑا خلعت پہنا۔

اور ۱۳رمحرم کو ہفتے کے روز ۲۷رذوالحجہ کی تاریخ سے العلاء سے حاجیوں کے خطوط آئے' اور انہوں نے بیان کیا کہ مدینہ نبویہ کے والی پر دو فدائیوں نے سلطان کا خلعت پہنتے وقت حملہ کر دیا' یہ اس وقت کی بات ہے جب محمل مدینہ شریفہ میں آیا' اور ان

دونوں نے اسے قتل کر دیا اور اس کے غلاموں نے ان حاجیوں پر جو شہر کے اندر تھے حملہ کر دیا اور ان کے اموال لوٹ لیے اور بعض کو قتل کر دیا اور باہر نکل گئے اور انہوں نے فوج کے مقابلہ کے لیے شہر کے دروازے بند کر دیئے تھے سو فوج نے بعض دروازوں کو جلا دیا اور سلطانی فوج نے داخل ہو کر امیر کو غلاموں کے ہاتھوں سے بچایا اور سلطانی محمل حسب دستور اس ماہ کی بیس تاریخ کو ہفتے کے روز دمشق آیا اور اس محمل کے آگے وہ دو فدائی بھی تھے جنہوں نے والی مدینہ کو قتل کیا تھا اور اس کے متعلق بہت سے شنیع امور بیان کیے گئے ہیں، جو رفض میں اس کے غلو مفرط سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور اس کا ایک قول یہ بھی ہے کہ اگر وہ طاقت پاتا تو شیخین کو حجرہ سے باہر نکال دیتا اور اس قسم کی اور باتیں بھی ہیں اگر وہ اس کے متعلق درست ہیں تو وہ اسے عدم ایمان تک پہنچانے والی ہیں۔

اور ۲۰ر صفر منگل کی صبح کو امیر شہاب الدین بن صبح حاجب الحجاب اور اس کے دو امیر بیٹوں کو گرفتار کر لیا گیا اور قلعہ منصورہ میں قید کر دیا گیا، پھر امیر ناصر الدین بن خاربک کچھ دنوں کے بعد اسے دیارِ مصر کو لے گیا اور ابن صبح کے پاؤں میں بیڑی تھی، اور اس نے بیان کیا کہ اس نے راستے میں اپنے پاؤں کو کھول لیا اور ۱۳ر صفر سوموار کے روز طرابلس امیر سیف الدین عبدالغنی آیا تو اُسے قلعہ میں داخل کیا گیا، پھر امیر علاء الدین بن ابی بکر اسے اس کی نگرانی کرتے ہوئے اور اس پر تنگی وارد کرتے ہوئے دیارِ مصر کو لے گیا اور اطلاع آئی کہ منجک صفد سے ڈاک کے گھوڑے پر مطلوب ہونے کی حالت میں سلطان کی طرف گیا ہے اور جب اس کے اور غزہ کے درمیان بارہ میل کا فاصلہ رہ گیا تو وہ اپنے خادموں سمیت سلطان سے بھاگ کر التیہ میں داخل ہو گیا اور جب نائب غزہ کو اطلاع ملی تو اس نے اس کی تلاش میں بہت کوشش کی، تو اس نے اُسے عاجز کر دیا اور کام کا وقت جاتا رہا۔ واللہ اعلم۔

نائب شام امیر علی المارادانی کی گرفتاری:

اس کی اصل یہ ہے کہ ۲۲ر رجب بدھ کی صبح کو فوج ہتھیار بند ہو کر قلعہ کے نیچے گئی اور قلعہ میں طارمہ کی جانب خوشی کے شادیانے بجے اور ہر جانب سے طبلخانات کے امراء اور بارِ حکومت کا ذمہ دار امیر سیف الدین بیدمر الحاجب اور نائب السلطنت دارالسعادۃ کے اندر آئے اور ایلچی اس کے اور فوج کے درمیان آ جا رہے تھے پھر وہ باہر نکلا اور اُسے تھوڑی سی زینوں پر حفاظت میں دیارِ مصر کی طرف لے جایا گیا اور باب النصر کے نزدیک اس نے اہل شام سے وحشت محسوس کی تو لوگ اس کی دیانت، قلت اذیت رعیت کی اذیت اور علماء، فقراء اور قضاۃ سے حسن سلوک کرنے کی وجہ سے اس پر متاسف ہوئے اور روئے۔

پھر ۲۳ر رجب جمعرات کے روز تین امراء امیر سیف الدین طیبغا حجی ہزاری رئیس، امیر سیف الدین قطلیجا الدوادار رئیس اور امیر علاء الدین ایدغمش المارادانی امیر طبلخانہ کی محافظت کی گئی اور یہ ان لوگوں میں شامل تھے جو نائب السلطنت مذکور کے پاس حاضر ہوتے تھے اور یہ اس کے ہمنشین اور اس کی مجلس شبانہ کے ممبر تھے اور اس کی سفارت سے انہیں افواج، طبلخانات اور بخشی دی گئی۔ پس انہیں قلعہ منصورہ میں پہنچا دیا گیا اور وہاں جو امراء تھے انہیں ان کے ساتھ قید کر دیا گیا، پھر خبر آئی کہ امیر علی کو غزہ سے آگے بڑھ جانے کے بعد راستے سے واپس کر دیا گیا ہے اور اس کی طرف صفد محروسہ کی نیابت کا حکمنامہ بھیجا گیا ہے، پس صورت حال مماثل ہو گئی اور اس کے اصحاب و احباب اس سے خوش ہو گئے اور دمشق کی سپردگی لینے والا جسے دیارِ مصر میں کئی بار استعفیٰ دینے کے بعد ۱۶ر رجب جمعرات کے روز اس کی نیابت کا خلعت دیا گیا اور اس نے کئی بار زمین کو بوسہ دیا، مگر سلطان نے اُسے معاف نہ کیا اور وہ امیر

[illegible] تھا، [illegible] کا بھائی تھا، [illegible] تھا اور اس کی بیٹی آج [illegible] کی بیوی تھی [illegible]
کے آخر میں جمعرات کے روز دمشق آیا اور دارالسعادۃ میں اترا اور قضاۃ واعیان اسے سلام کرنے اور اس سے دوستی کرنے اس کے
پاس گئے اور ضیافتیں اور ہدایا اس کے پاس لے گئے۔

حوران بستی کا واقعہ اللہ نے اس ماہ میں انہیں سخت عذاب میں الجھا دیا۔

اور یہ واقعہ یوں ہے کہ حوران بستی کے باشندوں نے ایک ماہ گزارا اور وہ بستی نائب شام کے لیے مخصوص ہے اور وہ یمن کے حلبی ہیں اور انہیں بنولبسہ اور بنوناشی کہا جاتا ہے اور وہ ایک مضبوط اور محفوظ بستی ہے جہاں ہر مفسد رہزن اور خارجی پناہ لیتا ہے اور ایک شیطان رویمن العشیر جو عمر تھا اور الدنیط کے نام سے مشہور تھا' ان کی پناہ لی تو انہوں نے بہت سے لوگوں کو العشیر کو لوٹ کا مال دینے کے لیے تیار کیا اور اس وقت والی الولاۃ جو شنکل منکل کے نام سے مشہور ہے۔ نے ان کی طرف سبقت کی' سو وہ ان کے پاس آیا تا کہ انہیں روکے اور ان کی رہنمائی کرے اور اس نے ان سے عمر الدنیط کا مطالبہ کیا تو انہوں نے اس کی بات نہ مانی اور اس سے جنگ کرنے کا ارادہ کیا اور وہ بہت سے لوگ اور ایک جم غفیر تھا تو وہ ان سے پیچھے ہٹ گیا اور اس نے نائب السلطنت کو لکھا کہ وہ اسے ان کے اور ان جیسے لوگوں کے مقابلہ کے لیے فوج سے مدد دے تو اس نے امراء طبلخانات اور العشر وات کی ایک جماعت اور تیر اندازوں کے حلقہ سے ایک سو تیر انداز اس کے لیے تیار کیا اور جب اس نے انہیں ان کے شہر میں اچانک آلیا تو وہ فوج سے لڑنے کے لیے اکٹھے ہو گئے اور اُسے پتھروں اور گوپھیوں سے مارا اور ان کے اور شہر کے درمیان حائل ہو گئے' اس موقع پر ترکوں نے ہر جانب سے انہیں تیر مارے اور ان میں سے ایک سو سے زیادہ آدمیوں کو قتل کر دیا' اور وہ اپنی ایڑیوں کے بل بھاگے اور والی الولاۃ نے ان میں سے تقریباً ساٹھ آدمیوں کو گرفتار کر لیا اور مقتولوں کے سر کاٹے اور انہیں ان قیدیوں کے گلوں میں لٹکانے کا حکم دیا اور کسانوں کے سب گھر لوٹ لیے گئے اور انہیں نائب السلطنت کے غلاموں کے سپرد کر دیا گیا اور ان میں سے تین سو درہم کے مساوی چیز گم نہ ہوئی اور وہ بصریٰ واپس لوٹ آیا اور العشیرات کے شیوخ اس کے ساتھ تھے اور ان نے ابن امیر صلاح الدین ابن خاص ترک کو اطلاع دی اور وہ بھی ان امراء طبلخانات میں شامل تھا' جنہوں نے مبسوط میں خاص طور پر ان سے جنگ کی تھی' اور جب وہ ان قیدیوں میں سے کسی کو زخم لگانے سے تھک جاتا تو مشاعلی کو اس کے ذبح کرنے اور اس کے سر کو بقیہ قیدیوں کے سر پر لٹکانے کا حکم دیتا' اس نے ان سے یہ کام کئی بار لیا حتیٰ کہ اس نے ان میں سے ایک نوجوان کا سر کاٹا اور اس کے سر کو اس کے بوڑھے باپ کے سر پر لٹکا دیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

پس اس سے بڑی عبرتناک سزا ملی' جس کی مثل اہل حوران کو اس وقت نہیں ملی تھی اور یہ سب کچھ ان پر ان کے کاموں کے باعث مسلط ہوا تھا' اور تیرا رب بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں' اور اسی طرح ہم بعض ظالموں کو ان کے افعال کے باعث' بعض کے پیچھے لگا دیتے ہیں انا للہ وانا الیہ راجعون۔

نائب السلطنت امیر سیف الدین استدمر البخاری کی آمد:

اس سال ۱۱ر شعبان سوموار کی صبح کو امیر سیف الدین استدمر البخاری' دیارِ مصر کی جانب سے دمشق کا نائب بن کر آیا اور

لوگوں نے اس کا استقبال کیا اور اس سے نیچے بیٹھے گئے اور جب وہ پڑھنے کے لیے پیدل چلا تو [illegible]
اور اس کے پہلو میں امیر سیف الدین بیدمر تھا‘ جو حاجب الحجاب تھا اور اُسے حلب محروسہ کا نائب مقرر کیا گیا تھا۔

پس وہ روبقبلہ ہوا اور قبلہ کے پاس جدہ کیا اور اس کے پاس اس کے لیے فرش اور بڑی بڑی چٹائیں بچھائی گئی تھیں‘ پھر وہ سوار ہوا اور بیدمر نے اسی طرح اسے پہلو میں لے لیا اور فوج کی طرف روانہ ہو گیا‘ سو اس نے اُسے سوار کرایا اور پھر پہلے نائبین کے دستور کے مطابق دارالسعادۃ کی طرف واپس آ گیا۔ اور دن کے آخری حصے میں امیر سیف الدین بیدمر کے لیے حلب محروسہ کی نیابت کا حکمنامہ آیا‘ اور منگل کے دن کے آخری حصے میں عصر کے بعد‘ بشیری ایلچی آیا اور اس کے ہاتھ میں قاضی بہاء الدین ابوالبقا اور اس کے اہل و اولاد کو بغیر کسی کام کے طرابلس کی طرف جلاوطن کرنے کا حکمنامہ تھا‘ اور یہ بات اُسے اور اس کے اہل اور اس کے قریبیوں کو گراں گزری اور بہت سے لوگوں نے اس کے لیے غم کیا اور وہ جمعہ کی شب کو روانہ ہو گیا‘ اور اُسے اس کی جہات میں نائب مقرر کرنے کی اجازت دی گئی تھی‘ سو اس نے اپنے بڑے بیٹے عزالدین کو نائب مقرر کیا اور شوال میں مشہور ہو گیا کہ امیر سیف الدین منجک جو شام میں نائب السلطنت تھا‘ بھاگ گیا ہے اور اس کی کوئی خبر نہیں اور جب یہ وقت آیا تو بیان کیا گیا کہ اُسے حران میں جو ماردین کے ضلع میں ہے ایک فقیر کے لباس میں گرفتار کر لیا گیا ہے اور اس کی نگرانی کی گئی ہے اور سلطان نے اپنا فیصلہ بھیج دیا‘ اور بہت سے لوگ اس بات سے حیران رہ گئے‘ پھر اس کی کوئی حقیقت واضح نہ ہوئی اور جن لوگوں نے اُسے دیکھا تھا انہوں نے خیال کیا کہ وہ وہی ہے حالانکہ وہ جملہ فقیروں میں سے ایک فقیر تھا‘ جو بعض وجوہ سے اس سے مشابہت رکھتا تھا‘ اور ذوالقعدہ میں مشہور ہو گیا کہ امیر عزالدین فیاض بن مہنا ملک العرب نے سلطان کی اطاعت سے دستکشی اختیار کر لی ہے اور عراق کی طرف چلا گیا ہے‘ سوارضِ رحبہ میں جو دمشقی افواج تھیں اور وہ چار سالاروں کے چار ہزار جوان تھے‘ انہیں سلطانی احکام ملے اور اسی طرح حلبی فوج وغیرہ کو بھی اس کے تلاش کرنے اور اُسے سلطان کے سامنے پیش کرنے کا حکم ملا‘ پس انہوں نے مقدور بھر کوشش کی مگر وہ اس سے ملنے اور اس کے پیچھے جنگلات میں داخل ہونے سے عاجز ہو گئے اور وقت جاتا رہا اور وہ ارضِ عراق کی طرف چلا گیا‘ پس حلقہ تنگ ہو گیا اور ملنا مشکل ہو گیا۔

۷۶۱ھ

اس سال کا آغاز ہوا تو سلطان المسلمین ملک ناصر حسن بن ملک ناصر محمد بن ملک منصور قلادون تھا۔ اور مصر و شام کے قضاۃ وہی تھے‘ جن کا ذکر اس سے پہلے سال میں ہو چکا ہے‘ اور شام کا نائب یلبغا البخاری کا بھائی‘ امیر سیف الدین استدمر تھا‘ اور قاضی امین الدین القلانسی سیکرٹری تھا۔

اور محرم کے آغاز میں شیخ صلاح الدین العلائی کے قدس شریف میں ۳ رمحرم سوموار کے روز وفات پا جانے کی خبر آئی‘ اور دوسرے دن ظہر کی نماز کے بعد مسجد اقصیٰ میں آپ کا جنازہ پڑھا گیا اور نائب الرحبہ کے قبرستان میں دفن ہوئے‘ آپ کی عمر ۶۶ سال تھی اور مدرسہ صلاحیہ میں بطور مدرس اور دارالحدیث السکریہ میں بطور شیخ آپ کے قیام کی مدت تیس سال ہے۔ اور آپ نے تالیف وتصنیف کا کام کیا اور علم حاصل کیا اور مہارت حاصل کی‘ اور آپ کو عالی اور نازل کی معرفت اور اجزاء اور فوائد کی تخریج میں کمال

[illegible] اور آپ کا خط [illegible] تھا اور آپ کی کتابت کمزور تھی لیکن صحت وضبط کے ساتھ مشکل نہیں تھی' آپ کی متعدد تصانیف ہیں اور مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ نے دمشق کی خانقاہ سمساطیہ پر کتابوں کو وقف کیا ہے اور آپ کے بعد الصرخصیہ کی تدریس اور اس کی نگرانی پر خطیب برہان الدین ابن جماعۃ مقرر ہوئے۔ اور آپ نے پاس اس تاریخ سے پہلے کی تفویض بھی تھی۔

اور ۶ رمحرم جمعرات کے روز' متولی البرا ابن بہادر الشیر جی کی نگرانی کی گئی اور اسے الندرا و یہ لکھ دیا گیا' اس لیے کہ اس پر نعمان البلقاء کھلن الحاجب اور قاضی حسان سے مطلب حاصل کرنے کی تہمت تھی' اور ظاہر ہے کہ یہ مقدمہ ان کے دشمن کی طرف سے تھا' حالانکہ ایسی کوئی بات نہ تھی' پھر اُسے پتہ چلا کہ ایک شخص جھوٹے احکام بناتا ہے اور اس کے باعث الصارمیہ کے مدرس کو گرفتار کیا گیا' کیونکہ وہ شخص مدرسہ مذکورہ میں اس کے پاس تھا۔ اور اُسے ملک الامراء کے سامنے مارا گیا اور اسی طرح شیخ زین الدین زید المغربی الشافعی کے متعلق بھی پتہ چلا کہ وہ جھوٹے احکام بناتا ہے اور اس کے متعلق بیان کیا گیا کہ وہ مدرسہ اکر یہ کے لیے حکم طلب کرتا ہے اُسے بھی اسی طرح مارا گیا اور اُسے السد کے قید خانے میں قید کرنے کا لکھا گیا اور اسی طرح متولی شہر امیر شہاب الدین کو بھی قید کیا گیا' کیونکہ اس نے اپنے لیے امارت کا حکمنامہ لکھا تھا' پس جب سیکرٹری اس بات کو سمجھ گیا تو اس نے نائب السلطنت کو اطلاع دے دی تو اس پر دروازہ کھل گیا اور سب کو السد میں قید کر دیا گیا' اور ۱۵ رمحرم ہفتے کی رات کو حاجیوں کے خطوط آئے اور انہوں نے سرسبزی اور ارزانی اور امن کی اطلاع دی' وللہ الحمد والمنۃ۔

اور ۲۱ رمحرم ہفتے کی رات کو مغرب کے بعد' محمل آیا' پھر اس کے بعد حاجی مٹی اور گرمی میں آئے اور انہیں بلادِ حوران میں اس کی وجہ سے بڑی مشقت اور سختی برداشت کرنی پڑی اور بہت سے اونٹ گر پڑے اور بہت سی عورتیں قیدی بنائی گئیں' انا للہ وانا الیہ راجعون' اور لوگوں کو بڑی پریشانی ہوئی۔

اور جب ۲۴ رمحرم کو سوموار کا دن آیا تو اس شخص کا ہاتھ قطع کیا گیا جو جعلی احکام بناتا تھا' اس کا نام السراج عمر القفطی المصری تھا اور جیسا کہ بیان کیا گیا ہے وہ نوجوان ماہر کاتب تھا اُسے اونٹ پر پنجرے میں ڈال کر لادا گیا اور اس کا ہاتھ کٹا ہوا تھا' اور اُسے خون کے دوڑنے کے باعث جو اس سے ٹپک رہا تھا داغ نہیں دیا گیا' اور اس کے ساتھ شیخ زین الدین کو سوار کرایا گیا اور اس کا منہ اونٹ کی دبر کی طرف تھا اور وہ برہنہ اور ننگے سر تھا اور اسی طرح بدر حمصی بھی دوسرے اونٹ پر تھا' اور والی شہاب الدین کو ایک دوسرے اونٹ پر سوار کرایا گیا اور اس پر ایک چھوٹا سا چمڑہ اور موزہ اور قباء تھی اور انہیں شہر کے محلوں میں پھرایا گیا اور اعلان کیا گیا یہ ان لوگوں کی جزاء ہے جو سلطان پر جھوٹ باندھتے ہیں' پھر انہیں باب الصغیر کے قید خانے میں ڈال دیا گیا اور اس تعزیر سے قبل وہ السد کے قید خانے میں تھے اور اُسی سے انہیں پکڑا گیا' اور مشہور کیا گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

منجک کی گرفتاری اور اس پر غلبہ پانے کا بیان' اور وہ ایک سال سے دمشق میں روپوش تھا:

۲۷ رمحرم جمعرات کے روز' ناصح' نائب السلطنت امیر سیف الدین استدمر کے پاس آیا اور اس نے اُسے بتایا کہ منجک' الشرف الاعلیٰ کے گھر میں ہے' پس اس نے فوراً اس گھر کی طرف جس میں ایک حاجب اور اس کے کچھ خواص رہتے تھے' آدمی بھیجا اور

[illegible]
نائب السلطنت نے اس کا سامنا کیا تو اس نے اس کی عزت کی اور اسے اپنی نشست کے اوپر بٹھایا اور اس سے مہربانی کی اور اسے کھلایا پلایا۔ بیان کیا گیا ہے کہ وہ روزے سے تھا اور اس نے اس کے ہاں افطاری کی اور اس نے اسے اپنے کپڑے دیئے اور اسے بیڑیاں ڈال دیں اور اسی شب جو شب جمعہ تھی اسے سپاہیوں کی ایک پارٹی اور کچھ امراء کے ساتھ سلطان کے پاس بھیج دیا۔ ان امراء میں حسام الدین امیر حاجب بھی تھا اور نائب السلطنت نے دن کے پہلے حصے میں اس کے بیٹے کو منجک کی تلوار کے ساتھ بھیجا تھا اور لوگ اس قضیہ سے بہت متعجب ہوئے اور بہت سے لوگوں کا خیال تھا کہ وہ مر گیا ہے' کیونکہ وہ دور دراز علاقے میں تھا' اور لوگوں کو معلوم نہ تھا کہ وہ دمشق کے وسط میں ہے اور وہ ان کے درمیان بھیس بدل کر چلتا پھرتا ہے اور بیان کیا گیا ہے کہ وہ جامع دمشق میں جمعہ کی نمازوں میں شامل ہوتا تھا اور اپنی ہیئت اور لباس کو تبدیل کر کے لوگوں کے درمیان چلتا پھرتا تھا' اس کے باوجود احتیاط نے تقدیر کے مقابلہ میں ہرگز فائدہ نہیں دیا اور ہر موت کا ایک وقت مقرر ہے اور ملک الامراء نے وہ تلوار اور اس کے وہ کپڑے بھیجے جن سے وہ بھیس بدلتا تھا' اور اسے حاجب امراء کی ایک جماعت اور بہت سی فوج کے ساتھ پابجولاں' نگرانی میں دیارِ مصر کی طرف بھیجا گیا اور ملک الامراء کا بیٹا اپنے باپ اور حاجب الحجاب کے لیے تحائف و ہدایا اور خلعتیں اور جانور لے کر لوٹا اور جمعہ کے روز امراء نے انہیں پہنا اور لوگ شمعوں کے ساتھ اکٹھے ہوئے۔ پھر متواتر اطلاعات آئیں کہ منجک' سلطان کے پاس گیا ہے اور اس نے اُسے معاف کر دیا ہے' اور اسے کامل خلعت دیا ہے اور اسے تلوار' نشان' مند گھوڑے' فاخرہ لباس' اموال اور امان دی ہے' اور دیگر تحائف میں اُمراء و اکابر سے مقدم کیا ہے اور امیر علی صغد سے نیابت کے لیے حماۃ آیا' اور ۳ر صفر جمعرات کی رات کو قصر ابلق میں اترا اور اس ماہ کی سات تاریخ کو اتوار کی رات کو چلا گیا۔

اور ۱۸ر صفر جمعرات کے روز قاضی بہاء الدین ابوالبقاء حکم کے مطابق طرابلس سے آیا کہ وہ اپنے بقیہ کاموں پر واپس دمشق چلا جائے اور آپ کا بیٹا ولی الدین ان کاموں میں آپ کی نیابت کرتا تھا' پس بہت سے لوگ اُسے راستے میں ملے اور قاضی القضاۃ تاج الدین اس کے پاس حرستا گیا اور لوگ اس کے پاس مبارکباد دینے اس کے گھر گئے اور اس کے وطن واپس آنے پر خوش ہوئے اور اس ماہ کے شروع میں بڑی بارش ہوئی' اور ۴ر فروری کے دوران کا واقعہ ہے اور بہت برف بھی پڑی اور وہ باغ سیراب ہو گئے جو کئی ماہ سے پانی سے سیراب نہ ہوئے تھے اور کسی شخص کو بڑی کلفت و مشقت اور بہت سی رقم کے خرچ سے سیرابی حاصل ہو سکتی تھی' حتیٰ کہ لوگ ہاتھوں اور گرزوں اور دیگر بہت سے خرچ کے ساتھ اس پر باہم لڑتے تھے اور یہ دسمبر' جنوری اور اوائل فروری کی بات ہے اور یہ بات دریاؤں کے پانی کے کم ہو جانے کے باعث تھی اور یہی حال بلادِ حوران کا تھا' ان کے اکثر لوگ ان مہینوں میں دور دراز جگہوں سے سیراب ہوتے تھے پھر اللہ نے احسان فرمایا اور وادیاں بہہ پڑیں اور بکثرت بارش اور برف پڑی اور دریا بھر گئے' وللہ الحمد والمنۃ۔ اور مسلسل بارشیں ہوئیں' گویا اس سال دسمبر سے جنوری تک سیلاب آ گیا اور فروری ہی دسمبر بن گیا اور دسمبر میں ایک پرنالہ بھی نہ بہا' اور اس ماہ میں امیر سیف الدین منجک قدس شریف حاضر ہوا' تاکہ سلطان کے لیے مسجد کے مغرب میں مدرسہ اور خانقاہ بنائے اور وہ اس شاہی حکم کو بھی لایا جو اس نے سونے کے پانی سے دمشق کی طرف لکھا تھا اور لوگوں نے اُسے دیکھا اور میں اس کی نقل

پر بیٹھا اور اس کی بڑی تعظیم وتعریف کی اور اس نے اس حکومت کے متقدم خادم کی تعریف کی اور اس کی گزشتہ لغزشوں کو معاف کر دیا اور اس کی سیرت کو اچھی عبارت سے بیان کیا

اور ربیع الآخر کے اوائل میں اس نے ابن بلال نے غلام معلم سنجر جو بہت مالدار تھا حکم کے مطابق لکھا اور اس سے چھ لاکھ درہم کا مطالبہ کیا اور اس عمارت کی نگرانی کی گئی جسے اس نے باب النطافیین کے پاس مدرسہ بنانے کے لیے تعمیر کیا تھا اور اس نے حکم دیا کہ وہ اس کی جگہ کو یتیموں کے لیے مکتب بنا کر آباد کرے اور ان پر وقف جاری کرے اور اسی طرح اس نے حکم دیا کہ مملکت کے بڑے مدارس میں سے ہر بڑے مدرسے میں مکتب بنایا جائے اور یہ ایک اچھا مقصد تھا' اور اس نے معلم سنجر کو اس سے جلدی مال لینے کے لیے کچہریوں کے منتظم کے سپرد کر دیا تو اس نے جلدی سے دو لاکھ درہم دے دیئے اور انہیں ہزاری امیر کے ساتھ دیارِ مصر کو بھجوا دیا گیا۔

کاتبوں اور کچہریوں کی نگرانی:

۱۵ / ربیع الآخر' بدھ کے روز دیارِ مصر سے ایک امیر آیا جس کے پاس سلطان کی کچہریوں کی نگرانی کا حکمنامہ تھا' کیونکہ سلطانی صدقات سے جو اموال لوگوں کے لیے مقرر کئے گئے تھے وہ انہوں نے کھا لئے تھے' پس اس نے البرانیہ کے دارالعدل کو ان کے متعلق لکھا اور ان کے ذمے بہت اموال لگائے گئے' حتیٰ کہ وہ اپنے اثاثے اور سامان اور بچھانے کی چیزوں اور متاع وغیرہ فروخت کرنے کے محتاج ہوئے' یہاں تک بیان کیا گیا ہے کہ ان میں سے ایک کے پاس دینے کو کوئی چیز نہ تھی تو وہ اپنی بیٹیوں کو فروخت کرنے کے لیے چبوترے پر لایا تو لوگ رو پڑے اور ان کے باپ پر رحم اور رقت کی وجہ سے گریہ کناں ہوئے' پھر اس نے بعض کو چھوڑ دیا اور وہ کمزور تھے اور ان میں وہ فقراء بھی تھے جن کے پاس کچھ نہ تھا' اور ان میں سے بڑے آدمیوں پر تاوان باقی رہا' جیسے الصاحب اور المستوفیین پھر ان سے شدید مطالبہ کیا گیا اور انہیں دُکھ دہ ضرب لگائی گئی اور انہوں نے الصاحب کے ذمے بہت مال لگایا حتیٰ کہ اس نے محتاج ہو کر امراء اکابر اور تجار سے اپنی جان اور زندوں حیوان کے بدلے سوال کیا تو انہوں نے بہت رقم سے اس کی مدد کی جو اس کے ذمہ لگائی گئی رقم کے قریب قریب تھی' حالانکہ اس سے قبل اُسے مارنے کے لیے برہنہ کر لیا گیا تھا' لیکن اُسے چھوڑ دیا گیا اور مشہور ہو گیا کہ دیارِ مصر سے اس کا معاوضہ مقرر کیا گیا ہے۔

فیاض بن مہنا کی موت:

یہ اطلاع اس ماہ کی آٹھ تاریخ کو ہفتے کے روز آئی اور بہت سے لوگ اس سے خوش ہوئے اور انہوں نے خوشی سے سلطان کو خوشخبری بھیجی کیونکہ وہ اطاعت سے دستکش ہو چکا تھا اور جماعت کو چھوڑ چکا تھا اور وہاں ارض شقاق ونفاق میں جاہلیت کی موت مر گیا اور اس کے متعلق ایسی باتیں بیان کی گئی ہیں جو اس سے لوگوں کے ساتھ ظلم کرنے اور بلاعذر رمضان میں افطار کرنے اور اپنے احباب اور رشتہ داروں کو گذشتہ ماہ میں ایسا کرنے کا حکم دینے کے بارے میں صادر ہوئی' انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اس کی عمر ستر سال سے زیادہ تھی۔ واللہ اعلم۔

معلم سنجر کا نہایت عجیب واقعہ:

۲۴ / ربیع الآخر کے دن معلم بلالی کو اس سے چھ لاکھ درہم لینے کے بعد رہا کر دیا گیا اور اس نے رہائی کی خوشی میں باب

النطاقیین کے پاس اپنے گھر میں رات گزاری اور جب صبح ہوئی تو وہ حمام کی طرف گیا اور دیار مصر سے سلطان کی طرف سے اس کے اموال و ذخائر کی نگرانی کی خبر آ چکی تھی پس صاحب نقیب اور مددگار بھی آ گئے اور انہوں نے اس کے گھر کا قصد کیا اور اس کے گھر کا سب کچھ سمیت گھیراؤ کر لیا' اور اس پر اور اس کے دونوں بیٹوں پر نشان لگایا اور اس کی بیویوں کو منتقل حالت میں گھر سے نکالا گیا اور انہوں نے عورتوں کی تلاشی لی اور ان سے زیورات' جواہر اور قیمتی اشیاء چھین لیں۔ اور عوام اور کمینے لوگ اکٹھے ہو گئے اور قاضی بھی گواہوں کے ساتھ' اموال' اور گروی چیزیں لینے کے لیے آ گیا۔ اور انہوں نے معلم کو بلایا تاکہ اس سے کھلم کھلا معلومات حاصل کریں تو انہوں نے پہلے روز تین لاکھ ستر ہزاری کی چاندی حاصل کی' پھر دوسرے صندوق بھی تھے جنہیں کھولا نہیں گیا اور ذخائر بھی تھے جن تک وقت کی تنگی کی وجہ سے ان کی رسائی نہیں ہوئی' پھر انہوں نے اتوار کے روز بھی ایسے ہی کیا اور محافظوں نے دروازوں اور چھتوں پر رات گزاری تاکہ رات کو ان پر کوئی حملہ نہ کرے اور اس نے اور اس کی اولاد نے قلعہ منصورہ میں نگرانی میں رات گزاری اور لوگوں کو اس پر اس عظیم مصیبت کی وجہ سے بہت رحم آیا جو پہلی مصیبت کے بعد اُسے جلد ہی پہنچی تھی۔

اور اس ماہ کے آخر میں امیر ناصر الدین محمد بن الدوادار السکری نے وفات پائی' اسے اپنے استاد کے ہاں بڑا مرتبہ حاصل تھا اور اس نے خوش بختی سے اپنے کام میں انتہائی حد کو پایا' پھر اللہ نے اس کے استاد کے دل کو اس سے پھیر دیا تو اس نے اسے مارا اور اس سے مطالبہ کیا' اور اسے معزول کیا' اور اسے قید کر دیا اور اس کی قدر لوگوں کے ہاں کم ہو گئی اور نوبت بایں جا رسید کہ یہ اپنے گھوڑے پر اپنے اتباع کے پاس کھڑا ہوتا تھا اور ان سے خرید و فروخت کرتا اور ان سے برابری کرتا تھا' اور اپنی ضرورت کی اشیاء اپنی زین پر اٹھاتا اور یہ لوگوں کے لیے عبرت بن گیا حالانکہ اس سے قبل یہ الدویدار یہ میں بڑی عزت و جاہ اور مال اور دنیاوی سربلندی کا حامل تھا' اور اللہ پر واجب ہے کہ دنیا کی چیزوں میں سے جو چیز بلند ہوا سے نیچے کر دے۔

اور وہ اس ماہ کی سترہ تاریخ کو بروز اتوار صبح کے وقت معلم ہلالی اور اس کے دونوں بیٹوں کو رہا کر دیا گیا اور وہ قلعہ منصورہ میں قید تھے اور ان کے گھر اور ذخائر ان کے سپرد کر دیئے گئے' لیکن اس کے گھر کا حاصل لے لیا گیا' جو تین لاکھ بیس ہزار درہم تھا' اور اس نے اس کے دلائل پر مہر لگا دی تاکہ ایک مجلس اس کی ضامن ہوتا کہ وہ ان سے اپنے رأس المال کو اللہ تعالیٰ کے قول ﴿ و ان تبتم فلکم رؤوس اموالکم لا تظلمون ولا تظلمون ﴾ پر عمل کرتے ہوئے واپس لے لے اور شہر میں اس کے متعلق اعلان کیا گیا کہ اس سے یہ سلوک اس لیے کیا گیا کہ یہ زکوٰۃ نہیں دیتا تھا اور سودی کاروبار کرتا تھا' اور سلطان کا حاجب اور متولی شہر اور بقیہ عمامہ پوش اور مشعلچی' شہر کے بازاروں اور اطراف میں اس کا اعلان کر رہے تھے۔

اور اس ماہ کی ۲۸ر تاریخ کو سلطانی حکم آیا کہ کونسلوں کو ان کے گھروں اور اہالی تک چھوڑا جائے' پس لوگ اس عقوبت اور زبردست مطالبے سے ان کی رہائی کے باعث خوش ہوئے' لیکن ان سے یہ سلوک قائم نہ رہا۔

اور اس ماہ کے آخر میں شیخ شہاب الدین مقدسی واعظ نے گفتگو کی جو دیارِ مصر سے محراب صحابہ کے سامنے آیا تھا اور لوگ اس کے پاس گئے اور شافعی اور مالکی قاضی بھی حاضر ہوئے اور اس نے قرآنی آیات کی تفسیر پر گفتگو کی اور واضح اور شیریں الفاظ میں صوفیہ کی اشاراتی باتوں کی طرف اشارہ کیا جو دلوں کو کھولنے والی تھیں اور خوب بیان کیا' اور اس نے اپنے شہر واپسی تک لوگوں کو

الوداع کیا۔ اور جب اس نے دعا کی تو لوگ کھڑے ہونے کے لیے اُٹھے اور دُعا کی حالت میں کھڑے رہے' اور میں نے بھی مجلس میں آپ سے ملاقات کی اور میں نے آپ کو خوش ہیئت' خوش گفتار [illegible] پایا [illegible] اس کی اصلاح کرے۔ آمین۔

اور جمادی الآخرۃ کے آغاز میں امیر سیف الدین بیدمر نائب حلب' فوج کے ساتھ بلادِ سیس سے جنگ کے ارادے سے گیا' اللہ اس کی تائید و نصرت کرے' اور اس ماہ کے آغاز میں اہل قلعہ نے صبح کی تو امرائے اعراب کی ایک جماعت ان کی نشست گاہوں کے اُوپر سے عماموں اور رسیوں کے ساتھ خندق میں اتر آئی' اور جسر الزلانیہ کے پاس سے نکل گئی' پس دو چلے گئے اور تیسرا پکڑا گیا جو قید خانے میں رہا' گویا وہ ان کی رسیوں کو پکڑتا تھا' تاکہ وہ اس میں اتر جائیں' پس نائب قلعہ پر نائب السلطنت کی ملامت سخت ہو گئی اور اس کے دونوں بیٹوں اور اس کے بھائی کو نقیب نے مارا اور ان کو قید کر دیا۔ اور اس واقعہ کے بارے میں سلطان سے خط و کتابت کی تو نائب قلعہ کی معزولی اور اُسے وہاں سے نکال دینے کا حکم آیا' اور اُس نے اُسے ان سلطانی اموال کے محاسبہ کے لیے طلب کیا جو اس نے چھ سال کی مدت میں قابو کیے تھے' اور سلطان نے اس کے بیٹے کو نقابت سے اور اس کے دوسرے بیٹے کو بھی معزول کر دیا اور وہ اپنی عزت سے اپنے عزل تک آ گئے۔

اور اس ماہ کی سترہ تاریخ کو سوموار کے روز امیر تاج الدین جبریل' امیر سیف الدین بیدمر' نائب حلب کے پاس سے آیا اور اس نے بلادِ سیس سے دو شہروں طرسوس اور اذنہ کو فتح کیا اور ان کی چابیاں جبریل مذکور کے ساتھ سلطان کو بھیج دیں' پھر اس نے نہایت تھوڑی مدت اور معمولی سی کلفت کے ساتھ بہت سے قلعوں کو فتح کیا' اور قاضی ناصر الدین سیکرٹری نے بہت مؤثر خطبہ دیا۔ اور مجھے ایک خط کے ذریعے معلوم ہوا کہ اُذنہ کے گرجے کے دروازے کشتیوں میں لاد کر دیارِ مصر لائے گئے۔ میں کہتا ہوں' یہی اس الناصریہ کے دروازے ہیں جو السفح میں ہیں۔ سیس نے انہیں قازان کے سال حاصل کیا تھا' یہ واقعہ ۶۹۹ھ کا ہے اور وہ اس سال میں خدا کے فضل سے پہنچ گئے۔

اور اس ماہ کے آخر میں ہمیں اطلاع ملی کہ شیخ قطب الدین ہرماس جو سلطان کے شیخ تھے کو اپنے مخدوم کے صحن سے نکال دیا گیا اور مارا گیا اور اس سے مطالبہ کیا گیا اور اس کے گھر کو بنیاد تک ویران کر دیا گیا اور اُسے مصیاف کی طرف جلاوطن کر دیا گیا اور وہ دمشق سے گزرا' اور باب الفرج کے باہر مدرسہ جلیلہ میں اترا اور میں نے سلام کرنے والوں کے ساتھ اس کی ملاقات کی' کیا دیکھتا ہوں کہ وہ ایک خوبصورت شیخ ہے اور جو کچھ بیان کیا جاتا ہے اس کے پاس ہے' اور وہ فصیح الفاظ بولتا ہے اور اس میں خوبی پائی جاتی ہے اور اس کے ہاں تواضع اور تصوف بھی ہے' اللہ اس کے انجام کو اچھا کرے' پھر وہ الندراویہ کی طرف منتقل ہو گیا۔

اور ۷ رماہِ رجب ہفتے کی صبح کو' شیخ شرف الدین احمد بن حسن بن قاضی الجبل حنبلی دیارِ مصر کی طرف گیا۔ وہ ڈاک کے گھوڑے پر سلطان کو مدرسہ میں جسے سلطان نے قاہرہ مغربیہ میں حنبلی گروہ کی تدریس کے لیے تعمیر کیا تھا' مطلوب تھا اور راستے تک قضاۃ و اعیان اُسے الوداع کرنے آئے' اللہ اسے سلامت رکھے۔

نائب السلطنت استدمر البخاری کی گرفتاری:

۲۵ ررجب' بدھ کی صبح کو یلبغا البخاری کے بھائی نائب السلطنت امیر سیف الدین استدمر کو اس خط کی وجہ سے جو سلطان کی

طرف سے الدوادار الصغیر لے کر آیا تھا' گرفتار کر لیا گیا' اور اس دن وہ میدان ابن بابک کی جانب سوار تھا۔ اور جب وہ واپسی پر یہود و نصاریٰ نے قبرستان کے پاس سے گزرا تو حاجب کبیر اور اس کی باقی فوج نے اس کی مخالفت کی اور اسے طرابلس کی جانب جانے پر مجبور کیا' پس وہ شیخ اسلان کے طریق پر چلنے والوں کے ساتھ گیا اور دارالسعادۃ کی طرف اس کی روانگی ممکن نہ ہو سکی اور اس نے فوج کو کھانے اس نے طرابلس تک پہنچا دیا' اور وہ وہاں بیکار مقیم رہا' پس پاک ہے وہ ذات جس کے ہاتھ میں ہر چیز کی بادشاہت ہے اور وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے' اور شہر نائب کے بغیر باقی رہ گیا' اس میں حاجب کبیر' سلطان کے علم سے حکومت کرتا تھا اور حلب میں امیر سیف الدین بیدمر کو نائب مقرر کیا۔

اور شعبان میں امیر سیف الدین بیدمر کو نائب دمشق ہونے کا حکمنامہ پہنچا اور اس نے اُسے حکم دیا کہ وہ حلبی فوج کے ایک دستے کے ساتھ جائے اور امیر خیار بن مہنا کا قصد کرے' تاکہ اُسے سلطان کی خدمت میں حاضر کرے اور اسی طرح اس نے حماۃ اور حمص کے نائبین کو حکم دیا کہ وہ اس بارے میں امیر سیف الدین بیدمر کے مددگار بنیں اور اس ماہ کی چار تاریخ کو جمعہ کے روز انہوں نے سلمیہ کے پاس خیار کے ساتھ مڈبھیڑ کی اور ان کے درمیان جھڑپیں ہوئیں' اور امیر تاج الدین الدوادار نے' جو جنگ کا عینی شاہد ہے' مجھے بتایا کہ اعراب نے ہر جانب سے انہیں گھیر لیا' اس لیے کہ عرب بکثرت تھے اور وہ تقریباً آٹھ سو تھے' اور حماۃ' حمص اور حلب کے ترک ایک سو پچاس تھے' پس انہوں نے اعراب کو تیر مارے اور ان میں سے بہت سے لوگوں کو قتل کر دیا اور ترکوں میں سے صرف ایک مرا' جسے ایک ترک نے یہ خیال کر کے کہ یہ ناشیخ کا عرب ہے اُسے قتل کر دیا' پھر رات ان کے درمیان حائل ہو گئی اور ترک' دائرہ سے باہر نکل گئے' اور ترکوں اور عربوں کے اموال لوٹ لیے گئے اور جنگ شروع ہو گئی اور حالات کی تلافی کے لیے متعدد امراء کو دمشق سے بھیجا گیا اور نائب السلطنت نے ان کے درود کے انتظار میں وہاں قیام کیا اور امیر عمر ملقب بہ مصمع بن موسیٰ بن مہنا دیار مصر سے اعراب کا امیر بن کر آیا اور اس کے ساتھ امیر بدرالدین ابن جماز امیر ذان اعراب کا امیر بھی تھا۔ اور مصمع' قصر ابلق میں اُترا' اور امیر رملہ حسب دستور التوزیہ میں اترا' پھر دونوں اپنے اطاعت گزار عربوں کے ساتھ جو دمشق کی فوج سے ان کے ساتھ مل گئے تھے اور جو حماۃ اور حمص کی فوج سے ان کے ساتھ تھے' امیر خیار کو حاصل کرنے کے لیے اور اُسے خدمت میں حاضر کرنے کے لیے خیار کی جانب گئے' اللہ ہی انجام بخیر کرنے والا ہے۔

نائب السلطنت سیف الدین بیدمر کی دمشق میں آمد:

۲۹ر شعبان ہفتے کی صبح کو وہ حلب کی جانب سے اپنی فوج کے ساتھ آیا اور ہفتے کی رات اس نے وطاۃ برزہ میں گزاری اور لوگوں نے حماۃ اور اس سے ورے اس کا استقبال کیا اور عربوں کے ساتھ اس کا معرکہ ہوا جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں' اور آج کے دن وہ بڑی شان و شوکت کے ساتھ آیا۔ اور حسب دستور چوکھٹ کو بوسہ دیا اور دارالسعادۃ کی طرف پیدل چل کر گیا' پھر اس کے کوتل گھوڑے بڑی روشن زرہوں اور بہت تعداد اور قیمتی سامان کے ساتھ آئے اور لوگ اس کی ذہانت' خودداری اور اس کے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے خوش ہو گئے' اللہ تعالیٰ اس کی تائید کرے اور اس کی راہنمائی کرے۔ اور ۲ر رمضان جمعہ کے روز' حنابلہ نے جامع القبیبات میں خطبہ دیا اور قاضی شہاب الدین کو جو حنبلی فوج کا قاضی تھا' نائب السلطان کے حکم سے اُسے معزول کر دیا' کیونکہ وہ جانتا

تھا کہ جب سے وہ مقرر ہوا ہے اس وقت تک وہ حنابلہ کا سہارا لیتا ہے۔

اور ۱۶ر رمضان جمعہ کے روز عثمان بن محمد جو ابن دباب الدقاق کے نام سے مشہور ہے آہنی ہتھیار کے ساتھ قتل کر دیا گیا جیسا کہ ایک جماعت نے اس کے بارے میں گواہی دی ہے جس کے کذب پر اتفاق کرنا ممکن نہیں۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت گالیاں دیتا تھا' پس مالکی حاکم کے پاس اسے لے جایا گیا اور اس پر دعویٰ کیا گیا تو اس نے بزدلی دکھائی پھر کہا کہ اسے قتل کر دیا جائے' اللہ اس کا برا کرے اور اُسے ہلاک کرے اور اس پر رحم نہ کرے۔

اور ۲۶ر رمضان سوموار کے روز' بہتار کے محمد زبالہ نے ابن معبد کو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سب وشتم کرنے اور کفریہ باتوں کا دعویٰ کرنے کی وجہ سے قتل کر دیا' اس کے متعلق بیان کیا گیا ہے کہ وہ بہت نمازیں پڑھتا اور روزے رکھتا تھا' اور اس کے باوجود حضرت ابوبکرؓ' حضرت عمرؓ' حضرت ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں اس سے بری باتیں صادر ہوتی تھیں' پس آج کے روز سوق الخیل میں اُسے قتل کر دیا گیا۔ اور ۱۳ر شوال کو' سلطانی محمل اور اس کا امیر ناصر الدین بن قراسنقر اور قاضی الحجاج شمس الدین محمد بن سند المحدث جو ایک مفتی تھے' نکلے۔

اور ماہِ شوال کے آخر میں حسن نام ایک شخص کو گرفتار کیا گیا جو شاغور کے محلّہ میں درزی تھا' اور اس کا حال یہ تھا کہ وہ فرعون ملعون کا بدلہ لیتا تھا' اور خیال کرتا تھا کہ اس کی موت اسلام پر ہوئی ہے' اور اس بات سے حجت پکڑتا تھا کہ سورۃ یونس میں ہے کہ جب وہ غرق ہونے لگا تو اس نے کہا:

﴿ اَنَّهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا الَّذِیْ آمَنَتْ بِهٖ بَنُوْ اِسْرَآئِیْلَ وَ اَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ﴾

''میں ایمان لایا کہ وہی معبود ہے جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے ہیں اور میں مسلمانوں میں سے ہوں''۔

اور وہ اللہ کے اس قول:

﴿ آٰلْاٰنَ وَ قَدْ عَصَیْتَ قَبْلُ وَ کُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِیْنَ ﴾

''تو اب ایمان لایا ہے حالانکہ پہلے تو نے نافرمانی کی ہے اور تو مفسدین میں سے ہے''۔

کا مفہوم نہ سمجھتا تھا اور نہ ہی ﴿ فَاَخَذَهُ اللّٰهُ نَكَالَ الْاٰخِرَةِ وَالْاُوْلٰی ﴾ اور نہ ہی ﴿ فَاَخَذْنَاهُ اَخْذًا وَّبِیْلًا ﴾ وغیرہ آیات اور بہت سی احادیث کا مفہوم سمجھتا تھا' جو اس امر پر دال ہیں کہ فرعون سب سے بڑا کافر تھا' جیسا کہ یہود ونصاریٰ اور مسلمانوں کا اس پر اتفاق ہے۔

اور ۶ر ذوالقعدہ جمعہ کی صبح کو ایلچی نائب السلطنت کی تلاش میں دیارِ مصر کی طرف تکریم وتعظیم کے ساتھ آیا' جیسا کہ تنکز کا دستور تھا' پس نائب دیارِ مصر کی طرف گیا' اور وہ ۱۴ر ذوالقعدہ ہفتے کی صبح کو ایوان شریف کے مناسب حال قیمتی تحائف اور عظیم ہدایا بھی لے گیا' وہ روانہ ہوا' تو حاجیوں اور امراء کے قضاۃ واعیان اُسے الوداع کرنے گئے' اور ذوالحجہ کے اوائل میں نائب السلطنت کا تحریر کردہ خط قاضی القضاۃ تاج الدین الشافعی کے پاس آیا کہ وہ اسے قدس شریف اور حضرت خلیل کی قبر کی زیارت کے لیے بلاتا ہے اور اس نے اس میں سلطان کے اس احسان واکرام اور احترام کا بھی ذکر کیا اور یہ کہ اس نے اُسے گھوڑے' تحفے' مال اور غلہ جات

دیئے ہیں' پس جمعہ کے روز قاضی القضاۃ اس ماہ کی چار تاریخ' ڈاک کے چھ گھوڑوں پر اس کی طرف روانہ ہوا' اور اس کے پاس مناسب تحائف بھی تھے' اور اس ماہ کی ۱۸ تاریخ کی شام کو بستانہ کی طرف واپس آ گیا۔

اس ماہ اور اس سے پہلے ماہ میں متعدد مقامات پر بڑے سیلاب آئے' جس کے آثار ہم نے حلبک شہر میں دیکھے ہیں' اس نے بہت سے درختوں کو تباہ کر دیا اور ان کی متعدد جگہیں پھٹ گئیں اور بہت سی جگہوں پر اس کے بہاؤ کے نشانات باقی رہ گئے اور ایک سیلاب ارضِ جعلوص میں آیا جس نے بہت سی چیزوں کو تباہ کر دیا اور اس طرف کا قاضی بھی اس میں غرق ہو گیا اور اس کے ساتھ کچھ نیک لوگ بھی غرق ہو گئے' جو ایک ٹیلے پر کھڑے تھے' پس اچانک ایک عظیم امر نے انہیں آ لیا اور وہ اسے ہٹانے اور روکنے کی طاقت نہ پا سکے اور ہلاک ہو گئے اور ایک سیلاب حصۃ جمال کی طرف آیا جس سے بہت سے درخت' بکریاں اور انگور وغیرہ تباہ ہو گئے اور ایک سیلاب' ارض حلب میں آیا جس سے بہت سے ترکمان اور دیگر مرد' عورتیں' بچے' بکریاں اور اونٹ ہلاک ہو گئے' میں نے یہ بات اس شخص کے خط میں پڑھی ہے' جس نے اسے آنکھوں سے دیکھا تھا' اور اس نے بیان کیا ہے کہ ان پر اولے پڑے جن میں سے ایک کا وزن سات سو درہم تک تھا' اور ان میں اس سے بڑے اور چھوٹے اولے بھی تھے۔

قلندریہ پر داڑھیوں' ابروؤں اور مونچھوں کے منڈوانے کو واجب کرنے کا معاملہ' یہ بالا جماع حرام ہے جیسا کہ ابن حازم نے بیان کیا ہے اور بعض فقہاء نے اسے مکروہ بیان کیا ہے:

۱۵ ر ذوالحجہ منگل کے روز سلطان ایدہ اللہ کا خط دمشق آیا جس میں ان پر مسلمانوں کے لباس کو پہننا اور اعاجم اور مجوس کے لباس کو ترک کرنا واجب کیا گیا اور ان میں سے کسی کے لیے بلادِ سلطان میں داخل ہونا ممکن نہ ہو گا۔ جب تک وہ اس متبدع اور برے لباس کو ترک نہ کرے' اور جو اس کی پابندی نہ کرے گا اسے شرعی تعزیر لگائی جائے گی اور اُسے اس کی جائے قیام سے اکھیڑ دیا جائے گا اور مناسب یہ تھا کہ انہیں ذلیل حشیش کے ترک کرنے کا حکم دیا جاتا اور اس کے کھانے اور مست ہونے سے ان پر حد قائم کی جاتی' جیسا کہ بعض فقہاء نے اس کے متعلق فتویٰ دیا ہے۔ حاصل کلام یہ کہ ان کے متعلق شہر کے تمام نواح واطراف میں بدھ کی صبح کو یہ اعلان کیا گیا۔

اور ہمیں اس ماہ شیخ احمد بن موسیٰ الزرعی کے شہر جبراص میں ۵ ر ذوالحجہ منگل کے روز وفات پا جانے کی خبر ملی' آپ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے اور سلطان اور حکومت کے پاس لوگوں کے مصالح کے قیام کے لیے الگ ہو چکے تھے اور عوام وخواص میں آپ کو وجاہت حاصل تھی' اور امیر سیف الدین کحلق بن الاقوس دمشق میں امیر اور حاجب تھا پھر وہ ان سب سے معزول ہو گیا اور سلطان نے اسے طرابلس کی طرف جلاوطن کر دیا' اور وہیں مر گیا۔

اور نائب السلطنت امیر سیف الدین بیدمر' دیار مصر سے واپسی پر آیا اور سلطان نے اس کا بہت اکرام کیا اور وہ اپنے راستے میں قدس شریف سے گزرا' اور وہاں یوم عرفہ اور نحر کو قیام کیا' پھر ارصوف کے جنگل کے راستے شکار کرتا ہوا چلا تو اُسے بخار نے آ لیا' جس نے اُسے اس سے روک دیا' پس وہ جلدی سے چل کر اس ماہ کی ۲۱ ر تاریخ سوموار کی صبح کو بڑی شان وشوکت کے ساتھ دمشق میں داخل ہوا اور عوام اس کی خوشی اور اس کی آمد کو دیکھنے کے لیے نکلے اور وہ بڑی بیل بوٹے دار قباء پہنے آیا' اور حسب دستور اس کے

آپ صوفی اور شیخ تھے اور اس کا مقصد رعیت سے حسن سلوک کرنا اور اوقاف کے حالات دیکھنا اور تنگی کے طریق پر ان کی اصلاح کرنا تھا' واللہ اعلم۔

۷۶۲ھ

اس مبارک سال کا آغاز ہوا تو دیارِ مصر و شام اور حرمین شریفین اور ان کے ماتحت اور ملحقہ علاقوں کا سلطان الاسلام ملک ناصر حسن بن ملک ناصر محمد بن ملک منصور قلاوون الصالحی تھا' اور دیارِ مصر میں اس کا کوئی نائب نہ تھا' اور وہاں اس کے قضاۃ وہی تھے جن کا ذکر گزشتہ سال میں ہو چکا ہے' اور اس کا وزیر قاضی بن اخصیب اور دمشق میں شام کا نائب امیر سیف الدین بیدمر خوارزمی تھا' اور قضاۃ اور خطیب اور بقیہ اشراف اور فوج کے ناظر اور محتسب وہی تھے جن کا ذکر گذشتہ سال میں ہو چکا ہے اور ابن قزوینۃ وزیر تھا اور سیکرٹری' قاضی امین الدین بن القلانسی اور بیت المال کا وکیل صلاح الدین صفدی تھا' جو چاروں مجالس شاہی فرامین لکھنے والوں میں سے ایک تھا اور اوقاف کا منتظم امیر ناصر الدین بن فضل اللہ اور حاجب الحجاب' الیوسفی تھا' اور وہ دیارِ مصر کی طرف گیا' تا کہ جہار کا امیر بنے اور شہر کا متولی' ناصر الدین اور نقیب النقباء ابن الشجاعی تھا' اور ۶ رمحرم سوموار کی صبح کو' امیر علی' حماۃ کا نائب بن کر آیا' اور دیارِ مصر کی طرف جاتا ہوا' دمشق آیا اور قصر ابلق میں اُترا' پھر دویدارہ یلبغا کے گھر منتقل ہو گیا' جس نے القصاعین میں بہت سی نئی رہائش گاہیں بنائی تھیں اور لوگ اُسے سلام کرنے آئے' اور وہ اس ماہ کی نو تاریخ جمعرات کی صبح تک وہاں ٹھہرا' پس وہ دیارِ مصر کی طرف روانہ ہو گیا۔

اور ۱۹ رمحرم اتوار کے روز' حسن بن الخیاط کو' محلّہ شاغور سے' قید خانے سے مالکی عدالت میں حاضر کیا گیا اور اس نے فرعون کے ایمان کے بارے میں مناظرہ کیا اور اس پر دعوے کیے گئے کہ وہ فرعون ملعون کو کامیاب قرار دیتا ہے۔ اور اس نے پہلے اپنے اعتراف سے اس کی تصدیق کی' پھر دوسری اور تیسری بار اپنے مناظرے سے اس کی تصدیق کی' اور وہ ایک پر جوش عامی' جاہل' بوڑھا شخص تھا' جو دلیل بھی قائم نہ کر سکتا تھا' اور نہ اسے اچھی طرح بیان کر سکتا تھا' اس کے خیال میں ایک شبہ قائم ہو گیا تھا' جس پر وہ فرعون کے اپنے قول کے مطابق' فرعون کے غرق ہونے کے وقت سے اس پر حجت قائم کرتا تھا' اور اس کا گھیراؤ کر لیا گیا۔

اور اس نے اللہ کے عذاب الیم کو دیکھا' اس نے غرق ہوتے وقت کہا''میں ایمان لایا کہ صرف وہی معبود ہے جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے ہیں اور میں مسلمانوں میں سے ہوں''۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:''تو اب ایمان لایا ہے حالانکہ قبل ازیں تو نے نافرمانی کی اور تو مفسدین میں سے تھا' پس آج ہم تیرے بدن کو نجات دیں گے تا کہ تو اپنے بعد آنے والوں کے لیے نشان ہو''۔ اس عامی آدمی نے یہ خیال کیا کہ یہ وہ ایمان ہے جو فرعون سے صادر ہوا ہے اور اس کی یہ حالت اُسے فائدہ دے گی' حالانکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:''جب انہوں نے ہمارے عذاب کو دیکھا تو کہنے لگے ہم خدائے واحد پر ایمان لائے اور جن کو ہم شریک بنایا کرتے تھے ان کا ہم نے انکار کیا۔ پس ہمارے عذاب کو دیکھ کر ان کا ایمان لانا انہیں فائدہ نہ دے گا' یہ اللہ کی سنت ہے' جو اس کے بندوں میں گزر چکی ہے اور کافر وہاں خسارے میں ہوں گے''۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:''بلاشبہ جن لوگوں پر تیرے رب کی بات واجب ہو چکی ہے' وہ اس پر ایمان نہیں لائیں گے' خواہ ان کے پاس ہر نشان آ جائے حتیٰ کہ وہ عذاب الیم کو دیکھ لیں۔ اس نے کہا تم دونوں کی

[illegible] کا اظہار کیا'
پھر اسے زنجیر کے ساتھ قید خانے میں واپس کیا گیا۔ پھر اسے تیسرے دن حاضر کیا گیا تو بظاہر وہ اونچی آواز سے توبہ کر رہا تھا' پس شہر میں اس کے متعلق اعلان کیا گیا' پھر اسے چھوڑ دیا گیا۔

اور چودہ تاریخ منگل کی رات کو چاند پورے گرہن کے ساتھ طلوع ہوا' لیکن وہ بادل کے نیچے تھا اور جب عشاء کا وقت آیا تو روشن ہونے لگا' اور خطیب نے نماز عشاء سے قبل نماز کسوف پڑھائی' اور پہلی رکعت میں سورۂ عنکبوت اور دوسری میں سورۂ یٰسین پڑھی' پھر منبر پر چڑھ کر خطبہ دیا' پھر عشاء کے بعد اترا' اور حاجیوں کے خطوط ارزانی اور امن کے بارے میں آئے اور پانی کی فراوانی یکم ذوالحجہ اور اس سے قبل اور ان دنوں تک یعنی اس ماہ کے آخر تک برقرار رہی' اور اب بھی صورت حال وہی ہے اور یہ بات کبھی نہیں دیکھی گئی' جیسا کہ عام شیوخ نے بتایا ہے اور اس کا سبب یہ ہے کہ پانی بعض پہاڑوں سے آیا اور دریا کے راستے میں بہہ پڑا۔

اور ۲۱ رمحرم منگل کے روز' ظہر سے قبل سلطانی محمل آیا اور امیر الحجاج شرکتمر المارادنی کو جو مکہ میں مقیم تھا' گرفتار کر لیا گیا' اللہ مکہ کو عزت دے اور اُسے کمینے لوگوں سے محفوظ رکھے۔ اور جب فوج حاجیوں کے ساتھ قراسنقر کی صحبت میں دمشق آئی تو اس کے دمشق پہنچتے ہیں اُسے پابجولاں کر کے ڈاک کے گھوڑے پر دیارِ مصر کی طرف روانہ کر دیا' اور ہمیں اطلاع ملی کہ امیر سند امیر مکہ نے سلطانی سپاہیوں کو جو ابن قراسنقر کے ساتھ روانہ ہوئے تھے' تباہ کر دیا ہے اور ان پر حملہ کیا ہے' ان کے خواص کو قتل کر دیا ہے اور ان کے گھوڑے لے لیے ہیں اور وہ دستے دستے ہو کر بغیر کسی چیز کے لٹ لٹا کر دیارِ مصر کی طرف روانہ ہو گئے ہیں' اناللہ وانا الیہ راجعون۔

اور یکم ماہ شوال کو دیارِ مصر میں جو خلاف عادت دریائے نیل کے بہاؤ سے پانی جمع ہونے کی جگہیں بن گئی تھیں' ان کے باعث متواتر فنا کی اطلاع آئی اور ہمیں اطلاع ملی کہ اس کے باشندوں میں سے ہر روز دو ہزار سے زیادہ آدمیوں کی موت واقع ہو جاتی ہے اور بیماری بہت زیادہ تھی اور کام کی کمی کی وجہ سے بھاؤ گراں ہو گئے اور شکر اور آم اور پھل بہت زیادہ مہنگے ہو گئے اور سلطان' شہر کے باہر آیا اور اُسے پریشانی ہوئی' پھر وہ خدا کے فضل سے تندرست ہو گیا۔

اور ۳ ربیع الآخر کو حاکم عراق کا ایلچی ابن الحجاف دیارِ مصر سے سلطان کی بیٹی کی منگنی کے لیے آیا اور اس نے اس شرط پر ان کی بات کو قبول کیا کہ وہ مملکت بغداد اُسے مہر میں دے اور اس نے انہیں سلطانی استحقاق دیا اور انہیں تحائف' خلعت' اموال اور بہت سی چیزیں دیں اور ایلچی نے بیت المال سے ایک بستی خریدنے اور اُسے اس خانقاہ پر وقف کرنے کا لکھا جسے وہ دمشق میں الطواویس کے قریب بنانا چاہتا تھا' اور نائب الغیبۃ حاجب الحجاب اور حکومت اور اعیان اس کے استقبال کو نکلے۔

اور میں نے ۷ ربیع الآخر اتوار کے روز ایک خط پڑھا' جو حلب سے الفقیہ العدل شمس الدین العراقی کی تحریر میں اس کے باشندوں کی طرف آیا تھا' اس نے اس میں بتایا کہ وہ ۱۷ ربیع الاوّل سوموار کے روز' دار العدل میں نائب السلطنت کے پاس موجود تھا کہ ایک مرد کو حاضر کیا گیا جس کے ہاں لڑکا ہوا تھا جو ایک گھنٹہ زندہ رہا اور مر گیا۔ اور وہ اسے بھی اپنے ساتھ لایا اور حاضرین نے اُسے دیکھا اور کتاب کے لکھنے والے نے بھی اُسے دیکھا' وہ ایک ٹھیک ٹھاک شکل تھی جس کے ہر کندھے پر گول چہرے کے ساتھ سر تھا اور ایک جانب دو چہرے تھے' فسبحان الخلاق العلیم۔

اور ہمیں اطلاع ملی کہ اس ماہ میں وہ مینار گر پڑا ہے جو مصر میں مدرسہ سلطانیہ کے لیے تعمیر کیا گیا تھا' اور وہ عجیب نئی طرز کا تھا' اور وہ یہ کہ وہ ایک بنیاد پر دو مینار تھے جو مدرسہ مذکورہ کے دروازے کے پیوست اجزاء کے اوپر تھے' پس جب وہ مینار گرا تو اس نے مدرسہ کے بہت سے کاریگروں' گزرنے والے لوگوں اور بچوں کو جو مدرسہ کی تعلیم گاہ میں تھے ہلاک کر دیا' اور بچوں میں سے صرف چھ بچوں نے نجات پائی اور اس کے باعث جملہ ہلاک ہونے والے تقریباً تین سو نفوس تھے اور بعض اس سے زیادہ اور بعض کم بیان کرتے ہیں' انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اور نائب السلطنت امیر سیف الدین بیدمر اس ماہ کی ۲۹ رتاریخ کو سوموار کے روز جنگل کی طرف اس کی اصلاح اور موذی درختوں اور گنجان درختوں کے ازالہ کے لیے گیا۔ اور یہ اس ماہ کا آخری دن تھا' اور اس کے ساتھ امراء اور اس کے اصحاب کی تمام فوج اور حلقہ کے سب سپاہی بھی گئے اور ان میں سے کوئی ایک بھی پیچھے نہ رہا اور سب خود کام کرنے لگے اور ان کے غلام بھی کام کرنے لگے اور المرج اور الغوطہ وغیرہ کے بہت سے کسان بھی ان کے پاس لائے گئے اور وہ آنے والے مہینے کی پانچ تاریخ کو ہفتے کے روز واپس آ گیا اور انہوں نے اسے گنجان درختوں اور غل وغش سے صاف کر دیا۔

اتفاق سے ایک سوال پر عجیب واقعہ ہوا اور وہ یہ کہ ان میں سے ایک جماعت فجر سے قبل ملک الامراء تنکز کی بیوی کی قبر پر صدقہ کی روٹی حاصل کرنے کے لیے باب الخواصین کے پاس جمع ہوئی اور انہوں نے باہم ایک دوسرے کو مارا' اور اپنے ایک شخص کے پاس جا کر شدت سے اس کا گلا گھونٹا اور اس سے ایک تھیلا لیا' جس میں تقریباً چار ہزار درہم تھے' اور کچھ سونا بھی تھا اور وہ غصے میں چلے گئے اور وہ غشی سے ہوش میں آیا تو اس نے انہیں نہ پایا' اس نے متولی شہر کے پاس اپنے معاملے کی شکایت کی' تو وہ اب تک ان کے پکڑنے میں کامیاب نہ ہوا' اور جن لوگوں نے اس سے مال چھینا تھا ان میں سے ایک نے مجھے بتایا کہ اس نے ان سے تین سو کاروباری درہم اور ایک ہزار بندقیہ درہم اور دو دینار حاصل کیے اور ان کا وزن تین دینار تھا' اگر وہ سچا ہے تو اس نے مجھے اسی طرح بتایا ہے۔

اور ۵ رجمادی الاولیٰ ہفتے کی صبح کو قاضی القضاۃ شرف الدین حنفی نے شیخ علی بن النباء کو طلب کیا' جو جامع اموی کے متعلق عوام سے باتیں کرتا تھا' اور وہ زمین پر وعظ کی کچھ باتیں اور جو کچھ اس کے دل میں تھا اس سے ملتی جلتی باتیں لے کر بیٹھا ہوا تھا' اور وہ اپنی گفتگو میں حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے درپے ہو گیا' تو اُسے بلا کر اس سے توبہ کا مطالبہ کیا گیا اور قاضی القضاۃ شرف الدین الکفری نے اُسے لوگوں سے باتیں کرنے سے روکا اور اُسے قید کر دیا اور مجھے معلوم ہوا ہے کہ اس نے اس کے مسلمان ہونے کا فیصلہ دیا اور اسی روز اُسے رہا کر دیا۔

اور یہ ابن النباء زاہد اور بے راہ رو تھا' اور مصری تھا' حدیثوں کو سنتا اور پڑھتا تھا' اور وعظ اور شیریں الفاظ اور کچھ ضرب الامثال بولتا تھا' اور بہت سے عوام اس کی طرف مائل ہو گئے اور اُسے اچھا سمجھنے لگے اور اس کی گفتگو ان کے مفہوم کے قریب قریب تھی اور بسا اوقات وہ اپنی گفتگو میں ہنساتا' اور میں نے اس کا مقابلہ کیا اور وہ فطرۃً فہم کے قریب تھا' لیکن جیسا کہ اس کے متعلق بیان کیا گیا ہے اس نے اپنی شطحیات میں بعض باتوں کا ذکر کیا ہے' جن کا بیان کرنا مناسب نہیں' پھر وہ اس بات کی آٹھ تاریخ کو لوگوں کی خاطر بیٹھا اور حسب عادت گفتگو کی تو قاضی مذکور نے اُسے طلب کیا' بیان کیا جاتا ہے کہ شخص مذکور کو تکلیف دی گئی' واللہ اعلم۔

ملک منصور صلاح الدین محمد کی سلطنت:

ابن الملک المظفر حاجی بن الملک الناصر محمد بن الملک المنصور قلاوون بن عبداللہ الصالحی اور اس کے چچا ملک الناصر حسن بن الملک الناصر محمد بن الملک المنصور قلاوون کی حکومت کا زوال۔

جب اس کے طمع وحرص میں اضافہ ہو گیا اور رعیت کے ساتھ اس کا سلوک برا ہو گیا' اور اس نے ان کی معاش اور کمائی پر تنگی وارد کر دی اور بڑی بڑی عمارات بنائیں' جن میں سے بہت کی ضرورت نہ تھی' اور اس نے بیت المال کی بہت سی املاک اور اموال پر قبضہ کر لیا اور ان سے بہت سی بستیاں اور شہر خریدے اور لوگوں کو یہ بات بہت گراں گزری اور قضاۃ' ولاۃ' علماء اور صلحاء میں سے کسی نے اُسے ملامت کرنے کی اور اس پر حملہ کرنے اور اُسے نصیحت کرنے کی جراءت نہ کی' جس میں اس کی اور مسلمانوں کی مصلحت ہو' پس اللہ نے اس سے انتقام لیا اور اس کی فوج کو اس پر مسلط کر دیا' اور رعیت میں سے خواص وعوام کا دل اس سے پھیر دیا' اس نے ان کی رسد' تنخواہیں اور روٹیاں بند کر دی تھیں' اور اس نے اپنے خواص سے بھی یہی کچھ کیا۔ پس امراء' افواج' لیڈر اور کاتب اور شاہی فرمان لکھنے والے کم ہو گئے اور لوگوں کو تکلیف نے مس کیا اور اس نے ان کی تنخواہوں اور بچوں اور ان کے پاس پناہ لینے والوں پر ظلم کیا' اس موقع پر اللہ نے اُسے اس کے خواص میں سے ایک خاص آدمی امیر کبیر سیف الدین یلبغا الخاصکی کے ہاتھوں ہلاک کرنے کا فیصلہ کیا اور یہ یوں ہوا کہ اس نے سلطان کی گرفتاری کا ارادہ کیا تو وہ اس کے لیے تیار ہو گیا اور سلطان اس کی گرفتاری کو گیا اور وہ بھی اپنی فوج کے ساتھ گیا اور قاہرہ کے باہر دونوں کی مڈبھیڑ ہوئی جہاں وہ خیموں میں اترے اور سلطان نے ہر اندازے کے بعد اُسے شکست دی' اور فریقین کی ایک ایک جماعت قتل ہو گئی' اور سلطان نے قلعہ جبل کی پناہ لی' ہرگز نہیں اور کوئی بوجھ نہیں اُٹھائے گا اور احتیاط ہرگز قضا وقدر سے نجات نہ دے گی اور پوری فوج نے قلعہ کا گھیراؤ کیے ہوئے رات گزاری اور اس نے رات کو اونٹ پر بھاگ جانے کا ارادہ کیا اور اس نے اُسے الکرک کی طرف بھاگ جانے کے لیے تیار کیا تھا' پس جب وہ نکلا تو گرفتار ہو گیا' اور قید ہو گیا اور اُسے یلبغا الخاصکی مذکور کے گھر میں لے جایا گیا' اور یہ اس سے آخری ملاقات تھی اور یہ اس سال کی ۹ رجمادی الاولیٰ بدھ کے روز کا واقعہ ہے اور حکومت اور مشورہ امیر سیف الدین یلبغا الخاصکی تک پہنچتا تھا' پس آراء کے اتفاق سے ملک منصور صلاح الدین محمد بن مظفر حاجی کی بیعت ہوئی' اور خطباء نے خطبے دیئے اور سکہ ڈھالا گیا اور اس کے نام کی بیعت کے لیے ایلچی روانہ ہو گئے' اور یہ ۱۲ سال کا تھا' اور بعض کے قول کے مطابق پندرہ سال کا تھا اور کچھ لوگوں نے اس کی عمر ۱۶ سال بیان کی ہے۔ اور اس نے حکم دیا کہ امور اسی صورت حال پر واپس آ جائیں' جو اس کے والد ناصر محمد بن قلاوون کے زمانے میں تھی' اور جو کچھ ملک ناصر حسن نے لیا تھا' اس نے اُسے باطل قرار دے دیا' اور اس نے جو رسد اور تنخواہیں بند کی تھیں وہ دوبارہ جاری کر دی جائیں اور اس نے طار اور طاشمر قاسمی کو اسکندریہ کے قید خانے سے اپنے سامنے حاضر کرنے کا حکم دیا' تاکہ وہ اتالیق ہوں اور امیر سیف الدین بزلار منتظم تر بخاناۃ جو مصر میں طبلخانات کے امراء میں سے ایک تھا کے ذریعے اس ماہ کی سولہ تاریخ بدھ کے روز دمشق اطلاع آئی اور قلعہ میں اور امرائے طبلخانات کے دروازوں پر خوشی کے شادیانے بجائے گئے اور شہر کو پوری طرح آراستہ کیا گیا اور اسی روز دارالسعادۃ میں صبح کو بیعت لی گئی اور نائب السلطنت کو بڑا خلعت دیا گیا' اور اکثر امراء فوج اور عوام خوش ہو گئے' اور امر اور حکم اللہ ہی کے لیے ہے۔

[illegible] فی اللھم مالک الملک تؤتی الملک من تشاء و تنزع الملک ممن تشاء و تعز من تشاء و تذل من تشاء ﴾ اور آخر میں ایک پتھر پر لکھا گیا جسے مامون کے لیے پڑھا گیا' اس پر لکھا تھا ۔

"حالات دن کی باری باری آنا اور فلک میں ستاروں کا گردش کرنا صرف اس لیے ہے کہ ایک بادشاہ سے جس کا اقتدار ختم ہو چکا ہے' دوسرے بادشاہ کی طرف آسودگی کو منتقل کریں اور صاحب عرش کی حکومت ہمیشہ رہنے والی ہے' جو نہ فنا ہونے والی ہے اور نہ مشترک ہے"۔

اور سلیمان بن عبدالملک سے روایت کی گئی ہے کہ وہ ایک روز جمعہ کی نماز کے لیے نکلا اور وہ اچھے اخلاق والا تھا۔ اور اس نے سبز حلہ پہنا ہوا تھا اور جوانی سے بھرپور جوان تھا اور وہ اپنے کندھوں اور لباس کی طرف دیکھ رہا تھا' تو کچھ مغرور ہو گیا' اور جب وہ صحن میں پہنچا تو اسے ایک جنیہ' اس کی چہیتی لونڈیوں میں سے ایک کی صورت میں اُسے ملی اور اس نے اسے یہ اشعار سنائے ۔

"تو بہت اچھا ہے' اگر تو باقی رہے' مگر انسان کے لیے زندگی نہیں ہے اور میرے علم میں تجھ میں کوئی قابل ذکر عیب نہیں' مگر تو فنا ہونے والا ہے"۔

سو اس نے جامع دمشق کے منبر پر چڑھ کر لوگوں سے خطاب کیا اور وہ بلند آواز تھا' جامع کے لوگ اس کی بات سن رہے تھے اور وہ منبر پر کھڑا تھا' پس آہستہ آہستہ اس کی آواز کمزور ہوتی گئی' حتیٰ کہ اہل حجرہ نے بھی اُسے نہ سنا' اور جب وہ نماز سے فارغ ہوا تو اُسے اُٹھا کر اس کے گھر لے جایا گیا تو اس نے اس لونڈی کو بلایا' جس کی صورت میں جنیہ ظاہر ہوئی تھی اور اس نے پوچھا تو نے وہ دو شعر مجھے کیسے سنائے تھے؟ اس نے کہا' میں نے آپ کو کچھ نہیں سنایا' اس نے کہا اللہ اکبر' خدا کی قسم مجھے میری موت کی اطلاع دی گئی ہے' سو اس نے وصیت کی کہ اس کے بعد اس کے عمزاد حضرت عمر بن عبدالعزیز خلیفہ ہوں۔

اور طرابلس کا معزول نائب بیمار ہو کر آیا اور امیر سیف الدین استدمر جو دمشق کا نائب تھا' دونوں طرابلس میں اس ماہ کی ۲۶ر تاریخ کو ہفتے کی صبح کو اکٹھے مقیم تھے' اور یہ دونوں دارالسعادۃ میں آئے' تو نائب السلطنت نے ان کی پرواہ نہ کی۔

اور اس ماہ میں باب الناطفیین کے مغرب میں درابزنیاتہ میں برآمدے کی از سر نو مرمت اور اس کی دیواروں کی سفیدی اور اس کے محراب کی تکمیل ہو گئی اور الدرابزنیات میں اس کی کھڑکیاں بنائی گئیں' اور مغرب کے بعد اس میں قرآن کی قراءت وقف کی گئی' اور انہوں نے بتایا کہ ایک شخص نے خواب دیکھا اور اس نے نائب السلطنت کو بتایا کہ تو اس نے اس کی مرمت کا حکم دیا اور اس میں اس مدرسہ کی نیو اٹھائی گئی جو اس جگہ کھڑکی سے ایک جانب ہے اور یہ سب سے پہلے علم الدین بن ہلال نے اس کی بنیاد رکھی تھی' اور جب اس سے مطالبہ کیا گیا تو اُسے اس سے لے لیا گیا اور اُسے سلطان کے ساتھ شامل کر دیا گیا اور انہوں نے بنیادوں کے اُوپر تعمیرات کیں اور اس کے مشرق میں اس کی پانچ کھڑکیاں بنائیں اور سامنے کا دروازہ' محراب' تالاب اور راستہ بنایا' اور اس کی دیوار سیاہ اور سفید پتھروں سے بنائی اور اس کے اُوپر کے حصے کو اینٹوں سے مکمل کیا اور وہ بہت خوبصورت بنی اور سلطان ناصر نے حکم دیا تھا کہ اسے یتیموں کا مکتب بنایا جائے مگر وہ اس کی تکمیل سے قبل ہی قتل ہو گیا' جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں۔

اور اس ماہ میں مشہور ہو گیا کہ باب الجابیہ کی جانب سے ایک گائے ایک کتیا کے پلوں کے لیے آتی ہے' جن کی ماں مر چکی ہے

اور وہ مرغی کے ... جانب جنگل میں ہے اور ان کے پاس آ کر اپنے بچوں کے منہ میں بیٹ کرتی ہے اور ان بچوں کو دودھ پلاتی ہے اور اس نے یہ کام کئی بار ساتھ اور مجھے محدث مفید تقی نور الدین احمد بن المقصوص نے بتایا کہ اس نے اس کا مشاہدہ کیا ہے۔

اور ماہ ذی الحجہ کے درمیانی عشرہ میں نائب السلطنت کی جانب سے منادی نے اعلان کیا کہ عورتیں پردے میں چلیں اور اپنی چادروں کو اپنے بقیہ کپڑوں کے نیچے تک پہنیں اور زینت اور ہاتھ کو نمایاں نہ کریں تو انہوں نے اس پر عمل کیا اور امیر العرب جبار بن مہنا بڑی شان و شوکت کے ساتھ آیا اور نائب السلطنت نے راستے میں اس کا استقبال کیا اور وہ ابواب شریفہ کی طرف جا رہا تھا' اور رجب کے آخر میں امیر سیف الدین تمر المہمند ارغزہ کی نیابت سے حاجب الحجاب بن کر دمشق آیا اور اس کے ہراول میں میمنہ کا سالار تھا' اور نائب السلطنت نے بہت سے ٹیکس چھوڑ دیئے' جیسے حدی گانے اور الخزل المردون الحلب اور الطبابی کا ٹیکس اور محتسبین سے نصف درہم سے جو زیادہ ٹیکس لیا جاتا تھا اس نے اُسے بھی باطل کر دیا اور مردوں کے سامان سے ہر میت سے جو ساڑھے تین درہم لیے جاتے تھے' اُسے بھی باطل کر دیا اور اس نے اس سامان کو جو قیساریہ میں تھا ضرورت کے لیے مباح کر دیا کہ اُسے میت کو نہلانے کے لیے کسی سے روکا نہ جائے' اور یہ ایک نہایت اچھی بات ہے اور اسی طرح اس نے کچی کھجوروں کی بیع کو جو اس سے مخصوص تھیں روکاوٹ کرنے سے روک دیا' پس اس سال لوگوں کو بہت ارزانی ہوگئی' حتیٰ کہ بیان کیا گیا ہے کہ ایک قنطار' دس اور اس کے قریب قریب دراہم میں فروخت ہوا۔

اور ماہ شعبان میں امیر جبار بن مہنا' دیارِ مصر سے آیا اور قصر ابلق میں اترا اور نائب السلطنت نے اس کا استقبال کیا اور دونوں نے ایک دوسرے کا اکرام کیا' پھر تھوڑے دنوں بعد وہ کوچ کر گیا اور جو امراء اسکندریہ کے قید خانے میں تھے' وہ ۷ رشعبان جمعہ کی صبح کو آئے۔ اس میں امیر شہاب الدین بن صبح' سیف الدین طید مر الحاجب' طیبر ف اور ہزاری امیر اور عمر شاہ شامل تھے اور نائب السلطنت امیر سیف الدین بید مر نے ان ٹیکسوں کو ختم کر دیا' جن میں مسلمانوں کا ضرر تھا' اور مجھے اس کے متعلق اطلاع ملی ہے کہ اس کا ارادہ تھا کہ اگر اللہ اسے طاقت دے تو وہ سب ٹیکسوں کو ختم کر دے۔

ایک عجیب واقعہ پر تنبیہ اور عجیب اتفاق:

ہماری اطلاع کے مطابق نائب السلطنت امیر سیف الدین بید مر اپنے دل میں دیارِ مصر کے جرنیل امیر سیف الدین یلبغا الخاصکی پر جو وہاں کی حکومت کا منتظم تھا' ناراض تھا اور اس نے دیکھا اور محسوس کیا کہ وہ اُسے شام سے ہٹانے کی کوشش کر رہا ہے' اور ہمارے نائب کے دل میں قوت شدید خودداری تھی۔ اس نے اس سے یلبغا کی اطاعت سے انکار کی بو محسوس کی' حالانکہ وہ سلطان کی اطاعت پر قائم تھا اور اگر اتفاق ہو جاتا تو وہ یلبغا کی طرف سے معزول ہو جاتا' وہ سمع و اطاعت نہ کرتا تھا پس اس نے کچھ کام کیے اور اسی حالت کے دوران اتفاق سے دمشق میں قلعہ منصورہ کے نائب امیر سیف الدین برناق الناصری کی وفات ہوگئی اور نائب السلطنت نے اپنے اصحاب اور خواص میں ایک شخص کو بھیجا جو پورے قلعہ کی سپردگی لے لے' اور وہ خود اس کی طرف آیا اور امیر زین الدین زبالہ کو طلب کیا جو فقیہ تھا' پھر اس کا نائب تھا اور وہ وہاں پر اس کے ذخائر اور مخصوص چیزوں کو سب لوگوں سے بڑھ کر جاننے والا تھا' پس وہ اس کے ساتھ اس میں گھوما پھرا اور اُسے اس کے قلعے اور برج اور خزانے اور سٹور اور گھر اور محل اور سامان اور تالاب

[illegible] کے لیے تیار کرنے [illegible] سے بھی [illegible] لوگ اس بات میں اس اتفاق سے حیران رہ گئے'
کیونکہ اس سے قبل کسی نائب کے لیے بھی ایسا اتفاق نہیں ہوا اور اس نے اس دروازہ کو بھی کھول دیا' جو دارالسعادۃ کے سامنے ہے
اور نائب السلطنت اس سے قلعہ کی طرف اپنے خدم وحشم کے ساتھ آنے جانے لگا اور اس کی شان وشوکت اس کے معاملے کا
انکشاف کررہی تھی اور وہ اس کے مصالح میں غور وفکر کررہا تھا' اللہ تعالیٰ اس کی تائید کرے۔

اور ۱۵رشعبان ہفتے کے روز وہ حسب دستور دستے کے ساتھ سوار ہوا' اور نائب شام امیر سیف الدین استدمر کو بلایا اور وہ اپنے گھر میں قیدی کی طرح تھا' وہ نہ سوار ہوتا اور نہ اُسے کوئی دیکھتا' پس اس نے اُسے اپنے پاس بلایا اور اس کے ساتھ سوار ہوا' اور اسی طرح دیارِ مصر سے آنے والے امراء بھی اس کے ساتھ سوار ہوئے۔ طبترق جو ایک ہزاری امیر تھا اور طید مرالحاجب بھی تھا' اور ابن صبح اور عمر شاہ وہ جمعہ کے روز شام کو سفر کر گئے تھے۔

حاصل کلام یہ کہ وہ انہیں اور تمام امراء کو سوق الخیل میں لے گیا اور ان سب کے ساتھ دارالسعادۃ میں اترا' اور انہوں نے باہم معاہدہ کیا اور اس بات پر اتفاق کیا کہ جو شخص ان کو تکلیف دینا چاہے گا' وہ اس کے مقابلہ میں متحد ہوں گے' اور ان کے علاوہ جو ان میں سے کسی کو معزول کرنے یا اس کے قتل کرنے کا ارادہ کرے گا' وہ اس کے مقابلہ میں بھی متحد ہوں گے' نیز جو ان سے جنگ کرے گا وہ اس سے جنگ کریں گے اور ان کے استاذ کا بیٹا ملک منصور بن حاجی بن ناصر بن منصور قلادون ان کا سلطان ہوگا اور ان سب نے نائب السلطنت کی خواہش کے مطابق اس کی اطاعت کی اور اس سے معاہدہ کیا اور اسی معاہدے پر اس کے ہاں سے باہر چلے گئے' اور نائب السلطنت حسب دستور بڑی عظمت اور شان کے ساتھ کھڑا ہوا اور وہ اللہ کی جانب سے حسن انجام کا مسئول ہے۔

اور ۱۶رشعبان اتوار کی صبح کو ملک الامراء نے اس ٹیکس کو ختم کر دیا جو ظریفانہ باتوں پر لیا جاتا تھا اور اس نے خوشیوں کے ٹیکس کو بھی ختم کر دیا اور اس نے اس بات کو ختم کر دیا کہ کوئی عورت مردوں کے لیے نہ گائے اور نہ کوئی مرد عورتوں کے لیے گائے اور یہ ایک عظیم مصلحت ہے۔ جس کا فائدہ ہمہ گیر ہے' اور ۱۸رشعبان منگل کے روز' نائب السلطنت سیف الدین بیدمر نے قلعہ کے برجوں پر مجانیق نصب کرنا شروع کیں' پس چار مجانیق اس کی چاروں جہات پر نصب کی گئیں اور مجھے معلوم ہوا ہے کہ اس نے اس کی زمین کے آخر میں حوض کے پاس منجنیق نصب کی' پھر دوسری نصب کی' پھر تیسری نصب کی' حتیٰ کہ لوگوں نے برجوں کی چھت پر چھ مجانیق دیکھیں اور قلعہ والوں کو اس سے نکال دیا اور کردوں' ترکمانوں اور دیگر بہادر جوانوں کو وہاں ٹھہرایا۔ اور غلہ جات کھانے' سامان اور بہت سے آلات حرب وغیرہ وہاں منتقل کر دیئے۔

اور قلعوں میں محاصرہ کی صورت میں جن چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے اور محصور ہونے کی وجہ سے وہ میسر نہیں آ سکتیں اس نے وہ مہیا کیں اور محاصرہ کے لیے تیار ہو گیا اور جب اہل بساتین نے مجانیق کو دیکھا کہ وہ قلعہ میں نصب ہوگئی ہیں تو وہ گھبرا گئے اور ان کی اکثریت بساتین سے شہر میں منتقل ہوگئی اور ان میں سے کچھ لوگوں نے اپنے قیمتی اموال اہل شہر کے پاس امانت رکھ دیئے اور انجام بخیر ہوگا۔ انشاء اللہ۔

اور میرے پاس ایک فتویٰ آیا جو یہ تھا کہ بڑے بڑے علماء اس بادشاہ کے بارے میں کیا کہتے ہیں جس نے ایک غلام خریدا

[illegible] قتل [illegible] اس کا بال [illegible]
اور اس کے وارثوں کو اس سے روک دیا اور حکومت میں تصرف کیا اور ایک نائب کو اپنے پاس آنے کا پیغام بھیجا تا کہ اسے قتل کر دے
کیا اسے اس سے روکنا چاہیے؟ اور کیا جب وہ اپنی جان اور مال کی حفاظت کے لیے جنگ کرے حتیٰ کہ قتل ہو جائے تو وہ شہید ہو گا یا
نہیں؟ اور کیا مقتول بادشاہ کے وارثوں کے حق کو قصاص اور مال سے چھڑانے کی کوشش کرنے والے کو ثواب ملے گا؟ ہمیں ماجور ہو کر
فتویٰ دیجیے' امیر کی طرف سے جو شخص اس فتویٰ کو میرے پاس لایا میں نے اسے کہا' اگر اس کا مقصد اپنے اس عہد سے خلاصی حاصل
کرنا ہے جو اس کے اور اللہ کے درمیان ہے' تو وہ اپنے مقصد کی نیت کو بہتر جانتا ہے اور وہ معین حق حاصل کرنے کی کوشش نہ کرے
جب اس پر فساد مترتب ہوتا ہو اور وہ اپنے طریق سے اس کے امکان کے وقت تک مطالبہ کو مؤخر کر دے اور اگر اس استفتاء سے اس کا
مقصد یہ ہے کہ وہ اس سے حکومت اور امراء کو اس کے خلاف اکٹھا کرنے میں مدد حاصل کرے تو سب سے پہلے کبار قضاۃ اور مشائخ
کو اس کے متعلق لکھنا ضروری ہے' پھر اس کے بعد بقیہ مفتی اپنے طریق پر لکھیں' واللہ الموفق للصواب۔

ادھر یہ ہوا اور ادھر تمام امرائے شام نے امیر نائب السلطنت پر اتفاق کر لیا حتیٰ کہ بیان کیا گیا ہے کہ ان میں نائبین سلطنت
میں سے سترہ امیر بھی شامل تھے' اور سب کے سب اس کے ساتھ بڑے بڑے دستوں میں حاضر ہوتے تھے' اور دار السعادۃ میں اس
کے پاس آتے تھے' اور وہ ان کے لیے دستر خوان بچھاتا تھا اور ان کے ساتھ کھانا کھاتا تھا اور خبر آئی کہ امیر منجک الطرجاقسی جو بیت
المقدس میں مقیم ہے' اس نے نائب السلطنت سے موافقت کا اظہار کیا ہے اور اس نے غزہ اور اس کے نائب پر غلبہ پالیا ہے اور اس
نے افواج کو اکٹھا کیا ہے اور بہت سے گروہوں کو خادم بنالیا ہے اور الجاوۃ کو گرفتار کر لیا ہے اور وہ کسی گزرنے والے کو اس احتمال کے
باعث کہ وہ خطوط کو ادھر سے ادھر پہنچا دے گا۔ تلاشی لیے بغیر نہیں چھوڑتا۔ ان سب باتوں کے باوجود وہاں انصاف اور امن حاصل
ہے اور کوئی خوفزدہ نہیں اور یہی حال دمشق اور اس کے مضافات کا ہے' نہ کسی کو پکڑا جاتا ہے اور نہ کوئی کسی پر تعدی کرتا ہے' اور نہ کوئی
کسی کی چیز کو لوٹتا ہے۔ مگر بعض اہل بساتین نے وہم کیا اور شہر کی طرف چلے گئے' اور منتقل ہو گئے اور بعض نے اپنے قیمتی سامان امانت
رکھ دیئے اور خوفزدہ ہو کر وہاں رہے اور یہ اس وقت کی بات ہے جب انہوں نے قلعہ کے برجوں کی چوٹیوں پر چھ مجانیق کو نصب
دیکھا' پھر نائب السلطنت نے چاروں قضاۃ اور سب امراء کو بلایا اور انہوں نے خط لکھا جسے ان کے درمیان سیکرٹری نے لکھا کہ وہ
سلطان کو پسند کرتے اور یلبغا کو ناپسند کرتے ہیں اور وہ اُسے نہیں چاہتے اور مملکت میں اس کے تصرف سے اتفاق نہیں کرتے اور قضاۃ
نے ان کی گواہی دی اور انہوں امیر طیبغا الطّویل کے غلام کے ہاتھ خط بھیجا جو دیارِ مصر میں یلبغا کی نظیر تھا' پس نائب شام نے فوج کا
ایک دستہ اپنے آگے چلنے کے لیے مقرر کیا اور ۲۹ رشعبان ہفتے کی رات کو استدمر کے ساتھ جو شام کا نائب تھا' ۳ ہزار فوج امیر منجک
کی مدد کو روانہ ہوئی اور لوگ بیان کرتے ہیں کہ نائب السلطنت بقیہ فوج کے ساتھ تھا جو ان کے پیچھے جا رہی تھی۔ پھر اس کے بعد ۸ر
رمضان منگل کی رات کو تین ہزار فوج روانہ ہوئی جیسا کہ ابھی بیان ہو گا۔

اور شیخ حافظ علاء الدین مغلطای المصری نے اس سال کی ۲۴ رشعبان کو منگل کے دن وہاں وفات پائی اور دوسرے دن
الزیدانیہ میں دفن ہوئے' آپ نے بہت کچھ لکھا اور تالیف وتصنیف کا کام کیا اور آپ کے پاس بہت سی کتابیں تھیں۔ رحمہ اللہ۔

اور پھر مضروبین کو [illegible] کی [illegible] جماعت کو دارالعدل میں باب النصر کے باہر بلایا گیا تا کہ یلبغا کے ذخائر میں جو قند' فولاد اور شیشہ ہے اسے ان کے پاس فروخت کیا جائے تو انہوں نے اس خوف سے کہ اسے ان سے واپس لے لیا جائے گا اس کے خریدنے سے انکار کر دیا' پس بعض تاجروں کو حاجب اور پہرہ داروں نے مقتنم کے سامنے مارا گیا' جن میں شہاب الدین ابن اسواف بھی شامل تھا' پھر دوسرے دن سب کو چھوڑ دیا گیا' پس اللہ نے کشادگی کر دی۔

اور منگل کی رات کو عشاء کے بعد تین سالاروں کے ساتھ جن میں عراق پھر ابن صبح پھر طرغیہ شامل تھا' فوج روانہ ہوئی اور نائب طرابلس امیر سیف الدین تومان ۱۰رمضان بدھ کی صبح کو دمشق آیا اور ملک الامراء سیف الدین بیدمر نے اقصر تک اس کا استقبال کیا اور دونوں اکٹھے بڑی شان وشوکت کے ساتھ آئے اور تومان قصر ابلق میں اترا اور اس کے ساتھ جو افواج تھیں وہ یلبغا کے گنبد تک چلی گئیں' ادھر یہ صورت حاصل تھی اور ادھر قلعہ پر مجانیق نصب تھیں اور وہ سخت محافظوں سے بھر پور تھا اور نائب السلطنت بڑی حفاظت میں تھا اور جب جمعرات کی صبح ہوئی تو تومان تمر نے ملک الامراء کے ساتھ غزہ کی طرف کوچ کرنے کا پختہ ارادہ کر لیا تا کہ وہ اس سے اور جو شامی فوج اس سے آگے جا چکی ہے' اور منجک اور اس کے ساتھیوں سے جا ملے تا کہ اللہ اس امر کا فیصلہ کر دے جو ہونے والا ہے' پس اس نے اس کی بات کو قبول کیا اور اُسے آج کے دن اپنے آگے بطور ہراول رہنے کا حکم دیا' پس ہراول نکلا اور قلعہ کے اس چالو دروازے کو جو دارالحدیث کے پاس ہے بند کر دیا۔ جس سے لوگ وحشت محسوس کرنے لگے اور اللہ انجام بخیر کرنے والا ہے۔

ملک الامراء بیدمر کی دمشق سے غزہ کی طرف روانگی:

نائب السلطنت اور نائب طرابلس نے ۱۲رمضان کا جمعہ حجرہ میں پڑھا' پھر خطابت کے حجرے میں دونوں خطبے کے لیے اکٹھے ہوئے' پھر وہ دارالسعادۃ کی طرف گیا' پھر جیسا کہ بیان کیا گیا ہے' اس کے متلاشی بڑی شان کے ساتھ عصر کے بعد نکلے اور وہ بھی ان کے ساتھ نکلا' پھر اس نے انہیں پیش کرنے کو کہا پھر دارالسعادۃ کی طرف واپس آ گیا اور رات گزاری یہاں تک کہ صبح کی نماز پڑھی' پھر وہ اور نائب طرابلس فوج کے پیچھے گئے' پھر بقیہ فوج کے عام امراء اور بقیہ حلقہ کے لوگ بھی نکلے اور اللہ نے انہیں بچا لیا۔ اور اسی طرح قضاۃ' سیکرٹری' وکیل بیت المال اور دیگر صدر مقام کے کاتب بھی نکلے' اور لوگوں نے ہفتے کے دن کی صبح کی' اور دمشق میں سوائے نائب الغیبۃ امیر سیف الدین بن حمزہ ترکمانی اور اس کے قریبی شہر والی البر اور متولی شہر امیر بدرالدین صدقہ بن اوحد اور محتسب شہر اور قضاۃ کے نائبین کے سوا کوئی نہ تھا اور قلعہ اپنے حال پر تھا۔ اور مجانیق بھی اسی طرح نصب تھیں' اور جب اتوار کی صبح ہوئی تو قضاۃ صبح کو واپس آ گئے' پھر دن کو ملک الامراء اور تومان تمر بھی واپس آ گئے اور وہ سب کے سب پوری طرح مسلح تھے اور دونوں ایک دوسرے سے خوفزدہ تھے کہ وہ اسے گرفتار کر لے گا' پس یہ دارالسعادۃ میں داخل ہو گیا اور وہ قصر ابلق کی طرف چلا گیا اور جب عصر کے بعد کا وقت ہوا تو منجک اور استدمر جو دمشق میں نائب السلطنت تھا' آئے اور دونوں کو طوق ڈالے ہوئے تھے' انہیں ان فوجوں نے شکست دی تھی' جو منجک کے پاس آئی تھیں اور انہیں بیدمر نے منجک کی طرف مصریوں کے خلاف کمک کے طور پر بھیجا تھا' اور یہ شکست امیر سیف الدین تمر حاجب الحجاب کے ہاتھوں پر ہوئی جو المہمند ار کے نام سے مشہور ہے' اس نے منجک سے کہا ہم سب ان لوگوں

[illegible] دونوں نے گفتگو کی [illegible]
منجک نے شکست دی اور منجک اور تمر اور ان دونوں کے ساتھ جو لوگ تھے جیسے تمر اور طیدمر چلے گئے اور جب ۱۵ر رمضان سوموار کی
صبح ہوئی تو [illegible] دمشق میں [illegible] مصری کی اطاعت میں چلے گئے اور امراء
میں سے ابن قراسنقر جو مقدم امراء میں سے تھا' اور بیدمر اور منجک اور استدمر کے سوا' کوئی شخص دمشق میں باقی نہ رہا' اور قلعہ کو تیار کیا
گیا اور مجانیق بھی اسی طرح نصب تھیں اور بیدمر کے قلعہ میں آ جانے کے باعث لوگ سخت خوف میں تھے اس کے بعد مصری فوج کی
آمد پر محاصرہ ہوتا تھا اور لوگوں کو تکلیف ومشقت ہوئی تھی اور اللہ ہی انجام بخیر کرنے والا ہے۔

اور ۱۶ر رمضان سوموار کے دن قلعہ میں خوشی کے شادیانے بجے اور اطلاع دی گئی اور سلطان نے یلبغا الخاصکی کو شام کی طرف جلاوطن کر دیا ہے' پھر مغرب کے وقت پھر منگل کی صبح کو عشاء کے بعد بھی شادیانے بجائے گئے اور اس دوران میں تینوں امراء منجک' بیدمر اور استدمر ہتھیار بند ہو کر سوار ہوتے اور شہر کے باہر چلے جاتے' پھر واپس آ جاتے اور جیسا کہ بیان کیا جاتا ہے' لوگ مصدق ومکذب کے درمیان درمیان تھے' لیکن اس نے قلعہ کو چھپانا اور محاصرہ کی تیاری کرنا شروع کر دی۔

پھر واضح ہو گیا کہ ان شادیانوں کی کوئی حقیقت نہ تھی' اور اس نے قلعہ کے پردے بنانے کا اہتمام کیا اور پتھروں اور بکریوں اور ذخائر کو اس کی طرف اٹھا کر لایا اور اطلاعات آئیں کہ سلطانی رکاب اور اس کے ساتھ یلبغا بھی ساری مصری فوج کے ساتھ غزہ سے آگے بڑھ آیا ہے' پس اس موقع پر الصاحب' سیکرٹری' قاضی شافعی' فوج کا ناظر اور اس کے نقباء اور متولی شہر باہر نکل کر امیر علی کے استقبال کو حماۃ کی طرف گئے' جس کے پاس دمشق کا حکمنامہ آیا تھا اور شہر حاکم کے بغیر رہ گیا۔ اس میں صرف محتسب اور بعض قضاۃ تھے' اور لوگ بکریوں کی طرح تھے جن کا کوئی چرواہا نہ تھا' اس کے باوجود حالات درست اور ٹھیک تھے' ہماری معلومات کے مطابق کوئی کسی پر حملہ نہ کرتا تھا' ادھر تو یہ حال تھا اُدھر بیدمر' منجک اور استدمر قلعہ کے مضبوط کرنے اور سامان اور خوراک حاصل کرنے میں لگے ہوئے تھے' اور اللہ اپنے امر پر غالب ہے تم جہاں بھی ہو گے موت تمہیں آ لے گی خواہ تم بلند برجوں میں ہو' پردے برجوں کے اوپر کام کرتے ہیں۔

اور اس ماہ کی ۱۹ر تاریخ کو امیر بیدمر نے جمعہ کی نماز مزار عثمان کی کمالی کھڑکی میں پڑھی' اور منجک نے اس کے پہلو میں قضاۃ کی جگہ کے اندر نماز پڑھی اور وہاں حاجیوں اور نقیبوں میں سے کوئی شخص موجود نہ تھا' اور شہر میں کلیتہً کوئی منتظم بھی نہ تھا' صرف تھوڑے سے سپاہی تھے اور وہ سب سلطان کی طرف روانہ ہو گئے تھے' اور منتظمین' حماۃ کی جانب' محروس شام کے نائب امیر علی کے استقبال کو گئے تھے۔ پھر وہ قلعہ کی طرف واپس آ گیا اور استدمر نماز میں حاضر نہ ہوا بیان کیا گیا ہے کہ وہ منقطع ہو چکا تھا' یا اس نے قلعہ میں نماز پڑھ لی تھی۔

اور اس ماہ کی بیس تاریخ کو ہفتے کے روز سلطان کی طرف سے ایلچی جو ایلچی کے بیٹوں میں سے تھا' نائب دمشق کے پاس اس کی اطاعت یا مخالفت کو معلوم کرنے کے لیے پہنچا اور اس نے اپنے قابل اعتماد آدمی کو اس کے خلاف اُکسایا کہ وہ قلعہ پر قبضہ کرے اور اس میں خطبہ دے اور اس میں آلات اور کھانے جمع کرے اور مجانیق اور پردوں کو نیست کر دے اور اس نے سلطانی اموال میں

[illegible]
ہے اور وہ اس میں داخل نہیں ہوا اور اس کے دروازے کھلے ہوئے ہیں۔ اور وہ سلطان کا قلعہ ہے اور وہ صرف اس کا قرضدار ہے اور اسے شرع اور قضاۃ اربعہ نے بیان کیا ہے اس سے اس کی مراد لیا گیا ہے اور اس نے جواب لکھا اور اسے تنکز کی ایلچی کے ہاتھ بھیجا جو قطب الدویدار کا غلام تھا اور اس نے اس کے ساتھ اسی روز امیر صارم الدین کو بھی بھیجا جو ہزاری امراء میں سے ایک تھا۔

اور ۲۲ر رمضان سوموار کے روز' شہر کے دروازے ظہر کے قریب تک بند رہے' پھر باب النصر اور باب الفرج کے سوا دروازے کھول دیئے گئے اور لوگ شدید محاصرے اور گھبراہٹ میں تھے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ لیکن سلطان اور فاتح افواج کی آمد قریب آ گئی اور بدھ کی صبح کو حالت اسی طرح تھی بلکہ اس سے بڑھ کر تھی اور امیر سیف الدین یلبغا الخاصکی' یلبغا کے گنبد میں اترا' اور اس کی تلاش کرنے والی فوج دریا کے کنارے سے مذکورہ گنبد تک بڑی شان وشوکت کے ساتھ پھیل گئی' اور سواری کے اونٹ ابھی تک اس کے الصبین سے پیچھے رہنے کی وجہ سے پیچھے تھے اور اس روز بیدمر قلعہ میں آ کر اس میں قلعہ بند ہو گیا' اور ۲۵ر رمضان جمعرات کے روز' باب النصر اور باب الفرج کے سوا سب دروازے بند رہے اور حلقہ تنگ ہو گیا اور لوگ بڑی مشکل میں پڑ گئے' اور مصریوں نے نہر بانیاس اور اس کی طرف آنے والے شاخ اور دارالسعادۃ کی طرف آنے والی نالیوں کو کاٹ دیا اور انہیں مذکورہ شاخ کو بند کرنے کے لیے نالیوں کے کاٹنے کی ضرورت پڑی' جس سے اہل شہر گھبرا گئے اور ان کے گھروں میں جو کچھ تھا انہوں نے المدارس کے تالابوں سے بھر لیا اور ایک مشکیزہ ایک درہم میں فروخت ہوا' اور حقیقت میں وہ نصف درہم کا تھا' پھر اسی روز عصر کے بعد نالیاں رواں کر دی گئیں' واللہ الحمد والمنۃ۔ اور لوگ اس سے خوش ہو گئے اور جمعہ کی صبح ہوئی تو دروازے بند تھے اور طلوع آفتاب کے عرصہ بعد بھی باب النصر اور باب الفرج کو نہ کھولا گیا' سو یلبغا نے اپنی طرف سے چار امراء امیر زین الدین زبالہ جو نائب قلعہ تھا' ملک صلاح الدین ابن الکامل' شیخ علی' جو بیدمر کی طرف سے نائب الرحبہ تھا اور ایک اور امیر کو بھیجا' وہ شہر میں داخل ہوئے اور انہوں نے شہر کے دروازوں کے قفل توڑ دیئے اور دروازوں کو کھول دیا اور جب بیدمر نے یہ بات دیکھی تو شہر کی چابیاں ان کے پاس بھیج دیں۔

سلطان ملک منصور کا عقبہ سحورا کے مغرب میں اصطبہ پہنچنا:

وہ ۲۶ر ماہ رمضان کو جمعہ کے روز عظیم افواج جو پہاڑوں کی مانند تھیں کہ ساتھ پہنچا اور المصطبہ کے پاس اُترا جو اس کی بیٹی کے چچا ملک اشرف خلیل بن منصور قلاوون کی طرف منسوب ہے اور امراء اور شہروں کے نائبین اس کے سامنے اس کے ہاتھ اور زمین کے چومنے کے لیے آئے اور حلب کے دستے اور نائب حماۃ امیر علاء الدین المار دانی بھی آیا اُسے دمشق کا نائب مقرر کیا گیا تھا اور اس نے اس کا حکمنامہ بھی لکھا اور حماۃ میں اس کے پاس بھیجا' اور جب ۲۷ر رمضان ہفتے کا دن آیا تو اس نے امیر علاء الدین علی المار دانی کو دمشق کی نیابت کا خلعت دیا' اور پہلے کی طرف اُسے وہاں واپس لوٹا دیا گیا اور یہ تیسری بار تھی' اور اس نے سلطان کے ہاتھ کو بوسہ دیا' اور اس کی دائیں طرف سوار ہوا' اور اہل شہر اُسے مبارکباد دینے گئے' ادھر یہ حال تھا اور ادھر قلعہ بیدمر کے ہاتھ میں محفوظ تھا' اور وہ جمعہ کی رات کو اس میں داخل ہوا' اور اس نے اور منجک اور استدمر اور ان کے مددگاروں نے اس میں پناہ لے لی اور

تقدیر [illegible] تھی [illegible] تمہیں [illegible]

اور جب اتوار کا دن آیا تو اس نے قضاۃ القضاۃ کو طلب کیا اور انہیں بیدمر اور اس کے لواحقین کے پاس قلعہ میں بھیجا گیا کہ وہ تھوڑی سی چیز پر جس کی وہ شرط لگاتے ہیں اس سے مصالحت کر لیں اور جو کچھ ہوا ہم ابھی اسے بیان کریں گے۔

قلعہ سے بیدمر کے خروج کا سبب اور اس کا حال:

۲۸ رمضان اتوار کے روز جب اس نے قضاۃ القضاۃ کو بھیجا تو ان کے ساتھ شیخ شرف الدین بن قاضی الجبل الحنبلی' شیخ سراج الدین مہندی حنفی' مصری فوج کے حنفیہ کے قاضی کو بھی بیدمر اور اس کے ساتھیوں کی طرف بھیجا کہ وہ اس سے صلح کے بارے میں بات کریں تا کہ وہ ان کے محاصرہ اور مجانیق میں مشغول ہونے سے قبل جو اس نے صفد اور بعلبک سے منگوائی ہیں' ان شروط کو قبول کر لیں۔ جو وہ عائد کرتے ہیں اور اس نے النقابین کے تقریباً چھ سو تیر انداز بھی منگوائے' پس جب قضاۃ اور ان کے ساتھیوں نے اس سے ملاقات کی اور اُسے سلطان اور سرکردہ امراء کے متعلق بتایا کہ انہوں نے مصالحت کی طرف جھکاؤ کرنے کی صورت میں اس کے لیے امان لکھ دی ہے تو اس نے مطالبہ کیا کہ وہ اپنے اہل کے ساتھ بیت المقدس میں رہے گا' نیز اس نے مطالبہ کیا کہ منجک کو بلادسیس کی جانب عطا کر دی جائے' تا کہ وہ وہاں سے رزق حاصل کر لے اور استدمر نے مطالبہ کیا کہ شمتد ار امیر سیف الدین یلبغا الخاصکی کے لیے ہو' پس قضاۃ' سلطان کے پاس واپس آ گئے اور ان کے ساتھ امیر زین الدین جبریل حاجب بھی تھا' اور انہوں نے سلطان اور امراء کو یہ بات بتائی تو انہوں نے اسے قبول کیا اور سلطان اور امراء نے جبریل کو خلعت دیئے اور وہ قضاۃ کی خدمت میں واپس آئے اور ان کے ساتھ امیر استبغا بن الابوبکری بھی تھا' پس ان سب نے قلعہ میں داخل ہو کر وہاں رات گزاری اور امیر بیدمر اپنے اہل واثاث کے ساتھ مطرزین میں اپنے گھر کی طرف منتقل ہو گیا' اور جب ۲۹ رمضان کو سوموار کی صبح ہوئی تو تینوں امراء قلعہ سے نکلے اور ان کے ساتھ جبریل بھی تھا' پس قضاۃ داخل ہوئے اور انہوں نے قلعہ کو ذخائر سمیت امیر استبغا بن الابوبکری کے سپرد کر دیا۔

سلطان محمد بن ملک امیر حاج بن ملک محمد ابن ملک قلادون کی اپنی فوج اور امراء کے ساتھ دمشق میں آمد:

اس سال کی ۲۹ رمضان سوموار کی صبح کو قضاۃ خیمے میں واپس آ گئے۔ اور ان کے ساتھ وہ امراء بھی تھے جو قلعہ میں تھے' اور انہیں اور ان کے ساتھیوں اور لواحقین کو سلطان کی جانب سے امان دی گئی' پس قضاۃ اور مذکورہ امراء کے حاجب آئے اور اس نے قضاۃ اربعہ کو خلعت دیئے اور وہ ٹھیک ٹھاک واپس چلے گئے' اور مذکورہ امراء کو کمزور گھوڑوں پر سوار کرایا گیا اور ان میں سے ہر ایک کے پیچھے ایک وساقی لگایا اور ہر وساقی کے ہاتھ میں ایک کھنچا ہوا خنجر تھا کہ کوئی شخص اس سے اُسے چھڑا نہ لے اور وہ اُسے وہاں قتل کر دے' پس وہ کھلم کھلا لوگوں کے درمیان داخل ہوا' تا کہ انہیں ان کی وہ ذلت دکھائیں جو ان کے شامل حال ہو چکی ہے اور لوگوں نے ہر جانب سے راستے کو گھیر لیا اور بہت سے لوگ کھڑے ہو گئے جن کی تعداد کو اللہ ہی بہتر جانتا ہے مگر وہ ایک لاکھ کے قریب یا اس سے زیادہ تھے سو لوگوں نے ایک خوفناک منظر دیکھا اور وساقیہ انہیں اس میدان اخضر میں لے گئے جس میں محل واقع ہے اور انہیں وہاں بٹھا دیا گیا' اور وہ چھ آدمی تھے' تین نائب' جبریل اور استدمر اور ساوس' اور ان میں سے ہر ایک نے یہی خیال کیا کہ ان سے ریڑھ کی

[illegible] یہ [illegible] کر لیا جائے گا' انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اور فوجیں بڑی شان کے ساتھ متناشیوں کی صورت میں دمشق کی طرف بھیجی گئیں اور سامان جنگ اور گھوڑے اور ہتھیار اور نیزے نہر النصر پر تھے' پھر سب کے آخر میں سلطان عصر کے کچھ عرصہ بعد آیا اور وہ مختلف اقسام کے لباس قباز بخاری پہنے ہوئے تھا اور قبہ اور پرندے دونوں کو امیر سیف الدین تومان تمر اپنے سر پر اٹھائے ہوئے تھا' جو طرابلس کا نائب تھا اور امراء اس کے آگے پیادہ تھے' اور قالین اس کے گھوڑے کے قدموں کے نیچے تھا' اور ڈھول اس کے پیچھے بج رہے تھے اور وہ قلعہ منصورہ منصوریہ میں نہ کہ البدریہ میں داخل ہوا' اور وہاں جو مجانیق اور ہتھیار اس نے گھات میں رکھے ہوئے تھے' دیکھے تو وہ بیدمر اور اس کے اصحاب پر بہت ناراض ہوا' اور طارمہ میں اترا اور تخت حکومت پر بیٹھا اور امراء اور نائبین اس کے سامنے کھڑے ہوئے اور حق اپنے نصاب کی طرف واپس آ گیا' اور اس کے اور اس کے چچا صالح کے دخول کے درمیان کم رمضان کا دن تھا' اور یہ ۲۹ رمضان کا واقعہ ہے اور بعض کا قول ہے کہ وہ اس کا آخری دن تھا' واللہ اعلم۔ اور لوگ زیب و زینت میں مشغول ہو گئے۔

اور مہینے کے آخر میں منگل کے دن کی صبح کو' مغضوب امراء کو جو مسلمانوں سے برائی کی ٹھانے ہوئے تھے' اور ان کی کوششیں رائیگاں گئی تھیں' قلعہ کی طرف منتقل کیا گیا اور انہیں ذلیل کر کے علیحدہ علیحدہ اس کے برجوں میں اتارا گیا' حالانکہ اس سے قبل وہ پرسکون حاکم تھے اور اب وہ ذلیل خوفزدہ اور قید تھے۔ اور انہوں نے رؤساء ہونے کے بعد ظلم کیا اور معزز ہونے کے بعد ذلیل ہو گئے اور ان کے اصحاب کی تحقیق کی گئی اور شہر میں ان کے متعلق اعلان کیا گیا اور وعدہ کیا گیا کہ جو شخص ان میں سے کسی کے متعلق بتائے گا اُسے بہت مال دیا جائے گا اور امارت بھی دی جائے گی اور آج کے دن اس نے رئیس امین الدین ابن القلانسی سیکرٹری کو لکھا اور اس سے ایک کروڑ درہم کا مطالبہ کیا اور اُسے امیر زین الدین زبالہ نائب قلعہ کے سپرد کیا اور اُسے دوبارہ اس کی طرف لایا گیا اور اس نے ابن قراسنقر کو پیشوائی دی اور اُسے حکم دیا کہ وہ اسے سزا دے' حتیٰ کہ وہ اس رقم کا وزن کر دے اور سلطان اور اس کے امراء نے میدان اخضر میں نماز عید پڑھی اور ان کے لیے بڑا خیمہ لگایا گیا اور قاضی تاج الدین الساوی الشافعی نے خطیب بن کر نماز پڑھائی جو شافعیہ کی فاتح فوج کا قاضی تھا اور امراء' سلطان کے ساتھ مدرسہ کے دروازے سے قلعہ میں داخل ہوئے اور اس نے ان کے لیے بڑا دستر خوان بچھایا اور انہوں نے اس سے کھایا اور اپنے گھروں اور محلات کو واپس آ گئے' اور اس روز امیر علی نائب دمشق نے سلطان کے سر سے پرندہ اٹھایا اور اس نے اُسے عظیم خلعت دیا۔

اور آج کے روز امیر تومان تمر کو جو طرابلس کا نائب تھا گرفتار کر لیا گیا' پھر وہ بیدمر کے پاس آیا اور وہ اس کے ساتھ تھا' پھر وہ مصریوں کی طرف واپس گیا اور ان سے معذرت کی اور انہوں نے لوگوں کے سامنے اُسے معذور قرار دیا اور وہ دخول کے روز سلطان کے سر سے روٹی اٹھانے والا تھا' پھر انہوں نے اسے حمص کا نائب بنایا۔ تو انہوں نے اس کی حقارت کی پھر جب وہ اس کی طرف جا رہا تھا' اور القابون کے پاس تھا تو انہوں نے اس کی طرف آدمی بھیجے اور انہوں نے اسے پکڑ لیا۔ اور واپس لے آئے اور اس نے اس سے ایک لاکھ کا مطالبہ کیا جو اس نے بیدمر سے لیا تھا' پھر انہوں نے اُسے حمص کی نیابت پر واپس کر دیا۔

اور جمعرات کے روز خبر مشہور ہوئی کہ مصری فوج کے طورشیہ اور خاصکیہ کے ایک دستہ نے حسین ناصر کو اپنا بادشاہ بنا لیا ہے' پھر

ان کے آنے میں اختلاف ہو گیا اور وہ آپس میں الجھ پڑے اور معاملہ کا فیصلہ ہو گیا اور قریب تھا کہ جنگ واقع کر دیا گیا جو واقع تھا اور
اللہ نے اس واسطے کے شر کو ٹھنڈا کر دیا۔

اور آج کے دن کے آخری حصے میں قاضی ناصر الدین بن یعقوب نے رئیس علاء الدین بن القلانسی کی بجائے' سیلر تری شپ دونوں مدرسوں اور مشیخۃ الشیوخ کا خلعت زیب تن کیا' اسے معزول کیا گیا اور اس سے مطالبہ کیا گیا اور لوگ اپنے کام پر واپس آنے کی وجہ سے اسے مبارکباد دیئے گئے۔

اور ۳ رشوال جمعہ کی صبح کو شامی امراء کی ایک جماعت کو گرفتار کیا گیا' جس میں دو حاجب صلاح الدین اور حسام الدین اور حاجب کبیر کا بھتیجا المہمند ار' تمر' ناصر الدین بن ملک صلاح الدین ابن الکامل' ابن حمزہ' الطرخانی اور دو بھائی طیبغا زفر اور بلجات شامل تھے اور سب طبلخانات تھے اور خیر اور تمر حاجب الحجاب نکال دیئے گئے اور اسی طرح الجوبیۃ کو بھی' کیونکہ وہ ایک مصری امیر کے قریبی تھے۔

اور ۷ رشوال منگل کے روز' قلعہ منصورہ میں امرائے عرب میں سے دس امراء کو گرفتار کیا گیا جن میں عمر بن موسیٰ بن مہنا ملقب بہ مصمع' جو ایک وقت امیر العرب تھا اور معیقل بن فضل بن مہنا اور دیگر امیر شامل تھے اور انہوں نے بیان کیا کہ اس کا سبب یہ تھا کہ آل فضل کی ایک پارٹی نے امیر سیف الدین الاحمدی کو جسے وہ حلب سے لائے تھے' تعریض کی اور اس سے کچھ سامان بھی لے لیا' قریب تھا کہ ان کے درمیان جنگ ہو جاتی۔

اور جمعرات کی رات کو مغرب کے بعد' ترکوں اور عربوں کی انیس امیروں کو ڈاک کے گھوڑوں پر طوق ڈال کر دیارِ مصر کی طرف لایا گیا۔ جن میں بیدمر' منجک' استدمر' جبریل' صلاح الدین حاجب' حسام الدین حاجب اور بلجک وغیرہ شامل تھے اور ان کے ساتھ تقریباً دو سو ہتھیار بند سوار بھی تھے جو ان کی حفاظت کے ذمے دار تھے' اور وہ انہیں دیارِ مصر کی طرف لے گئے اور انہوں نے بیکاروں کی ایک جماعت کو حکم دیا جن میں لاقوش کے بیٹے بھی تھے اور اس نے رئیس امین الدین بن القلانسی کو مطالبہ کا وزن پورا کر دینے کے بعد مطالبہ سے اور قلعہ میں علامت لگانے سے آزاد کر دیا اور وہ اپنے گھر کی طرف چلا گیا اور لوگوں نے اُسے مبارکباد دی۔

سلطان کی دمشق سے مصر کو روانگی:

۱۰ رشوال جمع کی صبح کو یلبغا الخاصکی کی متلاشی فوج بڑی شان و شوکت کے ساتھ روانہ ہوئی۔ لوگوں نے اس کی مثل فوج نہ دیکھی تھی جو عمدہ گھوڑوں' کوتل گھوڑوں' غلاموں پر مشتمل تھی اور بڑی عظمت کی حامل تھی' اور عام متلاشی اس سے ایک روز قبل چلے گئے تھے' اور سلطان' ظہر کی اذان سے قبل' جامع اموی کی طرف آیا اور اس نے اور اس کے ساتھ جو مصری امراء تھے انہوں نے اور نائب شام نے مزار عثمان میں نماز پڑھی' اور وہ فوراً باب النصر سے الکسوۃ کی طرف جانے کے لیے نکلا اور لوگ حسب دستور راستوں اور چھتوں پر کھڑے تھے اور آراستگی کا اکثر حصہ' ستاروں' خواصین اور باب البرید میں آج تک باقی ہے اور وہ مسلسل دس روز تک رہی۔

اور ۱۱ رشوال ہفتے کے روز اس نے شیخ علاء الدین الغاری کو دوبارہ محتسب بننے پر خلعت دیا اور عماد الدین ابن السیر جی کو

معزول کر دیا اور حسب دستور ۱۲؍ شوال بروز جمعرات کے روز محمل نکلا اور مصطفیٰ البیری امیر تھا اور جمعرات اور جمعہ کے روز چار امراء نے دمشق میں وفات پائی اور وہ طشتمر' قرطیغا' القبلی' نوروز جو ہزاری امیر تھا اور تمر المہمندار تھے اور یہ ہزاری سردار اور حاجب الحجاب تھا اور ایک وقت اس نے غزہ کی نیابت لی پھر مصریوں نے اس کا مقابلہ کیا اور اسے امارات سے معزول کر دیا اور وہ مریض تھا اور مسلسل مریض رہا' حتیٰ کہ جمعہ کو فوت ہو گیا اور ہفتے کے روز اپنی اس قبر میں دفن ہوا جسے اس نے الصوفیہ میں تعمیر کیا تھا' لیکن اس میں دفن نہ ہوا' بلکہ اس کے دروازے پر دفن ہوا گویا وہ الوداع کرنے والا ہے یا اُسے مسلمانوں کی قبروں کے اُوپر بنانے پر نادم ہے۔ رحمہ اللہ۔

اور امیر ناصر الدین بن الاقوش نے ۲۰؍ شوال سوموار کے روز وفات پائی اور القبیبات میں دفن ہوا' اور اس نے بعلبک اور حمص میں نیابت کی پھر وہ اس کا بھائی لاپتہ ہو گیا' انہیں شہر سے مختلف شہروں کی طرف جلاوطن کیا گیا' پھر امیر یلبغا ان سے راضی ہو گیا اور دوبارہ ان پر طبلخانات کی روٹیوں کا احسان کیا' اور ابھی ناصر الدین تھوڑا عرصہ ہی ٹھہرا تھا کہ فوت ہو گیا اور اس نے بہت اچھے نشانات چھوڑے ہیں' جن میں عقبۃ الرمانہ کے پاس ایک خوبصورت' فائدہ بخش سرائے ہے اور بعلبک میں اس کی ایک جامع مسجد' حمام اور سرائے وغیرہ بھی ہیں' اور اس کی عمر ۶۵ سال تھی۔

اور ۲۶؍ شوال اتوار کے روز قاضی نور الدین محمد بن قاضی القضاۃ بہاء الدین ابن ابی البقاء الشافعی نے مدرسہ اتابکیہ میں درس دیا' سلطانی حکم کے مطابق اس کا والد اس کے لیے اس سے دستکش ہو گیا اور قضاۃ واعیان کے پاس حاضر ہوئے اور اس حکم الٰہی (**الحج اشهر معلومات**) سے درس کا آغاز کیا اور آج کے دن قاضی نجم الدین احمد بن عثمان النابلسی الشافعی نے جو ابن الجابی کے نام سے مشہور ہے' مدرسہ عصرونیہ میں درس دیا اور وہ اس سے قاضی امین الدین بن القلانسی کے مطالبہ سے دستبردار ہوا۔

اور ۲۹؍ شوال سوموار کی صبح کو قاضی ولی الدین عبید اللہ بہاء الدین ابی البقاء نے دو مدرسوں' الرواحیۃ اور القمریۃ میں درس دیا' سلطانی حکم کے مطابق اس کا والد اس کے لیے دستبردار ہوا' اور دونوں مدرسوں میں قضاۃ واعیان اس کے پاس حاضر ہوئے۔

اور شوال کے آخر میں جمعرات کی صبح کو' شیخ اسد بن شیخ الکردی کو اونٹ پر سوار کرا کر رسوا کیا گیا' اور اسے شہر کے قبائل میں پھرایا گیا' اور اس کے متعلق اعلان کیا گیا' یہ اس شخص کی جزاء ہے جو سلطان کو دھوکہ دیتا اور اس کے نائبین کو خراب کرتا ہے' پھر اُسے اونٹ سے اتار کر گدھے پر سوار کرایا' اور اسے شہر میں پھرایا گیا اور اس کے متعلق یہی اعلان کیا گیا' پھر اُسے قید خانے میں ڈال دیا گیا اور اس سے بہت سا مال طلب کیا گیا۔ اور شخص مذکور بیدمر کے مددگاروں میں سے تھا' جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے اور یہی اس کے زمانے میں قلعہ کی سپردگی لینے والا تھا۔

اور ۱۱؍ ذوالقعدہ سوموار کی صبح کو اس نے قاضی القضاۃ بدر الدین بن ابی الفتح کو اس فوج کی قضاء کا خلعت دیا' جو علاء الدین بن شمر نوخ سے متوخر تھی اور لوگوں نے اُسے اس کی مبارکباد دی' اور وہ نیابت حکم و تدریس کے علاوہ الزناری میں خچر پر سوار ہوا اور ۱۸؍ ذوالقعدہ سوموار کے روز الصالحیہ میں الرکنیہ کی تدریس دوبارہ قاضی القضاۃ شرف الدین الکفری الحنفی کو دے دی گئی' اس نے اُسے سلطانی حکم کے مطابق' قاضی عماد الدین بن العز کے ہاتھ سے واپس لیا اور اس نے الکفری کو خلعت دیا اور لوگ مدرسہ مذکورہ

میں اُسے [illegible] گئے۔

اور ماہِ ذوالحجہ میں عجلون کی جانب کسانوں کے درمیان فتنوں کے وقوع کی خبر مشہور ہوئی اور انہوں نے باہم جنگ کی اور یمنی اور قیسی فریقین میں سے ایک جماعت قتل ہوگئی اور حبتا کا چشمہ جو عجلون کے شرق میں ہے تباہ برباد کر دیا گیا اور اس کے درختوں کو کاٹ کر کلیتہً برباد کر دیا گیا' اور ۲۲ رذوالحجہ ہفتے کی صبح کو طلوعِ آفتاب کے بعد تک دمشق کے دروازے نہ کھولے گئے' اور لوگوں نے اسے برامحسوس کیا' اور اس کے باعث امیر کسبغا کی محافظت تھا' وہ بلادِ شرق کی طرف بھاگنا چاہتا تھا' پس اس کی نگرانی کی گئی' حتیٰ کہ انہوں نے اُسے پکڑ لیا۔

اور ۲۶ رذوالحجہ بدھ کی رات کو' امیر سیف الدین طاز' قدس سے آیا اور قصر ابلق میں اترا اور جب وہ اسکندریہ میں قید تھا' وہ اس وقت سرمے سے اندھا ہو گیا تھا' اور اُسے رہا کر دیا گیا' جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں' اور مدت تک بیت المقدس میں فروکش رہا' پھر حکمنامہ آیا کہ وہ رئیس ہوگا' اور سلطان کے علاقے میں جہاں چاہے فروکش ہوگا' مگر دیارِ مصر میں داخل نہ ہوگا' پس وہ آ کر قصر ابلق میں اترا اور لوگ اپنے طبقات کے مطابق' نائب السلطنت اور اس سے کم درجہ کے لوگ' اسے سلام کرنے آئے اور وہ کسی چیز کو نہ دیکھتا تھا اور وہ اس عزم پر قائم تھا کہ وہ اس کے لیے دمشق میں رہائش کے لیے گھر خریدے گا یا کرایہ پر لے گا۔

۷۶۳ھ

اِس سال کا آغاز ہوا تو دیارِ مصر و شام اور حرمین شریفین اور اس کے اردگرد کی اسلامی حکومتوں کا سلطان' سلطان ملک منصور صلاح الدین محمد بن ملک مظفر امیر حاج بن ملک منصور قلادون تھا۔ اور وہ بیس سال سے کم عمر کا تھا اور اس کے آگے امیر یلبغا' حکومتوں کا منتظم تھا اور دیارِ مصر کا نائب طشتمر تھا اور اس کے قضاۃ وہی تھے جن کا ذکر اس سے پہلے سال میں ہو چکا ہے اور سیف الدین قزوینہ' وزیر تھا' اور وہ قریب المرگ مریض تھا۔

اور دمشق میں نائب شام امیر علاء الدین المارادنی تھا اور اس کے قضاۃ وہی تھے جن کا ذکر اس سے پہلے سال میں ہو چکا ہے اور خطیب اور وکیل بیت المال بھی وہی تھے اور علاء الدین انصاری' محتسب تھا' جو گذشتہ اس کی طرف واپس آیا تھا' اور قماری' حاجب الحجاب تھا' جو السلیمانی اور ایک اور مصری کا نزدیکی تھا اور قاضی ناصر الدین محمد بن یعقوب حلبی' سیکرٹری تھا' اور تقی الدین بن مراجل' جامع کا ناظر تھا' اور قاضی القضاۃ تاج الدین شافعی نے مجھے بتایا کہ اس سال کے شروع میں صفد محروسہ کے قاضی حنفی نے شافعی کے ساتھ اسے از سرِ نو تعمیر کیا ہے اور وہ دونوں شافعی اور حنفی حماۃ' طرابلس اور صفد کے قاضی بن گئے۔

اور ۲ رمحرم کو نائب السلطنت' پندرہ روز غائب رہنے کے بعد آیا' اور اس نے رعب سے بلادِ فریر کو پامال کیا اور اُن کے سرکردہ لوگوں کی ایک جماعت کو پکڑ کر قید خانے میں ڈال دیا' اور مشہور ہو گیا کہ اس نے بلادِ عجلون میں ہمدر قبائل کا بھی قصد کیا اور جب میں نے اُسے سلام کیا اور اس بارے میں اس سے دریافت کیا تو اس نے مجھے بتایا کہ وہ فریر کی جانب تعدی نہیں کی اور قبائل نے اس سے صلح اور اتفاق کیا اور فوج وہاں ان کے پاس تھی' اس نے بیان کیا کہ اس نے اعراب پر حرم ترک سے حملہ کیا اور ترکوں نے انہیں شکست دی اور ان میں سے بہت سے لوگوں کو قتل کر دیا' پھر عربوں کی گھاٹی فوج نمایاں ہوئی اور ترکوں نے وادی صرح کی پناہ لی اور

انہوں نے وہاں پر ان کا محاصرہ کر لیا' پھر اعراب پیٹھ پھیر کر بھاگ گئے اور ترکوں میں سے ایک بھی قتل نہ ہوا' صرف ان کا ایک امیر زخمی ہوا' اور اعراب کے پچاس سے زیادہ آدمی قتل ہو گئے۔

اور ۲۲ رمحرم اتوار کے روز حاجی آئے اور محمل سلطانی سوموار کی رات کو عشاء کے بعد آیا اور حسب عادت اس کے دخول کی پرواہ نہ کی گئی اور ایسا اس وجہ سے ہوا کہ قافلے کو واپسی پر بریز سے یہاں تک شدید سردی کی شدت برداشت کرنی پڑی' بیان کیا جاتا ہے اس کے باعث ان میں سے ایک سو کے قریب آدمی مر گئے' انا للہ وانا الیہ راجعون' لیکن انہوں نے بہت ارزانی اور امن کی اطلاع دی اور عجلان حاکم مکہ کے بھائی نفسہ کی وفات کی بھی خبر دی۔ اور ان علاقوں کے لوگ اس کی موت سے خوش ہوئے' کیونکہ اس نے اپنے بھائی عجلان عادل کے خلاف بغاوت کی تھی۔

ایک نہایت عجیب خواب:

اور میں (یعنی مصنف) نے ۲۲ رمحرم ۷۶۳ھ سوموار کی رات کو شیخ محی الدین النواوی رحمہ اللہ کو خواب میں دیکھا اور میں نے آپ سے دریافت کیا یا سیدی آپ نے اپنی شرح المہذب میں ابن حزم کی کسی تصنیف کو کیوں شامل نہیں کیا؟ آپ کے جواب کا مفہوم یہ تھا کہ وہ اسے پسند نہیں کرتے' میں نے آپ سے کہا آپ اس بارے میں معذور ہیں' بلاشبہ انہوں نے اپنے اصول وفروع میں نقیضین کی دونوں اطراف میں توافق کر دیا ہے اور وہ فروع میں خشک اور جامد ظاہری ہے اور اصول میں بہنے والی آفت' بڑا قرمطی اور خونخوار شیر ہے اور میں نے اپنی آواز بلند کی حتیٰ کہ میں نے سوئے ہونے کی حالت میں اسے سنا' پھر میں نے ایک سرسبز زمین کی طرف آپ کو اشارہ کیا جو کھجوروں کی مانند تھی بلکہ شکل کے لحاظ سے اس سے بہت ردی تھی جو غلہ حاصل کرنے اور چرانے کے لحاظ سے فائدہ مند نہیں تھی' میں نے آپ سے کہا' یہ وہ زمین ہے جسے ابن حزم نے بویا ہے آپ نے فرمایا دیکھو کیا تم اس میں پھلدار درخت یا کوئی ایسی چیز دیکھتے ہو جس سے فائدہ حاصل ہوتا ہو' میں نے کہا یہ چاند کی چاندنی میں بیٹھنے کے قابل ہے' یہ میرے خواب کا ماحصل ہے' اور میرے دل میں پڑا کہ جب میں نے ابن حزم کی منسوب زمین کی طرف شیخ محی الدین کو اشارہ کیا تو وہ ہمارے پاس موجود تھے اور خاموش تھے اور گفتگو نہ کرتے تھے۔

اور ۲۳ رصفر جمعرات کے روز اس نے قاضی عماد الدین بن الشیر جی کو دوبارہ محتسب بننے کا خلعت دیا' کیونکہ علاء الدین انصاری قریب المرگ مرض میں مبتلا ہونے کی وجہ سے اس کی ذمہ داری کی ادائیگی سے کمزور ہو گئے تھے' اور حسب دستور لوگوں نے اُسے مبارکباد دی' اور ۲۶ رصفر ہفتے کے روز شیخ علاء الدین انصاری مذکور مدرسہ امینیہ میں وفات پا گئے اور ظہر کے وقت جامع اموی میں آپ کا جنازہ پڑھا گیا اور باب الصغیر کے قبرستان میں محراب جامع جراح کے پیچھے وہاں ایک قبر میں دفن ہوئے' آپ کی عمر ۴۰ سال سے متجاوز تھی' آپ نے امینیہ میں اور الحسبہ میں دو دفعہ درس دیا اور چھوٹے بچے اور بہت اموال چھوڑے' اللہ آپ سے درگزر فرمائے' اور آپ پر رحم فرمائے' اور آپ کے بعد قاضی القضاۃ تاج الدین السبکی نے حکمنامے کے مطابق مدرسہ کا انتظام سنبھالا۔

اور صفر کے آخری عشرے میں ہمیں مالکیہ کے قاضی القضاۃ الاخنائی کے مصر میں وفات پانے اور آپ کے بھائی برہان الدین ابن قاضی القضاۃ علم الدین الاخنائی الشافعی کے اپنے بھائی کی جگہ قاضی بننے کی خبر پہنچی' علم الدین کا باپ بھی قاضی تھا' اور آپ

مصر میں قابل تعریف سیرت محتسب تھے اور آپ کو خزانہ کا ناظر بھی بنا دیا گیا جیسا کہ آپ کا بھائی بھی ناظر خزانہ تھا اور ۴ رربیع الاول اتوار کی صبح کو قاضی القضاۃ تاج الدین ابونصر عبدالوہاب ابن قاضی القضاۃ تقی الدین بن حسن بن عبدالکافی السبکی الشافعی شیخ علاء الدین محتسب کی جائے امینیہ میں پڑھانے آئے۔ شیخ علاء الدین جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے وفات پا چکے تھے اور بہت سے علماء امراء فقہاء اور عوام آپ کے پاس حاضر ہوتے اور آپ کا درس بھرپور تھا آپ نے قول الٰہی ﴿ام یحسدون الناس علی ما اتاهم اللّٰه من فضله﴾ اور اس کے بعد کی آیت سے درس کا آغاز کیا اور اچھی باتوں کا استنباط کیا اور بڑی شیریں اور رواں عبارت میں علوم کی کئی اقسام کا ذکر کیا اور کسی پس وپیش تکلف اور کھٹکے کے بغیر درس دیا اور خوب دیا اور عوام وخواص حاضرین وغیرہ نے آپ کی تعریف کی حتیٰ کہ ایک بڑے آدمی نے کہا کہ اس نے اس کی مانند درس نہیں سنا۔

اور ۲۵ رصفر سوموار کے روز الصدر برہان الدین بن لولوالحوض نے القصاعین میں اپنے گھر میں وفات پائی اور وہ صرف ایک روز بیمار رہے اور دوسرے دن نماز ظہر کے بعد جامع دمشق میں آپ کا جنازہ پڑھا گیا اور انہوں نے آپ کو باب النصر سے نکالا پھر آپ کو لے کر گئے اور باب الصغیر میں ان کی قبور میں آپ کو دفن کر دیا۔ اور آپ کو اپنے باپ کے پاس دفن کیا گیا۔ اور آپ لوگوں کے ساتھ مروّت کرتے تھے اور حکومت کے ہاں بھی آپ کو وجاہت حاصل تھی اور سلطنت کے نائبین وغیرہ کے ہاں بھی آپ کو مقبولیت حاصل تھی اور آپ علماء اور اہل خیر کو پسند کرتے تھے اور خیر کے مواعید کے سماع پر مواظبت کرتے تھے اور آپ صاحب مال وثروت اور نیکی والے تھے آپ نے ۸۰ رسال کے قریب عمر پائی رحمہ اللہ۔

اور دیار مصر سے ایلچی نے آ کر شیخ شمس الدین محمد بن النقاش المصری کے وہاں پر وفات پا جانے کی خبر دی۔ آپ بڑے واعظ ماہر فصیح اونحوی شاعر تھے اور متعدد علوم میں آپ کو کمال حاصل تھا اور کلام کو آراستہ کرنے پر قدرت حاصل تھی اور حکومت اور اموال کے حاصل کرنے میں دخل حاصل تھا اور آپ کی عمر چالیس سال تھی رحمہ اللہ۔

اور ایلچی نے قاضی القضاۃ شرف الدین مالکی بغدادی جو شام میں مالکیہ کے قاضی تھے کے حاکم بننے کی خبر دی پھر آپ معزول ہو کر مصر کے خزانہ کے ناظر بن گئے اور آپ کی تنخواہ بہت تھی جو آپ کو کفایت کرتی تھی اور بچ بھی رہتی تھی اور آپ کے محبّ اس خوش تھے۔

اور ۱۷ رربیع الآخر اتوار کے روز رئیس امین الدین محمد بن الصدر جمال الدین احمد بن رئیس شرف الدین محمد بن القلانسی جو شہر کے باقیماندہ رؤساء اور بڑے آدمیوں میں سے ایک تھے وفات پا گئے اور آپ نے اپنے باپ اور چچا علاء لدین کی طرح بڑے بڑے کام سنبھالے لیکن آپ اپنے اسلاف پر فوقیت لے گئے آپ نے مدت تک بیت المال کی وکالت سنبھالی اور افواج کے قاضی بھی بنے۔ پھر مشیخۃ الشیوخ اور الناصریہ اور الشامیۃ الجوانیہ کی تدریس کے ساتھ ساتھ سیکرٹری شپ بھی سنبھالی۔ اور آپ نے اس سے قبل ۷۳۷ھ میں العصرونیہ میں پڑھایا پھر جب سلطان گزشتہ سال آیا تو اس نے آپ کو اپنے بڑے عہدوں سے معزول کر دیا اور آپ سے قریباً دولاکھ کی رقم کا مطالبہ کیا گیا پس آپ نے اپنی بہت سی املاک فروخت کر دیں اور آپ کے پاس جو کام تھے ان میں سے کوئی بھی آپ کے ہاتھ میں نہ رہا۔ اور آپ آج کے دن کی مدت تک گمنام رہے اور اچانک وفات پا گئے اور آپ کچھ عرصہ مشوش

رہے جسے کسی نے محسوس نہ کیا اور عصر کے وقت جامع دمشق میں آپ کا جنازہ پڑھا گیا اور وہ باب الناطفانیین سے آپ کو نکال کر ان کے قبرستان میں لے گئے جو قاسیون کے دامن میں ہے' رحمہ اللہ۔

اور ۱۸ ربیع الآخر سوموار کی صبح کو اس نے قاضی جمال الدین بن قاضی القضاۃ شرف الدین الکفری الحنفی کو خلعت دیا اور آپ کو اپنے باپ کے ساتھ قضاۃ میں حصہ دار بنایا اور سلطان کی طرف سے آنے والے ایلچی کے پاس جو حکمنامہ تھا اس میں آپ کو قاضی القضاۃ کا لقب دیا گیا۔ پس آپ نے دارالسعادۃ میں خلعت پہنا' اور قاضی القضاۃ تاج الدین السبکی کے ساتھ النوریہ میں آئے اور مسجد میں بیٹھے اور الربعہ رکھا گیا اور پڑھا گیا اور قرآن پڑھا گیا اور وہ درس نہیں تھا اور اس وجہ سے کہ آپ کو اپنے باپ کے ساتھ حکومت حاصل ہوئی ہے آپ کو مبارکباد دینے آئے۔

اور منگل کی صبح کو شیخ صالح' عابد' درویش' فتح الدین بن شیخ زین الدین الفارقی امام دارالحدیث اشرفیہ اور وہاں کے آثار کا خازن اور جامع کا مؤذن تھا' نے وفات پائی اور آپ نے بھلائی پاکدامنی اور نماز وتلاوت کرتے اور لوگوں سے الگ تھلگ رہ کر نوے سال گزارے' اور اسی دن کی صبح کو آپ کا جنازہ پڑھ گیا اور آپ کو باب النصر سے نکال کر الصالحیہ کی طرف لے گئے۔

اور ۱۰ ر جمادی الاولیٰ سوموار کی صبح کو ایلچی قرابغا آیا اور اس نے شام کے چھوٹے نائب کو گھمایا۔ اور اس کے پاس شیخ جمال الدین یوسف بن قاضی القضاۃ شرف الدین الکفری کے لیے قضاۃ الحنفیہ کی قضاء کا حکمنامہ بھی تھا' کیونکہ آپ کا باپ آپ کے لیے اس سے دستکش ہو گیا تھا' اور آپ نے دارالسعادۃ میں خلعت پہنا اور مالکی کے نیچے بٹھائے گئے پھر وہ جامع کے حجرے آئے اور وہاں آپ کا حکمنامہ پڑھا گیا جسے نائب محتسب شمس الدین بن السبکی نے پڑھا اور آپ نے ان کے اصحاب میں سے دو اشخاص شمس الدین بن منصور اور بن الخراش کو نائب مقرر کیا' پھر وہ آپ کے ساتھ النوریہ میں آیا اور آپ نے وہاں درس دیا۔ اور آپ کا والد ان باتوں میں سے کسی میں موجود نہ تھا۔ واللہ اعلم۔

خلیفہ معتضد باللہ کی وفات:

خلیفہ معتضد باللہ جمادی الاولیٰ کے درمیانی عشرے میں قاہرہ میں وفات پائی اور جمعرات کے روز آپ کا جنازہ پڑھ گیا' مجھے یہ بات قاضی القضاۃ تاج الدین الشافعی نے اپنے بھائی شیخ بہاء الدین کے خط کے حوالے سے بتائی رحمہما اللہ۔

متوکل علی اللہ کی خلافت:

پھر اس کے بعد اس کے بیٹے متوکل علی اللہ علی عبداللہ ابوعبداللہ محمد بن المعتضد ابوالفتح بن المستکفی باللہ ابوالربیع سلیمان بن الحاکم بامر اللہ ابوالعباس احمد کی بیعت کی گئی' اللہ اس کے پاس اسلاف پر رحم فرمائے۔

اور جمادی الاولیٰ میں دیار مصر سے ایلچی آیا اور اس کے پاس حاکم مصر کی جانب سے حاکم موصل وسنجار کے لیے خلافتی اور سلطانی جھنڈے' حکمنامے اور خلعت تھے تاکہ وہ ان دونوں شہروں میں اس کا خطبہ دے اور قاضی القضاۃ تاج الدین السبکی الشافعی حاکم دمشق نے اس کی طرف سے دونوں شہروں کے دو قاضیوں کے لیے دو حکمنامے سنبھالے' جیسا کہ مجھے اس نے یہ بات بتائی ہے اور سلطان نے دونوں شہروں کی طرف جو کچھ بھیجا اس کے ساتھ ان دونوں کو بھی بھیج دیا۔ اور یہ ایک عجیب بات ہے اور میرے علم کے

مطابق پہلے کبھی ایسا نہیں ہوا۔

اور جمادی الآخرۃ میں نائب السلطنت' مرج الفسولہ کی طرف گیا اور اس کے ساتھ اس کے حاجب اور نقیب اور سیکرٹری اور اس کے رشتہ دار بھی تھے اور ان کا ارادہ تھا کہ وہ مدت تک قیام کریں پس دیار مصر سے ڈاک کے گھوڑے پر ایلچی آیا تو جلدی سے واپس آئے' اور ۲۱ر جمادی الآخرۃ اتوار کی صبح کو اس میں داخل ہو گئے اور نائب السلطنت نے صبح کی اور حسب دستور دستہ حاضر ہوا' اور اس نے امیر سیف الدین یلبغا الصالحی کو خلعت دیا' اور دیار مصر سے سیف الدین کلق کی بجائے دفادار کو خلعت دینے کا واضح حکم آیا اور اس نے صدر مقام کے حکم کے مطابق آج الصدر شمس الدین بن مرتی کو خلعت دیا اور دیگر کام بھی دیئے' جنہیں وہ دیار مصر سے لایا تھا' پس آج قاضی القضاۃ شمس الدین الکفری الحنفی کو قاضی القضاۃ مالکیہ کے اُوپر بٹھانے کی خبر مشہور ہوگئی' لیکن وہ آج کے دن حاضر نہ ہوا' اور یہ مالکی کو اس کے اُوپر بٹھانے کے بعد کا واقعہ ہے۔

اور ۲ر رجب کو قاضی امام' عالم شمس الدین بن مفلح المقدسی الحنبلی' نائب مشیخۃ قاضی القضاۃ جمال الدین یوسف بن محمد المقدسی الحنبلی اور اس کی بیٹی کے خاوند نے وفات پائی' اور آپ کے اس کے ہاں سے سات بچے بچیاں پیدا ہوئے' اور آپ علوم کثیرہ کے فاضل اور ماہر تھے خصوصاً علم الفروع کے' اور آپ امام احمد کے مذہب کے نقل کرنے میں آخری اتھارٹی تھے' آپ نے بہت سی کتابوں کو تالیف کیا' جن میں کتاب المقنع تیس جلدوں میں ہے' جیسا کہ مجھے اس کے متعلق قاضی القضاۃ جمال الدین نے بتایا ہے' اور آپ نے شیخ مجد الدین بن تیمیہ کے احکام کے محفوظ پر دو جلدوں کا حاشیہ لکھا ہے اور اس کے علاوہ بھی آپ کے فوائد اور تعلیقات ہیں' آپ نے تقریباً پچاس سال کی عمر میں وفات پائی' اور جمعرات کے دن ظہر کے بعد جامع مظفری میں آپ کا جنازہ پڑھا گیا' اور شیخ موفق کے قبرستان میں دفن ہوئے اور آپ کا جنازہ بہت بھرپور تھا' جس میں سب قضاۃ اور بہت سے اعیان شامل ہوئے۔ رحمہ اللہ۔

اور ۴ر رجب ہفتے کی صبح کو نائب السلطنت نے عاتکہ کی قبر پر رہنے والے لوگوں کی ایک جماعت کو ان کے نواح میں ایک نو تعمیر شدہ جامع میں خطبہ کے سبب' نائب اور اس کے غلاموں کی بے ادبی کرنے پر مارا اور ایک فقیر نے اس جامع پر قبضہ کر کے اسے ڈانس کرنے والوں کے لیے زاویہ بنانا چاہا اور قاضی حنبلی نے اُسے جامع بنانے کا فیصلہ کیا اور اس میں منبر نصب کیا گیا اور شیخ الفقراء اپنے ہاتھوں میں حکمنامہ لے کر آیا کہ وہ اسے کے سپرد کر دے اور اس نواح نے جامع کے بعد اس کے زاویہ بن جانے پر بُرا منایا اور انہوں نے اسے بڑی بات خیال کیا اور کچھ نے بدکلامی کی تو نائب السلطنت نے ان میں سے ایک جماعت کو بلایا اور انہیں اپنے سامنے کوڑوں سے مارا' اور شہر میں ان کے متعلق اعلان کیا گیا' اور کچھ عوام نے اس کا انکار کرنا چاہا۔ اور اس نے مغرب کے بعد قبۃ النسر کے نیچے اس کرسی پر جس پر مصحف پڑھا جاتا ہے' حدیث کے پڑھنے کا وقت مقرر کیا' جسے قاضی عماد الدین بن الشیر ازی کے ایک بیٹے نے مرتب کیا اور شیخ عماد الدین بن السراج نے اس میں حدیث بیان کی اور بہت سے لوگ کے پاس حاضر ہوئے اور آپ نے میری تحریر کردہ سیرت نبویہ کے بارے میں پڑھا اور یہ اس ماہ کے پہلے عشرے کا واقعہ ہے۔

ایک عجوبہ:

بلاد تبریز و خراسان سے ایک نوجوان آیا جس کا خیال تھا کہ وہ بخاری' مسلم' جامع المسانید کشاف زمخشری اور دیگر فنون کی

دستاویزات کو زبانی یاد رکھتا ہے' اور جب رجب کے آخر میں بدھ کا دن آیا تو اس نے جامع اموی کی شمالی دیوار کے پاس باب الکلاسہ کے نزدیک صحیح بخاری کے شروع سے کتاب العلم تک اپنے حفظ سے پڑھا اور میرے ہاتھ میں ایک نسخہ تھا جس سے میں اس کا موازنہ کر رہا تھا اور اس نے اچھی طرح ادائیگی کی بایں عجمی ہونے کی وجہ سے وہ بعض کلمات میں غلطی کرتا تھا اور بعض اوقات اعرابی غلطی بھی کرتا تھا' اور عوام وخواص میں سے بہت سی مخلوق اور محدثین کی ایک جماعت بھی اکٹھی ہوئی اور بہت سے لوگوں نے اسے عجیب بات خیال کیا اور ان لوگوں میں سے بعض آدمیوں نے کہا کہ اگر وہ بقیہ کتاب کو بھی اسی طریق سے بیان کر دے تو بہت بڑی بات ہے۔

پس ہم دوسرے دن یکم شعبان کو مذکورہ جگہ پر اکٹھے ہوئے اور قاضی القضاۃ الشافعی اور فضلاء کی ایک جماعت حاضر ہوئی اور عوام بھی دیکھتے ہوئے اکٹھے ہو گئے تو اس نے حسب عادت پڑھا' لیکن پہلے دن کی طرح لمبی پڑھائی نہ کی اور کچھ احادیث اس سے ساقط ہو گئیں اور پڑھنے میں غلطی کی اور بعض الفظ کے اعراب غلط پڑھے' پھر حنفی اور مالکی دو قاضی آئے اور اس نے ان دونوں کی موجودگی میں کچھ پڑھا اور عوام اُسے گھیرے ہوئے تھے اور اس کے معاملے سے حیران ہو رہے تھے اور ان میں سے کچھ اس کے دونوں ہاتھوں کو بوسہ دینے کے لیے قریب ہو رہے تھے اور وہ میری اجازت سماع کے لکھ دینے سے خوش ہوا' اور اس نے کہا میں اپنے ملک سے آپ کے پاس آنے کے ارادے سے نکلا تھا نیز یہ کہ آپ مجھے اجازت دے دیں اور ہمارے ملک سے آپ کی شہرت ہے پھر وہ جمعہ کی شب کو مصر واپس روانہ ہو گیا اور قضاۃ داعیان نے ایک ہزار کے قریب درہم اُسے تحفہ دیئے۔

نیا دمشق سے علی کی معزولی:

۱۱ر شعبان اتوار کے روز' دیار مصر سے ایلچی آیا اور اس کے ہاتھ میں امیر علی کے نیابت دمشق سے معزول ہونے کا حکم تھا' اس نے امراء کو دار السعادۃ میں بلایا اور ان کی موجودگی میں حکمنامہ پڑھا گیا اور ایلچی کے پاس ایک خلعت بھی آیا جو اُسے دیا گیا' اور یہ اس نے اُسے دومہ بستی اور بلاد طرابلس کی دیگر بستیوں کو تنخواہ پر دینے کا حکم دیا اور یہ کہ وہ دمشق' قدس اور حجاز میں سے جس علاقے میں چاہے رہے۔ پس وہ اسی روز' دار السعادۃ سے اپنے بقیہ اصحاب ومما لیک کے ساتھ منتقل ہو گیا اور الصقاعین میں دار الخلیلی میں اترا۔ جسے اس نے ازسرنو تعمیر کیا تھا اور دویدارہ یلبغا نے اس میں اضافہ کیا اور وہ بہت بڑا گھر تھا اور لوگ اس کے پاس افسوس کرنے گئے۔

قاضی القضاۃ تاج الدین عبدالوہاب ابن السبکی الشافعی کی دیار مصر میں طلبی:

۱۱ر شعبان ۷۶۳ھ اتوار کے دن عصر کے بعد اس کی طلبی کا پروانہ لے کر ایلچی آیا' اور حاجب الحجاب قماری جو نائب الغیبۃ تھا' نے اس کی طرف حکم بھیجا کہ وہ اسی روز اس کے ساتھ روانہ ہو جائے' اس نے کل تک ان سے مہلت مانگی تو اس نے مہلت دے دی اور اس کے بھائی شیخ بہاء الدین بن السبکی کے متعلق خبر آئی کہ اسے اس کے بھائی تاج الدین کی بجائے شام کا قاضی مقرر کیا گیا ہے اور اس نے دونوں بھانجے قاضی القضاۃ تاج الدین کو تیاری اور روانگی کے متعلق حکم بھیجا اور لوگ اُسے الوداع کرنے آئے اور وہ اس کے متعلق خوفزدہ تھے اور وہ ۱۲ر شعبان کو عصر کے بعد اپنے باغ سے ڈاک کے گھوڑے پر سوار ہو کر دیار مصر کی طرف روانہ

تھا اور قضاۃ القضاۃ اور اعیان اس کے آگے آگے تھے حتیٰ کہ قاضی القضاۃ بہاء الدین ابوالبقاء السبکی بھی آپ کے آگے آگے تھا' یہاں تک کہ اس نے الجسورہ کے قریب سے انہیں واپس کیا اور ان میں سے کچھ اس سے آگے گزر گئے تھے اور اللہ ہی دنیا اور آخرت میں حسن خاتمہ کا ذمہ دار ہے۔

ایک اور عجوبہ:

۲۳ رشعبان منگل کے روز' مجھے شیخ علامہ کمال الدین بن الشریشی شیخ الشافعیہ کے باغ میں بلایا گیا۔ اور اعیان کی ایک جماعت حاضر ہوئی جس میں شیخ علامہ شمس الدین بن موصلی' شافعی' شیخ امام علامہ صلاح الدین الصعدی وکیل بیت المال' شیخ امام علامہ شمس الدین موصلی شافعی' شیخ امام مجدالدین محمد بن یعقوب شیرازی جو شیخ ابواسحاق فیروز آبادی امام لغت کی اولاد سے ہیں اور شیخ امام علامہ نورالدین علی بن الصارم جو بلیغ محدثین کے ایک قاری ہیں' شامل تھے اور انہوں نے تمیمی برمکی کی کتاب المنتہی کی چالیس سے زائد جلدیں حاضر کیں' یہ کتاب لغت کے بارے میں ہے اس نے الناصریہ کو وقف کیا ہے اور شیخ کمال الدین بن الشریشی کا بیٹا علامہ بدرالدین محمد بھی حاضر ہوا اور ہم سب نے اس پر اتفاق کیا اور ہم سب نے ان مجلدات میں سے ایک ایک جلد اپنے اپنے ہاتھ میں پکڑ لی' پھر ہم اس سے ان اشعار کے متعلق پوچھنے لگے' جن سے استشہاد پیش کیا گیا ہے۔

پس وہ ان سب کو کھولتا اور ان پر مفید اور واضح گفتگو کرتا اور سب حاضرین اور سامعین نے قطعی حکم دیا کہ اُسے سب شواہد لغت یاد ہیں اور قلیل شاذ ہی ان میں سے خلاف قیاس ہیں۔ اور یہ ایک عجیب تر اور واقعہ اور بلیغ تر بیان ہے۔

نائب السلطنت سیف الدین تشتمر کی آمد:

یہ اوائل رمضان ہفتے کے دن کی چاشت کا واقعہ ہے' حاجب اور تمام فوج اس کے آگے تھی پس وہ سوق الخیل کی طرف بڑھا اور اس نے اُسے سوار کرایا گیا اور لوگ پھر آیا اور باب السر کے پاس اُترا اور چوکھٹ کو بوسہ دیا' پھر دارالسعادۃ کی طرف چل کر گیا اور لوگ اس کے آگے تھے اور سب سے پہلے اس نے اس شخص کے صلیب دینے کا فیصلہ کیا' جس نے گذشتہ کل الصالحیہ کے والی کو قتل کیا تھا' جبکہ وہ جمعہ کی نماز کو جا رہا تھا' پھر وہ بھاگ گیا تو لوگوں نے اس کا پیچھا کیا تو اس ان میں سے ایک اور شخص کو قتل کر دیا اور دوسروں کو زخمی کر دیا۔ پھر انہوں نے اس پر غلبہ پا کر اُسے گرفتار کر لیا اور جب اُسے صلیب دیا گیا تو انہوں نے اُسے اونٹ پر لاد کر الصالحیہ تک گھمایا اور کچھ دن بعد اس نے وہاں وفات پائی اور اس نے سخت سزائیں برداشت کیں۔ اور اس کے بعد پتہ چلا کہ اس نے بہت سے لوگوں کو قتل کیا تھا' اللہ اس کا بُرا کرے۔

قاضی القضاۃ تاج الدین بن عبدالوہاب کی بجائے آپ کے بھائی قاضی القضاۃ بہاء الدین احمد بن تقی الدین کی آمد:

آپ منگل کے روز عصر کے بعد آئے اور سب سے پہلے ملک الامراء کو سلام کیا پھر دارالحدیث کی طرف پیدل گئے' اور وہاں نماز پڑھی پھر مدرسہ رکنیہ کی طرف پیدل گئے اور وہاں اپنے بھائی قاضی القضاۃ بدرالدین بن ابی الفتح قاضی العساکر کے ہاں اُترے اور لوگ آپ کو سلام کرنے گئے اور جو شخص آپ کو قاضی القضاۃ کہے آپ اُسے پسند نہیں کرتے تھے' آپ متواضع اور

متقشف آدمی تھے۔ اور اپنے شہر وطن اور اہل واولاد سے مفارقت کے باعث آپ پر غم کے آثار نمایاں تھے اور اللہ ہی حسن انجام کی امید گاہ اور مدار ہے۔

اور ۱۸/ شوال جمعرات کے روز محمل سلطانی روانہ ہوا اور امیر الحاج ملک صلاح الدین بن ملک کامل بن سعید عادل کبیر تھا اور اس کا قاضی بعلبک کے امینیہ کا مدرس شیخ بہاء الدین بن سبع تھا اور اس ماہ میں مدرسہ تقویہ کو مجاہدین سے مخصوص کر دینے کا حکم آیا اور ملک الامراء کی موجودگی میں قضاۃ اربعہ نے اس بارے میں کان لگا کر ان کی بات سنی۔

اور ۳/ ذوالقعدہ اتوار کی رات کو قاضی ناصر الدین محمد بن یعقوب سیکرٹری اور شیخ الشیوخ اور اور دمشق کے الناصریۃ الجوانیہ اور الشامیۃ الجوانیہ کے مدرس اور حلب کے الاسدیہ کے مدرس نے وفات پائی اور آپ نے حلب میں سیکرٹری شپ اور فوجوں کی قضاء بھی سنبھالی اور شیخ کمال الدین زملکانی کی حکومت میں آپ نے حلب کی قضاء کا فتویٰ دی اور ۷۲۷ھ کی حدود میں آپ نے اس کی بات کان لگا کر سنی اور آپ کی پیدائش ۷۰۷ھ میں ہوئی۔

اور آپ اصول اور عربی میں التنبیہ اور مختصر ابن حاجب کو پڑھا اور آپ کو علم کی واقفیت اور مہارت حاصل تھی اور حسب طاقت جودت طبع اور احسان بھی حاصل تھا اور آپ کی برائی معلوم نہ ہوتی تھی اور آپ میں دیانت وعفت پائی جاتی تھی اور آپ نے ایک وقت مجھے مغلظ قسمیں کھا کر بتایا کہ آپ نے کبھی لواط کی برائی نہیں کی اور نہ اس کا خیال کیا ہے اور نہ زنا کیا ہے اور نہ نشہ آور چیز لی ہے۔ اور نہ حشیش استعمال کی ہے اللہ آپ پر رحم فرمائے اسی روز ظہر کے بعد آپ کا جنازہ پڑھا گیا اور جنازہ باب النصر سے نکالا گیا اور نائب السلطنت دار السعادۃ سے نکلا اور وہاں آپ کے جنازے میں شامل ہوا۔ اور آپ کو ان کے قبرستان الصوفیہ میں دفن کیا گیا اور لوگوں نے آپ پر غم کیا اور آپ کے لیے دعا کی اور آپ کے مدارس کی طلب میں فقہاء کی جماعت ایک دوسرے سے مزاحم ہوئی۔

۷۶۴ھ

اس سال کا آغاز ہوا تو دیار مصر وشام اور حجاز اور ان کے ماتحت صوبوں کا سلطان اسلام ملک منصور صلاح الدین محمد بن ملک منصور المظفر ی حاجی بن ملک ناصر محمد ابن ملک منصور قلادون الصالحی تھا اور حکومتوں کا منتظم اس کے آگے تھا اور فوجوں کا اتالیق سیف الدین یلبغا تھا اور ان کے شہر کے قضاۃ وہی تھے جن کا ذکر اس سے پہلے سال میں ہو چکا ہے۔ ہاں قاضی الشافعیہ ابن جماعۃ اور قاضی الحنابلہ موفق الدین حجاز میں نائب دمشق امیر سیف الدین قشتمر المنصوری تھا اور شیخ بہاء الدین ابن قاضی القضاۃ تقی الدین السبکی قاضی قضاۃ الشافعیہ تھے اور ان کے بھائی قاضی القضاۃ تاج الدین مصر میں مقیم تھے۔

اور شیخ جمال الدین ابن قاضی القضاۃ شرف الدین الکفری قاضی قضاۃ الحنفیہ تھے آپ کے والد نے منصب میں آپ کو ترجیح دی۔ اور خود الرکنیہ کی تدریس پر قائم ہو کر عبادت وتلاوت کرنے لگے اور عبادت کا پختہ عزم کرنے لگے اور جمال الدین المسلاتی قاضی قضاۃ المالکیہ تھے اور شیخ جمال الدین المرواری محمود بن جملہ قاضی قضاۃ الحنابلہ تھے اور شیخ عماد الدین بن الشیر جی شہر کے محتسب تھے۔ اور جمال الدین عبداللہ بن الاثیر سیکرٹری تھے۔ آپ دیار مصر سے ناصر الدین بن یعقوب کے عوض آئے تھے اور آپ

کی آمد گذشتہ سال کے آخری دن ہوئی تھی اور بدرالدین حسن بن النابلسی' کچہریوں کے ناظر اور تقی الدین بن مراجل خزانہ کے ناظر تھے اور سلطانی محمل ۲۲ محرم جمعہ کے روز بارش کے خوف سے عصر کے بعد آیا اور چند روز قبل سخت بارش پڑی تھی' جس سے حوران وغیرہ میں بہت سے غلہ جات وغیرہ تباہ ہو گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اور اس ماہ کی ۲۷ رتاریخ کو بدھ کے روز عشاء کے بعد قلعہ کے توڑنے سے قبل باب الفرج کی جانب سے ایک گھڑ سوار قلعہ جوانیہ کے دروازے کی جانب آیا اور کورہ دروازے میں زنجیر تھی۔ اور باب النصر کی دوسری جانب دونئی زنجیریں تھیں تاکہ سوار قلعہ منصورہ کے دروازے سے نہ گزرے پس مذکورہ سوار اس اکیلی زنجیر کے پاس گیا اور اُسے قطع کر دیا' پھر دوسری کے پاس سے گزرا اور اُسے قطع کر دیا اور باب النصر سے باہر نکل گیا اور اُسے نقاب پوش ہونے وجہ سے پہچانا نہ گیا اور ۱۱ رصفر اور اس سے ایک روز قبل دیار مصر سے ایلچی آیا وہ امیر سیف الدین زبالہ جو ہزاری امراء میں سے ایک تھا' کو دیار مصر کی طرف عزت کے ساتھ طلب کرتا ہوا آیا اور اُسے پہلے بیان کردہ سبب کی وجہ سے نیابت قلعہ سے الگ کر دیا گیا تھا اور ایلچی آیا اور اس کے پاس وہ حکمنامے بھی تھے جو بہت سے لوگوں کے ہاتھوں میں جامع کے اضافوں کے متعلق تھے جو انہیں واپس کر دیئے گئے۔ اور جو کچھ ان کے ہاتھوں میں حکمنامے تھے وہ ان پر قائم رہے۔

اور جامع کے ناظر' الصاحب تقی الدین بن مراجل نے صرغتمش کے زمانے میں ہونے والے اضافے کے سرٹیفکیٹ کے بعد جو اضافہ ہوا اُسے اٹھانے کی کوشش کی مگر اُسے پورا نہ کر سکا۔ اور شیخ بہاء الدین السبکی قاضی القضاۃ الشام الشافعی' اس سال کی ۱۶ رصفر کو اتوار کے روز' دمشق سے دیار مصر گیا اور اس نے الوداع کے وقت ہمیں بتایا کہ اس کے بھائی قاضی القضاۃ تاج الدین نے دیار مصر میں فقہاء کا خلعت پہن لیا ہے اور وہ اس کے دیار مصر پہنچنے پر شام کی طرف جانے والا ہے اور اس نے ہمیں بتایا کہ اس کا بھائی شام کو پسند نہیں کرتا اور قاضی صلاح الدین الصفدی نے اس ماہ کی ۱۴ رتاریخ کی شب جمعہ کو متنبی کے برعکس اپنے متعلق اس کے ہاتھوں میں جو اپنا قصیدہ تھا سنایا وہ کہتا ہے ؎

''جب نوجوان موتوں میں گھسنے کا عادی ہوتا ہے' تو سب سے آسان چیز جس کے پاس سے وہ گزرتا ہے میلان رکھنے والا ہے''۔

اور اس نے کہا ؎

''ہمیں دمشق میں داخل ہونا کمزور کر دیتا ہے گویا اُسے مخلوق میں خرابی کرنا ہے اور کوئی مسافر اس میں کھنے کا عادی ہو جاتا ہے' تو سب آسان بات جس سے وہ گزرتا ہے' موت ہوتی ہے''۔

یہ شعر لفظاً اور معناً قوی اور عکس جلی ہے۔

اور ۲۱ رصفر جمعہ کی شب کو جامع کے پڑوس میں شفاخانہ الدقاقی بھر پور خیمہ لگایا گیا' کیونکہ اس کی نئی تعمیر چھت تک مکمل ہو چکی تھی جو اینٹوں سے بنی ہوئی تھی' حتیٰ کہ اس کے چاروں پل بھی ابلق پتھروں سے بنے ہوئے تھے اور اس کے اوپر روشنی دینے والے بڑے بڑے چاند بنائے اور اس کے سامنے ایک خوبصورت سرسبز ایوان بنایا' جس نے اس کی ترقی میں اضافہ کر دیا اور اس سارے کو خوبصورت چونے سے سفیدی کی اور اس کی الماریوں' فرشوں اور چادروں اور چیزوں کی تجدید کی اللہ اُسے اس احسن جزادے

اور خیمے میں اعوام وخواص کی جماعتیں حاضر ہوئیں اور جب دوسرا جمعہ آیا تو نماز کے بعد نائب السلطنت اس میں داخل ہوا' اور اس نے جو عمارات دیکھی تھیں ان سے اسے بیران کن پایا اور ان تعمیر سے جن اس کی جو حالت تھی اس کے متعلق اسے بتایا گیا تو اس نے دیکھنے والے کی مہارت کے نقطہ نگاہ سے اسے عمدہ خیال کیا۔

اور آغاز ربیع الاول میں قاضی القضاۃ تاج الدین السبکی دیار مصر سے اس ماہ ۱۲ رتاریخ کو منگل کے روز شام کو قضاء پر واپس آئے' اور سب سے پہلے آپ نے دار السعادۃ میں نائب السلطنت کو سلام کیا' پھر آپ القصاعین میں امیر علی کے گھر گئے اور اُسے سلام کیا پھر زوال سے قبل العادلیہ آئے پھر عوام وخواص آپ کو سلام کرنے واپس آنے پر مبارکباد دینے آئے اور آپ انہیں خوش آمدید کہنے لگے' اور جب اس ماہ کی سولہ تاریخ کی جمعرات کی صبح ہوئی تو آپ نے دار السعادۃ میں خلعت پہنا' پھر بڑی شان وشوکت کے ساتھ اُسے پہن کر العادلیہ کی طرف آئے اور قضاۃ داعیان کی موجودگی میں آپ کا حکمنامہ پڑھا گیا' اور لوگوں' شاعروں اور مداحوں نے آپ کو مبارکباد دی۔

اور قاضی القضاۃ تاج الدین نے حسین بن ملک ناصر کی موت کی خبر دی اور آپ کے صلبی بیٹوں میں سے اس کے سوا آپ کا کوئی باقی نہ بچا تھا جس سے بہت سے امراء اور حکومت کے بڑے بڑے آدمی خوش ہوئے' کیونکہ اس میں حدت اور ناپسندیدہ امور کا ارتکاب پایا جاتا تھا' اور اس نے قاضی فخر الدین سلیمان بن قاضی عماد الدین بن الشیر جی کی موت کی خبر دی' اور اتفاق سے اس نے اپنے باپ کی بجائے دمشق کا احتساب سنبھالا جو اپنی کبرسنی اور کمزوری کے باعث اس کے لیے اس سے اپنی مرضی سے دستکش ہو گیا تھا' اور دیار مصر میں اس نے اُسے خلعت دیا' اور وہ صرف ڈاک کے گھوڑے پر سوار ہونے کے قابل رہ گیا' اور ایک دو روز بیمار رہا اور فوت ہو گیا' جس سے اس کے باپ کو بہت دکھ ہوا' اور لوگوں نے اس کے بارے میں اس سے تعزیت کی اور میں نے اُسے گریہ کناں ثواب کا جویاں انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھتے اور دردمند دیکھا ہے۔

بکریوں کے نصف کو ساقط کرنے کی عظیم بشارت:

سعد الدین ملجد بن التاج اسحاق کی دیار مصر سے حکومت کے ساتھ' بکریوں کے نصف ٹیکس کے سقوط کی عظیم بشارت آئی اس سے قبل آپ کچہریوں کے ناظر تھے' پس لوگ آپ کی امارت اور حکومت سے خوش ہوئے اور پہلے والی کے معزول ہونے اور شہر سے واپس چلے جانے پر بھی بہت خوش ہوئے اور آپ کے ساتھ بکریوں کے نصف ٹیکس کے سقوط کا حکمنامہ بھی تھا' اور وہ ساڑھے چار درہم بیان کیا جاتا ہے' اور اب وہ سوا دو درہم رہ گیا۔

اور ۲۰ رربیع الآخر سوموار کو شہر میں اس کی منادی کی گئی' جس سے لوگ بہت خوش ہوئے اور انہوں نے بہت دعائیں کیں کیونکہ اس کی وجہ سے لوگوں کے لیے گوشت بہت سستا ہو گیا تھا' اور کونسل وہی لیتی تھی جو اس سے قبل لیتی تھی' اور اللہ نے متعدد تجارتوں کے ساتھ دفود کی آمد اور واپسی کا فیصلہ کیا او بہت سی کشتیاں آئیں اور ان سے دگنا ٹیکس لیا گیا' جس سے ٹیکس سے چھوٹ ہو گئی' پھر جمعہ کے روز' نماز جمعہ کے بعد عصر سے قبل اُسے لوگوں کو سُنایا گیا۔

اور ۲۲ رربیع الآخر کو سوموار کے روز فقیہ شمس الدین بن الصغدی کو دار السعادۃ خانقاہ طواویس کے باعث مارا گیا' بلا شبہ ان

میں سے ایک جماعت سیکرٹری کے ظلم کی فریاد کرتی ہوئی میرے پاس آئی جو شیخ الشیوخ تھا اور اس نے ان کے ساتھ واقف کی شرط کے متعلق [illegible] سے ان پر مشقت پڑی تھی' [illegible] اور الصغدی مذکور نے درشت کلامی کی پس اُسے منہ کے بل لٹایا گیا تا کہ اُسے مارا جائے تو اس کے متعلق سفارش کی گئی پھر اس نے گفتگو کی تو اس کے متعلق [illegible] کی گئی' پھر اُسے تیسری بار منہ کے بل لٹا کر مارا گیا' پھر اس نے اُسے قید خانے میں لے جانے کا حکم دیا پھر اُسے دو یا تین راتوں کے بعد نکال دیا گیا۔

اور ۲۶ / ربیع الآخر اتوار کی صبح کو قاضی القضاۃ الشافعی نے اپنے مدارس میں درس دیا اور واقف کی شرط کے مطابق جسے قاضی ناصر الدین سیکرٹری کی موت کے بعد اس کے بھائی نے لکھا تھا' وہ الناصریۃ الجوانیۃ کے درس میں حاضر ہوا' اور اعیان کی جماعت اور بعض قضاۃ اس کے پاس حاضر ہوئے اور اس نے سورۃ فتح سے درس کا آغاز کیا' اور اُسے ﴿ اِنَّافَتَحنَا لَکَ فَتحًا مُّبِینًا ﴾ کے بارے اس کے والد کی تفسیر سنائی گئی۔

اور یکم جمادی الاولیٰ جمعہ کے روز' نماز فجر کے بعد امام کبیر کے ساتھ قاضی قطب الدین محمد بن حسن حاکم حمص کا جنازہ پڑھا گیا' آپ اپنی بیوی کے بھائی قاضی القضاۃ تاج الدین السبکی الشافعی سے ملاقات کرنے دمشق آئے اور کچھ مدت بیمار رہے' پھر دمشق میں آپ کی وفات ہوگئی اور جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے جامع میں آپ کا جنازہ پڑھا گیا' اور باب الفرج سے باہر بھی پڑھا گیا پھر وہ آپ کو قاسیون کے دامن میں لے گئے' آپ کی عمر ۸۲ سال تھی اور آپ نے حدیث بیان کی اور کچھ روایت بھی کی رحمہ اللہ۔

اور ۳ / جمادی الاولیٰ اتوار کے روز' حلب کے حنفیہ اور حنابلہ کے دونوں قاضی اور وہاں کا خطیب اور شیخ شہاب الدین الاذرعی اور شیخ زین الدین الباریني اور ان کے ساتھ جو دوسرے لوگ تھے وہ مدرسہ اقبالیہ میں اترے اور وہ ان کے قضاۃ کا قاضی شافعی کمال الدین مصری دیار مصر کی طرف مطلوب تھے پس جو کچھ انہوں نے اپنے قاضی کے متعلق اس سے بیان کیا تھا اور جو وہ اس کی بدسیرتی پر ناراض تھے' وہ مصر کے مواقف میں بیان کرتے تھے' اس سے وہ آزاد ہوگیا' اور وہ ۱۰ / جمادی الاولیٰ کو ہفتے کے روز دیار کی طرف چلے گئے۔

اور جمعرات کے روز' امیر زین الدین زبالہ دیار مصر کا نائب قلعہ' ڈاک کے گھوڑے پر بڑی شان وشوکت کے ساتھ آیا' اور لوگوں نے راستے میں شمعوں کے ساتھ اس کا استقبال کیا' اور دار الذہب میں اترا' اور لوگ اُسے حسب دستور سلام کرنے اور قلعہ کی نیابت پر واپس آنے کی مبارکباد دینے گئے اور اس نے تیسری بار اس کی نیابت سنبھالی کیونکہ وہ اس بارے میں تعریف سیرت کا حامل تھا اور اس نے متعدد اوقات میں اس کے متعلق قابل تعریف کوشش کی تھی۔

اور ۲۱ / جمادی الاولیٰ جمعرات کے روز' نائب السلطنت' دونوں قاضیوں اور شافعی' سیکرٹری اور امراء اور اعیان کی ایک جماعت نے حجرہ میں نماز پڑھی' اور منبر پر سلطان کا خط سنایا گیا کہ بکریوں کا ٹیکس ساقط کر کے دو درہم فی راس کر دیا ہے' پس ولی الدمر کے لیے اور جو اس بات کا سبب بنا تھا اس کے لیے بہت دعائیں ہوئیں۔

ایک عجیب وغریب واقعہ:

اس ماہ میں پانی زیادہ ہوگیا اور دریاؤں کا پانی بہت بڑھ گیا' اس طرح پر کہ نہر بروی سے سوق الخیل میں پانی بہہ پڑا' حتیٰ کہ

اس تمام میدان پر چھا گیا' جو موقف الموکب کے نام سے مشہور ہے اور اس میں چھوٹی کشتیاں چلائی گئیں اور گزرنے والے ان میں سوار ہو کر ایک جانب سے دوسری جانب جانے لگے اور یہ صورت حال متعدد جمعوں تک رہی اور نائب السلطنت اور فوج نے وہاں وقوف کرنے سے انکار کر دیا اور بسا اوقات نائب السلطنت نے بعض ایام میں خارمہ کے نیچے سلطانی اصطبل کے دروازے کے سامنے وقوف کیا اور یہ ایسی بات ہے جس کی مثل نہیں دیکھی گئی اور نہ میں نے کبھی اپنی عمر میں ایسا دیکھا ہے اور اس کی وجہ سے بہت سی بلڈنگیں اور گھر گر گئے اور بہت سی چکیاں بیکار ہو گئیں اور انہیں پانی نے ڈبو دیا۔

اور ۲۰ رجمادی الاولیٰ منگل کی رات کو الصدر شمس الدین بن شیخ عزالدین بن منجی التنوخی نے عشاء کے بعد وفات پائی اور نماز ظہر کے بعد جامع دمشق میں آپ کا جنازہ پڑھا گیا اور السفح میں دفن ہوئے اور آج کی صبح کو شیخ ناصر الدین محمد بن احمد القونوی الحنفی خطیب جامع یلبغا نے وفات پائی اور نماز ظہر کے بعد آپ کا جنازہ پڑھا گیا اور الصوفیہ میں دفن ہوئے اور آپ کی بجائے قاضی القضاۃ کمال الدین الکفری الحنفی نے خطابت اور امامت سنبھالی اور آج عصر کے وقت قاضی علاء الدین بن قاضی شرف الدین بن قاضی شمس الدین بن الشہاب محمود حلبی نے وفات پائی' جو دمشق کے صدر مقام کی شاہی مہر کے ایک نگران تھے' آپ کا جنازہ بدھ کے روز پڑھا گیا اور السفح میں دفن ہوئے۔

اور ۲۳ رجمادی الاولیٰ جمعہ کے روز قاضی القضاۃ جمال الدین الکفری الحنفی نے' شیخ ناصر الدین بن القونوی کی بجائے جامع یلبغا میں خطبہ دیا اور نائب السلطنت امیر سیف الدین قشتمر اس کے پاس حاضر ہوا' اور قاضی القضاۃ تاج الدین شافعی نے سامنے کی غربی کھڑکی میں اس کے ساتھ نماز پڑھی اور بہت سے امراء واعیان حاضر ہوئے اور وہ جمعہ کا دن ابن نباتہ نے حسن ادائیگی کے ساتھ فصیح و بلیغ خطبہ دیا۔ اور یہ علم کی بات ہے کہ ہر سواری' دشوار ہوتی ہے اور ۱۵ رجمادی الآخرۃ کو شیخ شرف الدین قاضی حنبلی' امیر سیف الدین یلبغا کی طلبی پر دیار مصر کی طرف گیا اس نے اسے اپنے پاس آنے کے لیے ایک خط کے ذریعے آمادہ کیا تھا۔

اور ۲ ررجب منگل کے روز' یہود کے محلّہ میں چھت سے دو مدہوش گر پڑے ان میں سے ایک مسلمان اور دوسرا یہودی تھا' مسلمان تو اس وقت مر گیا اور یہودی کی آنکھ پھوٹ گئی اور اس کا ہاتھ ٹوٹ گیا' اللہ اس پر لعنت کرے اور اُسے نائب السلطنت کے پاس لے جایا گیا اور وہ درست جواب نہ دے سکا۔

اور قاضی الجبل شیخ شرف الدین غزہ کے نزدیک پہنچنے کے بعد قدس واپس آ گیا اس لیے اُسے پتہ چلا کہ دیار مصر میں وبا پڑی ہے پھر اپنے وطن لوٹ آیا' اور اسے قحط نے آ لیا اور بہت سے خطوط سے پتہ چلا کہ مصر میں سخت وبا اور طاعون پڑی ہے اور دن میں تقریباً اس کے ایک ہزار باشندوں پر طاعون قابو پا لیتی اور معروف لوگوں کی ایک جماعت نے وفات پائی' جیسے قاضی القضاۃ تاج الدین المنادی کے دونوں بیٹے اور کاتب الحکم بن الفرات اور اس کے سب اہل خانہ' انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اور ماہ رجب کے آخر میں مصر میں ایک جماعت کے وفات پانے کی خبر آئی' ابو حاتم ابن الشیخ بہاء الدین السبکی المصری نے بھی مصر میں وفات پائی' آپ نوجوان تھے اور پورے بیس سال کے بھی نہ تھے اور آپ نے مصر میں متعدد جہات میں درس دیا اور آپ کے والد نے آپ کو کھو دیا اور لوگوں نے آپ پر غم کیا اور آپ کے متعلق آپ کے چچا شہاب الدین احمد الرباحی المالکی سے

تعزیت کی' آپ حلب میں تھے اور دوبار اس کے والی بنے پھر معزول ہو گئے اور مصر کا قصد کیا اور مدت تک وہاں قیام کیا تاکہ واپسی کی کوشش کریں اور اس سال موت نے اسے آ لیا اور اس کے دو بیٹے بھی اسی طرح اس کے ساتھ فوت ہو گئے' اور ۶ رشعبان ہفتے کے روز' نائب السلطنت جمہور امراء کے ساتھ خیار بن مہنا کے اعراب اصحاب اور ان جو اس کے پاس اکٹھے ہو گئے تھے ان کی خاطر تدمر کی طرف گیا' اور ان کے بعض آدمیوں نے تدمر کو تباہ کر دیا' اور اس کے بہت سے درختوں کو جلا دیا' اور اس کی نگرانی کی اور بہت سی چیزیں لوٹ لیں اور اطاعت کو چھوڑ گئے اور یہ ان کی جاگیریں ختم کرنے اور ان کی املاک پر قبضہ کرنے اور ان پر متصرف ہونے کے باعث ہوا' پس نائب السلطنت اپنے ساتھیوں کے ساتھ' جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں ان کو اس جانب سے نکال باہر کرنے کے لیے گیا اور ان کے ساتھ امیر حمزہ ابن الخیاط امیر طبلخانہ بھی تھا اور اس سے قبل وہ خیار کا حاجب تھا پس وہ اسے چھوڑ آیا اور امیر کبیر یلبغا الخاصکی کے ہاں اس کی عداوت پر متحد ہو گیا اور اس سے وعدہ کیا کہ اگر وہ اسے امیر اور بڑا آدمی بنا دے تو وہ اُسے خیار پر غالب کر دے گا اور اس کے سر کو اس کے پاس لائے گا تو اس نے اس کے ساتھ یہی سلوک کیا۔ پس وہ دمشق آیا اور اس کے پاس فوج کے ساتھ سوار ہو کر خیار اور اس کے اصحاب کی طرف جانے کا حکمنامہ بھی تھا' پس وہ روانہ ہوئے جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے اور تدمر پہنچ گئے' اور نائب شام کے سامنے اعراب دائیں بائیں بھاگ گئے اور اس کی ہیبت کی وجہ سے اس کا سامنا نہ کیا لیکن وہ حمزہ بن خیاط کے متعلق حیلہ کرتے تھے' پھر ہمیں اطلاع ملی کہ انہوں نے فوج پر شب خون مارا ہے' اور ان میں سے ایک جماعت کو قتل کر دیا ہے اور دوسروں کو زخمی کر دیا ہے اور دیگر لوگوں کو قیدی بنا لیا ہے' انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ملک اشرف ناصر الدین کی سلطنت:

''شعبان بن حسن بن الملک الناصر محمد بن قلادون بروز منگل ۱۵ رشعبان جب اس سال (یعنی ۶۴ ۷ھ) کی ۱۹ رشعبان کو ہفتے کی شام ہوئی' دیار مصر سے امیر آیا اور قصر ابلق میں اترا' اور اس نے ملک منصور بن مظفر حاجی بن ملک ناصر محمد بن قلادون کی بیعت ہوئی ہے اور اس کی عمر تقریباً بیس سال ہے' پس قلعہ منصورہ پر خوشی کے شادیانے بجے اور اتوار کے روز لوگوں نے زینت اختیار کی اور مجھے قاضی القضاۃ تاج الدین اور الصاحب سعد الدین ماجد ناظر کچہری نے بتایا کہ ۱۵ رشعبان منگل کے روز' ملک منصور کو معزول کر کے اس کے گھر میں نظر بند کر دیا گیا' اور ملک اشرف ناصر الدین شعبان کو تخت حکومت پر بٹھایا گیا اور اس کی بیعت کی گئی' اور اس روز گرج اور بہت بارش ہوئی اور پرنالے چل پڑے اور راستوں میں جوہڑ بن گئے' یہ جون کا واقعہ ہے' پس لوگوں نے اس سے تعجب کیا اور یکم شعبان کو مصر میں وبا پڑی اور بڑھتی گئی اور یہودیوں میں پڑی اور ہر روز پچاس تک پہنچ گئے۔ و باللہ المستعان۔

اور اس ماہ کی سات تاریخ کو سوموار کے روز' فوج کے متعلق یہ خبر مشہور ہوئی کہ اعراب نے اس دستے کو روکا ہے' جو الرحبہ آ رہا تھا' اور اس کا مقابلہ کیا ہے اور اس کے کچھ جوانوں کو قتل کر دیا ہے اور لوٹا ہے اور زخمی کیا ہے' اور ایلچی' نائب اور امراء کے پیچھے روانہ ہوا کہ وہ نئے سلطان کی بیعت کے لئے شہر آئیں' اللہ اسے مسلمانوں کے لئے مبارک کرے پھر اعراب سے شکست خوردہ امراء کی ایک جماعت بُرے حال اور ذلت کے ساتھ آئی اور دیار مصر سے ایلچی انہیں اس فوج کی طرف واپس لے جانے کے لیے آیا جو تدمر کے

نائب السلطنت کے ساتھ تھا' انہیں طرح طرح کی سزاؤں اور جاگیروں کے ختم کرنے کی دھمکیاں دی گئیں اور ماہ رمضان میں طاعون کے باعث حالات خراب ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اور اس کے جمہور یہود میں تھے شاذ یکم شعبان سے یکم رمضان تک اس نے ان سے ایک ہزار خبیث روح کو کھو دیا' جیسا کہ اس کے متعلق مجھے قاضی صلاح الدین الصفدی وکیل بیت المال نے بتایا ہے۔ پھر ماہ رمضان میں ان میں یہ بات بہت زیادہ ہو گئی اور مسلمان اور ذمیوں کی تعداد کا شمار ۸۰ تھا۔

اور اس ماہ کی ۱۱ر تاریخ کو ہفتے کے روز' ہم نے ظہر کے بعد معمر شیخ الصدر بدر الدین محمد ابن الرقاق کا جنازہ پڑھا' جو ابن الجوجی کے نام سے مشہور ہیں اور شیخ صلاح الدین محمد بن شاکر اللیثی کا بھی جنازہ پڑھا جو اپنے فن میں یکتا تھے' آپ نے تقریباً دس جلدوں میں ایک مفید تاریخ تالیف کی ہے' آپ یاد کرتے اور مذاکرہ کرتے اور افادہ کرتے تھے رحمہ اللہ وسامحہ۔

خطیب جمال الدین محمود بن جملہ کی وفات اور آپ کے بعد تاج الدین کا خطابت سنبھالنا:

آپ سوموار کے روز' ظہر کے بعد اور عصر کے قریب فوت ہوئے اور آپ کی بجائے قاضی القضاۃ تاج الدین السبکی الشافعی نے محراب میں لوگوں کو عصر کی نماز پڑھائی' اور اسی طرح صبح کی نماز بھی لوگوں کو پڑھائی' اور سورۂ مائدہ کے آخر سے (**یوم یجمع اللہ الرسل**) کو پڑھا۔ پھر سورج طلوع ہوا' اور کراہت کا وقت جاتا رہا' اور باب الخطابت کے پاس خطیب جمال الدین کا جنازہ پڑھا گیا' اور جامع میں بہت مجمع تھا' اور آپ کے جنازے کو باب البرید سے نکالا گیا' اور عوام کی ایک جماعت بھی آپ کے ساتھ نکلی' اور جیسا کہ بیان کیا گیا ہے' الصالحیہ میں آپ کے جنازے میں بہت لوگ شامل ہوئے اور بعض جہلاء نے قاضی القضاۃ الشافعی کی بے ادبی کی تو ان میں سے ایک جماعت کو پکڑ کر ان کی تادیب کی گئی اور اس روز آپ خود نماز ظہر میں حاضر ہوئے اور اسی طرح بقیہ ایام میں بھی آپ ظہر وعصر کو سنبھالتے' اور آپ آتے جاتے فقہاء اور اعیان کی محفل میں جامع میں آتے اور جمعہ کے روز آپ کی طرف سے شیخ جمال الدین بن قاضی القضاۃ نے خطبہ دیا اور تشریف کی آمد تک تاج الدین کو سنبھالنے سے روک دیا گیا۔

اور سوموار کے روز عصر کے بعد شیخ شہاب الدین احمد بن عبداللہ بعلبکی جو ابن النقیب کے نام سے مشہور ہیں۔ کا جنازہ پڑھا گیا اور وہ الصوفیہ میں دفن ہوئے اور آپ کی عمر ستر سال کے قریب تھی اور آپ قراءت' نحو تصریف اور عربی میں ماہر تھے' اور فقہ وغیرہ میں بھی آپ کو کمال حاصل تھا اور آپ کی جگہ ام صالح میں مشیخۃ الاقراء کو شیخ شمس الدین محمد بن العبان نے اور قبرستان اشرفیہ میں شیخ امین الدین عبدالوہاب بن السلار نے سنبھالا' اور نائب السلطنت الرحبہ اور تدمر کی جانب سے آیا' اور اس کے ساتھ وہ فوج بھی تھی' جو اولاد مہنا اور اس کے قریبی اعراب کے ساتھ جنگ کرنے کے باعث اس کے ساتھ تھی نائب السلطنت بدھ کے روز چھ شوال کو آیا۔

اور اس ماہ کی دس تاریخ اتوار کی شب کو صلاح الدین خلیل بن ایبک وکیل بیت المال اور صدر مقام کی شاہی مہر کے نگران نے وفات پائی اور اتوار کی صبح کو جامع میں آپ کا جنازہ پڑھا گیا اور الصوفیہ میں دفن ہوئے اور آپ نے تاریخ' لغت اور ادب کے متعلق بہت کچھ لکھا اور آپ کے شاندار اشعار اور متنوع بھی ہیں اور آپ نے تالیف وتصنیف کا بھی کام کیا اور سینکڑوں جلدوں کے قریب لکھا۔

اور اس ماہ کی دس تاریخ کو ہفتے کے روز' قضاۃ واعیان دار السعادۃ میں جمع ہوئے اور انہوں نے جامع اموی میں قاضی

القضاۃ تاج الدین السبکی کی نظافت کی پسندیدگی کے خط لکھے اور نائب السلطنت نے بھی اس بارے میں خط لکھا تو ... کی

اور اس ماہ کی گیارہ تاریخ کو اتوار کے روز نائب السلطنت سیف الدین قشتمر کو دمشق کی نیابت سے معزول کر دیا گیا اور اُسے صفد کی طرف روانگی کا حکم دیا گیا پس اس نے اپنے اہل کو طیبغا حجی کے گھر میں جو شرق اعلیٰ میں ہے اتارا اور خود صفد کی جانب جاتے ہوئے المرۃ کے میدان کی طرف بڑھا اور محمل حاجیوں کے ساتھ جو ایک جم غفیر اور بہت تعداد میں تھے۔ ۱۴ر شوال جمعرات کے روز روانہ ہوا۔ اور ۲۱ر شوال جمعرات کے روز قاضی امین الدین الوحیان نے وفات پائی جو قاضی القضاۃ تاج الدین المسلاتی المالکی کے بھتیجے اور آپ کی بیٹی کے خاوند اور فیصلے میں مطلقاً آپ کے نائب تھے اور آپ کی غیر حاضری میں قضاء اور تدریس میں بھی نائب تھے' پس موت نے جلد آپ کو آ لیا۔

اور اس ماہ کے آخر میں ایک عجیب واقعہ ہوا کہ عورتوں اور بہت سے عوام میں یہ بات مشہور ہوگئی ایک شخص نے خواب میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو توت کے درخت کے پاس مسجد ضرار کے نزدیک باب شرقی کے باہر دیکھا ہے' پس عورتوں نے اس توت کو توڑنے میں ایک دوسرے سے سبقت کی اور انہوں نے وبا سے شفا حاصل کرنے کے لیے اس کے پتے لے لیے' لیکن اس خواب کی صداقت ظاہر نہ ہوئی' اور جس شخص سے یہ روایت کی گئی ہے وہ بھی صحیح نہیں ہے۔

اور ۷ر ذوالقعدہ جمعہ کے روز قاضی القضاۃ تاج الدین السبکی نے جامع دمشق میں خوش ادائیگی کے ساتھ بڑا فصیح و بلیغ خطبہ دیا' اور عوام کے ایک گروہ کی جانب سے محسوس کرتے تھے کہ وہ اضطراب پیدا کریں گے' مگر ان سے کسی نے بات نہ کی بلکہ نصیحت کے وقت شور کیا اور خطیب اور اس کے خطبہ اور اس کی ادائیگی اور اس کی تبلیغ اور مہابت نے انہیں حیران کر دیا اور وہ مسلسل خود ہی خطبہ دیتے رہے۔

اور اس ماہ کی اٹھارہ تاریخ کو منگل کے روز الصاحب تقی الدین سلیمان بن مراجل ناظر جامع اموی وغیرہ نے وفات پائی' اور آپ تنکز کے ایام میں بھی جامع کے ناظر رہے اور سامنے کی دیوار کی غربی جانب کو تعمیر کیا اور اس کے سنگ مرمر کو مکمل کیا اور سامنے کی دیوار میں حنفیہ کے لیے محراب کھولا' اور اس کے مغرب میں حنابلہ کا محراب بھی تھا اور آپ نے اس میں بہت سی چیزیں یادگار چھوڑیں' اور آپ صاحب ہمت اور امین' خود دار اور مشہور منتظم تھے' آپ کو اس قبر میں دفن کیا گیا' جسے آپ نے گھر کے سامنے القبیبات میں تعمیر کیا تھا' آپ کی عمر ۸۰ر سال سے متجاوز تھی۔

اور اس ماہ کی انیس تاریخ کو بدھ کے روز شیخ بہاء الدین عبدالوہاب الاخمیمی المصری' امام مسجد درب الحجر نے وفات پائی اور عصر کے بعد جامع اموی میں آپ کا جنازہ پڑھا گیا' اور قصر ابن الحلاج میں طیوریین کے پاس ایک خزانچی فقیر کے زاویہ میں دفن ہوئے' اور اصول فقہ میں آپ کو کمال حاصل تھا۔ اور آپ نے کلام کے بارے میں ایک کتاب تصنیف کی ہے۔ جو مقبولہ اور غیر مقبولہ اشیاء پر مشتمل ہے۔

نائب السلطنت منکلی بغا کی آمد:

نائب السلطنت منکلی بغا ۲۷ر ذوالقعدہ جمعرات کے روز' دمشق کا نائب بن کر حلب سے بڑی شان و شوکت کے ساتھ دمشق آیا۔ لیکن اعراب کے ساتھ چلنے کی وجہ سے تھکاوٹ کے باعث اس کے بدن کی کاہلی تھی' پس وہ حسب دستور دار السعادۃ میں اترا' اور

یکم ذوالحجہ سوموار کے روز قاضی القضاۃ تاج الدین السبکی الشافعی کو جامع دمشق کی خطابت کا خلعت دیا گیا اور وہ جمعہ کو خود خطبہ دیتا تھا۔ اس پر بھی قائم رہا۔ اور ۲ رذوالحجہ منگل کے روز قاضی فتح الدین بن الشہید آیا اور خلعت پہنا اور لوگ اُسے مبارکباد دینے گئے اور جمعرات کے روز قاضی فتح الدین بن الشہید سیکرٹری مشیخۃ سمساطیہ آیا اور ظہر کے بعد قضاۃ و اعیان اس کے پاس حاضر ہوئے اور اُسے بھی اسی طرح خلعت دیا گیا اور حسب دستور دوسرے دن وہ ہاں حاضر ہوا اور اس دن وکیل بیت المال الدین الرہاوی اور شیخ شہاب الدین الزہری کو دارالعدل کے فتویٰ کا خلعت دیا گیا۔

۷۶۵ھ

اس سال کا آغاز ہوا تو دیار مصر و شام اور حرمین اور ان کے ماتحت علاقوں کا سلطان' ملک اشرف ناصر الدین شعبان بن سیدی حسین بن السلطان الملک الناصر محمد بن المصنور قلادون الصالحی تھا' اور اس کی عمر دس سال تھی' اور اس کے آگے حکومتوں کا منتظم امیر کبیر نظام الملک سیف الدین یلبغا الخاصکی تھا' اور ان کے شہر کے قضاۃ وہی تھے' جن کا ذکر اس سے پہلے سال میں ہو چکا ہے اور اس کا وزیر فخر الدین بن قزدنیہ تھا' اور اس کے قضاۃ وہی تھے' جن کا ذکر اس سے پہلے سال ہو چکا ہے اور وہاں کی کچہریوں کا ناظر' اصاحب سعد الدین ماجد اور فوج کا ناظر علم الدین داوُداور سیکرٹری قاضی فتح الدین بن الشہید اور بیت المال کا وکیل قاضی جمال الدین بن الرہاوی تھا۔

اس سال آغاز ہوا تو فنا کی بیماری لوگوں میں موجود تھی مگر کم اور ہلکی ہو گئی تھی وللہ الحمد' اور ہفتے کے روز قاضی القضاۃ بہاء الدین ابوالبقاء' امیر یلبغا کی جانب سے مطلوب ہو کر دیار مصر آیا اور خط میں اس نے مسائل کا جواب اُسے دیا' اور اس کے بعد قاضی القضاۃ تاج الدین حاکم دمشق اور اس خطیب ۱۴ رمحرم کو سوموار کے روز ڈاک کے گھوڑوں پر گئے اور ان دونوں کے بعد شیخ شرف الدین ابن قاضی الجبل الحنبلی' مطلوب ہو کر دیار مصر کی طرف گیا اور اسی طرح زین الدین المنفلوطی بھی ہو کر گیا۔ اور محرم کے درمیانی عشرے میں ہمارے دوست شیخ شمس الدین العطار الشافعی نے وفات پائی' آپ صاحب علم و فہم اور خوبیوں کے مالک تھے اور آپ نے جید فوائد کے حواشی اپنے خط سے لکھے' اور آپ جامع دمشق میں مزار علی بن الحسین پر امام تھے اور جامع میں کاموں کو مکمل کرنے والے اور مدارس میں فقیہ تھے اور آپ کا مدرسۃ الوداعیہ بھی تھا' آپ کی عمر پچاس سے متجاوز تھی آپ نے شادی نہیں کی اور شامی قافلہ ۲۴ رمحرم کو دمشق آیا' اور وہ اس سال کے پُر امن اور ارزاں ہونے کے بارے میں شکر گزاری کر رہے تھے۔ اور ۱۱ رصفر اتوار کے روز' ہمارے دوست شیخ عماد الدین اسماعیل بن خلیفہ الشافعی نے مدرسہ فتحیہ میں درس دیا۔ اور فضلاء اور اعیان کی جماعت آپ کے پاس حاضر ہوئی' اور آپ نے اللہ تعالیٰ کے قول ﴿ اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنٰى عَشَرَ شَهْرًا ﴾ سے درس کا آغاز کیا۔

اور اس ماہ کی پندرہ تاریخ کو جمعرات کے روز شہر میں اعلان کیا گیا کہ ذمی' ذلت اختیار کریں اور پگڑیوں کو چھوٹا کریں اور کسی کام میں خادم نہ مانگیں اور خچروں اور گھوڑوں پر سوار نہ ہوں اور پالان چوڑائی میں رکھ کر گدھوں پر سوار ہوں اور حماموں میں ان کی اور ان کی عورتوں کی گردنوں میں گھنٹیاں ہوں اور ان کا ایک جوتا سیاہ ہو جو دوسرے جوتے کے رنگ کے مخالف ہو' پس مسلمان اس اعلان سے خوش ہوئے اور اس کا حکم دینے والے کے لیے انہوں نے دعائیں کیں۔

اور ۳ رربیع الاول اتوار کے روز' قاضی القضاۃ تاج الدین قضا اور خطابت پر مقرر ہو کر دیار مصر سے آیا اور لوگوں نے اس کا

سنبھال لیا اور والیوں اور سلامتی پیش آنے پر مبارکباد دی اور ۷ ربیع الاول کو جمعرات کے روز قاضی الصاحب الحنفی نے دمشق کی کچہریوں کی نگرانی کا خلعت پہنا اور لوگوں سے اُسے مبارکباد دی اور اس نے سختی سے انتظام سنبھالا اور اکثر جہات میں مسافروں کو عامل مقرر کیا۔ اور ۱۱ ربیع الاول سوموار کے روز قاضی القضاۃ بدرالدین بن ابی الفتح ڈاک کے گھوڑے پر سوار ہوکر دیار مصر گیا تا کہ اپنے ماموں قاضی القضاۃ تاج الدین کی رضامندی سے دمشق کے قضاۃ الشافعیہ کی قضاء کو سنبھالے کیونکہ وہ اس سے مستعفی ہو چکے تھے۔

اور ۵ ربیع الاول جمعرات کے روز باب الفرج کے باہر پل جو باسورہ تھا وہ جل گیا اور اس کے جلنے سے دروازے کے پتھروں کو نقصان پہنچا اور نائب السلطنت اور حاجب کبیر اور نائب قلعہ اور والیان وغیرہ اُسے بجھانے آئے اور اس دن کی صبح کو بارشوں کی کثرت کے باعث دریا میں بہت اضافہ ہوگیا' اور یہ جنوری کا واقعہ ہے اور پورے سوق الخیل میں پانی آ گیا اور باب الفرادیس کے باہر تک اور ان نواح میں بھی پہنچ گیا اور اس نے وہ چوبی پل توڑ دیا جو جامع یلبغا کے پاس ہے اور اس نے الزلابیہ کے پل سے ٹکرا کر اُسے بھی توڑ دیا۔

اور ۱۲ ربیع الاول جمعرات کے روز' حاجب الحجاب قماری کو دارلسعادۃ کے انتظام سے ہٹا دیا گیا۔ اور قضاۃ نے اس کے ہاتھ سے انتظام لے لیا اور وہ تھوڑے سے لوگوں کے ساتھ اپنے گھر کو پلٹ گیا اور بہت سے لوگ خوش ہوگئے' کیونکہ وہ احکام شرعیہ کے مقابلہ میں بکثرت جوانمردی دکھایا کرتا تھا۔ اور اس ماہ کے آخر میں دیار مصر میں قاضی تاج الدین المناری کے وفات پانے اور قاضی القضاۃ بہاء الدین ابن ابی البقاء السبکی کے اس کی جگہ وہاں کی افواج کی قضاء سنبھالنے اور سلطان کی وکالت سنبھالنے کی خبر مشہور ہوگئی اور اس کے باوجود اس کی باکفایت تنخواہ مقرر کی گئی۔

اور ان ایام میں شیخ سراج الدین البلقینی نے شام میں شیخ بہاء الدین احمد بن قاضی القضاۃ السبکی کے ساتھ دارالعدل کے افتاء کا کام سنبھالا' اور اسی طرح اس نے شام کی قضاء بھی سنبھالی جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے' پھر وہ عزت کے ساتھ مصر واپس آ گیا اور اس کا بھائی تاج الدین شام کو لوٹ آیا اسی طرح انہوں نے البلقینی کے ساتھ دارالعدل حنفی کے افتاء کے لیے ایک شیخ کو مقرر کیا' جسے شیخ شمس الدین بن الصائغ کہا جاتا تھا اور وہ مفتی بھی تھا۔ اور ۷ ربیع الاول سوموار کے روز شیخ نورالدین محمد بن الشیخ ابی بکر نے وفات پائی' جو جبل قاسیون کے دامن میں ان کے زاویہ کا منتظم تھا اور لوگ اس کے جنازہ کی طرف گئے اور وہ شافعی مذہب کے علماء' فضلاء' فقہا میں سے تھا' اور اس نے اپنے باپ' کے بعد سالوں الناصریہ البرانیہ اور باب الفرج کے اندر الدویداری کی خانقاہ میں درس دیا' اور وہ مدارس میں حاضر ہوتا' اور ہمارے ہاں مدرسہ نجیبیہ اترا۔ اور وہ سنت کا محبّ تھا اور اسے اچھی طرح سمجھتا تھا۔

اور یکم جمادی الاولیٰ کو قاضی القضاۃ تاج الدین شافعی نے اس مدرسہ کی مشیخۃ دارالحدیث کو سنبھالا جو درب القلعی میں کھولا گیا تھا اور وہ اس کے وقف کرنے والے جمال الدین عبداللہ بن محمد بن عیسیٰ الناصری کا گھر تھا' جو امیر طاز کا استاد تھا' اور اس نے اس میں حنابلہ کے لیے درس بنایا' اور شیخ برہان الدین ابراہیم ابن قیم الجوزیہ کو ان کا مدرس مقرر کیا اور درس میں حاضر ہوا' اور درس میں اس کے پاس بعض حنابلہ بھی حاضر ہوئے' پھر ایسے امور کا سلسلہ چل پڑا جن کی تفصیل طویل ہے اور نائب السلطنت نے درس میں حنابلہ کے گواہوں کو طلب کیا' اور وہ ان سب سے الگ رہا۔ اور اس نے اس سے پوچھا کہ اس نے محضر پر کیسے گواہی دی ہے' جو انہوں نے

ان کے خلاف لکھا ہے پس وہ شہادتوں میں مضطرب ہو گئے اور اس نے ان کے خلاف انہیں لکھا اور اصل دستاویز میں جونہوں نے گواہی دی تھی اس میں بڑی مخالفت پائی جاتی تھی اور بہت سے لوگوں نے انہیں برا بھلا کہا اور طارنے گھرانے کے بہت سے قرضے جمال الدین تدمری وقف کنندہ پر غالب آ گئے اور اس نے قاضی مالکی سے مطالبہ کیا کہ وہ حنبلی کے فیصلے کو باطل کر دے تو اس نے اس بارے میں توقف کیا' اور ۲۱ رجمادی الاولیٰ سوموار کے روز سلطان کا خط پڑھا گیا' جو قضاۃ اربعہ سے وکلاء کو ہٹانے کے بارے میں تھا سوانہیں ہٹا دیا گیا۔ اور جمادی الآخرۃ میں شیخ شمس الدین شیخ الحنابلہ نے جو البیری کے نام سے مشہور تھے ۸رجمادی الآخرۃ کو جمعرات کے روز وفات پائی اور عصر کے بعد جامع مظفری میں آپ کا جنازہ پڑھا گیا' اور السفح میں دفن ہوئے' آپ کی عمر ۸۰ رسال کے قریب تھی۔ اور ۱۴رجمادی الاخرۃ کو دارالسعادۃ میں ایک عظیم مجلس منعقد ہوئی جس میں چاروں قضاۃ اور مفتیوں کی ایک جماعت اکٹھی ہوئی اور مجھے بھی طلب کیا گیا اور میں بھی مدرسہ تدمریہ اور وقف کنندہ کی قرابت کی وجہ سے ان کے ساتھ حاضر ہوا' اور ان کا دعویٰ تھا کہ اس نے ان پر ایک تہائی وقف کیا ہے پس حنبلی ان کے معاملے میں کھڑا ہوا' اور ان کا سخت دفاع کیا۔

اور رجب کے پہلے عشرے میں بہت سی منتشر ٹڈی پائی گئی پھر وہ زیادہ اور تہ بہ تہ اور دگنی ہو گئی اور اس کے باعث معاملہ گڑ بڑ ہو گیا اور اس نے کثرت کے باعث زمین کو ڈھانک دیا' اور دائیں بائیں تباہی کی اور بہت سے انگور' کھجوروں کے خوشے اور قیمتی کھیتیاں برباد کریں اور لوگوں کی بہت سی چیزوں کو بھی کر دیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

باب کیسان کا تقریباً دوسو سال تک بندر ہنے کے بعد کھلنا:

۲۶ رشعبان بدھ کے روز' نائب السلطنت اور قضاۃ' باب کیسان کے پاس جمع ہوئے' اور دیار مصر سے آمدہ سلطانی حکم اور نائب السلطنت کے حکم اور قضاۃ کی اجازت سے کاریگروں نے اسے کھولنا شروع کیا اور رمضان کا آغاز ہو گیا اور وہ کام میں لگے ہوئے تھے۔

اور شعبان کے آخری عشرے میں' الشریف شمس الدین محمد بن علی بن الحسن بن حمزہ الحسینی المحدث المھل نے وفات پائی' جو اہم باتوں کے مؤلف تھے اور حدیث کے بارے میں آپ نے پڑھا' سماع کیا اور تالیف کی اور مسند امام احمد کے رجال کے اسماء لکھے اور اسماء الرجال کے بارے میں ایک کتاب لکھی اور مشیخۃ الحدیث کو سنبھالا جسے بہاء الدین القاسم بن عساکر نے باب توما کے اندر اپنے گھر میں وقف کیا تھا' اور ماہ رمضان کے آخر میں بخاری کے ختم ہوتے۔

اور شیخ عماد الدین بن السراج جو محراب صحابہ کے پاس بخاری کے قاری تھے اور شیخ بدر الدین بن شیخ جمال الدین الشرلشینی کے درمیان جھگڑ ہو گیا' اور دونوں نے علی رؤوس الاشہاد لفظ "یبتنز" کے باعث' جس کے معنے وہ ذخیرہ کرتا ہے' ایک دوسرے پر جھوٹا دعویٰ کیا اور ایک نسخہ میں "یتیبر" ہے' اور ابن السراج نے حافظ المزی سے روایت کی کہ صحیح لفظ "یتبز" ہے اور عربوں کے اقوال میں کم استعمال ہوتا ہے۔ اور اس نے اس بارے میں درست کہا ہے اور اس سے جھگڑنے والے نے ابن المزی کی طرف غلطی کو منسوب کیا اور دوسرے نے حافظ المزی کو غالب قرار دیا اور قول سے اس کا قصاص لیا' پھر اس کا والد شیخ جمال الدین اٹھا اور اس نے صوفیاء کے طریق پر اپنا سر ننگا کیا اور ابن السراج نے اس کی طرف التفات نہ کیا اور وہ قاضی شافعی کے پاس گئے' اس نے حافظ المزی کو غالب قرار دیا اور بہت سے واقعات ہوئے پھر انہوں نے کئی بار باہم مصالحت کی اور انہوں نے ابن السراج کے خلاف محضر لکھنے کا عزم کیا' پھر یہ شرور ٹھنڈے پڑ گئے۔

اور ماہ رمضان میں بلثرت اموات ہوئیں اور ان کا شمار ایک سو کے قریب پہنچ گیا اور بسااوقات ایک سو سے زیادہ اور کم بھی ہو جاتیں اور اکثر کم ہی ہوتیں اور اصحاب اور مشہور لوگوں کی ایک جماعت نے بھی وفات پائی۔ اناللہ وانا الیہ راجعون اور باغات میں ٹڈی بکثرت ہوئی اور اس کی وجہ سے مصیبت بڑھ گئی اور اس نے بہت سے غلہ جات' پھلوں اور سبزیوں کو تباہ کر دیا اور بھاؤ گراں ہو گئے اور پھل کم ہو گئے اور اشیاء کی قیمتیں بڑھ گئیں اور ایک قنطار شیرہ دو سو درہم سے زیادہ میں فروخت ہوا اور چاول اس سے بھی زیادہ میں فروخت ہوئے اور باب کیسان کے کھلنے کا کام مکمل ہو گیا' اور انہوں نے اسے الباب القبلی کا نام دیا۔ اور اس سے السالکتہ کے راستے تک پل بنایا گیا اور اس کی چوڑائی بڑھئی کے دس ہاتھوں سے زیادہ تھی' کیونکہ اس کے دونوں پہلوؤں میں فٹ پاتھ بنائی گئی تھی اور پیادے اور سوار گزرنے والے اس پر آتے اور وہ بہت خوبصورت تھا' اور لوگ یہود کے محلوں میں چلے اور ان کی خرابی نمایاں ہو گئی اور لوگ ان کے فریب اور کینے اور خباثت سے محفوظ ہو گئے اور لوگ اس مبارک دروازے سے خوش ہو گئے۔

اور شوال کا آغاز ہوا اور ٹڈی نے ملک کی بہت سی چیزوں کو برباد کر دیا اور سبزیاں اور درخت چٹ کر گئی اور اہل شام میں بڑا فساد ڈالا' اور بھاؤ گراں ہو گئے اور شور و بکا زیادہ ہو گیا' اور مسلسل فنا کا سلسلہ جاری رہا اور ہم نے بہت سے اصحاب اور دوستوں کو کھو دیا۔ فلاں فوت ہو گیا ہے اور اس مدت میں فنا کا سلسلہ کم ہو گیا اور حملہ کم ہو گیا اور پچاس سال والوں کے لیے حملہ کم ہو گیا' اور ماہ ذوالقعدہ میں فنا کم ہو گئی اور تعداد کم ہو کر بیس کے اردگرد آ گئی۔ اور اس ماہ کی چار تاریخ کو ہاتھی اور زرافہ' قاہرہ سے دمشق لایا گیا اور ابلق کے قریب میدان اخضر میں انہیں اتارا گیا اور لوگ حسب عادت ان دونوں کو دیکھنے گئے۔

اور اس ماہ کی ۹ رتاریخ کو شیخ جمال الدین عبدالصمد بن خلیل بغدادی جو ابن الخضری کے نام سے مشہور تھے' کا جنازہ پڑھا گیا' آپ بغداد کے محدث اور واعظ تھے اور اہل السنۃ والجماعۃ سے تعلق رکھتے تھے۔ رحمہ اللہ۔

فتوح الشام سے دمشق کی فصیل کے اندر خطبہ ثانیہ کی تجدید:

اس کا اتفاق تیسرے جمعہ کے دن ہوا پھر واضح ہوا کہ اس سال کی ۲۴ رذوالقعدہ کو اس جامعہ میں اس کا اتفاق ہوا' جسے نائب شام سیف الدین منکلی بغا نے درب البلاغۃ میں مسجد درب الحجر کے سامنے کیسان کے نئے دروازے کے اندر ازسرنو تعمیر کیا تھا اور اس دروازے کا افتتاح اس کے وقت ہوا تھا جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے اور عوام کے ہاں وہ مسجد الشاذوری کے نام سے مشہور ہے' اور صرف تاریخ ابن عساکر میں اُسے مسجد الشہر زوری بیان کیا گیا ہے اور مسجد بوسیدہ ہو چکی تھی اور بہت پرانی تھی اور متروک ہو چکی تھی اور صرف چند لوگ اس میں آتے تھے' پس اس نے اس کے سامنے کی دونوں دیواروں اور اس کے چھت کو نئے سرے سے وسیع کیا اور اس کا شمالی صحن پتھر کی سلوں کا بنایا اور جوامع کی ہیئت پر اس کے برآمدے بنائے۔ اور حسب دستور اندر دروازے بنائے اور اس کے اندر ایک بڑا برآمدہ بنایا جس کے شرقاً غرباً دو بازو تھے جو ستونوں اور پلوں پر تھے اور قدیم سے وہ کلیسا تھا اور پانچ سو سال قبل اُسے ان سے لے لیا گیا اور مسجد بنا دیا گیا اور وہ اس وقت تک ایسے ہی ہے اور جب وہ مکمل ہو گئی جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے اور نالیوں کے ذریعے اس کی طرف پانی لایا گیا اور اس میں مستعمل منبر رکھا گیا' پس اس روز' نائب السلطنت سوار ہو کر باب کیسان سے شہر میں داخل ہوا' اور یہود کے محلے کی طرف مڑ گیا حتیٰ کہ جامع مذکور میں پہنچ گیا اور قضاۃ واعیان اور عوام وخواص اس کے پاس

ترک کر گئے اور انہوں نے اس کی خطابت پر شیخ صدر الدین بن منصور حنفی اور مدرس الناجیہ اور جامع اموی کے امام الحنفیہ کو مقرر کیا اور جب پہلی اذان ہوئی تو بیت الخطابت سے اس کا نکلنا مشکل ہو گیا بیان کیا گیا ہے کہ ایک مرض کی وجہ سے جو اسے لاحق تھا اس کا نکلنا منتقل ہو گیا اور بعض کسی اور وجہ سے بھی تبخیص وغیرہ سے بیان کرتے ہیں سو اس روز قاضی القضاۃ جمال الدین الحنفی الکفری نے نائب السلطنت کی خدمت کے لیے لوگوں کو خطبہ دیا۔ اور ماہ ذوالحجہ کا آغاز ہوا تو اللہ تعالیٰ نے دمشق سے وبا کو اٹھا لیا' ولہ الحمد والمنۃ اور اہل شہر دستور کے مطابق مرنے لگے اور اس مرض سے کوئی بیمار نہ ہوتا' لیکن متعارض مرض سے مرتا۔

۷۶۶ھ

اس سال کا آغاز ہوا تو ملک اشرف ناصر الدین شعبان' سلطان تھا' اور مصر وشام میں وہی حکومت تھی اور محمل سلطانی اس ماہ کی چوبیس تاریخ سوموار کی صبح کو آیا اور انہوں نے بیان کیا کہ واپسی پر انہیں گرانی اور اونٹوں کے مرنے' اور شتر بانوں کے بھاگ جانے سے بڑی تکلیف پہنچی اور قافلے کے ساتھ دیار مصر سے آنے والوں میں قاضی القضاۃ بدر الدین بن ابی الفتح بھی تھے جن سے پہلے ان کے ماموں تاج الدین کے ساتھ قضاۃ کی قضاء کا حکم آ چکا تھا کہ وہ جس بارے میں فیصلہ کر لے اس کے ساتھ مستقلاً اور اس کے بعد منفرداً فیصلہ کریں۔ اور ماہ محرم میں نائب السلطنت نے وادی القیم کی دو بستیوں مشعرا اور تلبتا ثا کے گرانے کا حکم دیا' اور اس کا باعث یہ تھا کہ دونوں بستیاں نافرمان تھیں اور ان کے باشندے زمین میں فساد برپا کرنے والے تھے اور شہر اور زمین محفوظ تھے' وہ ان تک بڑی مشقت سے پہنچتے تھے اور کوئی شہسوار ہی ان تک جا سکتا تھا' پس دونوں کو گرا دیا گیا' اور ان بجائے وادی کے نشیب میں انہیں تعمیر کیا گیا' جہاں ان تک حاکم کا فیصلہ اور طلب سہولت کے ساتھ پہنچ سکتی تھی اور مجھے ملک صلاح الدین ابن الکامل نے بتایا کہ تلبتا ثا شہر میں ایک ہزار سواروں نے کام کیا' اور اس کے ٹوٹے سامان کو پانچ سو گدھوں پر کئی دنوں میں وادی کے نشیب میں منتقل کیا گیا۔

اور ۶ رصفر کو جمعہ کی نماز کے بعد قاضی القضاۃ جمال الدین یوسف بن قاضی القضاۃ شرف الدین احمد بن اقضی القضاۃ بن الحسین المزی الحنفی کا جنازہ پڑھا گیا' آپ کی وفات تقریباً ایک ماہ بیمار رہنے کے بعد مذکورہ جمعہ کی شب ہوئی اور آپ کی ۴۳ سال تھی' آپ نے قضاۃ الحنفیہ کی قضاء کو سنبھالا اور جامع یلبغا میں خطبہ دیا اور مشیختہ النفیسہ بلائے گئے اور مدارس الحنفیہ کے کئی مقامات میں درس دیا اور آپ پہلے شخص ہیں جنہوں نے نائب السلطنت کی موجودگی میں باب کیسان کے اندر نئی جامع میں خطبہ دیا۔

اور صفر میں شیخ جمال الدین عمر بن قاضی عبدالحی بن ادریس حنبلی محتسب بغداد اور وہاں کے حنابلہ کے قاضی وفات پا گئے اور روافض نے آپ کا مقابلہ کیا اور وزارت کے سامنے آپ کو دکھ دہ مار دی گئی' جو جلد آپ موت کا سبب بن گئی آپ حق کو قائم کرنے والے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے والے تھے اور روافض اور اہل بدعت کو بہت ملامت کرنے والے تھے رحمہ اللہ۔

اور ۹ رصفر بدھ کے روز' شیخ شمس الدین بن سند' مشیختہ النفیسہ میں حاضر ہوئے اور قاضی القضاۃ تاج الدین اور اعیان کی ایک کی جماعت آپ کے پاس حاضر ہوئی اور آپ نے حضرت عبادہ بن الصامت کی حدیث لَا صَلٰوۃَ لِمَنْ لَمْ یَقْرَأْ بِفَاتِحَۃِ الْکِتَابِ کو بیان کیا اور مشار الیہ قاضی القضاۃ سے اس کی سند بیان کی۔

اور قاضی القضاۃ تاج الدین کو دیار مصر سے وہاں طلب کرنے کے لیے ایلچی آیا پس آپ نے اپنے سے پہلے اپنے اہل کو

انہوں نے بھیج دیا اور ۱۱ر ربیع الاول جمعہ کے روز اس کے اہل بیت کی ایک جماعت دیار مصر اپنے اہل کی ملاقات کو گئی اور آپ ان کے بعد نائب السلطنت کے الرحبہ سے آنے تک مقیم رہے اور ڈاک کے گھوڑے پر سوار ہوئے اور ۱۵ر جمادی الآخرۃ سوموار کے روز قاضی القضاۃ تاج الدین السبکی ڈاک کے گھوڑے پر دیار مصر سے واپس آئے اور لوگوں نے راستے میں استقبال کیا اور آپ کو سلام کرنے کے لیے اور سلامتی کی مبارکباد دینے کے لیے اکٹھے ہوئے۔

خبیث رافضی کا قتل:

اور ۱۷ر ربیع الاول جمعرات کے روز' دن کے پہلے حصے میں جامع اموی میں ایک شخص پایا گیا جس کا نام محمود بن ابراہیم شیرازی تھا' اور وہ شیخین کو گالیاں دیتا تھا اور صراحت کے ساتھ ان پر لعنت کرتا تھا پس اُسے قاضی مالکی قاضی القضاۃ جمال الدین المسلاتی کے پاس لے جایا گیا تو آپ نے اس سے توبہ کا مطالبہ کیا' اور جلاد کو بلایا' پہلی ضرب پر اس نے لا الہ اللہ علی ولی اللہ کہا اور دوسری ضرب پر اس نے حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ پر لعنت کی تو عوام نے اُسے نوچ لیا' اور اُسے خوب دکھ دہ ضربیں لگائیں اور وہ ہلاکت کے قریب پہنچ گیا اور قاضی انہیں اس سے روکنے لگا مگر وہ ایسا نہ کر سکا' اور رافضی صحابہ رضی اللہ عنہم کو گالیاں دینے لگا اور ان پر لعنت کرنے لگا اور کہنے لگا کہ وہ گمراہی پر تھے اس موقع پر اُسے نائب السلطنت کے پاس لے جایا گیا اور اس کے قول کو اس کے خلاف گواہ بنایا گیا کہ وہ گمراہی پر تھے اس موقع پر قاضی نے اس کے خون گرانے کا فیصلہ دیا۔ پس اُسے پکڑ کر شہر سے باہر لے جایا گیا اور اُسے قتل کر دیا گیا اور عوام نے اُسے جلا دیا۔ اللہ اس کا بھلا نہ کرے اور وہ مدرسہ ابوعمر میں پڑھتا تھا' پھر رفض کا اس پر غلبہ ہو گیا' اور حنبلی نے اُسے چالیس یوم تک قید کر دیا' مگر اس نے کوئی فائدہ نہ دیا۔ اور وہ مسلسل ہر میدان میں گالیاں دیتا رہا حتیٰ کہ اس دن اس نے جامع میں اپنے مذہب کو ظاہر کیا۔ جو اس کے قتل کا سبب بن گیا اللہ اس کا بھلا نہ کرے جیسا کہ اس نے اس سے پہلے لوگوں کا بھلا نہیں کیا اور اسی طرح ۷۵۵ھ میں بھی قتل ہوا تھا۔

ولی الدین ابن ابی البقاء السبکی کا نائب مقرر ہونا:

اور اس دن (یعنی ۱۸ر جمادی الآخرۃ جمعرات کے روز) کے آخر میں اقضی القضاۃ ولی الدین بن قاضی القضاۃ بہاء الدین ابی البقاء نے قاضی القضاۃ تاج الدین کی نیابت میں' اقضی القضاۃ شمس الدین الغزی اور اقضی القضاۃ بدرالدین بن وہبہ کے مدرسہ عادلیہ کبیرہ میں نائب مقرر کرنے کا فیصلہ کیا اور قاضی القضاۃ بدرالدین ابی الفتح بھی نائب تھے' لیکن فرمان شاہی کے مطابق آپ قاضی القضاۃ تاج الدین کے ساتھ مستقلاً بھی فیصلے کرتے تھے۔ اور اس ماہ کی بائیس تاریخ کو سوموار کے روز نائب السلطنت نے امیر ناصرالدین بن العادی متولی شہر کو بلایا اور کچھ باتوں کے باعث اُسے ملامت کی اور اُسے مارنے کا حکم دیا اور اس کے سامنے اس کے کندھوں پر ضرب لگائی گئی جو دکھ دہ نہیں تھی' پھر اس نے اُسے معزول کر دیا اور امیر علم الدین سلیمان دس ہزاری امیر کو بلایا جو امیر صفی الدین بن ابی القاسم البصراوی امیر طبلخانہ کا بیٹا تھا' اور کچہریوں کا انتظام اور قدس و خلیل کی نگرانی اور دیگر بڑی بڑی امارتیں بھی اس کے سپرد تھیں اور وہ شیخ فخر الدین عثمان بن شیخ صفی الدین ابی البقاء تمیمی حنفی کا بیٹا تھا' اور ایک سو سال سے زائد عرصے سے بصریٰ میں امنیہ کی اور الحکیمیہ کی تدریس ان کے ہاتھوں میں تھی' پس اس نے اس کی ناپسندیدگی کے باوجود اُسے شہر کا والی بنا دیا اور اُسے اس

کے ساتھ الزام کر دیا اور اسے خلعت دیا اور اس سے قبل بھی وہ اس کا والی بنا تھا اور اس نے اچھی سیرت اختیار کی اور اس نے اس کی دیانت امانت اور عفت کی وجہ سے اس کی کوششوں کی تعریف کی اور لوگ خوش ہو گئے والحمد للہ۔

عزالدین کے خود معزول ہو جانے کے بعد قاضی القضاۃ بہاء الدین السبکی کا مصر کی قضاء کو سنبھالنا

دیارِ مصر سے ایلچی خبر لے کر آیا کہ قاضی القضاۃ عزالدین عبدالعزیز ابن قاضی القضاۃ بدرالدین بن جماعۃ نے اس ماہ کی سولہ تاریخ کو سوموار کے روز خود کو قضاء سے معزول کر دیا ہے۔ اور اس پر ڈٹ گئے ہیں۔ امیر کبیر یلبغا امرا کو آپ کے پاس راضی کرنے کے لیے بھیجا مگر آپ قبول نہ کیا تو وہ خود آپ کے پاس گیا اور قضاۃ واعیان بھی اس کے ساتھ تھے' سوانہوں نے آپ سے تلطف کیا اور آپ علیحدگی پر ڈٹے رہے تو امیر کبیر نے آپ سے کہا آپ کے بعد جو شخص مناسب ہو' اُسے ہمارے لیے مقرر کر دیجئے آپ نے فرمایا میں آپ لوگوں سے اس کے سوا کچھ نہیں کہوں گا کہ ایک شخص ذمہ داری نہ لے' پھر تم جسے چاہو مقرر کر دو اور قاضی القضاۃ تاج الدین السبکی نے مجھے بتایا کہ اس نے کہا کہ ابن عقیل کو مقرر نہ کرو سو امیر کبیر نے قاضی القضاۃ بہاء الدین ابوالبقاء کو مقرر کر دیا' بعض نے بیان کیا ہے کہ اس نے انکار ہ اظہار کیا پھر قبول کر لیا اور خلعت پہنا اور ۲۳؍ جمادی الآخرۃ کو سوموار کے روز قاضی القضاۃ شیخ بہاء الدین بن قاضی القضاۃ تقی الدین السبکی نے افواج کی قضاء کا کام سنبھال لیا جو ابوالبقاء کے ہاتھ میں تھے۔

اور ۷؍ رجب سوموار کے روز' شیخ اسد المراوحی البغدادی کے خادم شیخ علی المراوحی نے وفات پائی اور اس میں بہت مروت پائی جاتی تھی اور وہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتا تھا اور نائبین کے پاس جاتا تھا اور اُسے والیوں کے پاس بھیجا جاتا تھا اور اس کی پیامبری قبول ہوتی تھی اور اُسے لوگوں میں قبولیت حاصل تھی اور وہ محتاجوں کے ساتھ نیکی' اور حسن سلوک کرتا تھا اور اس کے ہاتھ میں اچھا مال تھا جس کی وہ تجارت کرتا تھا' وہ اس میں طویل مدت تک مشغول رہا' پھر آج کے دن اس کی وفات ہوگئی اور ظہر کے وقت جامع میں اس کا جنازہ پڑھا گیا' پھر اُسے قاسیون کے دامن میں لے جایا گیا۔ رحمہ اللہ۔

اور ۲۷؍ شعبان منگل کی صبح کو' امیر سیف الدین بیدمر جو شام کا نائب تھا' اور اپنے گھر میں فیروز کی اذان گاہ کے قریب اترا اور جب وہ السعادۃ میں نائب السلطنت کو سلام کر چکا تو لوگ اس کے بعد اُسے سلام کرنے گئے اور اس نے اس کے لیے دو طبلخانوں' ہزار کی پیشوائی اور غزہ سے لے کر بلادِ شام کے دور دراز علاقوں تک کی امارت کا حکم دیا اور ملک الامراء نے اس کا بہت اکرام کیا اور امارت کی طرف اس کی واپسی سے عوام بہت خوش ہوئے' اور جامع اموی اور دیگر متعدد جگہوں پر بخاری کے ختم ہوئے' جن میں سے کچھ مقررہ مقامات پر شیخ عماد الدین ابن کثیر کو آج ختم سنائے گئے' جن میں سے پہلا ختم مسجد ابن ہشام صبح صبح طلوعِ آفتاب سے قبل ہوا' پھر قبۃ النسر کے نیچے ہوا' پھر مدرسہ نوریہ میں ہوا' اور ظہر کے بعد جامع تنکز میں ہوا' پھر مدرسہ عزیہ میں ہوا' پھر الکوشک میں الزوجۃ الست کی ماں اسماء بنت الوزیر ابن السلعوس کا عصر کی اذان تک ختم ہوا۔ پھر عصر کے بعد ملک الامراء امیر علی کے گھر میں غروبِ آفتاب کے قریب تک القصاعین کے محلّہ میں ہوا۔ اور قبۃ النسر کے بعد اور نوریہ سے پہلے باب الزیارت کے اندر حنابلہ کے محراب میں صحیح مسلم کو پڑھا گیا اور اللہ کی معین و مددگار اور ذمہ دار اور آسانی کرنے والا ہے' اور اس ہیئت میں دیگر متعدد مقامات پر امراء وغیرہ کے گھروں میں اُسے پڑھا گیا اور گزشتہ سالوں میں اس کی مثل نہیں دیکھی گئی' فالله الحمد والمنۃ۔

اور [illegible] شوال منگل کے [illegible] شیخ [illegible] الدین علی [illegible] الشافعی نے وفات پائی آپ [illegible] بانی اور کتاب میں ہمارے ساتھ تھے اور میں اور آپ نے ۷۱۱ھ میں ختم کیا اور آپ نے عفت وصیانت میں پرورش پائی اور آپ نے شیخ بدرالدین بن سحبان کو سبع قرآت سنائیں اور اس کا ختم مکمل نہ کیا اور النواوی فی المنہاج میں مشغول ہو گئے اور اس کا بہت سا حصہ یا اس کا اکثر حصہ پڑھا اور آپ اس سے نقل کرتے اور جواب دیتے اور آپ مہربان اور اچھی صحبت والے تھے جس کی وجہ سے لوگ آپ کو پسند کرتے تھے اور آپ کی صحبت میں دلچسپی لیتے تھے اور آپ قرآن کی متشابہ آیات کو اچھی طرح مستحضر رکھتے تھے اور قرآن کی بہت تلاوت کرتے تھے اچھی نماز پڑھتے تھے اور رات کو قیام کرتے تھے آپ نے مزار ابن ہشام میں کئی سال بخاری کو سنایا اور اس میں مہارت حاصل کی آپ بلند آواز اور فصیح البیان تھے پھر آپ نے جامع میں مشیخۃ الحلبیہ کو سنبھالا اور شمالی دیوار کے متعدد تختوں پر پڑھا اور آپ عوام وخواص میں مقبول تھے اور محراب صحابہ میں متعدد قراء کے ساتھ آخری عشرہ میں مداومت کے ساتھ قیام کرتے تھے اور وہ ہیں رات گزارتے اور رات کو جاگتے تھے۔

اور اس سال آپ نے اکیلے ہی مذکورہ محراب میں شب زندہ داری کی پھر پانچ روز بیمار رہے پھر ۱۰ر شوال کو منگل کے روز ظہر کے بعد درب العمید میں وفات پا گئے اور عصر کے وقت جامع اموی میں آپ کا جنازہ پڑھا گیا اور باب الصغیر کے قبرستان میں اپنے والد کے پاس ان کے قبرستان میں دفن ہوئے۔ اور آپ کا جنازہ بہت بھرپور تھا اور لوگوں نے آپ کا غم کیا آپ کی عمر ۶۵ سال کے قریب تھی اور آپ نے سات سال کی بچی جس کا نام عائشہ تھا پیچھے چھوڑی اور آپ نے اُسے تبارک تک قرآن پڑھایا تھا اور اُسے الاربعین النوادیہ حفظ کرائی تھی اس کا رب اس کی اصلاح کرے اور اس کے باپ پر رحم کرے۔

اور شامی محمل اور حاجی اس ماہ کی بارہ تاریخ کو جمعرات کے روز روانہ ہوئے اور ان کا میر علاء الدین علی بن علم الدین الہلالی تھا جو طبلخانہ کا امیر تھا۔

اور اس ماہ کی چودہ تاریخ کو ہفتے کے روز شیخ عبداللہ الملطی نے وفات پائی آپ جامع اموی میں الکلاسہ کی مجاورت میں مشہور تھے آپ طرار یخ اور آلات فقریہ کی بہت سی چیزوں کے مالک تھے اور حریریہ طریقہ پر پہنتے تھے۔ اور آپ کی شکل پریشان کن تھی اور بعض لوگ آپ کی نیکی کے معتقد تھے اور میں ان لوگوں میں سے ہوں جو طبعاً اور شرعاً آپ کو ناپسند کرتے تھے۔

اور ۲۵ر ذوالقعدہ جمعرات کے روز مشرق کی طرف سے ایلچی آیا اور ان کے پاس وہاں کے چشمے کے پانی کے مٹکے تھے جس کی خاصیت یہ ہے کہ ایک پرندہ جسے تلیر کہتے ہیں جس کے پر زرد ہوتے ہیں اس کا پیچھا کرتا ہے اور اس کا کام یہ ہے کہ جب اس شہر کی طرف جس میں وہ ہوتا ہے ٹڈی آتی ہیں تو وہ اُسے فنا کرتا ہے اور اُسے بہت جلد کھا جاتا ہے اور ٹڈی وہاں تھوڑا عرصہ ٹھہر کر چلی جاتی ہے یا جیسا کہ بیان کیا گیا ہے اور میں نے اسے نہیں دیکھا۔

اور ۱۵ر ذوالحجہ کو اس قیساریہ کی تعمیر مکمل ہوگئی جو دارالحجارۃ کے قریب مردوں کے سوق الدہشۃ کے سامنے کارخانہ تھا اور اس کا افتتاح ہوا اور عورتوں کے سامان کے لیے دہشتہ کو کرائے پر دیا گیا اور سب کچھ ملک الامراء ناظر الجامع المعمور کے حکم سے ہوا اور الصدر عز الدین الصیر فی جامع کے دیکھنے والے نے مجھے بتایا کہ اس پر جامع کے مال سے تقریباً تیس ہزار درہم خرچ آیا۔

کاتی ہوئی ملکی اور درآمدی کپاس کے ٹیکس کا خاتمہ:

اس ماہ کے آخر میں کاتی ہوئی ملکی اور درآمدی کپاس کے ٹیکس کے خاتمے کا حکم آیا اور شہر میں اس کا اعلان کیا گیا' اور اس کا حکم دینے کے لیے بہت دعائیں ہوئیں اور مسلمانوں کو اس سے بہت خوشی ہوئی۔

۷۶۷ھ

اس سال کا آغاز ہوا تو بلاد مصر و شام اور حرمین شریفین اور ان کے ماتحت علاقوں کا سلطان ملک اشرف بن حسین بن ملک ناصر محمد بن قلادون تھا' اور اس کی عمر دس سال یا اس سے کچھ اُوپر تھی اور افواج کا امیر اور اس کی حکومتوں کا منتظم امیر سیف الدین یلبغا الخاصکی تھا اور مصر میں قضاۃ الشافعیہ کا قاضی' بہاء الدین السبکی تھا' اور حنفی قاضی کے سوا' بقیہ قضاۃ وہی تھے جن کا ذکر گزشتہ سال میں ہو چکا ہے' وہ شیخ جمال الدین بن السراج شیخ الحنفیہ تھا اور خطابت' قاضی القضاۃ تاج الدین الشافعی کے ہاتھ میں تھی اور شیخ الشیوخ' قاضی فتح الدین بن الشہید تھا اور بیت المال کا وکیل' شیخ جمال الدین بن الرہاوی تھا' اور سلطانی محمل جمعہ کے روز عصر کے بعد غروب آفتاب کے قریب آیا اور اکثر اہل شہر کو اس کا پتہ نہ چلا اس لیے کہ نائب' السرحتہ میں فرات کی جانب کے نزدیک ہے' غائب تھا' تاکہ اس فوجی دستے کو واپس کرے جو ان کھجوروں کو برباد کرنے کے لیے متعین تھا جو ملک العراق سلطان اویس کے زمانے سے خیار بن مہنا کی جاگیر تھیں۔

ملعون فرنگیوں کا اسکندریہ پر قبضہ کرنا:

ماہ محرم کے آخری عشرے میں شہر دمشق میں فرنگیوں کی نگرانی کی گئی اور انہیں قلعہ منصورہ کے قید خانوں میں ڈال دیا گیا' اور مشہور ہو گیا کہ اس کا سبب یہ ہے کہ اسکندریہ شہر کا کئی جنگی جہازوں سے محاصرہ ہو چکا ہے اور بیان کیا گیا کہ حاکم قبرص بھی ان کے ساتھ ہے اور مصری فوج نے اسکندریہ شہر کی حفاظت کا قصد کیا ہے' اللہ اس کی حفاظت کرے اور اُسے محفوظ رکھے۔ اور ابھی آئندہ ماہ میں اس کی تفصیل بیان ہوگی' بلاشبہ اس میں ہمارے لیے وضاحت پائی جاتی ہے اور ہماری اطلاع کے مطابق لوگوں نے اسکندریہ کے بعد کچھ دن قیام کیا اس کے بعد تاتاریوں کے ایک امیر نے جسے مامیہ کہا جاتا تھا اس کا محاصرہ کر لیا' اور فرنگیوں کے ایک دستے سے مدد مانگی اور انہوں نے زبردستی اُسے فتح کر لیا اور اس کے بہت سے باشندوں کو قتل کر دیا اور بہت سی چیزیں حاصل کیں اور مامیہ اس کا بادشاہ بن گیا۔

اور اس ماہ کے آخر میں جمعہ کے روز' شیخ برہان الدین ابراہیم بن شیخ شمس الدین بن قیم الجوزیہ نے المزہ کے بستاز میں وفات پائی اور آپ کو اپنے باپ کے پاس باب الصغیر کے قبرستان میں لایا گیا اور نماز عصر کے بعد جامع جراح میں آپ کا جنازہ پڑھا گیا اور قضاۃ واعیان اور بہت سے تاجر اور عوام آپ کا جنازہ میں شامل ہوئے اور آپ کے جنازہ بہت بھرپور تھا' آپ کی عمر ۴۸ سال تھی اور آپ نحو فقہ اور دیگر فنون میں اپنے والد کے طریق پر یکتا تھے اور الصدریہ اور التدمریہ میں مدرس تھے اور جامع کے صدر تھے۔ اور جامع ابن صلحان کے خطیب تھے آپ نے ایک لاکھ درہم کے قریب مال چھوڑا۔

پھر ماہ صفر آیا جس کا پہلا دن جمعہ تھا' مجھے بعض علماء السیر نے بتایا ہے کہ آج دن (جمعہ کا دن اس ماہ کا پہلا دن تھا) مریخ کے سوا' ساتوں ستارے برج عقرب میں اکٹھے ہوئے اور طویل سالوں سے ایسا اتفاق نہیں ہوا' مریخ' برج قوس کی طرف سبقت کر گیا

تو وہ فرنگیوں [illegible] اطلاعات آئیں [illegible] اور وہ یہ کہ وہ ۲۲ محرم کو بدھ کے روز وہاں پہنچے اور انہوں نے وہاں نائب اور فوج کو نہ دیکھا اور نہ سمندر کے محافظ اور مددگار دیکھائی دیئے وہ جمعہ کے روز اس کے بہت سے دروازوں کو جلانے کے بعد کے پہلے حصے میں اس میں داخل ہوئے اور اس کے باشندوں کے ساتھ جرائی کی وہ مردوں کو قتل کرتے اور اموال کو لوٹتے اور عورتوں اور بچوں کو قیدی بنا لیتے اور او فیصلہ خدائے بزرگ و برتر ہی کے لیے ہے اور انہوں نے وہاں جمعہ ہفتہ اتوار سوموار اور منگلوار کو قیام کیا اور جب بدھ کی صبح ہوئی تو مصری شالیش آ گئی اور ملعون فرنگی اُسے چھوڑ گئے اور انہوں نے بہت سے لوگوں کو قیدی بنایا تھا جو چار ہزار کے قائمقام تھے اور انہوں نے اموال سے سونا' ریشم اور خوبصورت چیزوں وغیرہ کو جو شمار نہیں کی جاسکتیں لے لیا۔

اور سلطان اور امیر کبیر یلغا اس دن کی ظہر کو آئے اور وقت جاتا رہا اور سب غنائم سمندری جہازوں کی طرف منتقل ہوگئیں۔ اور اللہ کے حضور قیدیوں کی آہ و بکا اور فریاد اور مسلمانوں سے امداد کی فریاد سُنی گئی' جس نے جگر کو پاش پاش کر دیا' اور آنکھوں کو اشک بار کر دیا اور کانوں کو بہرا کر دیا' انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اور جب اہل دمشق کو اطلاعات ملیں تو انہیں یہ بات بہت گراں گزری۔ اور خطیب نے جمعہ کے دن منبر پر اس کا ذکر کیا تو لوگ بہت روئے' انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اور دیار مصر سے نائب السلطنت کے پاس یکبارگی شام کے نصاریٰ کو گرفتار کرنے کا حکم آیا نیز یہ کہ وہ ان کے اموال کا چوتھائی حصہ اسکندریہ کی برباد جگہوں کی تعمیر اور ان کشتیوں کی مرمت کے لیے حاصل کرے' جو فرنگیوں سے جنگ کرتی ہیں' پس انہوں نے نصاریٰ کی اہانت کی اور زبردستی ان کے گھروں سے مال لیا اور وہ قتل ہونے سے خائف ہوئے اور انہیں پتہ نہ چلا کہ ان سے کیا کیا جائے گا پس وہ بھاگ گئے اور یہ کوئی شرعی حرکت نہ تھی اور نہ شرعاً اس کا اعتماد جائز ہے اور مجھے ۱۶ر صفر کو ہفتے کے روز میدان اخضر کی طرف نائب السلطنت سے ملاقات کرنے کے لیے طلب کیا گیا اور اس روز پولو کھیلنے سے فراغت کے بعد' عصر کے بعد ہماری ملاقات ہوئی تو اس سے بہت اُنس محسوس کیا اور اُسے صائب الرائے صحیح الفہم' خوش بیان اور اچھا ہمنشین پایا اور میں نے اُسے بتایا کہ اُسے نصاریٰ کو درمند کرنا جائز نہیں اس نے کہا بعض فقہائے مصر نے امیر کبیر اس کے متعلق فتویٰ دیا ہے میں نے اُسے کہا یہ بات شرعاً جائز نہیں اور نہ کسی کے لیے اس کا فتویٰ دینا جائز ہے اور جب تک وہ عہد پر قائم ہیں ذلیل ہو کر جزیہ دیتے ہیں' اور ملت کے احکام قائم ہیں ان سے ایک درہم جزیہ سے اُوپر لینا جائز نہیں اور اس قسم کی بات امیر پر مخفی نہیں رہ سکتی' اس نے کہا میں کیا کروں جب کہ اس کا حکم آ چکا ہے اور میں اس کی مخالفت نہیں کر سکتا؟ اور میں نے اُسے بہت باتیں بتائیں' جن سے اُسے اہل قبرص کو خوفزدہ کرنے اور عذاب کی وعید سے دردمند کرنے کا حق حاصل ہونا چاہیے اور یہ جائز ہے اگر چہ وہ جس بات کی انہیں دھمکی دے رہا ہے اس عمل نہ بھی کرے' جیسا کہ حضرت سلیمان بن حضرت داؤد علیہ السلام نے فرمایا ہے ''میرے پاس چھری لاؤ میں اسے نصف نصف چیر دوں''۔ جیسا کہ صحیحین کی حدیث میں مفصل بیان ہوا ہے اور وہ اس سے بہت تعجب کرنے لگا اور اس نے بیان کیا کہ یہ بات اس کے دل میں تھی اور میں اس کا اظہار کیا ہے اور اس نے اس کے مطالعہ کے لیے دیار مصر کو لکھا ہے اور دس دن بعد اس کا جواب آئے گا اور اس کی آمد پر وہ جواب سے آگاہ ہوگا۔ اور اس سے بہت احسان و اکرام ظاہر ہوا' پھر میں نے ربیع الاول کے اوائل میں دارالسعادۃ میں اس سے ملاقات کی اور اُس نے مجھے بشارت دی کہ اس نے فرنگیوں سے جنگ کرنے کے لیے جنگی جہاز اور کشتیاں بنانے کا حکم دے دیا ہے' پھر اتوار کی صبح کو اس نے ان نصاریٰ کو طلب کیا اور جو اپنے گرجا میں اس کے سامنے تک جمع ہوئے تھے اور وہ تقریباً چار سو تھے اور اس نے انہیں حلف دیا

کہ تمہارے کتنے اموال ہیں اور انہیں اپنے اموال کا چوتھائی حصہ دینے کا پابند کیا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اور انہوں نے والیوں کو حکم دیا کہ وہ ان کے اضلاع میں حاضر ہوں اور اس کی وجہ سے اہر کا وہاں اکثر آبادی کی طرف چلا گیا اور امراء قدس وغیرہ میں نصاریٰ کے اموال حاصل کرنے کے لیے چلے گئے۔

اور ماہ ربیع الاول کے شروع میں قاضی القضاۃ تقی الدین السبکی الشافعی نے قاہرہ کی طرف سفر کیا اور ۱۵ ربیع الاول بدھ کے روز میں نے دارالسعادۃ میں نائب السلطنت سے ملاقات کی اور اس سے مطالعہ کے جواب کے بارے دریافت کیا تو اس نے مجھے بتایا کہ قبرص سے جنگ کرنے اور فرنگیوں سے قتال کرنے کے لیے جنگی جہاز اور کشتیاں بنانے کے بارے میں سلطانی حکم آیا ہے اور نائب السلطنت نے کاٹنے والوں اور چیرنے والوں کو دمشق سے اس جنگل کی طرف بھیجنے کا حکم دیا ہے' جو بیروت کے نزدیک ہے نیز یہ اس ماہ کے آخری دن جنگی جہازوں کے بنانے کا کام شروع کر دیا جائے اور جمعہ کا دن ہے اور اس دارالقرآن کا افتتاح ہوگیا جسے الشریف التعادانی نے حمام الکاس کی جانب' مدرسہ بادرائیہ کے شمال میں وقف کیا تھا' اور اس نے اس میں حدیث کا کام کیا اور اس کا وقف کنندہ قاضی القضاۃ تاج الدین السبکی روزانہ حاضر ہوا۔

قاضی القضاۃ تاج الدین السبکی کے باعث مجلس کا انعقاد:

۲۴ ربیع الاول سوموار کے روز قاضی القضاۃ تاج الدین الشافعی ابن قاضی القضاۃ تقی الدین السبکی پر لگائی گئی تہمت کے باعث دارالسعادۃ میں ایک بھرپور مجلس ہوئی اور میں بھی مطلوبہ اشخاص میں شامل تھا' پس میں حاضرین کے ساتھ اس کے پاس حاضر ہوا' اور اس میں تینوں قضاۃ اور مذاہب اربعہ کے بہت سے لوگ اور دیگر لوگ بھی نائب شام سیف الدین منکلی بغا کے حضور حاضر ہوئے' اور وہ دیار مصر کی طرف ابواب شریفہ کی جانب روانہ ہوگیا تھا۔ اور اس نے اس مجلس کے اکٹھا کرنے کے لیے نائب السلطنت سے ایک خط حاصل کرنا چاہا کہ وہ لوگوں سے اس کے متعلق دریافت کرے اور اس نے اس بارے میں دو متخالف محضر لکھے تھے ایک اس کے حق میں تھا' اور دوسرا اس کے خلاف تھا' اور جو محضر اس کے خلاف تھا' اس میں دو قاضیوں مالکی اور حنبلی کے خط تھے اور ایک اور جماعت کے بھی خطوط تھے اور اس میں نہایت عظیم ناپسندیدہ باتیں لکھی تھیں جن کے سننے سے کان نفرت کرتے ہیں' اور آخر میں مذاہب کی جماعتوں کے تعریفی خط تھے اور اس میں میرا خط بھی تھا کہ میں نے اس میں بھلائی ہی دیکھی ہے۔ اور جب وہ اکٹھے ہوئے تو نائب السلطنت نے حکم دیا کہ دونوں فریق ایک دوسرے سے علیحدہ علیحدہ ہو کر بیٹھیں اور ہر فریق الگ ہوگیا' اور وہ ایک دوسرے کے بالمقابل ہو گئے اور اس نائب قاضی شمس الدین الغزی اور دوسرے نائب بدرالدین بن وہبہ وغیرہ نے اس سے جرح پکڑی اور قاضی القضاۃ جمال الدین حنبلی نے وضاحت کی کہ اس نے اپنے خط میں جو کچھ لکھا ہے' وہ اس کے نزدیک ثابت ہو چکا ہے اور بعض حاضرین نے ان میں سے اُسے مہارت سے جواب دیا' تو قاضی الغزی نے بڑھ کر حنبلی سے کہا تو نے قاضی القضاۃ تاج الدین سے اپنی عداوت ثابت کر دی ہے' پس بہت باتیں ہوئیں اور آوازیں بلند ہوئیں اور جدال وقتال زیادہ ہوگیا' اور قاضی القضاۃ جمال الدین نے بھی حنبلی کی طرف بات کی تو اُسے بھی اسی طرح جواب دیا گیا۔ اور مجلس طویل ہوگئی اور وہ اسی قسم کی باتوں پر الگ ہوگئے اور جب میں دروازے پر پہنچا تو نائب السلطنت نے مجھے اپنے پاس واپس آنے کا حکم دیا' کیا دیکھتا ہوں کہ طرفین کے چیدہ لوگ اور تینوں قضاۃ بیٹھے ہیں اور نائب السلطنت نے ان کے درمیان اور قاضی القضاۃ تاج الدین کے درمیان صلح کا مشورہ کیا (یعنی دونوں قاضی اپنے قول سے رجوع کریں اور شیخ شرف الدین قاضی جبل اور میں بھی فلاں مالکی کو یہی مشورہ دیا اور حنبلی نے انکار کیا' پس ہم

اٹھ کھڑے ہوئے اور معاملہ پہلی صورت پر قائم رہا' پھر ہم جمعہ کے روز' عصر کے بعد' نائب السلطنت کے طلب کرنے پر اس کے پاس اکٹھے ہوئے تو انہوں نے راضی ہو کر کہا کہ نائب السلطنت کے مطالعہ کے ساتھ خطوط کا جواب جیسے ہوگا تو اس نے ایسا کر دیا اور ایلچی اسے لے کر دیار مصر کو روانہ ہو گیا پھر اسی طرح ہم جمعہ کے روز نماز کے بعد ۱۵ ربیع الآخر کو دار العدل میں اکٹھے ہوئے اور تینوں قضاۃ اور دوسرے لوگوں کی جماعت بھی حاضر ہوئی اور نائب السلطنت نے قضاۃ اور قاضی الشافعیہ کے درمیان جو مصر میں تھا' مصالحت کی کوشش کی جس سے اختلاف پیدا ہو گیا اور طویل گفتگو ہوئی' پھر ان میں سے ایک جماعت کے دل اس بات پر مطمئن ہو گئے جس کا ذکر ہم ابھی آئندہ ماہ میں کریں گے۔

اور یکم ربیع الآخر کو معلم داؤد کی وفات ہوگئی جو فوج کا ناظر تھا اور آخر وقت تک کچہریوں کی نگرانی بھی اس کے پاس رہی اور یہ دو کام اس کے لیے اکٹھے ہوگئے اور میرے علم کے مطابق یہ دونوں کام اس سے قبل کسی کے لیے اکٹھے نہیں ہوئے اور وہ فوج کی نگرانی کا بڑا ماہر اور اس کے جوانوں کے ناموں اور جاگیروں کے مقامات کو سب سے زیادہ جاننے والا تھا اور اس کا والد' فوج کے ناظروں کا نائب تھا اور وہ قرائی یہودی تھا' پس اس کا یہ بیٹا اس کی وفات سے دس سال قبل مسلمان ہو گیا اور اس کا ظاہر اچھا تھا اور اللہ تعالیٰ اس کے اندرونے اور نیت کو بہتر جانتا ہے اور وہ اپنی وفات سے ایک ماہ قبل بیمار ہو گیا' اور آج اس کی وفات ہوگئی اور جامع اموی میں قبۃ النسر کے سامنے عصر کے بعد اس کا جنازہ پڑھا گیا' پھر اُسے اس قبر کی طرف لے جایا گیا جو اس نے حوش کے بستانہ میں تیار کی تھی اور اس کی عمر تقریباً پچاس سال تھی۔

اور اس ماہ کے اوائل میں سلطانی حکم آیا کہ نصاریٰ کی عورتوں سے قبل ازیں ٹیکس کے ساتھ جو کچھ لیا گیا ہے اُسے واپس کیا جائے اور یہ سب ظلم ہے' لیکن عورتوں سے لینا بہت برا اور انتہائی ظلم ہے واللہ اعلم۔ اور اس ماہ کی پندرہ تاریخ کو سوموار کے روز نائب السلطنت نے ذمیوں کے باغات میں اچانک حملہ کرنے کا حکم دیا اور اس نے ان میں گھڑوں اور مٹکوں میں کشید کی ہوئی شراب پائی پس ان سب کو یوں بہا دیا گیا کہ کوچوں اور راستوں میں بہہ پڑی اور نہر قوزا اس سے رواں ہوگئی اور جن ذمیوں کے ہاں یہ پائی گئی اس نے ان سے بہت سے مال کا مطالبہ کیا حالانکہ وہ ٹیکس کے ماتحت تھے اور کچھ دنوں بعد' شہر میں اعلان کیا گیا کہ ذمیوں کی عورتیں' مسلمان عورتوں کے ساتھ حماموں میں داخل نہ ہوں' بلکہ اپنے مخصوص حماموں میں داخل ہوں۔ اور ذمیوں کے مرد مسلمان مردوں کے ساتھ داخل ہوں تو کفار کی گردنوں میں علامات ہوں۔ جن سے وہ پہچانے جائیں یعنی گھنٹیاں اور انگوٹھیاں وغیرہ ہوں اور اس نے ذمیوں کی عورتوں کو حکم دیا عورت اپنے موزے پہنے جو رنگ میں یک دوسرے سے مخالف ہوں' یعنی ایک سفید اور دوسرا زرد ہو۔ وغیر ذلک۔

اور ۱۹ ربیع الآخر جمعہ کے روز' اس نے تینوں اور مفتیوں کی جماعت کی طلب کیا' پس شافعی کی جانب سے اس سے دونوں نائب یعنی قاضی شمس الغزی اور قاضی بدالدین بن وہبہ' اور شیخ جمال الدین بن قاضی الزبدانی اور مصنف شیخ عماد الدین بن کثیر اور شیخ بدر الدین حسن الزرعی اور شیخ تقی الفارقی' اور دوسری جانب سے دونوں قاضی القضاۃ جمال الدین مالکی اور حنبلی اور شیخ شرف الدین بن قاضی الجبل حنبلی اور شیخ جمال الدین ابن الشریشی اور شیخ عزالدین بن حمزہ بن شیخ السلامیہ حنبلی اور عماد الدین الجنائی کو طلب کیا گیا' پس میں نے نائب السلطنت کے ساتھ اس میدان میں ملاقات کی جو دار السعادۃ کے ایوان صدر میں ہے اور نائب السلطنت صدر مقام پر بیٹھا اور ہم اس کے اردگرد بیٹھ گئے اور اس نے سب سے پہلے یہ بات کہی کہ ہم ترک اور دوسرے لوگ جب

آپس میں اختلاف کرتے اور جھگڑتے تو ہم علماء کو لاتے اور وہ ہمارے درمیان صلح کروادیتے اور اب ہماری حالت ہوگئی ہے کہ جب علماء اختلاف کریں اور جھگڑیں تو ان کے درمیان کون صلح کروائے؟ اور اس نے شافعی کو بڑا بھلا کہنے والے کو زجروتوبیخ کی جیسا کہ ان اقوال وافعال کو بیان کیا چکا ہے جو ان اوراق وغیرہ میں لکھے تھے اور یہ بات ہمارے دشمنوں کے دلوں کو ٹھنڈا کرے گی اور اس نے قضاۃ کو ایک دوسرے سے صلح کرنے کا مشورہ دیا تو بعض نے کان نہ دھرا اور انکار کیا اور بعض حاضرین کے درمیان باہم مناقشات شروع ہوگئے پھر مسائل کے بارے میں بحث ہوگئی' پھر بالآخر نائب السلطنت نے کہا کیا تم نے اللہ کے قول (**عفا اللّٰہ عما سلف**) کو نہیں سُنا' اس موقع پر دل نرم ہوگئے اور اس نے سیکرٹری کو حکم دیا کہ وہ اس کے مضمون کو مطالعہ کے لیے دیار مصر کی طرف لکھے' پھر ہم اسی حالت میں باہر نکل آئے۔

قاضی القضاۃ السبکی کی دمشق کی طرف واپسی:

۲۹ر جمادی الاولیٰ بدھ کے روز' آپ الکسوہ کی جانب سے آئے اور اعیان کی ایک جماعت نے الصمین اور اس کے اُوپر کے علاقے تک آپ کا استقبال کیا اور جب آپ الکسوۃ پہنچے تو لوگ بہت زیادہ ہوگئے اور قاضی القضاۃ حنفیہ شیخ جمال الدین بن السراج ان کے نزدیک ہوئے اور جب آپ شحورا کی گھاٹی پر چڑھے تو بے شمار لوگوں نے آپ کا استقبال کیا اور شمعیں جلائی گئیں' حتیٰ کہ عورتوں کے پاس بھی شمعیں تھیں اور لوگ بہت خوشی میں تھے۔ اور جب آپ الجسورہ کے قریب ہوئے تو جوامع کے ساتھ خلیفین کی مخلوق نے آپ کا استقبال کیا اور مؤذن تکبیر کہہ رہے تھے اور لوگ بہت خوشی میں تھے اور جب آپ باب النصر کے نزدیک آئے تو بہت بارش ہوئی اور آپ کے ساتھ اسقدر لوگ تھے جو راستوں میں سما نہ سکتے تھے' وہ آپ کے لیے دعا کر رہے تھے اور آپ کی آمد سے شادمان تھے' پس آپ نے دارالسعادۃ میں داخل ہو کر نائب السلطنت کو سلام کیا' پھر عصر کے بعد جامع میں داخل ہوئے' اور آپ کے ساتھ بہت سی شمعیں اور عوام سے زیادہ رؤساء تھے' اور جب ۱۲ر جمادی الآخرۃ کو جمعہ کا دن آیا تو قاضی القضاۃ السبکی دارالسعادۃ کی طرف گئے' اور نائب السلطنت نے دوضیوں مالکی اور حنبلی کو بلایا اور ان کے درمیان مصالحت کروائی' اور وہ اس کے ہاں سے تینوں جامع کی طرف پیدل گئے اور دارالخطابت میں داخل ہوگئے اور وہاں پر اکٹھے ہوئے۔ اور شافعی نے ان دونوں کی ضیافت کی پھر دونوں اس کے فصیح و بلیغ اور پُر خطبہ میں حاضر ہوئے پھر تینوں اُٹھے مالکی کے گھر کی طرف گئے اور وہاں اکٹھے ہوئے اور وہاں مالکی نے جو کچھ میسر تھا اس سے ان کی ضیافت کی واللہ الموفق للصواب۔

اور اس ماہ کے اوّل میں' دیار مصر سے سلطانی احکام آئے کہ امیر اپنی جاگیر سے نصف اپنے لیے اور نصف اپنے سپاہیوں کے لیے مقرر کرے جس سے فوج کو بہت آسائش اور عدل حاصل ہوا۔ نیز یہ کہ وہ فوجوں کو تیار کرے' اور وہ دوڑنے اور تیراندازی کا شوق اختیار کریں اور وہ تیار ہیں۔ جب ان سے مدد مانگی جائے وہ روانہ ہوجائیں۔ پس وہ اس کے لیے تیار ہوگئے۔ اور فرنگیوں سے جنگ کرنے کے لیے آمادہ ہوگئے' جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَعَدُوَّكُمْ﴾ اور حدیث میں لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر پر فرمایا' آگاہ رہو بلاشبہ قوت تیراندازی ہے' اور ایک دوسری حدیث میں ہے۔ تیراندازی کرو اور سواری کرو' اور تمہارا تیراندازی کرنا مجھے زیادہ پسند ہے۔

اور سوموار کے روز ظہر کے بعد' دیار مصر سے آمدہ حکم کے مطابق قاضی جمال الدین المردادی حنبلی کی رسوائی کے لیے دارالسعادۃ میں ایک میٹنگ ہوئی اور اس کی وجہ یہ تھی کہ اس کی مجلس کے بہت سے گواہ' اوقاف کی فروخت کے بارے میں اس پر اعتماد

نہیں کرتے تھے جس میں مذہب کی شرائط موجود نہیں کیا گیا تھا اسی طرح اس میں کچھ شواہد بھی ثابت کی گئی تھیں۔

دیارِ مصر میں امراء کے درمیان معرکہ آرائی:

جمادی الآخرہ کے آخری عشرے میں اطلاع آئی کہ بعض امراء نے امیر سیف الدین طیبغا الطویل کے ساتھ مل کر امیر کبیر یلبغا الخاصکی کے خلاف بغاوت کردی ہے اور وہ قبۃ النصر کی طرف ان کے مقابلہ کے لیے گیا اور انہوں نے وہاں اس سے مڈبھیڑ کی اور ایک جماعت قتل ہوگئی اور دوسرے زخمی ہوگئے اور طیبغا الطویل کے زخمی ہوکر گرفتار ہونے پر معاملہ ختم ہوگیا۔ اور ارغون السعر دی الدویدار اور بہت سے ہزاری اور طبلخانی امیر گرفتار ہوگئے اور بڑی گڑ بڑ ہوگئی' اور اس میں امیر کبیر یلبغا کی عزت ونصرت قائم رہی۔ وللہ الحمد والمنتہ۔ اور ۲؍رجب ہفتے کے روز' امیر سیف الدین بیدمر جو دمشق کا نائب تھا' امیر یلبغا کے طلب کرنے پر دیارِ مصر کی طرف گیا تا کہ وہ اُسے فرنگیوں سے لڑنے کے لیے سمندر میں داخل ہونے اور قبرص کو فتح کرنے کے لیے تاکیدی حکم دے۔ واللہ اعلم۔

بغداد سے متعلقہ بات:

مجھے شیخ عبدالرحمٰن بغدادی نے جو بغداد کے ایک رئیس اور تاجر تھے' اور شیخ شہاب الدین عطار بغدادی نے' جو گھاٹ کے دلال تھے' بتایا جب شاہ عراق وخراسان ملک اویس نے بغداد کو مرجان خصی کے ہاتھ سے واپس لیا تو اس نے اُسے بلایا اور اس کے عزت کی اور اس سے بھلائی کی اور دونوں نے اس امر پر اتفاق کیا کہ وزیر کا بھائی امیر احمد فتنہ کی جڑ ہے۔ پس سلطان نے اُسے اپنے سامنے بلایا' اور اس کے پیٹ میں چھری مار کر اُسے پھاڑ دیا اور ایک امیر نے اُس کے حکم سے اُسے قتل کر دیا جس سے اہل سنت کو بڑی فتح حاصل ہوئی اور باب الازج کے باشندوں نے اس کی لکڑی کو لے کر اُسے جلا دیا اور حالات سکون پذیر ہوگئے اور شیخ جمال الدین انباری کے قتل سے راحت پائی جسے رافضی وزیر نے قتل کر دیا تھا۔ اور اس کے بعد جلد ہی اللہ تعالیٰ نے اُسے ہلاک کر دیا۔

قاضی القضاۃ عزالدین عبدالعزیز بن حاتم الشافعی کی وفات:

اور ماہ شعبان کے پہلے عشرے میں دیارِ مصر سے قاضی القضاۃ بدرالدین محمد ابن جماعۃ کے مکہ میں ۱۰؍جمادی الآخرۃ کو وفات پانے کی خبر آئی اور ۱۱؍جمادی الآخرۃ کو آپ کو باب المعلی میں دفن کیا گیا' اور مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ آپ نے قرآن پڑھتے ہوئے وفات پائی اور شیخ محی الدین الرجبی کے دوست نے مجھے بتایا کہ آپ اکثر فرمایا کرتے تھے میں معزول ہونے کی صورت میں مرنا چاہتا ہوں اور یہ کہ میری وفات حرمین میں سے کسی ایک جگہ پر ہو۔

پس اللہ نے آپ کی خواہش کو پورا کر دیا' آپ نے گزشتہ خود کو معزول کر دیا اور مکہ کی طرف ہجرت کر گئے' پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کو مدینہ آئے پھر مکہ کو واپس چلے گئے اور وہیں مذکورہ وقت میں وفات پا گئے' اللہ آپ پر رحم فرمائے اور آپ کی قبر کو اپنی رحمت سے شادکام کرے' آپ ۶۹۴ھ کو پیدا ہوئے۔ اور ۷۳ سال کی عمر میں وفات پا گئے اور آپ نے دنیا میں عزت بڑی سربلندی' مناصب اور بڑی بڑی تدارلیس حاصل کیں' پھر خود معزول کر دیا اور عبادت اور حرمین شریفین کی مجاورت کے لیے فارغ ہوگئے اور جیسا کہ میں نے ایک مرثیہ میں کہا ہے۔ آپ کے متعلق کہا جاتا ہے

گویا کہ تجھے موت کا علم دیا گیا تھا' حتیٰ کہ تو نے اس کے لیے بہترین زاد لے لیا ہے۔ اور ۹؍شوال کو التبرک بشارۃ ملقب بہ میخائیل میرے پاس آیا اور اس نے مجھے بتایا کہ شام میں المطارنہ نے اس کی بیعت کر لی ہے اور انہوں نے تبرک کو دمشق میں النطا کیہ

کے التبرک کا عوض بنالیا ہے اور میں نے اسے بتایا کہ یہ بات ان کے دین میں بدعت ہے۔

بلاشبہ تبارک چار ہیں اور اسکندریہ' اقدس' انطاکیہ اور رومیہ میں پس رومی تبرک استنبول میں منتقل ہو گیا اور استنبول ہی قسطنطنیہ ہے اس وقت بہت سے لوگوں نے انہیں ملامت کی اور اس وقت جو انہوں نے بدعت اختیار کی یہ اس سے بڑی تھی' لیکن اس نے عذر کیا کہ وہ فی الحقیقت انطاکیہ کا تبرک ہے اور اسے شام میں قیام کرنے کی وجہ سے اجازت دی گئی ہے کہ اسے نائب السلطنت نے حکم دیا ہے کہ وہ اس کی طرف سے اور اپنے اہل ملت کی طرف سے حاکم قبرص کو خط لکھے اور اسے اس رسوائی' عذاب اور گناہ کے متعلق بتائے جوان پر حاکم قبرص کے اسکندریہ شہر پر ظلم کرنے کے باعث نازل ہوا ہے' اور اس نے میرے سامنے وہ خطوط پیش کئے جو اس کی طرف اور حاکم استنبول کی طرف آئے تھے اور انہیں پڑھا' اس کے الفاظ تھے' اللہ اس پر لعنت کرے اور جن کی طرف خط بھیجا گیا ہے ان پر بھی لعنت کرے اور میں نے اس کے ساتھ ان کے دین اور ان نصوص کے بارے میں گفتگو کی' جن پر تینوں فرقے اعتقاد رکھتے ہیں اور وہ ملکیہ' یعقوبیہ اور نسطوریہ ہیں اور فرنگی اور قبطی' یعقوبیہ سے متعلق رکھتے ہیں' پس وہ سمجھ رکھتا ہے' لیکن اس کا حاصل یہ ہے کہ وہ اکفر الکفار میں سے ایک گدھا ہے' اللہ اس پر لعنت کرے۔

اور اس ماہ ہمیں اطلاع ملی کہ سلطان اویس ابن شیخ حسن شاہ عراق وخراسان نے بغداد کو مرجان خصی کے ہاتھ سے واپس لے لیا ہے' جو ان دونوں شہروں پر اس کا نائب تھا اور اس نے اویس کی اطاعت سے انکار کیا پس وہ بڑی افواج کے ساتھ اس کے مقابلہ میں آیا' اور مرجان بھاگ گیا اور اویس بغداد میں بڑی ہیبت کے ساتھ آیا اور وہ قیامت کا دن تھا اور ۲۷ رشعبان ہفتے کے دن امیر سیف الدین بیدمرڈاک کے گھوڑے پر دیار مصر سے ہزاری امیر اور دمشق میں یلبغا کی تمام کچہریوں کا نائب' اور امیر البحر اور جہازوں کے بنانے کا امیر بن کر آیا' پس جب وہ آیا تو اس نے تمام لکڑی چیرنے والوں ترکھانوں اور لوہاروں کو جمع کرنے اور انہیں لکڑیاں کاٹنے کے لیے بیروت بھجوانے کا حکم دیا۔ پس انہیں ۲ ررمضان بدھ کے روز بھجوایا گیا اور وہ وہاں پر ان سے ملنے کا عزم کئے ہوئے تھا' پھر انہوں نے دوسرے ترکھانوں' لوہاروں اور باربرداروں کو ان کے پیچھے بھجوایا اور وہ جس گدھے سوار کو دیکھتے اُسے اتار کر البقاع کی طرف بھیج دیتے اور انہوں نے ان کے لیے کاریگروں کو بیکار لیا۔ اور بڑی گڑبڑ ہوگئی اور ان کے خاندان اور اطفال رو پڑے اور انہیں ان کی مزدوری سے کچھ قرض نہ دیا گیا اور مناسب یہ تھا کہ انہیں قرض دیا جاتا' تاکہ وہ اُسے اپنے بچوں کے لیے چھوڑ جاتے۔

اور برہان الدین المقدسی نے حکمنامے کے مطابق اور نائب صغد استدمر کے حکم کے مطابق جو یلبغا کا بھائی تھا' جامع دمشق میں' تقی الدین ابن قاضی القضاۃ شرف الدین الکفری کا بجائے خطبہ دیا' اور یہ بات اس پر اور اس کے دادا پر اور اس کی جماعت پر گراں گزری اور یہ ۴ ررمضان جمعہ کا دن تھا اور اس کے پاس بہت سے لوگ آئے۔ اور اس ماہ کی ۲۴ رتاریخ کو جمعرات کے روز' قاضی القضاۃ جمال الدین المرداوی کی بجائے حنابلہ کی قضاۃ کے لیے قاضی القضاۃ شرف الدین بن قاضی الجبل کا حکم نامہ پڑھا گیا' وہ اور مالکی کچھ امور کے باعث جو قبل ازیں ان کی طرف منسوب کیے گئے تھے معزول کر دیئے گئے اور محراب حنابلہ میں حکمنامہ پڑھا گیا اور حنفی اور شافعی اس کے پاس حاضر ہوئے اور مالکی' غربی مینار کے صحن میں معتکف تھا' اور وہ ان کے پاس نہ گیا' کیونکہ وہ قاضی حماۃ کے مشورے کے مطابق معزول تھا اور الصالحیہ وغیرہ میں گڑبڑ اور شرور پیدا ہو گئے۔ اور ۳۰ ررمضان بدھ کی صبح کو اس نے قاضی القضاۃ سری الدین اسماعیل مالکی کو خلعت دیا' جو قاضی القضاۃ جمال المسلاتی مغرول کی بجائے حماۃ سے مالکیہ کی قضا پر آئے

تھے اور ان کا حکم [illegible] میں پڑھا گیا اور قضاۃ واعیان اس کے پاس حاضر ہوئے۔

اور ۷ رشوال بدھ کی صبح کو امیر خیار بن مہنا سمع واطاعت کرتا ہوا دمشق آیا اس سے قبل اس کے اور فوجوں کے درمیان طویل جنگیں ہوئیں اور یہ سب کچھ اس وجہ سے تھا کہ وہ فراخ زمین کو پامال کر دے پس اس نے گرفتاری' قید اور قتل کے خوف سے انکار کیا اور اس کے بعد آج کے دن وہ دیار مصر کو جانے کے لیے آیا تاکہ امیر کبیر یلبغا کے ساتھ صلح کرے سوحاجبوں' المہمندار یہ اور مخلوق نے اس کا استقبال کیا' اور لوگ کشادگی کے لیے نکلے اور وہ قصر ابلق میں اترا اور اس کے ساتھ حماۃ عمر شاہ بھی آیا اور اس کے ساتھ اُترا اور دوسرے دن اس کے ساتھ دیار مصر کو چلا گیا اور قاضی ولی الدین عبداللہ وکیل بیت المال نے اپنے والد قاضی القضاۃ بہاء الدین ابن ابی البقاء کا خط مجھے پڑھایا' جو دیار مصر میں قاضی القضاۃ الشافعیہ تھے' کہ امیر کبیر نے جامع ابن طولون میں نیا درس بنایا ہے' جس میں حنفیہ کے لیے سات مدرس ہیں اور اس نے ہر فقیہ کے لیے ماہانہ چالیس درہم اور ایک اردب[1] گندم مقرر کی ہے۔ اور اس نے اس میں بتایا ہے غیر حنفیوں کی ایک جماعت نے حضرت امام ابوحنیفہ کا مذہب اختیار کر لیا تاکہ وہ اس درس میں اتریں۔

جامع اموی میں تفسیر کا درس:

۲۸ رشوال ۷۶۷ھ کو بدھ کے روز' شیخ علامہ عماد الدین بن کثیر نے اس تفسیر کا درس دیا جسے ملک الامراء نائب السلطنت امیر سیف الدین منکلی بغا رحمہ اللہ نے جامع کے اوقاف سے جسے اس نے اپنی نظارت کے زمانے میں از سر نو تعمیر کیا تھا' اللہ اُسے اس کا بدلہ دے اور اس نے دیگر مذاہب کے پندرہ طلب علموں کو مقرر کیا' ہر طالب علم کو ماہانہ دس درہم ملتے تھے اور دہرائی کرانے والے کو بیس درہم اور کاتب الغیبۃ کو بیس اور مدرس کو ۸۰ درہم ملتے تھے اور جب میں نے اُسے درس میں حاضر ہونے کے لیے بلایا تو اس نے صدقہ دیا اور حاضر ہوا اور قضاۃ واعیان جمع ہوئے اور آپ نے سورۂ فاتحہ کی تفسیر سے آغاز کیا اور وہ جشن کا دن تھا۔

حنابلہ[2] کے قضاۃ شیخ شرف الدین احمد بن الحسن بن قاضی الجبل المقدسی اور کچہریوں کا ناظر سعد الدین بن التاج اسحاق تھا اور فتح الدین بن الشہید سیکرٹری تھا' نیز وہ شیخ الشیوخ بھی تھا' اور شامی افواج کا ناظر برہان الدین بن الحلی اور بیت المال کا وکیل' قاضی ولی الدین بن قاضی القضاۃ بہاء الدین ابوالبقاء تھا۔

دیار مصر کی طرف نائب السلطنت کا سفر:

۲۱ رتاریخ کی شب کو طشتمر دویدار یلبغا ڈاک کے گھوڑے پر آیا اور دار السعادۃ میں اترا' پھر وہ نائب السلطنت عشاء کے بعد مشعلوں کے ساتھ سوار ہوئے اور حاجب ان کے آگے آگے تھے اور لوگ اپنے نائب کے لیے دعائیں کر رہے تھے اور وہ اسی طرح دیار مصر کو چلے گئے اور یلبغا نے اس کا اکرام کیا اور اس پر نوازش کی اور اس سے اپیل کی کہ وہ بلاد حلب میں رہے تو اس نے اس کی بات مان لی' اور سنجر اسماعیلی کے گھر میں اترا اور وہاں سے حلب کو چلا گیا اور میں نے وہاں اس سے ملاقات کی اور لوگوں نے اس کے غم کیا۔ اور غیر

---

[1] اردب' ایک پیمانے کا نام ہے جس میں ۲۴ صاع غلہ آتا ہے۔ (مترجم)

[2] استنبول کے نسخوں میں ایسے ہی ہے اور مصری نسخے کے اصل صاف شدہ نصف صفحے میں بھی یہی ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ یہ کلام ابن کثیر کے شاگرد کا ہے اور آغاز سال میں کلام میں غلطی پائی جاتی ہے۔

حاضر کی میں امیر سیف الدین زبالہ نے نیابت کی تو آنکہ نائب المعز السیفی قشتمر عبدالغنی آیا جیسا کہ ابھی بیان ہوگا اور قاضی شمس الدین بن منصور حنفی نے ۲۳؍محرم کو بدھ کے روز وفات پائی' جو نائب الحکم تھا اور باب الصغیر میں دفن ہوا اس کی عمر ۸۰؍سال کے قریب تھی۔

اور آج سے دن یا اس کے بعد دوسرے دن قاضی شہاب الدین احمد ابن الوزوازہ نے جو الصالحیہ میں ناظر الاوقاف تھے' وفات پائی اور ۳؍صفر جمعہ کی صبح کو شہر میں اعلان کیا گیا کہ حلقہ کا کوئی سپاہی بیروت کی طرف جانے سے پیچھے نہ رہے پس اس کام کے لیے لوگ جمع ہو گئے اور لوگوں نے جلدی کی اور فوج المزہ کے میدان میں ہتھیار بند تھی اور ملک الامراء امیر علی' جو شام کا نائب تھا' اپنے گھر سے جو باب الجابیہ کے اندر ہے ایک جماعت کے ساتھ جو اچھی ہیئت کے ساتھ ہتھیار بند تھی' بڑی شان وشوکت کے ساتھ نکلا اور اس کا بیٹا امیر ناصر الدین محمد اور اس کی تلاش کرنے والی فوج بھی اس کے ساتھ تھی اور نائب الغیبتہ اور حاجب اس کے خیمے میں اس کے پاس آئے اور معاملے کے بارے میں اس سے مشورہ کیا اس نے کہا یہ کوئی معاملہ نہیں ہے' لیکن جب جنگ وقتال ہوگا تو وہاں میرے لیے معاملہ ہوگا' اور بہت سے لوگ رضا کارانہ طور پر نکلے اور قاضی القضاۃ الدین شافعی نے حسب دستور جمعہ کے روز لوگوں سے خطاب کیا اور انہیں جہاد کی ترغیب دی اور اس نے اپنے غلاموں کی ایک جماعت کو خود اور زرہیں پہنائیں' اور وہ لوگوں کے ساتھ بیروت کی طرف روانگی کا عزم کیے ہوئے تھا' اور جب اس دن کا آخری حصہ آیا تو لوگ اپنے گھروں کو واپس آ گئے اور اطلاع آئی کہ سمندر میں جو کشتیاں دیکھی گئی تھیں وہ تاجروں کی کشتیاں تھیں' جنگی کشتیاں نہیں تھیں' پس لوگوں کے دل خوش ہو گئے' لیکن ان کی عظیم تیاری واضح ہوگئی۔ اور ۵؍صفر اتوار کی شب کو' امیر سیف الدین شرشی کو جو آخر وقت تک حلب کا نائب تھا عشاء کے بعد نگرانی میں دمشق کے دار السعادۃ میں لایا گیا اور اُسے حلب سے معزول کر کے بغیر کسی کام کے طرابلس بھجوا دیا گیا۔ اور امیر علاء الدین بن صبح کے ساتھ سرجین میں بھیجا گیا۔ اور ہمیں شیخ جمال الدین نباتہ کے دیار مصر میں ملک منصور قلادون کے ہسپتال میں وفات پانے کی خبر ملی آپ اپنے زمانے کے شعراء کے علمبردار تھے اور یہ اس سال کے ۷؍صفر منگل کے دن کا واقعہ ہے اور اس کی آٹھ تاریخ کی رات السد کی جیل کے قیدی اپنے جیل خانے سے بھاگ گئے اور ان کی اکثریت باہر نکل گئی اور اس دن کی صبح کو والیوں نے ان کے پیچھے آدمی بھیجے اور بھگوڑوں کی اکثریت گرفتار کر لی گئی اور انہوں نے انہیں بہت مارا اور انہیں برے ٹھکانے کی طرف واپس کر دیا۔

اور اس ماہ کی پندرہ تاریخ بدھ کے روز' شہر میں اعلان کیا گیا کہ بنارقہ' حبوبتہ اور کیتلان کے فرنگی کاروبار نہ کریں آج کے دن آخری حصے میں' میں نے امیر زین الدین زبالہ نائب الغیبتہ سے ملاقات کی جو دار الذہب میں فروکش تھا اور اس نے مجھے بتایا کہ ایلچی نے اُسے اطلاع دی ہے کہ حاکم قبرص نے نجوم میں دیکھا ہے کہ قبرص ماخوذ ہونے والا ہے' پس اس کے پاس جو مسلمان قیدی تھے' اس نے ان کی دو کشتیاں یلبغا کی طرف بھیج دیں اور اپنے ملک میں اعلان کر دیا کہ جس نے کسی چھوٹے یا بڑے مسلمان کو چھپایا اُسے قتل کر دیا جائے گا اور اس کا ارادہ یہ تھا کہ کوئی قیدی باقی نہ رہے اور وہ سب کو بھجوا دے۔

اور اس ماہ کی پندرہ تاریخ کو دن کے آخری حصے میں قاضی القضاۃ جمال الدین المسلاتی المالکی جو مالکیہ کے قاضی تھے اور گزشتہ سال کے رمضان کے آخر میں معزول ہو گئے تھے' دیار مصر سے آئے اور حج کیا پھر دیار مصر کو روانہ ہو گئے اور اس میں داخل ہوئے کہ شائد وہ مدد مانگیں لیکن انہیں قبولیت نہ ملی۔ اور ایک حاجب نے ان پر دعویٰ کر دیا' جس سے انہیں تکلیف پہنچی' پھر شام کو چلے گئے اور جامع کے شمال میں الکاملیہ کے قبرستان میں اترے پھر بیمار ہو کر اپنی بیٹی کے گھر میں منتقل ہو گئے اور مطالبات' دعاوی اور

[illegible] کے بارے میں بہت تھیں [illegible]

اور اتوار کے روز عصر کے بعد امیر سیف الدین طیبغا الطویل قدس شریف سے دمشق آیا۔ اور قصر ابلق میں اترا اور دو یا تین دن بعد دیارِ مصر کے حکم کے مطابق حماۃ کی نیابت کے لیے چلا گیا۔ اور اطلاعات آئیں کہ دمشق کی نیابت کی بجائے امیر سیف الدین منکلی بغا کو حلب کی نیابت سپرد کر دی گئی ہے اور اسے دیارِ مصر میں بہت عزت اور مال جزیل اور گھوڑے اور ساز وسامان اور بے شمار تحائف حاصل ہوئے اور یہ کہ امیر سیف الدین قشتمر عبدالغنی جو مصر میں حاجب الحجاب تھا دمشق میں ٹھہر گیا ہے اور اس کے بجائے امیر علاء الدین طیبغا کو جو یلبغا کے گھر کا استاد تھا حجابت دے دی گئی ہے اور تینوں کو ایک ہی دن خلعت دیئے گئے۔

اور ۱۱ ربیع الاول اتوار کے روز شہر میں مشہور ہو گیا کہ اسکندریہ شہر میں بھی فرنگیوں والا قضیہ ہوا ہے اور دیارِ مصر سے ایلچی اس کی اطلاع لے کر آیا ہے پس دمشق میں جو فرنگی تھے ان کی نگرانی کی گئی اور انہیں قلعہ میں قید کر دیا گیا اور ان کے ذخائر پر قبضہ کر لیا گیا اور اسی روز قاضی القضاۃ تاج الدین الشافعی نے مجھے بتایا کہ بناوقہ کے فرنگیوں کی سات کشتیاں اسکندریہ آئیں اور انہوں نے وہاں خرید وفروخت کی اور امیر کبیر یلبغا کو اطلاع ملی کہ ان سات کشتیوں میں سے ایک حاکم قبرص کی طرف گئی ہے اور ان کے فرنگیوں کو پیغام بھیجا کہ وہ اس کشتی کو چھوڑ دیں۔ انہوں نے اس سے انکار کیا اور جلدی سے اپنی کشتیوں کی طرف بڑھے تو اس نے ان کے پیچھے جانبازوں سے بھرے ہوئے آٹھ جنگی جہاز بھیجے اور انہوں نے ان سے مڈبھیڑ کی اور فرنگی سمندر میں تھے پس فریقین میں سے بہت سے لوگ مارے گئے لیکن فرنگیوں سے زیادہ مارے گئے اور اپنے سامان سمیت بھاگ گئے اور امیر علی جو دمشق کا نائب تھا وہ بھی ایک مبارک فوج کے ساتھ بڑی شان وشوکت سے آیا اور اس کے ساتھ اس کے بیٹے اور غلام بھی تھے پس امیر علی واپس چلا گیا اور مستقل نائب السلطنت رہا حتیٰ کہ اس نے بیروت کے بارے میں غور وفکر کیا اور جلد واپس آ گیا اور مجھے اطلاع ملی ہے کہ فرنگی جنگ کرتے ہوئے طرابلس آئے اور انہوں نے بندرگاہ سے مسلمان کی ایک کشتی پکڑ لی اور اسے لوگوں کے دیکھتے دیکھتے جلا دیا اور وہ ان کو روکنے اور ہٹانے کی سکت نہ رکھتے تھے اور فرنگیوں نے واپسی پر حملہ کر دیا اور تین مسلمانوں کو قیدی بنا لیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

امیر کبیر یلبغا کا قتل:

ہمیں دمشق میں ۱۷ ربیع الاول سوموار کی شب کو دو قیدیوں کے ذریعے جو دیارِ مصر سے ڈاک کے گھوڑے پر آئے تھے اس کے قتل کی اطلاع ملی انہوں نے بتایا کہ وہ اس ماہ کی بارہ تاریخ کو بدھ کے روز قتل ہوا ہے اس کے غلاموں نے ایک دوسرے کی مدد کی اور اسے اسی روز قتل کر دیا اور حکومت تبدیل ہو گئی اور ہزاری اور طبلخانی امراء کی ایک بہت بڑی جماعت کو گرفتار کر لیا گیا اور حالات بہت خراب اور مشکل ہو گئے اور امیر سیف الدین طیتمر نظامی نے قضیہ کے بوجھ کی ذمہ داری لے لی۔ اور سلطان کا پہلو مضبوط ہو گیا اور وہ راہ راست پر چلا اور مصر میں جو کچھ ہوا اس سے اکثر امراء خوش ہوئے اور نائب السلطنت بیروت سے دمشق آیا اور اس نے خوشی کے شادیانے بجانے اور شہر کو آراستہ کرنے کا حکم دیا تو ایسے ہی کیا گیا اور قلعہ منصورہ میں جو فرنگی تھے انہیں رہا کر دیا گیا اور لوگوں کو یہ بات اچھی نہ لگی۔ یہ موجودہ تاریخ کا آخری واقعہ ہے۔

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَصَلٰوةُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَّآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ.



التماس سورہ فاتحہ برائے تمام مرحومین

۱] شیخ صدوق
۲] علامہ مجلسی
۳] علامہ ساغر حسین
۴] علامہ سید علی نقی
۵] بیگم و سید عابد علی رضوی
۶) بیگم و سید احمد علی رضوی
۷) بیگم و سید رضا امجد
۸) بیگم و سید علی حیدر رضوی
۹) بیگم و سید سجاد حسن
۱۰) بیگم و سید مردان حسین جعفری
۱۱) بیگم و سید جبار حسین
۱۲) بیگم و مرزا توحید علی
۱۳) سید حسین عباس فرحت
۱۴) بیگم و سید جعفر علی رضوی
۱۵) سید غلام حسین زیدی
۱۶) سیدہ زاہدہ
۱۷) سیدہ رضویہ خاتون
۱۸) سید مجھ الحسن
۱۹) سید مبارک رضا
۲۰) سید تہنیت حیدر نقوی
۲۱) بیگم و مرزا محمد ہاشم
۲۲) سید باقر علی رضوی
۲۳) بیگم و سید باسط حسین
۲۴) سید عرفان حیدر رضوی
۲۵) بیگم و اخلاق حسین
۲۶) سید ممتاز حسین
۲۷) بیگم و سید اختر عباس
۲۸) سید محمد علی
۲۹) سیدہ رضیہ سلطان
۳۰) سید مظفر حسنین
۳۱) سید باسط حسین نقوی
۳۲) علامہ محی الدین
۳۳) سید ناصر علی زیدی
۳۴) سید وزیر حیدر زیدی
۳۵) ریاض الحق
۳۶) خورشید بیگم
۳۷) محمد علی
۳۸) غلام سجاد بخش
۳۹) بیگم و سید شمشاد حسین